بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رفعت قرآن

جلد سوم

ڈاکٹر زہرا بتول

ایسوی ایٹ پروفیسر آئی بی ٹی علما یونیورسٹی

اسسٹنٹ پروفیسر انڈس یونیورسٹی

اسسٹنٹ پروفیسر عثمان انسٹیٹیوٹ آف ٹیکنالوجی کراچی

ایسوسی ایٹ ٹیچر جامعہ کراچی، لیکچرار آغا خان ایجوکیشنل یونیورسٹی کراچی

Fazlee BOOK

جملہ حقوق بہ حق مصنفہ محفوظ ہیں

کتاب: رفعتِ قرآن جلد سوم
مصنفہ: ڈاکٹر زہرا بتول
اشاعت: ۲۰۲۵
صفحات: ۹۰۴
پیشکش: فضلی بک، اردو بازار کراچی۔
021-32633887/
03362633887

انتساب

اس کتاب کا انتساب دسویں امام **سیدنا امام علی نقیؒ** بن تقیؒ بن علی رضاؒ بن موسیٰ کاظمؒ بن جعفر صادقؒ بن باقرؒ بن زین العابدینؒ بن حسینؒ بن علیؓ بن ابی طالب کے نام ہے، آپؒ کی کنیت ابوالحسن جبکہ القابات نقی، ناصح، متوکل، مرتضیٰ اور عسکری ہیں۔

سیدنا امام علی نقیؒ نہایت صابر، شاکر، زاہد، عابد، ساجد اور ذاکر تھے، آپؒ اپنا زیادہ وقت عبادت اور ریاضت میں گزارتے آپؒ مجموعہ اوصاف وکمالات تھے اور آپ کی شخصیت ایثار وسخاوت، عزم وحوصلے، علم ومعرفت اور عدل وانصاف کی جیتی جاگتی تصویر تھی۔

آپؒ محتاجوں، غرباء اور فقراء کی پوشیدہ خبر گیری فرماتے ان کی دیگر ضروریات کے ساتھ ساتھ ان کے کھانے پینے کے انتظامات فرماتے، ضرورت مندوں کی حاجت روی سے آپؒ کو بے حد خوشی ملتی، آپؒ ہمہ وقت فکر آخرت میں محو رہتے چنانچہ اسی غرض سے آپؒ نے اپنے مصلے کی جگہ پر قبر کھدوا رکھی تھی تاکہ آپؒ کسی بھی لمحہ موت کو فراموش نہ کر سکیں تاہم پوچھنے والے جب آپؒ سے اس قبر کے حوالے سے سوال کیا کرتے تو آپؒ نہایت خندہ پیشانی سے فرماتے کے انسان کو ہر حال میں اپنی آخرت کی فکر میں لگے رہنا چاہئے اور اسی کی تیاری کرتے رہنا چاہئے۔

فہرست مضامین

۴۲۔سورہ الشوریٰ (مشورہ)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔16-50

نام ۔شان نزول ۔مضامین ۔اللہ نے عدل وانصاف کی میزان (ترازو) قائم کی ہے۔العدل۔ عدل کے معنی۔حدیث میں عدل بہ معنی فضل اور بہ معنی نفل آیا ہے۔ارشادات خداوندی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات ۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال ۔اہم نکتہ۔انصاف۔ ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔اللہ کی حدود کا قیام۔نیک وزیر۔ ظالم حکومت کا سبب عوام عوام کا ظلم ہے۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔اہم نکتہ۔اللہ جھوٹ کو مٹا دیتے ہیں ۔الکذب ۔جھوٹ ۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔ امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال ۔اہم نکتہ۔ بلند وبالا سمندری جہاز ۔ باہمی مشاورت کے ثمرات۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔وحی/ الہام/ القاء۔حوالہ کتب۔

۴۳۔سورہ الزخرف (سونے کے زیورات)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔51-68۔

نام ۔شان نزول۔مضامین ۔راستوں کی اہمیت۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔ باران رحمت۔بادل۔دین اسلام کی ترویج میں مال داروں کی جانب سے روکاوٹ۔حوالہ کتب۔

۴۴۔سورہ الدخان (دھواں)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔69-74۔

نام ۔شان نزول ۔مضامین ۔دخان ۔تبع۔زقوم کا درخت۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔ حوالہ کتب۔

۴۵۔سورہ الجاثیہ(گھٹنے ٹیک دینا)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔102-75۔

نام۔شانِ نزول۔مضامین۔راح/ریح/ہوا۔راح۔ارشادات خداوندی۔ریح۔

ارشادات خداوندی قوم عاد پر آندھی کے عذاب کی کیفیت۔آندھیوں سے متعلق رسول اللہ صلى الله عليه وآله وسلم کی احادیث نبوی صلى الله عليه وآله وسلم۔گرد بار۔بانجھ ہوا۔کرہ ہوائی۔نظام شمسی میں موجود دیگر سیاروں کی کرہ ہوائی ۔(عطارد۔زھرہ۔ مریخ۔ مشتری۔ زحل۔ یورینس۔ نیپچون۔ پلوٹو)۔جاثیہ۔کافرین،مشرکین،منافقین اور شیاطین کو اللہ روز قیامت جمع فرمائے گا۔حوالہ کتب۔

۴۶۔سورہ الاحقاف(بلند و بالا گول ٹیلہ)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔126-103۔

نام۔شانِ نزول۔مضامین۔رسول اللہ صلى الله عليه وآله وسلم کا ارشاد۔انسان کی پیدائش۔تخلیق انسانی کی مرحلہ وار ترتیب۔حق حضانت۔انسان کی عمر۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلى الله عليه وآله وسلم کے ارشادات۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔اہم نکتہ۔قوم ھود۔

حضرت ھود علیہ السلام۔حضرت ھود علیہ السلام کا شجرہ نسب۔احقاف۔حوالہ کتب۔

۴۷۔سورہ محمد(رسول اللہ صلى الله عليه وآله وسلم کا نام)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔143-127۔

نام۔شانِ نزول۔مضامین۔محمد رسول اللہ صلى الله عليه وآله وسلم۔سیدی محمد صلى الله عليه وآله وسلم (تعریف کیا گیا)۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلى الله عليه وآله وسلم کا ارشاد۔امیر المومنین حضرت علیؑ کا قول۔

اللہ اور رسول اللہ صلى الله عليه وآله وسلم کی اطاعت۔الطاعۃ۔اطاعت۔ارشادات خداوندی۔اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلى الله عليه وآله وسلم کی محبت اور اطاعت۔رسول اللہ صلى الله عليه وآله وسلم کے ارشادات۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال اہم نکتہ۔اعمال صالحہ۔العمل۔عمل۔ارشادات خداوندی۔شہداء کے درجات کے حوالے سے ارشادات نبوی صلى الله عليه وآله وسلم۔رسول اللہ صلى الله عليه وآله وسلم کے ارشادات۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔اہم نکتہ۔حوالہ کتب۔

۴۸۔سورہ الفتح(کامیابی)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔190-144۔

نام۔شانِ نزول۔مضامین۔رسول اللہ صلى الله عليه وآله وسلم کے ارشادات۔فتح مبین۔الفتاح۔

ارشاد خداوندی۔اسم الفتاح کا نظام کائنات میں کردار۔صلح حدیبیہ۔صلح حدیبیہ کے نتائج۔
غزوہ خیبر۔فتح مکہ۔ارشاد خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔امیر المومنین حضرت علیؓ
کے اقوال۔سکینت کا نزول۔تسبیحات۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔موذی چیزوں اور
بیماریوں سے بچانے والا ذکر۔جنت کے پودے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔مبارک کلمہ
کی ادائے گی۔اللہ کا ذکر چھوڑنے کے نقصانات۔ذکر یا تسبیحات کی اقسام۔تسبیحات کے فوائد۔
امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال۔اہم نکتہ۔بیعت کی اہمیت۔خواتین کا طریقہ بیعت۔
صلح حدیبیہ کے موقع پر بیعت۔اللہ کی سنت۔سنت کے لغوی اور اصطلاحی معنی۔
ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال۔
سچا خواب/ رویاء صادقہ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خواب۔سچے خواب یا رویاء صادقہ کی حقیقت اور
اہمیت۔حس خواب۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔رات کے حواس۔حوالہ کتب۔

۴۹۔سورہ الحجرات (حجرہ کی جمع/گھر)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔253-191۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔ادب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔فاسق کی خبر کی تحقیق کا حکم۔فاسق اور
فاجر۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال
اہم نکتہ۔صلح کی اہمیت۔ارشادات خداوندی۔اعمال صالح۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔
امیر المومنین حضرت علیؓ کے ارشاادت۔اہم نکتہ۔لوگوں کا مذاق اڑانا اوران کی عیب جوئی کرنا۔
المز اح/ مزاح/ مذاق اڑانا۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔
امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال۔اہم نکتہ۔العیب/عیب۔ارشاد خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا ارشاد۔امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال۔اہم نکتہ۔بدگمانی/ بدظنی۔ارشادات خداوندی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال۔اہم نکتہ۔تجسس یا جاسوسی
کی ممانیت۔غیبت کی ممانیت۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔
امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال۔اہم نکتہ۔حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا سلام اللہ علیہ

سے تمام انسانوں کی پیدائش اور ان کے قبائل ۔التقویٰ/تقویٰ ۔تقویٰ کی تعریف ۔تقویٰ کا صیغہ اور اس کے لغوی معنی ۔تقویٰ کے اصطلاحی معنی ۔ارشادات خداوندی ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات ۔تقویٰ کے مراتب ۔ارشادات خداوندی ۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات ۔ زہد و تقویٰ ۔موت کے وقت متقین کی کیفیات ۔ امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال ۔اہم نکتہ ۔اسلام اسم السلام کا نظام کائنات میں کردار ۔ارشاد خداوندی ۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات ۔ امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال ۔ اہم نکتہ ۔ ایمان ۔ ارشادات خداوندی ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال ۔
ایمان اور اسلام کا فرق ۔حوالہ کتب ۔

۵۰ ۔سورہ ق (حروف مقطعات)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص ۔254-301 ۔

نام ۔شان نزول ۔مضامین ۔ق ۔آسمان کی بے عیب تخلیق ۔دو دنوں میں آسمان کی تخلیق ۔آسمان دنیا کی مخلوقات ۔سات آسمانوں کے نام ۔آسمان کے اوصاف ۔آسمانوں اور کہکشاؤں میں آنے جانے کے راستوں سے متعلق قرآنی آیات ۔ پانچ اوقات میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں ۔زمین کی تخلیق اور اس کا پھیلاؤ ۔ دو دنوں میں زمین کی تخلیق ۔ چار دنوں میں زمینی مخلوقات کی تخلیق ۔زمینی مخلوقات ۔ پہاڑوں کی پیدائش ۔زیر زمین پہاڑی سلسلے پہاڑوں کا عالمی دن ۔ پہاڑوں کی مختلف رنگت ۔معزز پہاڑ ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات ۔ پہاڑ بھی سانس لیتے ہیں ۔ پہاڑوں کی اقسام ۔ پہاڑوں کے فوائد ۔اللہ تعالی انسان کی رگ جان یعنی حبل الورید سے بھی قریب تر ہے ۔موت کی سختی ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر موت کی سختی ۔موت برحق ہے ۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات ۔تصوف میں جان کنی کے عالم کی وضاحت ۔مردے زندوں سے زیادہ سنتے ہیں ۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال ۔فنا ۔موت کی موت ۔کافروں پر اللہ کی لعنت ۔ادبار السجود ۔حوالہ کتب ۔

۵۱۔سورہ الذاریات (تیز جھکڑ، آندھی)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔386-302۔

نام ۔شان نزول۔مضامین۔بکھیرنے والی ہوا۔آسمانوں اور کہکشاؤں میں آنے جانے کے راستوں سے متعلق قرآنی آیات۔آسمان کے اوصاف۔آسمانی گزرگاہیں۔ھبوط آدم۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا۔واقعہ معراج۔آسمان دنیا کا سفر۔استغفار کی فضیلت۔ارشادات خداوندی۔دنیا اسفل سافلین ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات۔

امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔امام حسنؑ مجتبیٰ کا واقعہ۔اہم نکتہ۔اللہ کی نشانیاں۔

ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔

کائنات ہر لمحہ وسعت اختیار کر رہی ہے۔ڈارک انرجی کیا ہے؟ ڈارک انرجی کے ممکنہ شواہد۔

اشیاء کائنات کے جوڑے۔(انسان کے جوڑے۔ جنات کے جوڑے۔درختوں کے جوڑے۔حیوانات کے جوڑے۔کیمیائی عناصر کے جوڑے۔قرآنی سورتوں کے جوڑے۔

امام حسنؑ مجتبی کا ارشاد۔اللہ کی عبادت۔عبادت۔عبادات کی اقسام کا تعین۔تصور احسان۔

درود شریف کی فضیلت۔سلام میں پہل۔والدین کی خدمت۔بزرگوں کا ادب۔مساکین، بیواؤں اور یتیموں پر خرچ۔رشتے داروں کے ساتھ حسن سلوک۔پڑوسیوں کے حقوق۔مہمان کی عزت و توقیر۔زوجین کے حقوق۔دل آزاری سے گریز۔اولاد کی حفاظت اور ان کی تربیت۔بچوں کے نکاح۔کھانا کھلانا۔گھر کام خوش دلی سے کرنا۔برائی کے بعد نیکی۔جنازے میں شرکت۔تعزیت کی فضیلت۔خشیت الہی۔باوضو سونے کی فضیلت۔مسجد کی جانب قدم۔

وعدہ وفا کرنا۔حاصل کلام۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔اہم نکتہ۔عبادت واطاعت۔

اللہ اپنی کل مخلوقات کو رزق کثیر عطا فرماتے ہیں۔اسم الرزاق کا نظام کائنات میں کردار۔

ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات۔رزق کے ۱۶ دروازے

(۱۔نماز۔۲۔استغفار۔۳۔صدقہ اور زکوۃ۔۴۔تقویٰ۔۵۔نفلی عبادات۔۶۔حج اور عمرہ۔ ۷۔صلہ رحمی۔۸۔غرباء کی مدد۔۹۔توکل۔۱۰۔شکر۔۱۱۔گھر میں داخل ہوتے وقت مسکرانا اور

سلام کرنا۔ ۱۲۔ والدین کی فرمانبرداری۔ ۱۳۔ باوضو۔ ۱۴۔ چاشت کی نماز۔ ۱۵۔سورہ واقعہ کی تلاوت۔۱۶۔دعا)۔امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال۔اہم نکتہ۔حوالہ کتب۔

۵۲۔سورہ طور(سرسبز پہاڑ کا نام)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔395-387۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔کوہ طور۔کوہ الطور سے متعلق ارشادات خداوندی۔بیت المعمور۔ بیت المعمور میں فرشتوں کی عبادت۔والبحر المسجور۔قیامت سے قبل تمام سمندر آگ بن جائیں گے۔حوالہ کتب۔

۵۳۔سوہ النجم(ستارے)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔433-396۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔النجم۔کہکشائیں۔رسول اللہ ﷺ وہی کچھ کہتے ہیں جوان پر وحی کیا جاتا ہے۔ارشادات خداوندی۔ارشادات رسول ﷺ۔رسول اللہ ﷺ کے ارشادات، وحی متلو اور وحی غیر متلو۔حضرت جبرائیل علیہ السلام کے فضائل۔سدرۃ المنتہیٰ۔نا رسول اللہ ﷺ کی نگاہ بھٹکی اور آپ ﷺ نے اللہ کی نشانیوں کا مشاہدہ فرمایا۔مشاہدات بھی حق اور یقینی ہیں۔ لات و منات وعزیٰ۔مذہب۔عرب میں بت پرستی کا آغاز۔بعل (ھبل)۔منات۔لات۔ عزیٰ۔ود۔سواع۔یغوث۔یعوق۔نسر۔اساف۔۔ذوالخصلہ۔ذوالشریٰ۔ذوالکفین۔ بدظنی/ بدگمانی۔ارشادت خداوندی۔رسول اللہ ﷺ کے ارشادات۔ امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال۔اہم نکتہ۔الضحک۔قہقہہ۔ہنسنا۔رسول اللہ ﷺ کے ارشادات۔امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال۔اہم نکتہ۔رسول اللہ ﷺ کے ارشادات۔ الشعری (ایک ستارے کا نام)۔حوالہ کتب۔

۵۴۔سورہ القمر(چاند)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔454-434۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔چاند یا قمر۔کائنات میں بے شمار چاند۔مختلف تہذیبوں میں چاند کی عبادت۔واقعہ شق قمر۔شق قمر کا معجزہ۔شق قمر رسول اللہ ﷺ کا ایک معجزہ تھا جادو نہیں انذار/ ڈرانا۔انذار/ ڈرانا کے معنی۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ ﷺ کے ارشادات

حوالہ کتب۔

۵۵۔سورہ الرحمن (اللہ تعالی کا اسم صفاتی)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔550-455۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔الرحمن۔اسم الرحمن کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔علم البیان۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اراشادات۔مادر اللسان۔تمام اقسام کے نباتات اللہ کو صبح شام سجدہ کرتے ہیں۔درختوں اور پودوں کی اقسام۔الجی۔کائی۔فرن۔آبی پودے۔زمین پر چلنے اور رنگنے والی بے شمار مخلوقات اللہ کو سجدہ کرتی ہیں حشرات الارض۔دیگر انواع پھلوں اور سبزیوں کی بے مثال پیکنگ۔اللہ کی نعمتیں۔اب المشرقین ورب المغربین۔مشرق اور مغرب دو سمتیں ہیں۔شمال الٹے ہاتھ والے۔ یمین سیدھے ہاتھ والے مشرقین اور مغربین۔مشرق۔ارشادات خداوندی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔پہلی نشانی (دھواں)۔دوسری نشانی (دجال)۔

تیسری نشانی (دابۃ الارض)۔چوتھی نشانی (سورج کا مغرب سے طلوع ہونا)۔

پانچویں نشانی (حضرت عیسیٰ ابن مریم کا ظہور)۔چھٹی نشانی (یاجوج اور ماجوج)۔ساتویں، آٹھویں اور نویں نشانی (تین بڑے خسف)۔دسویں نشانی (یمن کی آگ)۔مغربین۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔مشرق اور مغرب دو دروازوں کے نام ہیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رشاد۔میٹھے اور نمکین پانی کے مابین روکاوٹ۔اللولو والمرجان۔مرجان اللہ کی ایک مخلوق ہے۔ لولو/موتی۔ذو الجلال والاکرام۔اسم ذوالجلال والاکرام کا نظام کائنات میں کردار۔

ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔حضرت علیؓ کا قول۔ہر دن اللہ تعالی کی ایک نئی شان۔سلطان انسانی روح کا وزن۔پیدائشی شعور۔قیامت سے قبل آسمان کی رنگت سرخ گلاب کی مانند ہو جائے گی۔مومن اور مجرمین کی شناخت۔مومنین کے چہرے۔

مجرمین کے چہرے۔اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے جنت کی بیش بہا نعمتوں کا وعدہ۔

گہری رنگت کے سبز باغ۔حوالہ کتب۔

۵۶۔سورہ واقعہ (ایسا واقعہ جس میں سختی پائی جائے یعنی قیامت)۔۔۔۔۔ص۔551-603۔

نام ۔شان نزول ۔مضامین ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات ۔ قیامت کا وقوع اور اس کی ہولنا کی ۔ ارشادات خداوندی۔ قیامت کی نشانیاں ۔صور کا پھونکا جانا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات ۔ امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال ۔ اہم نکتہ۔ سبقت کرنے والوں کی چار اقسام۔ جنت کی بیش بہا نعمتیں ۔ ارشادات خداوندی۔ جنت کے سات نام ۔ جنت کے دروازوں کے نام ۔ جنت کی عمارت ۔ اہل جنت ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات ۔ جنت کے پھل، میوہ جات مشروبات، اور عمدہ بھنے ہوئے گوشت کی مثالیں ۔حور عین ۔ جنت کے پلنگ کا ذکر۔

امیر المومنین حضرت علیؑ کرم اللہ وجہ الکریم کے اقوال ۔اہم نکتہ۔Sperm کی تخلیق ۔موت ۔ ارشادات خداوندی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات ۔موت کی موت ۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال ۔ اہم نکتہ۔ رب عظیم کی تسبیح ۔اسم عظیم کا نظام کائنات میں کردار۔

ارشادات خداوندی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات ۔حضرت علیؑ کے اقوال ۔حوالہ کتب۔

۵۷۔سورہ الحدید (لوہا)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔604-696۔

نام ۔شان نزول ۔مضامین ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ۔ اللہ کی پاکی اور حمد وثناء ۔العزیز۔

اسم العزیز کا نظام کائنات میں کردار۔ ارشادات خداوندی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات ۔ حضرت علیؑ کے اقوال ۔ الحکیم ۔اسم الحکیم کا نظام کائنات میں کردار ۔ارشادت خداوندی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادا۔ حضرت علیؑ کے اقوال ۔الاول ۔اسم الاول کا نظام کائنات میں کردار ۔ارشادت خداوندی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ۔حضرت علیؑ کا قول ۔الآخر ۔اسم الآخر کا نظام کائنات میں کردار ۔ارشادات خداوندی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ۔حضرت علیؑ کا قول الظاہر ۔اسم الظاہر کا نظام کائنات میں کردار ۔ارشادات خداوندی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ۔ حضرت علیؑ کا قول ۔الباطن ۔اسم الباطن کا نظام کائنات میں کردار ۔ارشادات خداوندی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ۔حضرت علیؑ کا قول ۔اللہ تعالی علیم ہے ۔اسم العلیم کا نظام کائنات میں

کردار۔(انسان (بائیولوجی)۔انسانی نفسیات (سائیکلوجی)۔فرشتے۔جنات۔حیوانات (زولوجی)۔نباتات (بوٹنی)۔معدنیات (منرلز) پٹرولیم۔اور مٹی کا تیل۔زمین (جیولوجی)۔پہاڑ۔پتھر (اسٹون)۔علم ہیئت (آسٹروفزکس)۔حساب (میتھمیٹکس)۔
کیمیا (کیمسٹری)۔طبیعات (فزکس)۔کمپیوٹر سائنس۔ وقت (ٹائم۔ دن ۔ مہینے ۔ سال ۔ اوقات۔کلینڈر)۔سمندر (مرین سائنسیز)۔تاریخ (ہسٹری)۔حدوداللہ (لاء اینڈ پنشمنٹ)۔
ارشادات خداوندی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔ حضرت علیؑ کے اقوال۔ الروف الرحیم ۔ الروف۔ اسم الروف کا نظام کائنات میں کردار۔ ارشادات خداوندی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔حضرت علیؑ کا قول۔رحیم۔اسم الرحیم کا نظام کائنات میں کردار۔
ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔فاسق اور فاجر۔ارشادات خداوندی۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔اہم نکتہ۔
ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔صدقہ اور خیرات کے فضائل۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا۔حضرت علیؑ کے اقوال۔اہم نکتہ۔لوہے/آئرن کے فوائد۔لوہے کا دور۔ حسابی پہلو۔حوالہ کتب۔

۵۸۔سورہ المجادلہ (درخواست گزار عورت)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔697-725۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔مجادلہ/ درخواست گزار۔حضرت خولہؓ کا احترام۔ظہار کا شرعی حکم۔ یہودیوں کی شرارت۔مجلس میں آنے والوں کے لئے کشادگی پیدا کرنا۔آیت نجویٰ۔
حزب شیاطین/ شیاطین کا گروہ۔شیطان رجیم۔شیاطین کی اولاد۔ارشادات خداوندی۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔شام کو شیطان گھر میں داخل نا ہو سکے۔حزب شیاطین/ شیاطین کا گروہ۔ارشادات خداوندی۔حزب اللہ۔حوالہ کتب۔

۵۹۔سورہ الحشر (قیامت)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔726-904۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔قبیلہ بنو نضیر کا محاصرہ اور جلاوطنی ۔ اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دراصل

اطاعت خداوندی ہے۔ارشادت خداوندی۔اللہ تعالی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت اور اطاعت۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔اہم نکتہ۔پہاڑ اللہ کی باشعور مخلوق ہے۔پہاڑوں کی پیدائش۔پہاڑوں کا عالمی دن۔پہاڑوں کی مختلف رنگت۔معزز پہاڑ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات۔پہاڑ بھی سانس لیتے ہیں۔پہاڑوں کی اقسام۔پہاڑوں کے فوائد۔قیامت کے دن پہاڑ اللہ کے حکم سے چلنے لگیں گے۔عالم الغیب۔الرحمن۔اسم الرحمن کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات الرحیم۔اسم الرحیم کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاادت۔الملک (حقیقی بادشاہت)۔اسم الملک کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادت خداوندی۔اللہ کی کرسی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات۔القدوس (برائیوں سے پاک)۔اسم القدوس کا نظام کائنات میں کردار۔۱۔روحانی پاکیزگی۔۲۔جسمانی پاکیزگی۔۳۔غذائی پاکیزگی۔
۴۔اخلاقی پاکیزگی۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات۔السلام
(بےعیب ذات)اسم السلام کا نظام کائنات میں کردار۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔
ارشاد خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔
اسلام۔المومن (امن اور ایمان دینے والا) اسم المومن کا نظام کائنات میں کردار۔
ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔
المھیمن (نگہبان یا مکمل نگہبانی کرنے والا) اسم المھیمن کا نظام کائنات میں کردار۔
ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات۔امیر المومنین حضرت علیؑ کا قول۔العزیز (سب پر غالب) اسم العزیز کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔الجبار (سب سے زبردست)۔اسم الجبار کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات۔
امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔المتکبر (بڑائی اور بزرگی والا)۔اسم المتکبر کا نظام کائنات میں

کردار۔ارشادات خداوندی ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رشاد۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔
الخالق (پیدا کرنے والا)۔اسم الخالق کا نظام کائنات میں کردار۔نوع انسانی۔انسان کو مٹی سے پیدا کرنے کی توجیہ۔انسان کی عمر۔نوع ملائکہ (فرشتے)۔احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ملائکہ کا ذکر۔۱۔نورانی فرشتے۔۲۔ملاءالاعلیٰ۔۳۔انسانی ارواح۔۴۔حظیرۃ القدس۔۵۔ملائکہ اسفل۔ ۶۔ملائکہ سماوی۔۷۔ملائکہ عنصری۔فرشتوں کی صلاحیتیں۔کائناتی نظام میں فرشتوں کی ذمہ داریاں۔نوع اجنہ (جنات)۔۲۔نوع اجنہ۔ابوالجن طارہ نوس۔جنات کا ایمان۔مومن اور مشرک جنات۔سات آسمان اور زمین کی تخلیق۔پھلوں اور پودوں کی تخلیق۔درخت واشجار عقل وشعور رکھتے ہیں اور ہمہ وقت اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں درختوں کی عبادت اور سجدہ۔
سینڈھ کا درخت۔درختوں کا نظام تولید۔خاندان اولادیں اور عزیز واقارب۔خوشی اور غمی کے جذبات۔اظہار خیال۔محبت اور نفرت۔موت اور زندگی۔اولادیں۔دکھ بیماری۔بھوک پیاس۔ اچھی یا بری تقدیر۔پھلوں، سبزیوں، گرم مصالحوں اور ڈرائی فروٹس کی دیدہ زیب پیکینگ۔نوع حیوانات، چرند، پرند اور حشارت الارض۔ایوزوئک دور۔میسوزوئک دور پرندے۔حشرات الارض۔چونٹیاں۔۱۔ملکہ چونٹی۔۲۔کارکن چونٹیاں۔۳۔باغبان چونٹیاں۔۴۔مزدور چونٹیاں۔۵۔انجینئر چونٹیاں۔۶۔درزی چونٹیاں۔۷۔سائنسدان چونٹیاں۔۸۔فوجی چونٹیاں۔
۹۔ٹائم اور اسپیئس سے آزاد چونٹیاں۔۱۰۔امیزونی چونٹیاں۔۱۱۔ڈرائیور چونٹیاں۔
۱۲۔لشکری چونٹیاں۔۱۲۔بیکٹر یاز۔جراثیم اور وائرس۔دیگر انواع۔ارشادات خداوندی۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔امیر المومنین حضرت علیؑ کا قول۔الباری (جان ڈالنے والا)۔ اسم الباری کا نظام کائنات میں کردار۔معین مقداروں کا علم (D - N - A) D-N-A کیا ہے؟ دیگر اشیاء کائنات کی معین مقداریں اور ان کی انفرادیت۔
ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔
المصور (ہر ایک کو صورت دینے والا)۔اسم المصور کا نظام کائنات میں کردار۔

ارشادت خداوندی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔ الحکیم (بڑی حکمتوں والا)۔
اسم الحکیم کا نظام کائنات میں کردار۔ ارشادات خداوندی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔
امیرالمومنین حضرت علیؓ کے اقوال۔ حوالہ کتب۔

۴۲۔سورہ الشوریٰ (مشورہ)

نام:

الشوریٰ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معانی مشورہ اور مجلس شوریٰ کے ہیں، یا وہ مقام جہاں اہل علم حضرات مشورے میں شریک ہوتے ہوں۔

اسحاق بن عبداللہ ؒ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ہر درخت کیلئے پھل ہے اور قرآن کے پھل حم والی سورتیں ہیں، یہ سورتیں ایسے باغات ہیں جن میں سرسبز وشاداب گھاس ہے، جس شخص کو یہ پسند ہو کے وہ جنت کے باغات میں خوب چرے تو اس کو چاہیئے کے حامیم والی سورتیں پڑھے۔

شانِ نزول:

سورہ الشوریٰ مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۵۳ ہے جبکہ اس میں کل رکوع ۱۵ ہیں۔

مضامین:

۱۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نزول وحی کا ذکر۔

۲۔تمام کائنات اللہ کی ملکیت ہے۔

۳۔مشرکین کا رد۔

۴۔عدل وانصاف کی میزان۔

۵۔توحید کے دلائل۔

۶۔دین کے دشمنوں کا انجام۔

۷۔سرکشوں کا اخروی انجام۔

اللہ نے عدل وانصاف کی میزان (ترازو) قائم کی ہے:

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَللّٰہُ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ وَ الۡمِیۡزَانَ ؕ وَ مَا یُدۡرِیۡکَ لَعَلَّ السَّاعَۃَ قَرِیۡبٌ۔۱

ترجمہ۔خدا ہی تو ہے جس نے سچائی کے ساتھ کتاب نازل فرمائی اور (عدل وانصاف کی) ترازو۔ اورتم کو کیا معلوم شاید قیامت قریب ہی آ پہنچی ہو۔

العدل:

عدل۔عربی زبان الفظ ہے، جو (ع۔د۔ل) سے مشتق ہے۔

العدل۔عربی زبان میں اونٹ کی دونوں جانب بالکل برابر لادے گئے بوجھ کو بھی کہتے ہیں ان میں سے ہرایک بوجھ عدل کہلاتا ہے۔

عدل المیز ان۔سے مراد میزان کو برابر کرنا۔

فاعتدل۔سے مراد میزان برابر ہوگئی۔

عادلہ معادلہ۔سے مراد ہموازن یا برابر۔

العدل۔العدیل کے معانی مثل، نظیر، ہم وزن اوراعتدال کے ہیں۔۲؎

عدل کے معنی:

عدل۔کے معنی مساوات کے ہیں۔عدل کی دو اقسام ہیں۔

۱۔عدل عقلی۔۲۔عدل شرعی۔

۱۔عدل عقلی کی مثال یہ ہے کے اس شخص کے ساتھ نیکی کی جائے جس نے تمہارے ساتھ نیکی کی ہو اوراس شخص سے اذیت اورتکلیف دورکی جائے جس نے تم سے اذیت اورتکلیف دورکی ہو۔

۲۔عدل شرعی وہ ہے جس کا سمجھنا شریعت پر موقوف ہو جیسے قصاص اور دیت کے احکام، یا قتل خطا

میں کفارہ اسی طرح مرد کی مکمل دیت (سو اونٹ) اور عورت کی نصف دیت (پچاس اونٹ ہونا) اسی طرح باقی اعضاء کی دیت کی مقداروں کا جاننا شرع پر موقوف ہے، اس کو عقل سے نہیں جانا جاسکتا عدل اور احسان میں یہ فرق ہے کہ برائی کا بدلہ برائی سے دینا عدل ہے اور برائی کے بدلہ میں نیکی کرنا یہ احسان ہے اور کسی کی نیکی کے بدلہ میں اتنی ہی نیکی کرنا عدل ہے اور اس سے زائد نیکی کرنا احسان ہے اور کسی کے شر کے مقابلہ میں اتنا ہی شر کرنا عدل ہے اور اس سے کم شر کرنا احسان ہے۔ ۳؎

حدیث میں عدل بہ معنی فضل اور صرف بہ معنی نفل آیا ہے:

فمن اخفر مسلما فعلیه لعنة الله والملائکة والناس اجمعین

لا یقبل الله منه صرف ولا عدلا ۔ ۴

ترجمہ۔ جس نے کسی مسلمان کے ساتھ عہد کر کے اس کو توڑا اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو، اللہ اس کے نفل کو قبول کرے گا نہ فرض کو۔ ۵؎

ارشادات خداوندی:

الَّذِیْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۔ ۶

ترجمہ۔ جس نے تجھے پیدا کیا پھر درست کیا پھر (تیرے اعضاء کو) متناسب بنایا۔

وْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا ۔ ۷

ترجمہ۔ ان (کی تعداد) کے برابر روزے رکھنا ہے۔

وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۔ ۸

ترجمہ۔ گروہ ہر قسم کا فدیہ دیں تو ان سے نہیں لیا جائے گا۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔ ۹

ترجمہ۔ اللہ نے گواہی دی کہ بلاشبہ کوئی معبود نہیں اس کے سوا، اور فرشتوں نے اور اہل علم نے، وہ

انصاف کے ساتھ قائم ہے،کوئی معبود نہیں مگر وہی، وہ غلبہ والا ہے حکمت والا ہے۔
قَآئِمًاۢ بِالْقِسْطِ ۔سے مراد اپنی تدبیر سے نظام عالم کو کیفیت متوسطہ پر قائم رکھنے والا اور دین شریعت میں متوسط عقائد اور احکامات کا مکلف کرنے والا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

عادل حاکم کی دعا قبول ہوتی ہے۔ ۱۰؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! عدل اسلام کے ستونوں میں سے چار شعبوں میں بٹا ہوا ہے۔ ۱۔عمیق فہم ۔۲۔ گیرائی علم ۔ ۳۔حسن قضاوت ۔ ۴۔اور استحکام حلم لہٰذا جو سمجھ گیا وہ علم کی گہرائیوں سے واقف ہو گیا اور احکام کے سرچشموں سے سیراب ہوا اور جو حلم اختیار کرتا ہے وہ اپنے کاموں میں کوتاہی نہیں کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ لوگوں کے درمیان قابل ستائش بن کر رہتا ہے۔

گمان پر بھروسہ کر کے فیصلہ کر دینا عدل نہیں ہے۔

آپؓ نے فرمایا! عدل امور کو ان کے ٹھکانوں پر رکھنے کا نام ہے۔

عدل، جود وسخا سے کہیں زیادہ افضل ہے۔

عادلانہ روش کے ذریعے مخالفین کو شکست دی جا سکتی ہے۔

ظالم کے خلاف عدل کا دن،مظلوم پر ظالم کے ظلم کے دن سے زیادہ شدید ہوگا۔

جو جہالت کی پیروی کرتا ہے وہ عدل کی راہ کو چھوڑ دیتا ہے۔

عدل امارت کی زینت ہے۔ جو شخص اپنے ماتحتوں سے عدل برتتا ہے وہ اپنے سے بلند درجات پر فائز افراد سے عدل حاصل کرتا ہے۔

عدل کو سخت گیری پر مقدم رکھو گے تو محبت کی کامیابی سے ہم کنار ہو جاؤ گے اور جہاں بات سے کام نکل جائے وہاں عمل میں مشغول نا ہو۔ عدل لوگوں کے استحکام کا باعث ہے۔عدل سلطان کی فضیلت ہے۔

عدل یہ ہے کے اگر تم نے ظلم کیا ہے تو انصاف کرو اور اگر قدرت ملی ہے تو حق کے ساتھ فیصلہ کرو۔ سب سے زیادہ عادل وہ ہے جو سب سے زیادہ عدل وانصاف سے فیصلہ کرے۔

عدل کی راہ میں سب سے بڑی روکاوٹ اور مصیبت ظالم اور جابر حاکم ہیں۔

حکومتوں کا ثبات عدل میں ہے، بہترین سیاست عدل ہے۔ بہت سے عادل ظالم ہوتے ہیں

عقلمندی کی یہ نشانی ہے کے وہ انسان کو عدل بروئے کار لانے کے لئے آمادہ کرتی ہے۔

عدل میں وسعت ہے۔ کمزور افراد کو اپنے عدل سے مایوس نا کرو۔

سیاست میں عدل کرنے جیسے کوئی ریاست نہیں۔

مظالم کی تلافی سے بڑھ کو کوئی فائدہ مند عدل نہیں۔ جو حاکم عدل سے کام لے گا اللہ اس حاکم کی حکومت کو مضبوط فرمادے گا۔

عدل کو بروئے کار لاؤ اور ناحق شدت وظلم کی طرف میلان سے دور رہو کیونکہ شدت لوگوں کو ترک وطن پر اور ظلم انھیں تلوار کی طرف بلاتا ہے۔ امام عادل موسلا دھار بارش سے بہتر ہوتا ہے یہی نہیں بلکہ وہ زمانے بھر کی سرسبزی وشادابی سے زیادہ بہتر ہوتا ہے۔

عدل کی ایک شکل اور ظلم کئی صورتوں ہوتی ہیں، اسی لئے ظلم کرنا آسان اور عدل کرنا مشکل ہے یہ دونوں تیر اندازی میں صحیح اور غلط نشانے کی طرح ہیں یقیناً تیر کے صحیح نشانے پر بیٹھ جانے کے لئے بڑے زمانے اور ریاضتیں درکار ہیں جبکہ نشانہ خطاء ہو جانے کے لئے ان سب میں سے کسی کی ضرورت نہیں۔ سب سے افضل والی وہ ہے جس کی یاد عدل کے ذریعے باقی رہے اور اس کے بعد آنے والا اسی سے مدد حاصل کریں۔ رعایا کا دل اپنے مالک کے لئے ایک خزآنے کی طرح ہوتا ہے لہٰذا اس میں جو بھی عدل وظلم رکھے گا وہاں سے وہی پائے گا۔ عدل ایمان میں سرفہرست ہے۔

عادلانہ ترین روش یہ ہے کے تم لوگوں کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرو جیسا تم چاہتے ہو کے وہ تمھارے ساتھ کریں۔ عدل کے ذریعے برکتیں دوگنی ہو جاتی ہیں۔ حکومتوں کا ثبات عدل سے ہے۔ عقل کی فراوانی انسان کو عدل بروئے کار لانے پر آمادہ کرتی ہے۔ عدل میں وسعت ہے۔ مظالم کی تلافی کرنے سے زیادہ کوئی عدل نہیں۔ جو اپنی سلطنت میں عدل سے کام لیتا ہے وہ مددگاروں سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ جو ظلم وباطل کے ذریعے عزت چاہتا ہے۔ اللہ اسے انصاف وحق کے ذریعے

ذلیل کر دیتا ہے۔ ۱۱؎

اہم نکتہ:

اللہ کی زمین پر پہلا حق یہ ہے کے اللہ کا قانون نافذ العمل ہو، قرآن کریم ایک ضابطہ حیات ہے جس میں زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے اور کئی جرائم کی سزائیں بھی یعنی حدود کا تعین بھی کیا گیا ہے، اللہ کی زمین پر امن اور سلامتی کے قیام کے لئے بے حد ضروری ہے کے دنیا میں اللہ کے بیان کردہ قوانین کا اطلاق کیا جائے، تاہم بہترین سیاست عدل ہے، دنیا کی تاریخ کے بہترین حکمران وہی ہیں جنھوں نے اپنی حکومت کو عدل وانصاف کے ساتھ چلایا جبکہ تاریخ بھی ان ہی بہادروں کو یاد رکھتی ہے جو عادل، منصف اور اپنی رعایا کے لئے مشفق اور مہربان ہوں ،لیکن نہایت افسوس کے ساتھ اس حقیقت سے بھی بنی نوع انسانیت کا واسطہ ہے کے اللہ کی زمین کو مفاد پرست ٹولے نے ظلم، جبر اور لاقانونیت سے بھر دیا ہے، تاہم یہ اصول اور نظام قدرت ہے کے اللہ ظالم کو حق اور انصاف کے ذریعے نا صرف ذلیل ورسوا کرتا ہے بلکہ اس کو عدل وانصاف کے ذریعے نشان عبرت بھی بنا دیا جاتا ہے۔

نفسیاتی اعتبار سے دنیا میں جہاں، جہاں قانون کی عملداری ہے وہاں کی رعایا پرسکون اور خوش ہے کیونکہ قانون کی بالا دستی رعایا کو مضبوط پناہ فراہم کرتی ہے۔

الانصاف۔انصاف:

انصاف۔عربی زبان کا لفظ ہے، انصاف، نصف سے مشتق ہے۔

انصاف۔کے معنی ہیں دو برابر حصے۔

انصاف۔کا ذکر قرآن کریم میں ۱۳ مقامات پر موجود ہے۔

انصاف۔کے ایک معنی کسی چیز کو اس کے اصل مقام پر رکھنا۔

انصاف۔کے ایک معانی حق دار کو پورا حق دینا۔

انصاف۔کا متضاد ظلم ہے۔ ۱۲؎

ارشاداتِ خداوندی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَ لَوْ عَلٰٓى
اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ
اَوْلٰى بِهِمَا ۫ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَ اِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا
فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۔ ۱۳

ترجمہ۔ اے ایمان والو! عدل وانصاف پر مضبوطی سے جم جانے والے اور اللہ کی رضا کے لئے سچی گواہی دینے والے بن جاؤ خواہ یہ گواہی خود تمھارے، والدین، عزیز واقارب یا رشتہ داروں کے ہی خلاف کیوں نہ ہو۔۔۔۔ لہٰذا تم خوہشات نفس کے پیچھے دوڑتے ہوئے انصاف کو نہ چھوڑنا۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ ۔ ۱۴

ترجمہ۔ بے شک اللہ انصاف اور احسان کا حکم دیتا ہے۔

وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔ ۱۵

ترجمہ۔ جو اللہ کے نازل کئے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ نہ کریں سو وہی فاسق ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حکام پر تین باتیں فرض کی ہیں۔

۱۔ فیصلہ کرنے میں اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی نہ کریں۔

۲۔ فیصلہ کرنے میں لوگوں کے دباؤ یا خوف میں مبتلا نہ ہوں۔

۳۔ اللہ کی آیات کے بدلے میں تھوڑی قیمت نہ لیں یعنی (پیسہ لے کر فیصلہ ظالم کے حق میں نہ لکھ دیں)۔

وَ نَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ؕ وَ
اِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَ كَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ۔ ۱۶

ترجمہ۔ قیامت کے دن ہم انصاف (قسط) کی میزانیں رکھیں گے اور کسی شخص پر ذرہ برابر ظلم نہیں کیا جائے گا اور اگر کسی کا عمل رائی کے دانے کے برابر ہو تو ہم اسے بھی لے آئیں گے اور ہم حساب لینے کے لئے کافی ہیں۔

فَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ خَيۡرًا يَّرَهٗ۔ ۱۷

ترجمہ۔جس نے ذرہ برابر بھی نیکی کی وہ اس کی جزا پائے گا۔

هٰذَا كِتٰبُنَا يَنۡطِقُ عَلَيۡكُمۡ بِالۡحَقِّ اِنَّا كُنَّا نَسۡتَنۡسِخُ مَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ۔ ۱۸

ترجمہ۔یہ ہماری کتاب ہے جو تمہارے بارے میں حق کے ساتھ بولتی ہے بیشک ہم لکھوا لیتے تھے جو کچھ تم کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

عادل حاکم کی دعا قبول ہوتی ہے۔۱۹؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کو قائم کرو۔۲۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! دنیا کی بربادی اللہ کے نزدیک ایک مسلمان کے قتل ہونے سے کہیں زیادہ کمتر و آسان ہے۔۲۱؎

اللہ کی حدود کا قیام:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ کی حدیں قریب اور دور (اپنے عزیز و اقارب اور غیر رشتے داروں) پر بھی قائم کرو اور تمھیں اللہ کے احکامات کے نفاذ میں کسی ملامت کا خوف نہیں ہونا چاہئے۔۲۲؎

نیک وزیر:

قاسم بن محمد بیان کرتے ہیں میں نے اپنی اپنی پھوپھی سے سنا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تم میں سے جو شخص کسی منصب پر فائز ہوا پھر اللہ تعالی نے اس کے ساتھ خیر کا ارادہ کیا تو پھر اس کے لئے نیک وزیر مقرر فرماتا ہے اگر وہ بھول جائے تو وہ اس کو یاد دلاتا ہے اور اگر اس کو یاد ہو تو وہ اس کی مدد کرتا ہے۔۲۳؎

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی جس کو بھی خلیفہ بناتا ہے، اس کے دو وزراء یا راز دار مقرر کئے جاتے ہیں۔

ا۔ پہلا اس کو نیکی کا حکم دیتا اور برائی سے روکتا ہے۔ ۲۔ دوسرا اس کو برائی کی جانب ابھارتا ہے تاہم معصوم وہ ہے جس کو اللہ تعالی معصوم رکھے۔ ۲۴؎

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی نے آسمان اور زمین پر میرے دو، دو وزراء مقرر فرمائے ہیں چنانچہ آسمان والوں میں میرے دو وزراء جبرائیلؑ اور میکائیلؑ ہیں اور زمین پر میرے دو وزراء ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں۔ ۲۵؎

فاطمہ نامی ایک عورت نے چوری کی اور رنگے ہاتھوں پکڑی گئی اور اس نے اپنی سفارش کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک پیغام بھیجا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے جتنا چاہے روپیہ اور پیسہ لے لیجئے لیکن میرا ہاتھ نہ کاٹا جائے یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر فاطمہؓ بنت محمد بھی چوری کرتیں تو بخدا میں ان کے ہاتھ کاٹ دیتا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید فرمایا! تم سے پہلی قومیں صرف اسی وجہ سے تباہ برباد ہوئیں کیونکہ ان کے یہاں امیر کا قانون الگ تھا اور غریب کا قانون الگ تھا چنانچہ امیر بڑے سے بڑا جرم کر کے بچ جاتا تھا جبکہ غریب کو سخت سزاؤں سے گزرنا پڑتا تھا۔ ۲۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس سے مشورہ طلب کیا جائے اسے امانت دار ہونا چاہئے۔ ۲۷؎

ظالم حکومت کا سبب عوام کا ظلم ہے:

ہم اس طرح سے بعض ظالموں پر بعض کو مسلط کر دیتے ہیں کیونکہ وہ معصیت کے کام کرتے تھے۔ ۲۸؎

بعض کافر بعض کے مددگار ہیں۔ ۲۹؎

اللہ تعالی بعض انس اور جن کو آپس میں ایک دوسرے کا دوست اور مددگار بنا دیتا ہے اور ان کا یہ باہمی استفادہ اللہ تعالی کے علم سابق اور قضاء وقدر ے عین مطابق ہوتا ہے کیونکہ وہ جس چیز کا ارادہ کرتے تھے اللہ تعالی ان میں وہی چیزیں پیدا کر دیتا تھا اسی طرح سے اللہ تعالی بعض ظالموں کو بعض کا ولی، مددگار اور کارساز بنا دیتا ہے۔

امام ابوبکر احمد بن حسین البیہقیؒ (متوفی ۴۵۸ھ) اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں

بنو اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا آپ اللہ سے اللہ کے راضی اور ناراضی کی علامت پوچھیے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے اس سوال کا جواب دریافت فرمایا، اللہ نے جواب عنایت فرماتے ہوئے کہا! ئے موسیٰ انھیں بتاؤ کے جب ان کے اچھے لوگوں کو ان پر حاکم بناؤں تو میں ان سے راضی ہوں اور جب میں ان کے برے لوگوں کو ان پر حاکم بناؤں تو میں ان سے ناراض ہوں۔ ۳۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ہم جس شخص کو کسی کام پر متعین کریں اور اسے اس پر تنخواہ بھی دیں تو وہ شخص جو اس سے مزید مال یعنی (رشوت یا فوائد) لے گا وہ خیانت ہوگی۔ ۳۱؎

کعب احبار بیان کرتے ہیں، ہر زمانہ میں اللہ تعالی لوگوں ے دلوں کے مطابق بادشاہ مقرر کر دیتا ہے جب اللہ تعالی ان کی بہتری کا ارادہ کرتا ہے تو نیک بادشاہ مقرر فرماتا ہے اور جب ان کی ہلاکت کا ارادہ فرماتا ہے تو عیش پسند بادشاہ ان پر مسلط فرماتا ہے۔ ۳۲؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں، جب اللہ تعالی سی قوم کو سزا دینے کا ارادہ فرماتا ہے تو ان پر بدترین لوگوں کو حاکم بنا دیتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اور جو مصیبت تمھیں پہنچتی ہے وہ تمھاری ہی شامت اعمال کا نتیجہ ہے اور تمھاری بہت سی خطاؤں کو وہ معاف کر دیتا ہے۔ ۳۳؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! شریف وہ ہے جو کمزور کے ساتھ انصاف کرے۔

پرچم ظلم کے ساتھ رہنے والے قوی انسان کے مقابلے میں، پرچم انصاف کے نیچے رہنے والا کمزور انسان سے زیادہ ڈرو کیونکہ اس کی مدد اس طرح سے ہوتی ہے کے وہ خود بھی سمجھ نہیں پاتا۔

اپنے لئے ایسی حالت اختیار کرو کے جس میں بھلے ہی تم مغلوب رہو مگر منصف رہو۔

ایسی حالت اختیار نہ کرو کے جس میں تم غالب تو رہو مگر ظالم بھی رہو۔

تین چیزیں زبردست اعمال میں شمار کی جاتی ہیں۔ ۱۔ ہر حال میں ذکر الٰہی۔ ۲۔ خلق خدا کی مال

کے ذریعے سے مدد۔ ۳۔اپنے آپ اور لوگوں کے ساتھ انصاف کرنا۔

انصاف اختلاف کرمٹا کرآپس میں محبت پیدا کردیتا ہے۔انصاف یہ اشراف کا شیوہ ہے۔

جوقدرت کے باوجود ظالم سے مظلوم کو انصاف نہ دلائے تو اللہ اس کی قدرت سلب کرلیتا ہے اور جس نے انصاف میں روکاوٹ پیدا کی اللہ اس کے امکانات کوسلب کرلیتا ہے۔مومن اس سے بھی انصاف کرتا ہے جواس سے ناانصافی کرتا ہے۔

انصاف محبت کودوام دیتا ہے۔عظیم ترین صلہ انصاف کا صلہ ہے۔

سب سے بڑا منصف وہ ہے جواپنے آپ ساتھ بغیر کسی حاکم کے انصاف سے پیش آئے۔

عادل ترین وہ شخص ہے جوقوت کے باوجود انصاف سے کام لےاور حلیم ترین وہ شخص ہے جوقدرت ہوتے ہوئے بھی بردباری کا ثبوت دے۔انصاف قدرت اور توانائی کی زکوۃ ہے۔انصاف کے ساتھ اخوت کودوام ملتا ہے۔ ۳۴؎

اہم نکتہ:

انصاف،نصف سے مشتق ہے جس کے معانی چیزوں کودرست جگہ پر رکھنا،یعنی جرائم پیشہ افراد کی درست جگہ جیل اور سزائیں ہیں ، جبکہ معصوم اور کمزور لوگوں کومکمل اور بلاتعطل عدل وانصاف کی فراہمی حکومت وقت کی اولین ذمہ داری ہے ، عدل وانصاف کی برکات سے انسان ،عوام اور مملکت پھلتی اور پھولتی ہے،اور ایسی جگہوں پر اللہ کی رحمتوں کا نزول مسلسل ہوتا ہے، دنیا میں بے شمار مما لک ایسے ہیں جہاں کفار کی حکومتیں قائم ہیں لیکن ان مما لک میں عدل وانساف کی بالا دستی کی وجہ سے عوام الناس خوش اور مطمین ہیں جبکہ اس دنیا میں کئی مما لک ایسے بھی ہیں جہاں مسلمانوں کی حکومتیں قائم ہیں لیکن بے انصافی ،کرپشن ،حقوق کی پامالی اور بے پناہ اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے عوام اور معصوم لوگوں پر طرح طرح کے مظالم کے سبب وہ مملکتیں سخت ناگہانی آفات،مہنگائی،بدامنی،رعایا کی بدحالی،غربت اور مایوسی کا شکار ہیں۔

اللہ جھوٹ کو مٹا دیتے ہیں:

اللہ تعالیٰ جھوٹ کو مٹا دیتے ہیں، اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا ۚ فَاِنۡ یَّشَاِ اللّٰہُ یَخۡتِمۡ عَلٰی قَلۡبِکَ ؕ وَ یَمۡحُ اللّٰہُ الۡبَاطِلَ وَ یُحِقُّ الۡحَقَّ بِکَلِمٰتِہٖ ؕ اِنَّہٗ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ۔ ۳۵

ترجمہ۔کیا یہ لوگ کہتے ہیں کے پیغمبر نے خدا پر جھوٹ باندھ لیا ہے؟ اگر خدا چاہے تو (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے دل پر مہر لگا دے۔

اور خدا جھوٹ کو نابود کرتا اور اپنی باتوں سے حق کو ثابت کرتا ہے۔

الکذب۔جھوٹ:

کذب۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ک۔ذ۔ب) سے مشتق ہے۔۳۶؎

الکذب۔سے مراد کسی بات کو جان بوجھ کر غلط طریقے سے پیش کرنا۔

کذب۔سے مراد حقیقت کے خلاف کوئی بات کرنا۔

کذب الرجل۔سے مراد ایسا انسان جو سو رہا ہے اور اس کو پکارا جائے لیکن وہ آواز سننے کے باوجود سوتا بنا رہے۔

کذابۃ۔سے مراد ایسا کپڑا جو مختلف رنگوں میں رنگا گیا ہو۔۳۷؎

کذب یا جھوٹ کا مطلب غلط بیانی کرنا یا حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کرنا ہے گمراہ کرنا یا واقعات کو جان بوجھ کر مکمل منصوبہ بندی کے ساتھ غلط انداز سے پیش کرنا ہے جھوٹ بولنا انتہائی اخلاق سے گری ہوئی حرکت ہے اور ایسا شخص جو کے غلط بیانی کرتا ہو معاشرے میں اس کا کوئی مقام و مرتبہ نہیں رہتا کیونکہ لوگوں کا اس پر سے اعتبار ختم ہو جاتا ہے اسلام نے بنی نوع انسان کو بار بار سیدھی اور سچی بات کرنے کی ہدایت فرمائی۔

ارشادات خداوندی:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہۡدِیۡ مَنۡ ہُوَ کٰذِبٌ کَفَّار۔ ۳۸

ترجمہ۔ بے شک اللہ جھوٹے کو راہ نہیں دکھاتا۔

فَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ کَذَبَ عَلَی اللّٰہِ وَ کَذَّبَ بِالصِّدۡقِ اِذۡ جَآءَہٗ اَلَیۡسَ
فِیۡ جَہَنَّمَ مَثۡوًی لِّلۡکٰفِرِیۡنَ۔ ۳۹

ترجمہ۔اس شخص سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور حق کو جھٹلائے ۔۔۔ ایسے کافروں کے لئے جہنم میں ٹھکانہ ہے۔

اِذَا جَآءَکَ الۡمُنٰفِقُوۡنَ قَالُوۡا نَشۡہَدُ اِنَّکَ لَرَسُوۡلُ اللّٰہِ ۘ وَ اللّٰہُ یَعۡلَمُ
اِنَّکَ لَرَسُوۡلُہٗ وَ اللّٰہُ یَشۡہَدُ اِنَّ الۡمُنٰفِقِیۡنَ لَکٰذِبُوۡنَ۔ ۴۰

ترجمہ۔(اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مکرم!) جب آپ کے پاس منافقین آتے ہیں تو کہتے ہیں! ہم گواہی دیتے ہیں کے بے شک آپ ضرور اللہ کے رسول ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے۔ بے شک آپ ضرور اللہ کے رسول ہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے کے بے شک منافقین ضرور جھوٹے ہیں۔

وَ جَآءُوۡ عَلٰی قَمِیۡصِہٖ بِدَمٍ کَذِبٍ۔ ۴۱

ترجمہ (یوسف کی قمیض پر) جھوٹا خون لگالائے۔

وَمَنۡ ہُوَ کَاذِب۔ ۴۲

ترجمہ۔کون جھوٹا ہے؟

وَاِنۡ یَّکُ کَاذِبًا فَعَلَیۡہِ کَذِبُہٗ۔ ۴۳

ترجمہ۔اور وہ (بالفرض) جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اس پر ہے۔

فَعَقَرُوۡہَا فَقَالَ تَمَتَّعُوۡا فِیۡ دَارِکُمۡ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ ذٰلِکَ وَعۡدٌ غَیۡرُ
مَکۡذُوۡبٍ۔ ۴۴

ترجمہ۔ انہوں نے اس اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ تب (صالح نے) کہا! تم صرف تین دن مزے اٹھالو (پھر تم پر عذاب آجائے گا) یہ اللہ کی وعید ہے جو (ہرگز) جھوٹی نہیں ہوگی۔

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ۔ ۴۵

ترجمہ۔ نوح نے دعا کی اے میرے رب! میری مدد فرما کیونکہ یہ میری تکذیب کر رہے ہیں۔

ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ۔

ترجمہ۔ پھر بے شک تم اے گمراہو جھٹلانے والو۔ ۴۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابوامامہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں اس شخص کو جنت کے درمیان میں ایک محل کی ضمانت دیتا ہوں، جو ہنسی اور مذاق میں بھی جھوٹ بولنا چھوڑ دے۔ ۴۷؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور کہنے لگا کے مجھ میں چار بری عادتیں ہیں۔ ا۔ میں چوری کرتا ہوں۔ ۲۔ شراب پیتا ہوں۔ ۳۔ بدکاری کرتا ہوں۔ ۴۔ جھوٹ بولتا ہوں تاہم میں ان سب کو نہیں چھوڑ سکتا، ہاں اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں تو میں کسی ایک بری عادت کو چھوڑ سکتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم جھوٹ کو چھوڑ دو چنانچہ جب اس نے جھوٹ کو ترک کیا تو آہستہ آہستہ تمام برائیاں (چوری، شراب نوشی اور بدکاری) چھوٹتی چلی گئیں اور وہ نیکی کے راستے پر چل پڑ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم مجھے جھوٹ نا بولنے کی ضمانت دے دو میں تمھیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ ۴۸؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اپنے آپ کو جھوٹ سے بچاؤ کیونکہ جھوٹ فجور (گناہ) تک پہنچاتا ہے اور فجور دوزخ تک پہنچاتا ہے۔ ایک شخص جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ کے مواقع تلاش کرتا ہے حتی کے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کو کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔ ۴۹؎

حضرت حفص بن عاصمؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کسی آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہ کافی ہے کے وہ سنی سنائی بات کو بیان کردے۔ ۵۰؎

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آخر زمانہ میں ایسے دجال اور کذاب ہوں گے جو تم سے ایسی احادیث بیان کریں گے جو تم نے سنی ہوں گی نہ تمہارے باپ

دادا نے، تم ان سے دور رہو وہ تم سے دور رہیں، کہیں وہ تم گمراہ نہ کردیں اور فتنے میں مبتلا نہ کردیں۔۵۱؎

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس وقت تک بندہ کا ایمان مکمل نہیں ہوگا' جب تک کے وہ جھوٹ کو ترک نہ کردے حتیٰ کے مذاق میں بھی جھوٹ نہ بولے اور ریا کو ترک کردے خواہ وہ اس میں صادق ہو۔۵۲؎

حضرت سمرہ بن جندبؓ بیان کرتے ہیں، ایک صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا! میں نے رات کو خواب میں دیکھا ہے کے جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے ارض مقدسہ میں لے گئے میں نے دیکھا وہاں ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا اور دوسرا آدمی اس کے پاس کھڑا ہوا تھا جس کے ہاتھ میں لوہے کا آنکڑا تھا' اس نے وہ آنکڑا اس کی باچھ میں داخل کیا اور آنکڑے سے اس کی باچھ کو کھینچ کر گدی تک پہنچا دیا' پھر وہ آنکڑا دوسری باچھ میں داخل کیا اور اس باچھ کو گدی تک پہنچا دیا، اتنے میں پہلی باچھ مل گئی اور اس نے پھر اس میں آنکڑا ڈال دیا (الی قولہ) جبرئیل علیہ السلام نے کہا! جس شخص کی باچھ پھاڑ کر گدی تک پہنچائی جا رہی تھی یہ وہ شخص ہے جو جھوٹ بولتا تھا پھر اس سے وہ جھوٹ نقل ہو کے ساری دنیا میں پھیل جاتا تھا اس کو قیامت تک اسی طرح عذاب دیا جاتا رہے گا۔۵۳؎

امیرالمومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیرالمومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! ایمان کی نشانی یہ ہے! تم اپنے لئے فائدہ مند جھوٹ پر اپنے لئے نقصان دہ سچ کو ترجیح دو۔

ائے بیٹے بہت زیادہ جھوٹے شخص سے ہرگز دوستی نا کرنا کیونکہ وہ سراب کی طرح ہے جو دور کی چیز کو قریب اور قریب کی چیز کو دور کر کے تمھیں دکھائے گا۔

بغیر تحقیق سنی سنائی باتوں کو آگے نا بڑھانا کیونکہ جھوٹے کے لئے یہی کافی ہے کے وہ ہر سنی سنائی بات کو بغیر تحقیق و تصدیق آگے بڑھا دیتا ہے۔ بدترین کلام جھوٹ ہے۔ جھوٹا شخص پستی اور بے عزتی سے ملحق ہو جاتا ہے۔ جھوٹ ذلت ہے۔

جھوٹے شخص کے پاس کوئی مروت نہیں۔اللہ نے جھوٹوں کو نسیان کے ذریعے نقصان پہنچایا ہے۔
جھوٹ کا انجام سب سے برا انجام ہے۔جھوٹے شخص کی سب سے پہلی سزا تو یہ ہے کے اس کی کہی ہوئی سچ بات بھی لوگ ٹھکرا دیتے ہیں اللہ کے نزدیک سب سے عظیم خطا جھوٹی زبان ہے۔
دو چیزیں کبھی جھوٹ سے جدا نہیں ہوسکتیں۔
ا۔بہت وعدے۔ ۲۔بہت زیادہ عذر خواہی۔
انسان اس وقت تک ایمان کی لذت محسوس نہیں کرسکتا جب تک وہ مذاق اور سنجیدگی دونوں حالتوں میں جھوٹ سے کنارا کشی اختیار نا کر لے۔
جھوٹ دنیا میں ذلت اور آخرت میں عذاب جہنم ہے۔
جھوٹ تمھیں ہلاک کردے گا بھلے تم امن وامان میں ہی کیوں نا رہو۔
تمھاری جھوٹ کے لئے سرزنش کے لئے بس یہی کافی ہے کے تم کو یہ معلوم ہے کے تم جھوٹے ہو۔
جھوٹے کے پاس امانت داری اور بدکار کے پاس تحفظ نہیں ہوتا۔
جھوٹ اور مروت کبھی اکھٹی نہیں ہوسکتیں۔جھوٹے کے پاس کوئی شرم نہیں۔
جو جھوٹ میں معروف ہوجاتا ہے لوگوں کا اس پر سے بھروسہ اٹھ جاتا ہے۔
جس کا جھوٹ معروف ہوجاتا ہے اس کا سچ بھی قابل قبول نہیں رہتا۔
علم کی سب سے بڑی روکاوٹ جھوٹ ہے۔ ۵۴؎

اہم نکتہ:

جھوٹ کو ام الخبائث بھی کہا جاتا ہے یعنی تمام خباثتوں کی اصل وجہ اور جڑ۔یہ ایک ایسی روحانی بیماری ہے جو انسان کی تمام نیکیوں کو کھا جاتی ہے دوسری جانب جھوٹا شخص چاہے کبھی سچ بھی بولے لیکن لوگ اس پر اعتبار نہیں کرتے اور اسے جھوٹا ہی سمجھتے ہیں اور نا قابل اعتبار شخص معاشرے کا نہایت گرا ہوا فرد ہوتا ہے جس کی اپنے اور پرائے سب ہی سرزنش کرتے ہیں تاہم جھوٹ انسان کو ہلاکت میں مبتلا کر دیتا ہے اور ایسا انسان اپنے جھوٹ کے سبب جہنم واصل ہوجاتا ہے۔

بلندو بالا سمندری جہاز:

بلندو بالا سمندری جہاز کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمِنۡ اٰيٰتِهِ الۡجَوَارِ فِى الۡبَحۡرِ كَالۡاَعۡلَامِ ۔۵۵

ترجمہ۔اسی کی نشانیوں میں سے سمندر کے جہاز ہیں (جو) گویا پہاڑ (ہیں)

اگر اللہ چاہے تو ہوا کو ٹھیرا دے اور جہاز اس کی سطح پر کھڑے رہ جائیں۔ تمام صبر اور شکر کرنے والوں کے لئے ان (باتوں) میں قدرت خدا کے نمونے ہیں۔۵۶ ؎

الَّتِىۡ تَجۡرِىۡ فِى الۡبَحۡرِ بِمَا يَنۡفَعُ النَّاسَ ۔۔۵۷

ترجمہ۔ان کشتیوں میں جو انسانوں کے لئے نفع کی چیزیں لئے ہوئے دریاؤں اور سمندروں میں چلتی پھرتی ہیں۔

هُوَ الَّذِىۡ يُسَيِّرُكُمۡ فِى الۡبَرِّ وَ الۡبَحۡرِ حَتّٰٓى اِذَا كُنۡتُمۡ فِى الۡفُلۡكِ‌ۚ وَ جَرَيۡنَ بِهِمۡ بِرِيۡحٍ طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوۡا بِهَا جَآءَتۡهَا رِيۡحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الۡمَوۡجُ مِنۡ كُلِّ مَكَانٍ وَّ ظَنُّوۡۤا اَنَّهُمۡ اُحِيۡطَ بِهِمۡ‌ۙ دَعَوُا اللّٰهَ مُخۡلِصِيۡنَ لَهُ الدِّيۡنَ ۚ لَئِنۡ اَنۡجَيۡتَنَا مِنۡ هٰذِهٖ لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيۡنَ ۔۵۸

ترجمہ۔وہ اللہ ہی ہے جو تم کو خشکی اور تری میں چلاتا ہے چنانچہ جب تم کشتیوں میں سوار ہو کر بادِ موافق پر فرحاں وشاداں سفر کر رہے ہوتے ہو اور پھر یکا یک بادِ مخالف کا زور ہوتا ہے اور ہر طرف سے موجوں کے تھپیڑے لگتے ہیں اور مسافر سمجھ لیتے ہیں کے گِھر گئے، اُس وقت سب اپنے دین کو اللہ ہی کے لیے خالص کر کے اُس سے دعائیں مانگتے ہیں کہ" اگر تُو نے ہم کو اِس بلا سے نجات دے دی تو ہم شُکر گزار بندے بنیں گے۔

وَهُوَ الَّذِىۡ سَخَّرَ الۡبَحۡرَ لِتَاۡكُلُوۡا مِنۡهُ لَحۡمًا طَرِيًّا وَّتَسۡتَخۡرِجُوۡا مِنۡهُ حِلۡيَةً تَلۡبَسُوۡنَهَا‌ۚ وَتَرَى الۡفُلۡكَ مَوَاخِرَ فِيۡهِ وَلِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ۔۵۹

ترجمہ۔ وہی ہے جس نے تمہارے لیے سمندر کو مسخّر کر رکھا ہے تا کہ تم اس سے تر و تازہ گوشت لے کر کھاؤ اور اس سے زینت کی وہ چیزیں نکالو جنہیں تم پہنا کرتے ہو۔ تم دیکھتے ہو کے کشتی سمندر کا سینہ چیرتی ہوئی چلتی ہے۔ یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ تم اپنے ربّ کا فضل تلاش کرو اور اس کے شکر گزار بنو۔

رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا۔ ٦٠

ترجمہ۔ تمہارا (حقیقی) ربّ تو وہ ہے جو سمندر میں تمہاری کشتی چلاتا ہے تا کہ تم اس کا فضل تلاش کرو، حقیقت یہ ہے کے وہ تمہارے حال پر نہایت مہربان ہے۔

وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ۔ ٦١۔

ترجمہ۔ تم کشتیوں پر سوار بھی کیے جاتے ہو۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ۔ ٦٢

ترجمہ۔ کیا تم نہیں دیکھتے ہو کے کشتی سمندر میں اللہ کے فضل سے چلتی ہے تا کہ وہ تمہیں اپنی کچھ نشانیاں دکھائے؟ درحقیقت اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ہر اس شخص کے لیے جو صبر اور شکر کرنے والا ہو۔

وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ۔ ٦٣

ترجمہ۔ اِن کے لیے یہ بھی ایک نشانی ہے کے ہم نے اِن کی نسل کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کر دیا۔

وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ۔ ٦٤

ترجمہ۔ اور پھر اِن کے لیے ویسی ہی کشتیاں اور پیدا کیں جن پر یہ سوار ہوتے ہیں۔

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ۔ ٦٥

ترجمہ۔ اُس کی نشانیوں میں سے ہیں یہ جہاز جو سمندر میں پہاڑوں کی طرح نظر آتے ہیں۔

اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۔۶۶

ترجمہ۔اللہ جب چاہے ہوا کو ساکن کر دے اور یہ سمندر کی پیٹھ پر کھڑے کے کھڑے رہ جائیں۔۔۔۔اِس میں بڑی نشانیاں ہیں ہراُس شخص کے لیے جو بہت صبر وشکر کرنے والا ہو۔

اَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيْرٍ ۔۶۷

ترجمہ۔(اُن پر سواروں کے) بہت سے گناہوں سے درگزر کرتے ہوئے ان کے چند ہی کرتوتوں کی پاداش میں انہیں ڈبودے۔

وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۔۶۸

ترجمہ۔یہ جہاز اُسی کے ہیں جو سمندر میں پہاڑوں کی طرح اونچے اُٹھے ہوئے ہیں۔

اللہ نے اس دنیا میں بے شمار سمندر، دریا اور جھیلیں پیدا فرمائیں اور ان میں باحفاظت سفر کے انتظامات کے لئے سمندری جہاز اور کشتیوں کی ٹیکنالوجی بھی بذریعہ وحی اپنے پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام کو عطا فرمائی ،حضرت نوح علیہ السلام سے قبل کوئی شخص عظیم الشان سمندروں میں سفر کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا لیکن اللہ تعالی نے انھیں بذریعہ وحی سمندری جہاز کی مکمل ٹیکنالوجی فراہم کی جس پر عمل کرتے ہوئے حضرت نوح علیہ السلام ایک بڑی کشتی بنانے میں کامیاب ہوگئے جبکہ آج بھی بڑی بڑی شپنگ انڈسٹریز میں اس پہلی کشتی کے Measurement پر عمل کرتے ہوئے دیگر سمندری جہاز نہایت کامیابی سے تیار کئے جارہے ہیں کیونکہ اس پہلے کشتی کا Measurement اس قدر مکمل اور بے عیب ہے جس کی مثال ملنا محال ہے جبکہ دوسری جانب اس فارمولے سے بنائے گئے دیگر سمندری جہاز کامیاب سفر کی ضمانت بھی ہیں یعنی وہ سمندری حادثات سے بھی محفوظ و مامون ہیں اور ایک مقام سے دوسرے مقام تک بے شمار وزنی سامان تجارت،مسافر اور دیگر عملہ کے ساتھ کامیاب سمندری سفر کرتے ہیں۔

ابتداء میں کھوکھلی کشتیاں بھی بنائی گئیں ،جس میں بادبان کا اضافہ بھی کیا گیا اگرچہ یورپ سے برصغیر پاک وہند کا خشکی کا راستہ اسلامی ممالک سے گزرتا تھا جن پر اسلامی ممالک ان سے ٹیکس وصول کیا کرتے تاہم یورپ کی ترقی کا سب سے بڑا انحصار بحری جہاز اور اس سے وابستہ تجارت پر

ہے، بحری سفر کو محفوظ بنانے کے لئے قطب نما اور روشنی کے مینار تعمیر کئے گئے بعد ازاں فرانسسی موجد ڈینس پاپن اور انگریز موجد تھامس نیوکومن نے بھاپ کے انجن ایجاد کئے، ۱۸۳۸ء میں بھاپ کے انجن سے تیار بحری جہاز نے بحیرہ اوقیانوس عبور کیا، رفتہ رفتہ لائف بوٹس اور لائف بیلٹس بھی تیار کی گئیں جو کسی بھی بحری حادثے میں انسانی جان بچانے میں بڑی معاون ثابت ہوئیں، موجودہ دور میں بحری جہاز ڈیزل سے چلائے جاتے ہیں لیکن ان بحری جہازوں کو مستقبل میں ایٹمی طاقت سے چلانے کے منصوبے بھی ہیں لیکن یہ کافی خطرناک ہے، دوسری جانب امریکہ اور روس نے ایٹمی طاقت سے چلنے والی آبدوز تیار کرلی ہیں، تاہم جنگی بحری جہاز میں جنگی سازوسامان، اسلحے، فوج، گولہ بارود، توپوں کے ساتھ ساتھ طیارے کھڑے کرنے کی بھی وسیع جگہ موجود ہوتی ہے۔

امریکہ نے دنیا کا سب سے بڑا بحری جہاز بنانے کا اعزاز حاصل کرلیا ہے، جس کا نام Icon of the Seas ہے جسے Royal Caribbean International نامی کمپنی نے ۲۰۲۳ء میں تیار کیا، یہ دنیا کا سب سے بڑا بحری جہاز ہے جس کی لمبائی ۱۱۹۷ فٹ اور چوڑائی ۱۶۵ فٹ ہے، اس جہاز میں ایک ہزار سے زائد پرتعش کمرے، سات بڑے سوئمنگ پولز، چھ واٹر سلائیڈز، چالیس سے زائد ریسٹورینٹس، بار، لاونج اور کھیل کے میدان، لائبریری، اور کلینک موجود ہے۔ اس بحری جہاز میں سات ہزار سے زائد مسافر اور ڈھائی ہزار سے زائد عملہ سفر کرسکتا ہے۔

ترقی یافتہ ممالک کی تحقیق اور جستجو کے نتیجے میں بحری جہاز سازی میں خوب سے خوب تر کی تلاش ہر گزرتے دن کے ساتھ عروج کی جانب گامزن ہیں۔

باہمی مشاورت کے ثمرات:

اسلام میں باہمی اور اہل علم حضرات کے ساتھ مشاورت کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اَمۡرُهُمۡ شُوۡرٰى بَيۡنَهُمۡ ۔۶۹

ترجمہ۔ وہ اپنے کام آپس کے مشورے سے کرتے ہیں۔

المشاورۃ۔شوریٰ۔عربی زبان کالفظ ہے، جو (ش۔و۔ر) سے **مشتق** ہے۔۷۰

شارالعسل۔سے مراد چھتے سے شہد کو نکالنا۔

شاور۔مشاورۃ۔تشاور۔سے مراد باہمی مشورہ۔

الشورۃ۔والشارۃ۔سے مراد حسن و جمال۔وضع قطع۔ہیئت۔لباس۔پوشاک۔زینت۔آرائش۔

شار۔یشور۔سے مراد گھوڑے کو سدھانا۔۷۱

ارشادات خداوندی:

وَ اَمۡرُهُمۡ شُوۡرٰى بَيۡنَهُمۡ وَ مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ ۔۷۲

ترجمہ۔ وران کے کام باہمی مشورے سے ہوتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں۔

وَ شَاوِرۡهُمۡ فِى الۡاَمۡرِ ۔۷۳

ترجمہ۔اور (اہم) کاموں میں ان سے مشورہ لیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

استشار رسول الله ﷺ فی الاساری یوم بدر ۔۷۴

جنگ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیدیوں کے متعلق مشورہ طلب کیا۔

قال رسول الله ﷺ اذا استشار احد کم اخاہ فلیشر علیه ۔۷۵

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی سے مشورہ طلب کرے تو وہ اس کو مشورہ دے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **المستشار مرتمن**۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس سے کسی بات کا مشورہ طلب کیا گیا ہو تو وہ اس بات کا امین ہے۔۷۶

سعد بن ابی طلحہؓ بیان کرتے ہیں، حضرت عمر بن الخطابؓ نے جمعہ کے دن خطبہ دیا اور اس میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کا ذکر کیا اور کہا میں نے خواب دیکھا ہے کے ایک مرغ نے مجھ پر تین مرتبہ ٹھونگیں ماریں اور میں نے اس کی صرف یہ تعبیر لی ہے کے میری اجل قریب آگئی ہے اور بے شک کچھ لوگ مجھ سے کہہ رہے ہیں کے میں اپنا جانشین مقرر کروں اور بے شک اللہ تعالیٰ اپنے دین کو ضائع کرنے والا نہیں ہے اور نہ اپنی خلافت کو اور نہ اس شریعت کو جسے دے کر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بھیجا ہے اگر میری اجل جلد آ گئی تو خلافت ان چھ اصحاب کے مشورہ سے منعقد ہوگی جن سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی وفات کے وقت راضی تھے۔۷۷؎

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب تمہارے حکام تم میں سے بہترین لوگ ہوں اور خوش حال لوگ سخی ہوں اور تمہارے معاملات باہمی مشورہ سے چل رہے ہوں تو تمہارے لیے زمین کے اوپر کا حصہ اس کے نچلے حصہ سے بہتر ہے اور جب تمہارے حکام تم میں سے بدترین لوگ ہوں اور تمہارے خوش حال لوگ بخیل ہوں اور تمہارے معاملات تمہاری عورتوں کی طرف مفوض ہوں تو زمین کے نیچے کا حصہ تمہارے لیے زمین کے اوپر کے حصہ سے بہتر ہے۔۷۸؎

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس سے مشورہ طلب کیا جائے وہ امین ہے۔۷۹؎

حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی۔۸۰۷ھ) بیان کرتے ہیں! حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے استخارہ کیا وہ نامراد نہیں ہوگا اور جس نے مشورہ کیا وہ نادم نہیں ہوگا' اور جس نے میانہ روی کی وہ کنگال نہیں ہوگا حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص کسی کام کا ارادہ کرے اور اس میں کسی مسلمان شخص سے مشورہ کرے' اللہ تعالیٰ اس کو درست کام کی ہدایت دے دیتا ہے۔۸۰؎

امیرالمومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیرالمومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! مشورہ جیسی کوئی پشت پناہ نہیں۔

جو شخص اپنی رائے پر بھروسہ کرتا ہے وہ ہلاک ہوجاتا ہے اور جو لوگوں سے مشورہ کرتا ہے وہ ان کی عقل میں شریک ہوجاتا ہے۔

مشورے سے زیادہ کوئی قابل بھروسہ پشت پناہ نہیں۔ مشورہ کرنا عین ہدایت ہے۔

جس نے اپنی رائے پر بھروسہ کیا اسے یقیناً خطرات کا سامنا کرنا پڑے گا۔

مشورہ چھوڑنے کے بعد پھر صحت درستگی باقی نہیں رہتی۔

جو انسان صاحبان عقل و دانش سے مشورہ کرتا ہے وہ صحیح راستے کی جانب ہدایت پاجاتا ہے۔

بہترین تعاون مشاورت اور بدترین استعداد خودسری ہے۔

جو انسان زیادہ مشاورت کا عادی ہوگا تو ایسے انسان کے پاس درستگی کے وقت ستائش کرنے والوں کی اور غلطی کے وقت عذر قبول کرنے والوں کی کوئی کمی نا ہوگی۔

جب تم مشاورت طلب کرو تو سب سے پہلے نوجوانوں کے سامنے اپنے مسئلے کو پیش کرو کیونکہ نوجوانوں کے اذہان اور ادراک و دوسروں کے مقابلے میں جلد مقاصد تک پہنچنے کی صلاحیت رکھتے ہیں پھر اپنے مسئلے کو معمر افراد کے سامنے پیش کرو کیونکہ معمر افراد میں نتائج کو پرکھنے کی صلاحیت، تجربات اور بہترین راستے کی سمت رہنمائی کی کہیں زیادہ صلاحیت موجود ہوتی ہے۔

اپنے دشمن سے بھی مشورہ طلب کرلیا کرو کیونکہ اس طرح سے تمھیں اپنے دشمن کی عداوت کی مقدار کا اندازہ ہوسکے گا۔

جب بھی تم کسی انسان کی طبیعت کو پرکھنا چاہو تو تم اس سے مشورہ طلب کرو یقیناً اس مشورے کے ذریعے تم اس شخص کے انصاف، نیکی بدی اور ظلم کا اندازہ لگا پاؤ گے۔

جب تم سے تمھارا کوئی دشمن مشورہ طلب کرے تو تم نہایت ایمانداری اور خلوص دل سے اس کو بالکل صحیح مشورہ دو کیونکہ وہ اس مشورہ طلبی کے ذریعے تمھاری دشمنی سے نکل کر دوستی کی حدود میں داخل ہوگیا ہے۔ دشمن سے مشورہ کرنا بے عزتی ہے۔

جس انسان نے استخارہ کرلیا وہ کبھی حیران نہ ہوگا اور جس انسان نے مشورہ طلب کرلیا وہ کبھی نادم نا ہوگا۔ تم کبھی بھی کسی کنجوس اور بخیل سے مشورہ نا کرنا کیونکہ بخیل تم کو فضیلتوں سے دور کردے گا اور تمھیں فقیری سے ڈرائے گا اور نا ہی اپنے مشورے میں کسی بزدل کو شریک کرنا کیونکہ بزدل تمھیں

امور کے مقابلے میں کمزور کردے گا اور اپنے مشورے میں کبھی کسی لالچی شخص کو بھی شامل نا کرنا کیونکہ لالچی انسان کبھی تمھارا بھلا نا چاہے گا۔

تین خوبیاں جس انسان میں بھی موجود ہوں گی وہ کبھی اندم نا ہوگا۔

ا۔ترک عجلت۔۲۔مشاورت۔۳۔کام کے وقت عزم اور اللہ پر بھروسہ۔

مشورہ لینا تمھارے لئے آرام اور راحت ہے جبکہ دوسروں کے لئے مشقت اور پریشانی ہے۔

مشورہ کرنے والا لغزشوں سے پاک رہتا ہے۔

جب تم کسی کام کا عزم کرلو تو پھر مشورہ کرلو۔مشورہ کی آفت نقص آراء ہے۔

تم جس سے مشورہ طلب کرو اس میں سب سے بہترین انسان وہ ہے جو تجربہ کار ہو۔

اپنے عقلمند دشمن سے مشورہ کرلو لیکن اپنے جاہل دوست کی رائے سے دور رہو۔

عقلمند انسان ہے وہ جو مشاورت کے وقت علماء، حکماء اور عقلمندوں سے مشورہ طلب کرے۔

جاہل سے مشورہ کرنے کا مطلب مشورہ طلب کرنے والے کی ہلاکت ہے۔

مشاورت سے حد درجہ درستگی وجود میں آتی ہے۔

اللہ تعالی غلط مشورہ دینے والے کی تدبیر کو سلب کر دیتا ہے۔۸۱؎

اہم نکتہ:

مشورہ ایک قیمتی سرمایہ ہے اور انسان جب عقلمندوں اور اہل علم سے مشورہ کرتا ہے تو وہ یقیناً درست سمت کا ادراک اور آگہی حاصل کرلیتا ہے، مشورہ ہمیشہ اسی سے طلب کیا جاتا ہے جو متعلقہ میدان میں مہارت رکھتا ہو کیونکہ انسان کے اردگرد بے شمار لوگ رہتے ہیں جن میں جاہل، کم عقل، نادان، کم ہمت، سست، کاہل اور کم پڑھے لکھے لوگ شامل ہیں لیکن انسان مشورہ اسی شخص سے طلب کرتا ہے جو زیادہ عقلمند اور تجربہ کار ہو۔

مشورہ طلب کرنے کا نفسیاتی پہلو یہ ہے کے انسان پریشانی کے عالم میں کئی اہم حقائق اور معاملات کو نظر انداز کردیتا ہے لیکن جب وہ کسی تجربہ کار عقلمند شخص سے مشورہ طلب کرتا ہے تو اس کی مشکلات کو حل کرنے کے لئے کئی آزاد اور اعلیٰ دماغ متحرک ہوجاتے ہیں جس کی وجہ سے وہ

درست راستے کا تعین کر لیتا ہے جو اس کے اطمینان، آسودگی اور کامیابی کا سبب ہیں۔

وحی الٰہی/ الہام/ القاء:

وحی عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی خاموشی یا چپکے سے کسی بات کا دل میں آجانا، یا اشارہ کرنا ہے۔

الوحی۔ ایسا اشارہ جس میں تیزی اور سرعت پائی جائے۔

الوحی۔ کے ایک معنی کتابت یا لکھنے کے بھی ہیں۔

وحیت الکتاب۔ یعنی۔ میں نے کتاب کو لکھا۔

عربی زبان میں واح لکھنے والے کو کہتے ہیں۔

الوحی۔ لکھی ہوئی چیز یا نامہ کو کہا جاتا ہے۔

شریعت کی اصطلاح میں وحی سے مراد اللہ کے وہ پیغامات ہیں جو انھوں نے اپنے پیغمبروں تک حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے سے بھیجے، بعدازاں پیغمبروں نے اللہ کے حکم سے اللہ کے بندوں تک ان پیغامات کو پہنچایا۔

پیغمبروں تک وحی پہنچانے کے تین طریقے ہیں۔

ا۔ کوئی بات نبی کے دل میں ڈال دی جائے۔

۲۔ پردے یا کسی اوٹ سے نبی تک پیغام پہنچے۔

۳۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ کے پیغام کو نبی اور رسول تک پہنچائیں۔

یہ تین صورتیں قرآن کریم میں اس طرح سے بیان کی گئی ہیں!

وَ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ
يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ۭ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۔ ۸۲

ترجمہ۔ کسی بشر کا یہ مقام نہیں ہے کے اللہ اُس سے رُوبرُو بات کرے۔ اُس کی بات یا تو وحی (اشارے) کے طور پر ہوتی ہے، یا پردے کے پیچھے سے، یا پھر وہ کوئی پیغام بر (فرشتہ) بھیجتا ہے اور وہ اُس کے حکم سے جو کچھ وہ چاہتا ہے، وحی کرتا ہے، وہ برتر اور حکیم ہے۔

وَ كَذٰلِكَ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ رُوۡحًا مِّنۡ اَمۡرِنَا ؕ مَا كُنۡتَ تَدۡرِىۡ مَا الۡكِتٰبُ وَلَا الۡاِيۡمَانُ وَلٰـكِنۡ جَعَلۡنٰهُ نُوۡرًا نَّهۡدِىۡ بِهٖ مَنۡ نَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ لَتَهۡدِىۡۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ۙ ۔۸۳

ترجمہ۔اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے تمہاری طرف روح القدس کے ذریعے سے (قرآن) بھیجا ہے۔تم نہ تو کتاب کو جانتے تھے اور نہ ایمان کو لیکن ہم نے اس کو نور بنایا ہے کہ اس سے ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں ہدایت کرتے ہیں اور بے شک (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم سیدھا رستہ دکھاتے ہو۔

ا۔وحی کی پہلی قسم میں اللہ کی طرف سے کسی بات کا اشارہ ، اور انسان کے دل کا اس پر مطمین ہونا ہے،اس قسم کی وحی میں حضرت موسیٰ کی والدہ کی مثال پیش کی جاسکتی ہے، جب انھوں نے حضرت موسیٰ کو ایک لکڑی کے صندوق میں ڈال کر پانی میں بہایا تو ان کا دل بے متفکر تھا تا ہم اللہ نے ان کے دل کو ڈھارس بندھائی اور انھیں مطمئن کیا۔ارشاد خداوندی ہے!

وَ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰٓى اُمِّ مُوۡسٰٓى اَنۡ اَرۡضِعِيۡهِ ۚ فَاِذَا خِفۡتِ عَلَيۡهِ فَاَلۡقِيۡهِ فِى الۡيَمِّ وَلَا تَخَافِىۡ وَلَا تَحۡزَنِىۡ ۚ اِنَّا رَآدُّوۡهُ اِلَيۡكِ وَجَاعِلُوۡهُ مِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ۔۸۴

ترجمہ۔ہم نے موسیٰؑ کی ماں کی طرف وحی بھیجی کے اس کو دودھ پلاؤ جب تم کو اس کے بارے میں کچھ خوف پیدا ہو تو اسے دریا میں ڈال دینا اور نہ تو خوف کرنا اور نہ رنج کرنا۔ہم اس کو تمہارے پاس واپس پہنچا دیں گے اور (پھر) اُسے پیغمبر بنا دیں گے۔

فَقَضٰهُنَّ سَبۡعَ سَمٰوَاتٍ فِىۡ يَوۡمَيۡنِ وَاَوۡحٰى فِىۡ كُلِّ سَمَآءٍ اَمۡرَهَا ۔۸۵

ترجمہ۔پھر دو دن میں سات آسمان بنائے اور ہر آسمان میں اس (کے کام) کا حکم بھیجا۔

اللہ تعالی نے ہر آسمان میں اپنا امر وحی کر دیا یعنی خارجی کائنات میں ہر شے اپنے اپنے فرائض کی بجا آواری میں مصروف ہے۔

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَالطَّيۡرُ صٰٓفّٰتٍ

كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ ۔۸۶

ترجمہ۔کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں خدا کی تسبیح کرتے ہیں اور پر پھیلائے ہوئے جانور بھی اور سب اپنی نماز اور تسبیح کے طریقے سے واقف ہیں اور جو کچھ وہ کرتے ہیں (سب) خدا کو معلوم ہے۔

وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا ۔۸۷

ترجمہ۔زمین اپنے (اندر) کے بوجھ نکال ڈالے گی۔

يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ۔۸۸ ترجمہ۔اس روز وہ اپنے حالات بیان کردے گی۔

بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَى لَهَا ۔۸۹ ترجمہ۔کیونکہ تمہارے پروردگار نے اس کو حکم بھیجا (ہوگا)۔

مندرجہ بالا آیات میں روز قیامت زمین اپنے اندر کے تمام بوجھ کو نکال پھینکے گی اور اللہ کے حکم سے اپنی روداد کو اللہ کے سامنے بیان کردے گی۔

وَأَوْحَى رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ أَنِ اتَّخِذِي مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا وَمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ ۔۹۰

ترجمہ۔تمہارے پروردگار نے شہد کی مکھیوں کو ارشاد فرمایا کہ پہاڑوں میں اور درختوں میں اور اونچی اونچی چھتریوں میں جو لوگ بناتے ہیں گھر بنا۔

اسی طرح سے اللہ نے شہد کی مکھی کی جانب وحی فرمائی کے وہ پہاڑوں، درختوں اور اونچی اونچی چھتریوں میں اپنا چھتہ بنائے، یعنی شہد کی مکھی کے اندر اللہ کی جانب سے یہ پیغام پہنچا دیا گیا۔

تمام اشیاء کائنات کی فطرت میں مخصوص پروگرام کو اللہ کی جانب سے Install کر دیا گیا ہے جس کو وہ اپنی فطرت کے عین مطابق تاعمر انجام دیتی ہیں، تاہم یہ قانون قدرت ہے جو اللہ کی طرف سے عائد کردہ ہے، جس سے روگردانی یا سرکشی ممکن نہیں۔

۲۔وحی کی دوسری قسم میں پردے کی اوٹ سے پیغام پہنچایا جاتا ہے، جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ نے کلام فرمایا لیکن پردے کی اوٹ سے تاہم انہوں نے کلام سن کر جمال خداوندی دیکھنا چاہا لیکن جمال خداوندی پردے میں تھا۔

فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰۤى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّ عَشِيًّا ۔۹۱

ترجمہ۔(زکریا) حجرے سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آئے تو ان سے اشارے سے کہا کے صبح وشام (خدا کو) یاد کرتے رہو۔

وَ اِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَ بِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْۤا اٰمَنَّا وَ اشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ۔۹۲

ترجمہ۔جب میں نے حواریوں کی طرف حکم بھیجا کے مجھ پر اور میرے پیغمبر پر ایمان لاؤ وہ کہنے لگے (پروردگار) ہم ایمان لائے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شاہد رہیے گا کے ہم فرمانبردار ہیں۔

مندرجہ بالا آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کی طرف وحی کرنے کے معنی یہ ہیں کے اللہ نے انھیں حکم دیا تھا، اور یہ وحی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وساطت سے حواریوں تک پہنچی تھی۔ ۹۳

۳۔وحی کی تیسری قسم میں حضرت جبرائیل علیہ اسلام اللہ کے حکم سے پیغام رسانی فرمائیں۔

لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۔۹۴

ترجمہ۔(جبرائیل نے (یہ قرآن) اللہ کے حکم سے تمہارے دل پر نازل کیا ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۔۹۵

ترجمہ۔(محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتے ہیں۔

اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۔۹۶

ترجمہ۔یہ (قرآن) تو حکم خدا ہے جو (ان کی طرف) بھیجا جاتا ہے۔

وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۔۹۷

ترجمہ۔(نوح نے اپنی قوم سے کہا) مجھ کو خدا کی طرف سے ایسی باتیں معلوم ہیں جن سے تم بے خبر ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! روح القدس نے میرے دل میں یہ بات پھونکی ہے کے کوئی شخص بھی

جب تک اپنی روزی اور اپنا وقت پورا نہ کرلے ہرگز نہیں مرتا پس اللہ سے ڈرو اور روزی کی طلب میں اچھائی اختیار کرو۔۹۸؎

اس ضمن میں قابل ذکر واقعہ یہ بھی ہے کے حضرت جابر بن عبداللہؓ کے والد حضرت عبداللہ بن حرام تھے جو غزوہ احد میں شریک تھے اور دشمن اسلام سے بے جگری سے مقابلہ کرتے ہوئے بلا آخر شہید ہوئے، دوران جنگ ان کا بازو کٹ کر جسم سے لٹک گیا تو انھوں نے اپنے اس لٹکے ہوئے بازو کو جسم سے الگ کیا کیونکہ یہ ان کے راستے میں مزاحم تھا، تاہم وہ راہ خدا میں لڑتے لڑتے شہید ہوگئے، تو ان کی والدہ اپنے بیٹے کی وجہ سے بہت پریشان تھیں، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دریافت کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے بیٹے نے میدان جنگ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو شرمندہ تو نہیں کیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اۓ ام عبداللہ! تمھارے بیٹے سے تو خود اللہ نے کلام فرمایا! اور پوچھا! اۓ عبداللہ تم کیا چاہتے ہو؟ اس پر عبداللہ بن حرامؓ نے اللہ سے عرض کیا، اللہ تعالی دوبارہ راہ خدا میں شہادت۔ (یہ کلام اللہ نے ان سے عالم برزخ میں کیا تھا)۔ (عبداللہ بن حرامؓ اور ان کے بیٹے جابر بن عبداللہؓ دونوں ہی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تھے، عبداللہ بن حرامؓ کی والدہ بھی حیات تھیں، اس کے علاوہ ان کی بیوی اور کئی بیٹیاں بھی تھیں جبکہ گھر میں صرف دو مرد تھے چنانچہ غزوات کے موقع پر باپ بیٹے کے درمیان قرعہ اندازی ہوتی کے کون غزوہ میں شریک ہوگا کیونکہ تنہا خواتین کو چھوڑنا بھی مشکل تھا، چنانچہ غزوہ بدر میں جابر بن عبداللہؓ کے نام قرعہ نکلا تھا جبکہ غزوہ احد میں عبداللہ بن حرامؓ کے نام قرعہ نکلا اور وہ راہ حق میں شہید ہوئے)۔

وحی کی دو اقسام ہیں۔ ا۔ وحی متلو (جلی)۔ ۲۔ وحی غیر متلو (خفی)۔

ا۔ وحی متلو (جلی): سے مراد قرآن کریم جس کی بہت تلاوت کی جاتی ہے۔ مثال: قرآن کریم کی تلاوت نماز میں بھی کی جاتی ہے۔

۲۔ وحی غیر متلو (خفی): سے مراد جس کی تلاوت نا کی جائے یعنی احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

مثال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی احادیث مبارکہ اور سنت پر عمل کیا جاتا ہے اس کی تلاوت نہیں کی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے سے اپنے پیغامات رسولوں تک پہنچائے ، یہ پیغامات نبیوں اور رسولوں نے اللہ کے حکم سے اللہ کے بندوں تک پہنچائے ، ان پیغامات میں اللہ کے بندوں کے لئے ہدایت اور رہنمائی کے احکامات موجود ہیں، یعنی بنیادی عقائد، عبادات، حلال حرام، قاعدے قوانین، حقوق وفرائض اور زندگی کے دیگر معاملات اور ان سے متعلق چھوٹی بڑی تفصیلات شامل ہیں، چنانچہ انسان جب اللہ کے بتائے ہوئے احکامات (وحی الٰہی) پر عمل کرتا ہے تو وہ دین اور دنیا میں کامیاب ہوجاتا ہے اور اس کی دنیا اور آخرت سنور جاتی ہے، اگر وحی کسی پہاڑ پر نازل ہوجاتی تو پہاڑ اس وحی کے بوجھ سے ریزہ ریزہ ہوجاتا تاہم وحی کے نزول کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک پر اس کے گہرے اثرات مرتب ہوتے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت بوجھل ہوجاتی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماتھے پر پسینہ نمودار ہوجاتا اور آپ ایک شدید اور ناقابل بیان بوجھ اپنے اوپر محسوس کرتے تھے۔

اسماء الٰہیہ :

سورہ الشوری میں اللہ تعالیٰ کے بے شمار اسماء صفاتی آیات کے آخر میں بطور سابقے کے آئے ہیں، یہ کسی بھی کلام کی فصاحت ، بلاغت، تنوع، وسعت بیان، لحن، جامعیت، قادر الکلامی اور ہم آہنگی کی جانب اشارہ کرتے ہیں دوسری جانب اس میں غنائیت اور آہنگ کا پہلو بھی نمایاں ہے اور سب سے اہم بات یہ ہے، قرآن کریم کے انداز بیان میں ایک تسلسل، تناسب اور توازن موجود اور قائم ہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اللّٰهُ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ۔۹۹؎ ۔ترجمہ۔اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

وَهُوَ الۡعَلِىُّ الۡعَظِيۡمُ ۔۱۰۰؎ ۔ترجمہ۔اللہ برتر اور عظمت والا ہے۔

اللّٰهَ هُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِيۡمُ ۔۱۰۱؎ ۔ترجمہ۔اللہ مغفرت اور رحم کرنے والا ہے۔

اللّٰهُ حَفِيۡظٌ وَكِيۡلٌ ۔۱۰۲؎ ۔ترجمہ۔اللہ حفاظت کرنے والا کارساز ہے۔

وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ ۔۱۰۳؎ ۔ترجمہ۔اللہ دوست اور مددگار ہے۔

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ۔۱۰۴؎ ۔ترجمہ۔اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۔۱۰۵؎ ۔ترجمہ۔اللہ سنتا اور دیکھتا ہے۔

اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْم ۔۱۰۶؎ ۔ترجمہ۔وہ ہر شے کو جانتا ہے۔

وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ۔۱۰۷؎ ۔ترجمہ۔وہ قوت والا اور زبردست ہے۔

هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْر ۔۱۰۸؎ ۔ترجمہ۔وہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْر ۔۱۰۹؎ ۔ترجمہ۔اللہ بخشنے والا قدردان ہے۔

اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۔۱۱۰؎ ۔ترجمہ۔اللہ سینوں کی باتوں کو بھی جانتا ہے۔

وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْد ۔۱۱۱؎ ۔ترجمہ۔اللہ کارساز دوست اور بہت تعریف کے لائق ہے۔

وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَآءُ قَدِيْر ۔۱۱۲؎

ترجمہ۔وہ تمام مخلوقات کو جمع کرنے پر قادر ہے۔

اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْر ۔۱۱۳؎ ۔ترجمہ اللہ دوست اور بہت مددگار ہے۔

وَيَعْفُ عَنْ كَثِيْرٍ ۔۱۱۴؎ ۔ترجمہ۔اللہ تعالیٰ کثیر لوگوں کو معاف فرمادے گا۔

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۔۱۱۵؎ ۔ترجمہ۔اللہ ظالموں کو سخت ناپسند کرتا ہے۔

اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْر ۔۱۱۶؎ ۔ترجمہ۔وہ جاننے والا اور قدرت والا ہے۔

اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْم ۔۱۱۷؎ ۔ترجمہ۔وہ بلند اور حکمت والا ہے۔

اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْر ۔۱۱۸؎

ترجمہ۔بے شک اللہ کی جانب ہی تمام امور لوٹتے ہیں۔

حوالہ کتب:

۱۔سوہ الشوریٰ۔آیت۔۱۷۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔المفردات۔راغب اصفہانی۔ج۔۲۔ص۔۴۲۲۔۴۲۳۔مطبوعہ مکتبہ مصطفیٰ مکہ مکرمہ۔۱۴۱۸ھ۔

۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔

۵۔نہایہ۔علامہ محمد بن اثیر الجزری (متوفی ۶۰۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔

۶۔سورہ انفطار۔آیت۔۷۔
۷۔سورہ المائدہ۔آیت۔۹۵۔
۸۔سورہ انعام۔آیت۔۷۰۔
۹۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۸۔
۱۰۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۱۱۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۳۱۶۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۱۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۳۔سورہ النساء۔آیت۔۱۳۵۔
۱۴۔سورہ النحل۔آیت۔۹۰۔
۱۵۔سورہ المائدہ۔آیت۔۴۷۔
۱۶۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۴۷۔
۱۷۔سورہ الزلزال۔آیت۔۷۔
۱۸۔سورہ الجاثیہ۔آیت۔۲۹۔
۱۹۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۲۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۲۔ ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۲۳۔سنن نسائی۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ)۔مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۱۲ھ۔
۲۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۵۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۷۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۸۔سورہ انعام۔آیت۔۱۲۹۔
۲۹۔سورہ انفال۔آیت۔۷۳۔
۳۰۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۳۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۲۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۳۳۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۳۰۔
۳۴۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۵۶۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

۳۵۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔ ۲۴۔
۳۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۳۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۳۸۔سورہ الزمر۔آیت۔ ۳۔
۳۹۔سورہ الزمر۔آیت۔ ۳۲۔
۴۰۔سورہ منافقون۔آیت۔ ۱۔
۴۱۔سورہ یوسف۔آیت۔ ۱۸۔
۴۲۔سورہ ھود۔آیت۔ ۹۳۔
۴۳۔سورہ مومن۔آیت۔ ۲۸۔
۴۴۔سورہ ھود۔آیت۔ ۶۵۔
۴۵۔سورہ مومنون۔آیت۔ ۲۶۔
۴۶۔سورہ واقعہ۔آیت۔ ۵۱۔
۴۷۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۴۸۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۴۹۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۵۰۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۵۱۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۵۲۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔
۵۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۵۴۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۴۰۲۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۵۵۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔ ۳۲۔
۵۶۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔ ۳۳۔
۵۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔ ۱۶۴۔
۵۸۔سورہ یونس۔آیت۔ ۲۲۔
۵۹۔سورہ النحل۔آیت۔ ۱۴۔
۶۰۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔ ۶۶۔
۶۱۔سورہ المومنون۔آیت۔ ۲۲۔
۶۲۔سورہ لقمان۔آیت۔ ۳۱۔
۶۳۔سورہ یٰسین۔آیت۔ ۴۱۔
۶۴۔سورہ یٰسین۔آیت۔ ۴۲۔

۶۵۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۳۲۔
۶۶۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۳۳۔
۶۷۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۳۴۔
۶۸۔سورہ الرحمن۔آیت۔۲۴۔
۶۹۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۳۸۔
۷۰۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۷۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۷۲۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۳۸۔
۷۳۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۵۹۔
۷۴۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل(متوفی ۲۴۱ھ)مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۷۵۔ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ(متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۷۶۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی(متوفی ۲۷۵ھ)مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۷۷۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری(متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۷۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی(متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۹۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی(متوفی ۲۷۵ھ)مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۸۰۔مجمع الزاوئد۔حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی(متوفی ۸۰۷ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت۔
۸۱۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۴۳۸۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۸۲۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۵۱۔
۸۳۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۲۷۔
۸۴۔سورہ القصص۔آیت۔۷۔
۸۵۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۲۔
۸۶۔سورہ النور۔آیت۔۴۱۔
۸۷۔سورہ الزال۔آیت۔۲۔
۸۸۔سورہ الزال۔آیت۔۴۔
۸۹۔سورہ الزال۔آیت۔۵۔
۹۰۔سورہ النحل۔آیت۔۶۸۔
۹۱۔سورہ مریم۔آیت۔۱۱۔
۹۲۔سورہ المائدہ۔آیت۔۱۱۱۔
۹۳۔المفردات۔راغب اصفہانی۔مطبوعہ مکتبہ مصطفیٰ مکہ مکرمہ۔۱۴۱۸ھ۔

۹۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۹۷۔
۹۵۔سورہ النجم۔آیت۔۳۔
۹۶۔سورہ النجم۔آیت۔۴۔
۹۷۔سورہ اعراف۔آیت۔۶۲۔
۹۸۔صحیح ابن حبان۔
۹۹۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۳۔
۱۰۰۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۴۔
۱۰۱۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۵۔
۱۰۲۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۶۔
۱۰۳۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۸۔
۱۰۴۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۹۔
۱۰۵۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۱۱۔
۱۰۶۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۱۲۔
۱۰۷۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۱۹۔
۱۰۸۔سورہ الشوریٰ۔آیت ۲۲۔
۱۰۹۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۲۳۔
۱۱۰۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۲۴۔
۱۱۱۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۲۸۔
۱۱۲۔سورہ الشوریٰ۔آیت۲۹۔
۱۱۳۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۳۱۔
۱۱۴۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۳۴۔
۱۱۵۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۴۰۔
۱۱۶۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۵۰۔
۱۱۷۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۵۱۔
۱۱۸۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۵۳۔

۴۳۔سورہ الزخرف (سونے کے زیورات)

نام:

الزخرف۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معنی سونے کے زیورات کے ہیں تاہم زیبائش اور زینت کو بھی عربی زبان میں زخرف کہا جاتا ہے۔

اسحاق بن عبداللہ ؒ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہر درخت کیلئے پھل ہے اور قرآن کے پھل حم والی سورتیں ہیں، یہ سورتیں ایسے باغات ہیں جن میں سرسبز وشاداب گھاس ہے، جس شخص کو یہ پسند ہو کے وہ جنت کے باغات میں خوب چرے تو اس کو چاہیئے کے حا میم والی سورتیں پڑھے۔

شان نزول:

سورہ الزخرف مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۸۹ ہے جبکہ اس میں کل رکوع ۷ ہیں۔

مضامین:

۱۔اللہ نے انسانوں کے لئے راستے بنائے۔

۲۔باران رحمت کا ذکر۔

۳۔دین اسلام کے راستے میں امراء مزاحم رہے۔

۴۔شرک کی ممانیت۔

۵۔سابقہ امتوں کا ذکر۔

۶۔حضرت ابراہیم کا ذکر۔

۷۔دیگر انبیاء کرام کا ذکر۔

۸۔سونے چاندی کا ذکر۔

۹۔جنت کے فضائل۔

۱۰۔قیامت کی ہولناکی کا ذکر۔

راستوں کی اہمیت:

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لئے گزرگاہیں اور راستے بنائے۔

عربی زبان میں راستے کو سبیل کہتے ہیں۔

السابلہ من الطریق سے مراد عام گزرگاہ یا عام راستہ۔

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر فی سبیل اللہ یعنی اللہ کے راستے پر چلنے کی ہدایت دی گئی ہے جبکہ سبیل الطاغوت سے بچنے کی تاکید بھی قرآن کریم میں کی گئی ہے تاہم مسافروں کے لئے عربی زبان میں ابن سبیل کی اصطلاح استعمال کی گئی۔

تاہم زمینی راستوں کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّ جَعَلَ لَکُمْ فِیْهَا سُبُلًا لَّعَلَّکُمْ تَهْتَدُوْنَ۔۱

ترجمہ۔جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا اور اس میں تمہارے لئے راستے بنائے تاکہ تم راہ معلوم کرو۔

وَ جَعَلْنَا فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِهِمْ وَ جَعَلْنَا فِیْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ۔۲

ترجمہ۔ہم نے زمین میں پہاڑ جما دیے تاکہ وہ اِنہیں لے کر ڈھلک نہ جائے اور اس میں کشادہ راہیں بنادیں، شاید کہ یہ لوگ اپنا راستہ معلوم کرلیں۔

الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّ سَلَكَ لَکُمْ فِیْهَا سُبُلًا وَّ اَنْزَلَ

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ۔ ۳

ترجمہ۔ وہی جس نے تمہارے لیے زمین کا فرش بچھایا، اور اُس میں تمہارے چلنے کو راستے بنائے، اور اوپر سے پانی برسایا، پھر اُس کے ذریعہ سے مختلف اقسام کی پیداوار نکالی۔

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِیْ مَنَاكِبِهَا وَ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ ۔ ۴

ترجمہ۔ (اللہ) جس نے زمین کو تمھارے بس میں کر دیا، تو تم اس کی راہوں میں چلو اور اللہ کی دی ہوئی روزی کو کھاؤ اور تمھیں اسی کی طرف زندہ ہو کر لوٹنا ہے۔

وَ اللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًاۙ ۔ ۵

ترجمہ۔ اللہ نے زمین کو تمہارے لیے فرش کی طرح بچھا دیا۔

لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًاࣖ ۔ ۶

ترجمہ۔ تا کہ تم اس کے اندر کھلے راستوں میں چلو۔

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًاۙ ۔ ۷

ترجمہ۔ کیا ہم نے زمین کو فرش نہیں بنایا؟۔

مندرجہ بالا آیات میں زمین کے راستوں کا ذکر کیا گیا ہے، تاہم زمینی راستے اتنے ہی قدیم ہیں جتنا خود انسان۔

یہ اللہ کا خاص احسان اور کرم ہے کے اس نے زمین کو ہموار بنایا تا کہ انسان اس پر اپنا توازن قائم رکھتے ہوئے آسانی سے چل پھر سکے، پہاڑ، دریا، سمندر، چٹانیں اور گھاٹیاں بنائیں تا کہ انسان راستوں کو پہچان سکے۔

انسان زمانہ قدیم سے راستوں کو عبور کر رہا ہے لیکن اس نے راستے کی تھکن اور تکلیف کو دور کرنے کے لئے جانوروں کو بھی استعمال کیا چنانچہ اونٹ، گھوڑے، گدھے اور خچر اس سفر میں انسانوں کے مددگار بنے۔

اللہ نے سمندری سفر کو بھی کشتی کے ذریعے آسان بنایا اور اس ضمن میں حضرت نوح علیہ السلام کی

خدمات قابل ذکر ہیں۔

حضرت ادریس علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے دوسو سے زائد شہر آباد کئے چنانچہ ان کے دور میں بھی لوگوں کو راستوں کا شعور حاصل ہوا یہی نہیں بلکہ انھوں نے ٹاؤن پلائننگ کی اور ایک شہر سے دوسرے شہر کے راستے کو آسان بنایا مثلاً اگر راستے میں دریا ہے تو اس کے لئے پل بنایا گیا، شہر کے درمیان میں اگر اونچا پہاڑ ہے تو اس کے اندر سرنگ بنائی گئی۔

جب پہیہ ایجاد ہوا تو طویل ترین سفر بہت آسان ہو گئے، اب بیل گاڑی، اونٹ گاڑی، ٹانگہ اور ٹھیلے وغیرہ سفر کے لئے استعمال ہونے لگے بعد ازاں تیز رفتار گاڑیوں، بسوں اور ٹرین نے بھی انسان کے لئے بہت آسانیاں پیدا کیں۔

جنگل، بیابان، میدان، صحرا اور پہاڑ کو کاٹ کر راستے بنائے گئے، یہی نہیں بلکہ فضائی اور سمندری راستوں پر بھی تحقیق کی گئی اور راستوں کو مختصر، محفوظ اور دیگر آسائشات اور آسانی فراہم کی گئی تا کہ طویل ترین اور تھکا دینے والے سفر کو آسان ترین بنایا جا سکے۔

آج دنیا بھر میں نہایت عمدہ سڑکیں، ریلوے ٹریک اور بس کی گزرگاہیں، انڈر پاسسز، اور ہیڈ برجیز اور سگنل فری کوریڈورز موجود ہیں راستوں کو محفوظ بنانے کے لئے ٹریفک پولیس موجود ہے جو ٹریفک کی خلاف ورزی کرنے والوں پر چالان کرتی ہے، دوسری جانب
روڈ ایکسیڈنٹ یا کسی بھی حادثے کی صورت میں ایمبولینس اور دیگر عملہ بھی موجود ہوتا ہے جو اس صورت حال سے فوری نبٹ سکے۔

اسی طرح سے ملکی اور بین الاقوامی قوانین کی پابندی کے لئے اصول مرتب کئے گئے ہیں۔

تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کے کسی بھی نئے ملک کے وجود میں آنے کی وجہ سے بھی نئے راستے وجود میں آتے ہیں یا موسمیاتی تبدیلیوں مثلاً سیلاب، زلزلے یا زمین کے کٹاؤ کی صورت میں بھی نئے راستے وجود میں آتے ہیں۔

راستوں کی بدولت دنیا اپنی ترقی کے عروج پر پہنچی ہے، راستے ایک شہر کو دوسرے شہر اور ایک ملک کو دوسرے ملک سے جوڑتے ہیں، ان راستوں پر انسانوں کا سفر اور ہجرت ہوتی ہے دوسری جانب ان ہی راستوں پر اربوں کھربوں ڈالر کا سامان تجارت ایک جگہ سے دوسری جگہ با حفاظت

ایمپورٹ اور ایکسپورٹ کیا جاتا ہے، چاہے یہ راستے زمینی، سمندری یا فضائی ہوں ، ہر قسم کے راستے اللہ کی نعمت عظمی ہیں، جن کو بنانے کے فن سے اللہ نے انسانوں کو آراستہ کیا۔

انسان کی معاش کا بنیادی ذریعہ زمین ہے اسی لئے الارضۃ سے مراد خوش حالی اور شادابی ہے جبکہ اریض عربی زبان میں نرم اور عمدہ زمین کو کہتے ہیں جس میں خیر کا پہلو غالب ہو۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ لَقَدۡ مَكَّنّٰكُمۡ فِی الۡاَرۡضِ وَ جَعَلۡنَا لَكُمۡ فِیۡهَا مَعَایِشَ قَلِیۡلًا مَّا تَشۡكُرُوۡنَ۔۸

ترجمہ۔بے شک ہم نے تمہیں زمین میں رہنے کی جگہ دی، اور تمہارے لئے اس میں زندگی کا سامان پیدا کیا،تم بہت کم شکر گزار رہو۔

اللہ نے زمین کو کل بنی نوع انسانیت ،حیوانات ،حشرات الارض اور پرندوں کے لئے رزق کا سرچشمہ اور منبع و ماخذ بنایا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ الۡاَرۡضَ وَضَعَهَا لِلۡاَنَامِ۔۹

ترجمہ۔(اللہ) نے اپنی مخلوق کے لئے زمین بچھائی۔

وَ جَعَلَ فِیۡهَا رَوَاسِیَ مِنۡ فَوۡقِهَا وَ بٰرَكَ فِیۡهَا وَ قَدَّرَ فِیۡهَاۤ اَقۡوَاتَهَا فِیۡۤ اَرۡبَعَةِ اَیَّامٍ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِیۡنَ۔۱۰

ترجمہ۔اسی نے زمین میں اس کے اوپر پہاڑ بنائے اور زمین میں برکت رکھی اور اس میں سب سامان معیشت مقرر کیا، چار دن میں یہ پورے ہیں پوچھنے والوں کے لئے۔

زمین اللہ کی ہے کسی انسان کی ذاتی ملکیت نہیں ہے، بڑے بڑے سرداران اور حکمرانوں نے بڑے عالیشان محلات اور جائیدادیں تعمیر کیں لیکن آج وہ تومنوں مٹی کے نیچے سما گئے لیکن اللہ کی زمین اپنی جگہ موجود ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَوَ لَمۡ یَرَوۡا اَنَّا نَاۡتِی الۡاَرۡضَ نَنۡقُصُهَا مِنۡ اَطۡرَافِهَا وَ اللّٰهُ یَحۡكُمُ لَا

مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ وَ هُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ۔ ۱۱

ترجمہ۔ کیا تم اس حقیقت پر غور نہیں کرتے کے ہم کس طرح سے زمین کو بڑے بڑے سرداروں کے ہاتھوں سے چھین کر کم کرتے چلے جا رہے ہیں، وہ جلد حساب لینے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! راستوں میں بیٹھنے سے پرہیز کرو۔ ۱۲؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! راستے کا حق ادا کرو، صحابہ کرام نے پوچھا وہ کیسے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اپنی نظروں کو جھکا کر رکھو، راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹاؤ، سلام کا جواب دو، اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دو۔ ۱۳؎

اگر کسی وجہ سے راستے میں کھڑے یا بیٹھنے کی ضرورت پڑ جائے تو اپنی نظروں کی حفاظت، سلام کا جواب، تکلیف دہ چیز کا راستے سے ہٹانا اور نیکی کا حکم اور برائی سے روکنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! راستہ بتانا بھی صدقہ ہے۔ ۱۴؎

اسی طرح سے راستے کو پاک صاف رکھنا، گزرگاہ کو کشادہ اور ہموار رکھنا اہمیت کا حامل ہے۔

باران رحمت:

بارش اللہ کی رحمت اور برکت ہے، اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہیں اور ان پر خیر و برکت کا نزول فرماتے رہتے ہیں۔

بارش کے پانی کو اللہ نے برکت کا پانی کہا، اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ نَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّ حَبَّ الْحَصِيْدِ۔ ۱۵

ترجمہ۔ ہم نے آسمان سے برکت والا پانی نازل کیا، پھر اس سے باغ اور فصل کے غلے اور بلند و بالا کھجور کے درخت پیدا کرد۔

وَ الَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ ۚ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ

كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۔۱۶

ترجمہ۔جس نے ایک اندازے کے ساتھ آسمان سے پانی نازل کیا، پھر ہم نے اس سے شہر مردہ کو زندہ کیا اسی طرح تم زمین سے نکالے جاؤ گے۔

الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً ۪ وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۔۱۷

ترجمہ۔وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کا فرش بچھایا، آسمان کی چھت بنائی، اوپر سے پانی برسایا اور اس کے ذریعے سے ہر طرح کی پیداوار نکال کر تمہارے لئے رزق بہم پہنچایا۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۔۱۸

ترجمہ۔اللہ وہی تو ہے جس نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی برسایا، پھر اس کے ذریعہ سے تمہاری رزق رسانی کے لئے طرح طرح کے پھل پیدا کئے۔

الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّ سَلَكَ لَكُمْ فِیْهَا سُبُلًا وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰی ۔۱۹

ترجمہ۔وہی جس نے تمہارے لئے زمین کو گہوارہ بنایا اور اس میں تمہارے چلنے کو راستے بنائے اور اوپر سے پانی برسایا، پھر اس کے ذریعہ سے مختلف اقسام کی پیداوار نکالی۔

وَّ تَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَ السَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۔۲۰

ترجمہ۔ہواؤں کی گردش میں اور ان بادلوں میں جو (زمین و آسمان کے درمیان تابع فرمان بنا کر رکھے گئے ہیں، بے شمار نشانیاں ہیں)۔

وَ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَیْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَ مِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِیَةٌ وَّ جَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّ الزَّیْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ

مُشۡتَبِهًا وَّ غَيۡرَ مُتَشَابِهٍ‌ ؕ اُنۡظُرُوۡۤا اِلٰى ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثۡمَرَ وَيَنۡعِهٖ‌ ؕ اِنَّ فِىۡ
ذٰ لِكُمۡ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ۔ ۲۱

ترجمہ۔ اور وہی ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا۔ پھر اس کے ذریعے سے ہر قسم کی نباتات اگائیں۔ پھر اس سے ہرے بھرے کھیت اور درخت پیدا کئے پھر ان سے تہہ بہ تہہ چڑھے ہوئے دانے نکالے اور کھجور کے شگوفوں سے پھولوں کے گچھے پیدا کئے جو بوجھ کے مارے جھکے پڑتے ہیں اور انگور، زیتوں اور انار کے باغ لگائے جن کے پھل ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں اور پھر ہر ایک کی خصوصیت جدا جدا بھی ہے۔ یہ درخت جب پھلتے ہیں تو ان میں پھل آنے اور پھر ان کے پکنے کی کیفیت ذرا غور کی نظر سے دیکھو ان چیزوں میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں۔

اِنَّمَا مَثَلُ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا كَمَآءٍ اَنۡزَلۡنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخۡتَلَطَ بِهٖ
نَبَاتُ الۡاَرۡضِ مِمَّا يَاۡكُلُ النَّاسُ وَالۡاَنۡعَامُ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذَتِ
الۡاَرۡضُ زُخۡرُفَهَا وَازَّيَّنَتۡ وَظَنَّ اَهۡلُهَاۤ اَنَّهُمۡ قٰدِرُوۡنَ عَلَيۡهَاۤ ۙ
اَتٰٮهَاۤ اَمۡرُنَا لَيۡلًا اَوۡ نَهَارًا فَجَعَلۡنٰهَا حَصِيۡدًا كَاَنۡ لَّمۡ تَغۡنَ بِالۡاَمۡسِ‌ ؕ
كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الۡاٰيٰتِ لِقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ۔ ۲۲

ترجمہ۔ دنیا کی یہ زندگی (جس کے نشے میں مست ہو کر تم ہماری نشانیوں سے غفلت برت رہے ہو) اس کی مثال ایسی ہے جیسے آسمان سے ہم نے پانی برسایا تو زمین کی پیداوار، جسے آدمی اور جانور سب کھاتے ہیں، خوب گھنی ہوگئی، پھر عین اس وقت جب کہ زمین اپنی بہار پر تھی اور کھیتیاں بنی سنوری کھڑی تھیں اور ان کے مالک سمجھ رہے تھے کہ اب ہم ان سے فائدہ اٹھانے پر قادر ہیں، یکایک رات کو یا دن کو ہمارا حکم آ گیا اور ہم نے اسے ایسا غارت کر کے رکھ دیا گویا کل وہاں کچھ تھا ہی نہیں۔ اسی طرح ہم نشانیاں کھول کھول کر پیش کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے جو سوچنے سمجھنے والے ہیں۔

وَيٰقَوۡمِ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَيۡهِ يُرۡسِلِ السَّمَآءَ عَلَيۡكُمۡ

مِّدۡرَارًا وَّيَزِدۡكُمۡ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمۡ ۔۲۳

ترجمہ۔(ہود نے کہا) اے میری قوم کے لوگو، اپنے رب سے معافی چاہو، پھر اس کی طرف پلٹو وہ تم پر آسمان کے دھانے کھول دے گا اور تمہاری موجودہ قوت پر مزید قوت کا اضافہ کرے گا۔

فَقُلۡتُ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۔۲۴

ترجمہ۔(نوح نے اپنی قوم سے کہا) اپنے رب سے معافی مانگو، بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔

يُّرۡسِلِ السَّمَآءَ عَلَيۡكُمۡ مِّدۡرَارًا ۔۲۵

ترجمہ۔وہ تم پر آسمان سے خوب بارشیں برسائے گا۔

اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتۡ اَوۡدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحۡتَمَلَ السَّيۡلُ
زَبَدًا رَّابِيًا وَ مِمَّا يُوۡقِدُوۡنَ عَلَيۡهِ فِى النَّارِ ابۡتِغَآءَ حِلۡيَةٍ اَوۡ مَتَاعٍ
زَبَدٌ مِّثۡلُهٗ كَذٰلِكَ يَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡحَقَّ وَ الۡبَاطِلَ فَاَمَّا الزَّبَدُ
فَيَذۡهَبُ جُفَآءً وَ اَمَّا مَا يَنۡفَعُ النَّاسَ فَيَمۡكُثُ فِى الۡاَرۡضِ
كَذٰلِكَ يَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡاَمۡثَالَ ۔۲۶

ترجمہ۔اللہ نے آسمان سے پانی برسایا اور ہر ندی نالہ اپنے ظرف کے مطابق اسے لے کر چل نکلا۔ پھر جب سیلاب اٹھا تو سطح پر جھاگ بھی آ گئے اور ایسے ہی جھاگ ان دھاتوں پر بھی اٹھتے ہیں جنہیں زیور اور برتن وغیرہ بنانے کے لئے لوگ پگھلایا کرتے ہیں۔

اسی مثال سے اللہ حق اور باطل کے معاملے کو واضح کرتا ہے۔ جو جھاگ ہے وہ اڑ جایا کرتا ہے اور جو چیز انسانوں کے لئے نافع ہے وہ زمین میں ٹھہر جاتی ہے اس طرح اللہ مثالوں سے اپنی بات سمجھاتا ہے۔

وَ اَرۡسَلۡنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسۡقَيۡنٰكُمُوۡهُ وَ
مَاۤ اَنۡتُمۡ لَهٗ بِخٰزِنِيۡنَ ۔۲۷

ترجمہ۔بار آور ہواؤں کو ہم ہی بھیجتے ہیں، پھر آسمانوں سے پانی برساتے ہیں اور اس پانی سے تمہیں

سیراب کرتے ہیں۔اس دولت کے خزانے دار تم نہیں ہو۔

هُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمۡ مِّنۡهُ شَرَابٌ وَّ مِنۡهُ شَجَرٌ فِیۡهِ
تُسِیۡمُوۡنَ ۔۲۸

ترجمہ۔وہی ہے جس نے آسمان سے تمہارے لئے پانی برسایا جس سے تم خود بھی سیراب ہوتے ہو اور تمہارے جانوروں کے لئے بھی چارہ پیدا ہوتا ہے۔

وَ اللّٰهُ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحۡیَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا اِنَّ فِیۡ
ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوۡمٍ یَّسۡمَعُوۡنَ ۔۲۹

ترجمہ۔(تم ہر برسات میں دیکھتے ہو) اللہ نے آسمان سے پانی برسایا اور یکا یک مردہ پڑی ہوئی زمین میں اس کی بدولت جان ڈال دی۔یقیناً اس میں ایک نشانی ہے سننے والوں کے لئے۔

وَ اضۡرِبۡ لَهُمۡ مَّثَلَ الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا كَمَآءٍ اَنۡزَلۡنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ
فَاخۡتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الۡاَرۡضِ فَاَصۡبَحَ هَشِیۡمًا تَذۡرُوۡهُ الرِّیٰحُ وَ كَانَ
اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ مُّقۡتَدِرًا ۔۳۰

ترجمہ۔اے نبی انہیں حیات دنیا کی حقیقت اس مثال سے سمجھاؤ کے آج ہم نے آسمان سے پانی برسایا دیا تو زمین کی پود خوب گھنٹی ہوگئی اور کل وہی نباتات بھس بن کر رہ گئی جسے ہوائیں اڑائے لئے پھرتی ہیں۔اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَتُصۡبِحُ الۡاَرۡضُ مُخۡضَرَّةً اِنَّ
اللّٰهَ لَطِیۡفٌ خَبِیۡرٌ ۔۳۱

ترجمہ۔کیا تم دیکھتے نہیں ہو کے اللہ آسمان سے پانی برساتا ہے اور اس کی بدولت زمین سرسبز ہوجاتی ہے؟ حقیقت یہ ہے کے وہ لطیف وخبیر ہے۔

وَ اَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسۡكَنّٰهُ فِی الۡاَرۡضِ وَ اِنَّا عَلٰی
ذَهَابٍۭ بِهٖ لَقٰدِرُوۡنَ ۔۳۲

ترجمہ۔ہم نے آسمان سے ٹھیک حساب کے مطابق ایک خاص مقدار میں پانی اتارا اور اس کو زمین

میں ٹھرا دیا، ہم اسے جس طرح چاہیں غائب کر سکتے ہیں۔

وَ هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ بُشْرًۢا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖۚ وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًاۙ ۔۳۳

ترجمہ۔ وہی ہے جو اپنی رحمت کے آگے آگے ہواؤں کو بشارت بنا کر بھیجتا ہے، پھر آسمان سے پاک پانی نازل کرتا ہے۔

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ اَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءًۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآىِٕقَ ذَاتَ بَهْجَةٍۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ۔۳۴

ترجمہ۔ بھلا وہ کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تمہارے لیے آسمان سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعہ وہ خوشنما باغ اگائے جن کے درختوں کا اگانا تمہارے بس میں نہ تھا؟

وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِیْمٍ ۔۳۵

ترجمہ۔ آسمان سے پانی برسایا اور زمین میں قسم قسم کی عمدہ چیزیں اگا دیں۔

خالد بن مہرانؒ بیان کرتے ہیں، بارش وہ پانی ہے جو عرش کے نیچے سے نکلتا ہے پھر ایک آسمان سے دوسرے آسمان یہاں تک کے آسمان دنیا میں نازل ہوجاتا ہے پھر ایسی جگہ میں جمع ہوتا ہے جس کو ایزم کہتے ہیں، پھر کالے بادلوں کو لایا جاتا ہے وہ اس پانی میں داخل ہو کر اسفنج کی طرح اس کو چوس لیتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ جہاں چاہتے ہیں اس کو ہانک دیتے ہیں۔۳۶

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، آیت:

الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً۪ وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ۔ سے مراد زمین بچھونا ہے جس پر چلتے ہیں اور ٹھہرنے کی جگہ بھی ہے۔

آیت۔ وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً سے مراد زمین پر آسمان قبہ کی شکل میں بنایا گیا اور وہ زمین پر ایک

چھت ہے۔ ۳۷؎

حضرت جیبر بن مطعمؓ بیان کرتے ہیں، ایک دیہاتی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ! جانیں مشقت میں پڑ گئیں، اولاد ضائع ہوگئی، مال کم ہو گئے اور مویشی ہلاک ہوگئے، آپ ﷺ ہمارے لئے رب سے پانی طلب کیجئے۔

آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سفارش پیش کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ! اور آپ ﷺ برابر سبحان اللہ فرماتے رہے یہاں تک کے آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرامؓ کے چہروں پر ناگواری دیکھی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا، تو جانتا ہے اللہ کی ذات کیسی شان والی ہے کے اس کی شان اس سے زیادہ عظمت والی ہے کسی کے پاس اس کو بطور سفارش پیش نہیں کیا جاتا کیونکہ وہ اپنے آسمانوں کے اوپر ہے، اپنے عرش پر اور اس کا عرش اس کے آسمانوں پر ہے اور اس کے آسمان اسی طرح اس کی زمینوں پر ہیں اور اپنی انگلیوں کے ساتھ فرمایا کے وہ قبہ کی طرح ہے، بے شک اس کے ساتھ وہ چر چراتا ہے جیسے کجاوہ اپنے سوار کے ساتھ چر چراتا ہے۔ ۳۸؎

حضرت قاسم بن ابی برۃؓ بیان کرتے ہیں، آسمان مربع شکل میں نہیں بلکہ وہ قبہ کی شکل میں ہے، پھر آپ نے آیت تلاوت کی۔

وَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۔

ترجمہ۔ آسمان سے پانی اتارا تو اس سے کچھ پھل تمہارے کھانے کو پیدا کیے۔ ۳۹؎

حضرت ابوالشیخ نے العظمہؒ، حضرت حسنؓ سے روایت کرتے ہیں، پوچھا گیا بارش آسمان سے نازل ہوتی ہے یا بادلوں سے؟ انہوں نے جواب دیا آسمان سے کیونکہ بادل نشانی ہے اس پر پانی آسمان سے نازل ہوتا ہے۔ ۴۰؎

حضرت کعبؓ بیان کرتے ہیں، بادل بارش کی چھلنی ہے، کیونکہ اگر بادل نا ہوتے تو پانی زمین کی ہر چیز کو خراب کر دیتا۔ ۴۱؎

خالد بن مہرانؒ بیان کرتے ہیں، بارش وہ پانی ہے جو عرش کے نیچے سے نکل کر نازل ہوتا

ہے، یہاں تک کے وہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان اور پھر آسمان دنیا تک آتا ہے، اس کو ایزم کہتے ہیں، پھر وہ کالے بادلوں کو لاتا ہے، وہ اس پانی میں داخل ہو کر اسفنج کی طرح اس کو چوس لیتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ جہاں چاہتے ہیں اس کو ہانک دیتے ہیں۔ ۴۲؎

حضرت عکرمہؒ بیان کرتے ہیں، بارش ساتویں آسمان سے نازل ہوتی ہے۔ ۴۳؎

خالد بن یزیدؒ بیان کرتے ہیں، بارش کا کچھ پانی ایسا ہوتا ہے جس کو بادل سمندر سے پیتے ہیں، پھر اس پانی کو بادلوں کی گرج اور بجلی کی چمک میٹھا کرتی ہے، کیونکہ جو پانی سمندر میں ہوتا ہے اس سے سبزہ نہیں اگتا، سبزہ صرف آسمان کے پانی سے اگتا ہے۔ ۴۴؎

حضرت عکرمہؒ بیان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی نازل فرماتے ہیں، جس سے زمین میں گھاس اور سمندر میں موتی بنتا ہے۔ ۴۵؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، جب بادل سے بارش کے قطرے گرتے ہیں تو سپیاں منہ کھولتی ہیں جس سے وہ قطرہ موتی بن جاتا ہے۔ ۴۶؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ بارش کے قطروں سے سپیوں میں موتی پیدا فرماتے ہیں، سپیاں بارش کے وقت اپنا منہ کھولتی ہیں تو بڑا موتی بڑے قطرے سے اور چھوٹا موتی چھوٹے قطرے سے بنتا ہے۔ ۴۷؎

امام شافعیؒ کتاب الام میں اور ابن ابی الدنیا کے کتاب المطر میں مطلب بن حنطفؒ سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! رات اور دن میں کوئی وقت ایسا نہیں جس میں آسمان سے بارش نہ برستی ہو اللہ تعالیٰ اس کو جہاں چاہتے ہیں پھیر دیتے ہیں۔ ۴۸؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، جب آسمان سے بارش نازل ہوتی ہے تو اس کے ساتھ ساتھ بیج بھی آسمان سے گرتا ہے، اگر تم چمڑے کا دستر خوان بچھاتے تو اس کو دیکھ لیتے۔ ۴۹؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، بارش کی ملاوٹ جنت سے ہے، جب ملاوٹ زیادہ ہوتی ہے تو برکت زیادہ ہوتی ہے اگرچہ بارش تھوڑی ہو اور جب ملاوٹ تھوڑی ہوتی ہے تو یہ برکت بھی تھوڑی ہوتی ہے اگرچہ بارش زیادہ ہو۔ ۵۰؎

ابوالشیخ نے حضرت حسنؒ سے روایت کیا ہے، کوئی سال دوسرے سال سے بارش کے اعتبار سے

زیادہ نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ بارش کو جس جگہ چاہتے ہیں پھیر دیتے ہیں، جبکہ بارش کے قطروں کے ساتھ فرشتے بھی نازل ہوتے ہیں، وہ فرشتے بارش، اس کے قطرات، اس کی پیداوار کو اپنے پاس لکھتے رہتے ہیں۔ ۵۱؎

بادل:

بادل کرہ ہوا کا ایک اہم حصہ ہے جو فضاء میں معلق پانی یا برف کے ذرات پر مشتمل ہوتے ہیں تاہم ان کا قطر 50-20 مائیکرون تک ہوتا ہے، اگرچہ بادلوں کی تشکیل کے لئے دو عوامل کا ہونا ضروری ہے۔

۱۔ ہوا کا سیر شدہ ہونا یعنی Saturated Air۔

۲۔ تکثیفی مرکزے یعنی Condensation Nuclei۔

نمی سے بھرپور ہو جس قدر زیادہ ٹھنڈی ہوگی اسی قدر گہرے بادل بنیں گے اگرچہ یہ سارا عمل زمین کی سطح سے بہت بلندی پر ہوتا ہے لیکن بسا اوقات زمین کا درجہ حرارت اور ہوا میں نمی کا تناسب اگر موافق ہو تو زمین پر بھی بادل بن جاتے ہیں جن کو دھند یا Fog کہتے ہیں۔

بارش یا برف باری کا انحصار بادلوں کے درجہ حرارت پر قائم ہے، اگر بادلوں کا درجہ حرارت ۱۲ سے منفی ۳۰ ہو تو بادل پانی اور برف کی قلموں پر مشتمل ہوں گے، لیکن اگر درجہ حرارت ۴۰ سے گر جائے تو تمام حصہ برفانی قلموں پر مشتمل ہوگا دوسری جانب ایسے تمام بادل سطح زمین سے محض ۶ سے ۱۲ کلومیٹر بلندی پر پائے جاتے ہیں، یہ بات بھی قابل ذکر ہے کے ہر قسم کی بارشوں کا اصل ماخذ بادل ہیں تاہم بادل موسم پر گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔

مندرجہ بالا آیات کے مطالعے سے معلوم ہوا کے اللہ جب زمین میں پانی برساتا ہے تو مردہ زمین زندہ ہو جاتی ہے، کھیت کھلیان اور باغات لہلہانے لگ جاتے ہیں، انسان اور جانور سیراب ہو جاتے ہیں اور ایک خوشی کی لہر ہر سو دوڑ جاتی ہے، اللہ مخصوص مقدار میں بارش برساتے ہیں اور یہ اللہ کے علم میں ہے کے وہ کہاں کتنی بارش برسائیں گے، یہی بارش کا پانی زمین کے اندر بھی ذخیرہ ہوتا ہے جو وقت ضرورت کام آتا ہے، تاہم بارش کا پورا سسٹم ایک مکمل سائنس ہے۔

اہل علم، بارش کو زمین پر اللہ کے عدل وانصاف سے بھی جوڑتے ہیں، دنیا میں جہاں جہاں نظام عدل وانصاف اور عوام کے حقوق کی پاسداری ہوتی ہے وہاں اللہ کی رحمت خیر وبرکت کے ساتھ خوب برستی ہے۔

ابوالشیخ نے حضرت حسنؒ سے روایت کیا ہے، وہ جب بھی بادلوں کی طرف دیکھتے تو فرماتے، اللہ کی قسم اس میں تمہارا رزق ہے لیکن تم اس سے اپنے گناہوں کی وجہ سے محروم ہو جاتے ہو۔ ۵۲؎

دین اسلام کی ترویج میں مالداروں کی جانب سے روکاوٹ:

دین اسلام کی ترویج واشاعت میں ہمیشہ مال دار طبقے نے روکاوٹیں کھڑی کیں اور ایسا ہر پیغمبر کے دور میں ہوا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ كَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ۔ ۵۳

ترجمہ۔ اسی طرح ہم نے تم سے پہلے کسی بستی میں کوئی ہدایت کرنے والا نہیں بھیجا مگر وہاں کے خوشحال لوگوں نے کہا ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک راہ پر پایا اور ہم قدم بقدم ان ہی کے پیچھے چلتے ہیں۔

قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ۗ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ۔ ۵۴

ترجمہ۔ پیغمبر نے کہا اگرچہ میں تمہارے پاس ایسا (دین) لاؤں کے جس رستے پر تم نے اپنے باپ دادا کو پایا وہ اس سے کہیں سیدھا رستہ دکھاتا ہے کہنے لگے جو (دین) تم دے کر بھیجے گئے ہو ہم اس کو نہیں مانتے۔

دین اسلام عدل وانصاف اور مساوات وایثار کا دین ہے، جس نے ہر طاغوتی نظام پر کاری ضرب لگائی چنانچہ سماج کے صاحب اقتدار، امراء اور صاحبان ثروت نے دین اسلام کے راستے میں حسب توفیق روکاوٹیں کھڑی کیں کیونکہ دین اسلام کی وجہ سے ان کے مفادات پر ضرب پڑ رہی تھی جس کی وجہ سے وہ خوف زدہ تھے، دوسری جانب دین اسلام کو ماننے کا صاف مطلب تو یہی

تھا کے سماج میں عدل وانصاف اور مساوات کو قائم کیا جائے جو نہایت مشکل تھا کیونکہ اگر یہ ہوجاتا تو پھر دبا ہوا طبقہ امراء کی غلامی کیسے کرتا یہی نہیں بلکہ اگر معاشرے میں عدل وانصاف قائم ہوجاتا تو اس کا مطلب تو یہی تھا کے امیر کی گردن بھی محفوظ نہیں، لیکن دنیا کی تاریخ یہ بتاتی ہے کے ہر دور میں امیر اور غریب کے لئے الگ قوانین رائج رہے۔

دوسری جانب سماج کے غرباء اور مفلوک الحال طبقے نے دین اسلام کو بڑھ چڑھ کر نا صرف قبول کیا بلکہ اس دین کے لئے انھوں نے قربانیاں بھی دیں، اس کی اصل وجہ معاشرتی ناہمواری، ظلم وستم، طبقہ اشرافیہ کی اجارہ داری اور امیر وغریب کا فرق تھا جس سے غرباء سخت نالاں تھے، دین اسلام سماج کے ہر انسان چاہے وہ امیر ہے یا غریب اس کے حقوق وفرائض کا تعین کرتا ہے، جبکہ دین اسلام کی سب سے خاص بات عوام کے حقوق کی ادائے گی اور ملک میں عدل وانصاف کا قیام ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔سورہ الزخرف۔آیت۔۱۰۔
۲۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۳۱۔
۳۔سورہ طٰحٰہ۔آیت۔۵۳۔
۴۔سورہ الملک۔آیت۔۱۵۔
۵۔سورہ نوح۔آیت۔۱۹۔
۶۔سورہ نوح۔آیت۔۲۰۔
۷۔سورہ النباء۔آیت۔۶۔
۸۔سورہ اعارف۔آیت۔۱۰۔
۹۔سورہ الرحمن۔آیت۔۱۰۔
۱۰۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۰۔
۱۱۔سورہ رعد۔آیت۔۴۱۔
۱۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔

۱۵۔سورہ ق۔آیت۔۹۔
۱۶۔سورہ الزخرف۔آیت۔۱۱۔
۱۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۲۔
۱۸۔سورہ ابراھیم۔آیت۔۳۲۔
۱۹۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۵۳۔
۲۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۶۴۔
۲۱۔سورہ انعام۔آیت۔۹۹۔
۲۲۔سورہ یونس۔آیت۔۲۴۔
۲۳۔سورہ ھود۔آیت۔۵۲۔
۲۴۔سورہ نوح۔آیت۔۱۰۔
۲۵۔سورہ نوح۔آیت۔۱۱۔
۲۶۔سورہ رعد۔آیت۔۱۷۔
۲۷۔سورہ الحجر۔آیت۔۲۲۔
۲۸۔سورہ النحل۔آیت۔۱۰۔
۲۹۔سورہ النحل۔آیت۔۶۵۔
۳۰۔سورہ کہف۔آیت۔۴۵۔
۳۱۔سورہ الحج۔آیت۔۶۳۔
۳۲۔سورہ النور۔آیت۔۱۸۔
۳۳۔سورہ الفرقان۔آیت۔۴۸۔
۳۴۔سورہ النمل۔آیت۔۶۰۔
۳۵۔سورہ لقمان۔آیت۔۱۰۔
۳۶۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۳۷۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۳۸۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۳۹۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار۔
۴۰۔الدر المنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۱۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار۔
۴۲۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار
۴۳۔الدر المنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۴۴۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ)مطبوعہ مکتبہ نزار
۴۵۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ)مطبوعہ مکتبہ نزار
۴۶۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ)مطبوعہ مکتبہ نزار
۴۷۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۴۸۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۴۹۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۵۰۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۵۱۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۵۲۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۵۳۔سورہ الزخرف۔آیت۔۲۳۔
۵۴۔سورہ الزخرف۔آیت۔۲۴۔

۴۴۔سورہ الدخان (دھواں)

نام:

دخان۔ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی دھواں کے ہیں۔

شان نزول:

سورہ الدخان مکی سورہ ہے، جس میں کل آیات کی تعداد ۵۹ ہے جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۴ ہے۔

اسحاق بن عبد اللہ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہر درخت کیلئے پھل ہے اور قرآن کے پھل حم والی سورتیں ہیں، یہ سورتیں ایسے باغات ہیں جن میں سرسبز وشاداب گھاس ہے، جس شخص کو یہ پسند ہو کے وہ جنت کے باغات میں خوب چرے تو اس کو چاہئے کے حامیم والی سورتیں پڑھے۔

اور جو شخص جمعہ کی رات میں سورہ دخان پڑھے گا تو وہ صبح اس حال میں کرے گا کہ وہ بخشا ہوا ہوگا۔

مضامین:

۱۔نزول قرآن کا ذکر۔

۲۔دخان کا ذکر۔

۳۔تبع کا ذکر۔

۴۔کفار کو گزشتہ اقوام کی امثال۔

۵۔آخرت کا ذکر۔

۶۔قرآن کریم کی حکمتیں۔

دخان:

فَارۡتَقِبۡ يَوۡمَ تَاۡتِى السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيۡنٍۙ ۔۱

ترجمہ۔انتظار کرو اس دن کا جب آسمان صریح دھواں ہو جائے گا۔

يَّغۡشَى النَّاسَ‌ؕ هٰذَا عَذَابٌ اَ لِيۡمٌ ۔۲

ترجمہ۔اور وہ لوگوں پر چھا جائے گا، یہ ہے دردناک سزا۔

ابدال حق حضور قلندر بابا اولیا فرماتے ہیں! دخان ایک دھواں ہے لیکن یہ وہ دھواں نہیں جس کو ہم دھواں سمجھتے ہیں، اصل میں قدرت نے کاربن (Carbon) کو سب سے پہلے بنایا اور قرآن نے اس کو دخان کا نام دیا اگر قدرت اس دخان یعنی دھوئیں کو نا بناتی تو شائد کائنات نہ ہوتی بالفاظ دیگر اس کائنات کی بنیاد کاربن یعنی دخان پر قائم ہے یعنی ایک ایسا دھواں جو جالی دار ہے یہ جالی دار دھواں بقیہ تمام ایٹمز کو پھیلا کر الجھا دیتی ہے، یہ کاربن کی ایک جالی ہے جس میں تمام ایٹمز جمع ہو جاتے ہیں، آسان الفاظ میں کائنات میں پائے جانے والے تمام الیکٹران اور پروٹان کو کاربن نے ہی جمع اور اکھٹا کر رکھا ہے چنانچہ کاربن کو ایک قوت کا ایک راز بھی کہا جا سکتا ہے۔ ۳؎

حضور قلندر بابا اولیا مزید فرماتے ہیں! قرآن کریم میں کاربن کی جگہ لفظ دخان استعمال کیا گیا ہے لیکن تصوف کی زبان میں دخان کو روفان کہا جاتا ہے یعنی کاربن سے سینکڑوں ایٹم بنتے ہیں جن کے خواص ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں لیکن یہ بات اہم ہے کے وہ ایک زنجیر کی کڑی ہیں جسے دخان کہا گیا ہے، دوسری جانب یہی کاربن ، دخان یا روفان ہی دراصل کل کائنات کی ضروریات کو پورا کرتے ہیں۔ ۴؎

تبع:

اَهُمۡ خَيۡرٌ اَمۡ قَوۡمُ تُبَّعٍۙ وَّ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ‌ؕ اَهۡلَكۡنٰهُمۡ‌ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا مُجۡرِمِيۡنَ ۔۵

ترجمہ۔ بھلا یہ اچھے ہیں یا تُبّع کی قوم اور وہ لوگ جو تم سے پہلے ہو چکے ہیں ہم نے ان (سب) کو ہلاک کر دیا۔ بے شک وہ گنہگار تھے۔

قتادہ کہتے ہیں کے تبع کی قوم سے مراد قوم سبا ہے اور سبا میں حمیر نامی ایک قبیلہ تھا جو کے اپنے بادشاہ کو تبع کہا کرتے تھے جس طرح سے روم کے بادشاہ کو قیصر کہا جاتا ہے یا فارس کے بادشاہ کو کسریٰ کہا جاتا ہے۔ قوم سبا اپنے وقت کی ایک عظیم قوم تھی۔

حافظ ابن کثیر نے کہا کے دو تبع تھے جن میں سے ایک پہلے کافر تھا جو بعد میں مسلمان ہو گیا جبکہ حضرت سہل بن سعد ساعدی نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تبع کو برا نہ کہو کیونکہ وہ مسلمان ہو چکا تھا۔٦

قرائین سے معلوم ہوتا ہے کے تبع پہلے کافر تھے پھر مسلمان ہو گئے یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین میں داخل ہوئے اور اس زمانے کے علماء کے ہاتھ پر ایمان قبول کیا۔

بعثت مسیح سے پہلے کا یہ واقعہ ہے کے، تبع نے جرہم کے زمانے میں بیت اللہ کا حج بھی کیا، اور غلاف کعبہ بھی چڑھایا اور بڑی تعظیم و تکریم کی چھ ہزار اونٹ نام اللہ قربان کئے۔

حضرت سعید بن جبیرؓ فرماتے ہیں، تبع نے کعبے پر غلاف چڑھایا تھا، اور آپ لوگوں کو منع کرتے کے تبع کو برا نہ کہو یہ درمیان کا تبع ہے اس کا نام اسعد ابو کرب بن ملکیرب یمانی ہے۔ اس کی سلطنت تین سو چھبیس سال تک رہی، تاہم اتنی طویل مدت ان بادشاہوں میں سے کسی نے نہیں پائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تقریباً سات سو سال پہلے اس کا انتقال ہوا ہے۔

مورخین نے یہ بھی بیان کیا، کے ان دونوں موسوی عالموں نے جو مدینے کے تھے انہوں نے جب تبع بادشاہ کو یقین دلایا کے یہ شہر نبی آخر الزمان حضرت احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہجرت گاہ ہے تو اس نے ایک قصیدہ کہا جسے اہل مدینہ کو بطور امانت دے گیا تاہم یہ قصیدہ مدینہ والوں کے پاس بطور میراث رہا اور اس کی روایت سند کے ساتھ برابر چلتی رہی یہاں تک کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے وقت اس کے حافظ ابو ایوب خالد بن زیدؓ تھے۔ قصیدہ کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

میری تہ دل سے گواہی ہے کے حضرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس اللہ کے سچے رسول ہیں جو تمام جانداروں کا پیدا کرنے والا ہے اگر میں اس کے زمانے تک زندہ رہا تو قسم اللہ کی آپ کا ساتھی اور

آپ کا معاون بن کر رہوں گا اور آپ کے دشمنوں سے تلوار کے ساتھ جہاد کروں گا اور کسی کھٹکے اور غم کو آپ کے پاس تک پھٹکنے نہ دوں گا۔ ابن ابی الدنیا میں ہے کہ دور اسلام میں صفا شہر میں اتفاق سے قبر کھد گئی تو دیکھا گیا کہ دو عورتیں مدفون ہیں جن کے جسم بالکل سالم ہیں اور سرہانے پر چاندی کی ایک تختی لگی ہوئی ہے جس میں سونے کے حروف سے یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ قبر حی اور لمیس کی ہے اور ایک روایت میں ان کے نام حبی اور تماخر ہیں یہ دونوں تبع کی بہنیں ہیں یہ دونوں مرتے وقت تک اس بات کی شہادت دیتی رہیں کہ لائق عبادت صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے یہ دونوں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتی تھیں۔ ان سے پہلے کے تمام نیک صالح لوگ بھی اسی شہادت کے ادا کرتے ہوئے انتقال فرماتے رہے۔ ے

زقوم کا درخت:

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ۔۸

ترجمہ۔ بلاشبہ تھوہر کا درخت۔

طَعَامُ الْاَثِيْمِ ۔۹۔

ترجمہ۔ گنہگار کا کھانا ہے۔

كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ۔۱۰

ترجمہ۔ جیسے پگھلا ہوا تانبا۔ پیٹوں میں (اس طرح) کھولے گا۔

كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ۔۱۱

ترجمہ۔ جس طرح گرم پانی کھولتا ہے۔

مجاہد فرماتے ہیں، اگر زقوم کا ایک قطرہ بھی زمین میں ٹپک جائے تو یہ تمام زمین والوں کی معاش خراب کر دے۔

اس درخت کی مثال تلچھٹ کے طرح ہے، جو اپنی حرارت بدمزگی اور نقصان کے باعث پیٹ میں جوش مارے گا۔

اللہ تعالیٰ جہنم کے داروغہ سے فرمائے گا کے اس کافر کو پکڑ لو، چنانچہ اسی وقت ستر ہزار فرشتے دوڑیں

گے اور اس جہنمی کو اندھا کر کے منہ کے بل گھسیٹ کر بیچ جہنم میں پھینک دیں گے، پھر ان کے سروں پر کھولتا ہوا گرم پانی ڈالیں گے، جس سے ان کی کھالیں اور پیٹ کے اندر کی تمام چیزیں جل جائیں گی، پھر فرشتے ان کو لوہے کے ہتھوڑے ماریں گے جن سے ان کا دماغ پاش پاش ہو جائیں گے، بعد ازاں ان کے اوپر حمیم بھی ڈالا جائے گا جو ہڈی کو کھال سے الگ کر دے گا۔
روایت میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو جہل سے فرمایا! مجھے اللہ کا حکم ہے کہ تجھ سے کہہ دوں تیرے لئے ویل ہے تجھ پر افسوس ہے، میں پھر کہتا ہوں کے تیرے لئے خرابی اور افسوس ہے، اس پر ابو جہل نے اپنا کپڑا گھسیٹتے ہوئے کہا جا تو اور تیرا رب میرا کیا بگاڑ سکتا ہے؟ میں اس علاقے میں تم سب سے زیادہ عزت والا ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ نے ابو جہل کو غزوہ بدر میں ذلیل اور رسوا کرتے ہوئے قتل کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص رات کو سوتے وقت سورہ دخان پڑھے گا تو صبح تک اس کے لئے (ستر ہزار) فرشتے استغفار کریں گے۔ ۱۲؎
حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے جمعہ کی رات سورہ یٰسین اور سورہ دخان پڑھی، تو صبح تک اللہ اس کی مغفرت فرما دے گا۔ ۱۳؎
حضرت ابو امامہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے جمعہ کے دن سورہ دخان کی تلاوت کی اللہ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔ ۱۴؎

حوالہ کتب:

۱۔ سورہ دخان۔ آیت۔ ۱۰۔
۲۔ سورہ دخان۔ آیت۔ ۱۱۔
۳۔ افکار برخیا۔ مرتب۔ خواجہ شمس الدین عظیمی۔ ص۔ ۱۲۔ مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۴۔ افکار برخیا۔ مرتب۔ خواجہ شمس الدین عظیمی۔ ص۔ ۱۲۔ مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۵۔ سورہ دخان۔ آیت۔ ۳۷۔

۶۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔ج۔۵۔ص۔۳۴۰۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔
۷۔تفسیر ابن کثیر۔حافظ عماد الدین ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی (متوفی۔۷۷۳ھ)۔مکتبہ اسلامیہ۔
۸۔سورہ دخان۔آیت۔۴۳۔
۹۔سورہ دخان۔آیت۔۴۴۔
۱۰۔سورہ دخان۔آیت۔۴۵۔
۱۱۔سورہ دخان۔آیت۔۴۶۔
۱۲۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۳۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۰ھ۔۔
۱۴۔روح المعانی۔علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی (متوفی ۱۲۷۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت۔
دارالفکر بیروت ۱۴۱۷ھ۔

۴۵۔سورہ الجاثیہ (گھٹنے ٹیک دینا)

نام:

الجاثیہ۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی گھٹنے کے بل بیٹھی ہوئی جماعت کے ہیں یعنی ذلت خواری اور درماندگی کی حالت (اس دن تو ہر جماعت کو گھٹنے کے بل بیٹھا ہوا دیکھے گا)۔
اسحاق بن عبداللہؒ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہر درخت کیلئے پھل ہے اور قرآن کے پھل حم والی سورتیں ہیں، یہ سورتیں ایسے باغات ہیں جن میں سرسبز و شاداب گھاس ہے، جس شخص کو یہ پسند ہو کے وہ جنت کے باغات میں خوب چرے تو اس کو چاہئے کے حامیم والی سورتیں پڑھے۔

شان نزول:

سورہ الجاثیہ مکی سورہ ہے جس میں کل آیات کی تعداد ۳۷ ہے جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۴ ہے۔

مضامین:

۱۔حساب کتاب۔
۲۔ہوا کا تذکرہ۔
۳۔یوم حشر۔
۴۔دوزخ کا ذکر۔
۵۔اللہ کی نشانیوں پر تفکر اور تدبر نا کرنے والوں کا ذکر۔

۶۔دوبارہ زندہ ہونے کا ذکر۔

۷۔اہل کفر اور اہل ایمان کا ذکر۔

راح/ریح/ہوا:

ہوا کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ تَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ۔۱

ترجمہ۔ہواؤں کے بدلنے میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

راح:

راح یا ریح۔عربی زبان کے الفاظ ہیں،جو(ر۔و۔ح)سے مشتق ہے۔۲؎

راح۔کے بنیادی معانی ہوا کا چلنا ہے۔

ریاح۔سے مراد خوشگوار ہوا کے ہیں۔

ریح یا راح۔کی جمع ریاح ہے۔۳؎

ارشادات خداوندی:

وَ اَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ وَ مَاۤ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ۔۴

ترجمہ۔ہم بارآور ہواؤں کو بھیجتے ہیں،پھرآسمانوں سے پانی برساتے ہیں اور اس پانی سے تمہیں سیراب کرتے ہیں۔اس دولت کے خزانے دار تم نہیں ہو۔

وَّ تَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَ السَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ۔۵

ترجمہ۔ہواؤں کی گردش میں اور ان بادلوں میں جو(زمین وآسمان کے درمیان تابع فرمان بنا کر کرکھے گئے ہیں،بے شمار نشانیاں ہیں)۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، قرآن کریم میں اکثر طور پر 'ریح' کا لفظ ضرر پہنچانے والی آندھی کے لئے آیا ہے اور 'ریاح' کا لفظ نفع پہنچانے والی اور برسانے والی ہواؤں کے لئے آیا ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا کرتے تھے! اے اللہ تو اس آندھی کو ریاح بنا دے اور ریح نہ بنا۔ ۶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری مدد صبا سے کی گئی ہے جبکہ قوم عاد کو دبور سے ہلاک کیا گیا ہے۔ ۷

جو ہوا مشرق سے مغرب کی طرف چلے اس کو صبا کہتے ہیں جبکہ جو ہوا مغرب سے مشرق کی جانب چلے اس کو دبور کہا جاتا ہے۔ ۸

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری باد صبا (مشرق سے چلنے والی ہوا) سے مدد کی گئی ہے۔ ۹

خوشگوار ہوا انسان کی طبیعت میں خوشی، انبساط، راحت اور قوت کے اثرات کو پیدا کرتی ہے۔

راح کے بنیادی معانی وسعت اور فراخی کے ہیں۔ ۱۰

ریح:

ریح۔ کے معانی بھی ہوا کے ہیں۔

الریحۃ۔ سے مراد ہوا کا کچھ حصہ۔

ریح یا راح۔ کی جمع ریاح ہے۔

الریح۔ سے مراد نصرت، غلبہ، قوت، گردش اور انقلاب ہے، نیز یہ لفظ عذاب کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

ریح۔ ہوا کی وہ قسم ہے جس میں ہلاکت اور تباہی کے اثرات نمایاں ہوں، تاہم اس قسم کی ہوائیں عذاب یافتہ قوموں پر بھی بھیجی گئیں جبکہ صحراء اور بیابان میں بھی طوفانی ہوائیں چلتی ہیں۔ ۱۱

ارشادخداوندی:

وَفِيْ عَادٍ إِذْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ۔ ۱۲

ترجمہ۔قوم عاد پر بانجھ ہوا بھیجی۔

مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ۔ ۱۳

ترجمہ۔وہ جس چیز پر چلتی اس کو ریزہ ریزہ کئے بغیر نہ چھوڑتی۔

اس آیت میں لفظ رَّمِيْم استعمال کیا گیا ہے کیونکہ جب گھاس سوکھ کر چور چور ہوجائے تو اس کو رَّمِيْم اور ھشیم کہا جاتا ہے، حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا جو چیز بوسیدہ ہوکر ہلاک ہوجائے اس کو رَّمِيْم کہتے ہیں۔

ابوالعالیہ کہتے ہیں کے جن پتھروں کو کوٹ کر ریزہ ریزہ کردیا جائے اس کو رَّمِيْم تے ہیں۔

قطرب نے کہا رَّمِيْم کے معنی راکھ کے ہیں۔اسی طرح سے جو ہڈی بوسیدہ ہوکر ریزہ ریزہ ہوجائے اس کو بھی رَّمِيْم کہتے ہیں لہٰذا اس آیت کے معنی یہ ہوئے کے اس تند و تیز آندھی نے قوم عاد کے اجسام کو توڑ پھوڑ کر ریزہ ریزہ کردیا، کیونکہ یہ عذاب الٰہی قوم عاد پر سردیوں کے موسم میں آیا تھا لہٰذا تیز سرد ہوائیں چلنے لگیں جس کی وجہ سے شہاب ثاقب کو ٹھنڈا ہونے میں کم وبیش ایک ہفتہ سے زیادہ کا وقت لگا اسی لئے سرد ہوا سات دن اور آٹھ راتوں تک چلتی رہی قوم عاد نہایت تندرست و توانا اور بڑے قد آور لوگ تھے جب انھیں ان سرد طوفانی ہواؤں نے اٹھا، اٹھا کر پٹخنا شروع کیا تو ان کی ہڈیاں کھجور کے بکھرے ہوئے تنے کی مانند ہوگئیں۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمان سے ہمیں بادل دکھاتے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کام چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہوجاتے اور یہ دعا کرتے اے اللہ! میں کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور اگر بادل چھٹ جاتے تو اللہ تعالی کی حمد ثناء کرتے اور کہتے کے اے اللہ! اس کو نفع پہنچانے والا پانی بنادے۔ ۱۴ے

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بادل گرجنے اور بجلی کڑکنے کی آواز سنتے تو یہ دعا کرتے اے اللہ ہمیں اپنے غضب سے ہلاک نہ کر اور نہ ہی ہمیں اپنے عذاب سے

ہلاک کر اور اس سے پہلے ہمیں اپنی عافیت میں رکھ۔۱۵؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اور قوم عاد میں عبرت ہے جب ہم نے ان پر خیر و برکت سے خالی آندھی بھیجی جو کسی چیز کو خالی نہیں چھوڑتی تھی وہ جس پر سے بھی گزرتی تھی اس کو ریزہ ریزہ کر دیتی تھی یعنی

(رَّمِيْم ، ریزہ ریزہ کرنے والی)۔۱۶؎

وَ تَذْهَبَ رِيْحُكُمْ ۔۱۷؎ ترجمہ۔تمھاری ہوا اکھڑ جائے گی۔

قوم عاد پر آندھی کے عذاب کی کیفیت:

مفسرین نے بیان کیا ہے کے بہت دنوں سے قوم عاد پر بارش نہیں ہوئی تھی اللہ تعالی نے ان کی طرف سیاہ بادل بھیجے وہ بادل جب ان کی وادی کی جانب آنے لگے تو ان بادلوں کو دیکھ کر وہ خوش ہو گئے اور کہنے لگے کے یہ بادل تو ہم پر برسنے کے لئے آیا ہے، حضرت ہود علیہ السلام اپنی قوم کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے آپ نے ان بادلوں کو دیکھ کر فرمایا! نہیں یہ عذاب ہے جس کو تم لوگوں نے بہت جلد طلب کیا ہے پھر بہت زور کی آندھی چلنے لگی جس میں دردناک عذاب تھا حضرت ہود اپنی قوم کے درمیان سے اٹھ کر چلے گئے آندھی اتنی تیز تھی کے اس کی شدت سے خیمے اکھڑ گئے، پھر اس کی شدت سے وہ لوگ اور ان کے مویشی زمین اور آسمان کے درمیان پرندوں کی طرح اڑنے لگے پھر زمین پر گرنے لگے پھر وہ لوگ خوف زدہ ہو کر اپنے گھروں میں گھس گئے اور اپنے گھروں کے دروازوں کو بند کر لیا لیکن اس آندھی نے ان کے گھروں کے دروازوں کو توڑ ڈالا اور ان کو اوندھا کر دیا اللہ تعالی نے ہوا کو حکم دیا کے ریت سے انھیں ڈھانپ دیا جائے چنانچہ اس سات راتیں اور آٹھ دن اس زور کی آندھی چلی کے وہ اس ریت میں دفن ہو گئے پھر اللہ تعالی نے ہوا کو حکم دیا اور وہ اس زور سے چلی کے ان کے جسموں پر سے ریت ہٹ گئی اور ہوا نے انھیں اٹھا کر سمندر میں پھینک دیا اللہ تعالی اس عذاب کی کیفیت کو ان الفاظ میں بیان کر رہے ہیں!

تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا فَأَصْبَحُوا لَا يُرٰى إِلَّا مَسٰكِنُهُمْ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ وَ لَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَا إِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَ

جَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّ اَبْصَارًا وَّ اَفْئِدَةً فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ
اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْئِدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ
حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۔۱۸

ترجمہ۔ یہ اپنے رب کے حکم سے ہر چیز کو برباد کردے گی پھر وہ اس طرح سے ہو گئے کے ان کے گھروں کے سوا اور کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔۔۔۔ہم مجرموں کو اسی طرح سے سزا دیتے ہیں اور بے شک ہم نے ان کو ان چیزوں پر اقتدار عطا کیا تھا جن چیزوں پر تمھیں قدرت دی ہے اور ہم نے ان کے کان، آنکھیں اور دل بنائے تو ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے دل ان کے کسی کام نہ آ سکے کیونکہ وہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے تھے اور اس عذاب نے ان کا احاطہ کرلیا جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ
عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا
يُنْصَرُوْنَ۔۱۹

ترجمہ۔سو ہم نے تند و تیز آندھی منحوس ایام میں بھیج دی تا کہ انھیں دنیا کی زندگی میں ذلت کے عذاب کا مزا چکھا دیں، بے شک آخرت کا عذاب اس سے بڑھ کر رسوائی والا ہے اور ان کی مدد نہ کی جائے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قوم عاد کو باد دبور (مغرب سے چلنے والی ہوا) نے ہلاک کر دیا تھا۔۲۰؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمان پر بادل دیکھتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھبرا جاتے کبھی باہر اور کبھی اندر آتے اور جب وہ بادل برس جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گھبراہٹ دور ہو جاتی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے کے مجھے از خود پتا نہیں ہے شاید یہ بادل وہی ہو جیسا کے قوم عاد کے متعلق اللہ نے فرمایا! پھر جب انھوں نے اس عذاب کو بادل کی طرح اپنی طرف وادیوں میں دیکھا تو انھوں نے کہا یہ ہم پر برسنے والا بادل ہے۔۲۱؎

وَ كَمۡ اَهۡلَكۡنَا قَبۡلَهُمۡ مِّنۡ قَرۡنٍ هُمۡ اَحۡسَنُ اَثَاثًا وَّ رِءۡيًا ۔۲۲

ترجمہ۔ہم اس سے پہلے کتنی ہی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں جو ساز و سامان اور شان وشوکت میں ان سے بہت بڑھ کر تھیں۔

اَفَلَمۡ يَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَيَنۡظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ؕ كَانُوۡۤا اَكۡثَرَ مِنۡهُمۡ وَ اَشَدَّ قُوَّةً وَّ اٰثَارًا فِى الۡاَرۡضِ فَمَاۤ اَغۡنٰى عَنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ ۔۲۳

ترجمہ۔کیا انھوں نے زمین میں سفر کر کے اپنی سے پہلی قوموں کا حال نہیں دیکھا ؟ جو ان سے تعداد میں زیادہ تھے اور قوت میں بھی زیادہ تھے اور انھوں نے زمین میں بہت یادگاریں چھوڑی تھیں سو ان کے کئے ہوئے کام ان کو اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکے۔

وَ كَذٰلِكَ جَعَلۡنَا فِىۡ كُلِّ قَرۡيَةٍ اَكٰبِرَ مُجۡرِمِيۡهَا لِيَمۡكُرُوۡا فِيۡهَا ؕ وَ مَا يَمۡكُرُوۡنَ اِلَّا بِاَنۡفُسِهِمۡ وَ مَا يَشۡعُرُوۡنَ ۔۲۴

ترجمہ۔اسی طرح سے ہم نے ہر بستی میں اس کے بڑے بڑے مجرم پیدا کئے تا کہ وہ اس بستی میں فساد پھیلائیں اور جو فساد پھیلاتے ہیں وہ اپنے ہی نقصان کے لئے پھیلاتے ہیں اور وہ اس بات کو نہیں سمجھتے ہیں۔

وَ مَا كُنَّا مُعَذِّبِيۡنَ حَتّٰى نَبۡعَثَ رَسُوۡلًا ۔۲۵

ترجمہ۔جب تک ہم رسولوں کو نہ بھیج دیں ہم (کفار) پر عذاب بھیجنے والے نہیں ہیں۔

وَ كَمۡ اَهۡلَكۡنَا قَبۡلَهُمۡ مِّنۡ قَرۡنٍ هُمۡ اَشَدُّ مِنۡهُمۡ بَطۡشًا فَنَقَّبُوۡا فِى الۡبِلَادِ ؕ هَلۡ مِنۡ مَّحِيۡصٍ ۔۲۶

ترجمہ۔اے نبی مکرم ہم آپ سے پہلے کتنی ہی ایسی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں جو اہل مکہ سے زیادہ طاقت ور تھے انھوں نے ہمارے ہلاک آفرین عذاب سے بچنے کے لئے بہت سے شہروں میں پناہ ڈھونڈنی چاہی لیکن ان کو کسی بھی جگہ ہمارے عذاب سے پناہ نہ مل سکی۔

آندھیوں سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث:

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آندھی اللہ تعالی کے خوشی کے آثار سے ہے آندھی رحمت کو بھی لاتی ہے اور آندھی عذاب کو بھی لاتی ہے تم آندھی کو برا نہ کہو اور اللہ تعالی سے اس کے خیر کا سوال کرو اور اس کے شر سے اللہ کی پناہ کو طلب کرو۔ ۲۷

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آندھی پر لعنت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آندھی پر لعنت نہ کرو کیونکہ یہ اللہ کے حکم کے تابع ہے اور جو شخص کسی ایسی چیز پر لعنت کرے جو لعنت کی اہل نہ ہو تو لعنت اس شخص کی طرف لوٹ جاتی ہے۔ ۲۸

حضرت ابی بن کعب ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آندھی کو برا نہ کہو اور جب تم کوئی ناگوار چیز دیکھو تو کہو اے اللہ ہم تجھ سے اس آندھی کی خیر کا سوال کرتے ہیں اور جو اس میں خیر ہے اس کا سوال کرتے ہیں اور جس چیز کا اس کو حکم دیا گیا ہے اس کی خیر کا سوال کرتے ہیں اور ہم اس آندھی کے شر سے تیری پناہ میں آتے ہیں اور جو شر اس میں ہے اور جس شر کا اس کو حکم دیا گیا ہے اس سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔ ۲۹

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، جب بھی آندھی چلتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتے اور یہ دعا کرتے! اے اللہ اس آندھی کو رحمت بنا دے اور اس کو عذاب نہ بنا اے اللہ اس کو ریاح (خوشگوار) بنا دے اس کو ریح (ناگوار آندھی) نہ بنا۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا، قرآن کریم میں آندھی کے متعلق یہ آیات ہیں۔

إِنَّآ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ۔ ۳۰

ترجمہ۔ بے شک ہم نے ان پر (ان کے حق میں) منحوس دن میں تیز لگاتار چلنے والی آندھی بھیجی۔

وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۔ ۳۱

ترجمہ۔ عاد ٹھنڈی تیز ہوا کے ذریعہ ہلاک کیے گئے۔

قوم عاد پر بدھ کی شام کو سخت سرد آندھی چلنی شروع ہوئی پھر لگاتار سات راتیں اور آٹھ دن چلتی

رہی یہ آندھی گھروں میں بند انسانوں کو ان کے گھر کے دروازے توڑ کر اٹھاتی اور انھیں زمین پر اس طرح پٹختی کے ان کے سر دھڑ سے الگ ہوجاتے اس آندھی کو دبور کہا جاتا ہے۔

قوم عاد دراز قد اور مضبوط قد کاٹھ کے، قوی ہیکل افراد تھے۔

فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ قَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ۔ ۳۲

ترجمہ۔عاد نے زمین میں ناحق تکبر کیا اور کہا کے قوت میں ہم سے زیادہ کون ہے؟ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کے جس ذات نے انہیں پیدا فرمایا وہ قوت میں ان سے زیادہ ہے اور وہ ہماری آیات کا انکار کرتے تھے۔

وہ پہاڑوں میں گھر بناتے، حضرت ہود علیہ السلام انھیں اللہ کے غضب سے ڈراتے مگر وہ بعض نہ آتے اور غرور وتکبر میں ڈوبے رہتے تب اللہ تعالی نے ان پر ایک سخت آندھی بھیجی۔

گرد بار (Twister Tornado):

گرد بار ہوا کو آندھی یا طوفان بھی کہتے ہیں اس میں گردش کرنے والی ہوا کی رفتار ۳۰۰ میل فی گھنٹہ ہوتی ہے جبکہ ایک سمت میں چلنے کی رفتار ۵۰ میل فی گھنٹہ تک ہوتی ہے یہ طوفان اتنے شدید ہوتے ہیں کے مکانوں کی چھتیں اڑ جاتی ہیں پکے مکانات زمین بوس ہوجاتے ہیں بڑے بڑے ٹریلرز کو یہ ہوائیں میلوں دور پھینک دیتی ہیں حتیٰ کے جانور تک ہوا میں اڑنے لگ جاتے ہیں اس طوفان میں بجری یا پتھر راکٹ کی رفتار سے حرکت کرتے ہیں جس کی زد میں آنے والی ہر شے تباہ وبرباد ہوجاتی ہے جاندار ملبے میں دب کر مر جاتے ہیں ان طوفانوں کے ساتھ عام طور پر بارش بھی ہوتی ہے جس سے مٹی کیچڑ میں تبدیل ہوجاتی ہے بعض طوفان کڑک اور بجلی کی چمک کے ساتھ آتے ہیں جبکہ بجلی کی چمک اتنی شدید ہوتی ہے کے بڑے بڑے محلات اور درخت زمین بوس ہوجاتے ہیں ایک اندازے کے مطابق ایک طوفان میں تقریباً ۵۰ سے ۱۰۰ مرتبہ بجلی چمکتی ہے متوسط قسم کے طوفان باد وباراں میں دس ایٹم بم کے برابر طاقت ہوتی ہے جبکہ بجلی کے ایک فلیش میں میں اتنا

کرنٹ ہوتا ہے کے چھوٹے شہر میں ایک سال کی بجلی کی ضروریات پوری ہوسکتی ہیں ایک فلیش میں تقریباً ۳۰۰۰ (ایمپیریئر کرنٹ) ہوتا ہے اوراس کا فلو ۶۰۰۰۰ فارن ہائیٹ تک پہنچ جاتا ہے جو کے سورج میں پیدا ہونے والی گرمی سے بھی زیادہ درجہ حرارت زیادہ ہونے کی وجہ سے ہوا کی رفتار آواز سے بھی زیادہ ہوجاتی ہے۔اسی حوالے سے ارشادخداوندی!

فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًاۙ وَّ النّٰشِرٰتِ نَشْرًاۙ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًاۙ ۔۳۳

ترجمہ۔قسم ہے ان ہواؤں کی جو مسلسل بھیجی جاتی ہیں، قسم ہے ان ہواؤں کی جو بہت تیز چلتی ہیں، قسم ہے ان ہواؤں کی جو بادلوں کو پھیلاتی ہیں، قسم ہے ان فرشتوں کی جو حق و باطل کو جدا کرنے والے ہیں۔

اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ حَاصِبًا اِلَّاۤ اٰلَ لُوْطٍ نَجَّیْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ۔۳۴

ترجمہ۔ہم نے ان پر کنکر بھری ہوا چلائی مگر لوط کے گھر والوں کو ہم نے ان کو پچھلی رات ہی سے بچالیا۔۳۵؎

اس آیت میں 'حاصب' کا لفظ ہے جس کے معنی وہ تیز ہوا جو کے کنکریاں برساتی ہو یعنی پہلے ان کی بستیوں کو الٹ دیا گیا پھر ان پر تیز ہوا جن میں کنکریاں بھی شامل تھیں اس کی بارش کی گئی۔

قَالُوْۤا اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِیْنَۙ لِنُرْسِلَ عَلَیْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِیْنٍۙ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِیْنَ فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِیْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔۳۶

ترجمہ۔فرشتوں نے کہا! بے شک ہمیں ایک مجرم قوم کی طرف بھیجا گیا ہے تا کہ ہم ان پر مٹی سے بنے ہوئے پتھر برسائیں جو پتھر آپ کے رب کی طرف سے نشان زدہ تھے یہ ان کے لئے ہے جو حد سے گزرنے والے ہیں،سوان میں جتنے ایمان والے تھے انہیں ہم نے نکال دیا۔

ایک قول ہے کے وہ پتھر سیاہ یا سفید دھاری دار تھے جبکہ ایک دوسرے قول کے مطابق! وہ پتھر سیاہ اور سرخ دھاری دار تھے جبکہ یہ بھی کہا جاتا ہے کے وہ پتھر عذاب نازل کرنے کے لئے معروف تھے اس کے ساتھ ہی یہ روایت بھی ہے کے ہر پتھر پر اس شخص کا نام لکھا ہوا تھا جس شخص

کو جا کر وہ پتھر لگنا تھا۔

پس طلوع آفتاب کے ساتھ ہی ایک چنگھاڑ نے آ پکڑا پھر ہم نے اس بستی کو تہہ و بالا کر دیا اور آسمان سے ان پر پتھر برسائے۔

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ وَ اِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ۔۳۷

ترجمہ۔سورج نکلتے وقت انہیں سخت آواز نے پکڑ لیا، سو ہم نے اس کے اوپر کے حصہ کو نیچے والا حصہ کر دیا اور ہم نے ان پر کنکر کے پتھر برسا دیئے، بے شک اس میں اہل فراست کے لئے بڑی نشانیاں ہیں اور (آج بھی مکہ سے شام کی) سیدھی راہ پر وہ بستی واقع ہے۔

بانجھ ہوا:

بانجھ ہوا جس میں تابکاری کے گہرے اثرات پوشیدہ ہوتے ہیں، تاہم یہ ہوا جہاں سے گزرتی ہے چیزوں کو ریزہ ریزہ اور برباد کرتی چلی جاتی ہے۔اس حوالے سے ارشادِ خداوندی ہے!

وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ۔۳۸

ترجمہ۔اور قوم عاد پر بانجھ ہوا بھیجی۔

مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ۔۳۹

ترجمہ۔وہ ہوا جس چیز پر چلتی اس کو ریزہ ریزہ کر کے چھوڑتی۔

عربی زبان میں لفظ الْعَقِيْمَ بانجھ عورت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جو کے بے اولاد ہو جبکہ اس آیت میں لفظ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی ہیں ایسی بانجھ اور خشک ہوا جو اپنے ساتھ بادلوں اور بارش کو نہیں لاتی، اسی طرح سے قرآن کریم میں ایک جگہ عذاب یوم الْعَقِيْمَ کا ذکر بھی موجود ہے جس کے معنی ہیں تباہ کر دینے والے دن کا عذاب یعنی ایسا عذاب کے جس سے اس قوم کی نشو نما اور صلاحیتیں سلب ہو جائیں اور ان کی جڑ کٹ کر رہ جائے ۔۴۰

عربی زبان میں 'رم العظم' بوسیدہ اور گلی سڑی ہڈی کو کہتے ہیں یعنی قوم عاد پر اللہ نے ایسی آندھی بھیجی جو جس جگہ اور چیز پر سے گزری اس نے اس کو تباہ و برباد اور بوسیدہ اور چورا چورا کر دیا۔ ۴۱؎

حیرت انگیز امر یہ ہے کے ہزاروں سال قبل پیش آنے والے ان واقعات اور بانجھ ہواؤں کے اثرات آج تک ان علاقوں کے شہروں گلی کوچوں، درودیواروں پہاڑوں، سمندروں، ریت کے ذرات، فضاؤں، ہواؤں اور آبی ذخائر میں موجود ہیں اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث اس جانب واضح اشارہ پیش کرتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وادی الحجر میں ٹھہرے جو قوم ثمود کی سرزمین ہے، مسلمانوں نے ان کے کنویں سے پانی پیا اور اس کنویں کے پانی سے آٹا بھی گوندھا لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس کی خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حکم دیا کے جو پانی نکالا گیا ہے اس کو الٹ دیا جائے اور گوندھا ہوا آٹا اونٹوں کو کھلا دیا جائے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مزید حکم دیا کے تم لوگ اگر پانی پینا چاہو تو اس کنویں سے پیو جس سے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی پانی پیا کرتی تھی۔ ۴۲؎

مندرجہ بالا حدیث صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں ایسے عذاب یافتہ علاقوں سے گزرتے وقت خاص احتیاط کی جانب واضح اشارہ موجود ہے 'ریح العقیم' کے لغت میں ایک معنیٰ 'بانجھ ہوا' کے بھی ہیں یعنی ایسی ہوا جو کے براہ راست تولیدی نظام کو متاثر کرے کیونکہ اس بانجھ ہوا میں تابکاری کی تمام صفات بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں پھر یہ کے آج سے ہزاروں سال قبل لوگ تابکاری کی سائنسی اصطلاح سے بھی ناواقف تھے لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان لوگوں کی فہم کے مطابق انھیں ایسی عذاب یافتہ بستی کی کسی بھی شے کو استعمال کرنے سے سختی سے منع کیا، تابکاری پیدا کرنے والے عناصر کی اہم ترین خصوصیت یہ ہے کے یہ دیگر عام عناصر کے ایٹمز کے برعکس زیادہ توانائی کے حامل ہوتے ہیں، نیوٹران، پروٹان یا پھر ان میں موجود فاضل توانائی کے اخراج سے تابکار شعاعیں پیدا ہوتی ہیں اور تابکار شعاعوں کے اخراج کو انگریزی زبان میں Ionizing Radiation بھی کہا جاتا ہے اس عمل کے دوران یہ عناصر دوسرے تابکار عناصر میں تبدیل ہو جاتے ہیں اور اٹامک نمبر کے

ساتھ ساتھ ان کا اٹا مک وزن بھی تبدیل ہو جاتا ہے اس عمل کو سائنسی زبان میں Radio Activity کہا جاتا ہے سائنسدانوں کا یہ خیال ہے کے تابکاری کے اثرات کڑی در کڑی اپنا سفر جاری رکھتے ہیں اور آج بھی زمین پر اس دور یا پھر دور اول کے اثرات پائے جاتے ہیں جب زمین پر زندگی کے آثار بھی موجود نہ تھے اگر چہ روزمرہ استعمال کی بے شمار اشیاء سے بھی خطرناک تابکاری کی شعاعوں کا اخراج ہوتا ہے جس سے انسانی حیات اور صحت بری طرح سے متاثر ہوتی ہے اور کئی لاعلاج بیماریاں بھی وقوع پذیر ہوتی ہیں یہی نہیں بلکہ ان تابکار شعاعوں کے اثرات سے انسانی، حیوانی اور نباتاتی تولیدی نظام بھی بری طرح سے متاثر ہوتا ہے لہٰذا باالفاظ دیگر تابکار شعاعیں دراصل بانجھ ہوا ہی رہے۔ سائنسدانوں کا یہ خیال ہے کے جدید اسلحہ جس میں Radiological Weapens، ایٹم بم ہائیڈروجن بم، نیوٹران بم، کوبالٹ بم اور پھر اس جیسے نا جانے کتنے ہی خطرناک ہتھیار جو کے انسانیت کی تباہی کے لئے بنائے گئے ہیں ان کے استعمال سے انتہائی شدید اور مضر صحت تابکار شعاعوں کا اخراج ہوتا ہے جو کے عمارتوں، زمین، فضاء، ہوا، پانی، دریا، سمندر، کنویں، کھیت کھلیانوں، چٹانوں اور پہاڑوں میں سرائیت کر جاتے ہیں اور پھر ہزاروں سال تک ان میں سے ان شعاعوں کا اخراج ہوتا رہتا ہے کوبالٹ بم کے بارے میں سائنسدانوں کا یہ ماننا ہے کے یہ بم جس جگہ گرایا جائے گا اس سے خارج ہونے والی تابکار شعاعیں بادلوں کے ساتھ سفر کرتے ہوئے اس علاقے کی تمام حیات کو ختم کر دیتی ہیں اور یہ سلسلہ برسہا برس تک جاری رہتا ہے پھر یہی نہیں بلکہ اب تو کچھ ایسے بم بھی ایجاد کر لئے گئے ہیں جو جب کسی علاقے میں پھینکے جائیں گے تو وہاں کی آکسیجن کو مکمل طور پر ختم کر دیں گے جس کی وجہ سے وہاں حیات کا مکمل خاتمہ ہو جائے گا کیونکہ آکسیجن پر ہی تمام ذی نفوس کی زندگی کا دارومدار ہے۔

ہیروشیما اور ناگاسا کی کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں جب ۱۹۴۵ء میں امریکہ نے ان علاقوں پر ایٹم بم برسائے تو ہزاروں افراد ہلاک ہو گئے اور لاکھوں کی تعداد میں لوگ معذور اور ایک اندازے کے مطابق تقریباً ۸۰ فیصد افراد کینسر جیسے مہلک مرض میں مبتلا ہوئے جبکہ عرصہ دراز تک اس علاقے میں معذور بچے پیدا ہوتے رہے پھر اس دھماکے کے بہت سال بعد جب ایک سروے کیا گیا تو معلوم ہوا کے اس دھماکے سے پیدا ہونے والے تابکاری کے اثرات آج بھی دنیا کی

فضاؤں میں موجود ہیں اور انھیں آلودہ کئے ہوئے ہیں یہاں تک کے امریکہ کے شمال میں واقع غیر آباد خطہ آرکٹک میں بھی ان تابکار آلودگی کے اثرات پائے گئے یہی نہیں بلکہ یہ تابکار شعاعیں کڑی در کڑی سفر کرتے ہوئے غذاؤں اور پانی میں بھی موجود ہیں اور نسل انسانی کو شدت سے متاثر کررہی ہیں۔ ۲۸ اپریل ۱۹۸۶ء میں روس کا چرنوبل ایٹمی پلانٹ جب ایک شدید دھماکے سے پھٹ گیا تو اس کی تباہی اور تابکاری کے اثرات سے اسی وقت سینکڑوں افراد ہلاک اور بے شمار افراد زخمی ہوگئے جب کہ فوری طور پر پلانٹ کے ارد گرد کا تقریباً ایک سو پچاس مربع کلومیٹر کے رقبے کو اگلے کئی عشروں تک کے لئے آلودہ قرار دیتے ہوئے بند کر دیا گیا جس کی وجہ سے ایک لاکھ پنتیس ہزار افراد کو نقل مکانی کرنا پڑی لیکن چرنوبل سے خارج ہونے والی ان تابکار شعاعوں نے فصلوں، پانی، ہوا اور فضاء کو بھی شدت سے متاثر کیا اور یہ آلودگی کڑی در کڑی سفر کرتے ہوئے اسکینڈے نیویا اور مشرقی یورپ اور اس سے بھی آگے کئی مما لک میں سرائیت کرگئی۔

تابکار عناصر جن میں بیریم، کرپٹان، کیوریم، آئیوڈین اور سیزیم سرفہرست ہیں ان میں سے ہر ایک عنصر ایک مخصوص انسانی جسمانی عضو کو متاثر کرتے ہوئے ان اعضاء کے خلیات اور بافتوں کی کارکردگی اور ساخت میں تبدیلی اور پیچیدگی پیدا کرتے ہیں جس کی وجہ سے کئی خطرناک بیماریاں جن میں کینسر اور ایڈز جیسے مہلک امراض شامل ہیں پیدا ہوتے ہیں مثلاً بیریم کی ساخت چونکہ کیلشیئم سے مشابہہ ہے لہٰذا یہ انسانی ہڈیوں اور دانتوں کو، سیزیم کی ساخت پوٹاشیئم سے مماثل ہے لہٰذا یہ انسانی پٹھوں اور بافتوں کو جبکہ آئیوڈین کے تابکار ذرات تھائیرائیڈ گلینڈز میں جمع ہوکر اس عضو اور اس کی کارکردگی کو متاثر کرتے ہیں چونکہ تمام نیوکلیائی ذرات کے اثرات اور اہداف ایک دوسرے سے مختلف ہیں لہٰذا وہ اپنی انفرادیت کو برقرار رکھتے ہوئے مختلف انسانی، حیوانی اور نباتاتی حیات پر اپنے شدید اثرات مرتب کرتے ہیں سائنسدانوں کے مطابق تابکار عناصر زمین پر انسانی حیات سے قبل بھی موجود تھے مثلاً تھورون گیس اور ریڈان گیس وغیرہ ان گیسیز سے خارج ہونے والے آئسوٹوپس انسانی حیات کے لئے ضرر رساں ہیں چونکہ یہ گیسیز فضاء میں پائی جاتی ہیں لہٰذا یہ انسانی جسم میں عمل تنفس کے ذریعے سے با آسانی داخل ہوتی ہیں دوسری جانب خلاء سے زمین پر کاسمک ریز کا نزول بھی ہوتا ہے یہ کاسمک ریز اپنے فضاء سے زمین پر نزول

کے سفر میں مزید تابکار شعاعوں کو جنم دیتی ہیں جبکہ سائنسدانوں نے مزید یہ انکشاف بھی کیا ہے کے زمین کی تہہ میں بھی قدرتی طور پر کئی تابکار عناصر اور اجزاء پائے جاتے ہیں ان تابکار عناصر کی مقدار اور اخراج مختلف علاقوں اور ممالک میں الگ الگ ہے لہٰذا یہ اپنے اخراج کے اعتبار سے مختلف انسانوں پر مختلف انداز اور مقدار سے اثر انداز ہوتے ہیں جبکہ مختلف افراد میں ان تابکار شعاعوں کے انجذاب کی شرح بھی الگ ہے اوسطاً ۹۵ فیصد افراد کے جسم میں ان عناصر کے 0.6.0.3 ملی سیورٹ (تابکاری ناپنے کا پیمانہ) جذب ہوتے ہیں لیکن کئی خطوں میں یہ مقدار 1.4 ملی سیورٹ تک بھی پائی جاتی ہے برازیل کے ایک پہاڑی علاقے میں انسانی جسم میں تابکار عناصر کی مقدار ۲۵ ملی سیورٹ تک ریکارڈ کی گئی ہے۔

تحقیق سے یہ بھی ثابت ہوا کے ان علاقوں میں تابکار عناصر سے شعاعوں کا اخراج قدرتی طور پر بہت زیادہ ہے لہٰذا وہ علاقہ لوگوں سے خالی کروالیا گیا۔

ایک دوسری تحقیق کے مطابق بھارت، فرانس اور نائیجیریا کے کئی علاقوں میں یہ مقدار ۴۰۰ ملی سیورٹ تک بھی ریکارڈ کی گئی جبکہ تحقیق میں آگے یہ بھی بتایا گیا ہے کے ان علاقوں کے در و دیوار، مکانات، سڑکوں، گزرگاہوں حتیٰ کے آبی ذخائر تک میں یہ تابکار عناصر بڑی مقدار میں سرائیت کر چکے ہیں۔

انٹرنیشنل اٹامک انرجی ایجنسی AEA)) اور عالمی ادارہ صحت (WHO) نے غیر قدرتی ذرائع سے انسانی جسم میں داخل ہونے والے تابکار عناصر کی محفوظ مقدار کی حد ۵ ریم یا سیورٹ فی ۳۰ سال مقرر کی ہے لیکن یہ بھی ایک لمحہ فکریہ ہے کے روز افزوں ترقی کے اس تیز سفر میں کئی ایسی ایجادات جو انسانی زندگی کے لئے اب لازم وملزوم کی حیثیت اختیار کر چکی ہیں ان سے بھی خطرناک تابکار شعاعوں کا مسلسل اخراج ہوتا رہتا ہے جو انسانی حیات اور ماحول کو مستقل طور پر آلودہ کرنے کا ایک اہم سبب ہیں۔

قانون قدرت سے انحراف کے نتیجے میں اقوام کو اس کی بڑی بھاری قیمت چکانی پڑتی ہے اگر ہم اپنے اطراف پر نظر دوڑائیں تو ہم یہ دیکھیں گے کے نت نئے جسمانی، دماغی، نفسیاتی اور ذہنی امراض کی ایک طویل فہرست ہے جس میں ہر گزرتے دن کے ساتھ اضافہ ہی ہو رہا ہے وسائل

کے انبار کے باوجود افراد تنگی روزی کا شکار ہیں، ازدواجی بندھن کسی بوجھ سے کم نہیں، ناگہانی اموات اور حادثات روز کا معمول بن چکے ہیں، کہیں والدین کو اپنی اولاد سے اور کہیں اولاد کو اپنے والدین سے ناختم ہونے والی شکایات ہیں پھر بنی نوع انسانیت چاہے اس کا تعلق ترقی یافتہ ممالک سے ہو یا پسماندہ، دونوں ہی ایک تکلیف دہ عدم تحفظ کا شکار ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ مَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡ ذِکۡرِیۡ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیۡشَۃً ضَنۡکًا وَّ نَحۡشُرُہٗ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ اَعۡمٰی۔ ۴۳

ترجمہ۔ جولوگ میرے احکامات کو بھول جائیں گے، ہم ان کی روزی کو تنگ کر دیں گے اور قیامت میں انھیں اندھا بنا کر اٹھائیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنی امت کی سرکشی، نافرمانی اور گناہوں کی آلودگی کے حوالے سے فرمایا، حضرت ابو مالک اشعریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری امت ضرور خمر (انگور کی شراب) کا نام بدل بدل کر پیتی رہے گی اور اس کے سروں پر آلات موسیقی بجتے رہیں گی اور گانے والیاں گاتی رہیں گی حتیٰ کے اللہ ان کو زمین میں دھنسا دے گا اور ان میں سے بندر اور خنزیر بنا دے گا۔ ۴۴

حضرت علیؓ بن ابی طالب بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب میری امت پندرہ قسم کے کام کرے گی تو اس پر بلائیں اور مصائب نازل ہوں گے۔

۱۔ جب مال غنیمت کو ذاتی دولت بنالیا جائے گا۔

۲۔ امانت کو مال غنیمت سمجھ لیا جائے گا۔

۳۔ زکوۃ کو تاوان سمجھا جائے گا۔

۴۔ مرد اپنی بیوی کی اطاعت کرے گا۔

۵۔ اپنی ماں کی نافرمانی کرے گا۔

۶۔ مرد اپنے دوست کے ساتھ نیکی کرے گا۔

۷۔اپنے باپ کے ساتھ بدی کرے گا۔
۸۔مساجد میں شور کیا جائے گا۔
۹۔ذلیل آدمی کو قوم کا سردار بنا دیا جائے گا۔
۱۰۔کسی انسان کے شر سے بچنے کے لئے اس کی عزت کی جائے گی۔
۱۱۔شراب پی جائے گی۔
۱۲۔ریشم پہنا جائے گا۔
۱۳۔امت کے پچھلے لوگ اگلے لوگوں کو برا کہیں گے۔
تو اس وقت سرخ آندھیوں اور زمین میں دھنسائے جانے اور مسخ کئے جانے کا انتظار کرو۔۴۵؎

کرہ ہوائی:

کرہ ہوائی کو انگریزی میں Atmosphere کہا جاتا ہے، ہوا مختلف گیسز کا مجموعہ ہے، جس میں انسان کی زندگی کو قائم رکھنے والی آکسیجن گیس سرفہرست ہے، ہوا کی ایک تہہ نے زمین کو ہر طرف سے گھیرا ہوا ہے، تاہم کرہ ہوائی میں مختلف گیسوں کا ارتکاز نا صرف انسانوں کے وجود کے لئے اہم ہے بلکہ زمین پر بسنے والے تمام جانداروں کے لئے بھی بے حد اہمیت کا حامل ہے، کرہ ہوائی میں جو جو گیسز تشکیل پاتی ہیں وہ ایک خاص تناسب سے بنتی ہیں جس میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی، اس میں چار گیسز بہت اہم ہیں۔
۱۔نائٹروجن 78%۔
۲۔آکسیجن 21%۔
۳۔ارگون (ایک بے رنگ اور بے بو عنصر ہے) 1%
۴۔کاربن ڈائی آکسائیڈ۔0.03%۔
ان گیسز کو دو گروپس میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔
۱۔وہ گیس جو رد عمل کے نتیجے میں پیدا ہو۔ ۲۔وہ گیس جو رد عمل کے نتیجے میں پیدا نا ہو۔

گیسوں کے تجزیے سے یہ معلوم ہوتا ہے کے جو گیسیز ردعمل کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہیں وہ گیسز زندگی کی بقاء کے لئے لازمی حیثیت رکھتی ہیں۔

جو گیسز ردعمل کے نتیجے میں پیدا نہیں ہوتی ہیں، وہ گیسز ایسے مرکبات پیدا کرتی ہیں جو انسانی زندگی کے لئے تباہ کن ہیں۔

جیسے ارگوگون اور نائٹروجن گیسز اگر محدود پیمانے پر بھی ردعمل ظاہر کریں تو دنیا کے تمام سمندر نائٹرک ایسڈ میں تبدیل ہو جائیں۔

اگر فضاء میں آکسیجن کی مقدار موجودہ مقدار سے تھوڑی بھی زیادہ ہو جائے تو دنیا میں موجود چٹانیں اور دھاتیں تباہ ہو جائیں، جس کے نتیجے میں زمین میں کٹاؤ پیدا ہو جائے گا اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی۔

اگر آکسیجن گیس کی کمی واقع ہو جائے تو اس صورت میں کرہ ارض پر بسنے والے جانداروں کی زندگی کو شدید خطرات لاحق ہو سکتے ہیں، دوسری جانب اوزون کی تہہ بھی متاثر ہو گی جس کے نتیجے میں سورج کی بالائے بنفشی شعاعیں زمین پر موجود چیزوں کو جلا دیں گی، پودوں اور درختوں کی زندگی کا انحصار کاربن ڈائی آکسائیڈ پر ہے کیونکہ اس گیس کے ذریعے پودے اور درخت سورج کی شعاعوں کو اپنے اندر جذب کرتے ہیں، ایک جانب درخت اور پودے آکسیجن گیس کو خارج کرتے ہیں، جس گیس پر انسانوں اور جانوروں کی زندگی کا انحصار ہے دوسری جانب انسانوں کی خارج کی ہوئی گیس کاربن ڈائی آکسائیڈ درختوں اور پودوں کے لئے زندگی کا پیغام ہیں یعنی کل اشیاء کائنات باہم ایک دوسرے سے جڑے ہوئے اور مربوط ہیں۔

کرہ ہوائی کی بقاء میں فلکی طبعی حلات کا باہمی وجود بھی اہمیت کا حامل ہے۔

ا۔ زمین کی سطح پر ایک معتدل درجہ حرارت کی موجودگی اشد ضروری ہے۔

۲۔ زمین پر ایک ایسی تہہ بھی موجود ہے جو توانائی اور حرارت کو فضاء میں منتشر ہونے سے بچاتی ہے۔

۳۔ زمین پر کئی ایسی تہیں بھی پائی جاتی ہیں جو قطبین اور خط استوا کے درمیان گرمی کے توازن کو برقرار رکھتی ہیں۔

۴۔کرہ ہوائی زمین کوشہاب ثاقب سے بھی بچا تا ہے۔

ذیل میں زمین کے اوپر موجود کرہ ہوائی کی چھ تہوں کے نام لکھے جا رہے ہیں۔

۱۔زمین کے اوپر پہلی تہہ Troposphere کہلاتی ہے۔

۲۔Tropopause۔

۳۔Stratosphere۔

۴۔Ozone Layer۔

۵۔Mesophere۔

۶۔Ionosphere۔

نظام شمسی میں موجود دیگر سیاروں کی کرہ ہوائی:

نظام شمسی میں موجود دیگر سیاروں کی فضاء اور ان میں گیسز کے تناسب کے حوالے سے ایک تحقیق پیش کی جا رہی ہے، جو درج ذیل ہے۔

۱۔عطارد:

عطارد کو Mercury بھی کہتے ہیں، اس کا حجم بہت مختصر اور گرم ہے جبکہ اس کی کشش ثقل ایسی نہیں جو طویل عرصے تک اس کی فضاء میں قابو میں رکھ سکے تاہم عطارد کی فضاء میں ہائیڈروجن، ہیلیئم، آکسیجن، سوڈیم، کیلشیئم، پوٹاشیئم، ہائیڈرو آکسائیڈ، سلیکان اور دیگر عناصر پائے جاتے ہیں، عطارد کی فضاء کیونکہ مستحکم نہیں ہے اسی وجہ سے یہاں پر موجود ایٹمز فضاء میں گم ہو جاتے ہیں، دوسری جانب ہائیڈروجن اور ہیلیئم کے ایٹم شمسی ہواؤں سے آتے ہیں اور عطارد کی فضاء کا حصہ بن جاتے ہیں، عطارد کا ایک دن، دنیا کے ۹۰ دن جتنا ہے۔

۲۔زہرہ:

نظام شمسی میں زہرہ دوسرا سیارہ ہے، جس کو Venus بھی کہا جاتا ہے، یہ سیارہ سورج سے قریب ترین سمجھا جاتا ہے وینس کو صبح اور شام کا ستارہ بھی کہا جاتا ہے، زہرہ کا ایک دن زمین کے (۲۴۳)

دنوں کے برابر ہے یعنی تقریباً ۸ ماہ، وینس پر سورج مغرب سے طلوع ہو کر مشرق میں غروب ہوتا ہے اور یہاں سورج کے طلوع اور غروب ہونے میں زمین کے (۱۲۲) دنوں یعنی تقریباً ۴ ماہ کا عرصہ درکار ہوتا ہے، زہرہ کی زمین کا رنگ سیاہ جبکہ یہاں ہوا ۳۵۰ کلومیٹر کی رفتار سے چلتی ہے، یہاں کی فضاء نہایت کثیف ہے جس میں سلفیورک ایسڈ سے لبریز گھرے بادل ہر وقت فضاء میں اڑتے رہتے ہیں۔ زہرہ کا ماحول نہایت شدید اور کثیف ہے یہاں کا زیادہ درجہ حرارت اور شدید دباؤ سانس لینے میں مشکلات پیدا کرتا ہے۔ زہرہ پے ہمہ وقت تیز آندھیاں اور شدید تلاطم بپا رہتا ہے، زہرہ کی فضاء میں انتہائی کثیف ہے جو زیادہ تر کاربن ڈائی آکسائیڈ اور نائٹروجن کی معمولی مقدار سے بنی ہے، زہرہ پر ہوا کا دباؤ زمین کی نسبت ۹۲ گنا زیادہ ہے جبکہ فضاء کا وزن ۹۳ گنا زیادہ ہے، یہ دباؤ اتنا زیادہ ہے جتنا کے زمین کے سمندر کے ایک کلومیٹر نیچے ہے۔ سیارہ زہرہ فاسفین (Phosphine) نامی ایک نہایت زہریلی گیس بڑی وافر مقدار میں پائی جاتی ہے یہ گیس بے رنگ اور بے بو ہے، اس گیس کی معمولی مقدار بھی انسان کی جان لینے کے لئے کافی ہے، اگرچہ زمین پر بھی فاسفین نامی زہریلی گیس بہت قلیل مقدار میں پائی جاتی ہے، ماہرین کے مطابق مرے ہوئے جانور اور انسان کی سڑی ہوئی متعفن باقیات میں یہ زہریلی گیس پائی جاتی ہے۔

۳۔ مریخ:

مریخ نظام شمسی کا چوتھا بڑا سیارہ ہے، جس کو انگریزی میں Mars کہا جاتا ہے، یہ سیارہ زمین سے دیکھنے میں سرخ نظر آتا ہے، اسی نسبت سے مریخ کو سرخ رنگ کا چٹانی سیارہ بھی کہا جاتا ہے سیارے کی سرخ رنگت کی اصل وجہ آئرن آکسائیڈ کی موجودگی ہے، مریخ کا نام Mars ایک یونانی دیوتا کے نام پر رکھا گیا ہے جو کے جنگ کے دیوتا کے نام سے جانا جاتا ہے، مریخ کی فضاء میں ٹھنڈک اور ویرانی پائی جاتی ہے لیکن مریخ میں زمین پر پائی جانے والی کئی خصوصیات پائی جاتی ہیں یہاں کی فضاء میں کرہ ارض پر بسنے والے کسی بھی انسان کے لئے سانس لینا دشوار ہے۔

سورج سے اس کا اوسط فاصلہ تقریباً (۲۲۸) ملین کلومیٹر ہے، مریخ کا ایک دن ۲۴ گھنٹوں کا ہوتا

ہے یعنی زمین اور مریخ کا ایک دن برابر ہے لیکن اس سیارے پر بے شمار آتش فشاں پہاڑ اور برف بھی پائی جاتی ہے، ماہرین کی یہ رائے ہے کے یہاں کا بہترین نہری نظام کسی انتہائی ذہین مخلوق کی موجودگی کا پتا بھی دیتی ہے تاہم یہاں اہرام مصر بھی پائے جاتے ہیں جو ہماری دنیا کے اہرام مصر سے دس گنا بڑے ہیں۔سائنسدانوں کا ماننا ہے کے کے ماضی میں مریخ پر عظیم آتش فشاں پھٹے جس کی وجہ سے بڑی مقدار میں گیس، پانی کے بخارات اور کاربن ڈائی آکسائیڈ یہاں پایا جاتا ہے۔مریخ کی سطح پر برف کے پہاڑ بھی پائے جاتے ہیں یہاں کا موسم طویل عرصہ تک سرد رہتا ہے دوسری جانب یہاں آبی بخارات فضاء کے نچلے حصے میں پائے جاتے ہیں یورپی خلائی ایجنسی نے مریخ کے مدار پر خلائی جہاز بھیجا تاہم ان لائی ایجنسیوں کے مریخ پر کچھ تجربات کامیاب اور کچھ ناکام ہوئے۔

مریخ کی سطح پر سیلاب اور کچھ دریائی کٹاؤ کے شواہد بھی ملے ہیں، ماہرین یہ سمجھتے ہیں کے دو سے چار ارب برس قبل مریخ پر پانی موجود تھا کیونکہ مریخ کی سطح پر ذرا گہرائی میں ایسی معدنیات بھی موجود ہیں جو صرف مائع پانی سے ہی وجود میں آسکتی ہیں تاہم چند لاکھ برس قبل پرانے سیلاب کے شواہد بھی یہاں پائے جاتے ہیں اوران ے بارے میں ماہرین یہی سمجھتے ہیں کے یہ سیلاب غالباً زیرِ سطح پانی کے کسی وجہ سے پھوٹ نکلنے کے باعث آئے ہوں، مریخ کی سطح پر چٹانی اور پتھریلے صحراء بھی موجود ہیں۔

حال ہی میں ناسا (NASA) کے ماہرین نے مریخ کے ایک پہاڑی حصے کی تصویر شائع کی ہے اس تصویر کی خاص بات یہ ہے کے ایک پہاڑی ہے اور اس میں ایک دروازہ تراشا گیا ہے تاہم اس دروازے کی شکل وصورت اور ڈیزائین بالکل مدائین صالح سے ملتی جلتی ہے (سعودی عرب کے شمال مغرب میں مدائین صالح کا علاقہ موجود ہے جہاں صدیوں پہلے قوم عاد اور ثمود رہا کرتے تھے اس قوم پر اللہ نے حضرت صالح علیہ السلام ومبعوث فرمایا تاکہ وہ اللہ کے پیغام کو ان تک پہنچائیں تاہم اس قوم کی بڑی صفت یہ تھی کے یہ پہاڑوں کو تراش کر گھر بنایا کرتے جو آج کے اس ترقی یافتہ دنیا میں رہنے والوں کے لئے بھی مقام حیرت واستعجاب ہے)۔

۴۔ مشتری:

مشتری نظام شمسی کا سب بڑا سیارہ ہے، جس کو انگریزی میں Jupiter بھی کہتے ہیں، ترتیب کے اعتبار سے مشتری پانچواں سیارہ ہے اگر مشتری کی کمیت دیکھی جائے تو دیگر سیاروں سے ڈھائی گنا زیادہ وسیع ہے مشتری سورج سے (778.3) ملین کلومیٹر پر اپنا اوسط چکر مکمل کرتا ہے، مشتری کا گردشی دورانیہ (11.86) سال ہے، مشتری کا قطر زمین سے تقریباً گیارہ گنا زیادہ ہے مشتری پر ہیلئم، ہائیڈروجن اور میتھین گیس پائی جاتی ہے، مشتری پر گیس کے لطیف حلقے پائے جاتے ہیں، مشتری ہماری زمین کے مقابلے میں تقریباً گیارہ گنا بڑا ہے تاہم رقبے کے اعتبار سے مشتری اتنا بڑا سیارہ ہے کے جہاں ہماری دنیا کی طرح کی ہزار دنیائیں سما سکتی ہیں یہاں گیس اور بادلوں کے بڑے بڑے سمندر ہیں یہاں کا ایک دن دس گھنٹوں کا ہے جبکہ یہاں (79) چاند ہمہ وقت گردش میں رہتے ہیں۔۴۶

مشتری کی سطح پر چٹانیں، ٹھنڈی مائع گیس کے کثیف حلقے اور آندھیوں کے شواہد موجود ہیں۔

ماہرین کے مطابق نظام شمسی کا سب سے بڑا سمندر مشتری پر ہے اور یہ سمندر مائع ہائیڈروجن پر مشتمل ہے جس کی گہرائی ۲۵۰۰۰ میل ہے، یہ میٹلک ہائیڈروجن پر مشتمل ہے۔

(یہ سمندر مائع حالت میں موجود میٹلیک ہائیڈروجن) ایک بہترین الیکٹریکل اور تھرمل کنڈکٹر کا کام کرتی ہے۔

۵۔ زحل:

زحل نظام شمسی کا چھٹا سیارہ ہے، جس کو انگریزی میں Satrun کہا جاتا ہے، زحل کا ایک دن سوا دس گھنٹوں کا ہے، زحل پر مادے کی اس قدر مقدار پائی جاتی ہے کے ہماری دنیا جیسی تقریباً ۹۵ دنیائیں اس مادے سے با آسانی تخلیق کی جا سکتی ہیں، زحل کے 274 چاند ہیں۔

۶۔ یورینس:

یورینس نظام شمسی کا ساتوں نہایت بڑا سیارہ ہے، جس کو انگریزی میں Uranus کہا جاتا ہے، یورینس

کا نام یونان کی علم کی دیوی یورینا کے نام پر رکھا گیا ہے، سورج کی جو روشنی زمین تک پہنچنے میں (۸) منٹ لیتی ہے، وہی روشنی یورینس تک پہنچنے میں تقریباً (ڈھائی گھنٹے) لیتی ہے، یہاں ٹھنڈی گیسیز پائی جاتی ہیں تاہم اس سیارے کی فضاء پر ہائیڈروجن کا غلبہ ہے اس سیارے پر امونیا اور منجمد میتھین کی بھاری مقدار بھی پائی جاتی ہے۔

یورینس پر ایک سال زمین کے (۸۲) سالوں کے برابر ہوتے ہیں یعنی جب زمین پر (۸۲) برس گزر جاتے ہیں تو یورینس پر اس وقت ایک سال مکمل ہوتا ہے، یورینس کے (۲۷) چاند ہیں تاہم یورینس کے تمام چاند کے نام شیکسپیئر کے ڈراموں کے مختلف کرداروں سے متاثر ہوکر رکھے گئے ہیں جیسے جولیٹ، اوفیلیا، بیانکا اور کریسیڈا وغیرہ۔

۷۔ نیپچون:

نیپچون نظام شمسی کا آٹھواں سیارہ ہے، اس کو انگریزی میں Neptune کہتے ہیں، ماہرین فلکیات نیپچون کو یورینس کا جڑواں بھائی بھی قرار دیتے ہیں کیونکہ ان دونوں سیاروں کی فضاء میں بے حد مماثلت پائی جاتی ہے لیکن نیپچون کی فضاء کا رنگ گہرا نیلا ہے۔ اس گہرے نیلے رنگ کی اصل وجہ میتھین گیس کی کثرت ہے جس کی وجہ سے یہ سیارہ نیلے رنگ کا نظر آتا ہے۔

نیپچون کا نام بھی قدیم یونانی سمندر کے دیوتا نیپچون کے نام پر رکھا گیا ہے، زمین سے اگر نیپچون کو دیکھنے کی کوشش کی جائے تو دور خلاؤں میں نہایت مدھم اور ہلکی سی شبیہ نظر آئے گی یہاں کا ایک دن ۱۸ گھنٹوں کا ہے یہاں برف کی سرد جھیلیں بھی پائی جاتی ہیں، یہاں چلنے والی ہوا کی رفتار ۲۰۰۰ کلومیٹر فی گھنٹہ ہے تاہم زمین پر اب تک سب سے زیادہ تیز چلنے والی ہوا کی رفتار ۱۵۰ کلو میٹر فی گھنٹہ نوٹ کی گئی ہے نیپچون کے (۱۱) چاند ہیں۔ ۷۴

 نیپچون پر تاریک اور گہرے طوفان، آندھیوں کے جھکڑ، آتش فشاں پہاڑ اور منجمد میتھین کے کرسٹلز کے بادل بآسانی دیکھے جاسکتے ہیں نیپچون کے ۱۴ چاند ہیں۔

۸۔ پلوٹو:

پلوٹو و نظام شمسی کا نواں سیارہ کہا جاتا ہے یہ سیارہ نظام شمسی سے بہت دور واقع ہے، عام طور پر پلوٹو سے متعلق لوگ بہت کم جانتے ہیں سورج کے گرد پلوٹو کا مدار ۱۷ ڈگری پر جھکا ہوا ہے تاہم پلوٹو کو کئی اعتبار سے منفرد حیثیت بھی حاصل ہے۔ ماہرین کے مطابق! پلوٹو، نیپچون سے زیادہ سورج کے قریب ہے۔

پلوٹو کا (۱) چاند ہے جس کا نام کیران (Charon) ہے چاند کا نام کیران قدیم یونان کے دیوتا کے نام پر رکھا گیا ہے جو مرنے والوں کی ارواح کو برزخ سے بخیر و عافیت گزارنے کے کام پر مامور تھا، کیران اور پلوٹو ایک دوسرے پر زبردست اثر انداز ہوتے ہیں دونوں کی گردش کا دورانیہ بھی تقریباً ایک جتنا ہے چنانچہ پلوٹو اور کیران دونوں ایک ہی رخ پر ایک دوسرے کے سامنے ہوتے ہیں۔

پلوٹو کا سورج سے اوسط فاصلہ (9.913.5) ملین کلومیٹر ہے اس کے مدار کا دورانیہ کرہ ارض کے (248.5) دن کے برابر ہے مدار میں حرکت کی رفتار (4.7) کلومیٹر فی سیکنڈ ہے گھومنے کا دورانیہ (6.38) گھنٹے ہے، پلوٹو کا قطر (خط استوا پر) 2.300 کلومیٹر ہے۔

پلوٹو کی سطح کا درجہ حرارت ۲۳۰ سینٹی گریڈ ہے۔ ۴۸؎

جاثیہ:

الجاثیہ۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ج۔ث۔و) سے مشتق ہے۔

جاثیہ۔ کے معنی گھٹنے کے بل بیٹھی ہوئی جماعت کے ہیں یعنی ذلت خواری اور درماندگی کی حالت (اس دن تو ہر جماعت کو گھٹنے کے بل بیٹھا ہوا دیکھے گا)۔ ۴۹؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ تَرٰی كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِیَةً كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰۤى اِلٰى كِتٰبِهَا اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ ۵۰

ترجمہ۔تم ہر ایک فرقے کو دیکھو گے کہ گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوگا۔اور ہر ایک جماعت اپنی کتاب (اعمال) کی طرف بلائی جائے گی۔

جو کچھ تم کرتے رہے ہو آج تم کو اس کا بدلہ دیا جائے گا۔

ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَّ نَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ۔۵۱

ترجمہ۔پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے، اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل پڑا ہوا چھوڑ دیں گے۔

فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَ الشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ۔۵۲

ترجمہ۔تمہارے پروردگار کی قسم! ہم ان کو جمع کریں گے اور شیطانوں کو بھی۔پھر ان سب کو جہنم کے گرد حاضر کریں گے (اور وہ) گھٹنوں پر گرے ہوئے (ہوں گے)۔

کافرین، مشرکین، منافقین اور شیاطین کو اللہ روز قیامت جمع فرمائے گا:

اللہ تعالی نے دنیا میں کافرین، مشرکین، منافقین اور شیاطین کو جمع کر کے انھیں جہنم میں جھونک دے گا، اس دن یہ سب مجرمین ذلت اور خواری کے ساتھ گھٹنوں کے بل بیٹھے ہوں گے، جبکہ ان کے اعمال ان کو پڑھ کر سنائے جائیں گے۔

حَتّٰى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰؤُلَاۗءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ڛ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ۔۵۳

ترجمہ۔جب وہاں سب جمع ہو جائیں گے تو پچھلے اگلوں کی بابت کہیں گے کہ اے اللہ انہی لوگوں نے ہمیں بہکا رکھا تھا تو انہیں دگنا عذاب کرالخ۔پھر خبر کا خبر پر عطف ڈال کر فرماتا ہے کے اللہ خوب جانتا ہے کہ سب سے زیادہ عذابوں کا اور دائمی عذابوں کا اور جہنم کی آگ کا سزاوار کون کون ہے؟ جیسے دوسری آیت میں ہے کہ فرمائے گا۔

لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ۔۵۴

ترجمہ۔ ہر ایک لئے دوہرا عذاب ہے لیکن تم علم سے کورے ہو۔

ارشاد خداوندی ہے! مجھے اپنی ہی قسم ہے کے میں ان سب کو جمع کروں گا اور جن جن شیطانوں کی یہ لوگ میرے سوا عبادت کرتے تھے انہیں بھی میں جمع کروں گا پھر انہیں جہنم کے سامنے لاؤں گا جہاں گھٹنوں کے بل گرے پڑیں گے جیسے فرمان ہے۔

وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۔۔۵۵

ترجمہ۔ ہر امت کو تو دیکھے گا کہ گھٹنوں کے بل گری ہوئی ہوگی۔

ایک قول یہ بھی ہے کے قیام کی حالت میں ان کا حشر ہوگا، جب تمام اول آخر جمع ہو جائیں گے تو اللہ ان میں سے بڑے بڑے مجرموں اور سرکشوں کو الگ کریں گے اور ان کے رئیس و امیر اور برائیوں کو پھیلانے والے پیشواؤں کو ان سے علیحدہ کر لیا جائے گا۔

❁

حوالہ کتب:

۱۔سورہ الجاثیہ۔آیت۔۵۔
۲۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز۔پبلیشر طلوع اسلام ٹرسٹ۔۱۹۹۸ء۔
۳۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز۔پبلیشر طلوع اسلام ٹرسٹ۔۱۹۹۸ء۔
۴۔سوہ الحجر۔آیت۔۲۲۔
۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۶۴۔
۶۔المسند۔امام محمد بن ادریس شافعی (متوفی ۲۰۴ھ)۔رقم الحدیث۔۵۰۲۔ص۔۱۷۵۔مطبوعہ دار الکتب۔
۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العربیہ۔۱۴۰۷ھ۔
۸۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ)۔ج۔۲۔ص۔۳۶۱۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی
۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۰۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز۔پبلیشر طلوع اسلام ٹرسٹ۔۱۹۹۸ء۔
۱۱۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز۔پبلیشر طلوع اسلام ٹرسٹ۔۱۹۹۸ء۔
۱۲۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۱۔
۱۳۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۲۔
۱۴۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۱۵۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۱۶۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۱۔۴۲۔
۱۷۔سورہ انفال۔آیت۔۴۶۔
۱۸۔سورہ احقاف۔آیت۔۲۵۔۲۶۔
۱۹۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۶۔
۲۰۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۱۔سورہ الاحقاف۔آیت۔۲۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔
رقم الحدیث۔۳۲۰۶۔مطبوعہ دارالکتاب العربیہ۔۱۴۰۷ھ۔
۲۲۔سورہ مریم۔آیت۔۴۷۔
۲۳۔سورہ المومن۔آیت۔۸۲۔
۲۴۔سورہ انعام۔آیت۔۱۲۳۔
۲۵۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۵۔
۲۶۔سورہ ق۔آیت۔۳۶۔
۲۷۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۸۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۲۲۵۲۔مطبوعہ دارالفکر بیروت
۳۰۔سورہ قمر۔آیت۔۱۹۔
۳۱۔سورہ الحاقہ۔آیت۔۶۔
۳۲۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۵۔
۳۳۔سورہ المرسلات۔آیت۔۲۔۴۔
۳۴۔سورہ قمر۔آیت۔۳۴۔
۳۵۔سورہ قمر۔آیت۔۳۴۔
۳۶۔سورہ الذاریات۔آیت۔۳۳۔۳۴۔
۳۷۔سورہ الحجر۔آیت۔۷۳۔۷۶۔
۳۸۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۱۔
۳۹۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۲۔
۴۰۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز۔پبلیشر طلوع اسلام ٹرسٹ۔۱۹۹۸ء۔
۴۱۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز۔پبلیشر طلوع اسلام ٹرسٹ۔۱۹۹۸ء۔
۴۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العربیہ۔۱۴۰۷ھ۔
۴۳۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۱۲۴۔
۴۴۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
۴۵۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۲۱ھ۔

۴۶۔اردو سائنس انسائیکلو پیڈیا۔مرتب۔اردو سائنس بورڈ۔وزارت تعلیم۔حکومت پاکستان۔ص۔۱۱۳۰۔
سن اشاعت۔۲۰۰۸ء۔
۴۷۔ Cosmos۔کارل ساگان۔ص۔۱۰۳۔فکشن ہاؤس لاہور۔۱۹۹۶ء۔
۴۸۔عالمی انسائیکلو پیڈیا۔مرتب یاسر جواد۔جلد۔اول۔ص۔۶۲۰۔ناشران الفیصل لاہور۔۲۰۱۳ء۔
۴۹۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز۔پبلیشر طلوع اسلام ٹرسٹ۔۱۹۹۸ء۔
۵۰۔سورہ الجاثیہ۔آیت۔۲۸۔
۵۱۔سورہ مریم۔آیت۔۲۷۔
۵۲۔سورہ مریم۔آیت۔۶۸۔
۵۳۔سورہ اعراف۔آیت۔۳۸۔
۵۴۔سورہ اعراف۔آیت۔۳۸۔
۵۵۔سورہ الجاثیہ۔آیت۔۲۸۔

۴۶۔سورہ الاحقاف (بلند و بالا گول ٹیلہ)

نام:

احقاف۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معنی بلند و بالا گول ریتیلا ٹیلہ۔

الاحقاف۔جمع کا صیغہ ہے جبکہ اس کی واحد الحقف ہے، یمن، عمان اور حضر الموت کے درمیان واقع ٹیلا اور پہاڑ جہاں قوم عاد رہتی تھی۔

اسحاق بن عبد اللہ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہر درخت کیلئے پھل ہے اور قرآن کے پھل حم والی سورتیں ہیں، یہ سورتیں ایسے باغات ہیں جن میں سرسبز و شاداب گھاس ہے، جس شخص کو یہ پسند ہو کے وہ جنت کے باغات میں خوب چرے تو اس کو چاہئے کے حامیم والی سورتیں پڑھے۔

شان نزول:

سورہ احقاف مکی سورہ ہے، جس میں کل آیات کی تعداد ۳۵ ہے جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۴ ہے۔

مضامین:

۱۔قرآن کریم کی عظمت۔

۲۔زمین و آسمان کی تخلیق۔

۳۔جزا اور سزا کا بیان۔

۴۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا ذکر۔

۵۔والدین سے نیک سلوک کی ہدایت۔

۶۔حضرت ہود علیہ السلام کا ذکر۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

معقل بن یسارؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یٰسین، طٰہٰ، طواسین اور حوامیم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تختیوں سے دی گئی ہیں۔ ۱؎

طواسین سے مراد، نمل، شعرا اور قصص جبکہ حوامیم سے مراد مومن، حٰم السجدہ، شوریٰ، زخرف، دخان جاثیہ اور احقاف ہیں۔

انسان کی پیدائش:

انسان کی پیدائش کی تکالیف جو ماں نے اٹھائی اس کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے!

وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّ وَضَعَتْهُ كُرْهًا وَ حَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ۔ ۲

ترجمہ۔ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا اس کی ماں نے اس کو تکلیف سے پیٹ میں رکھا اور تکلیف ہی سے جنا اور اس کا پیٹ میں رہنا اور دودھ چھوڑنا ڈھائی برس میں ہوتا ہے۔

تخلیق انسانی کی مرحلہ وار ترتیب:

مرد کے نطفے کو سائنسی زبان میں اسپرم (Sperm) جبکہ عورت کے خلیے کو اوویوم (Ovum) کہا جاتا ہے پہلے مرحلے میں اوویوم اور اسپرم کے خلیات آپس میں خلط ملط ہوتے ہیں اس کے بعد DNA کی تقسیم شروع ہوتی ہے تاہم یہ مرحلہ نہایت تیز رفتاری سے انجام پزیر ہوتا ہے ایسا لگتا ہے کے کوئی غیر مرئی قوت ان جنیاتی مادوں کو آپس میں ملاتی ہے باپ کے اسپرم کے ۲۵ کروڑ (۲۵ ملین) خلیات کو ماں کے صرف ایک اوویوم کے مقابل آنا ہوتا ہے یعنی ماں کے اوویوم کو باپ کے اسپرم کے صرف ایک متناسب اور مکمل کرنے والے خلیے کا انتخاب ان ۲۵

کروڑ خلیات میں سے کرنا ہوتا ہے اور ان دونوں یعنی ماں اور باپ کے خلیات کا ملاپ کا عمل صرف اور صرف ایک گھنٹے میں مکمل ہوتا ہے تاہم اگر یہ کام کسی انسان کے سپرد کر دیا جائے اور اگر ان میں سے ہر ایک خلیے کی درست جانچ میں صرف ایک سیکنڈ صرف کیا جائے تو اس کام پر پورے دو ماہ کا طویل عرصہ درکار ہوگا مگر ماں کے اوویوم کو نا صرف ان تمام خلیات میں سے درست خلیے کا انتخاب کرنا ہوتا ہے بلکہ اس کو ان تمام خصوصیات کے مطابق نامیاتی مرکب یعنی امینو ایسڈ (Aminio Acid Base) کی بنیاد کا تعین بھی کرنا ہوتا ہے جو کے ایسی ساز گار فضا پیدا کر سکے کے جس میں باہمی ربط کے زاویے قائم ہوسکیں اگرچہ اس مقام پر ہم پیچیدگی کی اس سطح پر پہنچ جاتے ہیں کے ایک جدید ساز وسامان سے آراستہ لیبارٹری میں ۱۰۰۰ ماہرین حیاتیات کی خدمات بھی حاصل کرلی جائیں جن کی یہ ذمہ داری ہو کے وہ عنقریب حاملہ ہونے والے اوویوم اور اس کے گرد ۲۵ کروڑ اسپرم کے خلیات کا درست انتخاب کریں تو اس جدید لیبارٹری کو بھی اس کام کو کرنے میں کئی سال لگ جائیں گے لیکن حیرت انگیز امر یہ ہے کے اللہ کی قدرت اس مشکل ،پیچیدہ اور انتہائی دقت طلب کام کو محض ایک گھنٹے میں نہایت کامیابی سے انجام دیتی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّا خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ نُّطۡفَةٍ اَمۡشَاجٍ۔ ۳

ترجمہ۔ بے شک ہم نے انسان کو مخلوط نطفہ سے پیدا کیا ہے۔

امشاج عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں اختلاط یعنی دو چیزوں کا ایک دوسرے سے مل جانا۔

فراء کہتے ہیں امشاج سے مراد! مرد اور عورت کے پانی کا مختلطہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا امشاج کے معنی ،سفیدی میں سرخی یا سرخی میں سفیدی

حضرت ام سلیمؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مرد کا پانی گاڑھا سفید ہوتا ہے جبکہ عورت کا پانی پتلا پیلا ہوتا ہے اب ان میں سے جس کا پانی غالب یا سابق ہوگا بچہ اسی کے مشابہہ ہوگا۔ ۴

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، مرد کا پانی گاڑھا سفید ہوتا ہے جو عورت کے پتلے پیلے

پانی سے اختلاط کرتا ہے تاہم ان دونوں پانیوں سے مل کر ہی بچہ تخلیق پاتا ہے بچے کے پٹھے، ہڈی اور قوت مرد کے پانی سے جبکہ اس کا خون، گوشت، اور بال عورت کے پانی سے بنتے ہیں۔

اس انتہائی پیچیدہ عمل کے نتیجے میں ماں اور باپ دونوں کے درست خلیات کا انتخاب ہوتا ہے جس کے نتیجے میں ایک بار آور خلیہ وجود میں آتا ہے جس کو زائیگوٹ Zygote کہتے ہیں زائیگوٹ Fallopian Tube کے راستے Uterus (رحم مادر) میں داخل ہوتا ہے جہاں وہ Uterus کی دیوار سے چپک کر خون سے توانائی حاصل کرتا ہے۔

قرآن کریم نے اسی کیفیت کو جونک سے تشبیہ دی ہے۔

انسان کی تخلیق کسی حیران کن معجزے سے کم نہیں دوسری جانب ہر انسان اپنے اندر ایک مکمل کائنات لئے ہوئے ہیں وہ دوسرے سے الگ اور منفرد ہے اس کا DNA، وقت پیدائش، خاندان، عزیز واقارب، دوست احباب، زندگی کے تجربات، صحت، موت، زندگی، دکھ درد، ذہنی، دماغی، نفسیاتی اور جسمانی کیفیات الغرض کے ہر شے دوسرے سے الگ اور انفرادیت لئے ہوئے ہے بالفاظ دیگر خالق کائنات کی شان خالقیت سے ایک بار جو شے صادر ہوگئی اب تا قیامت ویسی شے دوبارہ وجود میں نہیں آئے گی یہاں صرف انسان زیر بحث نہیں بلکہ کائنات کی ہر شے اپنا ایک الگ وجود اور تشخص رکھتی ہے اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ ۵

ترجمہ۔سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں لیکن ان میں سے اکثر اس بات کو نہیں جانتے ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ فِيْۤ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ۔ ۶

ترجمہ۔اے انسان کس چیز نے تجھے اپنے رب کریم کی طرف سے دھوکے میں ڈال دیا ہے جس نے تجھے پیدا کیا تجھے نک سک سے درست کیا تجھے متناسب بنایا اور جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ کر تیار کر دیا ہرگز نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کے تم لوگ جزا اور سزا کو جھٹلاتے ہو۔

ہر انسان کے ڈی این اے میں حروف G,T,A اور C کی ترتیب مختلف ہوتی ہے لہٰذا ایک جیسی

جسمانی ساخت اور خدو خال کے باوجود تمام انسانوں میں حیرت انگیز انفرادیت پائی جاتی ہے یہاں 'العلق' کو سمجھنے کی کوشش کی جارہی ہے لغات القرآن میں العلق کے ایک معنی کسی چیز سے کسی دوسری چیز کو لٹکا دینا بھی ہے چنانچہ یہاں قابل غور امر یہ ہے کے بچہ ماں کے وجود میں جونک کی طرح رحم مادر سے چپکا یا لٹکا ہوتا ہے نیز اس کا تعلق ماں کی Umbilical Cord سے ہوتا ہے Cord کو رسی بھی کہتے ہیں تاہم بچہ اپنی ماں کے ساتھ اسی Umbilical Cord کے ساتھ منسلک، چپکا، بندھا ہوا اور لٹکا رہتا ہے اگرچہ ایک ماں کے وجود میں کئی بچے پلتے ہیں لیکن یہ بھی مقام حیرت ہے کے ماں اور اس کے سب بچوں کا بلڈ گروپ الگ ہوتا ہے ممکن ہے کبھی اتفاقاً کسی بچے کا بلڈ گروپ دوسرے بچے سے مل جائے لیکن عام طور پر ایسا نہیں ہوتا ہے تخلیق کے تمام مراحل میں ماں اور بچے کا خون ایک جھلی کے ذریعے علیحدہ رہتا ہے بچہ اپنی ماں کے خون سے توانائی اور آکسیجن حاصل کرتا ہے لیکن اس تمام عمل کے دوران ایک باریک جھلی درمیان میں حائل رہتی ہے جو دونوں کے خون کو کسی بھی مرحلے پر ملنے نہیں دیتی۔

ایک صحت مند بچہ ۳۰ ارب خلیات پر مشتمل ہوتا ہے مگر نشونما کے دوران ۶۰۰۰۰ خصوصیات مسلسل اور محکم صورت میں وقوع پذیر ہوتی ہیں مثلاً جب خلیات کی تعداد ۲۵۶ تک پہنچتی ہے تو آنکھ کی پتلیوں کے رنگ اور کان کی کری ہڈی Cartilage کا تعین ہوتا ہے اسی طرح سے زبان کی جلد کی خصوصیات اور گردوں کی خصوصیات خلیہ نمبر ۲۲۱ کی وجہ سے ممکین ہیں اگر ان کے درمیانی فاصلے میں ایک سینٹی میٹر کے کروڑویں حصے کے برابر بھی غلطی ہوجائے تو انسانی ذہن اور جسم میں شدید نقائص پیدا ہوسکتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰى وَ الَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰى۔۷

ترجمہ۔اے نبی! اپنے رب برتر کے نام کی تسبیح کرو جس نے پیدا کیا اور تناسب قائم کیا جس نے تقدیر بنائی پھر راہ دکھائی۔

شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں کروموسومز میں بارہ چھلے ہوتے ہیں اور ہر چھلے کا ایک منفرد اور الگ

رنگ ہوتا ہے اگر ماں کے وجود میں کروموسومز کے ان چھلوں کی رنگت میں یکسانیت ہوگی تو بچے میں مردانہ خصوصیات ہوں گی بصورت دیگرا گر ایک چھلے کا رنگ بھی بقیہ گیارہ چھلوں کا ہم مقدار نہ رہا تو مردانہ اوصاف میں کمی ہوگی تاہم ان بارہ چھلوں میں سے اگر کسی بھی ایک چھلے کی رنگت اور مقدار میں کمی یا بیشی ہوئی تو اس صورت میں ہونے والے بچے میں مونث رخ تشکیل پاتا ہے۔۸؎

حمل کے تیسرے ہفتے میں Zygote،Embryo کی شکل اختیار کرتا ہے جس کا سائز تقریباً دوملی میٹر ہوتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشادخداوندی ہے!

وَ لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ سُلٰلَۃٍ مِّنۡ طِیۡنٍ ثُمَّ جَعَلۡنٰہُ نُطۡفَۃً فِیۡ قَرَارٍ مَّکِیۡنٍ ثُمَّ خَلَقۡنَا النُّطۡفَۃَ عَلَقَۃً فَخَلَقۡنَا الۡعَلَقَۃَ مُضۡغَۃً فَخَلَقۡنَا الۡمُضۡغَۃَ عِظٰمًا فَکَسَوۡنَا الۡعِظٰمَ لَحۡمًا ٭ ثُمَّ اَنۡشَاۡنٰہُ خَلۡقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِیۡنَ۔۹

ترجمہ۔پھر ہم نے اس نطفہ کو قرارمکین میں رکھا پھر اس نطفہ کو علق کی شکل دی پھر علق کو مضغہ بوٹی بنادیا پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائی پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا پھر اسے ایک دوسری ہی مخلوق بنا کر کھڑا کیا پس بڑا ہی برکت والا ہے اللہ سب کاریگروں سے اچھا کاریگر ہے۔

یوں آہستہ آہستہ مرحلہ وار تخلیق کے مدارج طے ہوتے جاتے ہیں تاہم چار ہفتے کے Embryo کی ریڑھ کی ہڈی کے مہرے نمودار ہوجاتے ہیں اوراس کے سر کا سائز تقریباً اس کے وجود کے نصف جتنا ہوجاتا ہے ساڑھے چار ہفتوں کا Embryo روزآنہ ایک ملی میٹر کی رفتار سے نشونما پاتا ہے چھ ہفتوں کا Embryo تقریباً ایک سینٹی میٹر بڑا ہوجاتا ہے اس دوران اس کے دل کی دھڑکن ۱۴۰۔۱۵۰ مرتبہ فی سیکنڈ ہوتی ہے جبکہ جسم میں خون کی پمپنگ کا آغاز بھی ہوجاتا ہے آٹھ ہفتوں کے Embryo کی آنکھوں کی سیاہی واضح ہونے لگتی ہے اس کے ساتھ ہی اس کے بازو، ہاتھ اور پیر کی نشونما بھی تیز تر ہوجاتی ہے اس کا جسمانی مدافعتی نظام بتدریج مستحکم ہوتا ہے

دوسری جانب خون میں سفید خلیات بھی بننا شروع ہوتے ہیں اس کے ساتھ ہی دماغ بننے کا عمل بھی شروع ہوجاتا ہے جبکہ ہر گزرنے والے منٹ میں ایک لاکھ اعصابی خلیات جیسے نیورانز کہتے ہیں وہ بھی تخلیق ہوتے ہیں۔ Embryo کا حجم بھی تقریباً ۴ سینٹی میٹر تک ہوجاتا ہے اس مرحلے میں جنین کا ڈیزائن ورک تقریباً مکمل ہوجاتا ہے آٹھ ہفتوں کے اس Embryo کو طبی اصطلاح میں Fetus کہا جاتا ہے تخلیق کے تیسرے ماہ سے Fetus میں سانس لینے کا عمل اور مختلف غذائی اشیاء کے ذائقے کو محسوس کرنے اور انھیں پسند یا ناپسند کرنے کا عمل بھی شروع ہوتا ہے تخلیق کا چوتھا مہینہ خاصا اہم ہوتا ہے کیونکہ اس دوران ہڈیاں بننے کا عمل شروع ہوجاتا ہے جبکہ چوتھے ماہ سے ہی جنسی اعضاء بھی نشونما پاتے ہیں۔

اس حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! جب نطفہ پر ۴۲ راتیں گزر جاتی ہیں تو اللہ تعالی ایک فرشتے کو بھیجتے ہیں جو اس کی شکل وصورت کو بناتا ہے اور اس میں سننے اور دیکھنے کی قوت پیدا کرتا ہے، اس کی جلد، گوشت اور ہڈیاں بناتا ہے پھر فرشتہ اللہ سے پوچھتا ہے کے اللہ تعالی نر ہوگا یا مادہ؟ اللہ تعالی جو چاہتے ہیں وہ فیصلہ فرمادیتے ہیں پھر فرشتہ پوچھتا ہے اےئ میرے رب اس کی عمر کتنی ہوگی؟ پھر اللہ تعالی جو فیصلہ چاہتے ہیں فرمادیتے ہیں پھر وہ فرشتہ اللہ سے پوچھتا ہے اےئ میرے رب اس کا رزق کتنا ہوگا؟ پھر اللہ تعالی جو چاہتے ہیں فیصلہ فرمادیتے ہیں چنانچہ فرشتہ اللہ تعالی کے بتائے ہوئے یہ تمام احکامات کو لکھ لیتا ہے اور اس میں کوئی کمی بیشی نہیں کرتا ہے۔ ۱۰ ؎

مندرجہ بالا حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترتیب پر تفکر کرنے سے یہ معلوم ہوا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بتائی ہوئی یہ ترتیب عین سائنٹیفک ہے۔ جب انسان کی شکل وصورت، جلد، گوشت اور ہڈیاں بنالی جاتیں ہیں تو اس کے بعد اس کے جنسی اعضاء کو تخلیق کیا جاتا ہے۔ انسان کو سب سے پہلے سماعت کا شعور دیا گیا اس کے بعد بصارت کا شعور منتقل ہوا جبکہ جدید سائنسی تحقیق بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان سے عین مطابقت رکھتی ہے جنین میں سماعت پندرہویں ہفتے میں شروع ہوکر بیسویں ہفتے میں مکمل اور پختہ ہوتی ہے جبکہ ۲۵ ہفتے میں جنین مختلف آوازوں پر ردعمل شروع کرتا ہے تاہم دلچسپ امر یہ ہے کے تمام آوازوں میں سے وہ اپنی ماں کی آواز کو علیحدہ سے شناخت کرتا ہے جبکہ تیز آواز پر وہ سہم جاتا ہے۔ ارشادات خداوندی ہیں!

وَ اللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَیْـًٔاۙ وَّ جَعَلَ
لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ ۱۱

ترجمہ۔اللہ نے تم کوتمھاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا اس حالت میں کہ تم کچھ بھی نہ جانتے تھے اس نے تمھیں کان دئے آنکھیں دیں اور سوچنے کے لئے دل دئے اس لئے تم شکر گزار بنو۔

هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ
الْحَكِیْمُ۔ ۱۲

ترجمہ۔زمین اور آسمان کی کوئی چیز اللہ سے پوشیدہ نہیں، وہی تو ہے جو تمھاری ماؤں کے پیٹ میں تمھاری جیسی چاہے صورتیں بناتا ہے اس زبردست حکمت والے کے سوا کوئی اور خدا نہیں

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰۤی اَجَلًا وَ اَجَلٌ مُّسَمًّی عِنْدَهٗ
ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ۔ ۱۳

ترجمہ۔وہی ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر تمھارے لئے زندگی کی ایک مدت مقرر کی اور ایک دوسری مدت اور بھی ہے جو اس کے یہاں طے شدہ ہے مگر تم لوگ شک میں پڑے ہو۔

وَ هُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَ یُرْسِلُ عَلَیْكُمْ حَفَظَةًؕ حَتّٰۤی اِذَا جَآءَ
اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَ هُمْ لَا یُفَرِّطُوْنَ ثُمَّ رُدُّوْۤا اِلَی اللّٰهِ
مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّؕ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ۫ وَ هُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِیْنَ۔ ۱۴

ترجمہ۔وہ اپنے بندوں پر پوری قدرت رکھتا ہے اور تم پر نگرانی کرنے والے مقرر کر کے بھیجتا ہے یہاں تک کے جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آتا ہے تو اس کے بھیجے ہوئے فرشتے اس کی جان نکالتے ہیں اور اپنا فرض کو انجام دینے میں ذرا کوتاہی نہیں کرتے پھر سب کے سب اللہ کی طرف واپس لائے جاتے ہیں خبردار ہو جاؤ فیصلہ کے سارے اختیارات اسی کو حاصل ہیں اور وہ حساب لینے میں بہت تیز ہے۔

نشو نما کے مراحل سے گزرتے ہوئے جنین خود ساختہ انگوٹھا چوسنا بھی شروع کرتا ہے جو ایک طاقت ور جبلت ہے اگر جنین انگوٹھا نہ چوسے تو، پھر دنیا میں آنے کے بعد اس کا ایک دن بھی زندہ رہنا

مشکل ہوجائے کیونکہ انگوٹھا چوسنا دراصل اسے ایک نئے تجربے سے روشناس کرواتا ہے اور وہ دنیا میں آنے کے بعد سیال کو نگلنے کا فن سیکھتا ہے اگر غور کیا جائے تو یہ جان کر حیرت ہوتی ہے کے انسان اپنے ہاتھوں کا ستعمال ذہنی ارادے کے تحت کرتا ہے وہ دنیا میں آنے کے بعد اپنے ہاتھوں سے نجانے کتنے کام انجام دیتا ہے لیکن دراصل اس نے اپنے ہاتھوں کا استعمال دنیا میں آنے سے پہلے ہی سیکھ لیا تھا اگر وہ انگوٹھا نہ چوسے تو زندگی کی بقا نہ ممکن ہوجائے تاہم بچے کا انگوٹھا چوسنا بھی اللہ کی عظیم نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔ ۱۵

ترجمہ۔اور تم ہماری کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

انسان کی ابتداء ایک خلیہ سے ہوئی پھر وہ خلیہ بتدریج مختلف مراحل طے کرتے کرتے ایک جیتا جاگتا انسان بنتا ہے دنیا میں آنے سے قبل اس کے تمام جسمانی اعضاء مکمل ہیں جبکہ اس کی مختلف حسیات جن میں سماعت ، بصارت ، لامسہ، شامہ اور گویائی بھی کافی حد تک پختہ ہیں اور اس کی یادداشت بھی بنیادی نوعیت کی ہے اگرچہ وہ اپنے والدین کی آوازوں کی شناخت کر لیتا ہے نیز وہ غذا لینے کے فن سے بھی بخوبی واقف ہے علماء باطن فرماتے ہیں اس بات کو یقین کے درجے تک لے کر جائیں کے جسم ایک لباس ہے۔۱۶

ایک تحقیق کے مطابق دنیا میں ہر سیکنڈ میں (۴) بچے پیدا ہوتے ہیں اور ہر منٹ میں تقریباً (۲۵۰ سے ۲۴۰) تک بچوں کی پیدائش عمل میں آتی ہے اسی طرح سے ہر گزرنے والے گھنٹے میں تقریباً 360,000 بچے دنیا میں آتے ہیں۔

ایکولوجی گلوبل کے مطابق ایک سال میں تقریباً (۱۳۰) ملین بچے دنیا میں پیدا ہوتے ہیں۔

حق حضانت:

قرآن کریم نے بچے کو دودھ پلانے کی ذمہ داری ماں پر عائد کی ہے پھر اگر کسی وجہ سے مائیں اپنے بچوں کو دودھ نہ پلا سکیں تو دوسری کسی عورت سے اس بچے کو دودھ پلوایا جاسکتا ہے لیکن یہاں قابل ذکر نکتہ یہ ہے کے ایسی عورت تلاش کی جائے جس کا بچہ بھی اسی بچے کا ہم عمر ہو جس کے دودھ

پلانے کی ذمہ داری اسے سونپی جارہی ہے کیونکہ بچے کی جسمانی ضرورت کے اعتبار سے ماں کے دودھ میں ہر روز تبدیلی واقع ہوتی رہتی ہے لہٰذا ایک ایسی ماں جو اپنے دو سال کے بچے کو دودھ پلا رہی ہے وہ کسی نوزائیدہ بچے کو دودھ پلوانے کے لئے ہر گز موزوں نہیں لیکن ماں یا پھر دوسری جو بھی عورت دودھ پلائے گی اس کا خرچ بچے کے باپ پر ہی ہوگا جبکہ بچے کے دوسرے اخراجات کا کفیل بھی بچے کا باپ ہی ہوگا لیکن یہاں ایک اور اہم نکتہ بھی ہے کے اگر شیر خوارگی کے عالم میں ماں کے بجائے کسی دوسری عورت نے بچے کو دودھ پلا دیا تو وہ عورت بھی اس بچے کی ماں کے برابر درجہ یعنی رضاعی ماں کہلائے گی تاہم رضاعی ماں کے بچے اس دودھ پینے والے بچے کے رضاعی بہن بھائی ہوں گے اور ان بہن بھائیوں سے اس کا نکاح شریعت کی رو سے ناجائز تصور کیا جائے گا۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

أُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ ۔ ۱۷

ترجمہ۔وہ مائیں بھی تم پر حرام ہیں، جنھوں نے تمھیں دودھ پلایا ہو، اور دودھ شریک بہنیں بھی۔

حق حضانت سے مراد یہ ہے کے اگر میاں بیوی میں جدائی ہو جائے اور گود میں بچہ ہو تو اب اس کی پرورش کا حق اس کی ماں کو ہے تاہم باپ اس بچے کو کسی بھی قیمت پر ماں سے چھین نہیں سکتا لیکن بچے کے سارے اخراجات باپ کو ہی ادا کرنے ہوں گے بصورت دیگر اگر ماں اس بچے کی خود پرورش نہ کرے اور وہ اس بچے کو اس کے باپ کے سپرد کر دے تو پھر باپ کو اس بچے کی پرورش کی ذمہ داری اٹھانے پڑے گی جبکہ وہ اس عورت کو زبرستی اپنا بچہ پرورش کے لئے نہیں دے سکتا اگر ماں نہ ہو یا اس نے بچے کو لینے سے انکار کر دیا ہو تو اس کے بعد اس بچے کی پرورش کی ذمہ داری نانی کی ہے پھر اگر نانی نہیں ہے یا وہ بھی انکار کر دے تو اس بچے کی پرورش ذمہ داری دادی پر ہے تاہم اگر دادی نہ ہوں یا وہ انکار کر دیں تو وہ بچہ اپنی ماں شریک بہنوں، اس کے بعد خالہ یا پھوپھی کی ذمہ داری ہے۔

ماں نے بچے کے باپ سے جدائی کے بعد اگر دوسرے کسی ایسے مرد سے نکاح کر لیا جو بچے کا محرم رشتہ دار ہے جیسے کے چچا تو اس صورت میں ماں کے پاس بچے کا حق پرورش رہے گا ایسی صورت

میں اس بچے کو باپ نہیں لے سکتا اور اگر ماں نے کسی ایسے شخص سے نکاح کر لیا جو کے محرم رشتہ دار نہیں تو پھر ماں کے پاس اس بچے کی پرورش کا اختیار نہیں بلکہ اب اس بچے کی پرورش کا حق باپ کو ملے گا لیکن اگر اس مرد کا بھی انتقال یا اس سے بھی طلاق ہوگئی تو اس صورت میں بچے کا حق پرورش پھر ماں کو مل جائے گا۔

اگر بچے کے رشتے داروں میں سے کوئی عورت بچے کی پرورش کے لئے نا ملے تو پھر باپ اور اس کے بعد دادا پھر پردادا پھر سگا بھائی اسی ترتیب کے ساتھ جو ولایت نکاح میں ہیں انھیں اس کا حق پرورش حاصل ہوگا۔لڑکا جب تک سات برس کا نہ ہوجائے اس کی پرورش کا حق ماں کے پاس رہتا ہے تاہم جب وہ سات سال کا ہوجائے گا تو باپ چاہے تو اس کو زبردستی بھی اپنے ساتھ لے جا سکتا ہے چنانچہ سات برس کے بعد بیٹے کا حق پرورش باپ کو منتقل ہوجائے گا، ماں کا حق پرورش جہاں ایسے مرد سے نکاح کرنے سے ختم ہوجاتا ہے جو بچے کا محرم رشتہ دار نہ ہو وہاں ان اسباب سے بھی اس کا حق پرورش ختم ہوجاتا ہے یعنی اگر وہ:

ا۔مرتد ہوجائے۔ ۲۔ بدکردار ہو۔

۳۔بچہ کو اکیلا گھر میں چھوڑ کر اکثر اوقات گھر سے باہر گھومنے پھرنے جاتی ہو۔۱۸؎

حضرت معمر بن عبداللہ جہنیؓ فرماتے ہیں، حضرت عثمان غنی کا دور خلافت تھا، ہمارے قبیلے کے ایک شخص نے جہنیہ کی ایک عورت سے نکاح کیا اور نکاح کے چھ ماہ بعد اس کے یہاں ایک بیٹے کی ولادت ہوگئی۔اس کے شوہر نے اس بات کا ذکر خلیفۃ المسلمین حضرت عثمان غنیؓ سے کیا، جس پر حضرت عثمان غنیؓ نے اس عورت کو طلب کیا، عورت کے گھر والے اس بات پر بہت پریشان تھے کے اس پر حد نافذ ہوجائے گی اور اس کو رجم کر دیا جائے گا، لیکن وہ عورت بالکل مطمین تھی اور بار بار اپنے گھر والوں سے یہی کہتی تھی کے میں نے کوئی بدکاری نہیں کی اور کبھی کوئی برا فعل نہیں کیا دیکھو اللہ تعالی میرے بارے میں کیا فیصلہ کرتے ہیں؟ حضرت عثمانؓ نے تمام تفصیلات سننے کے بعد اس کو رجم کا حکم دیا، جب اس معاملے کا علم حضرت علیؓ کو ہوا تو انھوں نے حضرت عثمانؓ کو روک دیا اور ان سے کہا، کیا آپ نے قرآن کریم میں یہ آیت نہیں پڑھی؟

وَحَمۡلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوۡنَ شَهۡرًا ۔ ۱۹

ترجمہ۔ (بچے) کا پیٹ میں رہنا اور دودھ چھوڑنا ڈھائی برس میں ہوتا ہے۔

وَ الۡوَالِدٰتُ يُرۡضِعۡنَ اَوۡلَادَهُنَّ حَوۡلَيۡنِ كَامِلَيۡنِ لِمَنۡ اَرَادَ اَنۡ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۔

ترجمہ۔ مائیں اپنے بچوں کو پورے دوسال دودھ پلائیں۔ ۲۰؎

پس مندرجہ بالا آیات سے یہ حکم ثابت ہوا کے مدت حمل اور مدت دودھ پلائی دونوں کے مل کر تیس مہینے اور اس میں سے جب دودھ پلائی کی کل مدت دوسال کے چوبیس وضع کر دئے جائیں تو باقی چھ مہینے رہ جاتے ہیں تو قرآن کریم سے معلوم ہوا کے حمل کی کم از کم مدت چھ ماہ ہے، جبکہ مذکورہ واقعے میں اس عورت کے یہاں بھی اتنی ہی مدت میں بچے کی ولادت ہوئی، تو پھر اس عورت پر زنا کا الزام کیسے قائم کیا جاسکتا ہے؟ حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا! واللہ یہ بات بہت ٹھیک ہے افسوس میرا خیال ہے میں اس طرف نہیں گیا، پھر آپ نے اس عورت کو بے گناہ قرار دیتے ہوئے باعزت بری کر دیا۔

حضرت معمر بن عبداللہ جہنیؓ فرماتے ہیں، واللہ اس عورت کا بچہ اپنے باپ سے بے انتہاء مشابہہ تھا، جس کو دیکھ کر کسی کے دل میں کوئی شک پیدا ہی نہیں ہوسکتا تھا، جبکہ اس بچے کے باپ کا یہ کہنا تھا کے اللہ کی قسم اس بچے کے بارے میں مجھے اب کوئی شک نہیں رہا۔ ۲۱؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں، جب کسی عورت کے یہاں نو ماہ میں بچے کی ولادت ہوتو اس بچے کی دودھ پلائی کی مدت اکیس ماہ کافی ہے اور جب کسی بچے کی ولادت سات ماہ میں ہوتو اس بچے کی مدت رضاعت تئیس ماہ ہے، اور جب کسی بچے کی ولادت چھ ماہ میں ہوتو اس بچے کی مدت رضاعت کامل دوسال ہوگی، کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے! حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس مہینے ہے۔ ۲۲؎

انسان کی عمر:

انسان کی عمر کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ بَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰى وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ۚ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَ اِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۔۲۳

ترجمہ۔ یہاں تک جب (انسان) خوب جوان ہوجاتا ہے اور چالیس برس کی (عمر) کو پہنچ جاتا ہے تو کہتا ہے، اے میرے پروردگار مجھے توفیق دے کہ تو نے جو احسان مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کئے ہیں ان کا شکر گزار رہوں اور یہ کے نیک عمل کروں جن کو تو پسند کرے اور میرے لئے میری اولاد میں صلاح (وتقویٰ) دے۔ میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں فرمانبرداروں میں ہوں۔

العمر۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ع۔م۔ر) سے مشتق ہے۔ ۲۴؎

عمارۃ۔ سے مراد آباد کرنا۔

العمر۔ سے مراد وہ مدت حیات جو انسان اس جسمانی وجود کے ساتھ گزارتا ہے۔

عمرہ اللہ۔ سے مراد اللہ نے اس کی عمر دراز کی۔

العمر الارض۔ سے مراد زمین کو آباد پایا۔

العمارۃ۔ سے مراد کسی جگہ کو آباد کرنا۔ ۲۵؎

العمرۃ۔ سے مراد کسی سے ملاقات یا کسی جگہ کو آباد کرنے جانا یا زیارت کعبہ کے لئے عمرہ کرنا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ وَ مَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِیْمٌ ۔۲۶

ترجمہ۔ بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں سو جس نے بیت اللہ کا حج یا عمرہ اس پر ان دونوں کا طواف (سعی) کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

تعمیر الثوب۔ سے مراد کپڑے کی عمدہ بناوٹ ہے۔

العمر۔ سے مراد دین ہے۔۲۷؎

ارشادات خداوندی:

لَوۡ يُعَمَّرُ اَلۡفَ سَنَةٍ۔۲۸

ترجمہ۔آپ ضرور دیکھیں گے کے وہ اور لوگوں سے اور مشرکین سے بھی زیادہ زندگی کے دلدادہ ہیں، ان میں سے ہر ایک شخص یہ خواہش رکھتا ہے کے کاش اس کی عمر ہزار سال ہو اور یہ عمر اسے دی جائے تو یہ اس کو عذاب سے دور کرنے والی نہیں۔

اِنَّ الصَّفَا وَ الۡمَرۡوَةَ مِنۡ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنۡ حَجَّ الۡبَيۡتَ اَوِ اعۡتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡهِ اَنۡ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ وَ مَنۡ تَطَوَّعَ خَيۡرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيۡمٌ۔۲۹

ترجمہ۔بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں سو جس نے بیت اللہ کا حج یا عمرہ اس پر ان دونوں کا طواف (سعی) کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

هُوَ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ طِيۡنٍ ثُمَّ قَضٰۤى اَجَلًا ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنۡدَهٗ ثُمَّ اَنۡتُمۡ تَمۡتَرُوۡنَ۔۳۰

ترجمہ۔وہی ہے جس نے تمھیں مٹی سے پیدا کیا پھر تمھارے لئے زندگی کی ایک مدت مقرر کی اور ایک دوسری مدت اور بھی ہے جو اس کے یہاں طے شدہ ہے مگر تم لوگ ہو کے شک میں پڑے ہوئے ہو۔

اَوَ لَمۡ نُعَمِّرۡكُمۡ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيۡهِ مَنۡ تَذَكَّرَ وَ جَآءَكُمُ النَّذِيۡرُ فَذُوۡقُوۡا فَمَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ نَّصِيۡرٍ۔۳۱

ترجمہ۔کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہیں دی تھی کے جس میں وہ شخص نصیحت قبول کر لیتا جو نصیحت قبول کرنا چاہتا ہو اور تمھارے پاس عذاب سے ڈرانے والا بھی آیا تھا لو اب مزا چکھو۔ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشادات:

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص اسلام میں ۴۰ سال کی عمر کو پہنچ جائے تو اللہ تعالی اس کو جنون، جذام اور برص سے محفوظ رکھتا ہے اور جب وہ ۵۰ سال کی عمر کو پہنچ جائے تو اس سے حساب آسان کر دیتا ہے اور جب وہ ۶۰ سال کی عمر کو پہنچ جائے تو اللہ تعالی اس کو اپنی طرف رجوع کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے اور جب وہ ۷۰ سال کا ہو جاتا ہے تو اللہ اس سے محبت کرتا ہے اور آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں اور جب اس کی عمر ۸۰ سال ہو جائے تو اللہ تعالی اس کی نیکیوں کو برقرار رکھتا ہے اور اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور جب اس کی عمر ۹۰ سال ہو جائے تو اللہ تعالی اس کے اگلے اور پچھلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور اس کو اس کے گھر والوں کے حق میں شفاعت کرنے والا بنا دیتا ہے اور آسمان میں لکھ دیا جاتا ہے کے وہ زمین میں اللہ کا قیدی ہے۔ ۳۲؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی نے اس انسان کے عذر کے سلسلے میں حجت تمام کر دی جس کی موت کو مور کیا یہاں تک کے وہ ساٹھ برس کی عمر کو پہنچ گیا۔ ۳۳؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آدم کا بیٹا بوڑھا ہو جاتا ہے لیکن دو چیزوں اس کے دل میں جوان رہتی ہیں۔ ۱۔ دولت کی حرص۔ ۲۔ لمبی عمر کی حرص۔ ۳۴؎

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری امت کے اکثر لوگوں کی عمر ساٹھ سے ستر سال کے درمیان ہوگی اور بہت کم لوگ اس سے آگے بڑھیں گے۔ ۳۵؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

اے لوگو! یہ جان لو جو بھی اس زمین پر ہے ایک دن وہ اس زمین کے اندر چلا جائے گا اور یہ دن و رات عمروں کو بے کار کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ گھنٹے تمھاری عمروں کو نگل رہے ہیں۔

انسان کی عمر انمول ہے۔ دنیا کی کوئی نعمت طویل عمر اور اچھی صحت سے بڑھ کر نہیں۔

جس کی عمر طویل ہو جاتی ہے وہ اپنے دشمنوں میں خوش کن باتیں دیکھ لیتا ہے۔

انسان کی خوش نصیبی ہے کے وہ طویل العمر ہو اور اپنے دشمنوں میں وہ ایسی باتیں دیکھ لے جو اس کی خوشی کا سبب ہو۔

تم اپنی عمر کو فضول خرچ نا کرو، جس طرح سے تم مال کی فضول خرچی کو پسند نہیں کرتے۔

عمر چند گنی چنی سانسوں کا نام ہے۔

ساعتیں (سیکنڈز) انسانی عمروں کو گھٹا رہے ہیں۔

عمر کو زندگی کے لمحات فنا کر رہے ہیں۔

چالیس برس کی عمر میں انسان منزل کمال تک پہنچ جاتا ہے۔

تمھاری عمر کی ہر ایک سانس کو ایک نگہبان شمار کر رہا ہے۔

اپنی عمر کو فضول کاموں میں ضائع نا کرو کیونکہ ضائع ہونے والی عمر دوبارہ نہیں ملے گی۔

اللہ اس انسان پر رحم فرمائے جو یہ جان گیا کے اس کی عمر کی ہر سانس اس کو موت سے قریب تر کر رہی ہے اور وہ ان کی قدر کرتے ہوئے نیک اعمال میں جلدی کرے اور اپنی دنیاوی خواہشات کو کم کرے۔

اپنی باقی ماندہ عمر کی قیمت یا تو نبی سمجھتے ہیں یا پھر صدیقین سمجھتے ہیں۔

دن، تمھاری کتاب زندگی کے اوراق ہیں چنانچہ انھیں ضائع نا کرو۔ یہ کتاب زندگی اور اس کا ہر ورق اللہ کے حضور کھلے گا لہٰذا کسی ورق پر تمھیں شرمندگی کا سامنا نا کرنا پڑے۔ ۳۶

اہم نکتہ:

انسان کی عمر اللہ کا ایک عظیم تحفہ ہے چنانچہ دنیا میں آنے کے بعد اگر انسان کو اس بات کا ادراک و آگہی حاصل ہو جائے کے وہ دنیا میں کس عظیم مقصد کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے تو یقیناً انسان اپنی عمر کی حفاظت کرتے ہوئے اللہ کی عبادت اور اطاعت میں کوئی کوتاہی نہیں کرے گا، مومن کی لمبی عمر اس کے لئے تحفہ ہے کیونکہ وہ اللہ کی عبادات اور اطاعت کے ذریعے بے شمار نیکیوں کو حاصل کر لیتا ہے جبکہ استغفار کے ذریعے اپنے گناہوں کو معاف کروا لیتا ہے دوسری جانب وہ اللہ کے بندوں کی خدمت کے ذریعے اللہ کا قرب بھی حاصل کر لیتا ہے جو اگلے جہان میں اس کے بلند

درجات کا سبب بنتے ہیں چنانچہ انسان کو اپنی عمر پر اللہ کی شکر گزاری کرتے ہوئے نیک اعمال کو انجام دینا چاہئے اور ہر لمحہ ذکر الٰہی اور کائنات میں غور فکر کے ذریعے اللہ کی عظمت کا مشاہدہ کرنا چاہئے۔

قوم ھود:

قوم ھود کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اذْكُرْ اَخَا عَادٍ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَ قَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖٓ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۔۳۷

ترجمہ۔(قوم) عاد کے بھائی (ہود) کو یاد کرو کہ جب انہوں نے اپنی قوم کو سرزمین احقاف میں ہدایت کی اور ان سے پہلے اور پیچھے بھی ہدایت کرنے والے گزر چکے تھے کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ مجھے تمہارے بارے میں بڑے دن کے عذاب کا ڈر لگتا ہے۔

حضرت ہود علیہ السلام:

حضرت ھود علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔

حضرت ہود علیہ السلام کا شجرہ نسب:

ھود بن عبداللہ بن ریاح بن الجارود بن عاد بن عوض بن ارم بن سام بن نوح (نبی اللہ)۔

حضرت ہود کی تدفین کے حوالے سے تین اقوال ہیں۔

۱۔حضرت ہود علیہ السلام جامع دمشق کے ایک باغ میں مدفون ہیں۔

۲۔حضرت ہود علیہ السلام کی قبر مبارک مکہ مکرمہ میں ہے۔

۳۔حضرت ہود علیہ السلام کی قبر مبارک یمن میں ہے۔

حضرت ھود علیہ السلام کا تعلق قبیلہ الخلود سے تھا، آپ دراز قد نہایت وجیہ، مکرم ومحترم تھے۔
حضرت ھود کو اللہ تعالی نے بچپن سے ہی پیغمبرانہ اور قائدانہ صلاحیتوں سے نوازا تھا۔

حضرت ھود علیہ السلام کو اللہ نے دو نعمتیں بالخصوص عطا فرمائیں۔
ا۔حضرت نوح علیہ السلام کی زمین کا انھیں وارث بنایا۔
۲۔قوم نوح سے بھی زیادہ قوت قوم ھود کو عطا کی گئی ،حضرت ھود علیہ السلام کی قوم قوی الجثہ اور طویل قامت تھی۔
امام بغوی نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کیا کے قوم ھود کی قامت اسی ذراع (ایک سوبیس فٹ) تھی۔
وہب نے کہاان میں سے ہرایک انسان کا سر بڑے گنبد کی طرح کا تھا۔۳۸؎
اسی حوالے سے ارشادخداوندی ہے!

مِنۢ بَعۡدِ قَوۡمِ نُوۡحٍ وَّ زَادَكُمۡ فِى الۡخَلۡقِ بَصۜۡطَةً‌ ۚ فَاذۡكُرُوۡۤا اٰلَاۤءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ۔۳۹

ترجمہ۔یادکرو جب قوم نوح کے بعد اللہ نے تم کو ان کا جانشین بنادیا اور تمھاری جسامت کو بڑھادیا،سوتم اللہ کی نعمتوں کو یادکروتا کہ تم کامیاب ہو۔
آپ کی قوم 'ھبا'اور'صمود'نامی بتوں کی پوجا کیا کرتی جبکہ آپ بتوں سے بےزار تھے۔آپ نے اپنی قوم کواللہ کی بندگی کا حکم دیااورانھیں جہالت اور گمراہی سے نکالنے کی ہرممکن کوشش کی لیکن قوم ان کے پیغام کومسلسل مسترد کرتی رہی اورحسب سابق آپ پرالزامات لگائے جس پرآپ نے کہا!

قَالَ يٰقَوۡمِ لَـيۡسَ بِىۡ سَفَاهَةٌ وَّلٰـكِنِّىۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ۔۴۰

ترجمہ۔اے میری قوم مجھ میں حماقت نہیں ہے، میں رب اللعالمین کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔

اتنبون بکل ریعٍ اٰیۃً تعبثون۔۴۱

یہ تمھارا کیا حال ہے کے ہراونچے مقام پرلاحاصل ایک یادگارعمارت بناڈالتے ہواور بڑے بڑے قصرتعمیر کرتے ہوگویا تمھیں یہاں ہمیشہ رہنا ہےاورجب کسی پر ہاتھ ڈالتے ہو جبار بن کر ڈالتے ہوپس تم لوگ اللہ سے ڈرواورمیری اطاعت کرو، ڈرواس سے جس نے وہ کچھ تمھیں دیا ہے جوتم جانتے ہوتمھیں جانوردئے اولادیں دیں،باغ دئے اورچشمے دئے۔

اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَیْنَآ اَوَ
عَظْتَ اَمْ لَمْ تَکُنْ مِّنَ الْوٰعِظِیْنَ اِنْ ھٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِیْنَ وَ مَا
نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ فَکَذَّبُوْہُ فَاَھْلَکْنٰھُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً ۔ ۴۲

ترجمہ۔ مجھے تمھارے حق میں ایک بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے، انھوں نے جواب دیا، تو نصیحت نا کیا کر، ہمارے لئے سب یکساں ہیں، ہم عذاب میں مبتلا ہونے والے نہیں آخر کار انھوں نے اسے جھٹلا دیا اور ہم نے انھیں ہلاک کر دیا۔

اس آیت میں ریع کا لفظ ہے، ریع کے معنی ٹیلے کے ہیں یعنی ایسی اونچی جگہ جو دور سے نظر آئے۔ ۴۳؎

اس آیت میں ایک لفظ تعبثون بھی آیا ہے، جو عبث سے بنا ہے جس کے معنی کھیل کود کے ہیں، یا بیکار کام میں مشغول ہونا یعنی ایسا کام جس کی کوئی غرض وغایت نہ ہو اس کو عبث کہتے ہیں۔ ۴۴؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کے اقوم ہود اونچی جگہ پر اپنے مکان بناتے اور وہ اس میں رہائش پذیر ہوتے تھے۔

سعید بن جبیرؒ اور مجاہدؒ نے کہا، قوم ہود اپنی عمارتوں پر برج بناتے اور اس برج میں وہ کبوتر پالا کرتے۔

ضحاکؒ نے کہا قوم ہود بلند جگہ پر عمارتیں بناتے تھے اور بلندی پر کھڑے ہو کر آنے جانے والوں پر نظر رکھتے اور ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ ۴۵؎

امام رازیؒ نے اس حوالے سے دو اقوال ذکر کئے ہیں۔

۱۔ قوم ہود اونچی عمارتیں بنا کر اس پر فخر کیا کرتے تھے اور ایک اعتبار سے یہ اونچی عمارتیں ان کی خوشحالی کی طرف بھی اشارہ ہے۔

۲۔ قوم ہود کی یہ اونچی عمارتیں انھیں ستاروں سے رہنمائی میں مدد دیتیں۔

حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا!

اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۔ ۴۶

ترجمہ۔ بے شک مجھے تم پر بڑے دن کے عذاب کا خطرہ ہے۔

قَالُوۡا سَوَآءٌ عَلَيۡنَاۤ اَوَعَظۡتَ اَمۡ لَمۡ تَكُنۡ مِّنَ الۡوٰعِظِيۡنَ۔ ۴۷

ترجمہ۔ (قوم ہود) نے ھود سے کہا تم نصیحت کرو یا نا کرو، ہمارے لئے یکساں ہے ہم عذاب میں مبتلا ہونے والے نہیں۔

فَكَذَّبُوۡهُ فَاَهۡلَكۡنٰهُمۡ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۔ ۴۸

ترجمہ۔ (قوم ھود) نے انھیں جھٹلایا اور ہم نے انھیں ہلاک کر دیا۔

قَالَ اِنَّمَا الۡعِلۡمُ عِنۡدَ اللّٰهِ ۖ وَ اُبَلِّغُكُمۡ مَّاۤ اُرۡسِلۡتُ بِهٖ وَ لٰكِنِّىۡۤ
اَرٰٮكُمۡ قَوۡمًا تَجۡهَلُوۡنَ فَلَمَّا رَاَوۡهُ عَارِضًا مُّسۡتَقۡبِلَ اَوۡدِيَتِهِمۡ ۙ
قَالُوۡا هٰذَا عَارِضٌ مُّمۡطِرُنَا ؕ بَلۡ هُوَ مَا اسۡتَعۡجَلۡتُمۡ بِهٖ ؕ رِيۡحٌ فِيۡهَا
عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ۔ ۴۹

ترجمہ۔ حضرت ہود علیہ السلام نے کہا اس کا علم تو صرف اللہ کے پاس ہے میں تو تمھیں صرف وہ پیغام پہنچا رہا ہوں جیسے دے کر مجھے بھیجا گیا ہے لیکن میں تمھارے بارے میں یہ گمان رکھتا ہوں کے تم جاہل لوگ ہو پھر جب انھوں نے اس عذاب کو بادل کی طرح اپنی وادیوں میں آتے دیکھا تو انھوں نے کہا یہ تو ہم پر برسنے والا بادل ہے (نہیں) بلکہ یہ وہ عذاب ہے جس کو تم نے جلدی طلب کیا تھا یہ زبردست آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے۔

فَاَنۡجَيۡنٰهُ وَ الَّذِيۡنَ مَعَهٗ بِرَحۡمَةٍ مِّنَّا وَ قَطَعۡنَا دَابِرَ الَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا
بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوۡا مُؤۡمِنِيۡنَ ۔ ۵۰

ترجمہ۔ ہم نے ھود کو اور ان کے اصحاب کو اپنی رحمت سے نجات دی اور ان لوگوں کی جڑ کاٹ دی جنھوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا تھا اور وہ ایمان والے نہ تھے۔

احقاف:

احقاف کا واحد 'الحقف' ہے جس کے معنی طویل اور بلند ٹیلہ کے ہیں جو کے قدرے ٹیڑھا بھی ہو اس کے معنی قوم عاد کے گھر سے ہے یہ ٹیلے یمن میں ہیں جہاں قوم عاد رہتی ہے۔ الاحقاف کے ایک

معنی ریگستان کے بھی ہیں۔علامہ جوہری نے کہا! احقاف عاد کا وطن ہے۔
ازہری نے کہا! یہ یمن کے شہروں کا ایک ریگستان ہے جہاں قوم عاد رہتی تھی۔۵۱؎
علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ) لکھتے ہیں، حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا! الاحقاف ارض مہرہ اور عمان کے درمیان ایک وادی ہے۔
ابن اسحاق نے کہا! الاحقاف عمان سے لے کر حضرموت تک ایک وادی ہے۔
قتادہ نے کہا! الاحقاف ارض یمن میں بلندی پر ایک ریگستان ہے۔۵۲؎
علامہ پیر کرم شاہ الازہری (متوفی ۱۴۱۸ھ) لکھتے ہیں ،قرآن کریم میں احقاف سے مراد وہ ریگستان ہے جو عمان سے حضرموت تک پھیلا ہوا ہے ،اس کا کل رقبہ تین لاکھ مربع میل بتایا جاتا ہے اسے الربع الخالی بھی کہا جاتا ہے بعض مقامات پر ریت اس قدر باریک ہے کے جو چیز وہاں پہنچتی ہے وہ اس ریت میں دھنستی ہی چلی جاتی ہے، بڑے بڑے مہم جو سیاح بھی اس علاقے کو عبور کرنے کی جراءت نہیں کرتے تاہم یہی وہ علاقہ ہے جہاں کسی عہد میں ایک نہایت طاقتور اور زبردست قوم آباد تھی۔۵۳؎
سید ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں، الاحقاف صحرائے عرب (الربع الخالی) کے جنوب مغرب میں واقع ہے جہاں کوئی آبادی نہیں۔
ابن اسحاق کا بیان ہے عاد کا علاقہ عمان سے یمن تک پھیلا ہوا تھا اور قرآن کریم نے یہ بتایا کے ان کا اصل وطن الاحقاف تھا جہاں سے یہ قوم نکل کر گرد و پیش کے کئی مما لک میں نا صرف پھیل گئی بلکہ کمزور قوموں پر اپنا اقتدار بھی مسلط کر دیا موجودہ شہر سے تقریباً ۱۵۲ میل کے فاصلہ پر شمال کی جانب حضرموت میں ایک مقام ہے جہاں حضرت ھود علیہ السلام کی قبر مبارک موجود ہے اور ہر سال پندرہ شعبان کو یہاں ان کا عرس بھی منایا جاتا ہے جس میں عرب کے مختلف علاقوں اور قبائل کے ہزاروں افراد شریک ہوتے ہیں۔
تاریخی اعتبار سے اگرچہ اس قبر مبارک کے حوالے سے اختلاف پایا جاتا ہے لیکن لوگوں کی کثیر تعداد کا اس بات پر اتفاق ہے،تاہم مقامی روایات کے مطابق یہی وہ علاقہ ہے جو قوم عاد کے علاقے کے نام سے موسوم ہے۔

الاحقاف کی موجودہ حالت کو دیکھ کر کوئی شخص یہ گمان نہیں کر سکتا ہے کے کبھی کسی زمانے میں یہاں ایک متمدن اور طاقت ور قوم آباد تھی تاہم آج یہاں ہر طرف اداسی اور مایوسی کا راج ہے دوسری جانب یہ ایک بنجر، پتھریلا اور بے آب وگیاں لق دق ریگستان ہے جو ماضی میں سرسبز وشاداب علاقہ سمجھا جاتا تھا۔ یہ اس قدر ہیبت ناک ریگستان ہے جہاں بڑے سے بڑا بہادر بھی جانے کی ہمت نہیں کر پاتا۔ ۱۸۴۳ء میں بویریا کا ایک فوجی اس ریگستان کے جنوبی کنارے تک پہنچا، اس نے بتایا کے حضرموت کے شمالی سطح مرتفع پر کھڑے ہو کر اگر اس صحرا کو دیکھا جائے تو یہ صحرا ایک ہزار فیٹ نشیب میں نظر آتا ہے جہاں جگہ جگہ سفید قطعات ہیں جس میں اگر کوئی چیز گر جائے تو وہ ریت میں ہی غرق ہو کر بوسیدہ ہو جائے گی۔ عرب کے قدآور بدو بھی اس صحرا سے خوف زدہ رہتے ہیں اور اچھے اچھے کڑیل جوان بھی یہاں جانے کی ہمت اور جرات نہیں کرتے، فوجی مزید لکھتا ہے کے یہاں کی ریت بالکل سفوف کی مانند ہے جس میں اس نے دور سے ایک شاقول پھینکا تاہم پانچ منٹ میں وہ شاقول ریت میں دھنس گیا اور وہ رسی جس سے اس شاقول کو باندھا گیا تھا اس کا سرا بھی بری طرح سے جل کر راکھ ہو گیا۔ ۵۴ قوم عاد کا مرکزی مقام سرزمین احقاف ہے یہ حضرموت کے شمال میں اس طرح واقع ہے کے اس کے مشرق میں عمان ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاذْكُرْ أَخَا عَادٍ۔ ۵۵

ترجمہ۔ آپ انھیں عاد کے بھائی (ہود) کا قصہ سنائے۔

(اس سے مراد قوم عاد کے نسبی بھائی سے ہیں) ان کے دینی بھائی سے نہیں ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔ المستدرک۔ امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ) مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔

۲۔ سورہ احقاف۔ آیت۔ ۱۵۔

۳۔ سورہ دھر۔ آیت۔ ۲۔

۴۔ صحیح مسلم۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔ رقم الحدیث۔ ۳۱۱۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز

۵۔سورہ النحل۔آیت۔۷۵۔
۶۔سورہ الانفطار۔آیت۔۶۔۹۔
۷۔سورہ الاعلیٰ۔آیت۔۱۔۳۔
۸۔ایک سو ایک اولیا خواتین۔شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ کراچی۔
۹۔سورہ المومنون۔آیت۔۱۲۔۱۴۔
۱۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۱۔سورہ النحل۔آیت۔۷۸۔
۱۲۔سورہ آل عمران۔آیت۔۵۔۶۔
۱۳۔سورہ انعام۔آیت۔۲۔
۱۴۔سورہ انعام۔آیت۔۶۱۔۶۲۔
۱۵۔سورہ الرحمن۔آیت۔۱۳۔
۱۶۔خانوادہ سلسلہ عظیمیہ۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ کراچی۔
۱۷۔سورہ النساء۔آیت۔۲۳۔
۱۸۔اسلامی قانون۔نکاح،طلاق،وراثت۔مولف۔مولانا مفتی فضیل الرحمن ہلال عثمانی دارالاشاعت کراچی۔
۱۹۔سورہ احقاف۔آیت۔۱۵۔
۲۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۳۳۔
۲۱۔ تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۲۲۔تفسیر ابن کثیر۔امام ابوالفداء عماد الدین حافظ ابن کثیر۔مکتبہ شعبہ تحقیق و تصنیف و ترجمہ دار السلام۔
۲۳۔سورہ احقاف۔آیت۔۱۵۔
۲۴۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۵۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۵۸۔
۲۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۹۶۔
۲۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۵۸۔
۳۰۔سورہ انعام۔آیت۔۲۔
۳۱۔سورہ فاطر۔آیت۔۳۷۔
۳۲۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۳۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۴۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔

۳۵۔ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۳۶۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۳۷۔سورہ احقاف۔آیت۔۲۱۔
۳۸۔معالم التنزیل۔امام ابومحمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی (متوفی ۵۱۶ھ)۔ج۔۲۔ص۔۱۴۲۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۹۔سورہ اعراف۔آیت۔۶۹۔
۴۰۔سورہ اعراف۔آیت۔۶۷۔
۴۱۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۲۸۔
۴۲۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۳۵۔۱۳۹۔
۴۳۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) ج۔۲۔ص۔۲۷۴۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز۔مکہ مکرمہ۔۱۴۱۸ھ۔
۴۴۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ)۔ج۔۲۔ص۔۲۱۴۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز۔مکہ مکرمہ۔۱۴۱۸ھ۔
۴۵۔زادالمسیر۔ج۔۶۔ص۔۲۳۲۔مطبوعہ مکتب اسلامی۔بیروت۔۱۴۰۷ھ۔
۴۶۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۳۵۔
۴۷۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۳۶۔
۴۸۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۳۹۔
۴۹۔سورہ احقاف۔۲۳۔۲۴۔
۵۰۔سورہ اعراف۔آیت۔۷۲۔
۵۱۔لسان العرب۔علامہ جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور افریقی (متوفی ۷۱۱ھ)۔ج۔۴۔ص۔۱۷۵۔مطبوعہ نشر ادب الحوزہ قم ایران۔۲۰۰۳ء۔
۵۲۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضی حسینی زبیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔ج۔۶۔ص۔۴۷۔مطبوعہ المطبعہ الخیریہ۔مصر۔۱۳۰۶ھ۔
معجم البلدان۔ج۔۱۔ص۔۱۱۵۔مطبوعہ داراحیاء۔التراث العربی۔بیروت۔۱۳۹۹ھ۔
۵۳۔ضیاء القرآن۔علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری۔ج۔۴۔ص۔۴۹۰۔مطبوعہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز۔لاہور۔
۵۴۔تفہیم القرآن۔سید ابوالاعلیٰ مودودی۔ج۔۴۔ص۔۶۱۵۔مطبوعہ ادارہ ترجمان القرآن لاہور۔ا
۵۵۔سورہ احقاف۔آیت۔۲۱۔

۴۷۔سورہ محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام)

نام:

محمد۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معنی جس کی بہت زیادہ تعریف کی جائے،تاہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام محمد ہے چنانچہ قرآن کریم کی یہ سورہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام محمد پر رکھی گئی،یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظیم شخصیت جو بے حد قابل تعریف ہے۔

شان نزول:

سورہ محمد مدنی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۳۸ ہے جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۴ ہے۔

مضامین:

۱۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر۔

۲۔اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کا ذکر۔

۳۔اعمال صالحہ کا ذکر۔

۴۔جہاد کا ذکر۔

۵۔مجاہدین کو بشارتیں۔

۶۔منافقین کی عادات رزیلہ کا بیان۔

۷۔جنت کی نعمتیں اور دوزخ کی سختیوں کا بیان۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

قرآن کریم میں اسم محمد چار بار بیان کیا گیا ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ۔۱

ترجمہ۔ جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور جو (کتاب) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی اسے مانتے رہے اور وہ ان کے پروردگار کی طرف سے برحق ہے ان سے انکے گناہ دور کر دیئے اور انکی حالت سنوار دی۔

سیدی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: (تعریف کیا گیا):

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک سیدی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ح۔م۔د) سے مشتق ہے۔ ۲؎

یعنی جس کی بہت تعریف کی جائے۔

حمد۔ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معانی کسی انتہائی خوبصورت اور حسین، متناسب اور نہایت نادر شاہکار کو دیکھ کر انسان کے دل میں اس کی تعریف وتوصیف اور ستائش کے جذبات کا پیدا ہونا۔ ۳؎

محمد۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ نام آپ کے دادا حضرت عبد المطلب نے تجویز فرمایا تاہم لوگوں کے استفسار پر کے یہ نام کیوں رکھا گیا؟

ہم نے یہ نام پہلی مرتبہ سنا ہے اور اس سے پیشتر ہمارے آباؤ اجداد میں یہ نام کسی کا نہیں تھا؟

تو جواباً حضرت عبد المطلب نے فرمایا! یہ نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے اسی لئے تجویز کیا کے مجھے امید ہے کے آسمان اور زمین میں تمام اس کی حمد وثناء کریں۔

سیدی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم ذاتی ہے جس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کے اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس قدر تعریف بیان کی کے آپ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو گئے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسی ذات پاک جو سراپا حمد وستائش ہو جس میں کوئی نقص اور عیب کا گمان بھی نہ ہو

محمد۔رسول اللہ ﷺ کا اسم ذاتی ہے جس میں حروف مقطعات کی تعداد(۳) ہے (م۔ح۔م)۔

م۔سے مراد محمد ﷺ ۔م۔سے معرفت۔

م۔سے مزید رضا یعنی اللہ تعالی اپنے جن بندوں سے مزید راضی ہوگا انھیں جنت میں اپنا دیدار عطا فرمائے گا۔

م۔سے مراد کلام یعنی قرآن کریم کا نزول اس لئے فرمایا گیا تا کہ اللہ کے اسماء اور صفات کی معرفت کو حاصل کیا جائے۔

م۔سے ملک۔ماجد۔مجید۔منان۔مومن۔مھیمن۔

ح سے حبیب اور م سے محبوب کی جانب اشارہ یا گیا ہے یعنی حبیب سے محبوب کا خطاب دوسرا قول یہ ہے۔

ح سے حکمت اور م سے منت کی جانب اشارہ یعنی اللہ تعالی کا اپنے بندوں پر اس حکمت سے معمور کلام یعنی (قرآن کریم) کے نزول کا احسان ہے۔

امام ابو اسحاق الثعلبی (متوفی ۴۲۷ھ)۔حافظ ابن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ)۔

حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) اور علامہ اسماعیل حقی (متوفی ۱۱۳۷ھ) اور علامہ سید محمود آلوسی (متوفی ۱۲۷۰ھ) نے بھی حضرت حذیفہ بن یمانؓ کی اس روایت کا ذکر کیا ہے۔۴؎

ح۔سے مراد اللہ کی قائم کردہ حدود کی پابندی اور اللہ کی زمین پر اس کا نفاذ۔۵؎

حا۔سے مراد حب ازلی۔

حا۔سے مراد زندہ دلوں کی حیات کیونکہ علوم اور معارف دلوں اور ارواح کی حیات کا سبب ہیں تاہم اس سے اللہ کی ان سات صفات کی جانب بھی اشارہ ہے جن پر اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا وہ سات صفات یہ ہیں۔

(۱۔حیات۔۲۔علم۔۳۔قدرت۔۴۔ارادہ۔۵۔سمع۔۶۔بصر۔۷۔کلام)۔

کفار مکہ میں کئی اہل علم بھی تھے اور وہ لفظ محمد (جس کی بہت تعریف کی جائے) کے معانی اور مفاہیم سے بخوبی واقف بھی تھے تاہم وہ یہ سوچتے کے ہم انھیں محمد بلاتے ہیں اور ان کی برائی بھی خوب

کرتے ہیں چنانچہ انھوں نے آپس میں یہ طے کیا کے اب ہم محمد کو مذمم (سراپا برائی) بلائیں گے یہ بات اہل ایمان پر نہایت شاق گزری اور جب بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک یہ بات پہنچی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکراتے ہوئے فرمایا! کفار جس کو مذمم کہہ ربلاتے ہیں وہ کوئی اور ہوگا مجھے تو میرے رب نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنایا ہے۔

بقول شاعر!

یہ کمال حسن حضور ہے، کے گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے، یہی شمع ہے کے دھواں نہیں

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح کرتے ہوئے جب درج ذیل شعر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ارشاد فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شعر کو سن کر اظہار مسرت فرمایا۔

خلقت مبراً من کل عیبٍ
کانک قد خلقت کما تشآء

ارشادات خداوندی:

قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے چار مقامات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم ذاتی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کیا ہے۔

۱۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۱۔۶

ترجمہ۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ وہ خاتم النبین ہیں۔

۲۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۱۔۷ ترجمہ۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

۳۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۔۸ ترجمہ۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ایک رسول ہیں۔

۴۔ نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ ۔۹ ترجمہ۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو اتارا گیا ہے وہ حق ہے۔

حدیث قدسی: نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے یہاں اتنا محترم اور مکرم ہے کہ! (اللہ فرماتا) ہے! مجھے میری عزت اور جلال کی قسم جس شخص کا نام محمد ہوگا میں اسے کبھی جہنم میں نہ ڈالوں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت جبیر بن معطم ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میرے کئی اسماء ہیں میں محمد ہوں۔۱۰؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کا قول:

اہل زمین کے لئے دو چیزیں عذاب الٰہی سے امان ہیں ان میں سے ایک امانت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اٹھالیا گیا ہے لیکن دوسری امان استغفار باقی ہے۔

بقول شاعر!

تخلیق کائنات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر
اتنی نوازشات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر
بے نام راستوں کی مسافت میں گم تھا میں
میری بنی ہے بات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر
شاہد بروز حشر یہ مجھ کو یقین ہے
ہوگی میری نجات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر

اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت:

اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ لَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ۔۱۱

ترجمہ۔اے لوگو جو ایمان لائے ہو،تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو برباد نہ کرلو۔

الطاعۃ۔اطاعت:

الطاعۃ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو(ط۔و۔ع)سے مشتق ہے۔
طاع۔سے مراد کسی چیز کا وسیع ہو جانا۔۱۲؎
طاع لہ المرتع۔سے مراد اس کے لئے چراگاہ وسیع ہو گئی۔
ان مفاہیم کے پیش نظر اطاعت کا بنیادی مفہوم سامنے آجاتا ہے۔
طوعاً۔سے مراد دل کی خوشی، پسندیدگی اور کشادہ دلی سے کسی کام کو انجام دینا۔
طوعاً کا متضاد لفظ کرھاً ہے جس کے معانی ناگواری اور دل کے جبر کے ساتھ کسی کام کی انجام دہی۔
اطاع۔سے مراد کسی حکم کو نہایت ادب، محبت اور خلوص کے ساتھ انجام دینا۔
استطاع۔سے مراد کسی بھی کام کو کرنے کی قوت، صلاحیت اور اسباب وذرائع کا ہونا۔
تطوع خیراً۔سے مراد تھوڑی سی تکلیف اٹھا کر عمل خیر انجام دینا۔۱۳؎

ارشادات خداوندی:

وَمَنۡ تَطَوَّعَ خَیۡرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰہَ شَاکِرٌ عَلِیۡمٌ ۔۱۴

ترجمہ۔بے شک جس نے خوشی سے کوئی(نفلی)نیکی کی تو بیشک اللہ جزا دینے والا اور خوب جاننے والا ہے۔

فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَ ہُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَا کُفۡرَانَ لِسَعۡیِہٖ ۚ وَ اِنَّا لَہٗ کٰتِبُوۡنَ ۔۱۵

ترجمہ۔جو شخص نیک عمل کرے اس حال میں کہ وہ مومن ہو سو اس کی محنت کی راہ کی ناقدری نہیں اور بلاشبہ ہم اسے لکھ لیتے ہیں۔

۱۔امام رازی۔(امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی(متوفی ۶۰۶ھ)۔تفسیر کبیر۔ج۔۲۔ص۔۴۵۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۳۹۸ھ)۔
۲۔علامہ قرطبی(علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی(متوفی۔۶۶۸ھ)۔

الجامع الاحکام القرآن ج۔ ۲۔ص۔۱۸۱۔مطبوعہ انتشارات ناصر خسر وایران۔ ۱۳۸۷ھ۔)
۳۔علامہ ابوالحیان اندلسی (علامہ ابوالحیان محمد بن یوسف غرناطی (متوفی ۷۵۴ھ)۔
البحر المحیط۔ج۔ ۲۔ص۔۶۷۔مطبوعہ دارالفکر۔ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔)
۴۔علامہ ماوردی (علامہ ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب الماوردی البصری (متوفی ۴۵۰ھ)
النکت والتیون۔ج۔۱۔ص۔ ۲۱۳۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔ بیروت) وغیرہ نے کہا!
اس نیکی سے مراد نفلی نیکی ہے کیونکہ قرآن اور حدیث کے اطلاقات میں تطوع کا نفل پر اطلاق ہوتا ہےاوراس سے مراد یہ ہے کے جس نے فرض کی ادائیگی کے بعد نفلی طور پر حج یا عمرہ کیا جبکہ علامہ آلوسی نے لکھا ہے کے اس سے مراد عام نیکی ہے خواہ فرض ہو یا نفل۔۱۶؎

اللّٰہَ شَاکِرٌ عَلِیۡمٌ ۔۱۷؎ ترجمہ۔اللہ شاکر علیم ہے۔

اللہ تعالیٰ لوگوں کے قصد اور نیت کو جانتا ہے اوران کی نیکیوں کی جزا دیتا ہے اللہ تعالیٰ قلیل نیکی کی بھی جزاء دیتاہےاوراس کوثواب کا علم ہے۔

فَمَنۡ تَطَوَّعَ خَیۡرًا فَهُوَ خَیۡرٌ لَّهٗ ۔۱۸

ترجمہ۔پھر جوخوشی سے فدیہ کی مقدار بڑھا کر زیادہ نیکی کرے تو یہ اس کے لیے زیادہ بہتر ہے۔

وَ یَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مَا لَا یَمۡلِكُ لَهُمۡ رِزۡقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ شَیۡـًٔا وَّ لَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ ۔۱۹

ترجمہ۔وہ اللہ کے سوا ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو ان کے لیے آسمانوں اور زمینوں میں سے کسی بھی رزق کے مالک نہیں ہیں اور (یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ) نہ کسی چیز کی طاقت رکھتے ہیں۔

مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیۡنٍ ۔۲۰

ترجمہ۔جس کی آسمانوں میں اطاعت کی جاتی ہے وہاں امانت دار ہے۔

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور اطاعت:

وَ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗ فَقَدۡ فَازَ فَوۡزًا عَظِیۡمًا ۔۲۱

ترجمہ۔جس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی تو گویا اس نے بہت بڑی کامیابی

حاصل کی۔

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور اطاعت ایمان کا لازمی جز ہے کیونکہ اللہ نے اپنی کل مخلوقات کو نہایت محبت سے پیدا فرمایا لہٰذا مخلوقات کا بھی فرض ہے کے وہ بھی اللہ سے اپنی محبت کا اظہار کریں اور بالخصوص انسان کیونکہ انسان اس کائنات میں اشرف المخلوق کے درجے پر فائز ہے جس نے اللہ کی اطاعت کی دراصل اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی اور جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی دراصل اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۔۲۲

ترجمہ۔اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو تمہیں دیں اسے لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔۲۳

ترجمہ۔تم اپنے درمیان رسو اللہ کے بلانے کو ایسا مت سمجھو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو، بے شک اللہ ان کو جانتا ہے جو تم میں سے آڑ میں ہو کر کھسک جاتے ہیں سو جو لوگ
رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں وہ اس بات سے ڈریں کہ ان پر کوئی مصیبت آپڑے یا انہیں کوئی دردناک عذاب پہنچ جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

۱۔ مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللهَ، وَمَنْ أَطَاعَ عَلِيًّا فَقَدْ أَطَاعَنِي وَمَنْ عَصَى عَلِيًّا فَقَدْ عَصَانِي۔

ترجمہ۔حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے میری اطاعت کی گویا اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس

نے علیؑ کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے علیؑ کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ ۲۴؎

امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! اللہ نے عقلمندوں پر اپنی اطاعت کو سرمایہ اور غنیمت قرار دیا ہے قیامت کے دن سب سے زیادہ حسرت اور افسوس اس شخص کو ہوگا جس نے اللہ کی اطاعت سے گریز کیا۔ تمام امور میں معرفت خداوندی سب سے زیادہ سرفہرست ہے جس کا ستون اطاعت الٰہی ہے۔ جس انسان کا دل اللہ کے لئے متواضع ہوگیا اس انسان کا جسم اللہ کی اطاعت میں سستی نہیں کرے گا۔ اطاعت الٰہی انسانوں کے لئے باعث عزت ہے۔

جس نے اللہ کی اطاعت کی وہ امن وامان میں رہے گا۔

اطاعت الٰہی اور نیکی دونوں ہی فائدہ بخش تجارتیں ہیں۔

مومن اطاعت الٰہی کی شدید خواہش رکھتا ہے اور حرام چیزوں سے اپنے آپ کو بچا کر رکھتا ہے۔

اطاعت مالک کے غصے کو ٹھنڈا کر دیتی ہے۔

اطاعت میں نجات جبکہ نافرمانی ہلاکت ہے۔

اگر تم عزت کے طلب گار ہو تو پھر عزت کو اطاعت کے ذریعے طلب کرو۔

اللہ کو سب سے زیادہ محبوب بندہ وہ ہے جو اللہ کی اطاعت کرتا ہے۔

وہ انسان اللہ کی رحمت کا زیادہ حق دار ہے جو اللہ کی اطاعت سب سے زیادہ مستحکم طریقے سے انجام دیتا ہے۔

اپنے نفس کی جب تک عزت کرتے رہو جب تک وہ اطاعت الٰہی میں تمھاری مدد کرے۔

اطاعت کے ذریعے کامیابی ملتی ہے۔ اطاعت کا ثمر جنت ہے۔

خوش بخت ہیں وہ آنکھیں جو اطاعت خداوندی میں راتوں کو جاگتی ہیں۔

اطاعت خداوندی بلند ترین ستون اور نہایت مضبوط ترین معاون و مددگار ہے۔

اطاعت الٰہی کے فضائل بلا آخر انسان کو بلند درجات تک پہنچا کر ہی دم لیتے ہیں۔

جس انسان کی اطاعت گزاری بڑھ جاتی ہے اس انسان کی کرامات میں بھی اضافہ ہوجاتا ہے
اللہ کے اطاعت گزار انسان کو دشمن بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے۔ ۲۵ ؎

اہم نکتہ:

پہلا اور سب سے اہم نکتہ جو ہر انسان کو سمجھ لینا چاہئے، وہ یہ ہے کے انسان کو اللہ نے اپنی عبادت اور اطاعت کے لئے پیدا فرمایا ہے، چنانچہ جو انسان اپنی زندگی کو اللہ کی عبادات اور اطاعت کے لئے وقف کر دیتے ہیں وہ اللہ کے پسندیدہ بندے بن جاتے ہیں اور دنیا اور آخرت کی کامیابی ان کا مقدر بنتی ہے، اللہ کا عبادت اور اطاعت گزار بندہ پرسکون اور آسودہ ہوتا ہے اس کے ضمیر پر کسی قسم کا کوئی بوجھ نہیں ہوتا بلکہ وہ دنیا میں رہتے ہوئے جنت کی زندگی یعنی حقیقی خوشی اور اطمینان سے واقف ہوجاتا ہے اور اس طرح سے وہ اپنی اطاعت گزاری کے سبب بے شمار برائیوں، بیماریوں اور گناہوں سے بچ جاتا ہے۔

اعمال صالح:

اعمال صالح کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاللّٰہُ مَعَکُمۡ وَلَنۡ یَّتِرَکُمۡ اَعۡمَالَکُمۡ۔ ۲۶

ترجمہ۔ اللہ تمہارے ساتھ ہے اور تمہارے اعمال کو وہ ہرگز ضائع نہ کریگا۔

العمل۔ عمل:

عمل۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ع۔م۔ل) سے مشتق ہے۔
عمل۔ کے معانی کام کاج، ہنرمندی، مہارت، عقل سے کام کرنا وغیرہ۔
کچھ ماہرین لغات کے مطابق! عمل کا لفظ فعل سے زیادہ خاص ہے کیونکہ عمل میں ایک گونہ مشقت ہے۔ ۲۷ ؎
عمل۔ سے مراد کسی جاندار سے ارادتاً سرزد ہونے والا کام۔ ۲۸ ؎
عمل کے لئے علم شرط ہے۔

اعمال صالح کوفضائل اخلاق ,اخلاقی اقدار،اسلامی اقدار،اخلاق حسنہ اور Good deeds بھی کہتے ہیں اسلام ہمیں مکمل ضابطہ حیات یعنی (زندگی گزارنے کا مکمل طریقہ) بتاتا ہے، ہر انسان کی یہ فطرت ہے کے وہ کسی نہ کسی کو اپنا آئیڈیل بناتا ہے لیکن اسلام ہمیں یہ کہتا ہے کے اگر کسی کو آئیڈیل بنانا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کو نمونہ حیات بناؤ اور انھی کے نقش قدم پر چلو۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنۡ كَانَ يَرۡجُوا اللّٰهَ وَ الۡيَوۡمَ الۡاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيۡرًا۔٢٩

ترجمہ۔ بے شک تمہارے لیے یعنی اس شخص کے لیے جو اللہ سے اور آخرت کے دن سے ڈرتا ہو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتا ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک عمدہ نمونہ موجود تھا۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيۡمٍ۔٣٠

ترجمہ۔ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخلاق کے بلند ترین مقام پر فائز ہیں۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخلاق کے بلند ترین درجے پر فائز تھے اگر چہ بنی نوع انسانیت کی ہدایت کے لئے اللہ تعالی نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے جنھوں نے انسانوں کو یہ بتایا کے ہر انسان کے اندر خیر اور شر کی قوت موجود ہے چنانچہ ہم سب کو اپنے خیر کو معاشرے میں پھیلانا چاہئے جبکہ اپنے شر کی قوت کو کنٹرول میں رکھنا چاہئے تاہم ہر نیکی کا کام فضائل اخلاق یا اخلاقی اقدار ہے جس میں سلام میں پہل، والدین اور بزرگوں کی عزت وتکریم، چھوٹوں کے ساتھ شفقت، بھوکوں کو کھانا کھلانا، بیمار کی عیادت کرنا، جنازے میں شرکت، لوگوں کے ساتھ ہمدردی اور اخلاق سے پیش آنا، راستے سے کسی تکلیف دہ چیز کو ہٹانا، مسکراتے ہوئے ملنا، صبر واستقلال، رواداری، عفو درگزر، عدل وانصاف، ایفائے عہد، احترام انسانیت، کسب حلال، اخوت اور ایثار شامل ہے۔

اسلام انسان کے اعمال حسنہ جس کو اخلاق بھی کہا جاتا ہے پر بہت زیادہ زور دیتا ہے تاہم اعمال صالحہ کو حقوق العباد بھی کہا جاتا ہے جس کی پاسداری سے انسان کی شخصیت میں نکھار پیدا ہوتا ہے یعنی اسلام انسان کے کردار اور وقار کو بہت اہمیت دیتا ہے تاہم شخصیت میں حسن ونکھار اسلامی

تعلیمات پر عمل کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخلاق کے بلند ترین درجے پر فائز تھے اگرچہ بنی نوع انسانیت کی ہدایت کے لئے اللہ تعالی نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے جنھوں نے انسانوں کو یہ بتایا کے ہر انسان کے اندر خیر اور شر کی قوت موجود ہے چنانچہ ہم سب کو اپنے خیر کو معاشرے میں پھیلانا چاہئے جبکہ اپنے شر کی قوت کو کنٹرول میں رکھنا چاہئے تاہم ہر نیکی کا کام فضائل اخلاق یا اخلاقی اقدار ہے۔

ارشادات خداوندی:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً
طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۔ ۳۱

ترجمہ۔جس نے نیک کام کیے خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ہم اس کو پاکیزہ زندگی کے ساتھ ضرور زندہ رکھیں گے اور ہم ان کو ان کے نیک کاموں کی ضرور جزا دیں گے۔

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ هُوَ
الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَ اَصْلَحَ بَالَهُمْ ۔ ۳۲

ترجمہ۔جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور جو (کتاب) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی اسے مانتے رہے اور وہ ان کے پروردگار کی طرف سے برحق ہے ان سے ان کے گناہ دور کر دیئے اور ان کی حالت سنوار دی۔

وَ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۔ ۳۳

ترجمہ۔جو لوگ راہ خدا میں قتل ہوئے اللہ ان کے اعمال کو ضائع نہیں کرے گا۔

سَيَهْدِيْهِمْ وَ يُصْلِحُ بَالَهُمْ ۔ ۳۴

ترجمہ۔ان کو سیدھے رستے پر چلائے گا اور ان کی حالت درست کر دے گا۔

وَ يُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۔ ۳۵

ترجمہ۔اور ان کو جنت میں جس سے انہیں شناسا کر رکھا ہے داخل کرے گا۔

شہداء کے درجات کے حوالے سے ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! شہداء کو چھ انعامات عطا کئے جائیں گے، شہید کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتے ہی اس کے کل گناہ معاف کردیے جاتے ہیں، شہید کو جنت کا گھر دکھا دیا جاتا ہے، جس میں نہایت خوبصورت بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے اس کا نکاح کرا دیا جائے گا، شہید ہر قسم کی گھبراہٹ سے امن میں رہے گا، شہید کو عذاب قبر سے بچا لیا جاتا ہے، اور اسے ایمان کے زیور سے آراستہ کر دیا جاتا ہے۔۳۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! شہید کے سر پر وقار کا تاج رکھا جاتا ہے، جو در و یاقوت کا جڑاؤ ہوتا ہے، تاہم اس تاج کے ایک یاقوت کی قیمت تمام دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے گراں بہا ہے، شہید کو بہتر حور عین ملتی ہیں اور اس کی اپنے خاندان کے ستر لوگوں کے حق میں شفاعت قبول کی جائے گی۔۳۷؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ کے نزدیک کوئی بھی دن عشرہ ذوالحجہ سے زیادہ نہ عظیم ہے اور نہ ہی ان دنوں سے بڑھ کر کسی دن کا نیک عمل اسے محبوب ہے لہٰذا ان دنوں میں تہلیل یعنی
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، تکبیر یعنی اللّٰهُ اکبر اور تحمید یعنی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کی کثرت کرو۔۳۸؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی کو بندے کے وہ اعمال زیادہ پسند ہیں جو مستقل مزاجی سے انجام دیئے جائیں۔۳۹؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ کو سب سے زیادہ محبوب عمل وقت پر نماز ادا کرنا ہے۔۴۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی رمضان کے مہینے میں ابن آدم کے ہر عمل کو (۱۰) گنا سے (۷۰۰) گنا تک بڑھا دیتے ہیں۔۴۱؎

امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! بہترین عمل وہ ہے جس کے بجالانے پر تمھیں اپنے نفس کو مجبور

کرنا پڑے۔ ۴۲ے

بلاشبہ مال و دولت دنیا کی جبکہ اعمال صالح آخرت کی کھیتی ہیں۔

ریا کاری اور دکھاوے کے بغیر اعمال صالح کرو کیونکہ جو شخص دوسروں کو دکھانے کے لئے نیک اعمال بجالاتا ہے اللہ اس انسان کو اسی کے سہارے چھوڑ دیتا ہے۔

انسان کو چاہئے کے فرصت کے دنوں کو غنیمت جانتے ہوئے نیک اعمال کی انجام دہی میں جلدی سے کام لے اس سے پیشتر کے گلا گھٹ جائے اور کوچ کی تیاری شروع ہو جائے بہتر ہے کے جلدی سے زادراہ جمع کرلیا جائے۔

اس دن کے لئے اعمال کی انجام دہی کرو جس دن کے لئے تمام ذخیرے جمع کئے جاتے ہیں اور اسی دن اسرار عیاں ہوں گے۔

جنت کے لئے جنت کے اعمال کو انجام دو کیونکہ دنیا تمھارے ٹھہرنے کی جگہ نہیں بلکہ یہ ایک گزرگاہ ہے چنانچہ اپنی اصل قرارگاہ کے لئے یہاں سے اپنے لئے کچھ سامان مہیا کرلو۔

آپؑ نے فرمایا! ہر اس کام سے ڈرو جس سے کرنے والا تو خوشی محسوس کرے لیکن دوسرے مسلمان اس سے تکلیف محسوس کریں، ہر اس کام سے بھی ڈرو جو تنہائی میں تو انجام دیا جاتا ہو لیکن اس کام کو علی اعلان کرنے سے شرمایا جائے اور ہر اس کام سے بھی بچو جو اگر تم سے پوچھ لیا جائے تو تم عذر خواہی یا پھر اس کا انکار کردو۔

انسانوں کے اس دنیا میں کئے گئے نیک اعمال آخرت میں اس کی آنکھ کا تارا ہوں گے۔

خوش بخت ہے وہ انسان جو قیامت کو یاد کرتے ہوئے اور حساب کتاب سے ڈرتے ہوئے نیک اعمال انجام دے۔ جس کی امیدیں بڑھ جاتی ہیں اس کے اعمال خراب ہو جاتے ہیں۔

کوئی بھی عمل تقویٰ سے افضل نہیں بھلا کوئی قبولیت حاصل کرنے والی چیز کم کیسے ہو سکتی ہے۔

کتنا فرق ہے ان دو اعمال میں:

۱۔ وہ عمل جس کی لذت ختم ہوگئی لیکن اثرات باقی رہ گئے۔

۲۔ وہ اعمال جس کی زحمتیں ختم ہوگئیں لیکن اس کا اجر باقی رہ گیا۔

جو انسان اعمال میں کوتاہی کرتا ہے وہ غم میں مبتلا ہو جاتا ہے۔
دنیا میں دو ہی طرح کے عامل ہیں:
ا۔ پہلا جس نے دنیا میں دنیا کے لئے ہی عمل کیا اور وہ آخرت سے بے خبر رہا چنانچہ ایسا شخص اپنے ورثاء کے لئے فقر سے خوفزدہ ہے۔
۲۔ دوسرا عامل وہ ہے جو دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کی تیاری کرتا ہے تاہم عقلمند ہے ایسا انسان جس نے دین اور دنیا دونوں کو پا لیا وہ اپنے رب کے سامنے باعزت ہے اب اگر وہ اللہ سے کوئی حاجت طلب کرے گا تو اللہ اس کی حاجت کو رد نہیں کرے گا۔
جب تمھیں علم حاصل ہو گیا تو عمل کرو اور جب تمھیں یقین حاصل ہو گیا تو اب آگے بڑھو۔
بغیر علم کے دعوت عمل دینے والا ایسا ہی جو بغیر کمان کے تیر اندازی کرے۔
علم، عمل طلب کرتا ہے، اب اگر اس علم کے مطابق عمل کر لیا جائے تو ٹھیک ہے ورنہ علم چلا جاتا ہے
جو انسان اپنے دین کے لئے اعمال صالح کو انجام دیتا ہے اللہ اس کی دنیا کے لئے کافی ہے۔ [۴۳]

اہم نکتہ:

اعمال سے مراد ارادتاً کام کرنا یعنی جس عمل کے پیچھے نیت بھی ہو۔ عمل سے قبل نیت کا ہونا ضروری ہوتا ہے یعنی انسان عمل کرنے سے پہلے سوچتا ہے پھر وہ عمل کرتا ہے۔
اعمال کی بھی دو اقسام ہیں۔ ا۔ اچھے اعمال۔ ۲۔ برے اعمال۔
اچھے اعمال سے مراد نیکیوں کے سارے کام جس میں شامل اطاعت، عبادت، قانون کی پاسداری رزق حلال کمانا، صبر، شکر، ذکر، عفو درگزر، عدل وانصاف، مساوات، اخوت، صلہ رحمی، صدق، دیانت داری، امانت داری، ایفائے عہد، والدین کی فرمانبرداری، پڑوسیوں کے حقوق کی ادائے گی، سلام میں پہل، عیادت، جنازے میں شرکت اور صدقات وخیرات وغیرہ
جب انسان نیکی کرتا ہے تو اس کی روح میں مثبت روشنی کا اضافہ ہوتا ہے اور نیکی کرنے والا انسان سچی خوشی اپنے اندرون میں محسوس کرتا ہے تاہم سچی خوشی جنت کی ایک کیفیت ہے چنانچہ نیکی اور

اچھے اعمال کرنے والا انسان اللہ کی اطاعت کرتے کرتے بلاآخر کامیاب ہوکر داخل جنت ہوجاتا ہے۔

❁

حوالہ کتب:

۱۔سورہ محمد۔آیت۔۲۔
۲۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
۳۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
۴۔روح المعانی۔علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی(متوفی ۱۲۷۰ھ)۔ج۔۲۵۔ص۔۱۷۔دارالفکر۔بیروت
۵۔فقیر رنگ۔سید سرفراز اے شاہ۔ص۔۵۴۔جہانگیر بکس لاہور۔
۶۔سورہ احزاب۔آیت۔۴۰۔
۷۔سورہ فتح۔آیت۔۲۹۔
۸۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۴۴۔
۹۔سورہ محمد۔آیت۔۲۔
۱۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۱۔سورہ محمد۔آیت۔۳۳۔
۱۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۵۸۔
۱۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۵۸۔
۱۶۔روح المعانی۔علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی(متوفی ۱۲۷۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت۔
۱۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۵۸۔
۱۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۸۴۔
۱۹۔سورہ النحل۔آیت۔۷۳۔
۲۰۔سورہ التکویر۔آیت۔۲۱۔
۲۱۔سورہ احزاب۔آیت۔۷۱۔
۲۲۔سورہ الحشر۔آیت۔۷۔
۲۳۔سورہ النور۔آیت۔۶۳۔
۲۴۔المستدرک۔
۲۵۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۲۹۴۔مطبع انتشارات

دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔ ۱۴۲۴ھ۔
۲۶۔سورہ محمد۔آیت۔۳۵۔
۲۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۸۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی(متوفی ۵۰۲ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۹۔سورہ احزاب۔آیت۔۲۱۔
۳۰۔سورہ القلم۔آیت۔۴۔
۳۱۔سورہ النحل۔آیت۔۹۷۔
۳۲۔سورہ محمد۔آیت۔۲۔
۳۳۔سورہ محمد۔آیت۔۴۔
۳۴۔سورہ محمد۔آیت۔۵۔
۳۵۔سورہ محمد۔آیت۔۶۔
۳۶۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل(متوفی ۲۴۱ھ)مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۳۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی(متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۸۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل(متوفی ۲۴۱ھ)مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۳۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۴۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۴۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۴۲۔نہج البلاغہ(خطبات حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم)۔خطبہ۔۲۴۹۔مطبوعہ ایران ومطبوعہ کراچی۔
۴۳۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۳۴۹۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔ ۱۴۲۴ھ۔

۴۸۔سورہ الفتح (کامیابی)

نام:

الفتح۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معانی کامیابی،کامرانی،فتح اور نصرت کے ہیں،اس سورہ میں اللہ نے مسلمانوں کو فتح مبین کی بشارت دی۔

شانِ نزول:

سورہ الفتح مدنی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۲۹ ہے جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۴ ہے۔

مضامین:

۱۔مسلمانوں کو فتح کی بشارت۔
۲۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت اور توقیر کا ذکر۔
۳۔اسلام کے غلبہ کا ذکر۔
۴۔صحابہ کرام کا ذکر اور ان کی صفات کا ذکر۔
۵۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کا ذکر۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سورہ فتح مجھے ان تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔[۱]

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھے یہ سورہ زمین کی ہر چیز سے زیادہ پیاری ہے۔ ۲؎

فتح مبین:

فتح مبین کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّا فَتَحۡنَا لَكَ فَتۡحًا مُّبِيۡنًا ۔ ۳

ترجمہ۔(اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے تم کو فتح دی، یعنی فتح مبین۔

الفتاح:

الفتاح ۔سے مراد بڑا مشکل کشا اور سب کے لئے رحمت کے دروازے کھولنے والا یعنی The Opener ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

مَا يَفۡتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنۡ رَّحۡمَةٍ فَلَا مُمۡسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمۡسِكۡ ۙ فَلَا مُرۡسِلَ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ ؕ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ۔ ۴

ترجمہ۔جو بھی کوئی رحمت اللہ انسانوں کے لیے کھول دے تو اس کو کوئی روکنے والا نہیں، اور جس کو وہ بند کردے سو اس کے بعد اس کا کوئی جاری کرنے والا نہیں، اور وہ غالب ہے حکیم ہے۔

الفتاح۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ف۔ت۔ح) سے مشتق ہے۔

قرآن کریم میں اسم مبارک الفتاح (۲) مرتبہ آیا ہے۔

فتح۔سے مراد کھولنا۔اس میں شدت کا عنصر غالب ہے۔ ۵؎

الفتح۔سے مراد وہ رزق جیسے اللہ کسی کے لئے کھول دے۔ ۶؎

ارشاد خداوندی:

بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيۡكُمۡ لِيُحَآجُّوۡكُمۡ بِهٖ عِنۡدَ رَبِّكُمۡ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ۔ ۷

ترجمہ۔جو اللہ تعالیٰ نے تم پر کھولی ہیں تاکہ یہ لوگ ان کے ذریعے اللہ کے پاس حجت میں تم کو مغلوب کردیں کیا تم سمجھ نہیں رکھتے ہو؟۔

رَبَّنَا افۡتَحۡ بَیۡنَنَا وَ بَیۡنَ قَوۡمِنَا بِالۡحَقِّ وَ اَنۡتَ خَیۡرُ الۡفٰتِحِیۡنَ۔ ۸

ترجمہ۔اے ہمارے رب ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ فرما دے اور تو فیصلہ کرنے والوں میں سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

وَ اسۡتَفۡتَحُوۡا وَ خَابَ کُلُّ جَبَّارٍ عَنِیۡدٍ۔ ۹

ترجمہ۔کافروں نے فیصلہ چاہا اور ہر سرکش ضدی نامراد ہوا۔

قُلۡ یَوۡمَ الۡفَتۡحِ لَا یَنۡفَعُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اِیۡمَانُہُمۡ وَ لَا ہُمۡ یُنۡظَرُوۡنَ۔ ۱۰

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیجیے کہ فتح کے دن کافروں کو ان کا ایمان نہ نفع دے گا اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی۔

اِنَّ قَارُوۡنَ کَانَ مِنۡ قَوۡمِ مُوۡسٰی فَبَغٰی عَلَیۡہِمۡ ۪ وَ اٰتَیۡنٰہُ مِنَ الۡکُنُوۡزِ مَاۤ اِنَّ مَفَاتِحَہٗ لَتَنُوۡٓاُ بِالۡعُصۡبَۃِ اُولِی الۡقُوَّۃِ ٭ اِذۡ قَالَ لَہٗ قَوۡمُہٗ لَا تَفۡرَحۡ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الۡفَرِحِیۡنَ۔ ۱۱

ترجمہ۔بے شک قارون موسیٰ کی قوم میں سے تھا سو وہ ان کے مقابلہ میں تکبر کرنے لگا اور ہم نے اسے خزانوں میں سے اس قدر دیا تھا کہ اس کی چابیاں ایسی جماعت کو گراں بار کر دیتی تھیں جو قوت والے لوگ تھے جبکہ اس کی قوم نے اس سے کہا کے تو مت اترا، بے شک اللہ اترانے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

مَا یَفۡتَحِ اللّٰہُ لِلنَّاسِ مِنۡ رَّحۡمَۃٍ فَلَا مُمۡسِکَ لَہَا ۚ وَ مَا یُمۡسِکۡ ۙ فَلَا مُرۡسِلَ لَہٗ مِنۡۢ بَعۡدِہٖ ؕ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ۔ ۱۲

ترجمہ۔جو بھی کوئی رحمت اللہ انسانوں کے لیے کھول دے تو اس کو کوئی روکنے والا نہیں، اور جس کو وہ بند کر دے سو اس کے بعد اس کا کوئی جاری کرنے والا نہیں، اور وہ غالب ہے حکیم ہے۔

اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا۔ ۱۳

ترجمہ۔اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم نے آپ کو کھلی فتح عطا کی۔

الفتح زمین کے بالائی حصے پر بہتے ہوئے پانی کو بھی کہتے ہیں جبکہ دیگر معانی میں مدد، نصرت، کامیابی اور دو جھگڑوں کے مابین ہار جیت کا فیصلہ ہے۔

الفتاح۔ اللہ کا ایک صفاتی نام ہے جس کے معنی حاکم، بڑا فیصلہ ساز، مشکل اور پر پیچ معاملات کو کھولنے اور سلجھانے والا اور حقائق کو ظاہر کرنے والا ہے۔

فقہائے کرام نے اسم الفتاح کی چار تعریفات بیان کی ہیں۔

۱۔ الفتاح۔ وہ ذات پاک ہے جو اپنے بندوں ے درمیان فیصلہ کرتی ہے۔ ۱۴؎

۲۔ الفتاح۔ وہ ذات پاک ہے جو اپنے بندوں کو رزق اور رحمت سے نوازتی ہے اور اسباب کی راہوں کو کھولتی ہے نیز بصیرت اور پہچان حق بھی عطا کرتی ہے۔ ۱۵؎

۳۔ الفتاح۔ وہ ذات پاک ہے جو اپنے بندوں کے گناہوں کے باوجود انھیں رزق اور اسباب زندگی عنایت کرتی ہے اور انھیں سدھرنے کا موقع بھی عطا کرتی ہے۔ ۱۶؎

۴۔ الفتاح۔ وہ ذات پا ہے جو مومنین کو اپنی معرفت اور دوستی عطا کرتی ہے نیز ان کی مغفرت کے دروازے کو بھی کھولتی ہے۔ ۱۷؎

اسم الفتاح کا نظام کائنات میں کردار:

اللہ تعالیٰ کا یہ اسم عظیم الفتاح کائناتی نظام میں ہر جانب موجود اور ظاہر ہے اللہ کے نظام کائنات میں عدل وانصاف کی بے حد اہمیت ہے اسی طرح سے اللہ حق سے باطل کو چوٹ لگاتا ہے اور باطل پاش پاش ہو جاتا ہے کیونکہ اللہ کی سنت میں تبدیلی کی کوئی گنجائش نہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ قُلۡ جَآءَ الۡحَقُّ وَ زَهَقَ الۡبَاطِلُ اِنَّ الۡبَاطِلَ كَانَ زَهُوۡقًا ۔ ۱۸

ترجمہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیے، حق آ گیا اور باطل چلا گیا بلاشبہ باطل جانے ہی والا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کے فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی چھڑی سے ایک ایک بت کو گراتے جاتے تھے اور یہ آیت تلاوت کرتے جاتے تھے۔

یہ فطرت الٰہی ہے جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا فطرت الٰہی میں تبدیلی ممکن نہیں یہی سیدھا دین

ہے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

یعنی باطل قوتیں کتنا ہی زور لگالیں وہ اللہ کے دین اور حق کو کبھی نہ مٹا سکیں گی اور ہر حال میں حق آ کر ہی رہے گا اور اللہ اپنے حق پر قائم بندوں کی مدد اور نصرت فرمائے گا چاہے ان کی جماعت کتنی ہی قلیل اور کمزور کیوں نہ ہو اس کی کئی مثالیں کتب تاریخ میں درج ہیں۔

ذیل میں چند مثالیں اختصار اور اشارے کے طور پر بیان کی جارہی ہیں کے کس طرح سے اللہ حق کو باطل سے الگ کرتا ہے اور اس طرح سے کمزوروں کو نصرت اور سرفرازی عطا فرماتا ہے۔

صلح حدیبیہ:

صلح حدیبیہ سن ٦ ھ میں ہوئی، اللہ نے اس صلح کے بدلے مسلمانوں کو فتح مبین کی بشارت عطا فرمائی واقعہ یہ ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک رات خواب میں دیکھا کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ سے مکہ عمرہ کے غرض سے تشریف لے جارہے ہیں۔رسولوں کا خواب چونکہ سچا ہوتا ہے جس کی توثیق قرآن کریم نے بھی کی:

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ۔١٩

ترجمہ۔اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سچا خواب دیکھایا تھا جو ٹھیک ٹھیک حق کے مطابق تھا ان شاء اللہ تم ضرور مسجد حرام میں پورے امن کے ساتھ داخل ہوگے اور اپنے سر منڈواؤ گے اور بال ترشواؤ گے اور تمھیں کوئی خوف نہ ہوگا اور وہ اس بات کو جانتا تھا جسے تم نہیں جانتے تھے اس لئے وہ خواب پورا ہونے سے پہلے ہی یہ قریبی فتح تم کو عطا فرمادی۔

روایت کے مطابق! تقریباً ١٤٠٠ مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس سفر میں شریک تھے اس زمانے کا یہ قاعدہ تھا کہ سفر میں اپنی حفاظت کے لئے ایک تلوار رکھی جاتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی قصویٰ حدیبیہ کے مقام پر بیٹھ گئی قریش مکہ کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی اطلاع ہوگئی لہٰذا وہاں بھی ہل چل مچ گئی کے آخر اتنے مسلمان اچانک کیوں آگئے؟ تاہم انھیں یہ

بتایا گیا کے مسلمانوں کے آنے کا صرف اور صرف مقصد یہ ہے کے وہ عمرہ اور بیت اللہ کی زیارت کریں گے اور دو تین دن قیام کے بعد واپس چلے جائیں گے لیکن قریش نے مسلمانوں کو عمرہ اور بیت اللہ کی زیارت کی اجازت نہ دی اور اگلے سال پر بات ٹال دی۔

حدیبیہ کے مقام پر قریش سے بات چیت کا سلسلہ شروع ہوا۔قریش کی جانب سے متعدد قاصد آئے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر یہ واضح کر دیا کے ہمارا مقصد جنگ نہیں بلکہ صرف عمرہ ہے لیکن کفار قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر بات کو ماننے سے انکار کر دیا۔

ادھر قریش کی جانب سے سہیل بن عمرو بھی صلح کی بات چیت کرنے کے لئے آ گئے اور ایک معاہدہ لکھا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کاتب کو معاہدہ لکھنے کے لئے بلوایا اور معاہدے کی ابتداء بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ سے کی گئی سہیل نے کہا کے اللہ کی قسم ہم نہیں جانتے ہیں یہ الرَّحۡمٰنِ کون ہے؟ تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بسمک اللھم لکھوایا جیسا کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے لکھوایا کرتے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کاتب سے یہ کہا کے لکھو یہ وہ فیصلہ ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا ہے، سہیل نے کہا، اللہ کی قسم اگر ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کا رسول جانتے تو پھر بیت اللہ سے کیوں روکتے؟ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قتال کیوں کرتے؟ اس جگہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محمد بن عبداللہ لکھیے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا! اللہ کی قسم میں ضرور اللہ کا رسول ہوں اگر چہ تم مجھ کو جھٹلاتے ہو خیر محمد بن عبداللہ ہی لکھ دو اس کے بعد معاہدے کی شرائط لکھی گئیں۔

ا۔طرفین کے درمیان دس سال تک جنگ بند رہے گی اس مدت میں ان کے درمیان امن رہے گا اور کسی قسم کی ظاہری یا چوری چھپے کاروائی نہیں کی جائے گی۔

۲۔محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سال واپس چلے جائیں اور آئندہ سال عمرہ کے لئے آئیں وہ مکہ میں صرف تین دن قیام کریں گے اپنے ساتھ کوئی اسلحہ لے کر نہیں آئیں گے سوائے ایک تلوار کے جو نیام کے اندر رہے گی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کی مکہ آمد کے موقع پر ہم مکہ سے باہر چلے جائیں گے۔

۳۔قبائل عرب کو یہ اختیار ہے کے جس کا جی چاہے قریش کے ساتھ معاہدہ کریں اور جس کا جی چاہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ معاہدہ کریں۔

۴۔جو شخص قریش کی جماعت کا اپنے سرپرست کی اجازت کے بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس

آجائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو قریش کے حوالے کر دیں گے لیکن جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جماعت سے قریش کی طرف چلا جائے تو قریش اس کو واپس نہیں کریں گے۔

معاہدہ مکمل ہوا اور اس پر طرفین نے گواہ مقرر کئے اس معاہدہ کی شقوں پر مسلمان بہت دلبرداشتہ تھے خصوصاً حضرت عمرؓ بار بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھ رہے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ وہ اپنے جانوروں کی قربانیاں پیش کریں اور اپنے سر منڈوائیں لیکن تمام مسلمان اس وقت شدید غم کی کیفیات سے دوچار تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کا ذکر حضرت ام سلمیٰؓ سے کیا جسے سن کو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ مشورہ دیا کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا جانور قربان کرلیں اور حجام کو بلوا کر اپنے بال منڈوالیں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر نکلے اور کسی سے بات کئے بغیر اپنے جانور کی قربانی کی اور حجام کو بلوا کر اپنے بال منڈوائے جب مسلمانوں نے یہ دیکھا تو جیسے وہ سب ہوش میں آ گئے پھر انھوں نے بھی اپنے جانور قربان کئے اور بال منڈوائے۔

حضرت جابرؓ سے جب پوچھا گیا کے یوم حدیبیہ کو آپ لوگوں کی تعداد کتنی تھی؟ تو انھوں نے کہا کے ہم ۱۵۰۰ افراد تھے۔ ۲۰؎

امام احمد بن حنبل اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب نے یوم حدیبیہ کو ۷۰ اونٹ نحر کئے تھے۔ ۲۱؎

حدیبیہ سے مدینہ واپسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سورہ الفتح کا نزول ہوا۔

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۔ ۲۲

ترجمہ۔ اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم نے آپ کو کھلی فتح عطا کی۔

یعنی ہم نے آپ کے لئے زندگی کی راہیں کھول دیں اور آپ پر اپنی نعمتوں کی تکمیل کر دی۔

مفسرین اور علمائے کرام اس فتح مبین کو صرف صلح حدیبیہ کے تناظر میں ہی نہیں دیکھتے بلکہ اس سے مراد اللہ کی جانب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی بیش بہا نعمتوں کی تکمیل جس میں علوم و معارف، فہم و فراست، بلندی، اقتدار، نصرت، کامرانی، کامیابی، سرفرازی اور کشادگی شامل ہے یعنی اللہ تعالیٰ

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستے کی مشکلات، آزمائشیں، پریشانیاں، دشمنوں کی چالیں اور روکاوٹوں کو نا صرف دور فرمایا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حقائق بھی منکشف فرمائے اور حق و باطل کا ایک فیصلہ کن انقلاب کا بپا ہو جانا اپنے اندر ایک بہت بڑی کامیابی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورہ الفتح کے نزول کے بارے میں فرمایا! یہ سورہ مجھے دنیا کی ہر چیز سے زیادہ پیاری ہے۔ ۲۳؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے حضرت عمرؓ کو بلوا کر اس سورہ کو سنایا جس میں مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے ایک قریبی فتح کی بشارت دی۔

صلح حدیبیہ کے نتائج:

اس صلح کو مسلمان اپنی شکست اور کمزوری سمجھ رہے تھے لیکن یہ مسلمانوں کے حق میں فتح عظیم ثابت ہوئی بہت جلد ایک ایک کر کے اس صلح کے فوائد سامنے آنے لگے اس معاہدے میں مسلمانوں کو جس شرط سے سب سے زیادہ تکلیف محسوس ہو رہی تھی وہ یہ کے اگر مسلمان مکہ سے بھاگ کر آئے تو ہم اس کو قریش کو لوٹا دیں لیکن اگر مدینہ سے کوئی مکہ جائے تو وہ اس مسلمانوں کو نہیں لوٹائیں گے لیکن کچھ دنوں کے بعد قریش مکہ پر یہ شرط الٹی پڑ گئی اور وہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اس شرط کو ساقط کرنے کے غرض سے آئے۔

اس صلح کا ایک اور فائدہ یہ ہوا کے پہلی بار قریش نے مسلمانوں اور مدینہ کو اسلامی ریاست کے طور پر اس کو تسلیم کیا پھر یہ کے مسلمانوں کے ساتھ جو اتحاد قائم کرنا چاہے وہ کر سکتا ہے۔ مسلمان عرصہ دراز سے جنگوں میں گھرے ہوئے تھے کفار قریش کی جانب سے دس سال کی جنگ بندی کے اعلان نے انھیں سکھ کا سانس لینے دیا اور مسلمانوں نے اس وقفہ میں اسلام کی جی جان سے تبلیغ و اشاعت کی اور اسلام اس عرصہ میں بہت تیزی سے بڑھا اور مسلمانوں کو اپنی صفوں کی تنظیم کا موقع مل گیا جس کو انھوں نے مضبوط بنیادوں پر استوار کیا یہاں تک کے انھوں نے اپنی عسکری قوت کو بھی بے پناہ بڑھالیا اور ارد گرد ان کے مدمقابل نہ رہے پھر بعد میں یہی معاہدہ مسلمانوں کے لئے فتح عظیم کا سبب بنا اس صلح کے ذریعہ مسلمانوں کے لئے بیت اللہ کی زیارت کا حق تسلیم کر لیا گیا اور قریش نے یہ مان لیا کے مسلمان بے دین نہیں ہیں اس سے اہل عرب کے دل کی

نفرت مسلمانوں کے خلاف کم ہوگئی کیونکہ جس قسم کا قریش مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ کررہے تھے اس سے تو یہی ثابت ہوتا تھا کے مسلمان نہ جانے کون سے نئے دین کے پیروکار ہیں اس معاہدے سے قریش اور ان کے یہودی حلیفوں کے درمیان تفریق ہوگئی جو کے ہر وقت قبائل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف بھڑکاتے رہتے تھے تاہم اللہ تعالی نے مسلمانوں کو عزت، نصرت اور سربلندی عطا فرمائی۔

غزوہ خیبر:

غزوہ خیبر سن ۷ ھ میں ہوئی خیبر مدینہ کے شمال میں واقع ایک زرخیز علاقہ ہے جہاں کھجور کے باغات اور کھیت کھلیان بھی بکثرت تھے یہاں یہودیوں کا ایک مرکزی مقام تھا جہاں ان کے کئی مضبوط قلعے تھے جن میں سے بعض کے آثار تو اب بھی موجود ہیں ان قلعوں کی تعداد نو تھی۔

۱۔النطاۃ۔ ۲۔الصعب بن معاذ۔ ۳۔ناعم۔ ۴۔الزبیر۔ ۵۔النزار

۶۔ابی۔ ۷۔القموص۔ ۸۔الوطیع۔ ۹۔سلالم۔

ان قلعوں میں القموص کو خاص اہمیت حاصل تھی خیبر میں یہودیوں کی قدیم آبادی کے علاوہ قبیلہ بنو نضیر (مدینہ سے جلاوطن کئے ہوئے یہودی) کے لوگ بھی آباد تھے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کا قصد سن ۷ ھ میں ماہ محرم میں کیا اور وادی رجیع میں قیام کیا جو کہ خیبر اور وادی غطفان کے درمیان واقع تھی یہاں قیام کی اصل وجہ یہ تھی کے بنو غطفان کے یہودی ،خیبر کے یہودیوں کی مدد نہ کرسکیں اگرچہ بنو غطفان پر مسلمانوں کا رعب بھی قائم تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باقاعدہ خیبر پر چڑھائی کی اور خیبر کے قلعوں کو ایک ایک کر کے فتح کرتے چلے گئے لیکن القموص کا قلعہ جو سب سے زیادہ مضبوط تھا اور اس قلعہ کا رئیس عرب کا مشہور پہلوان مرحب تھا فتح نہیں ہورہا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علم (جھنڈا) حضرت علیؓ کو دیتے ہوئے ان کے حق میں دعا فرمائی حضرت علیؓ جو کے فاتح خیبر ہیں انھوں نے اس قلعہ کو فتح کرتے ہوئے مرحب کو قتل کیا بعد ازاں مسلمانوں کو بکثرت مال غنیمت حاصل ہو دشمن کے کئی لوگ قیدی ہوئے جن میں صفیہؓ بنت حی ابن اخطب بھی تھیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعد میں نکاح بھی کیا خیبر کی فتح کے بعد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودیوں کو یہاں سے جلاوطن کرنے کا ارادہ کیا لیکن خیبر کے یہودیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کے ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہیں رہنے دیجئے ہم ان کھیت کھلیانوں میں کام کریں گے اور پیداوار کا نصف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! لیکن ہم جب تک چاہیں گے تمھیں یہاں رکھیں گے یہاں تک کہ حضرت عمر فاروق ؓ کے دورِ خلافت میں انھیں تیما اور اریحا کی جانب جلاوطن کیا گیا اس جنگ میں ۹۳ یہودی جہنم واصل ہوئے جبکہ ۱۵ مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا۔

خیبر کی فتح سے جزیرہ العرب میں یہود کا عسکری نقطہ نظر سے یکسر خاتمہ ہو گیا اور ان کی کوئی اہمیت اور حیثیت باقی نہ رہی نیز مدینہ کے شمالی علاقہ میں مسلمانوں کی دھاک بیٹھ گئی دیگر قبائل کی غداری سے مسلمان محفوظ و مامون ہوئے نیز شمالی قبائل میں اسلام تیزی سے پھیلا پھر یہاں کی فتح سے مسلمانوں کی معاشی حالت مستحکم ہوئی اس فتح سے خیبر کے ایک قریبی قصبہ فدک پر بھی مسلمانوں کا رعب طاری ہو گیا اور اہل فدک نے خود ہی نصف پیداوار کی ادائے گی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مصالحت کی درخواست کی جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول فرمایا خیبر سے واپسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وادی القریٰ کو بزور شمشیر فتح کیا اور مال غنیمت کو تقسیم کیا۔

فتح مکہ:

۱۷ رمضان سن ۸ ھ میں فتح مکہ ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمضان کے مہینے میں مکہ کی جانب جنگ کے ارادے سے پیش قدمی کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ۱۰۰۰۰ کا لشکر تھا مکہ سے پہلے ایک وادی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رات قیام کیا اور لشکر کے مجاہدین کو دس، دس افراد کے ٹولے کی شکل میں میدان میں دور تک پھیلا دیا اور درمیان میں آگ کو روشن کرنے کا حکم دیا تا کہ دشمن مسلمانوں کی کثیر تعداد کا اندازہ لگالیں جب یہ خبر ابوسفیان کو پہنچی تو وہ حواس باختہ ہو گیا ایک روایت میں ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس ؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اابوسفیان کے لئے امان طلب کی اور ابوسفیان کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے کر گئے جہاں ابوسفیان نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاتھ پر اسلام قبول کیا پھر حضرت عباس ؓ، ابوسفیان کو ایک ایسی جگہ لے جا کر

کھڑے ہوئے تا کہ وہ لشکر اسلام کو مکہ میں داخل ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھ لے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دس، دس مجاہدین کے ایک گروہ کو ایک ساتھ داخل مکہ کر رہے تھے مجاہدین تکبیر پڑھتے ہوئے مکہ میں داخل ہو رہے تھے جس کی آواز سے مکہ کی پہاڑیاں گونج رہی تھیں کفار مکہ اور ان کے سردار ہیبت زدہ ہو کر اس منظر کو دیکھ رہے تھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستہ کا پرچم زبیر بن عوامؓ نے اٹھایا تھا تھوڑی بہت جھڑپ ہوئی جس میں کفار کے ۱۴ جبکہ مسلمانوں کے ۱۲ افراد شہید ہوئے پھر کفار نے اپنے اندر مقابلے کی سکت نہ پائی اور میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے ابوسفیانؓ کے گھر پناہ لے لی وہ بھی امان میں ہے جس نے اپنے گھر کا دروازہ بند کرلیا، اپنا ہتھیار پھینک دیا، یا حرم میں پناہ لے لی وہ بھی امان میں ہے۔

بخاری کی ایک روایت ہے کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو وہاں ۳۶۰ بت نصب تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی چھڑی سے ایک ایک بت کو گراتے جاتے اور یہ آیت تلاوت کرتے جاتے کے حق آ گیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل مٹنے کے لئے ہی تھا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عام معافی کا اعلان کرتے ہوئے زمانہ جاہلیت کے اپنے خاندان کے قتل اور سود کو بھی معاف فرما دیا اس موقع پر جو لوگ اسلام لائے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی بیعت فرمائی فتح مکہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں ۱۹ دن قیام کیا اور یہاں عتاب بن اسیدؓ کو گورنر مقرر کیا۔

اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک الفتاح کے ضمن میں صرف غزوات کا ذکر ہی مقصود نہیں بلکہ دنیا کی تاریخ گواہ ہے کے اللہ تعالیٰ نے کس طرح سے انفرادی اور اجتماعی سطح پر حق کو مضبوط کیا ہے تاہم بعض اوقات باطل قوتیں بھی غالب اور مسلمانوں پر مسلط نظر آتی ہیں لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کے اللہ مسلمانوں کو عروج عطا نہ کرے گا بلکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلمانوں نے کئی سو سالوں تک دنیا کے تین براعظموں پر پرچم اسلامی لہرایا تاہم عصر حاضر میں یہود و نصاریٰ دنیا پر حکمران اور اس کے سیاہ و سفید کے مالک بنے بیٹھے ہیں اگر چہ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کے ۵۷ اسلامی ممالک کے وسائل و ذرائع اور ملکی دولت و معدنیات پر بھی انھی بیرونی آقاؤں کی عملداری ہے جو پوری دنیا پر اپنے مکمل اقتدار کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ قرائین سے یہ اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں کے طاغوتی

قوتیں اور مسلمان دشمن طاقتیں یکجا ہو کر اپنے ناپاک ارادوں میں بہت حد تک کامیاب بھی ہوئیں وہ ایک عرصہ سے اسلام اور مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے نا صرف خواب دیکھ رہی ہیں بلکہ مسلسل سازشوں میں بھی مصروف عمل ہیں۔

بقول مولانا ظفر علی خان!

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

وہ وقت بھی دور نہیں جب پوری دنیا توحید کے نور سے روشن ہو جائے گی اور اس کائنات کی تخلیق کا اصل مقصد یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دین اسلام کی تکمیل مکمل ہو جائے گی۔

ارشاد خداوندی:

هُوَ الَّذِيٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَ دِيۡنِ الۡحَقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ ۔۲۴

ترجمہ۔اللہ نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ وہ اسے غالب کر دے تمام ادیان پر اگرچہ مشرک ناپسند کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت ثوبانؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! اللہ تعالی نے میرے لئے ساری زمین کو لپیٹ دیا اور میں نے اس کے تمام مشارق اور مغارب کا مشاہدہ کر لیا اور سنو! میری امت کی حکومت ان تمام علاقوں پر قائم ہو کر رہے گی جو مجھ کو لپیٹ کر دکھائے گئے۔۲۵

حضرت مقداد بن اسودؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! اس زمین پر کوئی کچا گھر نہ بچے گا اور نہ ہی کوئی خیمہ بچے گا جہاں دین اسلام داخل نہ ہو جائے اس پر حضرت مقداد بن اسودؓ نے کہا کے یہ سننے کے بعد میرے ذہن میں سورہ انفال کی یہ آیت آ گئی:

اِلَّا تَنۡفِرُوۡا يُعَذِّبۡكُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا ۙ وَّ يَسۡتَبۡدِلۡ قَوۡمًا غَيۡرَكُمۡ وَ لَا

تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔۲۶

ترجمہ۔ اگر تم نہ نکلو گے تو اللہ تمہیں درد ناک عذاب دے گا اور تمہارے علاوہ دوسری قوم کو تمہارے بدلہ پیدا فرمادے گا اور تم اس کو کچھ بھی ضرر نہیں پہنچا سکتے ہو، اور اللہ پر چیز پر قادر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا! جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو سب سے پہلے مجھ پر درود پڑھے اس کے بعد یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ افۡتَحۡ لِیۡ اَبۡوَابَ رَحۡمَتِكَ یعنی اے میرے رب! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے۔۲۶؎

حضرت ابو ہریرہؓ جب بارش ہوتے دیکھتے تو فرماتے کے مطرنا بنوء افۡتَحۡ یعنی ہمیں بارش فتح والی آیت کی وجہ سے ملی اور پھر آپ یہ آیت تلاوت فرماتے،

مَا یَفۡتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنۡ رَّحۡمَةٍ فَلَا مُمۡسِكَ لَهَا ۔۲۷

ترجمہ۔ جو بھی کوئی رحمت اللہ انسانوں کے لیے کھول دے تو اس کو کوئی روکنے والا نہیں۔

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے جنگ جمل میں اپنے بیٹے محمد بن حنیفہ کو علم دیتے ہوئے فرمایا! پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دیں لیکن تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا، اپنے دانتوں کو بھینچ لینا، اپنا سر اللہ کے قدموں میں رکھنا لیکن لشکر کی آخری صفوں پر نظر رکھنا دشمن کی طاقت اور ہیبت سے اپنی آنکھوں کو بند کر لینا اور یہ یقین رکھنا کے مدد صرف اللہ ہی کی طرف سے آتی ہے۔۲۸؎

سکینت کا نزول:

سکینت کے نزول کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

هُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ السَّكِیۡنَةَ فِیۡ قُلُوۡبِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ لِیَزۡدَادُوۡۤا اِیۡمَانًا مَّعَ اِیۡمَانِهِمۡ ۔۲۹

ترجمہ۔ وہی تو ہے جس نے مومنوں کے دلوں پر تسلی نازل فرمائی تا کہ ان کے ایمان کے ساتھ اور ایمان بڑھے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا! حدیبیہ والے دن جن باایمان صحابہ نے اللہ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات مان لی اللہ نے ان کے دلوں کو مطمئن کر دیا اور ان کے ایمان اور بڑھ گئے۔

سکون۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (س۔ک۔ن) سے مشتق ہے۔

سکون۔کے معنی بغیر حرکت یا ٹھہر جانا۔

سکن۔سکنا۔سکنی اور سکونت۔سے مراد رہائش اختیار کرنا۔۳۰

سکنۃ تسکیناً۔سے مراد اضطراب کو رفع کرنا یا دل کو سکون یا قرار کا آجانا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ جَعَلَ الَّیۡلَ سَکَنًا ۔۳۱

ترجمہ۔(اللہ) نے رات کو سکون کے لئے بنایا۔

اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّهُمۡ ۔۳۲

ترجمہ۔ان کے حق میں دعائے خیر کرو کہ تمہاری دعا ان کے لیے موجب تسکین ہے۔

فَاَنۡزَلَ اللّٰهُ سَکِیۡنَتَهٗ عَلٰی رَسُوۡلِهٖ وَ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ اَلۡزَمَهُمۡ کَلِمَةَ التَّقۡوٰی وَ کَانُوۡۤا اَحَقَّ بِهَا وَ اَهۡلَهَا وَ کَانَ اللّٰهُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمًا ۔۳۳

ترجمہ۔خدا نے اپنے پیغمبر اور مومنوں پر اپنی طرف سے تسکین نازل فرمائی اور ان کو پرہیز گاری کی بات پر قائم رکھا اور وہ اسی کے مستحق اور اہل تھے اور خدا ہر چیز سے خبردار ہے۔

ابن فارس لکھتے ہیں کے ہر محبوب اور باعث تسکین شے کو السکن کہا جاتا ہے کیونکہ اس سے سکون اور قرار حاصل ہو جاتا ہے۔

السکینۃ۔سے مراد اطمینان، سکون اور وقار ہے۔۳۴

تسبیحات:

ہر لمحہ اللہ کی تسبیحات کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ تُسَبِّحُوۡهُ بُکۡرَةً وَّ اَصِیۡلًا ۔۳۵۔

ترجمہ۔صبح وشام اس کی تسبیح کرتے رہو۔

اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّ عِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَ قِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۔٣٦

ترجمہ۔جو (فرشتے) عرش کو اٹھائے ہوئے اور جو اس کے گردا گرد (حلقہ باندھے ہوئے) ہیں (یعنی فرشتے) وہ اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے رہتے ہیں اور مومنوں کے لئے بخشش مانگتے رہتے ہیں کے اے ہمارے پروردگار تیری رحمت اور تیرا علم ہر چیز کو احاطہ کئے ہوئے ہے تو جن لوگوں نے توبہ کی اور تیرے رستے پر چلے ان کو بخش دے اور دوزخ کے عذاب سے بچالے۔

رَبَّنَا وَ اَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ﹰالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔٣٧

ترجمہ۔اے ہمارے پروردگار ان کو ہمیشہ رہنے کے بہشتوں میں داخل کر جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور جو ان کے باپ دادا اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے نیک ہوں ان کو بھی۔بے شک تو غالب حکمت والا ہے۔

وَ قِهِمُ السَّيِّاٰتِ ۭ وَ مَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ۭ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۔٣٨

ترجمہ۔اوران کو عذابوں سے بچائے رکھ اور جس کو تو اس روز عذابوں سے بچالے گا تو بے شک اس پر مہربانی فرمائی اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

تسبیح۔عربی زبان کا لفظ ہے جو (س۔ب۔ح) سے ماخوذ ہے۔۳۹

السباح۔عربی زبان میں تیز رفتار گھوڑے، اونٹ اور پیراک کو بھی کہتے ہیں۔

سبح۔سے مراد جو شخص تلاش معاشں میں تگ ودو کرے یا دوڑے بھاگے۔

السبح۔ عربی زبان میں زمین کے گھومنے کو بھی کہا جاتا ہے۔
سبح۔ سے مراد کسی بھی کام کی تکمیل کے لئے جدوجہد اور پوری تگ و دو کرنا ہے۔
سُبۡحَانَ اللّٰہِ۔ کا ایک مطلب اللہ کی جانب نہایت تیز رفتاری سے جانا۔
سبح۔ سے مراد پانی یا ہوا میں نہایت تیزی سے دوڑنا۔ ۴۰؎
التسبیح۔ سے مراد اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں تیزی سے عمل کرنا۔
یسبحون۔ سے مراد فلک میں تیزی سے گردش کرنے والے ستارے اور سیارے۔ ۴۱؎
اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

لَا الشَّمۡسُ یَنۡۢبَغِیۡ لَهَاۤ اَنۡ تُدۡرِكَ الۡقَمَرَ وَ لَا الَّیۡلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَ
كُلٌّ فِیۡ فَلَكٍ یَّسۡبَحُوۡنَ۔ ۴۲

ترجمہ۔ نہ تو سورج ہی سے ہوسکتا ہے کے چاند کو جا پکڑے اور نہ رات ہی دن سے پہلے آسکتی ہے اور سب اپنے اپنے دائرے میں تیر رہے ہیں۔

اِنَّ لَكَ فِی النَّهَارِ سَبۡحًا طَوِیۡلًا۔ ۴۳

ترجمہ۔ دن کے وقت تو تمہیں اور بہت سے شغل ہوتے ہیں۔

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُسَبِّحُ لَهٗ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ الطَّیۡرُ صٰٓفّٰتٍ
كُلٌّ قَدۡ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَ تَسۡبِیۡحَهٗ وَ اللّٰهُ عَلِیۡمٌۢ بِمَا یَفۡعَلُوۡنَ۔ ۴۴

ترجمہ۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کے جو لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں خدا کی تسبیح کرتے ہیں اور پر پھیلائے ہوئے جانور بھی اور سب اپنی نماز اور تسبیح کے طریقے سے واقف ہیں اور جو کچھ وہ کرتے ہیں (سب) خدا کو معلوم ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ وَ هُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَكِیۡمُ۔ ۴۵

ترجمہ۔ تمام مخلوقات جو آسمان اور زمین میں ہیں، وہ سب اللہ کی تسبیح کرتی ہیں، وہ غالب اور حکمت والا ہے۔

وَ یُسَبِّحُ الرَّعۡدُ بِحَمۡدِهٖ وَ الۡمَلٰٓئِكَةُ مِنۡ خِیۡفَتِهٖ ۚ وَ یُرۡسِلُ الصَّوَاعِقَ

فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَ هُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَ هُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ۔۴۶

ترجمہ۔اور رعد اور فرشتے سب اس کے خوف سے اس کی تسبیح وتحمید کرتے رہتے ہیں اور وہی بجلیاں بھیجتا ہے پھر جس پر چاہتا ہے گرا بھی دیتا ہے اور وہ خدا کے بارے میں جھگڑتے ہیں اور وہ بڑی قوت والا ہے۔

وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ۔۴۷

ترجمہ۔اور صبح اور شام اس کی پاکی بیان کرتے رہو۔

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۔۴۸

ترجمہ۔تو تم اپنے پروردگار بزرگ کے نام کی تسبیح کرتے رہو۔

تسبیحات سے مراد کل اشیاء کائنات اپنی اپنی تسبیحات، مقاصد، جدوجہد، اپنے دائرہ کار، حصول معاش، طور طریق اور عبادات سے بخوبی واقف ہیں، سوائے چند سرکش انسان اور جنات کے، باقی کل اشیاء کائنات اللہ کی مطیع اور فرمانبردار ہے، اور نہایت خلوص اور شدت کے ساتھ اپنے مقاصد کی جانب نہایت تیزی سے گامزن اور عمل پیرا ہیں تاہم باطل قوتوں کے خلاف مزاحمت اور جدوجہد کو بھی تسبیح کہا گیا ہے، چنانچہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کی جانب مہم پر روآنہ ہوئے تو انھوں نے اللہ سے اپنے بھائی ہارون کی وزارت طلب فرمائی تاکہ دونوں بھائی مل کر فرعون کے دربار میں جا کر اللہ کی بہت پاکی بیان کریں اور اللہ کی بہت تسبیح بیان کریں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ۙ وَّ نَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ۔۴۹

ترجمہ۔اور تجھے کثرت سے یاد کریں تاکہ ہم تیری بہت سی تسبیح کریں۔

قرآن کریم میں تمام انسانوں کے لئے دن میں تسبیحات یعنی صلوۃ کو فرض فرمایا ہے چنانچہ تمام پیغمبروں نے اپنی اپنی امت کو صلوۃ کے قیام کا حکم دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی بھی دن میں پانچ بار صلوۃ قائم کر کے اللہ کی حمد وثناء اور تسبیحات کا اہتمام کرتے ہیں، دوسری جانب صلوۃ ایک

ایسا پروگرام ہے جس میں انسانی حرکات وسکنات اور الفاظ انسان کے جذبہ عمل کا بے تابانہ اظہار کرتے ہیں، قرآن کریم کے مطابق تسبیحات کا اصل مقصد اللہ کے قاعدے قوانین کی مکمل پاسداری کرنا ہے اور اللہ کی اطاعت میں پوری جدوجہد اور سرگرمی سے عمل پیرا ہونا ہے۔ تسبیح میں شدت کا پہلو نمایاں ہے جب ہی سبحان اللہ کہنے والے کے ذہن میں یہ بات پوری طرح سے راسخ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام عیوب اور نقائص سے پاک اور منزہ ہے، دوسری جانب ان الفاظ میں شدت، قوت مضبوطی اور تیزی کا عنصر بھی نمایاں ہے یہی وجہ ہے کہ عربی زبان کا لفظ کساء مسبح کا مطلب نہایت مضبوطی اور سختی سے بنا ہوا کمبل ہے۔

اس اعتبار سے فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ کے معانی۔ صفات الٰہی کو نہایت تیزی، شدت اور مضبوطی کے ساتھ اپناتے ہوئے عام کرنا ہے۔

سورہ الصفت میں جب حضرت یونس علیہ السلام کو ایک بڑی مچھلی نے نگل لیا۔

اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ۔ ۵۰

ترجمہ۔ پھر اگر وہ (خدا کی) پاکی بیان نہ کرتے۔

لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ۔ ۵۱

ترجمہ۔ تو اس روز تک کہ لوگ دوبارہ زندہ کئے جائیں گے اسی کے پیٹ میں رہتے۔

علماء لغات کے مطابق! اگر یہ لفظ (مُسَبِّحِين) سَبَحَ سے ہوتا تو اس کے معانی تیراک ہوتے لیکن سبح کے اعتبار سے اس کے معانی پوری قوت اور شدت سے جدوجہد کرنے والا چنانچہ واقعے سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ سے نکلنے کے لئے نہایت شدت سے اللہ کے حضور معافی پیش کی جس کے نتیجے میں مچھلی نے بلا آخر انھیں ساحل پر اگل دیا اور اگر وہ اللہ کی پاکی بیان نا کرتے تو وہ قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں ہی رہتے۔

وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ۔ ۵۲

ترجمہ۔ اور (فرشتے کہتے ہیں کہ) ہم میں سے ہر ایک کا ایک مقام مقرر ہے۔

وَّاِنَّا لَنَحۡنُ الصَّآفُّوۡنَ ۔۵۳۔

ترجمہ۔اور ہم صف باندھے رہتے ہیں۔

وَاِنَّا لَنَحۡنُ الۡمُسَبِّحُوۡنَ ۔۵۴

ترجمہ۔اور (خدائے) پاک (ذات) کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔

یعنی فرشتوں کا انتہائی قوت، جدوجہد، شدت، اور مضبوطی کے ساتھ اللہ کے متعین کردہ پروگرام کی تکمیل میں مصروف عمل رہنا۔

سُبۡحٰنَ اللّٰہِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ ۔۵۵

ترجمہ۔ یہ جو کچھ بیان کرتے ہیں خدا اس سے پاک ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالی فرمارہے ہیں! اللہ تعالی ان تمام غلط تصورات سے بہت دور ہے جو لوگوں نے اللہ سے متعلق گھڑ رکھے ہیں۔

فَسُبۡحٰنَ اللّٰہِ حِیۡنَ تُمۡسُوۡنَ وَ حِیۡنَ تُصۡبِحُوۡنَ ۔۵۶

ترجمہ۔تو جس وقت تم کو شام ہو اور جس وقت صبح ہو خدا کی تسبیح کرو (یعنی نماز پڑھو)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بازی لے گئے مفردون ،صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ مفردون کون ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں۔ ۵۷؎

جب کوئی شخص صبح یا شام میں (۱۰۰) بار سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمۡدِہٖ سُبۡحَانَ اللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ کہے گا تو قیامت کے دن کوئی شخص اس شخص سے بہتر عمل لے کر نہیں آئے گا سوائے ان کلمات کے۔ ۵۸؎

حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی کا ذکر اتنی کثرت سے کرو کے لوگ تمھیں دیوانہ کہیں۔ ۵۹؎

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے فرمایا! کیا تم میں سے کوئی شخص ہر روز ایک ہزار نیکیاں کمانے سے عاجز ہے؟ لوگوں نے کہا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا

ہم میں سے کوئی شخص ایک ہزار نیکیاں کما سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس کو چاہئے کے وہ (۱۰۰) بار سُبْحٰنَ اللّٰہِ کہے اس کے نامہ اعمال میں ایک ہزار نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور اس کے ایک ہزار گناہ مٹا دئے جائیں گے۔۶۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص صبح اور شام کے وقت (۷) مرتبہ یہ کلمات کہے گا تو اللہ اس شخص کی پریشانیوں سے اسے کافی ہوگا چاہے ان کے کہنے میں وہ سچا ہو یا جھوٹا

حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔۶۱

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص دن میں (۱۰۰) مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پڑھے گا تو اس شخص کے لئے (۱۰۰) نیکیاں لکھی جائیں گی اس کے (۱۰۰) گناہ مٹا دیئے جائیں گے اور یہ کلمات شام تک پورا دن شیاطین سے اس شخص کی حفاظت فرمائیں گے اور کوئی شخص اس سے زیادہ افضل عمل نہیں کرسکتا سوائے اس شخص کے جو اس سے بھی زیادہ مرتبہ یہی عمل دہرائے۔۶۲؎

موذی چیزوں اور بیماریوں سے بچانے والا ذکر:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے رات میں ایک بچھو نے کاٹ لیا جس کے کاٹنے سے مجھے شدید تکلیف پہنچی اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر تم شام کے وقت یہ کلمات کہہ دیتے تو وہ بچھو تمھیں نقصان نہ پہنچاتا أَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔۶۳؎

جنت کے پودے:

حضرت ابو ایوب انصاریؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج جب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات فرمائی تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کو حکم دیجئے کے وہ جنت میں زیادہ سے زیادہ پودے لگائیں کیونکہ جنت کی مٹی پاکیزہ اور

زمین وسیع ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا! جنت کے پودے کیا ہیں؟ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ ۶۴

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ بِحَمْدِہٖ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اس کے لئے جنت میں کھجور کا ایک درخت لگا دیا گیا۔ ۶۵

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

سبحان اللہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہوں تو یہ بات مجھے ان تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ ۶۶

حضرت انسؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر ایک درخت کے پاس سے ہوا جس کے پتے خشک تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر اپنی چھڑی ماری تو سوکھے پتے جھڑنے لگے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ و سبحان اللہ ولَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہ واللہ اکبر کہنا بندے کے گناہ کو گرا دیتا ہے جیسے اس درخت کے پتے گر رہے ہیں۔ ۶۷

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب کوئی بندہ کبیرہ گناہوں سے بچتے ہوئے نہایت اخلاص کے ساتھ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتا ہے تو اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں حتیٰ کے یہ کلمہ عرش تک پہنچ جاتا ہے۔ ۶۸

حضرت جابرؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سب سے افضل ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے اور سب سے افضل دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے۔ ۶۹

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ذکر الٰہی کے سوا زیادہ باتیں نہ کیا کرو کیونکہ ذکر الٰہی کے سوا زیادہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ذکر الٰہی کے سوا زیادہ باتیں نہ کیا کرو کیونکہ ذکر الٰہی کے سوا زیادہ باتیں کرنا دل کو سخت بنا دیتا ہے اور لوگوں میں اللہ سے سب سے زیادہ دور سخت دل والا ہوتا ہے۔ ۷۰

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا! تم جب بھی عبادت کروتو تصور احسان کے ساتھ عبادت کروصحابہ کرام نے پوچھاکے رسول اللہ ﷺ یہ تصور احسان کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا! تصور احسان کا مطلب ہے تم یہ تصور کرو کے تم اللہ کو دیکھ رہے ہواور اگر یہ تصور قائم نہیں ہوتا ہے تو پھر یہ تصور کرو کے اللہ تو تمھیں دیکھ ہی رہا ہے یعنی ہر عبادت میں اللہ کی طرف مکمل توجہ اور اس کے احساس کا ہونا ضروری ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! جب کوئی بندہ اللہ کو یاد کرتا ہے تو اللہ بھی اس کو یاد کرتا ہے، ذکر کے حلقے جنت کے باغ ہیں۔ ۷۱

جو لوگ اللہ کا ذکر کرتے ہیں انھیں فرشتے اپنے پروں میں ڈھانپ لیتے ہیں اور رحمت انھیں گھیر لیتی ہے اور اطمینان قلب انھیں میسر آتا ہے اور اللہ تعالی فرشتوں میں ان کا ذکر فرماتے ہیں۔ ۷۲

شیطان انسان کے قلب سے چمٹا رہتا ہے اور وہ صرف اللہ کے ذکر سے بھاگتا ہے۔ ۷۳

جو شخص اللہ کو تنہائی میں یاد کرتا ہے تو اللہ بھی اس کو تنہائی میں یاد کرتا ہے اور جو شخص اللہ کو کسی محفل یا مجلس میں یاد کرتا ہے تو اللہ اسے اس سے بہتر محفل یا مجلس میں یاد فرماتا ہے۔ ۷۴

حضرت معاذ بن جبل ؓ بیان کرتے ہیں، میں عرض کیا کے یا رسول اللہ ﷺ مجھے وصیت کیجئے آپ ﷺ نے فرمایا! تم سے جس قدر ہو سکے تم اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر پتھر اور درخت کے پاس اللہ کا ذکر کرو اور تم جو برا کام کرو اس کے بعد توبہ کرو پوشیدہ گناہ کی توبہ پوشیدہ کرو اور کھلم کھلا گناہ کی توبہ کھلم کھلا کرو۔ ۷۵

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے کے اس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔ ۷۶

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس نے سُبْحَانَ اللّٰہِ بِحَمْدِہٖ دن میں (۱۰۰) مرتبہ پڑھا اس کے گناہ معاف کردئے جائیں گے چاہے وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔ ۷۷

حضرت خولہ بنت حکیم ؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے! جو شخص کسی منزل پر اترا اور اس نے یہ کلمات کہے! اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ تو اسے اس

منزل سے چلے جانے تک کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔۷۸؎

حضرت ابوسعید خدریؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا! قیامت کے دن اللہ کے نزدیک درجے کے اعتبار سے کون سے بندے افضل، اونچے مرتبے والے اور اللہ سے زیادہ نزدیک ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والی عورتیں پھر میں نے دوبارہ سوال کیا کے کیا ان ذاکرین کے درجات شہداء سے بھی بڑھ کر ہوں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ہاں اگر چہ کسی شخص نے اپنی تلوار سے کفار اور مشرکین کو ہی کیوں نہ مارا ہوا اور اتنی شدید جنگ لڑی ہو کے اس کی تلوار بھی ٹوٹ گئی ہو اور وہ خود خون میں ہی کیوں نہ رنگ گیا ہو تب بھی اللہ کا ذکر کرنے والے کے درجات شہید سے بلند ہوں گے۔۷۹؎

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بہترین ذکر وہ ہے جو آہستہ سے کیا جائے بہترین رزق وہ ہے جو بہ قدر کفایت ہو۔۸۰؎

حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! صبح کو تم میں سے ہر ایک شخص کے ہر جوڑ پر ایک صدقہ ہوتا ہے پس ہر ایک تسبیح (سُبْحٰنَ اللّٰہِ) کہنا بھی صدقہ ہے ہر ایک تحمید (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ) کہنا بھی صدقہ ہے ہر ایک تہلیل (لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ) کہنا بھی صدقہ ہے اور تکبیر (اللّٰہُ اکبر) کہنا بھی صدقہ ہے۔۸۱؎

حضرت معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص باوضو ہو کر اللہ کا ذکر کرے اور ذکر کرتے کرتے سو جائے پھر رات کے کسی پہر اس کی آنکھ کھلے اور وہ اس وقت اللہ سے دنیا و آخرت کی کوئی خیر طلب کرے تو اللہ اسے وہ خیر ضرور عنایت فرمائے گا۔۸۲؎

مبارک کلمہ کی ادائے گی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص نماز سے قبل یہ کلمات ادا کرے گا اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیے جائیں گے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَّسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلاً۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں، جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ان کلمات کے بارے

میں سنا تو اس کے بعد میں ان کلمات کو کبھی ترک نہیں کیا۔ ۸۳؎

اللہ کا ذکر چھوڑنے کے نقصانات:

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص کسی جگہ یا مجلس میں بیٹھا ہو اور اس میں اس نے اللہ کا ذکر نہ کیا ہو تو یہ اس کے لئے اللہ کی طرف سے بہت نقصان کا باعث ہوگی اور جو کوئی کسی جگہ لیٹا ہو اور اس میں اس نے اللہ کا ذکر نہ کیا ہو تو یہ اس کے لئے اللہ کی طرف سے بہت نقصان کا باعث ہوگی۔ ۸۴؎

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر انسان اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا نام نہیں لیتا تو شیطان یہ کہتا ہے کے اسے رہنے کا ٹھکانہ اور اور کھانے کو کھانا مل گیا۔ ۸۵؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، جو لوگ مجلس سے اٹھیں اور اس مجلس میں وہ اللہ کا ذکر نہ کریں تو وہ گویا کسی مردار گدھے پر سے اٹھے اور آخرت میں ان پر یہ مجلس باعث حسرت ہوگی (اور وہ تمنا کریں گے کے کاش اس مجلس میں ہم نے اللہ کا ذکر کر لیا ہوتا)۔ ۸۶؎

ذکر یا تسبیحات کی اقسام:

ذکر کی درج ذیل تین اقسام ہیں۔

۱۔ ذکر قلبی۔۔۔۔اللہ کو دل میں یاد کرنا یہ ذکر کی سب سے اعلیٰ قسم ہے کے انسان دنیاوی کاموں میں مصروف رہے لیکن اس کا دل اللہ کی یاد میں محو ہو۔

۲۔ ذکر قولی۔۔۔۔اللہ کا ذکر زبان سے کرنا یعنی اللہ کے اسماء الحسنیٰ کا ورد کرنا، استغفار کرنا، درود شریف پڑھنا، اللہ کی حمد و ثناء کرنا اور اللہ کی بنائی ہوئی کائنات پر غور و فکر کرنا۔

۳۔ ذکر عملی۔۔۔۔اللہ کے بتائے ہوئے احکامت پر عمل کرنا بھی ذکر الٰہی کی عملی قسم ہے یعنی اللہ کے حکم پر نماز، روزہ، حج، زکوۃ، نیکی کے کام، سلام میں پہل، جنازے میں شرکت، مریض کی عیادت، رزق حلال کمانا، والدین کی عزت اور احترام کرنا، بچوں سے شفقت کرنا، سچ بولنا، وعدہ

پورا کرنا، نیکی کا حکم دینا، برائی سے روکنا، راستے سے کسی تکلیف دہ چیز کو ہٹانا، مصافحہ کرنا، ایک دوسرے کو تحائف بھیجنا، مسکرا کر ملنا، الغرض ہر وہ عمل جس کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حکم دیا ہے اس کو کرنا دراصل ذکر الٰہی کی عملی قسم ہے اور اللہ کو عمل ہی چاہئے جو انسان کو جنت میں لے کر جائے گا ورنہ زبانی کلامی باتیں تو سب ہی کر لیتے ہیں۔

تسبیحات کے فوائد:

تسبیحات کے بے شمار فوائد ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

۱۔ تسبیحات اور ذکر الٰہی سے دلوں کو اطمینان اور چین ملتا ہے۔

۲۔ انسان اللہ کا قرب حاصل کرتا ہے۔

۳۔ اس کی زندگی خیر و برکت اور سکون آتا ہے۔

۴۔ انسان کی سوچ اللہ کی جانب رہتی ہے جس کی وجہ سے وہ ہر مشکل، پریشانی اور مسائل کا بہتر طریقے سے مقابلہ کرتا ہے۔

۵۔ اس میں عبادت کا ذوق پیدا ہوتا ہے۔

۶۔ اللہ کی مخلوق سے محبت اور ہمدردی پیدا ہوتی ہے۔

۷۔ گناہ مٹتے ہیں اور نامہ اعمال میں ثواب لکھا جاتا ہے۔

۸۔ انسان کا شمار اللہ کے مقرب بندوں میں ہوتا ہے۔

۹۔ وہ کئی قسم کی نفسیاتی، دماغی، ذہنی اور جسمانی بیماریوں سے بچتا ہے۔

۱۰۔ تسبیحات کی برکتوں سے کئی ناگہانی حادثات، بلاؤں اور وباؤں سے بھی اللہ اس کی حفاظت فرماتے ہیں۔

۱۱۔ اللہ دشمنوں سے اس کی حفاظت فرماتے ہیں اور اس کو دین اور دنیا میں بلند درجات سے نوازتے ہیں۔

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب نے فرمایا کے اللہ تعالیٰ نے تسبیحات اور ذکر الٰہی کو دلوں کی جلا قرار دیا ہے۔ ذکر اللہ کا نور ہے۔

عافیت کے ۱۰ جز ہیں، جن میں سے ذکر الٰہی کے علاوہ ۹ جز خاموشی میں ہیں اور ایک جز بے وقوفوں کی صحبت سے پرہیز میں ہے۔

ہر وہ بات جو ذکر الٰہی سے خالی ہو لغو ہے۔

جو شخص آخرت کو یاد رکھے گا وہ اس کی تیاری بھی کرے گا۔

تین کام بڑے مشکل ہیں۔ ۱۔ ہر حالت میں اللہ کو یاد رکھنا۔ ۲۔ اپنے مال کے ذریعے اپنے بھائیوں کی مدد کرنا۔ ۳۔ لوگوں کے درمیان خود سے انصاف کرنا۔ اعضاء کا بہترین عمل یہ ہے کے تمھاری زبان ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہے۔

ذکر دو طرح کے ہیں۔ ۱۔ اللہ کا ذکر زبان سے کرنا۔ ۲۔ حرام اشیاء میں مبتلا ہونے کے وقت ذکر الٰہی کرنا یہاں دوسرا ذکر پہلے کے مقابلے میں فضیلت میں افضل تر ہے۔ سب سے بہترین عمل یہ ہے کے تم مرتے دم تک ذکر الٰہی میں رطب اللسان رہو۔

اللہ کو غافلوں کے درمیان یاد کرنے والا اس سرسبز پودے کی طرح ہے جو خشک گھاس کے درمیان ہو یا اس تعمیر شدہ گھر کی طرح ہے جو خرابات کے درمیان ہو۔

تسبیحات عقل کی وحشتوں کو دور کرتا ہے اور قلب کو روشن کرتا ہے اور رحمتوں کے نزول کا بھی سبب ہے۔ تسبیحات عقل کی روشنی نفس کی حیات اور سینے کی جلا ہے۔

مومن ہمیشہ بہت زیادہ ذکر الٰہی کرنے والا، اپنی آخرت کو بہت یاد کرنے والا، اپنی پریشانیوں پر صبر اور نعمتوں پر شکر کرنے والا ہوتا ہے۔ عقلمند وہ ہے جو اپنی زبان کو ذکر الٰہی کے سوا ہر چیز سے روکے رکھے۔ ذکر محبوب کے ساتھ بیٹھنے کی طرح ہے۔

ذکر جمیل دو زندگیوں میں سے ایک زندگی ہے۔ ذکر انسیت اور محبت کی کنجی ہے۔

ذکر سے سینے میں کشادگی پیدا ہوتی ہے۔ ذکر الٰہی نہایت بافضیلت عبادت ہے۔

خلوت کو ذکر الٰہی سے آراستہ کرو۔
اگر تم دیکھو کے اللہ تمھیں اپنے ذکر سے مانوس کر رہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کے وہ تمھیں دوست رکھنے لگا ہے۔
بہترین عبادت، تسبیحات یا ذکر الٰہی کے لئے جاگتی آنکھوں میں رات گزار دینا ہے۔
تسبیحات کے ذریعے نعمتوں کا نزول چاہا جاتا ہے۔
تسبیحات ایمان کا ستون اور شیطان سے بچاؤ کا راستہ ہے۔
تسبیحات ہر نیک انسان کی خوبی اور ہر مومن کی روش ہے۔
تسبیحات اور ذکر الٰہی نفسانی (نفسیاتی امراض) بیماریوں کا علاج ہے۔
اللہ کو یاد رکھنے والا اس کا ہم نشین ہوتا ہے جو اس سے انس رکھتا ہے۔
جو اللہ کو یاد کرتا ہے اللہ اس کو یاد کرتا ہے۔
تسبیحات آنکھوں کو روشن اور ضمیر کو مانوس کر دیتا ہے۔ ذکر الٰہی متقیوں کا شیوہ ہے۔
اللہ کو یاد رکھنے والا انسان کامیاب انسانوں میں سے ہوتا ہے۔
تمھارے لئے ذکر الٰہی لازم ہے کیونکہ یہ دلوں کا نور ہے۔ ذکر الٰہی میں قلب کی حیات ہے۔
ذکر الٰہی پورے ہوش وحواس، ظاہر، باطنی قلبی اور لسانی کیفیات کے ساتھ مکمل جانتے بوجھتے اور سوچ سمجھ کر کیا کرو کیونکہ درحقیقت تم اس وقت تک ذکر الٰہی کر ہی نہیں سکتے جب تک اپنے آپ اور اپنے نفس کو فراموش نا کر دو۔ ۸۷؎

اہم نکتہ:

پروفیسر رفیق احمد فرماتے ہیں! جب کوئی شخص مسلسل تسبیحات کرتا ہے تو وہ گویا اللہ کے قبضے میں آجاتا ہے یعنی دوست کبھی بھی اپنے دوست کو تنہا نہیں چھوڑتا، وہ اس کو ہمیشہ دوست رکھتا ہے، اس کا خیال رکھتا ہے، اس کی فکر کرتا ہے اور ہمیشہ اس سے دو ہاتھ بڑھ کر اس کی خدمت کرتا ہے۔
تسبیحات اور ذکر الٰہی کے بے شمار نفسیاتی فوائد ہیں جو نفس انسانی پر نہایت مثبت اثرات مرتب کرتے ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔ تسبیحات اور ذکر الٰہی کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے

کے انسان دنیا کے غم بھلا کر اللہ کی یاد میں اللہ کے ساتھ قائم ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے اس کو دماغی اور ذہنی سکون حاصل ہوتا ہے دوسری جانب اس ذکر کی تاثیر سے اس پر انوار اور تجلیات کی ایسی نورانی بارش ہوتی ہے جس میں وہ پرسکون اور ہشاش بشاش ہوجاتا ہے۔

۱۔ذکرالٰہی سے دلوں کو اطمینان اور چین ملتا ہے۔

۲۔انسان اللہ کا قرب حاصل کرتا ہے۔

۳۔اس کی زندگی خیر و برکت اور سکون آتا ہے۔

۴۔انسان کی سوچ اللہ کی جانب رہتی ہے جس کی وجہ سے وہ ہر مشکل، پریشانی اور مسائل کا بہتر طریقے سے مقابلہ کرتا ہے۔

۵۔اس میں عبادت کا ذوق پیدا ہوتا ہے۔

۶۔اللہ کی مخلوق سے محبت اور ہمدردی پیدا ہوتی ہے۔

۷۔گناہ مٹتے ہیں اور نامہ اعمال میں ثواب لکھا جاتا ہے۔

۸۔انسان کا شمار اللہ کے مقرب بندوں میں ہوتا ہے۔

۹۔وہ کئی قسم کی نفسیاتی، دماغی، ذہنی اور جسمانی بیماریوں سے بچتا ہے۔

۱۰۔ذکرالٰہی کی برکتوں سے کئی ناگہانی حادثات، بلاؤں اور وباؤں سے بھی اللہ اس کی حفاظت فرماتے ہیں۔

۱۱۔اللہ دشمنوں سے اس کی حفاظت فرماتے ہیں اور اس کو دین اور دنیا میں بلند درجات سے نوازتے ہیں۔

بیعت کی اہمیت:

بیعت کی اہمیت کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَ مَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۔۸۸

ترجمہ۔ جولوگ تم سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ پھر جو عہد کو توڑے تو عہد توڑنے کا نقصان اسی کو ہے اور جو اس بات کو جس کا اس نے خدا سے عہد کیا ہے پورا کرے تو وہ اسے عنقریب اجر عظیم دے گا۔

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ
مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ عَلَیْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا ۔۸۹

ترجمہ۔(اے پیغمبر) جب مومن تم سے درخت کے نیچے بیعت کررہے تھے تو خدا ان سے خوش ہوا۔ اور جو (صدق وخلوص) ان کے دلوں میں تھا وہ اس نے معلوم کرلیا۔ تو ان پر تسلی نازل فرمائی اور انہیں جلد فتح عنایت کی۔

بیعت۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ب۔ی۔ع) سے مشتق ہے۔

باع۔یبیع۔بیعاً۔ سے مراد خرید وفرخت کے ہیں۔۹۰

بیع۔ کے معنی باہمی معاہدے کے بھی ہیں، اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ
الْجَنَّةَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَیَقْتُلُوْنَ وَ یُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَیْهِ
حَقًّا فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ وَ الْقُرْاٰنِ وَ مَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ
فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِكُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِهٖ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ
الْعَظِیْمُ ۔۹۱

ترجمہ۔خدا نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لیے ہیں (اور اس کے) عوض ان کے لیے بہشت (تیار کی) ہے۔ یہ لوگ خدا کی راہ میں لڑتے ہیں تو مارتے بھی ہیں اور مارے بھی جاتے ہیں بھی ہیں، یہ تورات اور انجیل اور قرآن میں سچا وعدہ ہے، جس کا پورا کرنا اسے ضرور ہے اور خدا سے زیادہ وعدہ پورا کرنے والا کون ہے تو جو سودا تم نے اس سے کیا ہے اس سے خوش رہو اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰۤی اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ

بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّ لَا يَسْرِقْنَ وَ لَا يَزْنِيْنَ وَ لَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَ لَا
يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ وَ لَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ
مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ ۹۲

ترجمہ۔اے پیغمبر! جب تمہارے پاس مومن عورتیں اس بات پر بیعت کرنے کو آئیں کہ خدا کے ساتھ نہ شرک کریں گی نہ چوری کریں گی نہ بدکاری کریں گی نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی نہ اپنے ہاتھ پاؤں میں کوئی بہتان باندھ لائیں گی اور نہ نیک کاموں میں تمہاری نافرمانی کریں گی تو ان سے بیعت لے لو اور ان کے لئے خدا سے بخشش مانگو۔ بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

خواتین کا طریقہ بیعت:

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں، جو مسلمان خواتین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہجرت کر کے آتیں تو ان کا امتحان اسی آیت سے ہوتا یعنی جو خواتین ان تمام باتوں کا اقرار کر لیتیں انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زبانی فرما دیتے کے میں نے تم سے بیعت کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواتین سے بیعت کے موقع پر کبھی بھی ان سے ہاتھ نہیں ملایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف ان سے زبانی فرما دیا کرتے تھے۔ ۹۳؎

حضرت امیہ بنت رفیقہ فرماتی ہیں، اگر کئی خواتین بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کرنے کے لئے حاضر ہوتیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے قرآن کی اس آیت کے مطابق عہد و پیمان لیتے، آپؓ مزید فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی خواتین سے مصافحہ نہ فرماتے۔ ۹۴؎

حضرت سلمٰی بنت قیسؓ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خالہ تھیں، جن کا تعلق بنو عدی بن نجار کے قبیلہ سے تھا، فرماتی ہیں کے جب بھی انصار کی عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیعت کرنے کے لئے حاضر ہوتیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے اس بات کا اقرار کرواتے کے وہ اپنے شوہروں کی خیانت اور ان کے ساتھ دھوکہ نہیں کریں گی، اس پر ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کے خیانت اور دھوکہ سے کیا مراد ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! شوہر کے مال کو چپکے سے کسی اور کو نہ دو۔ ۹۵؎

ہندہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے خاوند ابوسفیان بخیل آدمی ہیں وہ مجھے اتنا خرچ نہیں دیتے جو مجھے اور میری اولادوں کو کافی ہو سکے تو کیا میں اگر ان کی بے خبری میں اور ان کے مال میں لے لوں تو مجھے جائز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہ طریق معروف اس کے مال سے اتنا لے لے جو تجھے اور تیرے بال بچوں کو کفایت کرے۔ ۹۶؎

حضرت ابن زیدؓ فرماتے ہیں دیکھو لوکے بہترین خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری کا حکم بھی معروف میں ہی ہے، اس بیعت والے دن آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں سے نوحہ نہ کرنے کا اقرار بھی لیا تھا۔ ۹۷؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوحہ کرنے والیوں پر اور نوحے کو کان لگا کر سننے والیوں پر لعنت فرمائی ہے۔ ۹۸؎

اس بیعت میں یہ بھی تھا کے خواتین غیر محرموں سے بات چیت نہ کریں، اس پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کے ہم گھر پر موجود نہیں ہوتے اور مہمان آجاتے ہیں آپ نے فرمایا میری مراد ان سے بات چیت کرنے کی ممانعت سے نہیں میں ان سے کام کی بات کرنے سے نہیں روکتا۔ ۹۹؎

ابن ابی حاتم میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بیعت کے موقعہ پر عورتوں کو نامحرم مردوں سے باتیں کرنے سے منع فرمایا اور فرمایا بعض لوگ وہ بھی ہوتے ہیں کے پرائی عورتوں سے باتیں کرنے میں ہی مزہ لیتے ہیں یہاں تک کے ان کی مذی نکل جاتی ہے۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ فرماتے ہیں، عقبہ اولیٰ میں ہم بارہ اشخاص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی اور انہی باتوں پر جو اس آیت میں مذکور ہیں آپ نے ہم سے بیعت لی اور فرمایا اگر تم اس پر پورے اترے تو یقیناً تمہارے لئے جنت ہے۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر بیعت:

صلح حدیبیہ کے موقع پر بیعت کرنے والوں کی تعداد چودہ سو تھی اور یہ درخت ببول کا تھا جو حدیبیہ کے میدان میں تھا۔ اس دن بیعت کے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا الٰہی عثمانؓ تیرے

اور تیرے رسول ﷺ کے کام کو گئے ہوئے ہیں پس آپ نے خود اپنا ایک ہاتھ اپنے دوسرے ہاتھ پر رکھا گویا حضرت عثمانؓ کی طرف سے بیعت کی۔ پس حضرت عثمانؓ کے لئے رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ ان کے اپنے ہاتھ سے بہت افضل تھا۔

حضرت عثمانؓ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھ کر خود ہی بیعت کر لی، تو صحابہ نے کہا عثمانؓ بڑے خوش نصیب رہے کہ ہم تو یہاں پڑے ہوئے ہیں اور وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے ہوں گے، یہ سن کر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! یہ ناممکن ہے کہ عثمان ہم سے پہلے طواف کر لیں۔

اس بیعت میں سب سے پہل کرنے والے حضرت ابو سنان اسدیؓ تھے۔ انہوں نے سب سے آگے بڑھ کر فرمایا حضور ﷺ ہاتھ پھیلایئے تا کہ میں بیعت کرلوں آپ نے فرمایا کس بات پر بیعت کرتے ہو؟ جواب دیا جو آپ کے دل میں ہو۔ ۱۰۰؎

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے بیعت کرنے والوں سے فرمایا! آج زمین پر جتنے ہیں ان سب پر افضل تم لوگ ہو۔ حضرت سعید بن مسیب کے والد بھی اس موقعہ پر حضور ﷺ کے ساتھ تھے آپ کا بیان ہے کہ اگلے سال جب ہم حج کو گئے تو اس درخت کی جگہ ہم پر پوشیدہ رہی ہم معلوم نہ کر سکے کہ کس جگہ حضور ﷺ کے ہاتھ پر ہم نے بیعت کی تھی اب اگر تم پر یہ پوشیدگی کھل گئی ہو تو تم جانو۔ آپؓ فرماتے ہیں اگر میری آنکھیں ہوتیں تو میں تمہیں اس درخت کی جگہ دکھا دیتا، تاہم اس جگہ کی تعین میں بڑا اختلاف ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جن لوگوں نے اس بیعت میں شرکت کی ہے ان پر جہنم کی آگ حرام ہے۔ ۱۰۱؎

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جن لوگوں نے اس درخت تلے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے سب جنت میں جائیں گے۔

فتح مکہ کے دن جب بیعت والی یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے کوہ صفا پر مردوں سے بیعت لی جبکہ حضرت عمرؓ نے عورتوں سے بیعت لی۔

اللہ کی سنت:

اللہ کی سنت اور عادت میں تبدیلی واقع نہیں ہوتی، جو ثواب ہے اور جو عذاب ہے وہ ہمیشہ سے قیامت تک رہے گا یعنی قتل اگر گناہ کبیرہ ہے تو حضرت آدم علیہ السلام سے قیامت تک گناہ کبیرہ ہی رہے گا اسی طرح سے والدین کی اطاعت اور فرمانبرداری اگر اللہ کو پسندیدہ ہے تو یہ ہر قوم اور امت کے لئے ہے، یعنی ثابت ہوا کے اللہ کی عادت اور سنت میں کسی قسم کا کوئی تغیر اور تبدل نہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚۖ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا ۔ ۱۰۲

ترجمہ۔(یہی) اللہ کی سنت (عادت) ہے جو پہلے سے چلی آئی ہے، اور تم اللہ کی سنت (عادت) میں کبھی تغیر اور تبدل نہ دیکھو گے۔

السنہ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (س۔ن۔ن) سے مشتق ہے۔ ۱۰۳؎

السنہ۔کے معانی طریقہ، راستہ، دستور اور قانون ہے۔

السنہ۔کی جمع سنن ہے۔

سنن الشیئ۔سے مراد کسی چیز کو سہل اور آسان کرنا۔

السنۃ۔سے مراد راستے کا کھلا، واضح اور نمایاں حصہ۔

السنۃ۔طریقہ، مسلک، معمول، قاعدے اور قانون۔ ۱۰۴؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَ لَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِیْلًا ۔ ۱۰۵

ترجمہ۔آپ سے پہلے جو ہم نے رسول بھیجے تھے ان کے لیے بھی یہی دستور تھا، اور آپ ہمارے دستور میں کوئی تبدیلی نہیں پائیں گے۔

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ فَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِیْنَ ۔ ۱۰۶

ترجمہ۔ بے شک تم سے پہلے (قانون قدرت کے) طریقے گزر چکے ہیں سوتم زمین میں چل پھر دیکھ لو (کہ پیغمبروں کو) جھٹلانے والوں کا کیسا (برا) انجام ہوا۔

سنت کا لغوی اور اصطلاحی معنی:

علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ لکھتے ہیں! سنت کا معنی طریقہ ہے، سنت اللہ کی حکمت اور اللہ کا بتایا ہوا طریقہ ہے جو تبدیل نہیں ہوتا چنانچہ سنت پر عمل کر کے نفس انسانی کو پاکیزہ کیا جا سکتا ہے اور اس کے ذریعے اللہ کا قرب اور ثواب حاصل کیا جاتا ہے۔۱۰۷

علامہ ابن اثیر جزری متوفی ۶۰۶ھ لکھتے ہیں! لغت میں سنت کا معنی طریقہ اور سیرت ہے۔۱۰۸

اور شریعت میں اس سے مراد ہے جس چیز کا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا ہو یا اس سے منع کیا یا جس قول اور فعل کو مستحب قرار دیا ہو جبکہ قرآن کریم میں ان امور کا ذکر نہ ہو۔

علامہ میر سید شریف علی بن محمد جرجانی متوفی ۸۱۶ھ لکھتے ہیں! لغت میں سنت کا معنی ہے طریقہ خواہ پسندیدہ طریقہ ہو یا غیر پسندیدہ اور شریعت میں اس کا معنی ہے وہ طریقہ جو دین میں مقرر کیا گیا۔

ارشادات خداوندی:

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔۱۰۹

ترجمہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو تم کو دیں اس کو لے لو اور جس سے تم کو روکیں اس سے رک جاؤ۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔۱۱۰

ترجمہ۔ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اللہ اس کو ان جنتوں میں داخل کر دے گا

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ۔۱۱۱

ترجمہ۔ اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور جو تم میں سے صاحبان

امر ہیں ان کی (اطاعت کرو)۔

وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ‌ؕ وَلَوۡ اَنَّهُمۡ اِذۡ ظَّلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ جَآءُوۡكَ فَاسۡتَغۡفَرُوا اللّٰهَ وَ اسۡتَغۡفَرَ لَهُمُ الرَّسُوۡلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيۡمًا ۔۱۱۲

ترجمہ۔ہم نے پیغمبر بھیجے تاکہ بحکم خداوندی ان کی فرمانبرداری کی جائے اور جب انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتے پھر اللہ سے مغفرت مانگتے اور رسول ان کے لئے استغفار کرتا تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

وَ مَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓـئِكَ مَعَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيۡقِيۡنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيۡنَ‌ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓـئِكَ رَفِيۡقًا ۔۱۱۳

ترجمہ۔جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے جو انبیاء صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں، اور یہ کیا ہی عمدہ ساتھی ہیں۔

مَنۡ يُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ‌ۚ وَمَنۡ تَوَلّٰى فَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ عَلَيۡهِمۡ حَفِيۡظًا ۔۱۱۴

ترجمہ۔جس نے رسول کی اطاعت کی تو بے شک اس نے اللہ کی اطاعت کر لی۔جس نے روگردانی کی سو ہم نے آپ کو نگران بنا کر بھیجا۔

سُنَّةَ مَنۡ قَدۡ اَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ مِنۡ رُّسُلِنَا وَ لَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحۡوِيۡلًا ۔۱۱۵

ترجمہ۔آپ سے پہلے جو ہم نے رسول بھیجے تھے ان کے لیے بھی یہی دستور (طریقہ) تھا اور آپ ہمارے دستور میں کوئی تبدیلی نہیں پائیں گے۔

قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ سُنَنٌ ۙ فَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَانۡظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُكَذِّبِيۡنَ ۔۱۱۶

ترجمہ۔ بے شک تم سے پہلے (قانون قدرت کے) طریقے گزر چکے ہیں سوتم زمین میں چل پھر دیکھ لو (کہ پیغمبروں کو) جھٹلانے والوں کا کیسا (برا) انجام ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے میری اطاعت کی گویا اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی گویا اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے کسی امیر کی نافرمانی کی گویا اس نے میری نافرمانی کی۔ ۱۱۷؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! تم پر لازم ہے کے تم سنتوں کو زندہ اور اللہ کی حدود کا قائم کرو۔ کوئی بدعت اس وقت تک ایجاد نہیں ہوتی جب تک ایک سنت ترک نا کر دی جائے۔

آپؓ نے وصیت فرمائی! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نا کرنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرنا کیونکہ یہ دونوں دین کے ستون اور چراغ ہیں۔

خوش نصیب ہے وہ انسان جو اپنے نفس پر قابو رکھے، اس کا ذریعہ معاش حلال طیب، اخلاق اچھا، کم سخن اور ضرورت مندوں پر اپنے مال کو خرچ کرنے والا ہے۔

کسی بھی ایسی سنت کو ہرگز ترک نا کرنا جس پر امت کے بزرگ عمل کر چکے ہوں اور امت اس سنت سے مانوس ہو چکی ہو جبکہ لوگ اس سنت پر عمل کر کے نیک ہو گئے ہوں۔ ۱۱۸؎

سچا خواب/ رویا صادقہ:

سچا خواب یا رویا صادقہ سے متعلق ارشاد خداوندی ہے!

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰہُ رَسُوْلَہُ الرُّءْیَا بِالْحَقِّ۔ ۱۱۹

ترجمہ۔ بے شک خدا نے اپنے پیغمبر کو سچا (اور) صحیح خواب دکھایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خواب:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب دیکھا تھا کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ گئے اور بیت اللہ شریف کا طواف کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا ذکر اپنے اصحاب سے مدینہ میں کیا، تاہم حدیبیہ والے سال جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمرے کے ارادے سے چلے تو اس خواب کی بنا پر صحابہ کو یقین کامل تھا کے اس سفر میں ہی کامیابی کے ساتھ اس خواب کا ظہور دیکھ لیں گے، لیکن مکہ جا کر کفار مکہ تضحیک آمیز سلوک یہاں تک کہ صلح نامہ لکھ کر بغیر زیارت بیت اللہ واپس ہونا پڑا تو ان صحابہ پر نہایت شاق گذرا چنانچہ حضرت عمرؓ نے تو خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ کہا کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو ہم سے فرمایا تھا کے ہم بیت اللہ جائیں گے اور طواف سے مشرف ہوں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ صحیح ہے لیکن یہ تو میں نے نہیں کہا تھا کے یہ اسی سال ہوگا؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہاں یہ تو نہیں فرمایا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر جلدی کیا ہے؟ تم بیت اللہ میں جاؤ گے ضرور اور طواف بھی یقینا کرو گے پھر حضرت صدیقؓ سے یہی کہا اور ٹھیک یہی جواب پایا۔

تاہم اگلے سال اس مبارک خواب کی تاویل کو صحابہ نے دیکھ لیا اور پورے امن و اطمینان کے ساتھ مکہ میں عمرہ کی ادائے گی کے لئے گئے اور وہاں جا کر احرام کھولتے ہوئے بعض نے اپنا سر منڈوایا اور بعض نے بال کتروائے۔

صحیح حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں! اللہ تعالیٰ سر منڈوانے والوں پر رحم کرے، لوگوں نے کہا حضرت اور کتروانے والوں پر بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ بھی یہی فرمایا پھر لوگوں نے وہی کہا آخر تیسری یا چوتھی دفعہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتروانے والوں کے لئے بھی رحم کی دعا کی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے خوف ہو کر یعنی مکہ جاتے وقت بھی امن وامان سے ہو گے اور مکہ کا قیام بھی بے خوفی کا ہوگا چنانچہ عمرۃ القضاء میں یہی ہوا یہ عمرہ ذی قعدہ سن ۷ ہجری میں ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ سے ذی قعدہ کے مہینے میں لوٹے، ذی الحجہ اور محرم تو مدینہ شریف میں قیام رہا صفر میں خیبر کی طرف گئے اس کا کچھ حصہ تو از روئے جنگ فتح ہوا اور کچھ حصہ از روئے صلح

مسخر ہوا یہ بہت بڑا علاقہ تھا اس میں کھجوروں کے باغات اور کھیتیاں بکثرت تھیں، یہیں کے یہودیوں کو آپ نے بطور خادم یہاں رکھ کر ان سے یہ معاملہ طے کیا کہ وہ باغوں اور کھیتیوں کی حفاظت اور خدمت کریں اور پیداوار کا نصف حصہ دے دیا کریں، خیبر کی تقسیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صرف ان ہی صحابہ میں کی جو حدیبیہ میں موجود تھے ان کے سوا کسی اور کو اس جنگ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حصہ دار نہیں بنایا، سوائے ان لوگوں کے جو حبشہ کی ہجرت سے واپس آئے تھے جو حضرات حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ تھے وہ سب اس فتح خیبر میں بھی ساتھ تھے۔ ۱۲۰؎

سچے خواب یا رویاء صادقہ کی حقیقت اور اہمیت:

اللہ تعالی نے مختلف پیغمبروں کو بھی سچے خواب دکھائے اور انھیں اس کے ذریعے بشارت عطا فرمائی تاہم قرآن کریم میں کچھ پیغمبروں اور کچھ دوسرے لوگوں کے خواب کے تذکرے بھی موجود ہیں۔

۱۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب جس میں انھوں نے دیکھا کے سورج، چانداور ستارے ان کو سجدہ کر رہے ہیں۔

۲۔ دو قیدیوں کے خواب جن کا ذکر ان قیدیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے فرمایا اور آپ نے ان سے ان خوابوں کی تعبیرات بیان فرمائیں۔

۳۔ عزیز مصر کا خواب، اس خواب کی تعبیر بھی حضرت یوسف علیہ السلام نے بیان فرمائی جس کے نتیجے میں مصر بہت بڑے قحط اور اس کے نقصان سے بچ گیا۔

۴۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب، جس میں وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کے حکم کو متواتر تین دن تک سنتے اور دیکھتے رہے۔

۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خواب، جس میں سے ایک خواب غزوہ بدر کے موقع پر آپ نے دیکھا، اور اس خواب میں اللہ تعالی نے کفار مکہ کی تعداد کو کم کر کے دکھایا تاہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس خواب کو صحابہ کرام کو سنایا کیونکہ اس خواب کے ذریعے اللہ نے انھیں تسلی اور سکینت عطا فرمائی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دوسرے خواب میں انھیں عمرہ کی بشارت عطا کی گئی۔

مندرجہ بالا خواب سے معلوم ہوا کے انسان کی روح مستقبل کے واقعات کو قبل از وقت دیکھ لیتی ہے کیونکہ خواب ہمیشہ مستقبل سے متعلق ہوتا ہے، مستقبل سے متعلق اللہ تعالی انسانوں کو قبل از وقت اشارے عنایت فرما دیتے ہیں، تاہم اچھے خواب کو دیکھ کر انسان اللہ کا شکر ادا کرتا ہے جبکہ برے خواب کو دیکھ کر وہ اس خواب کے برے اثرات سے بچنے کے لئے صدقات، خیرات اور نماز پڑھتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! خواب میں انسان کی روح دوسرے مقامات اور لوگوں کی ارواح سے ملاقات کرتی ہے۔

حیرت انگیز امر یہ ہے کے انسان کی روح کی پرواز عالم برزخ اور عالم اعراف تک ہے جہاں وہ اپنے مردہ رشتے داروں کی ارواح سے بھی ملاقات کر لیتا ہے۔

اہل روحانیت خواب کو ایک مضبوط ایجنسی سمجھتے ہوئے ان میں موجود پیغامات اور روح کا دوسرے مقامات پر آنے جانے جس میں زمان و مکان کی قید کے کئی زاویے اور فکر و فلسفے موجود ہیں کو خاص اہمیت دیتے ہیں۔

حس خواب/The ability to dream:

انسان اپنی ساری زندگی صرف دو ہی کام کرتا ہے۔ ا۔ سوتا ہے۔ ۲۔ جاگتا ہے۔

ان دو ہی کیفیات میں اس کی تمام زندگی بسر ہوتی ہے انسانی روح کی ساخت میں مسلسل حرکت پذیری پائی جاتی ہے ہر انسان بیداری کی طرح عالم خواب میں بھی کچھ نہ کچھ کرتا ہے لیکن اسے اس بات کا شعور نہیں ہوتا یا یہ بھی کہا جا سکتا ہے کے اسے عالم خواب میں اپنے کئے گئے اعمال یاد نہیں رہتے اگر کسی طرح سے حافظہ کی قوت اور جسمانی عادتوں میں ردوبدل کر کے اس کو اس قابل بنالیا جائے تو انسان عالم خواب کے اعمال کو بھی یاد رکھ سکے گا۔

حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں! روحانی لوگوں کے اندازے کے مطابق انسان بحالت خواب ایک گھنٹے میں (ایک لاکھ اسی ہزار میل) کا سفر طے کرتا ہے۔

حضور قلندر بابا اولیا فرماتے ہیں! خاکی دنیا کے ساتھ ایک دوسری دنیا بھی آباد ہے اس دوسری دنیا

کو مذہب کی زبان میں عالم اعراف یا عالم برزخ کہتے ہیں اس دوسری دنیا میں انسان کا ہر روز آنا جانا لگا رہتا ہے اگر اس روز کے آنے جانے کے کئی حقائق انسان کی آنکھوں سے پوشیدہ اور مستور ہیں تاہم دوسری دنیا میں انسان کی یہ آمد و رفت غفلت کی حالت میں واقع ہوتی ہے یعنی جب انسان گہری نیند سو جاتا ہے تو اس کا وجود خاکی دنیا ملکوتی میں داخل یا منتقل ہو جاتا ہے جہاں وہ چلتا، پھرتا، کھاتا پیتا اور کئی لوگوں سے ملاقاتیں کرتا ہے انسان نے اس کیفیت کا نام خواب رکھ دیا ہے تاہم انسان نے کبھی یہ جاننے کی کوشش نہیں کی کے خواب بھی زندگی کا ایک جز ہے۔۱۲۱ے

حضرت شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! خواب دراصل ایک مخفی زبان ہے جبکہ خواب کی تعبیر کا علم 'علم لدنی' کا ایک باب ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت خصوصی کی وجہ سے کسی کو نصیب ہوتا ہے۔

آپ مزید فرماتے ہیں، جس عمل کو ہم خواب دیکھنا کہتے ہیں یہ ہمیں روح اور روح کی صلاحیتوں کا سراغ دیتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔۱۲۲ے

لیکن اس بات کا یہ ہرگز مطلب نہیں کے خواب کی تعبیر بتانے والا شخص پیغمبر یا نبی ہے یہ اللہ کا خاص کرم ہے کے اللہ تعالی جس کو چاہے یہ انعام عطا فرما دے۔

حضرت شاہ ولی اللہ جسم مثالی کو نسمہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں نسمہ فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہوا کے ہیں آپ کہتے ہیں نسمہ ایک لطیف ترین جسم ہے جو انسان کے نفس ناطقہ یعنی (روح) سے اس طرح متصل اور جسم عنصری میں جاری و ساری ہے جس طرح پھول میں اس کی خوشبو بسی ہو تمام افعال اور قوتوں کا حامل بھی نسمہ ہی ہے تاہم اس دنیا سے الگ ایک اور دنیا بھی ہے جو عالم مثال ہے خواب میں ہمارا نسمہ اسی عالم میں چلا جاتا ہے۔۱۲۳ے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب زمانہ قریب ہوگا تو

مسلمانوں کے خواب کم جھوٹے ہوں گے تم میں سے جو جتنا سچ بولے گا اس کے خواب اتنے ہی سچے ہوں گے اور مسلمان کا خواب نبوت کے ۴۵ حصے میں سے ایک حصہ ہے۔

خواب کی تین اقسام ہیں۔

۱۔نیک خواب اللہ کی طرف سے بشارت ہے۔

۲۔اور ڈرانے والا خواب شیطان کی طرف سے ہے۔

۳۔اور بعض خواب انسان کے دل میں آنے والی باتوں کے موافق ہوتے ہیں۔

اگر تم میں سے کوئی شخص بھی ڈراؤنا خواب دیکھے تو کھڑا ہو کر نماز پڑھے اور لوگوں کو نہ بتائے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں پاؤں میں بیڑیوں کو پسند کرتا ہوں اور طوق کو ناپسند کرتا ہوں پاؤں میں بیڑیوں سے مراد دین میں ثابت قدمی ہے۔ ۱۲۴؎

ایک شخص نے حضرت عمرؓ سے اپنا خواب بیان کیا اس نے خواب میں ہری بھری گھاس دیکھی اور پھر سوکھی ہوئی گھاس دیکھی تو حضرت عمرؓ نے کہا پہلے پہل تو تمھیں ایمان کی تازگی نصیب ہوگی اس کے بعد آخر میں تم کفر اختیار کرو گے اور تیرا خاتمہ کفر پر ہوگا یہ سن کر وہ شخص کہنے لگا کے میں نے تو یہ خواب یونہی جھوٹا بیان کیا تھا اس پر حضرت عمرؓ نے جواب دیا کے جو کچھ میں نے کہا وہ منجانب اللہ ہے اور اسی طرح کا فیصلہ ہوگا۔ ۱۲۵؎

حضرت عمرؓ نے فرمایا علم نجوم کہانت کے لئے نہیں بلکہ قبلہ وسمت وسفر معلوم کرنے کے لئے سیکھو۔ ۱۲۶؎

روحیں خواب میں دوسری روحوں سے ملاقاتیں کرتی ہیں۔

رات کے حواس:

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! نیند کی دنیا رات کے حواس ہیں ہر فرد اپنی زندگی میں سچے خواب دیکھتا ہے اور آنے والے حالات وواقعات سے متعارف ہوتا ہے رات کے حواس میں انسان، برزخ، عالم اعراف، ملائکہ اور ملاء اعلیٰ کا عرفان حاصل کرتا ہے اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات عطا فرمائی اس تورات کے عطا کئے جانے میں رات کا ذکر موجود ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج کروائی گئی تو یہاں بھی رات کے حواس موجود تھے جب انسان سوتا ہے تو اس کا مادی جسم بے حس وحرکت ہوجاتا ہے لیکن وہ نیند کی حالت میں اپنے آپ کو چلتا پھرتا، کھاتا ، پیتا اور دیگر تقاضے ادا کرتا دیکھتا ہے نیند کی حالت میں انسان مظاہراتی بندشوں اور پابندیوں سے آزاد ہوتا ہے۔

شاہ ولی اللہ مزید فرماتے ہیں اللہ تعالی نے انسان کو دو قوتیں ودیعت کی ہیں ایک قوت ملکیہ (ملکوتی) اور دوسری قوت بہیمیہ (حیوانی) نسمہ روح ہوائی سے عبارت ہے اور روح ہوائی جسم میں طبعی عناصر کے عمل اور ردعمل کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے لیکن نسمہ سے اوپر انسان میں ایک اور نفس ناطقہ بھی ہوتا ہے جو کے نسمہ پر تصرف کرتا ہے اس تصرف کے دو رجانات ہوتے ہیں ایک رجحان انسان کو بھوک ، پیاس ،شہوت ،غضب ، حسد ،غصہ اور خوشی کے جبلی تقاضوں کی طرف مائل کردیتا ہے جس کی وجہ سے انسان ، انسان نہیں بلکہ حیوان بن جاتا ہے جبکہ دوسرا رجحان جو کے نفس ناطقہ کی وجہ سے ہوتا ہے یہ رجحان انسان کو فرشتوں کی صف میں کھڑا کردیتا ہے چنانچہ اس حالت میں وہ حیوانی تقاضوں سے رہائی حاصل کرلیتا ہے جس کے نتیجے میں انسان پر اس مادی عالم سے اوپر موجود عالم تجرد سے انس وسرور کا نزول ہوتا ہے اور ملاء اعلیٰ کے وہ افراد جو اہل دنیا کو فیوض وبرکات پہنچانے کا ذریعہ ہیں وہ اس شخص کے ہم آواز ہوجاتے ہیں ۱۲۷؎

حوالہ کتب:

۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔

۲۔فتح القدیر۔علامہ کمال الدین بن ہمام (متوفی ۸۶۱ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۵ھ۔

۳۔سورہ فتح۔آیت۔۱۔

۴۔سورہ فاطر۔آیت۔۲۔

۵۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ۔مصر۔۱۳۰۶ھ۔

۶۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ۔مصر۔۱۳۰۶ھ۔

۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۶۷۔

۸۔سورہ اعراف۔آیت۔۸۶۔
۹۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۱۵۔
۱۰۔سورہ السجدہ۔آیت۔۲۹۔
۱۱۔سورہ القصص۔آیت۔۷۶۔
۱۲۔سورہ فاطر۔آیت۔۲۔
۱۳۔سورہ الفتح۔آیت۔۱
۱۴۔النھج الاسمیٰ فی شرح اسماء اللہ الحسنیٰ۔الشیخ محمد الحمو دالنجدی۔ج۔۱۔ص۔۲۰۶۔مکتبہ الامام الذہبی الکویت۔
۱۵۔النھج الاسمیٰ فی شرح اسماء اللہ الحسنیٰ۔الشیخ محمد الحمو دالنجدی۔ج۔۱۔ص۔۲۰۶۔مکتبہ الامام الذہبی الکویت۔
۱۶۔طیبی شرح مشکوۃ۔شرف الدین حسین محمد الطیبی۔الدعواۃ۔باب اسماء اللہ تعالی۔ج۔۵۔ص۔۲۸۔ادارۃ القرآن کراچی۔
۱۷۔طیبی شرح مشکوۃ۔شرف الدین حسین محمد الطیبی۔الدعواۃ۔باب اسماء اللہ تعالی۔ج۔۵۔ص۔۲۸۔ادارۃ القرآن کراچی۔
۱۸۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۸۱۔
۱۹۔سورہ فتح۔آیت۔۲۷۔
۲۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۲۱۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔ج۔۱۔ص۔۳۱۵۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۲۲۔سورہ الفتح۔۱۔
۲۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۲۴۔سورہ الصّف۔آیت۔۹۔
۲۵۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۲۶۔سورہ توبہ۔آیت۔۳۹۔
۲۷۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۔موطا امام مالک۔امام مالک بن انس اصبحی (متوفی ۱۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۰۹ھ۔
۲۸۔نہج البلاغہ۔مرتب۔ڈاکٹر تصدق حسین۔خطبہ۔۷۔رمیل ہاؤس آف پبلی کیشنز پنڈی۔
۲۹۔سورہ فتح۔آیت۔۴۔
۳۰۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۱۔سورہ انعام۔آیت۔۹۶۔
۳۲۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۰۳۔
۳۳۔سورہ فتح۔آیت۔۲۶۔
۳۴۔ لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۳۵۔سورہ فتح۔آیت۔۹۔
۳۶۔سورہ المومن۔آیت۔۷۔
۳۷۔سورہ المومن۔آیت۔۸۔
۳۸۔سورہ المومن۔آیت۔۹۔
۳۹۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۴۰۔لمفردات باالفاظ القرآن۔علامہ راغب اصفہانی (متوفی۔)۔دارالشامیہ بیروت لبنان۔۱۴۱۶ھ۔
۴۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۴۲۔سورہ یٰسین۔آیت۔۴۰۔
۴۳۔سورہ مزمل۔آیت۔۷۔
۴۴۔سورہ النور۔آیت۔۴۱۔
۴۵۔سورہ الحدید۔آیت۔۱۔
۴۶۔سورہ رعد۔آیت۔۱۳۔
۴۷۔سورہ احزاب۔آیت۔۴۲۔
۴۸۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۹۶۔
۴۹۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۳۳۔۳۴۔
۵۰۔سورہ الصّف۔آیت۔۱۴۳۔
۵۱۔سورہ الصّف۔آیت۔۱۴۴۔
۵۲۔سورہ الصّف۔آیت۔۱۶۴۔
۵۳۔سورہ الصّف۔آیت۔۱۶۵۔
۵۴۔سورہ الصّف۔آیت۔۱۶۶۔
۵۵۔سورہ الصّف۔آیت۔۱۵۹۔
۵۶۔سورہ روم۔آیت۔۱۷۔
۵۷۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت۔
۵۸۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۵۹۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔

۶۰۔صحیح مسلم ۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ) ۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۶۱۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۶۲۔بخاری ۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ) ۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت ۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۶۳۔صحیح مسلم ۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ) ۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۶۴۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔
۶۵۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۶۶۔صحیح مسلم ۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ) ۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۶۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۶۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۶۹۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۷۰۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۷۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۷۲۔صحیح مسلم ۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ) ۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۷۳۔بخاری ۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ) ۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت ۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۷۴۔بخاری ۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ) ۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت ۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۷۵۔المعجم الکبیر۔ امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) ۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت۔
۷۶۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۷۷۔بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۷۸۔صحیح مسلم ۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ) ۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۷۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔

۸۰۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔

۸۱۔صحیح مسلم ۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ) ۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۔ ۱۴۱۷ھ۔

۸۲۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ۔

۸۳۔صحیح مسلم ۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ) ۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۔ ۱۴۱۷ھ۔

۸۴۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ۔

۸۵۔صحیح مسلم ۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ) ۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۔ ۱۴۱۷ھ۔

۸۶۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ۔

۸۷۔تجلیات حکمت۔مولف۔آیت اللہ اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم ۔سید قمر عباس۔مطبع۔دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۲۰۰۳ء۔

۸۸۔سورہ فتح۔آیت۔۱۰۔

۸۹۔سورہ فتح۔آیت۔۱۸۔

۹۰۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۹۱۔سورہ توبہ۔آیت۔۱۱۱۔

۹۲۔سورہ ممتحنہ۔آیت۔۱۲۔

۹۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی۔۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔

۹۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔

۹۵۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔۔

۹۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی۔۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔

۹۷۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔

۹۸۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔

۹۹۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔

۱۰۰۔ سنن کبریٰ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔

۱۰۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی۔۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔

۱۰۲۔سورہ فتح۔آیت۔۲۳۔

۱۰۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۰۴۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۰۵۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۷۷۔
۱۰۶۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۳۷۔
۱۰۷۔المفردات۔امام راغب اصفہانی(متوفی ۵۰۲ھ)۔ص۔۲۴۵۔مطبوعہ المکتبۃ المرتضویہ۔ایران۔
۱۰۸۔نہایہ۔علامہ محمد بن اثیر الجزری(متوفی ۶۰۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔
۱۰۹۔سورہ الحشر۔آیت۔۷۔
۱۱۰۔سورہ النساء۔آیت۔۱۳۔
۱۱۱۔سورہ النساء۔آیت۔۵۹۔
۱۱۲۔سورہ النساء۔آیت۔۶۴۔
۱۱۳۔سورہ النساء۔آیت۔۶۹۔
۱۱۴۔سورہ النساء۔آیت۔۸۰۔
۱۱۵۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۷۷۔
۱۱۶۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۳۷۔
۱۱۷۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری(متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۱۸۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۲۴۵۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۱۱۹۔سورہ فتح۔آیت۔۲۷۔
۱۲۰۔تفسیر ابن کثیر۔حافظ عماد الدین ابوالفداء ابن کثیر۔مکتبہ اسلامیہ۔
۱۲۱۔لوح وقلم۔حضرت قلندر بابا اولیاء۔مکتبہ تاج الدین بابا اولیاء کراچی۔سن ندارد۔
۱۲۲۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی(۴۵۸ھ)مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت۔
۱۲۳۔البدر والبازغہ۔شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔مترجم۔ڈاکٹر مجیب الدین۔ص۔۸۵۔
۱۲۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی۔۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ۔
۱۲۵۔فقہ عمر۔شاہ ولی اللہ۔مترجم۔ابویحییٰ امام خان نوشہری۔ص۔۴۳۷۔مکتبہ علم وفن پبلیشر۔۲۰۰۵۔
۱۲۶۔فقہ عمر۔شاہ ولی اللہ۔مترجم۔ابویحییٰ امام خان نوشہری۔ص۔۴۳۶۔مکتبہ علم وفن پبلیشر۔۲۰۰۵۔
۱۲۷۔ہمعات۔شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔مترجم۔ڈاکٹر پروفیسر محمد سرور۔ص۔۱۶۱۔۱۶۲۔ناشر۔

۴۹۔سورہ الحجرات (حجرہ کی جمع/گھر)

نام:

الحجرات۔عربی زبان کا لفظ ہے اور جمع کا صیغہ ہے،اس کی واحد حجرہ ہے۔
اس سورہ کی ابتدائی آیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکریم فرمائی گئی۔

شان نزول:

سورہ الحجرات مدنی سورہ ہے جس میں کل آیات کی تعداد ۱۸ ہیں جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۲ ہے۔

مضامین:

۱۔سورہ احزاب میں اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب سیکھایا ہے۔
۲۔لَا تُقَدِّمُوْ۔یعنی۔اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آگے نا بڑھو،اس کی خاص تاکید فرمائی گئی۔
۳۔مسلمانوں کو ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک کی خاص تلقین کی گئی ہے۔
۴۔فَتَبَيَّنُوْا یعنی خبر کی تحقیق کر لیا کرو۔
۵۔وَّلَا تَجَسَّسُوْا یعنی دوسروں کی ٹوہ میں نا رہا کرو۔
۶۔وَلَا يَغْتَبْ۔یعنی۔ایک دوسرے کی غیبت نا کرو۔
۷۔ فَاَصْلِحُوْا۔یعنی۔آپس میں صلح کروا دیا کرو۔
۸۔وَاَقْسِطُوْا۔یعنی۔انصاف سے کام لیا کرو۔
۹۔لَا يَسْخَرْ۔یعنی۔ایک دوسرے کا مذاق نا اڑایا کرو۔

۱۰۔ وَلَا تَلۡمِزُوۡۤا۔ یعنی۔ ایک دوسرے کو طعنے نا دیا کرو۔

۱۱۔ وَلَا تَنَابَزُوۡا بِالۡاَلۡقَابِ۔ یعنی۔ ایک دوسرے کو برے ناموں سے نا پکارا کرو۔

۱۲۔ اجۡتَنِبُوۡا كَثِيۡرًا مِّنَ الظَّنِّ یعنی بدگمانی سے بچو۔

ادب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

ادب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُقَدِّمُوۡا بَيۡنَ يَدَىِ اللّٰهِ وَ رَسُوۡلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ۔ ۱

ترجمہ۔ اے ایمان والو! اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیش قدمی نا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَكُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِىِّ وَ لَا تَجۡهَرُوۡا لَهٗ بِالۡقَوۡلِ كَجَهۡرِ بَعۡضِكُمۡ لِبَعۡضٍ اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُكُمۡ وَ اَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ۔ ۲

ترجمہ۔ اے ایمان والو! اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے اونچی نہ کرو، جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو (اس طرح) ان کے روبرو زور سے نہ بولا کرو (ایسا نہ ہو) کے تمہارے تمام اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔

اِنَّ الَّذِيۡنَ يَغُضُّوۡنَ اَصۡوَاتَهُمۡ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ امۡتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوۡبَهُمۡ لِلتَّقۡوٰى لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّاَجۡرٌ عَظِيۡمٌ۔ ۳

ترجمہ۔ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے دبی آواز سے بولتے ہیں، تو اللہ نے ان کے دل تقویٰ کے لئے آزمالئے ہیں، ایسے لوگوں کے لئے بخشش اور اجر عظیم ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں! کتاب (قرآن) وسنت کے خلاف کچھ نہ کہو۔ ۴

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ مزید فرماتے ہیں، اس آیت میں اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام سے پہلے کلام کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ۵

حسنؓ بصری سے روایت ہے کے قربانی کے دن کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے پہلے اپنے جانوروں کو ذبح کر دیا تو ان کو ذبیحہ کے لوٹانے کا حکم دیا گیا یعنی (دوبارہ ذبح کریں) تو یہ (آیت) نازل ہوئی۔۶؎

ابن ابی الدنیا نے الرضاحی میں سے حسنؓ سے روایت کیا کہ ایک شخص نے عید کی نماز سے پہلے جانور کو ذبح کر دیا تو اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے، اس آیت کا مطلب یہ ہے کے رسول اللہ ﷺ سے پہلے تم روزہ نہ رکھو۔۷؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، کچھ لوگوں نے رمضان آنے سے ایک دو دن قبل یعنی رسول اللہ ﷺ کے روزہ رکھنے سے پہلے ہی روزہ رکھنا شروع کر دیا تھا، اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔۸؎

اس آیت میں تین مسائل بیان ہوئے ہیں:

۱۔ علماء کرام نے لکھا کے اہل عرب رسول اللہ ﷺ سے خطاب میں سختی اور بے ادبی کیا کرتے، چنانچہ یہ سورہ مکارم اخلاق اور آداب کی رعایت کے حکم کے متعلق ہے، یعنی جو شخص اپنے قول اور فعل میں اللہ اور رسول اللہ ﷺ سے آگے بڑھا کیونکہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی حکم دیتے ہیں۔

۲۔اس آیت کے نزول کے اسباب کے بارے میں چھ اقوال ذکر کیئے گئے ہیں:

۱۔ابن جریج کی حدیث سے واحدی نے بیان کیا ہے کے حضرت ابن ملیکہؓ نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت نقل کی ہے کے بنو تمیم کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی قعقاع بن معبد کو امیر مقرر کیجئے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کی، اقرع بن حابس کو امیر مقرر کیجئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا آپ نے محض میری مخالفت کی وجہ سے یہ بات کی ہے، جس پر حضرت عمرؓ نے جواب دیا کے میں نے آپ کی مخالفت کا ارادہ نہیں کیا، دونوں نے گفتگو لمبی کی یہاں تک کہ ان کی آوازیں بلند ہو گئیں تو اس بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں۔

اسے امام بخاری نے حسن بن عمر بن صباح سے نقل کیا ہے اور مہدوی نے بھی اسے ذکر کیا ہے۔
۲۔ دوسری روایت یہ ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارادہ کیا کے ایک آدمی کو مدینہ طیبہ پر نائب بنائیں جب آپ خیبر کی جانب تشریف لے گئے، تو حضرت عمرؓ نے ایک اور شخص کے بارے میں مشورہ دیا، اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ اسے بھی مہدوی نے ذکر کیا ہے۔
۳۔ ماوردی نے ضحاک سے وہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت نقل کرتے ہیں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چوبیس صحابہ کو بنی عامر کی طرف بھیجا بنی عامر نے انہیں قتل کر دیا مگر تین اشخاص پیچھے رہ گئے وہ سلامت رہے اور مدینہ طیبہ کی طرف واپس لوٹ آئے وہ بنوسلیم کے دو لوگوں سے ملے تو انہوں نے ان دو افراد سے ان کے نسب کے بارے میں دریافت کیا؟ دونوں نے کہا کے ان کا تعلق بنی عامر سے ہے، چونکہ بنی عامر بنوسالم سے زیادہ معزز شمار ہوتے ہیں لہٰذا ان صحابہ نے ان دونوں کو قتل کر دیا، اس پر بنی سلیم کے کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے عرض کی، ہمارے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان معاہدہ ہے اور ہم میں سے دو لوگوں کا قتل کر دیا گیا؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی دیت سو اونٹ عطا فرمائی، تاہم ان ہی دو لوگوں کے قتل سے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں۔
۴۔ قتادہ نے کہا کچھ لوگ کہا کرتے تھے کاش میرے بارے میں ایسی آیت نازل ہوتی، تو یہ آیت نازل ہوئی۔
۵۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا! انہیں منع کیا گیا کے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کلام کریں۔
مجاہد نے کہا، تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے ہی حکم نہ دیا کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر حکم جاری فرما دے۔ اسے امام بخاری نے بھی ذکر کیا ہے۔
۶۔ حضرت حسن بصری نے کہا، یہ آیات ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئیں، جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے نماز ادا کرنے سے قبل ہی قربانیاں کر دی تھیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حکم دیا کے وہ دوبارہ ذبح کریں۔
ابن جریج نے کہا، وہ وقت جس کا حکم اللہ اور اس کے رسول نے دیا ہے اس سے قبل تم اطاعات کے

اعمال نہ کرو۔

اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم اور توقیر کا حکم دیا گیا ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو کے وقت لوگوں کو اپنی آواز پس رکھنی چاہیے، تاہم علماء کرام کے نزدیک ادب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ تقاضا ہے کے اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے پردہ فرمالیا لیکن جہاں اور جس محفل میں قرآن کریم کی آیات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور احادیث کا ذکر ہو وہاں ادب کا مظاہرہ کرتے ہوئے خاموشی سے سر جھکا کر بیٹھنا چاہیے جبکہ بعض علماء نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کے نزدیک بھی آواز کو بلند کرنے سے منع فرمایا ہے اور اسے سخت ناپسند کیا ہے۔

فاسق کی خبر کی تحقیق کا حکم:

قرآن کریم میں فاسقین کی خبر کی تحقیق کا حکم دیا گیا ہے، اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۔٩

ترجمہ۔ مومنو! اگر کوئی بدکردار تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کر لیا کرو (مبادا) کسی قوم کو نادانی سے نقصان پہنچادو۔ پھر تم کو اپنے کیئے پر نادم ہونا پڑے۔

اکثر مفسرین کرام نے فرمایا کے یہ آیت ولید بن عقبہ بن ابو معیط کے بارے میں نازل ہوئی ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں قبیلہ بنو مصطلق سے زکوٰۃ لینے کے لئے بھیجا تھا۔

حضرت حارث بن ضرار خزاعی رضی اللہ عنہ جو ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد ہیں فرماتے ہیں! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اسلام کی دعوت دی جو میں نے منظور کر لی اور مسلمان ہو گیا، پھر آپ نے زکوٰۃ کی فرضیت سنائی میں نے اس کا بھی اقرار کیا اور کہا کے میں واپس اپنی قوم میں جاتا ہوں اور ان میں سے جو ایمان لائیں اور زکوٰۃ ادا کریں میں انکی زکوٰۃ جمع کرتا ہوں اتنے اتنے دنوں کے بعد آپ میری طرف کسی آدمی کو بھیج دیجئے میں اس کے ہاتھ جمع شدہ مال زکوٰۃ آپ کی خدمت میں بھجوا دوں گا۔ حضرت حارث رضی اللہ عنہ نے واپس آ کر یہی کیا

مال زکوٰۃ جمع کیا، جب وقت مقررہ گذر چکا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے کوئی قاصد نہ آیا تو آپ نے اپنی قوم کے سرداروں کو جمع کیا اور ان سے کہا یہ تو ناممکن ہے کے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے وعدے کے مطابق اپنا کوئی آدمی نہ بھیجیں مجھے تو ڈر ہے کہ کہیں کسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے ناراض نہ ہو گئے ہوں؟ اور اس بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا کوئی قاصد مال زکوٰۃ لے جانے کے لئے نہ بھیجا ہوا گر آپ لوگ متفق ہوں تو ہم اس مال کو لے کر خود ہی مدینہ شریف چلیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیں یہ تجویز طے ہوگئی اور یہ حضرات اپنا مال زکوٰۃ ساتھ لے کر چل کھڑے ہوئے ادھر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولید بن عقبہ کو اپنا قاصد بنا کر بھیج چکے تھے لیکن یہ راستے سے ڈر کے لوٹ آیا اور کہہ دیا کے حارث نے زکوٰۃ بھی روک لی اور میرے قتل کے درپے ہو گیا، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراض ہوئے اور کچھ لوگوں کو تنبیہ کے لئے روانہ فرمایا تاہم مدینہ کے قریب راستے ہی میں اس مختصر سے لشکر نے حضرت حارث رضی اللہ عنہ کو پالیا پوچھنے پر سارا معاملہ کھل گیا، پھر عصر کی اذان کے وقت اللہ نے وحی کے ذریعے یہ آیت نازل فرمائی۔ ۱۰؎

اللہ تعالی فرماتے ہیں کے جان لو کے تمھارے درمیان اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود ہیں جن کی تعظیم، توقیر اور عزت تم پر واجب ہے۔

فاسق اور فاجر:

فاسق وفاجر۔ سے مراد حق سے ہٹ جانے والے لوگ۔

فجور۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ف۔ج۔ر) سے مشتق ہے۔ ۱۱؎

الفجر۔ کے اصل معانی پھاڑنے اور شق کرنے کے ہیں۔

فجر راکب فجورا۔ سے مراد سوار اپنی زین سے ایک طرف ہٹ گیا۔

فجر عن الحق۔ سے مراد وہ حق سے ہٹ گیا۔

بہت مالدار انسان کو بھی فاجر کہا جاتا ہے۔

فجار۔ کی ضد متقین ہے۔

فجور۔ سے مراد منتشر یا Disintegration۔

فاجیر۔ سے مراد خدا کی راہ سے ہٹا ہوا۔ ۱۲؎

ارشادات خداوندی:

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰىهَا ۔ ۱۳

ترجمہ۔ پھر اس (نفس) کو اس کے برے کام اور ان سے بچنے کا طریقہ سمجھا دیا۔

اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ۔ ۱۴

ترجمہ۔ کیا ہم ایمان والوں کو جنہوں نے نیک اعمال کیے ہیں زمین میں فساد کرنے والوں کی مثل بنا دیں گے؟ یا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں کی مثل بنا دیں گے؟۔

فَاجِرًا كَفَّارًا ۔ ۱۵

ترجمہ۔ بے شک اگر تو نے انہیں چھوڑا تو یہ تیرے بندوں کو گم راہ کریں گے اور ان سے صرف بدکار کافر پیدا ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰىهَا ۔ ۱۶

ترجمہ۔ پھر اس (نفس) کو اس کے برے کام اور ان سے بچنے کا طریقہ سمجھا دیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا! اللہ تعالیٰ نے مومن متقی کے دل میں اس کا تقویٰ ڈال دیا اور فاجر کے دل میں اس کا فجور ڈال دیا۔ ۱۷؎

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰىهَا ۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ دعا کی!

اللھم ات نفسی تقواھا وزکھا انت خیر من زکاھا انت ولیھا ومولاھا۔

ترجمہ۔ اے اللہ! میرے نفس کو اس کا تقویٰ عطاء فرما اور اس کو پاک کر دے، تو سب سے عمدہ پاک کرنے والا ہے، تو اس کا ولی اور اس کا مولا ہے۔ ۱۸؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیا میں تمھیں جہنمی لوگوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہر سخت مزاج، بداخلاق اور متکبر جہنمی ہے۔۱۹؎

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مومن بھولا بھالا اور شریف ہوتا ہے جبکہ فاجر فسادی اور کمینہ ہوتا ہے۔۲۰؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! لوگو پر ایسا وقت آنے والا ہے جب صرف بدترین و مکار دشمن ہی مقرب ہوگا اور فاجر کو ہی قابل عزت سمجھا جائے گا، اس وقت منصف اور انصاف پسند لوگوں کو کمزور کر دیا جائے گا، اس وقت صدقہ کو نقصان اور گھاٹا سمجھا جائے گا، رشتے داروں سے میل جول کو ان پر احسان سمجھا جائے گا، عبادات کو لوگوں پر فخر اور بڑائی کا ذریعہ سمجھا جائے گا، ایسے زمانے میں حکومت کا دارومدار عورتوں کے مشوروں، بچوں کی فرمان روائی اور خواجہ سراؤں کی تدبیر ورائے پر ہوگا۔ بدکردار سے کبھی دوستی نہ کرو کیونکہ وہ تمھیں کوڑیوں کے مول بیچ ڈالے گا۔ گناہ گار اور فاجر کے ساتھ دوستی نا کرو کیونکہ وہ چاہے گا کے تم بھی اسی جیسے ہو جاؤ۔

جھوٹ انسان کو بدکرداری کی طرف لے جاتا ہے اور بدکرداری انسان کو جہنم میں پہنچا دیتی ہے

نیک انسانوں کی موت ان کے لئے راحت و آسائش ہے جبکہ فاسق و فاجر اور بدکرداروں کی موت پوری دنیا کے لئے راحت و آسائش ہوتی ہے۔

فسق و فجور کے برملا اظہار سے بچو کیونکہ یہ بدترین گناہوں میں سے ایک گناہ ہے۔

بلاشبہ ہر بدکار اور خبیث شخص فاجر ہے۔ تم فاسق اور فاجر سے جتنا دور رہ سکتے ہو دور رہو۔

گناہوں پر فخر کرنے سے بڑا کوئی گناہ نہیں۔

بدکاروں سے الگ رہنے میں ہی عافیت اور بھلائی ہے۔۲۱؎

دنیا و آخرت کی ساری برائی دو ہی چیزوں میں ہے۔ ۱۔ ناداری۔ ۲۔ بدکاری۔

جھوٹ انسان کو بدکرداری کی طرف لے جاتا ہے اور بدکرداری انسان کو جہنم میں پہنچا دیتی ہے۔

جو فاجروں سے امید لگاتا ہے اس کی سب سے کم سزا محرومی ہوگی۔

جس کی گفتگو نرم ہوتی ہے اس کی برائیاں مخفی رہتی ہیں مگر اس کی نیکیاں سب کو معلوم ہوتی ہیں جو کسی بری بات کو کہنے کے بعد دہراتا ہے وہ اس کو کہنے والے کی طرح ہوتا ہے اور گالی سے دور رہو کیونکہ یہ اللہ کو سخت ناپسند ہے۔ سب سے زیادہ احمق و نادان ہی وہ ہے جس گالی اور بدکلامی پر فخر کرے۔

اہم نکتہ:

فسق و فجور سے مراد حق سے ہٹے ہوئے لوگ ہیں جو حقیقت کو ماننے کے انکاری ہیں دوسری جانب وہ شیاطین کے پیروکار ہیں ، شیطان انھیں گناہ کے کاموں میں جاذبیت پیدا کر کے دکھاتا ہے چنانچہ وہ شیاطین کے پجاری بن جاتے ہیں اور اپنی تمام تر طاقت، توانائی اور کوشش کو برائی اور گناہ کے کاموں میں سرف کرتے ہیں۔

ایسے افراد باطنی طور پر نہایت کمزور، مایوس، لالچی، موقع پرست، ہٹ دھرم اور اپنے نفس کے غلام ہوتے ہیں، ان کی یہی عادات انھیں دین و دنیا میں ذلیل و رسوا کر کے چھوڑتی ہیں۔

خیالات کی کثافت اور آلودگی انسان کو بے چین اور بے قرار رکھتی ہے اور ایسا انسان اپنے برے نظریات اور خیالات کی وجہ سے ہمیشہ ذہنی، دماغی، جسمانی اور نفسیاتی بیماریوں اور اذیتوں کا شکار رہتا ہے۔

صلح کی اہمیت:

مومنین کے درمیان صلح کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَإِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۔۲۲

ترجمہ۔ اگر مومنین میں سے کوئی دو فریقین آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۔۲۳

ترجمہ۔ مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرا دیا کرو۔ اور خدا سے

ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔

الصلح۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ص۔ل۔ح) سے مشتق ہے۔ ۲۴ے

اصلح الیہ۔سے مراد احسن طریقہ۔

الصلح۔سے مراد باہمی امن وسلامتی۔

الصلاح۔سے مراد معاملات کو احسن، معتدل اور توازن کے ساتھ قائم رکھنا۔

صالحاً۔سے مراد تندرست اور صالح اولاد۔ ۲۵ے

ارشادات خداوندی:

صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ۔۲۶

ترجمہ۔جب اللہ نے انہیں صحیح وسالم بیٹا دے دیا تو انہوں نے اس کی عطا میں اس کے شریک ٹھیرا لیے۔

وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ۔۲۷

ترجمہ۔ہم نے ان کو یحییٰ عطا کیا اور ہم نے ان کی بانجھ بیوی کو تندرست کر دیا۔

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ۔۲۸

ترجمہ۔تم اپنے بے نکاح مردوں اور عورتوں کا نکاح کر دو اور اپنے نیک غلاموں اور باندیوں کا۔

قَوْمًا صٰلِحِيْنَ۔۲۹

ترجمہ۔یوسف کو قتل کر دو یا اس کو کسی ملک میں چھوڑ آؤ پھر تمہارے باپ کی توجہ صرف تمہاری طرف رہے گی اس کے بعد تم اچھی حالت میں ہو جاؤ گے۔

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔۳۰

ترجمہ۔اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے وہ جنتی ہیں وہی اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ۔۳۱

ترجمہ جب ان سے کہا گیا کے زمین میں فساد نہ کرو تو انہوں نے کہا ہم تو صرف اصلاح کرنے

والے ہیں۔

اَنۡ تَکُوۡنَ مِنَ الۡمُصۡلِحِیۡنَ۔ ۳۲

ترجمہ۔اور تم مصلحین میں سے نہیں بننا چاہتے؟

سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ۔ ۳۳

ترجمہ۔آپ انشاءاللہ مجھے نیک لوگوں میں سے پائیں گے۔

وَ مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنۡفُسِهِمۡ یَمۡهَدُوۡنَ۔ ۳۴

ترجمہ۔جن لوگوں نے نیک کام کیے تو وہ اپنے ہی لیے (جنت کو) تیار کر رہے ہیں۔

اعمال صالح:

ہر نیکی کے کام کو اعمال صالحہ کہا جاتا ہے جس میں سلام میں پہل، والدین اور بزرگوں کی عزت وتکریم، چھوٹوں کے ساتھ شفقت، بھوکوں کو کھانا کھلانا، بیمار کی عیادت کرنا، جنازے میں شرکت لوگوں کے ساتھ ہمدردی اور اخلاق سے پیش آنا، راستے سے کسی تکلیف دہ چیز کو ہٹانا، مسکراتے ہوئے ملنا، صبر واستقلال، رواداری، عفو درگزر، عدل وانصاف، ایفائے عہد، احترام انسانیت، کسب حلال، اخوت، ایثار، وقت پر عبادات بجالانا، لوگوں کی مدد کرنا اور پاک صاف رہنا شامل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت امامہؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! لوگوں میں اللہ کے قرب کا سب سے زیادہ مستحق وہ ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے۔ ۳۵

حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سلام میں پہل کرنے والا شخص تکبر سے بری ہوتا ہے۔ ۳۶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بیواؤں اور مساکین کے لئے کوشش کرنے والا اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے یا اس شخص کی طرح ہے، جو دن میں روزے رکھتا ہے اور رات کو

عبادت کرتا ہے۔ ۳۷

حضرت براء بن عازب بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کسی نے دریافت کیا! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے کہ میں جنت میں داخل ہوجاؤں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بھوکے کو کھانا کھلاؤ، پیاسے کو پانی پلاؤ اور نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو اور اگر تم ان کاموں کی طاقت نہیں رکھتے تو پھر اپنی زبان سے دوسروں کو تکلیف اور نقصان نہ پہنچاؤ۔ ۳۸

حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جب تم میں سے کسی سے کوئی برائی ہوجائے تو اس کو چاہیئے کہ وہ فوراً کوئی نیکی کرلے کیونکہ نیکی اس برائی کو مٹا دیتی ہے۔

حضرت ابوذرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ! کیا لا الہ الا اللہ پڑھنا بھی نیکی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! یہ تو افضل ترین نیکی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو چیز سب سے زیادہ جنت میں داخل کرے گی وہ اللہ تعالیٰ کا ڈر (خشیت الٰہی) اور اچھا اخلاق ہے۔ ۳۹

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! جو انسان اپنے اور اللہ کے مابین معاملات کی اصلاح کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس انسان کے لوگوں کے درمیان معاملات میں اصلاح فرماتا ہے اور جو انسان اپنے اور آخرت کے معاملات کی اصلاح کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس انسان دینی اور دنیاوی امور کی اصلاح فرماتا ہے۔

ایسی صلاح کو کبھی نا ٹھکراؤ جو دشمن کی طرف سے تمھیں پیش کی گئی ہو اور اللہ کی مرضی بھی اس میں شامل ہو کیونکہ صلح تمھارے لشکر کے آرام اور تمھارے غموں کا مداوا ہے، صلح تمھارے شہر کے امن و امان کی ضامن ہے لیکن صلح کے بعد تم دشمن کی طرف سے پوری طرح ہوشیار اور چوکنا رہنا کیونکہ ممکن ہے دشمن غفلت کا اظہار کرے لہٰذا نہایت دور اندیشی کے ساتھ معاملات پر نظر رکھنا۔

عاجز ترین شخص وہ ہے جو اپنی اصلاح سے عاجز ہے۔

بہترین اور بافضیلت ترین نصیحت صلح کی طرف اشارہ ہے۔

جو شخص اللہ کا چنا ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا وہ اپنے آپ کو منتخب کرنے کی بھی صلاحیت نہیں رکھتا۔
کامل سعادت یہ ہے کے انسان لوگوں کی اصلاح کے لئے کوشش کرے۔
اگر تم نے کوئی برائی کی ہے تو اس کی اصلاح بھی کرو اور اگر تم نے کوئی احسان کیا ہے تو اس کو مکمل بھی ضرور کرو۔ ۴۰؎

حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا! ایک صدقہ جسے اللہ تعالی بہت زیادہ پسند فرماتے ہیں وہ لوگوں میں صلح کروانا اور ایک دوسرے کو قریب لانا ہے۔

اہم نکتہ:

الصلح۔ سے مراد بہترین طریقہ، امن وسلامتی، دور اندیشی، احسان اور درگزر ہے، اللہ تعالی یہ چاہتے ہیں کے اللہ کے بندے اللہ کی زمین پر بھائی بھائی بن کر رہیں اور آپس میں تفرقہ نا ڈالیں، صلح جوئی اور میل ملاپ کے ساتھ مل جل کر رہیں کیونکہ مسلمانوں کا باہمی اتحاد ایک مضبوط قوت ہے جو مسلمانوں کے دشمنوں کو ہیبت زدہ کر دیتی ہے، اسی لئے اللہ نے مسلمانوں کی جمعیت کو پسند فرمایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق! جماعت کے اوپر اللہ کا ہاتھ ہے، یعنی مسلمانوں کی کثیر تعداد کسی غلطی یا باطل پر اکھٹے جمع نہیں ہو سکتے۔

بقول شاعر!

زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھو

صلح جوئی ایک نیکی ہے جو اللہ کو بے حد پسند ہے۔
امیر المومنین حضرت علیؑ فرماتے ہیں! کامل سعادت یہ ہے کے انسان لوگوں کی اصلاح کے لئے کوشش کرے۔

نفسیاتی اعتبار سے جو لوگ لوگوں کی بھلائی اور بہتری کے کاموں سے جڑے رہتے ہیں، وہ نفسیاتی اعتبار سے پرسکون اور نہایت صحت مند ہوتے ہیں، دوسری جانب جو لوگ دوسروں کے لئے برا سوچتے ہیں، ان کی ٹانگیں کھینچتے ہیں، ان سے جلن اور حسد کرتے ہیں ایسے لوگ نفسیاتی اعتبار سے کمزور، بیمار، بے سکون، مضمحل، افسردہ اور پریشان حال ہوتے ہیں۔

لوگوں کا مذاق اڑانا اوران کی عیب جوئی کرنا:

لوگوں کا مذاق اڑانا اوران کی عیب جوئی کرنے کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا يَسۡخَرۡ قَوۡمٌ مِّنۡ قَوۡمٍ عَسٰٓى اَنۡ يَّكُوۡنُوۡا خَيۡرًا مِّنۡهُمۡ وَلَا نِسَآءٌ مِّنۡ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنۡ يَّكُنَّ خَيۡرًا مِّنۡهُنَّ‌ ۚ وَلَا تَلۡمِزُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ وَلَا تَنَابَزُوۡا بِالۡاَلۡقَابِ‌ؕ بِئۡسَ الِاسۡمُ الۡفُسُوۡقُ بَعۡدَ الۡاِيۡمَانِ‌ ۚ وَمَنۡ لَّمۡ يَتُبۡ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ۔ ۴۱

ترجمہ۔مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں) ممکن ہے کے وہ ان سے اچھی ہوں اور اپنے (مومن بھائی) کو عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کا برا نام رکھو۔ایمان لانے کے بعد برا نام (رکھنا) گناہ ہے اور جو توبہ نہ کریں وہ ظالم ہیں۔

المزاح۔مزاح/مذاق اڑانا:

المزاح۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معنی کسی بھی شخص کا مذاق اڑانا۔ ۴۲ ؎

ارشادات خداوندی:

وَاِذَا انۡقَلَبُوۡۤا اِلٰٓى اَهۡلِهِمُ انۡقَلَبُوۡا فَكِهِيۡنَ۔ ۴۳

ترجمہ۔اپنے لوگوں میں لوٹتے تو مگن ہو کر لوٹتے۔

وَاِذَا مَرُّوۡا بِهِمۡ يَتَغَامَزُوۡنَ۔ ۴۴

ترجمہ۔اور جب ان کے پاس سے گزرتے تو کن انکھیوں سے اشارے کرتے۔

عِنۡدَ الۡبَيۡتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصۡدِيَةً۔ ۴۵

ترجمہ۔اور بیت اللہ کے سامنے ان کی نماز سیٹی بجانے اور تالی پیٹنے کے سوا کچھ نہیں،تو چکھو عذاب اپنے کفر کی پاداش میں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر تم مذاق میں بھی جھوٹ بولنا ترک کر دو تو میں جنت کے درمیان میں تمھیں ایک محل کی ضمانت دیتا ہوں۔۴۶؎

امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علی نے فرمایا! مذاق کرنے سے عقل انسانی کا ایک حصہ کم ہو جاتا ہے۔
مذاق کی وجہ سے دل میں کینہ جنم لیتا ہے۔
جو شخص مذاق کرتے ہیں وہ لوگوں کے درمیان اپنی عزت کھو دیتا ہے۔
جس شخص کا مذاق بڑھ جاتا ہے اس کی وجہ سے لوگوں کے درمیان اس شخص کی بے عزتی اور جلن بڑھ جاتی ہے۔
مذاق عداوت کی ابتداء ہے۔ گالی دینا احمقوں کا مذاق ہے۔
کبھی کبھار خوش مزاجی اور ایک دوسرے کے ساتھ ہنسنے بولنے میں کوئی ہرج نہیں اور ایسا کر لینے سے آپس کی ترش روئی کا خاتمہ بھی ہو جاتا ہے۔ مذاق سے بچو کیونکہ یہ بغض اور کینے کا سبب ہے جبکہ اس کو چھوٹی گالی سمجھو۔
مذاق ایک تفرقہ ہے اس کے بعد کینہ وجود میں آتا ہے۔ ہیبت اور بزرگی کی آفت مذاق ہے۔
مذاق میں حد سے گزر جانا بے وقوفی اور دشمنی کی ابتداء ہے۔
حد درجہ مذاق انسان کی عزت اور لحاظ کو ختم کر دیتا ہے۔
کثرت مزاح کے سبب انسان کی ہیبت اور جلال میں کمی واقع ہوتی ہے۔
ہر چیز کا ایک بیج ہے اور عداوت اور دشمنی کا بیج مذاق ہے۔
اپنے دوستوں اور دشمنوں کا مذاق ہرگز نا اڑانا کیونکہ ایسا کرنے سے دوست تمھارا دشمن ہو جائے گا اور دشمن تمھیں اذیت پہنچائے گا۔
جس شخص کا مذاق بڑھ جاتا ہے اس شخص کا وقار ختم ہو جاتا ہے۔۴۷؎

اہم نکتہ:

ابدال حق حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں ! کسی کی ہنسی نا اڑائیے کیونکہ ہنسی یا مذاق اڑانے سے انسان میں احساس برتری پیدا ہوتا ہے اور احساس برتری انسان کے لئے ہلاکت کا سبب ہے۔۴۸؎

کسی بھی شخص کے ساتھ مذاق کرنا یا اس کو ہنسی ہنسی میں طعنہ دینا یا دوسروں کے سامنے اس کو کمتر جاننا دراصل انسان کے اندرون یعنی اس کی باطنی کیفیات کی عکاسی کرتی ہیں یعنی جو کینہ اور نفرت اس انسان کے دل کے اندر چھپتی تھی وہ ہنسی مذاق کے ذریعے ظاہر ہو جاتی ہے، تاہم عقلمند انسان لوگوں کے اس طرز عمل سے فوراً اپنے دشمنوں اور بدخواہوں کو پہچان لیتا ہے۔

العیب۔عیب:

العیب۔عربی زبان کا لفظ ہے جو (ع۔ی۔ب) سے مشتق ہے۔۴۹؎

العیب۔کے معنی نقص، برائی اور خرابی کے ہیں۔

عاب الشئ۔کے معنی کسی شے کا عیب دار ہو جانا۔۵۰؎

ارشادِ خداوندی:

فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِیْبَهَا ۔۵۱

ترجمہ۔اُس کشتی کا معاملہ یہ ہے کے وہ چند غریب آدمیوں کی تھی جو دریا میں محنت مزدوری کرتے تھے میں نے چاہا کے اسے عیب دار کردوں، کیونکہ آگے ایک ایسے بادشاہ کا علاقہ تھا جو ہر کشتی کو زبردستی چھین لیتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے حیائی جس چیز میں بھی ہو اس کو عیب دار بنا دیتی ہے۔۵۲؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! سب سے بڑا عیب یہ ہے کے جن باتوں کو تم دوسروں کے لئے عیب سمجھتے ہو وہ کام تم خود کرتے ہو۔

جو انسان اپنے عیوب پر نظر رکھتا ہے وہ دوسروں کی عیب جوئی سے باز رہتا ہے۔

کسی بھی انسان کا عیب یہ نہیں ہے کے اس کو اپنا حق دیر سے ملے بلکہ اس کے لئے یہ بات زیادہ باعث عیب ہے کے وہ ان چیزوں کا مطالبہ کرے جس کا اس کے پاس حق نہیں۔

اللہ تعالی تمھارے عیوب کو اس وقت تک چھپاتے رہتے ہیں جب تک نصیب تمھارے ساتھ ہے

جو انسان حیا کا لباس پہن لیتا ہے اللہ تعالی اس کے عیب کو چھپا دیتے ہیں۔

تحمل اور بردباری عیوب کا قبرستان ہے۔ کنجوسی انسان کے تمام عیوب کو یکجا کر دیتی ہے۔

عقلمند وہ ہے جو ہمت کر کے گناہوں سے کنارہ کشی اختیار کر لے اور اپنے اندر موجود عیوب کی اصلاح کر لے۔

اپنے عیوب سے ناواقفیت بڑے گناہوں میں شامل ہے۔

جو شخص کسی کی عیب جوئی کرے گا اس انسان کی بھی عیب جوئی کی جائے گی اور جو شخص کسی کو گالی دے گا اس کو بھی گالی دی جائے گی۔

انسانی عیوب میں شامل خود پسندی اور ہٹ دھرمی کا علاج نہایت مشکل اور سخت ہے۔

وہ انسان خوش نصیب ہے جو اپنے عیوب کی اصلاح اور دوسروں کے عیوب کی پردہ پوشی کرے

جس طرح سے تم اپنے دشمنوں کو پہچاننے میں ہوشیار رہتے ہو بالکل اسی طرح سے اپنے عیوب کو بھی جاننے میں تیزی کا مظاہرہ کرو۔ خاموشی انسان کے عیوب کو چھپا دیتی ہے۔

خبردار لوگوں کے عیوب کو تلاش کرنے والوں سے دوستی نا رکھو کیونکہ ایسے لوگوں کی صحبت تمھیں بھی ان ہی جیسا کر دے گی۔

دوسروں کے عیوب کی جستجو بہت بڑا گناہ اور سب سے بڑا عیب ہے۔ صاحبان عیب لوگوں کے عیوب کو بیان کرتے ہیں تا کہ وہ اپنے عیوب کی عذر خواہی کے لئے بہانہ تلاش کر سکیں۔

تمھارا سب سے اچھا دوست وہ ہے جو تمھیں تمھارے عیوب سے مطلع کرے اور تمھاری مدد کرے ۔ جو شخص اپنے عیوب سے واقف ہے یہ اس کی سب سے اچھی اور نفع بخش معرفت ہے۔

جو شخص لوگوں کے پوشیدہ عیوب کی جستجو میں لگا رہتا ہے اللہ تعالی ایسے شخص کو لوگوں کی دوستی اور محبت سے محروم کر دیتا ہے۔

جو انسان تنہائی میں میں تمھیں تمھارے عیوب کو بتائے وہ تمھاری غیر موجودگی میں تمھارے عیوب کی پردہ پوشی اور تمھاری عزت کی حفاظت کرے گا۔ ۵۳ـــــ

اہم نکتہ:

انسان کمزوریوں اور عیوب کا مجموعہ ہے تاہم اسلام نے انسان کی ہدایت کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کو مبعوث فرمایا جنھوں نے انسانوں تک اللہ کے پیغام کو نا صرف پہنچایا بلکہ ان کی اصلاح اور رہنمائی بھی فرمائی، انسان اس کائنات میں اللہ کی اشرف ترین مخلوق ہے جب ہی اس کی ہدایت اور اصلاح کے لئے اللہ نے اتنے انتظامات فرمائے تاہم انسان سے جانے انجانے میں کئی گناہ اور خطائیں سرزد ہو جاتی ہیں جبکہ انسان سب سے زیادہ اپنے آپ کو ہی جانتا ہے کیونکہ وہ سب سے زیادہ وقت اپنے ساتھ ہی گزارتا ہے، اس اعتبار سے وہ اپنے عیوب اور خامیوں سے سب سے زیادہ واقف اور آگاہ ہوتا ہے، اسلام کی نظر میں سب سے عقلمند انسان وہ ہے جو اپنے عیوب اور خامیوں پر قابو پاتے ہوئے اچھائی اور نیکیوں کے کاموں میں جلدی کرے، انسان جتنی زیادہ اپنے عیوب کی اصلاح کرے گا اتنا ہی زیادہ وہ مطمین، پرسکون اور حقیقی مسرت کے ساتھ زندگی بسر کرے گا۔

بدگمانی/بدظنی:

بدگمانیوں اور بدظنی کی اسلام نے سختی سے ممانیت فرمائی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ

اِثۡمٌ ۔۵۴

ترجمہ۔اے ایمان والو! بہت گمان سے بچو کیونکہ اکثر گمان گناہ ہیں۔

ظن۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ظ۔ن۔ن) سے مشتق ہے۔۵۵؎

ظن۔سے مراد غیر یقینی عقیدہ جس میں وضاحت اور یقین نا ہو کیونکہ صاف اور واضح یقین کو علم کہتے ہیں۔

ظن۔وہ غیر یقینی کیفیت ہے جو وھم سے قریب ترین ہے۔

ظنون۔سے مراد قیاس آرائیاں۔۵۶؎

ارشادات خداوندی:

وَ تَظُنُّوۡنَ بِاللّٰہِ الظُّنُوۡنَا ۔۵۷

ترجمہ۔جب وہ (لشکر) آئے تم پر تمہارے اوپر سے بھی اور تمہارے نیچے سے بھی اور جب (خوف کے مارے) نگاہیں پتھرا گئی تھیں اور دل حلق میں آ گئے تھے اور تم اللہ کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔

وَ مِنۡہُمۡ اُمِّیُّوۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ الۡکِتٰبَ اِلَّاۤ اَمَانِیَّ وَ اِنۡ ہُمۡ اِلَّا یَظُنُّوۡنَ ۔۵۸

ترجمہ۔اور ان میں بعض ان پڑھ ہیں وہ کتاب کا علم نہیں رکھتے سوائے بے بنیاد آرزوؤں کے اور وہ کچھ نہیں کر رہے مگر ظن وتخمین پر چلے جا رہے ہیں۔

مَا لَہُمۡ بِہٖ مِنۡ عِلۡمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۔۵۹

ترجمہ۔ وہ یقیناً شکوک وشبہات میں ہیں ان کے پاس اس ضمن میں کوئی علم نہیں ہے سوائے اس کے کہ گمان کی پیروی کر رہے ہیں۔

وَ مَا یَتَّبِعُ اَکۡثَرُہُمۡ اِلَّا ظَنًّا اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغۡنِیۡ مِنَ الۡحَقِّ شَیۡئًا ۔۶۰

ترجمہ۔ان میں سے اکثر لوگ صرف اٹکل کے پیچھے چلتے ہیں، بلاشبہ اٹکل حق کے بارے میں ذرا بھی مفید نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بدگمانی سے بچے رہو کیونکہ بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے، دوسروں کے ظاہری عیب تلاش نا کرو، نا دوسروں کے باطنی عیب ڈھونڈو، مال و دولت میں ایک دوسرے کے ساتھ مسابقت نا کرو، ایک دوسرے سے حسد نا کرو، آپس میں بغض نا رکھو، ایک دوسرے سے روگردانی نا کرو، اللہ ے ایسے بندے بن کر رہو جو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔۶۱ے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں بدگمانی سے بچو گمان سب سے بڑی جھوٹی بات ہے بھید نہ ٹٹولو۔ ایک دوسرے کی ٹوہ حاصل کرنے کی کوشش میں نہ لگ جایا کرو حسد بغض اور ایک دوسرے سے منہ پھلانے سے بچو سب مل کر اللہ کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو سہو۔

مسلم میں ہے ایک دوسرے سے روٹھ کر نہ بیٹھ جایا کرو، ایک دوسرے سے میل جول ترک نہ کرلیا کرو، ایک دوسرے کا حسد بغض نہ کیا کرو بلکہ سب مل کر اللہ کے بندے آپس میں دوسرے کے بھائی بند ہو کر زندگی گذارو۔ کسی مسلمان کو حلال نہیں کہ اپنے دوسرے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ بول چال اور میل جول چھوڑ دے طبرانی میں ہے کہ تین خصلتیں میری امت میں رہ جائیں گی فال لینا، حسد کرنا اور بدگمانی کرنا۔ ایک شخص نے پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر ان کا تدارک کیا ہے؟ فرمایا جب حسد کرے تو استغفار کرلے۔ جب گمان پیدا ہو تو اسے چھوڑ دے اور یقین نہ کر اور جب شگون لے خواہ نیک نکلے خواہ بد اپنے کام سے نہ رک اسے پورا کر۔

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! جو لوگوں کے بارے میں اچھا گمان کرتا ہے وہ ان کی محبت حاصل کرلیتا ہے۔۶۲ے

گمان پر فیصلہ کردینا عدل نہیں ہے۔

جس نے تم سے اچھائی کا گمان کیا، تم اس کے اس گمان کو سچ کر دکھاؤ۔

عقلمند کا گمان پیشن گوئی ہوتی ہے۔ مومنوں کے گمان سے ڈرو کیونکہ اللہ نے ان کی زبانوں پر حق جاری کیا ہے۔

ڈھکے چھپے کاموں پر گمانوں کی یلغار اس وقت تک نہیں ہوتی ہے جب تک تم خود اسے عیاں نہ کردو۔

ہر انسان کا گمان اس کی عقل جتنا ہی ہوتا ہے۔ عاقل کا گمان جاہل کے یقین سے زیادہ درست ہوتا ہے۔ دین کی آفت بدگمانی ہے۔

جس کا گمان اچھا ہوگا اس کی نیت بھی اچھی ہوگی۔ جس کا لوگوں سے متعلق گمان اچھا ہوگا وہ ان سے بدلے میں محبت پائے گا۔

اللہ تعالی سے کوئی بندہ اس وقت تک حسن ظن نہیں رکھ سکتا ہے جب تک کے اللہ اس کے حسن ظن کے نزدیک موجود نا ہو۔ ۶۳؎

اہم نکتہ:

بدگمان انسان کی مثبت توانائی اور قیمتی وقت لوگوں کے خلاف جھوٹی باتیں سوچنے اور سمجھنے میں گزر جاتا ہے، ممکن ہے ان باتوں کی کوئی حیثیت نا ہو لیکن انسان ساری عمر اپنی مثبت توانائیوں کو بے وقعت کاموں میں بے دریغ خرچ کرتا رہتا ہے جس کے نتیجے میں وہ اللہ سے بہت دور ہو جاتا ہے اور وہ وقت جب وہ اپنے اعمال کو بہتر کر کے اپنی مثبت توانائی اور قیمتی وقت سے اللہ کی مخلوق کو کوئی فائدہ پہنچا سکتا تھا وہ اس نے ضائع کر دیئے چنانچہ ایسے تمام لوگوں کے لئے یوم آخرت حسرت اور افسوس کا دن ہوگا جہاں وہ اپنے اعمال پر حد درجہ متاسف ہوگا کے یہ اس نے کیا کر دیا، ایسے ہی لوگوں کے لئے ارشاد خداوندی ہے کے لوگ اللہ سے چند لمحے دنیا میں واپس جانے کی استدعا کریں گے تا کہ وہ دنیا میں جا کر جلدی سے اسلام قبول کر کے اپنا مال ومنال اللہ کی مخلوق پر خرچ کریں اور عذاب جہنم سے اپنے آپ کو بچالیں۔

تجسس یا جاسوسی کی ممانیت:

اسلام ایک دوسرے کی جاسوسی اور ایک دوسرے کی ٹوہ لگانے کی بھی سختی سے ممانیت کرتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَّلَا تَجَسَّسُوْا ۔ ۶۴؎ ۔ترجمہ۔ایک دوسرے کی جاسوسی (تجسس) نا کرو۔

ایک شخص کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس لایا گیا اور کہا گیا کہ اس کی ڈاڑھی سے شراب کے قطرے گر رہے ہیں آپ نے فرمایا ہمیں بھید ٹٹولنے سے منع فرمایا گیا ہے اگر ہمارے سامنے کوئی چیز ظاہر ہوگئ تو ہم اس پر پکڑ سکتے ہیں۔ ۶۵؎

مسند احمد میں ہے کے عقبہ کے کاتب وجین کے پاس گئے حضرت عقبہ گئے اور ان سے کہا کہ میرے پڑوس میں کچھ لوگ شرابی ہیں میرا ارادہ ہے کے میں داروغہ کو بلا کر انہیں گرفتار کرا دوں، آپ نے فرمایا ایسا نہ کرنا بلکہ انہیں سمجھاؤ بجھاؤ ڈانٹ ڈپٹ کر دو، پھر کچھ دنوں کے بعد آئے اور کہا وہ باز نہیں آتے اب تو میں ضرور داروغہ کو بلاؤں گا آپ نے فرمایا افسوس افسوس تم ہرگز ہرگز ایسا نہ کرو سنو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان کی پردہ داری کرے اسے اتنا ثواب ملے گا جیسے کسی نے زندہ در گور کردہ لڑکی کو بچا لیا۔ ۶۶؎

ابوداؤد میں ہے حضرت معاویہؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر تو لوگوں کے باطن اور ان کے راز ٹٹولنے کے درپے ہوگا تو تو انہیں بگاڑ دے گا یا فرمایا ممکن ہے تو انہیں خراب کر دے۔ ۶۷؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! امیر اور بادشاہ جب اپنے ماتحتوں اور رعایا کی برائیاں ٹٹولنے لگ جاتے ہیں، تو وہ انہیں بگاڑ دیتے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تجسس نہ کرو۔ ۶۸؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تجسس نہ کرو، نہ حسد، بغض اور ایک دوسرے سے منہ موڑو، بلکہ سب مل کر اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن جاؤ۔ ۶۹؎

امام اوزاعی فرماتے ہیں، تجسس سے مراد کسی چیز کو کریدنا یا پھر لوگوں کی سرگوشی پر کان لگانا۔

غیبت کی ممانیت:

غیبت کی ممانیت کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ لَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ
مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۔٧٠

ترجمہ۔ نہ کوئی کسی کی غیبت کرے۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تو تم ضرور نفرت کرو گے (تو غیبت نہ کرو) اور خدا کا ڈر رکھو بے شک خدا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

الغیبۃ ۔ غیبت ۔ پیٹھ پیچھے برائی:

غیبت ۔ عربی زبان کا لفظ ہے۔ ۷۱

غیبت ۔ سے مراد کسی شخص کی غیر موجودگی میں اس کی کوئی ایسی بات، کمزوری یا عیب کو بیان کیا جائے جس کو اگر وہ سن لے تو اس کو برا لگے یعنی کسی شخص کے پیٹھ پیچھے اس کی برائی کرنا۔

غیبت ۔ ایک گناہ کبیرہ ہے، جس کی اسلام نے سختی سے ممانیت فرمائی ہے۔ ۷۲

ارشادات خداوندی:

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۨ ۔٧٣

ترجمہ۔ تباہی ہے اس شخص کے لئے جو (منہ در منہ) لوگوں پر طعن کرے اور پیٹھ پیچھے ان کی برائی کرے۔

وَ لَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ
مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۔٧٤

ترجمہ۔ اے ایمان والو! تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے، کیا تم اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرو گے؟ یقیناً تمھیں اس سے گھن آئے گی، اللہ سے ڈرو اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جن کے پیتل کے ناخن تھے اور وہ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ میں نے پوچھا! اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ تو انھوں نے کہا! یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے اور ان کی عزتوں کو پامال کرتے تھے۔ ۷۵؎

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے دنیا میں اپنے مسلمان بھائی کا گوشت کھایا، قیامت میں اس کے بھائی کا گوشت اس کے سامنے پیش کیا جائے گا پھر اس سے کہا جائے گا! تم دنیا میں اپنے زندہ بھائی کا گوشت کھاتے تھے، لو اب اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاؤ تو وہ شخص اس کو چیخ مارتا ہوا اور منہ بگاڑتا ہوا کھائے گا۔ ۷۶؎

حضرت ابو سعید ؓ اور حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! غیبت زنا سے زیادہ شدید اور سخت گناہ ہے۔ صحابہ نے پوچھا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا بھلا کیسے ہوسکتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ایک شخص زنا کرتا ہے پھر اس کی توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کی توبہ کو قبول فرماتے ہیں لیکن غیبت کرنے والے کی مغفرت اس وقت تک نہیں ہوسکتی جب تک کے جس کی غیبت کی گئی ہے اس سے معافی نہ مانگ لی جائے۔ ۷۷؎

حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! غیبت کا کفارہ یہ ہے کے تم اس کے لئے استغفار کرو، جس کی تم نے غیبت کی ہے۔ ۷۸؎

صحابہ نے پوچھا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیبت کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم اپنے مسلمان بھائی کی کسی ایسی بات کا ذکر کرو کے اگر وہ سنے تو اسے برا لگے، صحابہ نے کہا کے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر وہ برائی اس شخص میں ہو جب بھی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا! ہاں غیبت تو یہی ہے، اور اگر وہ برائی اس شخص میں نا ہو اور تو اس کا ذکر کرے تو وہ بہتان اور تہمت ہے۔ ۷۹؎

ایک مرتبہ حضرت عائشہ ؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت صفیہ ؓ کی پست قامتی کا ذکر کیا، جسے سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے عائشہ تم نے ایسی بات کہہ دی کے اگر اسے سمندر کے پانی میں

اگر ملا دیا جائے تو وہ سمندر کے پانی کو بھی بگاڑ دے گا۔ ۸۰ے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص کسی ایسے وقت کسی مومن کی حمایت کرے جہاں کوئی منافق اس کی مذمت کر رہا ہو تو اللہ تعالیٰ اس شخص پر ایک فرشتے کو مقرر کر دیتا ہے جو قیامت والے دن اس کو جہنم کی آگ سے بچائے گا، جبکہ اگر کوئی شخص کسی مومن کی آبرو ریزی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو پل صراط پر روک لے گا جب تک کے اس سے بدلا نا لے لیا جائے۔ ۸۱ے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص کسی مسلمان کی بے عزتی ایسی جگہ کرے جہاں اس کی آبرو ریزی اور توہین ہوتی ہو تو اللہ تعالی اس شخص کو بھی ایسی جگہ رسوا کرے گا جہاں وہ اپنی مدد کا طالب ہو، اور جو مسلمان ایسی جگہ اپنے بھائی کی حمایت کرے جہاں اس کو اس کی حمایت کی ضرورت ہو تو اللہ تعالیٰ بھی اس شخص کی کسی ایسی ہی جگہ نصرت اور حمایت کرے گا۔ ۸۲ے

عبداللہ بن مبارک نے کہا! جب کوئی شخص کسی کی غیبت کرے تو اس کو نہ بتائے بلکہ اس کے حق میں استغفار کرے۔ ۸۳ے

امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! غیبت سننے والا غیبت کرنے والوں میں محبوب ہوتا ہے۔

بے وفائی اور غداری ظاہری ذلت ہے جبکہ غیبت باطنی پستی ہے۔

غیبت پست اور کمینوں کی نشانی ہے۔ غیبت منافق کی نشانی ہے۔

فاسق کی کوئی غیبت نہیں۔ عقلمند ہے وہ انسان جو اپنی زبان کو غیبت سے محفوظ رکھے۔

غیبت دوزخ کے کتوں کی خوراک ہے۔ تم پر لازم ہے کے تم غیبت سے پرہیز کرو۔

غیبت لوگوں کو تمھاری دشمنی پر آمادہ کر دے گی اور تمھارے اجر کو برباد کر دے گی۔

اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مغبوض شخص غیبت کرنے والا ہے۔

قبیح ترین پستی یہ ہے کے لوگوں کی غیبت کی جائے۔

اپنے نفس کو غیبت کا عادی نا بناؤ کیونکہ غیبت کا عادی شخص عظیم گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ۸۴ے

اہم نکتہ:

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی نے فرمایا! کشف القبور کے مراقبہ میں انھوں نے دیکھا کے کچھ لوگوں کے چہرے پر خوف نمایاں ہے، ایک شخص دبے پاؤں نہایت آہستگی سے ایک شخص کی پشت پر چھری مارتا ہے اور اس شخص کے جسم سے رستے ہوئے خون کو کتے کی طرح چاٹتا ہے تاہم تازہ تازہ اور گرم گرم خون پیتے کے ساتھ اس کو قے ہوجاتی ہے پھر وہ بہت کمزوری کے عالم میں نہایت بے زاری سے کراہتے ہوئے کہتا ہے کے کاش عالم فانی میں مجھے یہ بات سمجھ میں آجاتی اور میں یہ جان جاتا کے غیبت کا انجام یہ ہوتا ہے۔۸۵؎

کمزور اور گرے ہوئے لوگوں کی کئی منفی عادات میں سے ایک عادت دوسروں کی عیب جوئی، غیب اور چغلی بھی ہے۔غیبت کرنے والے لوگوں میں خود تو کوئی کمال نہیں ہوتا، تاہم وہ اپنی اس کمزوری کو چھپانے کے لئے کامیاب لوگوں کی غیبت کرتے ہیں کیونکہ دوسروں کی غیبت اور برائی ناکام لوگوں کی مجبوری ہوتی ہے۔

جس انسان کو کرنے کے بہت کام ہوتے ہیں وہ ان فضولیات سے اپنے آپ کو آلودہ نہیں کرتے اگر چہ غیبت ایک گناہ کبیرہ ہے اور قرآن میں اس کی مثال اپنے مردہ بھائی کے گوشت کو کھانے سے پیش کی گئی ہے تاہم عالم اعراف میں بھی چغل خور اور غیبت کرنے والے افراد وہی عمل کریں گے جو وہ دنیا میں کیا کرتے تھے جبکہ دنیا فانی ہے اور مرنے کے بعد کی زندگی میں ہیشگی ہے یعنی ایسا شخص ساری عمر مردہ بھائی کا گوشت کھاتا رہے گا اگر چہ اس کو شدید ابکائی آئے گی لیکن اس کے پاس کوئی دوسرا آپشن نہیں ہوگا اور وہ بد بودار اور مردار کھانے پر مجبور ہوگا۔

حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا السلام علیہ سے تمام انسانوں کی پیدائش اور ان کے قبائل:

حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا سلام اللہ علیہ تمام انسانوں کے جد اول ہیں اور دنیا کی کل آبادی کے اصل والدین اور جد ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ۔ ۸۶

ترجمہ۔لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تا کہ ایک دوسرے کو شناخت کرو اور خدا کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے۔بے شک خدا سب کچھ جاننے والا (اور) سب سے خبردار ہے۔

قبائل۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو(ق۔ب۔ل) سے مشتق ہے۔

قبائل۔کا مطلب خاندان ہے، جبکہ قبیلہ کی جمع قبائل ہے۔

عرب میں قبائل سے مراد ایک باپ کی اولاد بھی ہے۔

زجاج نے اولاد اسماعیل کے لئے قبیلۃ کا لفظ جبکہ اولاد اسحٰق کے لئے سبط کا لفظ استعمال کیا۔ ۸۷

قبائل۔انسان کی پہچان کے لئے تخلیق کئے گئے ہیں چنانچہ خاندانی حسب ونسب،عزت اور نام وخاندان کا تعلق کسی بھی انسان کی پہچان کے لئے ہے اور اللہ تعالی کو ان باتوں سے متاثر نہیں کیا جا سکتا ہے، اللہ کے یہاں اگر کوئی چیز قابل قبول ہے تو وہ صرف اور صرف تقویٰ اور پرہیز گاری ہے،اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!۔

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ۔ ۸۸

ترجمہ۔اللہ کے یہاں تم سب سے زیادہ قابل عزت وہ شخص ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیز گار ہے اور متقی ہے۔

التقویٰ۔تقویٰ:

تقویٰ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو(و۔ق۔ی) سے مشتق ہے۔

وقیٰ۔یقیہ۔ وقیاو وقایۃ۔کے معنی کسی چیز کی حفاظت، نگہبانی اور نگہداشت کرتے ہوئے اسے مضر اور تکلیف دہ چیز سے بچانا ہے

وقایہ۔ سے مراد احتیاط، محفوظ رکھنے کا ذریعہ یعنی (Preservative)۔
واق۔ سے مراد محفوظ رکھنے والا یا بچانے والا۔
تقویٰ۔ کا متضاد عدوان (سرکشی) ہے۔
متقین۔ کا متضاد غاوین ہے۔۸۹؎

تقویٰ کی تعریف:

تقوی کا صیغہ اور اس کا لغوی معنی:

علامہ زبیدی حنفیؒ لکھتے ہیں، ابن سیدہ نے کہا! تقویٰ اصل میں وقوی تھا یہ فعل کے وزن پر اسم (حاصل بالمصدر) ہے اور وقیت سے بنا ہے واؤ کو تا سے بدل دیا یہ تقوی ہو گیا اسی طرح تقاۃ اصل میں وقاۃ ہے اور تجاہ اور تراث اصل میں وجاہ اور وراث ہیں وقاہ۔ یقیہ کا معنی ہے کسی چیز کو اذیت سے محفوظ رکھنا اور اس کی حمایت اور حفاظت کرنا۔۹۰؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ۔ ۹۱

ترجمہ۔ انہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہیں ہے۔

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں، تقویٰ کے معنی کسی ڈرانے والی چیز سے نفس کو بچانا اور اس کی حفاظت کرنا۔ خوف کو بھی تقوی کہتے ہیں تقویٰ کا شرعی معنی گناہ سے نفس کی حفاظت کرنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! حلال اور حرام ظاہر ہیں اور ان کے درمیان کچھ مشتبہات ہیں جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے، سو جو شخص مشتبہات سے بچ گیا اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو محفوظ کر لیا۔ ۹۲؎

تقوی کے درج ذیل کئی مراتب ہیں۔

فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ ۹۳

ترجمہ۔ پس جو لوگ گناہوں سے باز رہے اور انہوں نے نیکیاں کیں تو ان پر کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ ۹۴

ترجمہ۔اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہر گز مت مرنا مگر اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو۔

وَ سِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا۔ ۹۵

ترجمہ۔جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے تھے وہ جنت کی طرف گروہ در گروہ بھیجے جائیں گے۔

تقویٰ کے اصطلاحی معنی:

علامہ میر سید شریف نے تقویٰ کی حسب ذیل تعریفات لکھی ہیں، اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر کے نفس کو عدم اطاعت کے عذاب سے بچانا تقویٰ ہے اللہ تعالیٰ کی معصیت کے عذاب سے نفس کو بچانا تقویٰ ہے اللہ تعالیٰ کے ماوسوا سے خود کو محفوظ کرنا تقویٰ ہے آداب شریعت کی حفاظت کرنا تقویٰ ہے، ہر وہ کام جو تم کو اللہ سے دور کر دے اس سے خود کو باز رکھنا تقویٰ ہے۔۹۶

علامہ قرطبی لکھتے ہیں تقویٰ کے معنی کسی ناپسندیدہ چیز سے خود کو بچانے کے لیے اپنے اور اس چیز کے درمیان کوئی آڑ بنا لینا اور متقی وہ شخص ہے جو اپنے نیک اعمال اور پر خلوص دعاؤں سے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے عذاب بچالے۔

زر بن جیش کہتے ہیں، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک دن فرمایا لوگ بہت ہیں لیکن ان میں بہتر وہ ہیں جو تائب ہوں یا متقی ہوں پھر ایک دن کہا کے لوگ بہت ہیں لیکن ان میں بہتر وہ ہیں جو عالم ہوں یا متعلم ہوں۔

ابو یزید بسطامی نے کہا متقی وہ ہے جس کا ہر قول اور ہر عمل اللہ کے لیے ہو۔

ابو سلیمان دارانی نے کہا متقی وہ ہے جس کے دل سے شہوات کی محبت نکال لی گئی ہو۔

ایک قول یہ ہے متقی وہ ہے جو شرک سے بچے اور نفاق سے بری ہو۔

حضرت عمر بن الخطابؓ نے حضرت ابی بن کعبؓ سے تقویٰ کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا، کیا آپ نے کانٹوں کا راستہ دیکھا ہے؟ حضرت عمرؓ نے کہا ہاں پوچھا پھر آپ نے کیا، کیا؟

حضرت عمرؓ نے کہا میں نے پائنچے اوپر اٹھائے اور ان سے بچ کر نکل گیا۔ حضرت ابی بن کعبؓ نے کہا یہی تقویٰ ہے۔

حضرت ابودرداءؓ نے کہا، تقوی ہر قسم کی خیر کا جامع ہے اور یہ وہ چیز ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اولین اور آخرین کو وصیت کی ہے۔ ۹۷ے

امام رازی لکھتے ہیں، متقی وہ ہے جو عبادات کو انجام دے اور ممنوعات سے بچے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کوئی بندہ اس وقت تک متقین کے درجہ کو نہیں پا سکتا جب تک ان چیزوں کو ترک نہ کر دے جن میں حرج نہ ہو اس خوف سے کے شاید ان میں حرج ہو۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا، متقی وہ لوگ ہیں جو عذاب سے بچنے کے لیے خواہش نفس پر عمل نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ سے رحمت کی امید رکھتے ہیں۔

امام رازی فرماتے ہیں، یہاں تقویٰ سے مراد خوف خدا ہے۔

ارشادات خداوندی:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۔۹۸۔

ترجمہ۔اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو۔

حسب ذیل آیات میں بھی تقوی سے مراد خوف خدا ہے۔

اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۔۹۹

ترجمہ۔جب ان کے ہم قوم صالح (علیہ السلام) نے ان سے کہا! کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے؟

اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۔۱۰۰

ترجمہ۔جب ان کے ہم قوم لوط (علیہ السلام) نے ان سے کہا! کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے؟

اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۔۱۰۱

ترجمہ۔جب شعیب (علیہ السلام) نے ان سے کہا کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے؟

وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ۔۱۰۲

ترجمہ۔ابرہیم نے جب اپنی قوم سے کہا اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو۔

اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ۔ ۱۰۳۔

ترجمہ۔اور اللہ نے انہیں کلمہ توحید پر مستحکم کر دیا۔

وَلَوْ اَنَّ اَھْلَ الْقُرٰٓی اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا ۔ ۱۰۴

ترجمہ۔اگر بستیوں والے ایمان لے آتے اور توبہ کرتے۔

اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ۔ ۱۰۵

ترجمہ۔لوگوں کو ڈراؤ کہ میرے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں سو میری اطاعت کرو۔

وَ اْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِھَا وَ اتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ ۱۰۶

ترجمہ۔گھروں میں ان کے دروازوں سے داخل ہو اور اللہ کی نافرمانی نہ کرو۔

وَ مَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ۔ ۱۰۷

ترجمہ۔جس نے اللہ تعالی کی نشانیوں کی تعظیم کی تو یہ دلوں کے اخلاص سے ہے۔

تقوی کا مقام بہت عظیم اور بلند ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا ۔ ۱۰۸

ترجمہ۔بے شک اللہ متقین کے ساتھ ہے۔

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ۔ ۱۰۹

ترجمہ۔بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سے سب سے مکرم وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص یہ چاہتا ہو کے وہ لوگوں میں سب سے زیادہ مکرم ہو وہ اللہ سے ڈرئے۔ ۱۱۰

حضرت علیؓ بن ابی طالب ؓ نے فرمایا! معصیت پر اصرار نہ کرنا اور عبادت پر مغرور نہ ہونا تقوی ہے۔

ابراہیم بن ادھم نے کہا تقویٰ یہ ہے کے تمہاری زبان پر مخلوق کا عیب نہ ہو فرشتے تمہارے افعال میں عیب نہ پائیں اور اللہ تعالیٰ تمہارے دل میں کوئی عیب نہ دیکھے۔

علامہ واقدی نے کہا تقویٰ یہ ہے کے جس طرح تم اپنے ظاہر کو مخلوق کیلیے مزین کرتے ہو اس طرح

اپنے باطن کو اللہ کے لیے مزین کرو۔
ایک قول یہ ہے کے اللہ تعالیٰ تم کو وہاں نہ دیکھے جہاں اس نے منع کیا ہے۔
ایک اور قول یہ ہے کے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کو اپنائے اور دنیا کو پس پشت ڈال دے، اپنے نفس کو اخلاص اور وفا کا پابند کرے اور حرام اور جفا سے اجتناب کرے وہی متقی ہے۔
حقیقت میں انسان وہی ہے جو متقی ہو۔ ۱۱۱

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

امام ترمذی روایت کرتے ہیں، حضرت عطیہ سعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کوئی بندہ اس وقت تک متقین میں سے شمار نہیں ہوگا جب تک کے وہ بے ضرر چیز کو اس خوف سے نہ چھوڑ دے کے شاید اس میں ضرر ہو۔ ۱۱۲

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ایک دوسرے سے حسد نہ کرو تناجش (کسی کو پھنسانے کے لیے زیادہ قیمت لگانا) نہ کرو، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے روگردانی نہ کرو، کسی کی بیع پر بیع نہ کرو، اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ، مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، اس پر ظلم نہ کرے، اس کو رسوا نہ کرے، اس کو حقیر نہ جانے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کر کے تین بار فرمایا! تقویٰ یہاں ہے کسی شخص کے برے ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو برا جانے، ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر مکمل حرام ہے اس کا خون اس کا مال اور اس کی عزت۔ ۱۱۳

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تمہارا رب یہ فرماتا ہے کے میں ہی اس بات کا مستحق ہوں کے مجھے سے ڈرا جائے سو جو شخص مجھ سے ڈرے گا تو میری شان یہ ہے کے میں اس کو بخش دوں۔ ۱۱۴

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھے ایک ایسی آیت کا علم ہے کے اگر لوگ صرف اسی آیت پر عمل کر لیں تو وہ ان کے لیے کافی ہوگی، جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے مشکلات سے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے۔ ۱۱۵

امام احمد روایت کرتے ہیں، ابونضرہ بیان کرتے ہیں، جس شخص نے ایام تشریق کے وسط میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطبہ سنا اس نے یہ حدیث بیان کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے لوگو! سنو تمہارا رب ایک ہے، تمہارا باپ ایک ہے، سنو! کسی عربی کو عجمی پر فضیلت نہیں ہے نا عجمی کو عربی پر فضیلت ہے، نا گورے کو کالے پر فضیلت ہے، نا کالے کو گورے پر فضیلت ہے، مگر فضیلت صرف تقویٰ سے ہے۔١١٦ے

حضرت معاذؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! شاید اس سال کے بعد تم مجھ سے ملاقات نہیں کرو گے حضرت معاذؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فراق کے صدمہ میں رونے لگے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا! میرے سب سے زیادہ قریب متقی ہوں گے خواہ وہ کوئی ہوں اور کہیں ہوں۔١١٧ے

تقویٰ کے مراتب:

اگر یہ اعتراض کیا جائے کے قرآن مجید کا متقین کے لیے ہدایت ہونا تحصیل حاصل ہے کیونکہ متقین تو خود ہدایت یافتہ ہیں اگر چہ اس کے کئی جوابات ہیں۔

١۔ پہلا جواب یہ ہے کے متقین سے مراد یہ ہے کے جو لوگ تقوی حاصل کرنے کا ارادہ کریں سو یہ کتاب ان کے لیے ہدایت ہے۔

٢۔ دوسرا جواب یہ ہے کے ہدایت سے مراد ہدایت پر استقامت اور ثبات ہے یعنی اس کتاب کے مطالعہ اور اس پر عمل کرنے سے متقین کو ہدایت پر دوام اور ثبات حاصل ہوگا۔

٣۔ تیسرا جواب یہ ہے کے تقویٰ کے کئی مراتب ہیں۔

نفس کی کفر اور شرک سے حفاظت کرنا۔

نفس کی گناہ کبیرہ سے حفاظت کرنا۔

نفس کی گناہ صغیرہ سے حفاظت کرنا۔

نفس کی خلاف سنت سے حفاظت کرنا۔

نفس کی خلاف اولیٰ سے حفاظت کرنا۔

نفس کی ماسوا اللہ سے حفاظت کرنا۔

جو شخص تقویٰ کے کسی ایک مرتبہ پر فائز ہو یہ کتاب اس کے لیے تقوی کے اگلے مرتبہ کے لیے ہدایت ہے۔

تقویٰ قرآن کریم کا خاص موضوع اور خاص اصطلاح ہے اگرچہ تقویٰ کا ایک ترجمہ پرہیز گاری کیا جاتا ہے لیکن یہ ترجمہ غلط ہے کیونکہ تقویٰ دنیا کی تباہ کاریوں سے بچتے ہوئے قوانین الٰہی کے مطابق زندگی کو بسر کرنے کا نام ہے۔

ماہرین لغات کا یہ ماننا ہے کے تقویٰ اتنا مکمل لفظ ہے کے اس کا ترجمہ کسی ایک لفظ میں ادا کرنا ناممکن ہے تاہم کسی بھی انسان کے کردار کی بلندی تقویٰ میں آجاتی ہے۔قرآن کریم نے اس مشکل کی خود ہی عقدہ کشائی کرتے ہوئے یہ بتایا ہے کے انسان کی زندگی کی دو سطحیں ہیں۔

ا۔حیوانی سطح۔اس میں زندگی کے وہ تمام تقاضے شامل ہیں جو حیوانات میں بھی موجود ہوتے ہیں مثلاً کھانا، پینا، سونا، جاگنا، افزائش نسل، اپنی اور اپنے خاندان ی حفاظت وغیرہ۔

قرآن کریم حیوانی زندگی (Physical Life) بسر کرنے والوں کو جو ایمان کی دولت سے محروم ہیں انھیں کافر کہتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ قَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَ نَحْيَا وَ مَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ۔۱۱۸

ترجمہ۔انہوں نے کہا کے ہماری تو صرف یہی دنیا کی زندگی ہے، ہم (اسی دینا) میں مرتے اور جیتے ہیں اور ہمیں صرف دہر (زمانہ) ہلاک کرتا ہے (اور واقعہ یہ ہے کے) انہیں اس کا کچھ علم نہیں وہ محض گمان کر رہے ہیں۔

وَ قِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ۔۱۱۹

ترجمہ۔(ان سے) کہا جائے گا آج ہم تمہیں اسی طرح فراموش کر دیں گے جس طرح تم نے اس

دن کی ملاقات کو بھلا دیا تھا اور تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں ہے۔

وَ كَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ۔١٢٠

ترجمہ۔کتنی ہی بستیاں آپ کی اس بستی سے زیادہ قوت والی تھیں جس کے باشندوں نے آپ کو وہاں سے نکالا تو جب ہم نے ان کو ہلاک کر دیا تو ان کا کوئی مددگار نہ تھا۔

۲۔انسانی سطح ۔اس زندگی میں اعلیٰ مقاصد کا تعین، انسانی ذات کی بہترین نشونما جس میں اعلیٰ اقدار بھی پیش نظر رہتی ہیں تاہم ان اعلیٰ اقدار کو انسان قرآنی تعلیمات کے ذریعے سے حاصل کرتا ہے۔انسانی سطح کی طرز فکر رکھنے والے افراد اللہ کے یہاں مومنین کے نام سے جانے جاتے ہیں کیونکہ مومنین کے یہاں انسانی ذات کا تحفظ، حیوانی زندگی کے تحفظ سے زیادہ قیمتی ہوتا ہے چنانچہ مومنین صحیح اور غلط کے درمیان فرق کو نا صرف سمجھتے ہیں بلکہ معمولی دنیاوی فوائد کو اللہ کی خوشنودی اور ابدی انعامات پر بے دریغ قربان بھی کر دیتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادت خداوندی ہیں!

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۔١٢١

ترجمہ۔بلاشبہ آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش اور رات اور دن کے اختلاف میں عقل والوں کے لیے ضرور نشانیاں ہیں جو لوگ کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے اور کروٹ کے بل لیٹے ہوئے اللہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں اور آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش میں غور وفکر کرتے رہتے ہیں

(اور کہتے ہیں) اے ہمارے رب! تو نے یہ سب کچھ بے کار پیدا نہیں کیا، تو پاک ہے سو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۚ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۙ ۔١٢٢

ترجمہ۔ان کے لیے اللہ نے عذاب شدید تیار کر رکھا ہے، سوائے عقل مند ایمان والو! اللہ سے

ڈرتے رہو، بے شک اللہ نے تمہاری طرف (سراپا) نصیحت نازل کی ہے۔ ۱۲۲؎

اللہ تعالی مومنین کو بصارت کے ساتھ بصیرت بھی عطا فرماتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قُلۡ هٰذِهٖ سَبِيۡلِىۡۤ اَدۡعُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ‌ؔ عَلٰى بَصِيۡرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِىۡ‌ؕ وَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ وَمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ۔ ۱۲۳

ترجمہ۔آپ کہیے یہ میرا راستہ ہے، میں پوری بصیرت کے ساتھ (لوگوں کو) اس کی طرف بلاتا ہوں اور میرے پیروکار بھی (اس کی طرف بلاتے ہیں) اور اللہ پاک ہے اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔

وَالَّذِيۡنَ اِذَا ذُكِّرُوۡا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمۡ لَمۡ يَخِرُّوۡا عَلَيۡهَا صُمًّا وَّعُمۡيَانًا۔ ۱۲۴

ترجمہ۔جب ان لوگوں کو اللہ کی آیتوں کے ساتھ نصیحت کی جائے تو وہ ان آیتوں پر بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے۔

وَقِيۡلَ لِلَّذِيۡنَ اتَّقَوۡا مَاذَاۤ اَنۡزَلَ رَبُّكُمۡ‌ؕ قَالُوۡا خَيۡرًا‌ؕ لِلَّذِيۡنَ اَحۡسَنُوۡا فِىۡ هٰذِهِ الدُّنۡيَا حَسَنَةٌ‌ ؕ وَلَدَارُ الۡاٰخِرَةِ خَيۡرٌ‌ ؕ وَلَنِعۡمَ دَارُ الۡمُتَّقِيۡنَۙ جَنّٰتُ عَدۡنٍ يَّدۡخُلُوۡنَهَا تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ‌ لَهُمۡ فِيۡهَا مَا يَشَآءُوۡنَ‌ ؕ كَذٰلِكَ يَجۡزِى اللّٰهُ الۡمُتَّقِيۡنَۙ الَّذِيۡنَ تَتَوَفّٰٮهُمُ الۡمَلٰۤـئِكَةُ طَيِّبِيۡنَ‌ ۙ يَقُوۡلُوۡنَ سَلٰمٌ عَلَيۡكُمُ ۙ ادۡخُلُوا الۡجَـنَّةَ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ۔

ترجمہ۔متقین سے کہا گیا تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے؟ انہوں نے کہا اچھا (کلام) جن لوگوں نے اس دنیا میں نیک کام کیے ان کے لیے اچھا اجر ہے اور آخرت کا گھر سب سے اچھا ہے اور بیشک متقین کا گھر کیا ہی اچھا ہے، جن میں وہ داخل ہوں گے وہ دائمی جنتیں ہیں، ان کے نیچے سے دریا بہتے ہیں، ان کے لیے اس میں وہ سب کچھ ہے جس کی وہ خواہش کریں گے، اللہ متقین کو

اسی طرح جزا دیتا ہے ان (متقین) کی جب فرشتے روحیں قبض کرتے ہیں تو اس وقت وہ پاکیزہ ہوتے ہیں، فرشتے کہتے ہیں تم پر سلام ہو تم جنت میں داخل ہو جاؤ ان کاموں کی وجہ سے جو تم کرتے تھے۔ ۱۲۵؎

امام رازی لکھتے ہیں تقویٰ کا معنی ہے کسی چیز کو ترک کرنا اور اس سے بچنا۔

امام رازی کی تحقیق یہ ہے متقی کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کے وہ تمام حرام کاموں سے اجتناب کرے اور تمام نیک کام کرے اگر چہ کامل متقی وہی ہوتا ہے متقی سے مراد وہ شخص ہے جو شرک سے اجتناب کرتا ہو اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پر ایمان اور یقین رکھتا ہو۔

امام رازی بطور دلیل یہ کہتے ہیں جب ہم کسی شخص کو قاتل یا ضارب کہتے ہیں تو اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہوتا کے وہ دنیا کے تمام انسانوں کا قاتل ہے بلکہ جس شخص نے کسی ایک کو بھی قتل کیا وہ قاتل کہلائے گا اور جس نے کسی ایک شخص کو بھی مارا وہ ضارب کہلائے گا۔

بالکل اسی طرح متقی کی مثال دی جا سکتی ہے لیکن علما کا اجماع اس پر ہے کے تقوی کے لیے کفر اور شرک سے اجتناب ضروری ہے۔ ۱۲۶؎

ارشادات خداوندی:

وَ لَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۔۱۲۷

ترجمہ۔ اگر وہ ایمان لے آتے اور تقوی اختیار کرتے تو اللہ کی طرف سے ثواب بہت بہتر ہے۔

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَ اتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۔۱۲۸

ترجمہ۔ مومنین میں سے جو نیک کام کرتے اور تقوی اختیار کرتے ہیں ان کے لیے اجر عظیم ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۔۱۲۹

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے عنقریب رحمن (اپنے بندوں کے دلوں میں) ان کے لیے محبت پیدا کر دے گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا:

وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ۔ ۱۳۰

ترجمہ۔میرے لیے میرے بعد والوں میں میرا اچھا ذکر جاری رکھ۔

وَالَّذِیْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ۔ ۱۳۱

ترجمہ۔اور جن لوگوں نے ہدایت قبول کی اللہ نے ان کی ہدایت کو اور زیادہ کر دیا اور انہیں ان کا تقوی عطا فرمایا۔

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ ۱۳۲

ترجمہ۔وہ لوگ جو ہماری راہ میں جدوجہد کرتے ہیں ہم ان کو ضرور اپنی راہیں دکھاتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

زہد و تقویٰ:

حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کیا کرتے اے اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ اور مسکینی کی ہی حالت میں دنیا سے اٹھا اور مساکین کے ساتھ ہی میرا حشر فرما۔ ۱۳۳

خشیت الٰہی رکھنے والے شخص کے لئے مالداری میں کوئی مضائقہ نہیں تاہم صحت مندی صاحب تقویٰ کے لئے دولت مندی سے بہتر ہے اور خوش دلی اللہ تعالی کی نعمتوں میں سے ہے جس پر شکر واجب ہے۔ ۱۳۴

عکرمہ کہتے ہیں میں نے عبداللہ بن عباس ؓ کو یہ کہتے سنا کے اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام آسمانوں والوں اور تمام نبیوں پر فضیلت دی ہے، لوگوں نے کہا اے عبداللہ بن عباس ؓ آسمان والوں پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت کی کیا دلیل ہے؟ تو حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے کہا اس لئے کے اللہ تعالی نے آسمان والوں کے لئے فرمایا اور فرشتوں میں سے جس نے کہا کے میں اللہ کے سوا معبود ہوں تو ہم اس کو جہنم میں سزا دیں گے اور ہم اسی طرح سے ظالموں کو سزا دیتے ہیں اور اللہ

تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے فرمایا کے بے شک ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روشن فتح عطا فرمائی تا کہ اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اگلے اور پچھلے تمام ذنب یعنی (بہ ظاہر خلاف اولی) سب کام معاف کردئے لوگوں نے کہا اے عبداللہ بن عباسؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انبیاء پر کیا فضیلت ہے؟ تو عبداللہ بن عباسؓ نے کہا کے اللہ تعالی نے انبیاء کے بارے میں فرمایا ہے کے ہم نے ہر نبی کو اس کی قوم کی زبان میں مبعوث کیا ہے جبکہ اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق فرمایا کے ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت تک کے تمام لوگوں کے لئے مبعوث کیا ہے سو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالی نے تمام انسانوں اور جنات کی طرف مبعوث فرمایا ہے۔ ۱۳۵؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب اللہ کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام کو بلا کر فرماتا ہے کے میں فلاں بندہ سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو، پھر اس بندہ سے جبریل محبت کرتا ہے تو جبریل ندا کرتا ہے کے اللہ فلاں بندہ سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو پھر اس بندہ سے آسمان والے محبت کرتے ہیں پھر اس کے لیے زمین میں مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔ ۱۳۶؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے! جس شخص نے میرے ولی سے عداوت رکھی میں اس کے ساتھ اعلان جنگ کر دیتا ہوں اور میں نے اپنے بندہ پر جو چیزیں فرض کیں ہیں اس سے زیادہ کسی چیز کے ساتھ تقرب حاصل کرنا مجھے محبوب نہیں ہے اور میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ساتھ میرا تقرب حاصل کرتا رہتا ہے حتی کے میں اس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں اور جب میں اس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جن سے وہ چیزوں کو پکڑتا ہے اور اس کے پیر ہو جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے اگر وہ مجھ سے کسی چیز کا سوال کرے تو میں اس کو وہ ضرور عطا کروں گا اور اگر وہ کسی چیز سے میری پناہ طلب کرے تو میں اس کو ضرور پناہ دوں گا اور میں کسی کام کے کرنے میں اتنی تاخیر نہیں کرتا جتنی تاخیر مومن کی روح قبض کرنے میں کرتا ہوں وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور میں اس کو رنجیدہ کرنا ناپسند کرتا ہوں۔ ۱۳۷؎

موت کے وقت متقین کی کیفیت:

اللہ تعالیٰ نے متقین کی یہ صفت بیان کی جب ان متقین کی ارواح کو فرشتے قبض کرنے آتے ہیں تو اس وقت وہ متقین حالت پاکیزگی میں ہوتے ہیں۔

امام رازی لکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا متقین اس وقت طیبین (پاکیزہ) ہوتے ہیں یہ ایک جامع کلمہ ہے جو معنی کے اعتبار سے وسعت رکھتا ہے یعنی متقین اللہ کے احکامات کی پیروی کرتے ہوئے احکامات الٰہیہ کو بجالاتے ہیں اللہ نے متقین کو پاکیزہ اخلاق سے مزین فرمایا، متقین نفسانی اور جسمانی لذتوں سے خالی اور روحانی لذتوں سے معمور ہیں تاہم طیبین کے معنی ہیں کے جس وقت ان کی روح قبض کی جائے گی اس وقت ان کو جنت کی بشارت بھی دی جائے گی، اکثر مفسرین کی یہ رائے ہے کے فرشتے متقین کی روحیں جس وقت قبض کرتے ہیں اس وقت وہ طیب و طاہر ہوتے ہیں اور اس وقت فرشتے ان سے کہتے ہیں کے تم پر سلام تم جنت میں داخل ہو جاؤ ان کاموں کی وجہ سے جو تم کرتے تھے۔ ۱۳۸ ؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب نے فرمایا کے تقوی خوبیوں کا سردار ہے۔

تقویٰ جیسی کوئی کرامت نہیں۔ تقویٰ کے ہوتے ہوئے کوئی عمل کم نہیں ہوگا بھلا وہ چیز کیسے کم ہوسکتی ہے جو قبول بارگاہ ایزدی ہو جائے؟

تقویٰ سے بڑھ کر کوئی عزت نہیں۔ دل میں موجود تقوی جسم کی صحت ہے۔

امیر المومنین کوفے کے باہر قبرستان تشریف لے گئے اور فرمایا کے اے وحشت زدہ اور اندھیری قبروں میں رہنے والو! عنقریب ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔

اس کے بعد آپؓ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کے یقیناً اگر یہ کلام پر قادر ہوتے تو یہ بتاتے کے آخرت کے لئے بہترین زادراہ تقویٰ ہے۔ اللہ سے تھوڑا ہی تقویٰ اختیار کرو بھلے وہ کم ہی کیوں نہ وہ اللہ سے صبح وشام ڈرتے رہو۔

متقین تو دنیا کی فوراً ملنے والی چیزیں بھی اپنے ساتھ لے گئے اور آخرت میں بعد کی چیزیں بھی انھیں حاصل ہو گئیں لیکن تم اہل دنیا، ان کے ساتھ دنیاوی معاملات اور فوائد میں تو شامل رہے لیکن متقین کی آخرت اور انعامات میں تم ان کے شریک نہیں اگرچہ ترک دنیا کے باوجود وہ دنیا کے بہترین مقامات پر سکونت اختیار کئے رہے، اچھی غذاؤں سے لطف اندوز بھی ہوئے، خوشحال اور مالدار لوگوں کی طرح انھیں بھی دنیا میں حصہ ملا دوسری جانب انھوں نے دنیا سے وہ سب کچھ حاصل کر لیا جو ایک جابر اور متکبر ظلم وستم کے ذریعے سے حاصل کرتا ہے تاہم یہ متقین اپنے ساتھ دنیا سے بہترین اور کارآمد زادراہ اور فائدہ مند تجارت آخرت کی جانب لے گئے اگرچہ ترک دنیا کی لذت وہ دنیا میں ہی چکھ چکے تھے لیکن انھیں اس بات کا یقین تھا کے وہ آخرت میں اللہ کے ساتھ ہوں گے، ان کی دعائیں مستجاب اور قبول ہوں گی اور ان کی آخروی لذات اور آسائشات میں کبھی کمی نا ہوگی۔

متقین دنیا سے عبرت حاصل کرتے اور ان کا تقوی انھیں شہادت اور بے یقینی کے مابین فرق سے انھیں آگاہ کرتے ہوئے انھیں ظلمت کے گڑھے میں گرنے سے بچاتا ہے۔

اے اللہ کے بندو! تقویٰ ایک محکم اور مضبوط گھر ہے جبکہ فسق وفجور ذلتوں کا ٹھکانہ ہے یقیناً تقوی کے ذریعے گناہوں کے زہر سے بچا جا سکتا ہے۔

متقی افراد اعمال کی کم مقدار پر راضی نہیں ہوتے اور زیادہ کو زیادہ نہیں سمجھتے اور اپنے نفوس پر گناہ کی تہمت لگاتے رہتے ہیں اور اپنے اعمال سے ڈرتے رہتے ہیں۔ دنیا میں متقی افراد اس طرح سے رہتے ہیں کے وہ فضیلتوں والے ہوتے ہیں، ان کا لباس میانہ روی کا، ان کی باتیں نپی تلی، اور ان کی روش فروتنی والی ہوتی ہے، اللہ سے اس کے بندوں اور اس کے شہر کے معاملے میں ڈرو کیونکہ تم سب اللہ کے سامنے جواب دہ ہو یہاں تک کے اللہ جگھوں اور جانوروں کے بارے میں بھی پوچھے گا۔ تقوی سے زیادہ عزت دار کوئی اور کرامت نہیں۔ تقوی تمام امور کو خیر کی طرف لے جاتا ہے۔ جسے بغیر مال کے دولت مندی مسرور کرے تو اسے اللہ سے ڈرنا چاہئے۔

جو تقوی کا درخت لگائے گا وہ ہدایت کے پھل کو توڑے گا۔

دنیا اور آخرت کی بھلائی دو چیزوں میں مضمر ہے۔ ۱۔ مالداری۔ ۲۔ تقویٰ۔

دنیا میں لوگوں کے سردار سخی جبکہ آرت میں متقین ہوں گے۔
جو اللہ کا تقوی اختیار کرتا ہے وہ لوگوں کے درمیان محبوب ہو جاتا ہے۔
تقوی پناہ گزینوں کے لئے ایک مضبوط و محفوظ قلعہ ہے۔
متقین کے دل مغموم ہوتے ہیں اور ان کے شر سے لوگ محفوظ رہتے ہیں۔
متقین کے نفوس قانع، خواہشات مردہ، چہرے ہشاش بشاش اور قلوب غمزدہ ہوتے ہیں۔
اگر تم نے اللہ کا تقوی اختیار کیا تو وہ تمھیں عذاب سے بچالے گا۔
تقوی زندگی میں پاکیزگی اور آخرت میں اللہ کی قربت کا سبب ہے۔
تقویٰ سے بہترین کوئی لباس نہیں۔
شر سے بچنے والا نیکی انجام دینے والے کی مانند ہے۔ ایمان تقوی کے بغیر فائدہ مند نہیں۔
متقی کی تین علامات ہیں۔ ۱۔ عمل میں اخلاص۔ ۲۔ امیدوں میں کمی۔ ۳۔ اور مہلتوں کو غنیمت جاننا
جنت کے بادشاہ مخلص اور متقی افراد ہوں گے۔ سب سے بڑا زہد اپنے زہد کو چھپانا ہے
جو دنیا میں زہد کو اختیار کرتا ہے اس پر مصیبتیں سبک ہو جاتی ہیں۔
حرام چیزوں میں زہد اختیار کرنے جیسا کوئی زہد نہیں۔
دنیا میں زہد اختیار کرو اللہ تمھیں اس کے عیوب دکھا دے گا۔
بغیر علم و زہد کے عبادت جسم کو تھکا دینے کے مترادف ہے۔
زہد امیدوں کو کم کرنا اور عمل میں اخلاص برتنے کا نام ہے۔ ۱۳۹؎

اہم نکتہ:

رومی لکھتے ہیں! جو اللہ سے ڈرتا ہے اور تقویٰ اختیار کرتا ہے اس سے کائنات کی ہر شے جس میں انسان اور جنات سب شامل ہیں سب ڈرتے ہیں، اور جو بھی شے اس کی جانب دیکھتی ہے اس پر اس مردِ حق کی ہیبت غالب آجاتی ہے۔

بنیادی طور پر تقویٰ سے مراد گناہوں سے بچنا ہے یعنی ایک انسان کانٹوں بھری جھاڑیوں کے درمیان سے کچھ اس انداز سے گزرے کہ اس کا جسم اور لباس کانٹوں سے محفوظ رہے۔

جب انسان اتنی احتیاط کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرتا ہے اور اللہ کے احکامات کی پیروی کرتا ہے تو اس کا ضمیر پرسکون اور مطمین رہتا ہے اور یہی آسودگی اس کو کوئی نفسیاتی اور ذہنی امراض سے بچاتی ہے تاہم اللہ کا اپنے بندوں پر یہ کرم خاص ہے کے وہ اپنے ایسے بندوں کوسکون اور حقیقی خوشیوں سے آراستہ فرماتا ہے۔

اسلام:

اسلام کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔۱۴۰

ترجمہ۔ اعرابی (دیہاتی / بدو) کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے، کہہ دو کے تم ایمان نہیں لائے (بلکہ یوں) کہو کے ہم اسلام لائے ہیں اور ایمان تو ہنوز تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا۔ اور تم خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو گے تو خدا تمہارے اعمال سے کچھ کم نہیں کرے گا۔ بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

السَّلٰم ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (س۔ل۔م) سے مشتق ہے۔

السَّلٰم ۔اللہ کا اسم صفاتی ہے، جو قرآن کریم میں (ا) مرتبہ آیا ہے۔

السَّلٰم ۔کے مادے سے اسلام ،السلام ، سلیم ، السَّلٰم، استسلم ، مسلم اور للسلم جیسے الفاظ نکلے ہیں۔

السَّلٰم ۔کے معنی بے عیب اور سلامتی کے ہیں یعنی کائنات میں سلامتی کی جتنی بھی اشکال ہیں وہ تمام کی تمام اپنی نہایت مرئی اور غیر مرئی صورت میں ذات باری تعالیٰ سے ہی صادر ہیں، اللہ تعالی اپنی مخلوق کو ہر قسم کی مشکلات اور مصیبتوں سے بچاتے اور ان کی حفاظت کرتے ہیں۔

اللہ کی ذات سراسر سلامتی ہے۔

تاج العروس نے السلام کے اس معنی عیوب اور نقائص سے پاک ہونے پر اعتراض کرتے ہوئے

کہا ہے کے السلام کے اصل معنی یہ ہیں جس سے دوسری چیزیں اور اشیاء کائنات سلامتی حاصل کریں اس اعتبار سے اللہ کی صفت السلام اس معانی میں کے وہ نظام کائنات نہایت بہترین انداز اور سلامتی کے ساتھ چلا رہا ہے جس میں ذرا برابر بھی نقص، ابتری اور کجی و کمی نہیں.

السّلٰم ۔ کے ایک معنی آفتوں اور مصیبتوں سے حفاظت کے ہیں۔

عربی زبان میں السّلٰم سیڑھی کو بھی کہتے ہیں یعنی کسی بلند مقام پر پہنچنے کا آسان، محفوظ اور قابل اعتماد ذریعہ کو السّلٰم کہا جاتا ہے بالالفاظ دیگر اس کے ایک معنی سلامتی اور خیر وعافیت کے ساتھ اللہ تک رسائی یا اس کی معرفت کے بھی ہیں۔

السّلٰمُ و السّلٰم ۔ کے معنی اطاعت، سپردگی اور احکامات الٰہی کی پیروی کے بھی ہیں

نواب صدیق حسن خان نے (س۔ل۔م) میں نرمی اور انکسار کے پہلو کی وضاحت فرمائی ہے

استسلم لکم طریق ۔ کے معنی انسان کا میانہ روی اختیار کرنا اور راستے چلتے ہوئے لغویات اور بیہودیات سے اجتناب کرنا ہے۔

استسلم الزرع ۔ کے معنی کھیتی کی بالیاں نکل جانا یعنی کوششوں کا نتیجہ نکلنا۔

اسی مادہ سے ایک عربی لفظ السلمۃ ۔ بھی نکلا ہے جو عام طور پر خواتین کے بے حد حسن و جمال اور نرمی و نازکی کی جانب اشارہ کرتا ہے چنانچہ اس کے ایک معنی حسن و زیبائی اور خوشنمائی کے بھی ہیں۔ ۱۴۱ ؎

اسم السّلٰم کا کائناتی نظام میں کردار:

اسمُ السّلٰمُ اللہ کا ایک صفاتی نام ہے جس کے معنی نرمی، خوبصورتی، خوشنمائی، سلامتی، حفاظت، توجہ، اعتماد، سپردگی، درست سمت اور آسانی کے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

السّلٰمُ ۔ ۱۴۲

ترجمہ۔ (اللہ) سراسر سلامتی ہے۔

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ

اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِیۡعًا اِنَّہٗ ھُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ۔ ۱۴۳

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیے! اے میرے بندو! جو اپنی جانوں پر زیادتیاں کر چکے ہیں اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں بے شک وہ ہی بہت بخشنے والا ہے اور رحم کرنے والا ہے۔

نظام کائنات اور خود انسان کی اپنی ذات میں اس اسم مبارک کی نفوذ پذیری موجود ہے اگر خیر اور سلامتی دنیائے کائنات سے اٹھ جائے تو پھر اگلا منظر تو خونریز جنگوں اور قیامت کا ہی ہوگا اسی لئے سلام اور سلامتی کی دعا کو اسلام میں بہت زیادہ اہمیت دی گئی اور مسلمانوں کا ایک دوسرے سے ملتے وقت سلام میں پہل کی تلقین کی گئی یعنی مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے لئے سوائے خیر اور عافیت کے کچھ نہیں۔السلام اللہ کا صفاتی نام ہے تاہم اس صفت کو دنیا میں عام کرنے کی ذمہ داری ہر مسلمان پر عائد ہوتی ہے۔

اسم السّلٰم کی مفسرین کرام نے دو تعریفیں بیان کی ہیں۔

امام ابن کثیر فرماتے ہیں! السلام وہ ذات ہے جو تمام عیوب اور نقائص سے پاک ہے اور اپنی ذات وصفات اور افعال میں کامل و یکتا ہے۔ ۱۴۴

علامہ آلوسی لکھتے ہیں السلام سے مراد وہ ذات جس سے حفاظت اور عافیت کی امید رکھی جائے۔ ۱۴۵

سفیان بن عنیہ لکھتے ہیں! انسان تین مواقع پر وحشت زدہ ہوگا۔

ا۔ جب وہ اس دنیا میں پیدا ہوا یعنی نو ماہ تک وہ ایک الگ نوعیت کے محل و مستقر میں مقید تھا پھر جس روز اس کی پیدائش عمل میں آئی تو وہ اس عالم ناسوت میں وارد ہوا یہ دنیا اس دنیا سے قطعی الگ نوعیت کی تھی۔

۲۔ جس دن انسان اس دار فانی سے کوچ کرے گا اور ایک دوسرے عالم میں وہ وارد ہوگا تاہم اس اس دوسرے عالم کی مخلوقات یعنی فرشتوں سے اس کی ملاقات بھی ہوگی۔

۳۔ جب صور پھونکا جائے گا اور تمام انسان دوبارہ زندہ ہوکر اللہ کے روبرو کھڑے ہوں گے اور اپنے اعمال کا حساب دیں گے یعنی میدان محشر قائم ہوگا اور میزان عدل پر اعمال تولے جارہے

ہوں گے تاہم ان تینوں ایام میں انسان وحشت زدہ ہوگا لیکن اللہ تعالی نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو ان ایام کی وحشت سے بچایا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۔۱۴۶

ترجمہ۔ اس (یحییٰ) پر سلام ہے جس دن وہ پیدا ہوا جس دن وہ مرے گا اور جس دن وہ دوبارہ اٹھایا جائے گا۔

لیکن اللہ تعالی جس پر چاہیں اپنا فضل خاص فرماتے ہوئے جس انسان کو چاہیں اسے ان ایام کی وحشتوں سے بچا سکتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۔۱۴۷

ترجمہ۔ وہ جن کی جانیں فرشتے اس حال میں قبض کرتے ہیں کے وہ پاک صاف ہوں کہتے ہیں کے تمھارے لئے سلامتی ہی سلامتی ہو جاؤ جنت میں اپنے ان اعمال کے بدلے جو تم کرتے تھے۔

وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ۔۱۴۸

ترجمہ۔ وہ لوگ جو سعید ہوں گے وہ جنت میں ہوں گے اس میں ہمیشہ رہیں گے جب تک آسمان و زمین قائم رہیں الا یہ کے آپ کے رب کی مشیت ہو، یہ بخشش بھی منقطع نہ ہوگی۔

حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کے بارے میں سب یہ جانتے ہیں وہ رسول اللہ ﷺ کی نہایت غم گسار زوجہ تھیں اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ، اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں اپنے مال کو دل کھول کر خرچ کیا تاہم ان کی انھی خدمات کو سراہتے ہوئے اللہ تعالی نے انھیں حضرت جبرائیل علیہ السلام ے ذریعے سلام بھیجا۔ حضرت خدیجہ الکبریٰؓ نے جب رب کا سلام سنا تو آپ نے جواب میں کہا رب تو خود السلام ہے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام پر سلامتی ہو اور ائے اللہ کے رسول ﷺ آپ پر بھی سلامتی ہو اور اللہ کی طرف سے رحمتیں اور برکتیں ہوں۔۱۴۹

حضرت خدیجہ الکبریٰؓ نے اللہ کے سلام کے جواب میں وعلیکم السلام نہیں کہا بلکہ انھوں نے اپنی عقل سلیم سے کہا اللہ تو خود السلام ہے یعنی مخلوقات کو تو سلام کا جواب دیا جاتا ہے لیکن اللہ کی ذات تو خود سراسر سلامتی یعنی السَّلٰمُ ہے۔ کائنات میں جا بجا ہمہ وقت اسم السلام کی نفوذ پذیری نظر آتی ہے مثلاً حادثات سے معجزانہ طور پر بچ جانا، کسی مہلک بیماری سے شفایاب ہوجانا، کسی خطرناک آپریشن کا کامیاب ہوجانا، کسی کٹھن امتحان یا حالات سے بخیر و عافیت نبرد آزما ہونا، قاتلانہ حملے میں بال بال بچ جانا، کسی ظالم اور شقیق القلب انسان کے زیرِ سایہ کسی معصوم یا مظلوم کی پرورش کا ہونا جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش فرعون کے زیرِ سایہ ہوئی جبکہ فرعون نے قوم بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والے ہر لڑکے کی موت کے پروانے پر دستخط کر رکھا تھا، جان، اولاد، عزت و آبرو کی حفاظت، مال کی سلامتی یعنی کسی خوفناک آتش زدگی، حادثے یا چوری ڈکیتی کی واردات میں مال کا بحفاظت رہنا۔ اسی حوالے سے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے!

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! زکوۃ سے اپنے اموال کی حفاظت کرو اور صدقات سے اپنے بیماروں کی دوا کرو اور مصائب کے لئے دعا کو تیار رکھو۔ ۱۵۰

یعنی جس مال میں سے زکوۃ نکال دی جاتی ہے وہ مال اللہ کی حفاظت میں رہتا ہے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا! اللہ نے زکوۃ کو رزق کے لئے سبب کے طور پر واجب کیا ہے اور اپنی دولت کی حفاظت زکوۃ کے ذریعے سے کرو۔

ارشادِ خداوندی:

وَ اللّٰہُ یَدۡعُوۡۤا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَ یَہۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ۔ ۱۵۱

ترجمہ۔ اللہ تمھیں سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے، اور وہ جسے چاہتا ہے سیدھے راستہ کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

جنت کے سات نام:

ا۔ دار السلام۔ ۲۔ دار الجلال۔ ۳۔ جنت عدن۔ ۴۔ جنت الماوی۔

۵۔ جنت الخلد۔ ٦۔ جنت النعیم۔ ۷۔ جنت الفردوس۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! السلام اللہ تعالی کے اسماء میں سے ایک اسم ہے جس کو اللہ نے زمین پر اتارا ہے لہٰذا اس کو آپس میں خوب پھیلاؤ کیونکہ مسلمان جب کسی قوم پر سے گزرتا ہے تو اسے سلام کرتا ہے اور وہ قوم اس کو جواباً سلام کرتی ہے تاہم سلام میں پہل کرنا یا سلام کو یاد دلانے والے کو ایک درجہ زیادہ فضیلت حاصل ہے اور اگر (وہ قوم یا فرد) جواب نہ دے تو فرشتے اس سلام کا جواب دیتے ہیں۔ ۱۵۲؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے! اۓ لوگو! سلام کو پھیلاؤ، لوگوں کو کھانا کھلاؤ اور راتوں کو جب سب لوگ سو رہے ہوں تو نماز پڑھو تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔ ۱۵۳؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اکثر فرض نمازوں کے بعد یہ دعا مانگا کرتے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ، وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔ ۱۵۴

ترجمہ۔ اۓ اللہ! تو ہی سلامتی والا ہے اور تیری ہی جانب سے سلامتی ہے تو برکت والا ہے۔ اۓ بزرگی والے عزت والے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ایک شخص نے پوچھا کے اسلام میں سب سے بہترین عمل کون سا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کے تم کھانا کھلاؤ اور جاننے اور نا جاننے والوں کو سلام کرو۔ ۱۵۵؎

حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا! سلام کو خوب پھیلاؤ تا کہ تم بلند ہو جاؤ۔ ۱۵٦؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ سے قریب ترین شخص وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔ ۱۵۷؎

سلام کا جواب دینا دوسرے مسلمان کا حق ہے۔ ۱۵۸؎

ایک دوسری روایت ہے کے سلام میں پہل کرنے والے کو ۳۰ نیکیاں جبکہ جواب دینے والے کو دس نیکیاں ملتی ہیں۔

حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! علامات قیامت میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کے ایک شخص دوسرے شخص کو صرف پہچان کی بنیاد پر سلام کرے (نہ کے مسلمان ہونے کی بنیاد پر)۔۱۵۹؎

حضرت امامہؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! لوگوں میں اللہ کے قرب کا سب سے زیادہ مستحق وہ ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے۔۱۶۰؎

حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سلام میں پہل کرنے والا شخص تکبر سے بری ہوتا ہے۔۱۶۱؎

حضرت انسؓ بن مالک روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب تم اپنے گھر میں داخل ہو تو اس گھر والوں کو سلام کرو یہ تمھارے اور تمھارے گھر والوں کے لئے باعث برکت ہے۔۱۶۲؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب نے فرمایا! میں تمھارے سامنے اسلام کی ایسی تفسیر کروں کے اس سے پہلے ایسی تفسیر کسی نے نہ کی ہوگی اسلام تسلیم کا نام ہے اور تسلیم یقین ہے اور یقین تصدیق ہے اور تصدیق اقرار ہے اور اقرار ادائے گی ہے اور ادائے گی عمل ہے۔

یعنی کسی بھی صالح معاشرے کے قیام کے لئے وہاں موجود افراد کا دین اسلام سے وابستگی ان کی اعلی شعوری نشونما میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے یعنی جب افراد اور معاشرہ ایک دوسرے کے لئے بے ضرر ہوں اور افراد ہر قسم کے دنیاوی خوف سے آزاد ہوں تو ایک ایسا نظام حکومت اور ریاست جہاں ہر جانب سلامتی اور خیر کی صدائیں بلند ہوں تو افراد کی تخلیقی صلاحیتوں کو جلا ملتی ہے یہی نہیں بلکہ فرد اللہ کی حاکمیت کو تسلیم کرے گا اور اس کو یہ یقین حاصل ہوگا کے کل اختیارات اللہ رب العزت کے ہاتھ میں ہیں تو ایسے افراد ہر قسم کے خوف اور وسوسوں سے نکل کر اللہ کی ذات پر یقین

کی مکمل کیفیت میں داخل ہوجائیں گے اسی یقین کی کیفیت کا اگلا مرحلہ قلب وزبان سے اللہ کی وحدانیت کی تصدیق کرتے ہوئے اقرار کرنا اور اس کے بعد انسانیت کی معراج پر براجمان ہونے کے لئے اللہ کے احکامات پر عمل کرنا ہے، یقین اور اعمال صالحہ انسان کو ہر قسم کی نفسیاتی الجھنوں اور بیماریوں سے بچاتی ہیں جبکہ یقین کامل تو اللہ کا تحفہ خاص ہے جس سے اللہ اپنے خاص پسندیدہ بندوں کو متصف فرماتے ہیں لوگوں کے لئے وہی پسند کرو جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو تو سچے مسلمان بن جاؤ گے، بہترین مسلمان وہ ہے جس کی لگن اور تیاری آخرت کے لئے ہو اور جس کی امید وخوف مساوی ہوں۔

اسلام کا ہدف ومقصد اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہے۔

اسلام کا ظاہر درخشاں اور باطن دلکش ودلنواز ہے۔

مومن کی پہچان یہ ہے کے وہ سلام میں جلدی اور پہل کرتا ہے جبکہ منافق کی پہچان یہ ہے کے وہ انتظار کرتا ہے کے لوگ اس کو سلام کریں۔ اسلام سے زیادہ گناہوں سے روکنے والی کوئی دوسری شئے نہیں ہے۔

لوگوں پر ایک ایسا وقت بھی آنے والا ہے جب قرآن فقط رسم الخط کے باقی رہ جائے گا جبکہ اسلام فقط نام کے رہ جائے گا۔

بے شک اسلام اللہ کا دین ہے، جسے اللہ نے خود اپنے لئے چنا اور اپنے سامنے اسے تشکیل دیا۔ اسلام بلند ترین شرف ہے۔

اسلام سے مراد یہ ہے کے تمھارا دل سالم ہوجائے اور تمھاری زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

لوگوں کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو تو تم سچے مسلمان بن جاؤ گے۔

سب سے زیادہ ذمہ دار سب سے زیادہ بہتر اسلام والا ہوتا ہے۔

بہترین مسلمان وہ ہے جس کی لگن اور تیاری آخرت کے لئے ہو اور جس کی امید اور خوف دونوں مساوی رہیں۔

اللہ نے تمھارے لئے دین اسلام بنایا اور اس کے احکامات تمھارے لئے آسان کئے اور اس کے اراکین کے ذریعے دین کو اسلام کے خلاف لڑنے والوں پر مستحکم کیا۔

اسلام کا اصل ہدف اور مقصد اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہے۔

اسلام کا ظاہر درخشاں اور باطن دل کش اور دلنواز ہے۔

اسلام سے زیادہ تمھیں گناہوں سے روکنے والی کوئی دوسری شے نہیں۔

جو اپنے دین کے لئے کام کرتا ہے اللہ اس کی دنیا کے معاملے میں اس کی کفایت کرتا ہے۔

دین کی ابتداء اللہ کی معرفت ہے۔ دین سراسر پیروی ہے۔

دین میں متلون مزاجی سے ڈرو۔ دین میں یقین کا درست ہونا سرفہرست ہے۔

دین کا بہترین معاون صبر ہے۔ اس کا کوئی دین نہیں جس کی کوئی نیت نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور بسا اوقات صرف نیت ہی کر لینے سے اجر و ثواب ملنا شروع ہو جاتا ہے۔ دین کو آسان سمجھنا دین کے لئے آفت ہے

آپ سے پوچھا گیا کون سی مصیبت سب سے زیادہ سخت ہے؟ تو آپ نے فرمایا! دین میں مصیبت۔

دینداروں کی کچھ علامات ہیں کے جن کے ذریعے سے وہ لوگ پہچانے جاتے ہیں۔

۱۔ سچی بات۔ ۲۔ ایفائے عہد۔ ۳۔ صلہ رحمی۔ ۴۔ امانت کی ادائے گی۔ ۵۔ کمزوروں پر رحم۔

۶۔ نیکی کو انجام دینا۔ ۷۔ خوش اخلاقی۔ ۸۔ علم کا حصول۔

دین کا مطلب ہر اس چیز کی پیروی کرنا جس سے اللہ کی قربت حاصل ہو سکے۔

دین ایک ایسا پودا ہے جس کی جز تسلیم و رضا ہے۔

جان لو کے دین کا اول تسلیم اور آخر اخلاص ہے۔

دین کی اصلاح عقل کے سوا کوئی اور شے نہیں کر سکتی ہے۔

اللہ اپنے خاص اور چنے ہوئے بندوں کو دین عطا فرماتا ہے۔

اللہ تعالی دنیا اس کو بھی دیتا ہے جس کو وہ دوست رکھتا ہے اور اس کو بھی دیتا ہے جسے وہ دوست نہیں رکھتا ہے لیکن وہ دین صرف اور صرف اسی کو دیتا ہے جسے وہ دوست رکھتا ہے

دین کا بلند ترین مقام صبر و یقین اور خواہشات سے مقابلہ کرنا ہے۔ ۱۶۳؎

اہم نکتہ:

حضرت شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! ایمان (اسلام) یہ ہے کے اعمال اور اشغال کے نتیجے میں ایسا یقین حاصل ہو جائے جس میں شک کا شائبہ تک نا رہے۔ایمان، یقین ہے اور یقین مشاہدے سے مشروط ہے، کوئی عدالت عینی شہادت کے بغیر گواہی قبول نہیں کرتی۔ ۱۶۴؎

آپ مزید فرماتے ہیں! انسان یقین کی بنیاد پر زندہ رہتا ہے، یقین متاثر ہوتا ہے تو زندگی بھی متاثر ہوتی ہے، یقین کی دنیا روشن ہونے سے انسان Illusion اور بیماریوں سے دور رہتے ہوئے، اللہ کے قریب ہوجاتا ہے اور اس کی بیماریاں ختم ہوجاتی ہیں۔ ۱۶۵؎

ایمان:

ایمان۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ا۔م۔ن) سے مشتق ہے۔

ایمان۔کے معانی یقین کامل، تسلیم ورضا، تصدیق، اقرار، اعتماد بھروسہ، اطاعت کرنا، بات کو ماننا اور سر تسلیم خم کرنا ہے۔۱۶۶؎

ایمان دل سے یقین اور زبان سے اقرار کو کہتے ہیں یعنی کسی بات کو دل وجان سے مان کر اس کا اقرار کرنا۔ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ۔ ۱۶۷

ترجمہ۔بے شک حقیقت میں مومن وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے اور پھر انھوں نے اس میں شک نہیں کیا۔

شریعت کی اصطلاح میں اللہ تعالی کے وجود پر ایمان لانا، تمام رسولوں اور انبیاء کرام، یوم آخرت (قیامت)، آسمانی کتابوں، فرشتوں اور اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لانا ضروری ہے

یعنی دل سے اس بات کا یقین اور زبان سے اقرار کرنا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۔١٦٨

ترجمہ۔اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر اور اس کی کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر نازل فرمائی اور ان کتابوں پر جو اس سے پہلے نازل فرمائیں۔اور جو شخص منکر ہوا اللہ کا اور اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اس کے رسولوں کا اور آخرت کے دن کا تو وہ گمراہ ہو کر دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

ایمان اس یقین اور تصدیق کا نام ہے جس میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش موجود نہ ہو یہ اللہ کی مکمل اطاعت کا نام ہے۔

ایمان کے درج ذیل سات بنیادی جز اور عقائد ہیں۔

۱۔ایمان باللہ ۔Belief in Oneness of God

۲۔ایمان بالرسول۔Belief in Prophets

۳۔ایمان بالکتاب۔Belief in revealed books

۴۔ایمان بالیوم الا آخرۃ۔Belief in the day of Judgment

۵۔ایمان ابالملائکہ۔Belief in Angels of God

۶۔ایمان بالقدر۔Belief in Destiny or Taqdeer

۷۔ایمان بالبعث۔Belief in life after death

ارشادات خداوندی:

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ

الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِيّٖنَ۔ ۱۶۹

ترجمہ۔ نیکی یہ نہیں کے تم اپنا رخ مشرق و مغرب کی طرف پھیرلو بلکہ نیک وہ ہے جو اللہ پر ایمان لایا ، یوم آخرت پر ایمان لایا، ملائکہ پر ایمان لایا، اللہ کی کتابوں پر ایمان لایا اور نبیوں پر ایمان لایا۔

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ۔ ۱۷۰

ترجمہ۔ جب (کافرین) سے کہا جاتا ہے کے ایمان لاؤ جیسا کے اور لوگ ایمان لائے تو کہتے ہیں کے کیا ہم ایمان لائیں جیسے یہ بیوقوف ایمان لے آئے، خبردار بلاشبہ یہی بیوقوف ہیں لیکن نہیں جانتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت عمرؓ بن خطاب روایت کرتے ہیں، ایک روز ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے کے اچانک ایک سفید کپڑوں میں ملبوس نہایت سیاہ بالوں والا ایک شخص ہمارے پاس آیا اس شخص کو ہم میں سے نہ کوئی جانتا تھا اور نہ ہی اس کے لباس اور حلیے سے اس پر سفر کے کوئی اثرات نظر آرہے تھے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیٹھ گئے اور اپنے دونوں زانوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زانوؤں کے ساتھ ملاتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں گھٹنوں پر رکھ دیئے اور فرمایا! اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اسلام کے بارے میں بتائے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق سوائے اللہ کے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، اللہ کے رسول ہیں نماز قائم کرو، زکوۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور اگر استطاعت ہے تو پھر اللہ کے گھر کا حج کرو اس شخص نے یہ سن کر کہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحیح فرمایا ہے پھر اس شخص نے یہ سوال کیا ایمان کیا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ایمان یہ ہے کے تو اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اس کے رسولوں پر یوم آخر پر اور اچھی بری تقدیر پر ایمان رکھے، اس شخص نے یہ جواب سن کر کہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ٹھیک فرمایا، پھر اس

شخص نے پوچھا کے احسان کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! احسان یہ ہے کے تم اللہ کی بندگی اس طرح سے کرو جیسے کے تم اللہ کو دیکھ رہے ہو اور اگر یہ تصور قائم نہیں ہوتا تو پھر یہ سوچو وہ اللہ تو تم کو دیکھ ہی رہا ہے، پھر اس شخص نے کہا! مجھے قیامت کے بارے میں بتائے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جواب دینے والا پوچھنے والے سے زیادہ باخبر نہیں مذکورہ بالا حدیث کو حدیث جبرائیل بھی کہتے ہیں اس حدیث میں۔

ا۔اسلام۔ ۲۔ایمان اور ۳۔تصور احسان کی وضاحت ہوگئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! لوگو کان کھول کر سن لو لباس کی سادگی کو اختیار کرنا اور دنیا کے زیب وزینت کو ترک کرنا حسن ایمان کی علامت ہے۔ ۱۷۱

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے اایمان کے حوالے سے فرمایا! ایمان دل سے معرفت اور زبان سے اقرار کا نام ہے۔

ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا جب انسان کو اپنے پاس موجود اشیاء سے زیادہ اللہ کے پاس موجود اشیاء پر زیادہ بھروسہ نا ہوجائے۔ اللہ نے ایمان کو شرک سے پاکیزگی کے لئے واجب کیا ہے۔

ایمان یہ ہے کے تم اپنے لئے نقصان دہ سچ کو اپنے لئے مفید جھوٹ پر ترجیح دو۔

آپؓ نے ایمان کے چارستون بیان فرمائے۔ا۔صبر۔ ۲۔یقین۔ ۳۔عدل۔ ۴۔جہاد۔

اپنے ایمان کو صدقات کے ذریعے محفوظ کرو۔ حیاء اور صبر کی مانند کوئی ایمان نہیں۔

ایمان ایک ایسا راستہ ہے جو تمام راستوں سے زیادہ روشن ہے۔ ایمان کے ذریعے علم کی تعمیر کی جاتی ہے۔ بے شک ایمان قلب میں ایک نور کی طرح ہے جتنا زیادہ ایمان بڑھتا ہے قلب کا نور بھی اسی طرح سے بڑھتا ہے۔

کوئی شخص ایمان کی لذت سے اس وقت تک محظوظ نہیں ہوسکتا جب تک اس کو یہ یقین نا ہوجائے کے اللہ کے حکم کے بغیر اس کو کوئی راحت نہیں پہنچ سکتی اور نا ہی اللہ ے حکم کے بغیر اس کو کوئی نقصان

پہنچا سکتا ہے۔
چار خصائل ایمان کے کامل ہونے کا پتا دیتے ہیں۔ ۱۔ اللہ کی خاطر لوگوں کو عطا کرے۔ ۲۔ اللہ کی خاطر ہاتھ روکے۔ ۳۔ اللہ کی خاطر دوستی۔ ۴۔ اللہ کی خاطر دشمنی۔ نجات ایمان کے ساتھ ہے۔ ایمان ایک ایسا پودا ہے جس کی جڑ یقین، شاخیں تقویٰ، کونپلیں حیاء اور پھل سخاوت ہیں۔ ایمان کے ذریعے انسان سعادت کی بلندیاں حاصل کرتا ہے اور کمال مسرت تک پہنچتا ہے اللہ کے حضور کامیابی، ایمان کا ثمر ہے۔

تین چیزیں جس انسان کے اندر ہوں گی اس کا ایمان کامل ہوگا۔
۱۔ غصے اور خوشی میں انصاف۔ ۲۔ غریبی اور امیری میں میانہ روی۔
۳۔ خوف اور امید کے درمیان اعتدال۔
ایمان کی زینت طہارت باطنی اور ظاہر میں نیک اعمال ہیں۔
مومن کا شرف اس کا ایمان ہے جبکہ اس کی عزت اطاعت الٰہی ہے۔
سچے ایمان اور احسان بہترین ذخائر میں سے ہیں۔
جس انسان کا ایمان سچا ہے وہ نجات یافتہ ہے جبکہ جس انسان کا اسلام اچھا ہوگا وہ ہدایت یافتہ ہے۔ ایمان و عمل کبھی نا چھوٹنے والے دوست اور جڑواں بھائیوں کی مانند ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ کسی ایک کو دوسرے کے بغیر قبول نا کرے گا۔ ۱۷۲؎

اہم نکتہ:

حضرت شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے احکامات کو پورے اخلاص کے ساتھ تسلیم نا کیا جائے۔ ۱۷۳؎
ایمان، یقین ہے یعنی دل کی گہرائی سے اللہ کا یقین اور زبان سے اس کا اقرار کرنا تاہم عقیدہ سے مراد مضبوط گرہ کے ہیں یعنی انسان اپنے دل و ذہن میں اس بات کا مکمل یقین اور گہرا شعور حاصل کر لیتا ہے کے اس کائنات میں اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کے بندے اور آخری رسول ہیں۔

ایمان کی مضبوطی انسان کو بے شمار بیماریوں اور پریشانیوں سے محفوظ و مامون رکھتی ہے تاہم جتنا زیادہ ایمان مضبوط ہوگا اتنی ہی شعوری طاقت اور توانائی انسان کو حاصل ہوگی جبکہ امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! انسان کا ایمان جس قدر مضبوط ہوتا ہے اس پر مشکلات اور پریشانیاں بھی اسی ایمان کے بقدر نازل ہوتی ہیں کیونکہ یہ مشکلات انسان کو مزید مضبوط بناتی ہیں۔

ایمان اور اسلام کا فرق:

ایمان اور اسلام میں واضح فرق ہے، جو شخص کلمہ پڑھ کر حلقہ اسلام میں داخل ہو گیا گویا وہ مسلمان ہے لیکن جس شخص کے قلب میں پورا اسلام داخل ہو گیا وہ مومن یعنی ایمان والا انسان ہے بالفاظ دیگر مومن سے مراد ایسا انسان جو اسلام کو اپنی روزمرہ زندگی میں اختیار کرتے ہوئے اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات کی نا صرف اطاعت کرتا ہو بلکہ اس انسان کے روز شب اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں۔

۞

حوالہ کتب:

۱۔سورہ الحجرات۔آیت۔۱۔

۲۔سورہ الحجرات۔آیت۔۲۔

۳۔ جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔

۴۔ جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔

۵۔ جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔

۶۔ جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔

۷۔حدیث الطیر۔ابوبکر احمد بن موسیٰ بن مردویہ بن فورک بن موسیٰ بن جعفر الاصبہانی۔مکتبہ دارالفکر بیروت۔

۸۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ ریاض ۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔

۹۔سورہ الحجرات۔آیت۔۶۔

۱۰۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔

۱۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۱۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۱۳۔سورہ الشّمس۔آیت۔۸۔
۱۴۔سورہ ص۔آیت۔۲۸۔
۱۵۔سورہ نوح۔آیت۔۲۷۔
۱۶۔سورہ الشّمس۔آیت۔۸۔
۱۷۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
۱۸۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۱۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۰۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۱۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۳۰۷۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۲۲۔سورہ الحجرات۔آیت۔۹۔
۲۳۔سورہ الحجرات۔آیت۔۱۰۔
۲۴۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۵۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۶۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۹۰۔
۲۷۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۹۰۔
۲۸۔سورہ نور۔آیت۔۳۲۔
۲۹۔سورہ یوسف۔آیت۔۹۔
۳۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۸۲۔
۳۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۱۔
۳۲۔سورہ القصص۔آیت۔۱۹۔
۳۳۔سورہ القصص۔آیت۔۲۷۔
۳۴۔سورہ روم۔آیت۔۴۴۔
۳۵۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۳۶۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۳۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۸۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۳۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۰۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۲۸۶۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۴۱۔سورہ الحجرات۔آیت۔۱۱۔

۴۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۴۳۔سورہ المطففین۔آیت۔۳۱۔
۴۴۔سورہ المطففین۔آیت۔۳۰۔
۴۵۔سورہ انفال۔آیت۔۳۵۔
۴۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۴۷۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۴۸۔روحانی ڈائجسٹ۔۲۰۲۲۔۔
۴۹۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۵۰۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۵۱۔سورہ کہف۔آیت۔۷۹۔
۵۲۔ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ(متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دار الفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۵۳۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔۔
۵۴۔سورہ الحجرات۔آیت۔۱۲۔
۵۵۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۵۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۵۷۔سورہ احزاب۔آیت۔۔۱۰۔
۵۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۷۸۔
۵۹۔سورہ النساء۔آیت۔۱۵۷۔
۶۰۔سورہ یونس۔آیت۔۳۶۔
۶۱۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری(متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۶۲۔غرر الحکم۔
۶۳۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۶۴۔سورہ الحجرات۔آیت۔۱۲۔
۶۵۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی(متوفی ۲۷۵ھ)مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۶۶۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل(متوفی ۲۴۱ھ)مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۶۷۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی(متوفی ۲۷۵ھ)مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۶۸۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی(متوفی ۲۷۵ھ)مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۶۹۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی(متوفی ۲۷۵ھ)مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۷۰۔سورہ الحجرات۔آیت۔۱۲۔
۷۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۷۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۷۳۔سورہ الھمزہ۔آیت۔۱۔۲۔
۷۴۔سورہ الحجرات۔آیت۔۱۲۔
۷۵۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۷۶۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دار الفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۷۷۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۰ھ۔
۷۸۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۰ھ۔
۷۹۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۸۰۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۸۱۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۸۲۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۸۳۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۰ھ۔
۸۴۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۳۶۶۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۸۵۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۸۶۔سورہ الحجرات۔آیت۔۱۲۔
۸۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۸۸۔سورہ الحجرات۔آیت۔۱۲
۸۹۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۹۰۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضی حسینی زبیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصر
۹۱۔سورہ رعد۔آیت۔۳۴۔
۹۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۹۳۔سورہ اعراف۔آیت۔۳۵۔
۹۴۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۰۲۔
۹۵۔سورہ الزمر۔آیت۔۷۳۔
۹۶۔کتاب التعریفات۔ص۔۳۹۔مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ، مصر۔۱۳۰۶ھ۔
۹۷۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ)۔ج۔۱۔ص۔۱۶۲۔مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران۔۱۳۸۷ھ

۹۸۔سورہ الحج۔آیت۔۱۔
۹۹۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۴۲۔
۱۰۰۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۶۱۔
۱۰۱۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۷۷۔
۱۰۲۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۱۶۔
۱۰۳۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۰۲۔
۱۰۴۔سورہ اعراف۔آیت۔۹۶۔
۱۰۵۔سورہ النحل۔آیت۔۲۔
۱۰۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۸۹۔
۱۰۷۔سورہ الحج۔آیت۔۳۲۔
۱۰۸۔سورہ النحل۔آیت۔۱۲۸۔
۱۰۹۔سورہ الحجرات۔آیت۔۱۳۔
۱۱۰۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۱۱۱۔تفسیر کبیر۔علامہ تقی الدین ابن تیمیہ (متوفی ۷۲۸ھ)۔ج۔۱۔ص۔۱۶۱۔۱۶۲۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۱۱۲۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۱۳۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۱۴۔سنن درامی۔امام عبداللہ بن عبدالرحمن درامی (متوفی ۲۵۵ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العربی ۱۴۰۷ھ۔ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۲۰ھ۔
۱۱۵۔سنن درامی۔امام عبداللہ بن عبدالرحمن درامی (متوفی ۲۵۵ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العربی ۱۴۰۷ھ۔ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۲۰ھ۔
۱۱۶۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۱۱۷۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۱۱۸۔سورہ الجاثیہ۔آیت۔۲۴۔
۱۱۹۔سورہ الجاثیہ۔آیت۔۳۴۔
۱۲۰۔سورہ محمد۔آیت۔۱۳۔
۱۲۱۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۹۰۔
۱۲۲۔سورہ طلاق۔آیت۔۱۰۔
۱۲۳۔سورہ یوسف۔آیت۔۱۰۸۔
۱۲۴۔سورہ فرقان۔آیت۔۷۳۔
۱۲۵۔سورہ النحل۔آیت۔۳۲۔۳۰۔

۱۲۶۔تفسیر کبیر۔علامہ تقی الدین ابن تیمیہ (متوفی ۷۲۸ھ)۔ج۔۷۔ص۔۲۰۰۔مطبوعہ دارالفکر۔
بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۱۲۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۰۳۔
۱۲۸۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۷۲۔
۱۲۹۔سورہ مریم۔آیت۔۹۶۔
۱۳۰۔سورہ الشعراء۔آیت۔۸۴۔
۱۳۱۔سورہ محمد۔آیت۔۱۷۔
۱۳۲۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۶۹۔
۱۳۳۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۳۴۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۱۳۵۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۱۳۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۳۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۱۳۸۔تفسیر کبیر۔علامہ تقی الدین ابن تیمیہ (متوفی ۷۲۸ھ)۔ج۔۷۔ص۔۲۰۲۔۲۰۳۔مطبوعہ
بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۱۳۹۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۸۴۔مطبع انتشارات
دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۱۴۰۔سورہ الحجرات۔آیت۔۱۴۔
۱۴۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۴۲۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۳۔
۱۴۳۔سورہ الزمر۔آیت۔۵۳۔
۱۴۴۔تفسیر ابن کثیر۔علامہ امام ابوالفدا اعماد الدین حافظ ابن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ) ۔ج۔۳۔
ص۔۲۸۹۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۳۔داالفکر بیروت۔
۱۴۵۔روح المعانی۔علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی (متوفی ۱۲۷۰ھ)۔ج۔۱۴۔ص۔۶۳۔سورہ الحشر۔
آیت۔۲۳۔مطبوعہ داراحیا التراث العربی۔
۱۴۶۔سورہ مریم۔آیت۔۱۵۔
۱۴۷۔سوہ النحل۔آیت۔۳۲۔
۱۴۸۔سورہ ھود۔آیت۔۱۰۸۔
۱۴۹۔الاستعاب فی المعرفہ الاصحاب۔حافظ ابوعمر و یوسف بن عبداللہ بن محمد عبدالبر (متوفی ۴۶۳ھ)۔ج۔۴۔
ص ۳۸۱۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔

۱۵۰۔ المعجم الکبیر۔ امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔ ج۔۱۰۔ رقم الحدیث۔ ۱۰۱۹۶۔ مطبوعہ داراحیاالتراث العربی۔ بیروت۔
۱۵۱۔ سورہ یونس۔ آیت۔ ۲۵۔
۱۵۲۔ الترغیب والترھیب۔ امام زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری۔ (متوفی۔ ۶۵۶ھ)۔ ج۔ ۳۔ ص۔ ۲۸۷۔ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۱۵۳۔ سنن ترمذی۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔ رقم الحدیث۔ ۳۱۱۷۔ مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۵۴۔ صحیح مسلم۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۵۵۔ صحیح بخاری۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔ مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔ دارارقم بیروت۔
۱۵۶۔ صحیح مسلم۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۵۷۔ سنن ترمذی۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔ رقم الحدیث۔ ۳۱۱۷۔ مطبوعہ دارالفکر۔
۱۵۸۔ صحیح مسلم۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۵۹۔ مسند احمد۔ امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔ ۱۳۹۸ھ۔
۱۶۰۔ سنن ابوداؤد۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۱۶۱۔ کتاب اسماوالصفات۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔ مطبوعہ داراحیاالتراث العربی۔
۱۶۲۔ سنن ترمذی۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔ رقم الحدیث۔ ۳۱۱۷۔ مطبوعہ دارالفکر۔
۱۶۳۔ تجلیات حکمت۔ مرتب۔ آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔ مترجم۔ سید قمر عباس۔ ص۔ ۴۰۰۔ مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔ ۱۴۲۴ھ۔
۱۶۴۔ احسان وتصوف۔ خواجہ شمس الدین عظیمی۔ مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۱۶۵۔ قلندر شعور۔ نومبر۔ ۲۰۲۰۔
۱۶۶۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔
۱۶۷۔ سورہ الحجرات۔ آیت۔ ۱۵۔
۱۶۸۔ سورہ النساء۔ آیت۔ ۱۳۶۔
۱۶۹۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۱۷۷۔
۱۷۰۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۱۳۔
۱۷۱۔ مشکوۃ۔ امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ)۔ مطبوعہ اصح المطابع دہلی دارارقم بیروت۔
۱۷۲۔ تجلیات حکمت۔ مرتب۔ آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔ مترجم۔ سید قمر عباس۔ ص۔ ۶۲۔ مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔ ۱۴۲۴ھ۔
۱۷۳۔ بڑے بچوں کے لئے۔ خواجہ شمس الدین عظیمی۔ عظیمیہ پبلیکیشنز ناظم آباد کراچی۔

۵۰۔سورہ ق (حرف مقطعات)

نام:

ق۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کا شمار حرف مقطعات میں کیا جاتا ہے۔

امام ابن عطاء فرماتے ہیں،ق سے مراد قسم ہے جو اللہ تعالی نے قوت قلب محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اٹھائی ہے یعنی قوت قلب محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم جس نے قرآن کریم کے خطاب کا بوجھ اٹھالیا۔

(قرآن کریم کے خطاب کا بوجھ تو وہ بوجھ تھا کہ جس کو پہاڑوں نے بھی اٹھانے سے معذرت پیش کردی تھی۔

اِنَّا عَرَضۡنَا الۡاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ الۡجِبَالِ فَاَبَيۡنَ اَنۡ يَّحۡمِلۡنَهَا وَ اَشۡفَقۡنَ مِنۡهَا وَ حَمَلَهَا الۡاِنۡسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوۡمًا جَهُوۡلًا ۔۱

ترجمہ۔بے شک ہم نے آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں کے سامنے امانت پیش کی سوانہوں نے اس کی ذمہ داری سے انکار کردیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس کو اپنے ذمہ لے لیا، بے شک وہ ظلوم ہے جہول ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد: ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مومن کی قوت اس کے قلب (دل) میں ہوتی ہے۔۲؎

شان نزول:

سورہ ق مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۴۵ ہے جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۳ ہے۔

مضامین:

۱۔ق ۔حرف مقطعات۔

۲۔توحید۔

۳۔رسالت۔

۴۔عقیدہ آخرت پر دلائل دیے گئے۔

ق:

ق ۔ایک حرف مقطعات ہے،اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ۔ ۳؎ ۔ترجمہ۔ق ۔قسم ہے قرآن مجید کی۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، ق اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ ۴؎

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ مزید بیان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس زمین کے نیچے ایک سمندر کو پیدا فرمایا جو اس ساری زمین کو گھیرے میں لئے ہوئے ہے پھر اس کے نیچے پہاڑ کو پیدا فرمایا جس کو ق کہا گیا، اس پر دنیا کا آسمان پھیلا ہوا ہے، پھر اس پہاڑ کے نیچے اس زمین سے سات گنا بڑی زمین پیدا فرمائی جس کے نیچے ایک سمندر کو پیدا کیا جو اس کو گھیرے ہوئے ہے پھر اس کے نیچے ایک پہاڑ کو پیدا فرمایا جس پر دوسرا آسمان پھیلا ہوا ہے یہاں تک حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے سات زمینیں، سات سمندر، سات پہاڑ اور سات آسمان شمار فرما دئے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَلْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ ۔ ۵

ترجمہ۔ یہ جو سمندر ہے اس کے بعد سات سمندر اس میں اور شامل ہو جائیں۔ ۶؎

ابوالشیخ والحاکم نے عبداللہ بن بریدہ ؓ سے روایت کیا ہے، ق سے مراد ہے، زمرد کا پہاڑ جو ساری دنیا کو گھیرے ہوئے ہے، اس پر آسمان کے کنارے ہیں۔ ۷؎

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ایک پہاڑ کو پیدا فرمایا جس کو ق کہا جاتا

ہے، یہ پہاڑ ساری دنیا کو گھیرے ہوئے ہے، تاہم اس کی جڑیں اس چٹان تک گہری ہیں جس پر زمین ہے، جب اللہ تعالیٰ کسی بستی پر زلزلہ بھیجنے کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس پہاڑ کو حکم فرماتے ہیں کے وہ اس کی رگ اور جڑ کو حرکت دے جو اس بستی کے ساتھ ملی ہوئی ہے، چنانچہ پہاڑ اللہ کے حکم کے مطابق اس کو حرکت دیتا ہے جس کے نتیجے میں زلزلہ بپا ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کے بعض شہروں میں زلزلہ آتا ہے اور بعض شہروں میں نہیں آتا۔ ۸؎

عبدالرزاقؒ نے مجاہدؒ سے روایت کیا ہے، ق سے مراد ہے ایک پہاڑ ہے جو زمین کو گھیرے ہوئے ہے۔

عبدالرزاق وعبد بن حمیدؒ نے قتادہؓ سے روایت کیا ہے کے ق قرآن کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، "والقرآن المجید" میں المجید سے مراد ہے کریم ہے۔ ۹؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، "والقرآن المجید" سے مراد ہے کے کوئی چیز بھی قرآن مجید سے احسن اور افضل نہیں ہے۔

آسمان کی بے عیب تخلیق:

آسمان کی بے عیب تخلیق کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَفَلَمۡ یَنۡظُرُوۡۤا اِلَی السَّمَآءِ فَوۡقَهُمۡ كَیۡفَ بَنَیۡنٰهَا وَ زَیَّنّٰهَا وَ مَا لَهَا مِنۡ فُرُوۡجٍ۔ ۱۰

ترجمہ۔ کیا ان لوگوں نے اپنے اوپر آسمان کو نہیں دیکھا؟ ہم نے اس کو کیسا بنایا اور آراستہ کیا اور اس میں کوئی شگاف نہیں۔

دو دنوں میں آسمان کی تخلیق:

فَقَضٰهُنَّ سَبۡعَ سَمٰوَاتٍ فِیۡ یَوۡمَیۡنِ وَ اَوۡحٰی فِیۡ كُلِّ سَمَآءٍ اَمۡرَهَا ؕ وَ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡیَا بِمَصَابِیۡحَ ٭ۖ وَ حِفۡظًا ؕ ذٰلِكَ تَقۡدِیۡرُ الۡعَزِیۡزِ

الْعَلِيْمِ ۔۱۱

ترجمہ۔(اللہ) نے دو دن کے اندر آسمان بنا دیئے اور ہر آسمان میں اس کا قانون وحی کر دیا اور آسمان دنیا کو ہم نے چراغوں سے آراستہ کیا اور اسے خوب محفوظ کر دیا۔ یہ سب کچھ ایک زبردست علیم ہستی کا منصوبہ ہے۔

ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ۚ بَنٰهَا ۔۱۲

ترجمہ۔کیا تم لوگوں کی تخلیق زیادہ سخت کام ہے یا آسمان کی؟ یقیناً آسمانوں کی تخلیق بہت بڑا اور مشکل کام ہے، جس میں کوئی کلام نہیں ہے، لہٰذا اللہ نے انسان کو جو مختصر قوت دی ہے، اس پر اسے تکبر سے گریز کرنا چاہیے، کیونکہ آسمان اور کائنات کی دوسری قوتیں انسان سے کہیں زیادہ قوی تر ہیں۔

ہر عمارت قوت اور باہم سہارے کے قائم رہتی ہے چنانچہ آسمان کا وسیع تر نظام بھی مضبوط بنیادوں پر استوار ہے، ودسری جانب آسمان پر موجود ستارے اور سیارے ایک منظم نظام میں بندھے ہیں، کوئی معمولی کائناتی گرد یا ستارے اور سیارے کی چال میں بال برابر فرق بھی دیکھنے میں نہیں آتا ہر شے اپنے اپنے مدار میں اللہ کے حکم سے اپنی گردش کے عمل میں محوسفر ہے۔

رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ۔۱۳

ترجمہ۔اللہ نے آسمان کو تخلیق کیا، جس کی چھت خوب بلند فرمائی۔

وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا ۔۱۴

ترجمہ۔پھر (آسمان) کا توازن قائم کیا، اور اس کی رات ڈھانکی اور اس کا دن نکالا۔

آسمان دنیا کی مخلوقات:

فرشتے، ملائکہ سماوی اور حاملان عرش آسمانی دنیا کی مخلوقات ہیں جن کی حرکات وسکنات ہر سمت ہے، تاہم انسان اپنی ظاہری آنکھ سے فرشتوں کو مشاہدہ نہیں کر سکتا۔

جنات کا تعلق بھی آسمانی دنیا سے ہے، ان کا تولیدی نظام ہے، اور ان کی اولاد بھی پیدا ہوتی ہے اور ان پر موت بھی وارد ہوتی ہے۔

قرآن کریم کے مطالعے سے یہ بات معلوم ہوئی کے اللہ تعالی نے زمین کو چار دنوں جبکہ آسمان کو دو دنوں میں تخلیق کیا یعنی مندرجہ بالا زمینی اور آسمانی مخلوقات کی درجہ بندی اور ان کی تخلیقی عمل سے یہ کلیہ تو باآسانی سمجھ میں آگیا، کے کائنات کو اللہ نے چھ دنوں میں تخلیق فرمایا، قابل ذکر نکتہ یہ ہے کے یہ تمام مخلوقات مکان یعنی Space ہیں جبکہ ان کے درمیان واقع خلاء کو Time یعنی زمان کہتے ہیں۔

کائنات کی چھ حالتیں مل کر ہی زمان و مکان کو وجود میں لاتی ہیں، تاہم تصوف کی اصطلاح میں اس کو چھ یوم کہا گیا، دوسری جانب تمام کہکشانی نظام میں بھی یہی اصول اور قانون کارفرما ہے۔

وَ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّ كَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَ لَىٕنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَیَقُوْلَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ۔ ۱۵

ترجمہ۔ اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا، جبکہ اس سے پہلے اُس کا عرش پانی پر تھا تاکہ تم کو آزما کر دیکھے تم میں کون بہتر عمل کرنے والا ہے، اب اگر اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، تم کہتے ہو کے لوگو، مرنے کے بعد تم دوبارہ اُٹھائے جاؤ گے تو منکرین فوراً بول اُٹھتے ہیں یہ تو صریح جادوگری ہے۔

اِلَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚۛ اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِیْرًا ۔ ۱۶

ترجمہ۔ وہی تو ہے جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کو چھ دنوں میں تخلیق کیا، پھر عرش پر جلوہ فرما ہوا، اَلرَّحْمٰنُ کے متعلق سوال اس کی خبر رکھنے والے سے پوچھ۔

قرآن کریم کی مندرجہ بالا سورہ پر تفکر سے یہ عقدہ بھی کھلتا ہے کے زمین اور آسمان کے درمیان کھربوں مخلوقات آباد ہیں جو چھ ایام کا حصہ ہیں۔

اللہ تعالی عرش پر متمکن ہوا سے مراد یہ علم اللہ نے انسان کو عطا فرمایا کیونکہ عرش پر تین مخلوقات تھیں

۱۔ملائکہ۔۲۔جنات۔۳۔انسان۔

اللہ تعالی نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق فرمایا تو فرشتوں اور جنات کو حکم دیا کے آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں، چنانچہ فرشتوں نے اللہ کے حکم کے مطابق آدم کو سجدہ کردیا لیکن ابلیس جس کا تعلق جنات کی نسل سے تھا اس نے انکار کردیا، اگرچہ یہ واقع عرش پر پیش آیا۔

حضرت آدم علیہ السلام اللہ کے خلیفہ اور نائب کے منصب پر فائز ہیں، اللہ نے انھیں علم الاسماء عطا فرمایا تاہم علم الاسماء کی بناء پر وراثت میں اللہ تعالی کے نائبین کا سلسلہ جاری ہے، اللہ تعالی قرآن کریم کی اس آیت میں اسی جانب اشارہ ہے!

اَلرَّحْمٰنُ کے متعلق سوال اس کی خبر رکھنے والے سے پوچھ۔

یعنی۔اللہ کے نائب اور خلیفہ سے اللہ سے متعلق پوچھو۔

سات آسمانوں کے نام:

۱۔پہلے آسمان کا نام رقیعہ ہے، اس آسمان کا رنگ دودھ سے زیادہ سفید ہے۔

۲۔دوسرے آسمان کا نام فیدوم یا ماعون ہے، یہ آسمان لوہے کا ہے جس میں سے روشنی کی شعاعیں منعکس ہوتی ہیں۔

۳۔تیسرے آسمان کا نام ملکوت یا ہاریون ہے، یہ آسمان تانبے کا ہے۔

۴۔چوتھا آسمان کا نام زاہرہ ہے، یہ سفید چاندی سے بنا آسمان ہے، جس کو دیکھنے سے آنکھوں خیرہ ہوجاتی ہیں۔

۵۔پانچویں آسمان کا نام مزینہ یا مسہرہ ہے، یہ آسمان سرخی مائل سونے کا ہے۔

۶۔چھٹے آسمان کا نام خالصہ ہے، یہ آسمان چمکدار موتیوں سے بنا ہوا ہے۔

۷۔ساتویں آسمان کا نام لابیہ یا دامعہ ہے، یہ آسمان سرخ یاقوت سے بنا ہے اور اسی آسمان پر بیت المعمور بھی ہے۔۱۷؎

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ

بَيۡنَهُنَّ لِتَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ قَدۡ اَحَاطَ بِكُلِّ شَىۡءٍ عِلۡمًا ۔۱۸

ترجمہ۔اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور ان ہی کی طرح زمین پیدا کی ان کے درمیان ہمارا حکم اترتا ہے، تاکہ تم کو معلوم ہو جائے کے اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو اپنے احاطۂ علمی میں لیے ہوئے ہے۔

فَقَضٰهُنَّ سَبۡعَ سَمٰوَاتٍ فِىۡ يَوۡمَيۡنِ وَ اَوۡحٰى فِىۡ كُلِّ سَمَآءٍ اَمۡرَهَا ۔۱۹

ترجمہ۔(اللہ) نے سات آسمان بنائے اور ہر آسمان میں اس کا کام القا کر دیا۔

وَ لَقَدۡ خَلَقۡنَا فَوۡقَكُمۡ سَبۡعَ طَرَآئِقَ ‌ۖ وَ مَا كُنَّا عَنِ الۡخَلۡقِ غٰفِلِيۡنَ ۔۲۰

ترجمہ۔تمھارے اوپر ہم نے سات راستے بنائے اور تخلیق کے کاموں سے ہم اچھی طرح سے واقف ہیں۔

اَلَمۡ تَرَوۡا كَيۡفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۔۲۱

ترجمہ۔کیا تم نے دیکھا نہیں کہ؟ اللہ نے ایک کے اوپر ایک کس طرح سے سات آسمان پیدا کئے۔ یہاں تہہ در تہہ آسمان سے مراد وہ شعوری صلاحیتیں ہیں جو اللہ تعالی نے انسانوں کو ودیعت کی ہیں یہاں سات تہوں والے آسمانوں یا زمین سے مراد یہ ہے کے ہر تہہ ایک مکمل نظام ہے اور ہر نظام میں ایک مکمل ضابطہ حیات ہے ایسا ضابطہ حیات جس کا ایک دوسرے سے تصادم نہیں ان سب کا رشتہ خالق کائنات کے ساتھ قائم ہے لہٰذا کل اشیاء کائنات اور ان میں موجود مخلوقات اس بات کا علم اور یقین رکھتی ہیں کے اللہ ہی ہمارا خالق و مالک ہے اور وہ اللہ کی حمد وثناء اور اس کی شکر گزاری کرتی ہیں۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبۡعُ وَ الۡاَرۡضُ وَ مَنۡ فِيۡهِنَّ ‌ؕ وَ اِنۡ مِّنۡ شَىۡءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمۡدِهٖ وَ لٰـكِنۡ لَّا تَفۡقَهُوۡنَ تَسۡبِيۡحَهُمۡ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيۡمًا غَفُوۡرًا ۔۲۲

ترجمہ۔ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے، سب اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان نہ کرتی ہو لیکن تمھیں ان کی پاکی بیان کرنے کا شعور نہیں، بلاشبہ وہ حلیم ہے غفور ہے۔

اسی خیال کی وضاحت کرتے ہوئے شمس الدین عظیمی لکھتے ہیں!

قلندشعور ہماری رہنمائی کرتا ہے کے ہم کائناتی تخلیقی فارمولوں کے تحت اپنے اندر ہر قسم کی غیر مرئی (Invisible) صلاحیتوں کو اپنے ارادے اور اختیار سے متحرک کر سکتے ہیں ایک انسان جب اپنے اندر دور کرنے والی بجلی، نسمہ یا اوراء سے واقف ہو جاتا ہے تو وہ بجلی کے بہاؤ کو روک بھی سکتا ہے اور اپنے اندر زیادہ سے زیادہ والٹیج کا ذخیرہ بھی کر سکتا ہے اور اس ذخیرہ سے وہ ماورائی دنیا میں بغیر کسی وسیلے کے پرواز بھی کر سکتا ہے۔ الیکٹریسٹی کے ذخیرے کے بعد اس کے اندر ایسی سکت پیدا ہو جاتی ہے کے وہ اپنے ارادے اور اختیار سے آسمان اور زمین کے کناروں سے نکل جاتا ہے، اس کی آنکھوں کے سامنے اپنی زمین کی طرح کہکشاں میں بے شمار زمینیں آجاتی ہیں، جس طرح سے وہ اپنی زمین پر آباد اللہ کی مخلوق کو دیکھتا ہے بالکل اسی طرح سے وہ اس کائنات میں موجود کھربوں دنیاؤں کا مشاہدہ بھی کرتا ہے، جس طرح سے ایک فلم سینکڑوں اور ہزاروں اسکرینز پر دیکھی جا سکتی ہے اسی طرح سے کائنات کی تمثیل لوح محفوظ سے ڈسپلے ہو رہی ہے کائنات میں موجود ہر زمین ایک اسکرین ہے لاشعور بیدار ہو جاتا ہے تو یہ ساری کائنات ایک فلم اور کائنات میں کھربوں زمینیں اسکرین نظر آتی ہیں۔ جو کچھ اس زمین پر ہو رہا ہے بالکل اسی طرح سے کائنات میں موجود دوسری تمام زمینوں پر بھی یہ نظام جاری وساری ہے۔ ۲۳؎

آسمان کے اوصاف:

آسمان کے اوصاف بیان کرتے ہوئے حضرت علیؓ نے فرمایا! اللہ نے آسمان کے شگاف اور اس کے نشیب وفراز کو مرتب کیا اور اس کی درازوں کو کشادگی سے ملاتے ہوئے انھیں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ جکڑ دیا ہے اور اللہ کے احکامات کو لانے لے جانے والوں یعنی

(اترنے اور چڑھنے والوں) کے لئے آسمان کی بلندی اور دشوار گزاریوں کو آسان کر دیا ابھی جب

آسمان دھوئیں کی شکل میں تھا تو جب اللہ نے انھیں پکارا تو ان کے تسمے آپس میں متصل ہونے لگے پھر اللہ نے ان کے بند دروازوں کو آپس میں یک بستہ ہونے کے بعد کھول دیا اور ان کے شگافوں کے درمیان نگہبان مقرر کر دئے۔ اللہ نے اپنے آسمانوں میں ٹہرانے اور اپنی مملکت کے بلند طبقات کو آباد کرنے کے لئے فرشتوں کی عجیب وغریب مخلوق کو پیدا کیا جن سے آسمان کے وسیع راستوں کے گوشے گوشے کو بھر دیا اور اس کی فضاء کی وسعتوں کے کونے کونے کو چھلکا دیا تاہم ان وسیع اطراف کی پنہائیوں میں تسبیح کرنے والے فرشتوں کی آوازیں قدس و پاکیزگی کی چار دیواروں اور عظمت کے گہرے حجاب اور بزرگی اور جلال کے پردوں میں ان کی حمد وثناء کی گونج دوسری جانب تجلیات نور کی فراوانیاں جو نگاہوں کو خیرہ کر دیں بالفاظ دیگر نگاہ کی کیا مجال جو ان نظاروں کا تحمل کر سکیں۔

حضرت علیؓ نے فرمایا! اللہ نے ان فرشتوں کو الگ الگ صورتوں اور پیمانوں پر پیدا فرمایا اگر چہ وہ بال و پر رکھتے ہیں لیکن ان کی صورتیں الگ ہیں، یہ فرشتے اللہ کے جلال اور عزت کی تسبیح کرتے ہوئے اللہ کے ہر حکم کی اطاعت کرتے ہیں اللہ نے انھیں وہاں اپنی وحی کا امانت دار اور اپنے امر ونواہی کی ودیعتوں کا حامل بنا کر رسولوں کی جانب بھیجا ہے، وہ ہر قسم کے شک وشبہ سے پاک ہیں ،معرفت خداوندی ان کے سینوں کی تہوں میں جمے ہیں، ان پر ہیبت وجلال خداوندی چھائی ہوئی ہے، ان میں سے کچھ تو ایسے ہیں جن کے قدم تحت الثریٰ سے آگے نکل گئے ہیں یہ سفید جھنڈوں کی مانند ہیں جو فضاء کی وسعت کو چیرتے ہوئے آگے بڑھ گئے ان فرشتوں کو اللہ کی عبادت نے مشغول کر رکھا ہے جس کی وجہ سے وہ ہر شے سے بے نیاز اور بے فکر ہیں انھیں اللہ کی معرفت اور یقین کامل حاصل ہے وہ اللہ کی نعمتوں کے متمنی اور ہر غیر سے بے نیاز ہیں کیونکہ وہ معرفت کی شیرنی کو چکھ چکے ہیں اور وہ عبادات کے والہانہ شوق میں مبتلا ہیں۔ ۲۴؎

اسی حوالے سے حضرت علیؓ کا قول ہے!

اے لوگو! میں زمین سے زیادہ آسمان کے راستوں سے واقف ہوں۔ ۲۵؎

حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں! جس کو ہم آسمان جانتے ہیں یہ آسمان نہیں بلکہ خلاء ہے۔ ۲۶؎

آسمانوں اور کہکشاؤں میں آنے جانے کے راستوں سے متعلق قرآنی آیات:

کائنات اور آسمان میں آنے جانے کے راستے اور گزرگاہیں بھی ہیں ،ان ہی راستوں اور گزرگاہوں سے متعلق ارشادات خداوندی!

وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ۔٢٧۔

ترجمہ۔آسمان کی قسم جس میں راستے ہیں۔

عربی زبان میں 'حبک' سے مراد راستے اور گزرگاہیں ہیں یعنی زیر نظر آیت میں اللہ نے آسمانی لہردار اور بل کھاتے ہوئے راستوں کی قسم کھائی ہے۔

معارج یعنی اونچی سیڑھیوں کے حوالے سے بھی ارشادات خداوندی ہیں!

مِّنَ اللّٰهِ ذِی الْمَعَارِجِ۔٢٨۔

ترجمہ۔جو عروج کے زینوں کا مالک ہے۔

تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ الرُّوْحُ اِلَیْهِ فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ۔٢٩

ترجمہ۔جس کی طرف روح (الامین) اور فرشتے چڑھتے ہیں (اور) اس روز (نازل ہوگا) جس کا اندازہ پچاس ہزار برس کا ہوگا۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں، مراد معارج سے مراد آسمان کی سیڑھیاں ہیں۔٣٠

فَفَتَحْنَاۤ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ۔٣١

ترجمہ۔ہم نے کثرت سے برسنے والے پانی سے آسمان کے دروازے کھول دئے۔

فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ۔٣٢

ترجمہ۔قسم ہے ستاروں کی منزلوں کی۔

وَ اِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِیْمٌ۔٣٣

ترجمہ۔اگر تم سمجھو تو یہ بہت بڑی قسم ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا، اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے، آسمان میں معارج (سیڑھیاں)

ہیں کیونکہ فرشتے ان پر چڑھتے ہیں۔

امیر المومنین حضرت علیؑ نے آسمانی راستوں کے حوالے سے فرمایا اے لوگو! مجھ سے پوچھ لو میں زمین کے راستوں سے زیادہ آسمان کے راستوں سے واقف ہوں۔ ۳۴؎

آسمانی راستوں اور گزرگاہوں کے حوالے سے امام غزالی لکھتے ہیں آسمانوں میں موجود ستاروں اور سیاروں میں جانے کے لئے راستے بنے ہوئے ہیں جہاں ایک ستارے کے افراد دوسرے ستارے کے افراد سے ملتے جلتے اور آتے جاتے ہیں۔ ۳۵؎

اقبال کہتے ہیں ابن عربی کو دیکھے، ان کی شخصیت کیسی عظیم ہے وہ ستاروں میں اپنی سیاحتوں کا حال بیان کرتے نہیں تھکتے ایک کے بعد دوسرے ستارے کا رخ کرتے ہیں، سیاروں میں جاتے ہیں اور وہاں انھیں جو مشاہدات ہوتے ہیں ان کے بیان میں کیا کچھ نہیں کہتے ابن عربی عجیب و غریب انسان تھے لیکن اس بھی عجیب تر انسان کا یہ جذبہ ہے کے روح انسانی زمین سے دستگاری حاصل کرتے ہوئے عالم بالا کی سیر کرتی پھرے اور زمین سے آزاد ہو جائے انسان کو زمین سے آزاد ہونا چاہیئے۔

اقبال کہتے ہیں انسان کی ساری زندگی دعا ہے اور اس نکتے کو دو اشخاص خوب سمجھے، ابن خلدون اور ابن عربی۔ ۳۶؎

Wormhole

وارم ہول یا فلکیات میں سرنگ سپیس-ٹائم کی ایک باریک ٹیوب ہوتی ہے جو کائنات کے دور دراز خطوں کو آپس میں منسلک کرسکتی ہے اور وقت میں سفر ممکن بناسکتی ہیں۔ یہ علم طبیعیات میں ایک نظریاتی و مکانیاتی (topological) خصوصیت ہے جو فضاء اور وقت کے درمیان ایک راہ مختصر (shortcut) کی حیثیت رکھتا ہے۔

کہا جاتا ہے کے ایک ورم ہول کے کم از کم دو منہ تو لازمی ہوتے ہیں جو آپس میں ایک مشترکہ حلق سے جڑے ہوتے ہیں اور اگر یہ ہول یا سرنگ قابل گذر ہو تو مادہ اس کے کسی ایک منہ سے داخل ہوکر اس کے حلق میں سے سفر کرتا ہوا دوسرے منہ تک پہنچ سکتا ہے، اگر چہ ابھی تک کوئی ایسا

مشاہداتی ثبوت نہیں کہ جو کسی ورم ہول کی موجودگی کو دکھا سکا ہو مگر زمان و مکاں میں ان کی موجودگی کا تصور عمومی اضافیت یا عمومی اضافیت میں بعید از امکان نہیں اور اس کے مختلف مسائل کے حل میں مددگار بھی ہوتا ہے۔

پانچ اوقات میں آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں:

۱۔ظہر سے قبل:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ظہر سے قبل یعنی (سورج ڈھلنے تک آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں، جو ظہر کی نماز کے بعد بند کر دئے جاتے ہیں، میں یہ چاہتا ہوں (جس وقت آسمان کے دروازے کھلیں) میری طرف سے کوئی بھلائی ہی آسمان کی جانب جائے)۔۳۷؎

۲۔ہر اذان کے وقت آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اذان کے وقت آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، اور اس وقت مانگی گئی دعا بھی قبول کی جاتی ہے۔۳۸؎

۳۔دو نمازوں کے درمیان (جب نمازی اپنی دوسری نماز کا انتظار کرتا ہے):

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! خوش ہو جاؤ، تمھارے رب نے تمھارے لئے آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھول دیا ہے، اور فرشتوں کے سامنے وہ تم پر ناز (فخر) کرتے ہوئے کہہ رہا ہے کے میرے بندوں کی طرف دیکھو جو ایک فریضہ یعنی (نماز) ادا کرنے کے بعد دوسری نماز کا انتظار کر رہا ہے۔۳۹؎

۴۔نصف شب:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آدھی رات کے وقت آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں پھر یہ اعلان بھی کیا جاتا ہے، ہے کوئی دعا کرنے والا؟ اس کو عطا کیا جائے گا، ہے کوئی سوال کرنے والا؟ اس کو دیا جائے گا، ہے کوئی مصیبت میں مبتلا؟ اس کی مصیبت کو دور کیا جائے گا تاہم اس

وقت اللہ تعالی اپنے بندوں کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔ ۴۰

۵۔ مبارک کلمہ کی ادائے گی:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو شخص نماز سے قبل یہ کلمات ادا کرے گا اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیے جائیں گے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَّسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلاً۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں، جب میں نے رسول اللہ ﷺ سے ان کلمات کے بارے میں سنا تو اس کے بعد میں ان کلمات کو کبھی ترک نہیں کیا۔ ۴۱

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، ایک روز رسول اللہ ﷺ کے اصحاب ان کے قریب ہی بیٹھے تھے ایسے میں ایک بادل کا ٹکڑا جب ان کے سروں کے اوپر سے گزرا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کیا تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ صحابہ کرام نے کہا اللہ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا! یہ بادل ہیں اور یہ زمین کے کونے ہیں، اللہ تعالی اس بادل کو اس قوم کی طرف بھیج رہا ہے جو نا اللہ کا شکر ادا کرتی ہے اور نہ ہی اس کو پکارتی ہے پھر اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو تمھارے اوپر کیا ہے؟ صحابہ کرام نے جواب دیا اللہ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ بہتر جانتا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ پہلا آسمان ہے، یہ محفوظ چھت ہے اور موج مکفوف ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا! کیا تم جانتے ہو تمھارے اور اس آسمان کے درمیان کتنی مسافت ہے؟ صحابہ کرام نے جواب دیا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو معلوم ہے تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا! تمھارے اور اس آسمان کے درمیان ۵۰۰ برس کی مسافت ہے، اس کے بعد آپ ﷺ نے پھر فرمایا! کیا تم جانتے ہو اس آسمان کے اوپر کیا ہے؟ صحابہ کرام نے کہا اللہ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ بہتر جانتے ہیں اس پر آپ ﷺ نے فرمایا! اس آسمان کے اوپر دو آسمان ہیں اور ان دونوں کے درمیان بھی ۵۰۰ برس کی مسافت ہے یہاں تک کے آپ ﷺ نے سات آسمانوں کو گنا اور ہر دو آسمان کے درمیان اتنی ہی مسافت ہے جتنی آسمان اور زمین کے درمیان مسافت ہے پھر آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے پوچھا کیا تم جانتے ہو اس

کے اوپر کیا ہے؟ صحابہ کرام نے جواب دیا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر جانتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس کے اوپر عرش ہے اور اس کے اور آسمان کے درمیان بھی ۵۰۰ برس کی مسافت ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا بتاؤ تمھارے نیچے کیا ہے؟ صحابہ کرام نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر جانتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ زمین ہے پھر آپ نے ہر دو زمین کے درمیان ۵۰۰ برس کی مسافت بیان فرمائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر کسی شخص کو زمین سے باندھ کر اس کر اس کے آخری سرے پر لٹکا دیا جائے تو وہ اللہ پر گرے گا پھر

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی،

هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ ۚ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۔ ۴۲

مندرجہ بالا حدیث کے مطالعے سے معلوم ہوا کے عرش سے فرش تک کا سفر کتنا طویل ہے جسے نہایت سرعت اور تیزی سے حضرت جبرائیل علیہ السلام کرنے پر قدرت رکھتے تھے۔

زمین کی تخلیق اور اس کا پھیلاؤ:

زمین کے پھیلاؤ کے اور اس میں پہاڑ کو جمانے سے متعلق ارشاد خداوندی ہے!

وَ الْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَ اَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِيْجٍ ۙ۔ ۴۳

ترجمہ۔ زمین کو ہم نے پھیلایا اور اس میں پہاڑوں کو جما دیا اور اس میں ہر قسم کی خوشنما چیزیں اگائیں۔

دو دنوں میں زمین کی تخلیق:

خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَ تَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۚ۔ ۴۴

ترجمہ۔(اللہ نے زمین کو دو دنوں میں بنادیا؟ وہی تو سارے جہان والوں کا رب ہے۔

وَ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ ذٰلِکَ دَحٰىهَا ۔۴۵؎

ترجمہ۔(آسمان کی تخلیق) کے بعد (اللہ نے) زمین کو بچھایا۔

چار دنوں میں زمینی مخلوقات کی تخلیق:

وَ جَعَلَ فِیۡهَا رَوَاسِیَ مِنۡ فَوۡقِهَا وَ بٰرَکَ فِیۡهَا وَ قَدَّرَ فِیۡهَاۤ اَقۡوَاتَهَا فِیۡۤ اَرۡبَعَةِ اَیَّامٍ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِیۡنَ ۔۴۶

ترجمہ۔اس نے (زمین کو وجود میں لانے کے بعد) اوپر سے اس پر پہاڑ جما دیئے اور اس میں برکتیں رکھ دیں اور اس کے اندر سب مانگنے والوں کے لیے ہر ایک کی طلب و حاجت کے مطابق ٹھیک انداز سے خوراک کا سامان مہیا کر دیا۔ یہ سب کام چار دن میں ہو گئے۔

زمینی مخلوقات:

ہماری کرہ ارض پر چار مختلف صلاحیتوں کی حامل مخلوقات آباد ہیں۔

۱۔جمادات، پہاڑ اور پتھر اگر چہ یہ اپنی جگہ جمے رہتے ہیں اور بظاہر ان میں حرکت نظر نہیں آتی لیکن مستقل متحرک رہتے ہیں۔

۲۔نباتات، درخت، پودے اور جڑی بوٹیوں کی مستقل نشونما ہوتی ہے، یہ پھلتے پھولتے ہیں جبکہ زیر زمین ان کی جڑیں بھی مسلسل بڑھتی اور پھیلتی ہیں۔

۳۔انسان، حیوان اور حشرات الارض بھی متحرک ہیں۔

۴۔پرندے اور مچھلیاں اللہ کی ایسی مخلوقات ہیں جو زمین کی کشش ثقل کو توڑ کر چاروں جانب حرکت کرتی ہیں۔

پہاڑوں کی پیدائش:

پہاڑوں کے علم کو علم جبلیات یعنی Orography کہا جاتا ہے، پہاڑ بنیادی طور پر ٹیکٹونک لیٹوں کے تصادم سے وجود میں آتے ہیں زمین کی پرت کے یہ بڑے ٹکڑے مسلسل حرکت میں رہتے ہیں، جب وہ آپس میں ٹکراتے ہیں تو زمین کی کرسٹ اوپر کی جانب بلند ہوتی ہے جس سے پہاڑ

بنتے ہیں۔ایک حالیہ تحقیق کے مطابق! قشر ارض یعنی Crust جو زمین کی پہلی تہہ ہے اس میں بل پڑنے کی وجہ سے پہاڑی سلسلے وجود میں آتے ہیں ،یعنی پہاڑوں کی قیام پذیری جو کو Stability بھی کہا جاتا ہے اس کا تعلق قشر ارض میں بل پڑنے کے عمل سے بہت گہرا ہے۔

قشر ارض کیونکہ پتلی ہے لہٰذا اس کے ہلنے کے قوی امکانات ہیں لیکن پہاڑ زمین میں میخوں کی طرح زمین کی گہرائی تک میں پیوست ہیں جس کی وجہ سے زمین مستحکم ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَلَمۡ نَجۡعَلِ الۡاَرۡضَ مِهٰدًاۙ وَّ الۡجِبَالَ اَوۡتَادًا ۔۴۷

ترجمہ۔کیا ہم نے زمین کو بچھونا اور پہاڑوں کو میخیں نہیں بنایا۔

اوتاد۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معنی میخ یعنی کیل کے ہیں تاہم یہ ویسی کیلیں یا میخیں ہیں جیسی میخیں خیموں کو باندھنے میں استعمال کی جاتی ہیں ، دوسری جانب ارضیاتی تہوں یعنی Folds یا سلوٹوں کی گہری پوشیدہ بنیادیں بھی یہی ہیں۔

Earth نامی کتاب جو دنیا بھر کی جامعات میں جیولوجی کے طلباء کو پڑھائی جاتی ہے اس کے مصنف ڈاکٹر فرینک پریس کا کہنا ہے کے پہاڑ کلہاڑی کے پھل سے مشابہت رکھتے ہیں ، یہ وسیع تر وجود کا ایک چھوٹے حصے کی مانند ہیں تاہم پہاڑوں کی جڑیں زمین کی نہایت گہرائی میں اتری ہوتی ہیں۔

اس ضمن میں ماؤنٹ ایورسٹ کی مثال پیش کی جاسکتی ہے، جو سطح زمین سے 9km بلند ہے جبکہ زیر زمین اس پہاڑ کی جڑیں 125km تک گہری ہیں۔

ڈاکٹر فرینک کا یہ ماننا ہے کے قشر ارض کی پائیداری اور قیام پذیری میں پہاڑوں کی اہمیت سے انکار ناممکن ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ جَعَلۡنَا فِی الۡاَرۡضِ رَوَاسِیَ اَنۡ تَمِیۡدَ بِهِمۡ ۪ وَ جَعَلۡنَا فِیۡهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمۡ یَهۡتَدُوۡنَ ۔۴۸

ترجمہ۔ہم نے زمین میں پہاڑ جما دیئے تا کہ وہ زمین کو لے کر نہ ہلے اور ہم نے اس میں کشادہ راستے بنا دیئے تا کہ وہ راہ پالیں۔

وَ اَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِکُمْ ۔۴۹

ترجمہ۔(اللہ) نے زمین میں پہاڑ جما دیئے تا کہ (زمین) تم کو لے کر ڈانواں ڈول نہ ہو جائے۔

وَ اَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِکُمْ ۔۵۰

ترجمہ۔اللہ نے زمین میں بھاری پہاڑ جما دیئے تا کہ زمین تمہیں لے کر ہلنے نہ لگے۔

فِیْهَا رَوَاسِیَ وَ اَنْبَتْنَا ۔۵۱۔

ترجمہ۔(زمین) میں پہاڑوں کو جما دیا۔

حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا! اللہ نے اتوار کے دن پہاڑ کو پیدا فرمایا۔ ۵۲؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ انام لے کر اسے آواز دیتا ہے اور اس سے دریافت کرتا ہے کے اۓ فلاں پہاڑ کیا تجھ پر ایسا شخص گزرا ہے جس نے اللہ کا ذکر کیا ہو؟ اگر جواب ہاں میں ہوتا تو سوال کرنے والا پہاڑ یہ سن کر خوش ہوتا۔ ۵۳؎

ماہرین ارضیات کے مطابق! سطح زمین متعدد ٹھوس ٹکڑوں یعنی پلیٹوں میں بٹی ہوئی ہے، جس کی اوسط موٹائی تقریباً ۱۰۰ کلومیٹر ہے، یہ پلیٹس جزوی طور پر پگھلے ہوئے حصے کے اوپر گویا تیر رہی ہے جس کو سائنسی زبان میں Aesthenosphere کہا جاتا ہے، پہاڑ عموماً پلیٹوں کے بیرونی حدود پر پائے جاتے ہیں، اگرچہ قشر ارض کی موٹائی سمندر کے نیچے ۵ کلومیٹر تک ریکارڈ کی گئی ہے، لیکن خشکی پر اس کی اوسط موٹائی ۳۵ کلومیٹر بتائی جاتی ہے لیکن پہاڑی سلسلوں میں قشر ارض کی یہی موٹائی ۸۰ کلومیٹر تک بھی جا پہنچتی ہے تاہم یہی وہ مضبوط بنیادیں ہیں جن پر پہاڑی سلسلوں کا قیام ہوتا ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب اللہ نے زمین کو تخلیق

فرمایا تو وہ ہلنے لگی تو اللہ تعالی نے پہاڑوں کے ذریعے زمین کو مستحکم فرمایا اور پہاڑوں کو زمین میں گاڑ دیا جس کی وجہ سے زمین میں ٹھہراؤ پیدا ہو گیا۔ ۵۴؎

پہاڑ Volcanism یا Tectonic کے ذریعے بنتے ہیں، دوسری جانب یہ پہاڑ دریاؤں کے زور سے موسمی اثرات سے گھٹتے بھی ہیں، قرآن کریم میں اللہ تعالی نے پہاڑوں کو دو ناموں یعنی۔

ا۔ جبل۔ اور۔ ۲۔ رواسی۔ کہہ کر پکارا ہے۔

پہاڑ بننے کے عمل کو جاننے کے لئے زمین کی ساخت کو جاننا بہت ضروری ہے۔

بنیادی طور پر زمین کے مندرجہ ذیل تین حصے ہیں۔

ا۔Core۔ ۲۔Mantle۔ ۳۔Crust۔

تاہم کام کے لحاظ سے ان کے پانچ حصے ہیں۔

Inner Core .1

یہ زمین کا سب سے اندرونی حصہ ہے جس کا درجہ حرارت 5500 ڈگری سینٹی گریڈ بتایا جاتا ہے جو انتہائی گرم ترین ہے۔

Outer Core.2

زمین کا یہ حصہ Inner Core کے اوپر واقع ہے جس کا درجہ حرارت 4000 ڈگری سینٹی گریڈ بتایا جاتا ہے جبکہ زمین کا یہ حصہ Inner Core سے تقریباً 5100 کلومیٹر دوری پر ہیں۔

زمین کا یہ حصہ اپنے زیادہ درجہ حرارت کی بناء پر پگھلا ہوا ہے۔

Mantle.3

زمین کا یہ حصہ Outer Core سے اوپر ہے اور اس کا درضہ حرارت قدرے کم یعنی 3000 ڈگری سینٹی گریڈ بتایا جاتا ہے، تاہم Mantle کا فاصلہ جیسے جیسے Crust سے قریب ہوتا جاتا ہے اس کے درجہ حرارت میں کمی واقع ہونا شروع ہو جاتی ہے۔

Upper Mantle Lithosphere.4

ماہرین ارضیات کے مطابق زمین کا یہ حصہ Crust سے مل کر بنتا ہے
جس کو Tectonic Plates کہتے ہیں، اس کا حجم Km100 بتایا جاتا ہے۔

Crust

زمین کے بیرونی حصے کو Crust کہا جاتا ہے اس کی دو اقسام ہیں۔

Continental_1

Oceanic_2

Continental Crust کا فاصلہ Convection Current کہلاتا ہے، اس چکر کی وجہ سے Tectonic Plates مسلسل حرکت کرتی ہیں لیکن اس حرکت کی رفتار نہایت سست ہے یعنی ایک سال میں ایک پلیٹ 4-5cm تک ہی حرکت کر پاتی ہے تاہم جہاں دو پلیٹیں آپس میں ملتی ہیں اسے Boundaries کہتے ہیں۔ دنیا میں آٹھ بڑی اور Major Plates ہیں۔
جن کے نام درج ذیل ہیں۔

1)African. 2)Australian. 3)Indian Plate. 4)Eurasian
5)N.American. 6)Antarctic. 7)American. 8)Pacific

یہ پلیٹیں تین طرح سے حرکت کرتی ہیں۔

1_ConvergentBoundary

2_DivergentBoundary

3_Transform Boundary

Convergent

جب دو پلیٹیں ایک دوسرے کی جانب بڑھتی اور ملتی ہیں تو اسے Convergent کہتے ہیں۔

Divergent

جب دو پلیٹیں ایک دوسرے کے مخالف سمت میں حرکت کرتی ہیں تو اسے Divergent کہتے ہیں۔ Upper Mantle سے 40 سے 70km ہوتا ہے جبکہ
Oceanic Crust کا Mantle سے فاصلہ صرف 6km ہے۔

tetconic plates کیا ہیں؟

20ویں صدی کی ابتداء میں Alfred Wegene نامی ایک سائنسدان نے یہ انکشاف کیا کے زمین مختلف خطوں میں بٹی ہوئی ہے جو مسلسل متحرک ہے، اگرچہ ابتداء میں زمین کے یہ تمام چھوٹے ٹکڑے ایک بڑے ٹکڑے کی شکل میں تھے۔

Transform Boundary

جب دو پلیٹیں ایک دوسرے کی مخالف سمت میں حرکت کرتی ہیں تو اس کی مثال سان فرانسسکو میں پڑنے والے Fault سے دی جاسکتی ہے۔

زیرزمین پہاڑی سلسلے:

ماہرین ارضیات کے مطابق دنیا بھر میں ایسے بے شمار پہاڑی سلسلے ہیں جو زیرزمین کئی کلومیٹر رقبے پر موجود اور پھیلے ہوئے ہیں، جبکہ ان پہاڑوں کی عمر اربوں سال بتائی جاتی ہے۔
ماہرین ارضیات ان پہاڑوں کی ساخت کے بارے میں کہتے ہیں کے یہ پہاڑ دھاتی کور اور پتھریلے حصے کے درمیان کی کیفیات میں ہیں۔
کچھ ماہرین کے مطابق یہ پہاڑ سمندری تہہ میں موجود اشیاء کا ایک قبرستان ہے جو پہاڑ کی شکل اختیار کر گیا ہے۔

پہاڑوں کا عالمی دن:

دنیا بھر میں گیارہ دسمبر کو پہاڑوں کا عالمی دن منایا جاتا ہے۔

پہاڑ ایک بڑا Landform ہے جو ایک محدود علاقے میں اردگرد کی زمین میں عموماً ایک چوٹی کی شکل میں ابھرتا ہے۔

پہاڑوں کی اقسام:

پہاڑوں کی درج ذیل پانچ اقسام ہیں۔

1۔Fold Mountain 2۔Volcanic Mountain 3۔Fault Block

4۔Dome 5۔Plateau۔

Fold Mountain.1

یہ پہاڑ Convergent Bound کی وجہ سے بنتے ہیں، جب Tectonic آپس میں ملتے ہیں تو فولڈ پہاڑی سلسلے وجود میں آتے ہیں یعنی جس طرح سے کپڑوں میں سلوٹیں پڑتی ہیں اسی طرح سے پہاڑوں میں بھی سلوٹیں پڑتی ہیں، دوسری جانب Tectonics میں مسلسل حرکت کی وجہ سے ان میں ہلکے فریکچرز پڑتے ہیں جس کی وجہ سے پلیٹ سرک کر نیچے گر جاتی ہے یا پھر زمین کی زبردست قوت اس کو اوپر کی جانب اٹھا دیتی ہیں۔

Volcanic Mountain.2

آتش فشانی پہاڑیاں دو طرح سے بنتی ہیں ۔۱۔Divergent ۔۲۔Convergent سے۔

جو آتش فشانی پہاڑیاں Divergent سے تشکیل پاتی ہیں ان میں دو پلیٹیں مخالف سمت میں حرکت کرتے ہوئے درمیان میں ایک خلاء پیدا کر دیتی ہیں جس خلاء کو پگھلا ہوا Megma Metal بھر دیتا ہے اس طرح سے Magma کے ایک جگہ جمع ہو جانے کی صورت میں سمندر میں ایک پہاڑی بن جاتی ہے۔

تاہم جو آتش فشانی پہاڑ Convergent سے تشکیل پاتی ہیں ان میں سمندر اور زمین کی سطح جب آپس میں ٹکراتی ہیں جس کے نتیجے میں سمندر کی سطحی کی باریکی ہونے کے سبب زمین کی سطح کے نیچے چلی جاتی ہے اور Crust کے نیچے موجود Magma میں قوت یا انرجی پیدا ہوتی ہے جس کے

نتیجے میں Magma ایک Lava کی شکل اختیار کرتے ہوئے باہر نکلتا ہے، تاہم کئی دہائیوں کے بعد یہاں پر پہاڑ بن جاتا ہے۔

Volcano یا آتش فشاں پہاڑ سے مراد وہ مخروطی پہاڑ ہیں جن کا دہانہ قیف نما ہو اور جس میں سے گرم لاوا نکلتا ہو۔

ماہرین ارضیات کے مطابق! زیر سمندر بھی آتش فشانی سرگرمیاں جاری رہتی ہیں اور ہزاروں ایسے آتش فشاں پہاڑ ہیں جو سمندر کی تہہ میں پل رہے ہیں، تاہم یہ آتش فشاں دو ارضیاتی پلیٹوں کے آپس میں ٹکراؤ کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں، اگر یہ دو ارضیاتی پلیٹیں سمندر کے اندر ٹکرا رہی ہیں تو پھر سمندر میں آتش فشاں پھٹے گا، اگر آتش فشاں کی سرگرمی بہت بڑی ہو تو پھر بہت سارا سمندری پانی بھاپ کی شکل میں تبدیل ہوتے ہوئے اپنے حجم کو کئی گنا بڑھا لے گا۔

ماہرین ارضیات کی ایک تحقیق کے مطابق! سعودی عرب کے شمال مغرب سے جنوب تک پھیلے ہوئے آتش فشاں پہاڑوں کی تعداد تقریباً 2000 سے زائد ہے، تاہم ان میں سے اٹھارہ آتش فشاں پہاڑ ایسے بھی ہیں جو اپنے غیر معمولی حجم کے باعث قابل ذکر ہیں۔

آتش فشاں تین طرح کے ہوتے ہیں۔

۱۔زندہ آتش فشاں۔ ۲۔خوابیدہ آتش فشاں۔ ۳۔مردہ آتش فشاں۔

امریکی ریاست ہوائی میں زیادہ تر پہاڑ آتش فشاں ہیں جو وقتاً فوقتاً پھٹتے رہتے ہیں، آتش فشانی لاوا جس قدر کثیف ہو گا اس میں اسی قدر زیادہ گیسز کا اخراج بھی ہوتا ہے۔

نائیرا گونگو نامی خطرناک آتش فشاں پہاڑ وسطی افریقہ میں واقع ہے یہ گزشتہ دو عشروں سے متعدد بار پھٹ چکا ہے۔

اواچن سکائی اور کوریا اسکائی نامی آتش فشاں پہاڑوں کی ایک جوڑی ہے جو روس کے شہر کمچٹکا پینن میں ایک ساتھ واقع ہیں، یہ آتش فشاں اب تک سولہ بار پھٹ چکے ہیں۔

ایٹنا نامی آتش فشاں پہاڑ اٹلی کے شہر سسلی میں واقع ہے، اس آتش فشاں پہاڑ میں تقریباً 3500 سال قبل آتش فشانی کا عمل شروع ہوا تھا، یہ ایک متحرک آتش فشاں پہاڑ ہے، تاہم اس آتش فشانی کی وجہ سے سسلی کی زمین نہایت زرخیز ہے جو یہاں کی مضبوط معیشت کی ایک وجہ بھی

ہے یہاں سارا سال دنیا بھر سے سیاحوں کی بڑی تعداد آتی ہے تاہم زرخیز زمین کے سبب یہ ملک کثیر زرمبادلہ حاصل کرتا ہے۔

میراپی نامی آتش فشاں پہاڑ انڈونیشیا کے جزیرے جاوا میں پایا جاتا ہے، یہ پہاڑ کئی دہائیوں سے متحرک ہے، اس پہاڑ کو مقامی افراد آگ کا پہاڑ بھی کہتے ہیں، ان پہاڑوں سے سلفر ڈائی آکسائیڈ کی بڑی مقدار کا اخراج بھی ہوا جس نے ایکو سسٹم کو بہت زیادہ متاثر کیا اگرچہ یہ گیس بے رنگ ہے لیکن اس کی بو تیز ہے اور اس کا شمار ایک خطرناک گیس میں کیا جاتا ہے۔

سکوراجیما، جاپان کے ایک آتش فشاں پہاڑ کا نام ہے، اگرچہ جاپان کو کثرت زلزلہ کے باعث لینڈ آف ارتھ کوئنک بھی کہا جاتا ہے، سکوراجیما نامی آتش فشاں شدت سے پھٹ چکا ہے لیکن تقریباً 800 مرتبہ اس کے لاوے کا اخراج بھی ہو چکا ہے۔

سانتا ماریا، نامی آتش فشاں پہاڑ گوئٹے مالا میں واقع ہے یہ ایک تاریخی اہمیت کا حامل آتش فشاں پہاڑ ہے جو 500 برس سے خاموش ہے لیکن پھر اس پہاڑ نے اپنی خاموشی کو توڑا اور اس شدت سے پھٹا جس کے نتیجے میں بڑی تباہی آئی اور پانچ ہزار سے زائد افراد لقمہ اجل بنے، دوسری جانب اس دھماکے کے نتیجے میں وہاں کا انفرا اسٹرکچر بھی بری طرح سے متاثر ہوا تاہم یہ دھماکہ اس قدر شدید تھا کے بڑے سائز کے پتھر اور بڑی چٹانیں تک ایک لاکھ پانچ ہزار میل تک پھٹکر دور دور تک جا گریں اور کثیف دھویں کے بادلوں نے شہر کو کئی ہفتوں تک اپنی لپیٹ میں لئے رکھا، اگرچہ اس آتش فشاں کے پھٹنے سے سانتا ماریا کا علاقہ جزوی طور پر تباہ اور برباد ہو گیا لیکن بہت عرصے کے بعد جب یہ لاوا ٹھنڈا ہوا تو اب یہی علاقہ اپنی کاشت کاری کے سبب مشہور اور خود کفیل ہے۔

کولیما نامی آتش فشانی پہاڑ میکسیکو میں ہے یہ اب تک چالیس سے زائد بار پھٹ چکا ہے، اس پہاڑ کا شمار شمالی امریکہ اور میکسیکو کے متحرک پہاڑوں میں کیا جاتا ہے، تاہم اس پہاڑ میں ہونے والی آتش فشانی کو تاریخ کی سب سے زیادہ خطرناک آتش فشانی سمجھا جاتا ہے۔

گیل راس نامی آتش فشاں پہاڑ کولمبیا میں پایا جاتا ہے یہ پہاڑ میں دنیا بھر کے اخباروں کی خبروں میں نمایاں رہتا ہے، ایک کوہ پیا ٹیم اس آتش فشاں پہاڑ کی چوٹی پر موجود تھی ایسے میں یہ

آتش فشاں پہاڑ نہایت شدت سے پھٹ گیا جس کی وجہ سے وہ ارضیاتی ٹیم اور اس کے ارکان کی بڑی تعداد جاں بحق اور زخمی ہوگئی۔

ماونالوانامی آتش فشاں پہاڑ ہوائی امریکہ میں واقع ہے اس پہاڑ کو دنیا کا سب سے بڑا آتش فشاں پہاڑ مانا جاتا ہے، یہ پہاڑ متحرک اور خطرناک پہاڑوں میں شمار کیا جاتا ہے اگرچہ یہ کئی دفعہ پھٹ بھی چکا ہے۔

رینیئر نامی آتش فشاں پہاڑی سلسلے بھی خطرناک آتش فشاں مانے جاتے ہیں۔

Fault Block.3

Fault کو اردو زبان میں دراڑیں بھی کہا جاتا ہے تاہم فالٹ کی حرکت بھی زلزلے کا ایک سبب مانا جاتا ہے، ارضیات کی اصطلاح میں فالٹ ہموار زمین کے سلسلے میں رخنہ یا چٹانوں میں عدم تسلسل کو کہتے ہیں، اگرچہ قشر ارض میں بڑے بڑے فالٹس موجود ہیں اور ان فالٹس لائنز پر موجود مما لک یا مقامات زلزلوں سے سب سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ جنوبی ایشیاء میں یہ فالٹ لائن ہزاروں کلومیٹر کے رقبے پر پھیلی ہوئی ہے، اسلام آباد کے قریب روات فالٹ لائن موجود ہے جو پنجاب، اسلام آباد اور کشمیر تک جاتی ہے، دوسری جانب پاکستان اور نیپال بھی ایک ہی فالٹ لائن پر موجود ہیں جبکہ پاکستان کا دوتہائی حصہ فالٹ لائن پر واقع ہے۔

Dome Mountain.4

پہاڑوں کی یہ قسم دنیا میں کم ہے، تاہم جب Magma میں انرجی پیدا ہوتی ہے تو وہ اوپر کی جانب اٹھتا ہے اور زمین کی Crust کو بھی اوپر کی جانب اٹھاتا ہے، اگرچہ یہ Crust کو توڑ نہیں سکتا ہے بس ایک گنبد نما شکل اختیار کر لیتا ہے، تاہم Magma جب کئی صدیوں کے بعد ٹھنڈا ہوتا ہے، دوسری جانب بارش اور ہوا کے کٹاؤ کے باعث ایک گنبد نما شکل وجود میں آتی ہے جس کو Dome Mountain کہا جاتا ہے۔

Plateau Mountain.5

یہ پہاڑ پتھروں کے کٹاؤ سے وجود میں آتے ہیں جب کئی صدیوں تک ہوا اور بارش کے دباؤ کے سبب پہاڑ کی چوٹی ختم ہوکر ہموار شکل اختیار کرلیتی ہے تو اس کی شکل صورت Plateau Mountain کے جیسی بن جاتی ہے، تاہم اس قسم کے پہاڑ ان جگہوں پر بنتے ہیں جہاں دو Boundaries آپس میں ملتی ہیں جیسے نیوزی لینڈ کے پہاڑ وغیرہ۔

پہاڑوں کی مختلف رنگت:

پہاڑ اور ان کی مختلف رنگتوں کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ مِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِیْضٌ وَّ حُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَ غَرَابِیْبُ سُوْدٌ۔ ۵۵

ترجمہ۔ پہاڑوں میں بھی سفید، سرخ اور گہری سیاہ دھاریاں پائی جاتی ہیں جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں۔

پہاڑوں کے مختلف رنگ ان میں موجود معدنیات یا منرلز کی مقدار کی کمی یا زیادتی کے سبب ہوتے ہیں۔

الجبل۔عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی پہاڑ ہے، یہ (ج۔ب۔ل) سے مشتق ہے۔۵۶ جبل۔کی جمع جبال ہے۔قرآن کریم میں اللہ تعالی نے پہاڑوں کے حوالے سے بے شمار آیات بیان فرمائی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

تَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُیُوْتًا۔ ۵۷

ترجمہ۔تم پہاڑ کو تراش کر گھر بنا لیتے ہو۔

وَ كَانُوْا یَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا اٰمِنِیْنَ۔ ۵۸

ترجمہ۔وہ نہایت امن وچین سے پہاڑ کو تراش کر گھر بنالیا کرتے تھے۔

وَ تَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا فٰرِهِیْنَ۔ ۵۹

ترجمہ۔تم فخریہ پہاڑوں کو کاٹ کر گھر بنا لیتے ہو۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ۔٦٠

ترجمہ۔جب ہم نے تم سے وعدہ لیا اور طور پہاڑ تم پر بلند کیا۔

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ ۔٦١

ترجمہ۔ہم نے لوگوں پر طور کو اٹھالیا ان سے مضبوط عہد لینے کی وجہ سے۔

وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ

قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ

تَرٰىنِيْ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ

ترجمہ۔(موسیٰ) پہاڑ پر نظر کر، اگر وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہا تو،تو مجھے عنقریب دیکھ لے گا پس جب اللہ نے پہاڑ پر اپنی تجلی ظاہر کی، (اس تجلی نے) اسے ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔

وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ خُذُوْا

مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۔٦٣

ترجمہ۔جب ہم نے ان پر پہاڑ اس طرح سے بلند کیا گویا وہ سائبان تھا اور وہ سمجھے کے یہ ان پر اب گرا، جو ہم نے تمہیں دیا مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو اور اس میں جو کچھ ہے یاد کرو تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ۔٦٤

ترجمہ۔ہم نے (موسیٰ) کو طور کی داہنی جانب سے پکارا اور انہیں سرگوشی کرنے والا اپنا مقرب بنایا۔

وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ۔٦٥

ترجمہ۔اور تم سے کوہ طور کی داہنی جانب کا وعدہ کیا گیا۔

وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ۔٦٦

ترجمہ۔ایک درخت جو طور سینا پر پیدا ہوتا ہے۔

اٰنَسَ مِنۡ جَانِبِ الطُّوۡرِ نَارًا ۔٦٧

ترجمہ۔ان کو طور پہاڑ کی طرف ایک آگ دکھائی دی۔

وَّ سَخَّرۡنَا مَعَ دَاوٗدَ الۡجِبَالَ یُسَبِّحۡنَ وَ الطَّیۡرَ ۔٦٨

ترجمہ۔ہم نے پہاڑوں کو داؤد کے تابع کر دیا، اور پرندوں کو جو تسبیح میں مشغول رہتے تھے۔

وَ لَقَدۡ اٰتَیۡنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضۡلًا ؕ یٰجِبَالُ اَوِّبِیۡ مَعَہٗ وَ الطَّیۡرَ ۚ وَ اَلَنَّا لَہُ الۡحَدِیۡدَ ۔٦٩

ترجمہ۔بے شک ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے بڑی نعمت دی تھی۔اے پہاڑو! داؤد کے ساتھ بار بار تسبیح کرو اور پرندوں کو بھی یہی حکم دیا اور ہم نے ان کے لیے لوہے کو نرم کر دیا۔

معزز پہاڑ:

اللہ تعالیٰ نے کئی پہاڑوں کو بھی خیر و برکت اور عزت عطا فرمائی یہاں تک کے قرآن کریم میں ان کی قسم بھی کھائی گئی۔

وَ الطُّوۡرِ ۔٧٠ ۔ترجمہ۔قسم ہے طور (پہاڑ کی)۔

وَ طُوۡرِ سِیۡنِیۡنَ ۔٧١ ۔ترجمہ۔قسم ہے طور سینین کی۔

وَ اسۡتَوَتۡ عَلَی الۡجُوۡدِیِّ ۔٧٢

ترجمہ۔کشتی جودی (پہاڑ) پر جا لگی۔

اِنَّ الصَّفَا وَ الۡمَرۡوَۃَ مِنۡ شَعَآئِرِ اللّٰہِ ۔٧٣

ترجمہ۔بے شک صفاء اور مراہ شعائر اللہ ہیں۔

فَاِذَاۤ اَفَضۡتُمۡ مِّنۡ عَرَفٰتٍ فَاذۡکُرُوا اللّٰہَ ۔٧٤

ترجمہ۔جب تم عرفات سے لوٹو تو مشعر حرم (مزدلفہ) کے پاس ٹھہر کر اللہ کی یاد کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا! اللہ نے اتوار کے

دن پہاڑ کو پیدا فرمایا۔۷۵؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ کا نام لے کر اسے آواز دیتا ہے اور اس سے دریافت کرتا ہے کے اۓ فلاں پہاڑ! کیا تجھ پر ایسا شخص گزرا ہے جس نے اللہ کا ذکر کیا ہو؟ اگر جواب ہاں میں ہوتا تو سوال کرنے والا پہاڑ یہ سن کر خوش ہوتا۔۷۶؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت انسؓ بن مالک روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احد پہاڑ کے متعلق فرمایا! احد ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم احد سے محبت کرتے ہیں۔۷۷؎

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ کو لے کر احد پر چڑھے تو احد کانپنے لگ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اۓ احد قرار پکڑ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔۷۸؎

پہاڑ بھی سانس لیتے ہیں:

پہاڑ بھی اللہ کی ذی شعور مخلوق ہیں، وہ اللہ کو جانتے اور پہچانتے ہیں، اللہ کے حکم کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور صبح شام اللہ کی حمد وثناء اور اپنے رب کو سجدہ بھی کرتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَّ سَخَّرۡنَا مَعَ دَاوٗدَ الۡجِبَالَ یُسَبِّحۡنَ وَ الطَّیۡرَ۔۷۹

ترجمہ۔داؤد کے ساتھ ہم نے پہاڑوں اور پرندوں کو مسخر کر دیا تھا جو تسبیح کرتے تھے۔

تاہم بلند و بالا پہاڑ پیدا بھی ہوتے ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ جوان بھی یہی نہیں بلکہ وہ بھی ہر ذی روح کی طرح سانس لیتے ہیں تخلیقی فارمولوں میں پہاڑ کی تخلیق اور نشونما کا فارمولا مختلف ہے بظاہر پہاڑوں کو دیکھ کر یہ لگتا ہے کہ وہ ایک جگہ جمے ہوئے ہیں لیکن ان کے اندر بھی ہر وقت قانون حرکت کام کرتا رہتا ہے ایک نارمل انسان ایک منٹ میں اندازاً بیس مرتبہ سانس لیتا ہے لیکن پہاڑ اپنا ایک سانس پندرہ منٹ میں مکمل کرتا ہے بالکل اسی طرح باقی مخلوقات کی سانس کی معین مقداریں الگ الگ ہیں۔۸۰؎

پہاڑوں کی اقسام:

بنیادی طور پر پہاڑوں کی دو اقسام ہیں۔ ا۔ براعظمی پہاڑ۔ ۲۔ سمندری پہاڑ۔
ان دونوں پہاڑوں میں فرق اس کے طبعی مواد کا ہے جس سے مل کر یہ بنتے ہیں۔
ا۔ براعظمی پہاڑ بھی مختلف منرلز سے مل کر بنتے ہیں، عام طور پر لوگوں کی کثیر تعداد براعظمی پہاڑوں سے واقف ہوتے ہیں کیونکہ وہ انھیں دیکھتے ہیں۔
۲۔ سمندری پہاڑوں کی ساخت زیادہ تر آتش فشانی چٹانوں پر مبنی ہوتی ہے کیونکہ یہ انھی چٹانوں سے مل کر بنتے ہیں۔

پہاڑوں کے فوائد:

پہاڑ کسی بھی ملک کے لئے اہمیت کا سبب ہوتے ہیں، یہ دشمنوں سے بچاؤ کا بھی ایک موثر ذریعہ ہیں، پہاڑوں سے دریا، جھرنے اور آبشاریں نکلتی ہیں، موسم گرما میں جب گرم ہوائیں پہاڑوں سے ٹکراتی ہیں تو اس کے نتیجے میں بارش برستی ہے۔ پہاڑوں پر جنگلات ہوتے ہیں جہاں کی قیمتی جڑی بوٹیاں ادویات سازی میں کام آتی ہیں یہی نہیں بلکہ یہ جنگلات موسمی تغیرات کو بھی کنٹرول کرتے ہیں اور جانوروں کے لئے بہترین چراگاہ کے طور پر معاون اور مفید ہوتے ہیں، انھی پہاڑوں میں بکثرت قیمتی معدنیات کے ذخائر بھی پوشیدہ ہوتے ہیں، جو کسی بھی ملک کا ایک سرمایہ تصور کئے جاتے ہیں۔

اللہ تعالی انسان کی رگ جان یعنی حبل الورید سے بھی زیادہ قریب تر ہے:

رگ جان یعنی حبل الورید کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَ نَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۖۚ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ۔٨١

ترجمہ۔ بے شک ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں ان وسوسوں کو جو اس کے جی میں آتے ہیں اور ہم اس کی گردن کی رگ سے بھی زیادہ اس سے قریب ہیں۔

حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے انسان کو بلند ترین مقام عطا فرمایا اور اللہ خود انسان کی گردن کی رگ سے بھی زیادہ قریب ہے، دوسری جانب اللہ تعالی انسان اور اس کے قلب کے درمیان حائل ہے جبکہ اللہ تعالی نے تمام جانداروں کو ان کی پیشانی سے پکڑا ہوا ہے۔ ۸۲؎

ضحاکؒ بیان کرتے ہیں، ارشاد خداوندی ہے!

وَنَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَيۡهِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِيۡدِ۔ ۸۳

ترجمہ۔ اللہ تعالی ہر انسان کی رگ جان سے بھی قریب ترین ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں! مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِيۡدِ سے مراد ہے گردن کی رگ ہے۔ ۸۴؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِيۡدِ سے مراد ہے دل کی رگ اور جو کچھ وہ اٹھائے ہوئے ہے۔ ۸۵؎

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں! مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِيۡدِ سے مراد وہ رگ جو حلق میں ہے۔ ۸۶؎

حبل الورید کندھے کی ایک رگ ہے جو انسان کے حلق کے کنارے سے اس کے کندھے تک پھیلی ہوئی ہے۔

حضرت حسن بصریؒ بیان کرتے ہیں! الۡوَرِيۡدِ سے مراد دل کی رگ ہے، جس کا تعلق دل سے ہے، یعنی کا جس قدر اپنی شہ رگ پر غلبہ ہے، اللہ تعالی انسان پر اس سے کہیں زیادہ ملکیت رکھتے ہیں، اگرچہ حَبۡلِ الۡوَرِيۡدِ کا تعلق قلب انسانی سے ہے تاہم یہ رگ جان قرب علم اور قدرت بھی ہے۔ ۸۷؎

موت کی سختی:

موت کی سختی یعنی سکرۃ الموت کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَجَآءَتۡ سَكۡرَةُ الۡمَوۡتِ بِالۡحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنۡتَ مِنۡهُ تَحِيۡدُ۔ ۸۸

ترجمہ۔ موت کی سختی حق کے ساتھ آ گئی یہ وہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

ابن جریج بیان کرتے ہیں، وَ جَآءَتۡ سَكۡرَةُ الۡمَوۡتِ بِالۡحَقِّ سے مراد موت کی شدت۔۸۹؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر موت کی سختی:

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، وصال سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی کے برتن میں اپنا دست مبارک ڈالتے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنے چہرہ مبارک پر پھیرتے اور مسح کرتے اور فرماتے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں بلاشبہ یہ موت کی سختیاں ہیں۔۹۰؎

قاسم بن محمدؒ نے یہ آیت وَ جَآءَتۡ سَكۡرَةُ الۡمَوۡتِ بِالۡحَقِّ تلاوت کرتے ہوئے فرمایا کے ام المؤمنین نے مجھ سے بیان کیا کے وصال سے قبل جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت موت میں تھے، تو ان کے پاس پانی کا ایک پیالہ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا دست مبارک سے پانی کو اپنے چہرے مبارک پر ملتے اور یہ دعا فرماتے اللھم اعنی علی سَكۡرَةُ الۡمَوۡتِ۔

ترجمہ۔اے اللہ موت کی سختی پر میری مدد فرما۔۹۱؎

ابن سعد نے عروہؓ سے روایت کیا ہے کے جب ولید بن ولید کو موت آئی تو ام سلمیٰؓ رونے لگیں، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا! اۓ ام سلمیٰ یہ کہو وَ جَآءَتۡ سَكۡرَةُ الۡمَوۡتِ بِالۡحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنۡتَ مِنۡهُ تَحِيۡدُ۔

یعنی۔موت کی سختی قریب آپہنچی یہ وہی موت ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

روایت ہے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ بکثرت اس آیت وَ جَآءَتۡ سَكۡرَةُ الۡمَوۡتِ بِالۡحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنۡتَ مِنۡهُ تَحِيۡدُ کی تلاوت اور تسبیح فرماتے۔۹۲؎

موت برحق ہے:

موت برحق ہے اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ مَا كَانَ لِنَفۡسٍ اَنۡ تَمُوۡتَ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ۔۹۳

ترجمہ۔اللہ کے اذن کے بغیر کسی نفس کے لئے مرنا ممکن نہیں۔

اَیۡنَ مَا تَکُوۡنُوۡا یُدۡرِکۡکُّمُ الۡمَوۡتُ وَلَوۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ بُرُوۡجٍ مُّشَیَّدَۃٍ ۔۹۴

ترجمہ۔تم جہاں کہیں بھی ہوموت تم کو پالے گی، خواہ تم مضبوط قلعوں میں ہی کیوں نہ ہو۔

اِنۡ یَّشَاۡ یُذۡهِبۡکُمۡ اَیُّهَا النَّاسُ وَ یَاۡتِ بِاٰخَرِیۡنَ وَ کَانَ اللّٰهُ عَلٰی ذٰلِکَ قَدِیۡرًا ۔۹۵

ترجمہ۔اے لوگو! اگر وہ چاہے تو تم سب کو فنا کردے اور دوسرے لوگوں کو لے آئے اور اللہ اس پر قادر ہے۔

وَاِنۡ تَتَوَلَّوۡا یَسۡتَبۡدِلۡ قَوۡمًا غَیۡرَکُمۡ ۙ ثُمَّ لَا یَکُوۡنُوۡۤا اَمۡثَالَکُمۡ ۔۹۶

ترجمہ۔اگر تم حق سے روگردانی کرو گے تو اللہ تمھاری جگہ دوسری قوم کو لے آئے گا پھر وہ تم جیسے نہیں ہوں گے۔

اِنۡ یَّشَاۡ یُذۡهِبۡکُمۡ وَ یَاۡتِ بِخَلۡقٍ جَدِیۡدٍ وَّ مَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰهِ بِعَزِیۡزٍ ۔۹۷

ترجمہ۔اگر اللہ چاہے تو تم سب کو فنا کردے اور نئی مخلوق پیدا کردے اور یہ اللہ کے لئے کچھ مشکل نہیں۔

بَشِّرِ الۡمُنٰفِقِیۡنَ بِاَنَّ لَهُمۡ عَذَابًا اَلِیۡمًا ۔۹۸

ترجمہ۔منافقین کو خوشخبری دیجئے کہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

وَاتَّقُوۡا یَوۡمًا تُرۡجَعُوۡنَ فِیۡهِ اِلَی اللّٰهِ ۔۹۹

ترجمہ۔اس دن سے ڈرو جس دن تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب لوگ میت کو دفن کر کے چلے جاتے ہیں تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بیٹھا دیتے ہیں اور پھر اس سے پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے کے اللہ۔ پھر فرشتے پوچھتے ہیں، تمھارا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے اسلام، پھر فرشتے پوچھتے ہیں وہ شخص کون تھا جو تم میں مبعوث کیا گیا؟ وہ جواب دیتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر آسمان سے یہ ندا آتی ہے کے میرے بندے نے سچ کہا، اس کے لئے جنت

کا فرش بچھا اور اس کو جنت کا لباس پہنا اور اس کے لئے جنت کی کھڑکی کو کھول دو۔ ۱۰۰ ؎
بعض محدثین اور مفسرین نے اس حدیث کی وضاحت میں لکھا ہے، بندہ قبر میں اللہ کا نام لیتا ہے پھر اپنے دین اسلام کے بارے میں بتاتا ہے لیکن جیسے ہی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی دیتا ہے اس کی قبر کو منور اور روشن کر دیا جاتا ہے۔
حضرت علیؓ نے فرمایا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جنازے میں تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک تنکے سے زمین کو کرید رہے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے ہر شخص کا جنت یا دوزخ میں ٹھکانہ لکھ دیا گیا ہے، صحابہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! کیا ہم اس لکھے ہوئے پر اعتماد نہ کرلیں؟ اور عمل کو چھوڑ دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! عمل کرتے رہو، ہر شخص کے لئے اسی عمل کو آسان کر دیا گیا ہے جس کے لئے اس کو پیدا کیا گیا ہے، سو جو اہل سعادت میں سے ہیں ان کے لئے اہل سعادت کے اعمال کو آسان کر دیا گیا ہے اور جو بھی اہل شقاوت ہیں ان کے لئے اہل شقاوت کے اعمال کو آسان کر دیا گیا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان آیات کی تلاوت کی!

فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰى وَ اتَّقٰى وَ صَدَّقَ بِالۡحُسۡنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلۡيُسۡرٰى وَ اَمَّا مَنۡۢ بَخِلَ وَ اسۡتَغۡنٰى وَ كَذَّبَ بِالۡحُسۡنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلۡعُسۡرٰى۔ ۱۰۱

ترجمہ۔ پس جس نے اللہ کی راہ میں دیا اور اللہ سے ڈر کر گناہوں سے بچتا رہا اور نیک باتوں کی تصدیق کرتا رہا پس ہم اس کو عنقریب آسانی (جنت) مہیا کریں گے اور جس نے بخل کیا اور اللہ سے بے پرواہ رہا اور نیک باتوں کی تکذیب کرتا رہا پس ہم اس کو عنقریب دشواری (جہنم) مہیا کریں گے۔
حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے اور نہ موت کے آنے سے پہلے اس کی دعا کرے کیونکہ جب تم میں سے کوئی شخص مر جاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے جبکہ مومن کی عمر اس میں نیکی کے سوا کسی اور چیز کو زیادہ نہیں کرتی۔ ۱۰۲ ؎
محمود بن لبیدؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دو چیزوں کو ابن آدم ناپسند کرتا

ہے۔ا۔موت کو۔۲۔مال کی کمی کو۔

جبکہ موت فتنہ سے بہتر ہے اور اور مال کی کمی کی وجہ سے حساب بھی کم ہوگا۔ ۱۰۳؎

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھنے والوں پر موت کے وقت، قبر اور حشر میں کسی قسم کی وحشت نا ہوگی۔ ۱۰۴؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جب تم میت کی نماز جنازہ پڑھ لوتو اس کے حق میں خلوص سے دعا کرو۔ ۱۰۵؎

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ہر بندے کو قیامت کے دن اسی حالت میں اٹھایا جائے گا جس حالت میں وہ مرا ہے، مومن کو اس کے ایمان پر جبکہ منافق کو اس کے نفاق پر۔ ۱۰۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جب میت کو لوگ اپنے کاندھوں پر اٹھا کر قبرستان کی جانب جاتے ہیں تو نیک شخص یہ کہتا ہے کے مجھے آگے لے چلو جبکہ گناہگار شخص یہ کہتا ہے مجھے تم کہاں لے جارہے ہو؟ مردے کی اس آواز کو انسان کے سوا اللہ کی تمام مخلوق سنتی ہے اور اگر انسان ان آوازوں کو سن لیں تو وہ بے ہوش ہو جائیں۔ ۱۰۷؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! عذاب قبر زیادہ تر پیشاب (سے احتیاط نہ کرنے) کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ۱۰۸؎

حضرت وارث علی شاہ فرماتے ہیں! نفوس کو ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ہے پر روح کو ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ نہیں ہے پھر انھوں نے کہا کے قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے! كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ۔ یعنی۔تمام نفوس موت کا مزہ چکھیں گے۔

قرآن میں یہ نہیں کہا گیا کے كُلُّ روح ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ۔ ۱۰۹؎

حضرت قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں! مشاہداتی آنکھ یہ دیکھتی ہے کہ موت سے خوبصورت کوئی زندگی نہیں ہے۔ ۱۱۰؎

تصوف میں جان کنی کے عالم کی وضاحت اور مرنے والے کے قریب سورہ یٰسین پڑھنے کی وجہ کو اس طرح سے بیان کیا گیا!

اصل میں جان کنی کا عالم، دنیاوی شعور کا اعراف کے شعور میں تبدیل ہونے کا عمل ہے، اس وقفے کے دوران فرد کو اعراف کی روشنیوں کی ضرورت ہوتی ہے تا کہ اعراف کا شعور جلد از جلد دنیاوی شعور پر غالب آجائے اور موت کی کشمکش سے نجات ملے۔

سورہ یٰسین، اعراف کے نور کا خزانہ ہے، جیسے جیسے ان انوار کی لہریں مرنے والے کے اندر جذب ہوتی جاتی ہیں اسے موت کی تکلیف پر قابو پانے کے لئے قوت و ہمت مل جاتی ہے۔ ۱۱۱ے

مردے زندوں سے زیادہ سنتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدر کے دن کفار قریش کے سرداروں کی لاشوں کو ایک اندھے کنوئیں میں پھینکنے کا حکم فرمایا، جب تیسرا دن آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کنوئیں کی منڈیر پر تشریف لائے اور ان لوگوں (مردہ کفار) کے نام مع ولدیت لے کر پکارا اور کہا!

اے فلاں بن فلاں، اے فلاں بن فلاں! یہ سن کر حضرت عمرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ایسے جسموں سے کلام فرما رہے ہیں جن کے اندر روحیں نہیں ہیں، تو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے جو کچھ میں کہہ رہا ہوں یہ اسے تم سے زیادہ سن رہے ہیں۔ ۱۱۲ے

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

جو اپنی آخرت کو سنوارتا ہے۔ اللہ اس کی دنیا کو سنوارتا ہے۔ دنیا کی تلخی آخرت کی مٹھاس ہے اور دنیا کی حلاوت آخرت کی تلخی ہے۔

امام حسنؓ سے وصیت میں آپ نے فرمایا! جان لو بیٹا تم آخرت کے لئے پیدا کئے گئے ہو، نہ کے دنیا کے لئے، تم فنا کے لئے پیدا کئے گئے ہو نہ کہ بقا کے لئے اور تم موت کے لئے پیدا کئے گئے ہو نہ کے زندگی کے لئے۔

جسے آخرت کا یقین ہو وہ دنیا کی حرص میں مبتلا نہیں ہوتا ہے۔

اصلاح نفس کے لئے کوشاں رہو، کیونکہ اس معاملہ میں صرف کوشش ہی تمھاری معاون ہوسکتی ہے

انسان کی ہر سانس موت کی طرف ایک قدم ہے۔اور ساعتوں کا گزرنا بھی اجل میں شامل ہے۔ سب سے قریب ترین اور سچی چیز انسان کی موت ہے۔ ۱۱۳؎

فنا:

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! جسم اور روح کے رشتے کو سمجھنا بہت ضروری ہے، کل اشیاء کائنات فانی ہیں، دنیا میں بڑے بڑے شہنشاہ اور خدائی کے دعویدار آئے لیکن تمام طمطراق اور جاہ وجلال کے بلا آخر انھوں نے بھی فنا کو قبول کرلیا، ہر شے فنا کے مرحلے سے گزر رہی ہے یعنی فنا کے اوپر بھی ایک فنائیت ہے اور فنا خود بھی فانی ہے، انسان سمیت دنیا کی ہر شے فانی ہے اور فانی ہو جانے والی ہستی خود فانی اشیاء کی محبت میں گرفتار ہے۔ ۱۱۴؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۔۱۱۵۔

ترجمہ۔ دنیا دھوکہ ہے۔

موت کی موت:

حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قیامت کے دن موت کو سرمئی مینڈھے کی صورت میں لایا جائے گا پھر ایک منادی یہ ندا کرے گا! اۓ اہل جنت اور اہل جہنم دیکھ لو یہ موت ہے کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ وہ سب ہاں کہیں گے اور اس مینڈھے کو پہچان لیں گے پھر اس مینڈھے کو ذبح کر دیا جائے گا پھر یہ ندا کی جائے گی اۓ اہل جنت! اب دوام ہے، پس موت نہیں ہے جبکہ اہل دوزخ سے بھی یہی کہا جائے گا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی!

وَ اَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ ۘ وَ هُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّ هُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۔۱۱۶

ترجمہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انھیں حسرت والے دن سے ڈرائے، جب فیصلہ ہو چکا ہوگا اور وہ غفلت میں

ہیں اور ایمان نہیں لا رہے ہیں، بے شک ہم ہی زمین اور اس کے وارث ہیں، جو اس پر ہیں اور وہ سب ہماری ہی طرف لوٹائے جائیں گے۔

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! تم ہمیشہ رہنے کے لئے پیدا کئے گئے ہو یعنی جنت والے جنت میں اور جہنم والے جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔۱۱۷؎

کافروں پر اللہ کی گرفت:

عَسَى اللّٰهُ اَنۡ يَّكُفَّ بَاۡسَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَ اللّٰهُ اَشَدُّ بَاۡسًا وَّ اَشَدُّ تَنۡكِيۡلًا ۔۱۱۸

ترجمہ۔اللہ کی گرفت بہت مضبوط ہے اور اس کا عذاب بہت سخت ہے۔

وَ كَمۡ مِّنۡ قَرۡيَةٍ اَهۡلَكۡنٰهَا فَجَآءَهَا بَاۡسُنَا بَيَاتًا اَوۡ هُمۡ قَآئِلُوۡنَ فَمَا كَانَ دَعۡوٰىهُمۡ اِذۡ جَآءَهُمۡ بَاۡسُنَاۤ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡۤا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيۡنَ ۔۱۱۹

ترجمہ۔ہم نے کتنی ہی بستیوں کو ہلاک کر دیا پس ان پر ہمارا عذاب اچانک رات کے وقت آیا، یا جس وقت وہ دوپہر کو سو رہے تھے، جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو اس وقت ان کی یہی چیخ و پکار تھی کہ ہم ظالم تھے۔

وَلَا يُظۡلَمُوۡنَ فَتِيۡلًا ۔۱۲۰

ترجمہ۔لوگوں پر کھجور کی گٹھلی کے تاگے کے برابر بھی ظلم نہ ہوگا۔۱۲۰؎

لِيَقۡطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَوۡ يَكۡبِتَهُمۡ فَيَنۡقَلِبُوۡا خَآئِبِيۡنَ ۔۱۲۱

ترجمہ۔اللہ کافروں کے ایک گروہ کو (جڑ سے) کاٹ دے یا انھیں (شکست خوردہ کر کے) رسوا کرے تو وہ نامراد ہو کر لوٹ جائیں۔

وَ مَنۡ يَّكۡفُرۡ بِالۡاِيۡمَانِ فَقَدۡ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَ هُوَ فِى الۡاٰخِرَةِ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ۔۱۲۲

ترجمہ۔کفار ہمارے پاس جو بھی اعمال لے کر آئیں گے، ہم ان کو فضاء میں بکھرے ہوئے غبار

کے ذرے بنا دیں گے۔

وَ اِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۚۖ وَ اِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ
قَالُوْۤا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ لِیُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ
رَبِّكُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔ ۱۲۳

ترجمہ۔ جب ملاقات کرتے ہیں ان لوگوں سے جو ایمان لائے تو کہتے ہیں اور جب آپس میں ایک دوسرے کے پاس تنہائی میں ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کیا تم ان کو وہ چیزیں بتاتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے تم پر کھولی ہیں تاکہ یہ لوگ ان کے ذریعے اللہ کے پاس حجت میں تم کو مغلوب کر دیں۔ کیا تم سمجھ نہیں رکھتے ہو؟

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّاۤ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۪ وَّ غَرَّهُمْ
فِیْ دِیْنِهِمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ۔ ۱۲۴

ترجمہ۔ (یہود کہتے ہیں) ہمیں دوزخ کی آگ صرف چند دن چھوئے گی۔

یُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ۔ ۱۲۵

ترجمہ۔ ان کو دوہرا عذاب کر دیا جائے گا۔

لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَ مِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ۔ ۱۲۶

ترجمہ۔ اے ابلیس! میں تجھ سے اور تیرے تمام متبعین سے جہنم کو و بھر دوں گا۔

وَ مَا كُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ ۱۲۷

ترجمہ۔ جب تک ہم رسولوں کو نہ بھیج دیں، ہم کفار پر عذاب بھیجنے والے نہیں ہیں۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَ مَمَاتُهُمْ ؕ سَآءَ مَا
یَحْكُمُوْنَ۔ ۱۲۸

ترجمہ۔ کیا جو لوگ برے کام کرتے ہیں، انھوں نے یہ گمان کر لیا ہے کے ہم ان کو ان لوگوں کی مثل کر دیں گے جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کئے، ان کا مرنا اور جینا برابر ہو جائے گا، وہ

لوگ یہ کیسا برا فیصلہ کر رہے ہیں۔

وَ لَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَ لَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَ لَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ۔۱۲۹

ترجمہ۔بے شک ہم نے پیدا کیا جہنم کے لئے بہت سے جنات کو اور بہت سے انسانوں کو، ان کے دل ہیں جن سے وہ سمجھتے ہیں؟ اور ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہیں، اور ان کے کان ہیں جن سے وہ سنتے ہیں، یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ یہ ان سے بڑھ کر بے راہ ہیں، ایسے لوگ غفلت والے ہی ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ اسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَ لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ۔۱۳۰

ترجمہ۔کافروں کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور وہ جنت میں داخل نہیں کئے جائیں گے حتیٰ کے اونٹ سوئی کے سوراخ میں داخل ہو جائے۔

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح ؓ بیان کرتے ہیں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کن لوگوں کو سب سے زیادہ عذاب دے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے نبی کو قتل کیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی!

بے شک جو لوگ اللہ کی آیات کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے ہیں اور عدل و انصاف کا حکم دینے والوں کو قتل کرتے ہیں (الایہ) پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے ابوعبیدہ! بنو اسرائیل نے صبح کے اول وقت میں تینتالیس (۴۳) انبیاء کو قتل کر دیا تو بنو اسرائیل کے بارہ عبادت گزار علماء کھڑے ہوئے اور انھوں نے نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا تو قوم بنی اسرائیل نے اس دن کے آخری حصہ میں ان سب کو قتل کر دیا۔۱۳۱ے

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قیامت کے دن کافر سے کہا جائے گا کے بتا اگر تیرے پاس روئے زمین جتنا سونا ہوتو کیا تو اسے فدیہ میں دے گا؟ تو وہ کہے گا کے ہاں، پھر اس سے یہ کہا جائے گا کے دنیا میں تجھ سے اس کی بہ نسبت بہت آسان سوال کیا گیا تھا۔ ۱۳۲؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَوۡ اَنَّ لَہُمۡ مَّا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا وَّ مِثۡلَہٗ مَعَہٗ لِیَفۡتَدُوۡا بِہٖ مِنۡ عَذَابِ یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ مَا تُقُبِّلَ مِنۡہُمۡ ۚ وَ لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ۔ ۱۳۳

ترجمہ۔ بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اگر ان کے قبضے میں روئے زمین کی تمام چیزیں بھی ہوں اور اتنی اور بھی ہوں تا کہ قیامت کے دن عذاب سے نجات کے لئے وہ ان چیزوں کو فدیہ دے دیں تو وہ (فدیہ) ان سے قبول نہیں کیا جائے گا اور ان کے لئے نہایت دردناک عذاب ہے۔

یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یَّخۡرُجُوۡا مِنَ النَّارِ وَ مَا ہُمۡ بِخٰرِجِیۡنَ مِنۡہَا ۫ وَ لَہُمۡ عَذَابٌ مُّقِیۡمٌ ۔ ۱۳۴

ترجمہ۔ وہ دوزخ کی آگ سے نکلنے اارادہ کریں گے لیکن وہ اس میں سے نہیں نکل سکیں گے اور ان کے لئے ہمیشہ کا عذاب ہے۔

حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی (متوفی۔ ۸۵۲ھ) لکھتے ہیں، ابن عمرانؓ کی روایت ہے!

اللہ فرمائے گا جس وقت تو آدم کی پشت میں تھا میں نے تجھ سے اس کی بہ نسبت آسان چیز کا سوال کیا تھا کے تو میرے ساتھ شرک نہ کرنا، مگر تو شرک کے بغیر نہ مانا، پھر اس کو دوزخ میں ڈالنے کا حکم دیا جائے گا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اِذۡ اَخَذَ رَبُّکَ مِنۡۢ بَنِیۡۤ اٰدَمَ مِنۡ ظُہُوۡرِہِمۡ ذُرِّیَّتَہُمۡ وَ اَشۡہَدَہُمۡ عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ ۚ اَلَسۡتُ بِرَبِّکُمۡ ؕ قَالُوۡا بَلٰی ۚۛ شَہِدۡنَا ۚۛ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ اِنَّا کُنَّا عَنۡ ہٰذَا غٰفِلِیۡنَ ۔ ۱۳۵

ترجمہ۔ یاد کیجئے جب آپ کے رب نے بنو آدم کی پشتوں سے ان کی اولاد کو نکالا اوران کے اوپر انھیں گواہ بنایا، کیا میں تمھارا رب ہوں؟

توانھوں نے کہا! قَالُوْا بَلٰی ۔ بے شک آپ ہمارے رب ہیں، ہم نے اس بات کی گواہی دی تا کہ تم قیامت کے دن یہ نہ کہو کے ہم اس سے بے خبر تھے۔

بے شک جب کافر کی موت کا وقت آتا ہے تو فرشتے ایک ٹاٹ میں انگارے بھر کر لاتے ہیں پھر اس کی روح کو نہایت سختی کے ساتھ کھینچ کر نکالا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے، اے خبیث روح! اس حال میں کہ تو ناراض ہو اور تجھ پر اللہ ناراض ہو اللہ کی دی ہوئی اس ذلت اور عذاب کی طرف نکل اور جب وہ روح نکل آتی ہے تو اس کو انگاروں پر رکھ دیا جاتا ہے اور اس ٹاٹ کو اس کے اوپر لپیٹ دیا جاتا ہے اور اس کو سجین کی طرف لے جایا جاتا ہے۔۱۳۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! مردوں کو برا نہ کہو کیونکہ انھوں نے جیسا عمل کیا ہے اس کا بدلہ پالیا۔۱۳۷؎

وَ اَدْبَارَ السُّجُوْدِ:

وَ اَدْبَارَ السُّجُوْدِ کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَ اَدْبَارَ السُّجُوْدِ۔۱۳۸

ترجمہ۔اپنے رب کی تسبیح و تحمید بیان کیجئے اور رات کے حصہ میں بھی اس کی تسبیح بیان کیجئے اور سجدوں کے بعد بھی۔

وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَ اَدْبَارَ السُّجُوْد

ابن جریرؒ نے ابن زیدؒ سے روایت ہے کے وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ یعنی رات میں اس کی تسبیح بیان کرو، اس سے مراد عشاء کی نماز ہے وَ اَدْبَارَ السُّجُوْدِ سے مراد نوافل ہیں۔۱۳۹؎

ابن جریرؒ نے مجاہدؒ سے روایت کیا ہے کے وَ اَدْبَارَ السُّجُوْدِ سے مراد ساری رات۔۱۴۰؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس رات گزاری

آپ ﷺ نے فجر کی نماز سے پہلے دو ہلکی سی رکعتیں پڑھیں پھر نماز کی طرف تشریف لے گئے پھر آپ ﷺ نے فرمایا! اے ابن عباسؓ ! فجر کی نماز سے پہلے دو رکعتیں پڑھنا ستاروں کے پیچھے اور مغرب کے بعد دو رکعتیں پڑھنا مسجدوں کے پیچھے ہے یعنی مغرب کی نماز کے بعد دو رکعتیں۔۱۴۱؎

امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے **وَ اَدْبَارَ النجوم و السُّجُوْد** کے بارے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا! **وَ اَدْبَارَ السُّجُوْدِ** سے مراد مغرب کے بعد کی دو رکعات اور **وَ اَدْبَارَ النجوم** سے مراد ہے صبح کی نماز سے پہلے دو رکعات۔ ۱۴۲؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے نفل کی دس رکعات یاد کی ہیں ان میں سے چار کا ذکر اللہ کی کتاب میں ہے یعنی **وَ مِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَ اَدْبَارَ السُّجُوْدِ** فرمایا اس سے مراد مغرب کے بعد دو رکعتیں ہیں۔ ۱۴۳؎

حضرت عمر بن خطابؓ بیان کرتے ہیں، **وَ اَدْبَارَ السُّجُوْد** سے مراد ہے مغرب کے بعد دو رکعتیں **وَ اَدْبَارَ النجوم** سے مراد ہے فجر سے پہلے دو رکعتیں۔

ابن المنذرؒ، وابن النصرؒ سے ابوتمیم الجیشانیؒ روایت کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! **وَ اَدْبَارَ السُّجُوْدِ** سے مغرب کی دو رکعتیں مراد ہیں۔ ۱۴۴؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا! **وَ اَدْبَارَ السُّجُوْدِ** سے مراد ہے نماز کے بعد تسبیح پڑھنا اور بخاری کے الفاظ (اس طرح) ہیں کے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکم فرمایا! سب نمازوں کے بعد تسبیح بیان کیا کریں۔ (دو رکعت نفل پڑھیں)۔ ۱۴۵؎

حوالہ کتب:

۱۔ الجامع الاحکام القرآن۔ علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ)۔ ج۔۱۔ص۔ ۱۶۲۔ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران۔ ۱۳۸۷ھ۔
سورہ احزاب۔ آیت۔ ۷۲۔

۲۔مسند فردوس وھوالفردوس بماثور الخطاب۔شہردار بن شیرویہ بن شہردار بن بشرونہ بن خسرو الھمد انی الحافظ ابو منصورالسیلمی (متوفی ۵۵۸ھ)۔
مکتبہ العلمیہ بیروت۔
۳۔سورہ ق۔آیت۔۱۔
۴۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۵۔سورہ لقمان۔آیت۔۲۷۔
۶۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۷۔کتاب تفسیر القرآن۔حافظ ابوبکر محمد ابن ابراہیم ابن منذر بن جارود نیشاپوری (متوفی ۹۳۰ء)۔مکتبہ العلمیہ بیروت۔
۸۔ابن ابی الدنیا فی العقوبات وابوالشیخ نے العظمہ۔
۹۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۱۰۔سورہ ق۔آیت۔۶۔
۱۱۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۲۔
۱۲۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۲۷۔
۱۳۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۲۸۔
۱۴۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۲۹۔
۱۵۔سورہ ھود۔آیت۔۷۔
۱۶۔سورہ فرقان۔آیت۔۵۹۔
۱۷۔مکاشفۃ القلوب
۱۸۔سورہ طلاق۔آیت۔۱۲۔
۱۹۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۲۔
۲۰۔سورہ المومنون۔آیت۔۱۷۔
۲۱۔سورہ نوح۔آیت۔۱۵۔
۲۲۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۴۴۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۱۔اشاعت۔شعبہ علوم اسلامیہ بہاءالدین زکریا یونیورسٹی ملتان۔۲۰۰۴ء۔
۲۳۔کشکول۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۸۶۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی۔۱۹۹۰ء۔
۲۴۔نہج البلاغہ۔(خطبات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم)۔مرتب۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔خطبہ۔۸۹۔ص۔۲۶۱۔۲۶۴۔
مکتبہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔سن ندارد۔

۲۵۔نہج البلاغہ۔(خطبات حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم)۔مرتب۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔خطبہ ۔۱۸۷۔ص۔۵۰۴۔
مکتبہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔سن ندارد۔
۲۶۔وقت۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۵۲۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۲۷۔سورہ الذاریات۔آیت۔۷۔
۲۸۔سورہ المعارج۔آیت۔۳۔
۲۹۔سورہ المعارج۔آیت۔۴۔
۳۰۔تفسیر ابن کثیر۔علامہ امام ابوالفدا عمادالدین حافظ ابن کثیر (متوفی ۸۸۴ھ)۔ج۔۳۔ص۔۲۸۹۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۳۔داالفکر بیروت۔۱۴۱۹ھ۔
۳۱۔سورہ قمر۔آیت۔۱۱۔
۳۲۔سورہ واقعہ۔آیت۔۷۵۔
۳۳۔سورہ واقعہ۔آیت۔۷۶۔
۳۴۔نہج البلاغہ۔(خطبات حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم)۔مرتب۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔خطبہ ۔۱۸۷۔ص۔۵۰۴۔مکتبہ۔امامیہ کتب خانہ لاہور۔سن ندارد۔
۳۵۔ الحکمۃ فی المخلوقاتات اللہ۔امام غزالی۔مترجم۔مولوی محمد علی لطفی۔ص۔۲۲۔مکتبہ۔۳۰ نیو کراچی اہوسنگ سوسائٹی کراچی۔۱۹۶۰ء۔
۳۶۔اقبال کے حضور۔سید نذیر نیازی۔ص۔۳۰۳۔۳۶۲۔اقبال اکیڈمی کراچی۔۱۹۷۱ء۔
۳۷۔الصحیح الجامع۔محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرہ البخاری۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔
۳۸۔الترغیب والترھیب۔امام زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری۔(متوفی۔۶۵۶ھ)۔ج۔۳۔ص۔۲۸۷۔دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۳۹۔الترغیب والترھیب۔امام زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری۔(متوفی۔۶۵۶ھ)۔ج۔۳۔ص۔۲۸۷۔دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۴۰۔الترغیب والترھیب۔امام زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری۔(متوفی۔۶۵۶ھ)۔ج۔۳۔ص۔۲۸۷۔دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۴۱۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۴۲۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۳۔سورہ ق۔آیت۔۷۔
۴۴۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۹۔
۴۵۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۳۰۔
۴۶۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۰۔

۴۷۔سورہ النباء۔آیت۔۶۔۷۔
۴۸۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۳۱۔
۴۹۔سورہ لقمان۔آیت۔۱۰۔
۵۰۔سورہ النحل۔آیت۔۱۵۔
۵۱۔سورہ ق۔آیت۔۷۔
۵۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۵۳۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۵۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۵۔سورہ فاطر۔آیت۔۲۷۔
۵۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۵۷۔سورہ اعراف۔آیت۔۷۴۔
۵۸۔سورہ الحجر۔آیت۔۸۲۔
۵۹۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۴۹۔
۶۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۹۳۔
۶۱۔سورہ النساء۔آیت۔۱۵۴۔
۶۲۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۴۳۔
۶۳۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۷۱۔
۶۴۔سورہ مریم۔آیت۔۵۲۔
۶۵۔سورہ طٰہٰ۔آیت۔۸۰۔
۶۶۔سورہ المومنون۔آیت۔۲۰۔
۶۷۔سورہ القصص۔آیت۔۲۹۔
۶۸۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۷۹۔
۶۹۔سورہ سبا۔آیت۔۱۰۔
۷۰۔سورہ طور۔آیت۔۱۔
۷۱۔سورہ التین۔آیت۔۲۔
۷۲۔سورہ ھود۔آیت۔۴۴۔
۷۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۵۸۔
۷۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۹۸۔
۷۵۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۷۶۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض

۱۴۰۵ھ۔ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۲۰ھ۔
۷۷۔ صحیح بخاری۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔ مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۷۸۔ صحیح بخاری۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔ مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔ دارارقم بیروت۔
۷۹۔ سورہ الانبیاء۔ آیت۔ ۹۷۔
۸۰۔ کشکول۔ خواجہ شمس الدین عظیمی۔ ص۔ ۱۲۴۔ مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی۔ ۱۹۹۰ء۔
۸۱۔ سورہ ق۔ آیت۔ ۱۶۔
۸۲۔ احمد بن موسیٰ بن مردویہ اصبہانی (متوفی ۱۰۱۹ء)۔
۸۳۔ کتاب تفسیر القرآن۔ حافظ ابوبکر محمد ابن ابراہیم ابن منذر بن جارود نیشاپوری (متوفہ ۹۳۰ء)۔ مکتبہ العلمیہ
۸۴۔ تفسیر القران العزیز۔ امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۲۳۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۸۵۔ کتاب تفسیر القرآن۔ حافظ ابوبکر محمد ابن ابراہیم ابن منذر بن جارود نیشاپوری (متوفہ ۹۳۰ء)۔ مکتبہ العلمیہ
۸۶۔ الدر المنشو ر التفسیر بالمشور۔ جلال الدین سیوطی۔ ج۔ ۴۔ ص۔ ۱۷۶۔ مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۸۷۔ الجامع الاحکام القرآن۔ علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت
۸۸۔ سورہ ق۔ آیت۔ ۱۹۔
۸۹۔ کتاب تفسیر القرآن۔ حافظ ابوبکر محمد ابن ابراہیم ابن منذر بن جارود نیشاپوری (متوفی ۹۳۰ء)۔ مکتبہ العلمیہ
۹۰۔ صحیح بخاری۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔ مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔ دارارقم بیروت۔
۹۱۔ تفسیر القران العزیز۔ امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۲۳۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۹۲۔ مسند ابن ابی شیبہ۔ امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔ مطبوعہ دارالوطن بیروت۔
۹۳۔ سورہ آل عمران۔ آیت۔ ۱۴۵۔
۹۴۔ سورہ النساء۔ آیت۔ ۷۸۔
۹۵۔ سورہ النساء۔ آیت۔ ۱۳۳۔
۹۶۔ سورہ محمد۔ آیت۔ ۳۸۔
۹۷۔ سورہ ابراہیم۔ آیت۔ ۱۹۔ ۲۰۔
۹۸۔ سورہ النساء۔ آیت۔ ۱۳۸۔
۹۹۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۲۸۱۔
۱۰۰۔ سنن ابوداؤد۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۱۰۱۔ سورہ اللیل۔ آیت۔ ۵۔ ۱۰۔ صحیح بخاری۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔ مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔

۱۰۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری(متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۰۳۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل(متوفی ۲۴۱ھ)مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۱۰۴۔تاریخ دمشق الکبیر۔امام ابوالقاسم علی ابن الحسن ابن عساکر(متوفی ۵۷۱ھ)مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴۲۱ھ۔
۱۰۵۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی(متوفی ۲۷۵ھ)مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۱۰۶۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی(متوفی ۳۶۰ھ)مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۱۰۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۰۸۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ(متوفی ۲۷۳ھ)مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۱۰۹۔اقوال کا دانش کدہ۔حضرت وارث شاہ۔ص۔۱۱۲۔مرتب۔مجلس ادارہ۔چناء پبلی کیشنز کراچی۔۲۰۱۲ء۔
۱۱۰۔وقت۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۱۱۱۔قندیل۔محترمہ سعیدہ خاتون۔ص۔۳۰۷۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۱۱۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۱۳۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۱۱۴۔فقیر کی ڈاک۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۶۴۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۱۱۵۔سورہ فاطر۔آیت۔۵۔
۱۱۶۔سورہ مریم۔آیت۔۳۹۔
۱۱۷۔غرر الحکم۔ص۔۱۳۔
۱۱۸۔سورہ النساء۔آیت۔۸۴۔
۱۱۹۔سورہ اعراف۔آیت۔۴۔۵۔
۱۲۰۔سورہ النساء۔آیت۔۴۹۔
۱۲۱۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۲۷۔
۱۲۲۔سورہ مائدہ۔آیت۔۵۔
۱۲۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔۶۷۔
۱۲۴۔سورہ آل عمران۔آیت۔۲۴۔
۱۲۵۔سورہ ھود۔آیت۔۲۰۔
۱۲۶۔سورہ ص۔آیت۔۸۵۔
۱۲۷۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۵۔
۱۲۸۔سورہ جاثیہ۔آیت۔۲۱۔
۱۲۹۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۷۹۔

۱۳۰۔سورہ اعراف۔آیت۔۴۰۔
۱۳۱۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۱۳۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۳۳۔سورہ مائدہ۔آیت۔۳۶۔
۱۳۴۔سورہ مائدہ۔آیت۔۳۷۔
۱۳۵۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۷۲۔
۱۳۶۔ شرح الصدور۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ ۱۴۰۴ھ۔
۱۳۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۳۸۔سورہ ق۔آیت۔۴۰۔
۱۳۹۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۱۴۰۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۱۴۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۲۱ھ۔
۱۴۲۔احمد بن موسیٰ بن مردویہ اصبہانی (متوفی ۱۰۱۹ء)۔
۱۴۳۔احمد بن موسیٰ بن مردویہ اصبہانی (متوفی ۱۰۱۹ء)۔۔
۱۴۴۔کتاب تفسیر القرآن۔حافظ ابوبکر محمد ابن ابراہیم ابن منذر بن جارود نیشاپوری (متوفہ ۹۳۰ء)۔مکتبہ العلمیہ
۱۴۵۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔ج۔۴۔ص۔۱۷۶۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۵۱۔سورہ وَالذّٰرِیٰتِ (تیز جھکڑ،آندھی)

نام:

وَالذّٰرِیٰتِ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معانی تیز جھکڑ کے ہیں۔

شانِ نزول:

سورہ وَالذّٰرِیٰتِ مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۶۰ ہے جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۳ ہے۔

مضامین:

۱۔بکھیرنے والی ہوائیں۔
۲۔آسمانوں اور کہکشاؤں میں آنے جانے والے راستے۔
۳۔آسمان کے اوصاف۔
۴۔آسمانی گزرگاہیں۔
۵۔عقائد کا بیان۔
۶۔کفار مکہ اور دیگر اقوام کا ذکر۔
۷۔ھبوط آدم۔
۸۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا۔
۹۔واقعہ معراج۔
۱۰۔مومنین کے لئے اخروی نعمتوں کا ذکر۔

۱۱۔انبیاءکرام کا ذکر۔
۱۲۔تخلیق انسانی کے اصل مقاصد کا بیان۔

بکھیرنے والی ہوا:

بکھیرنے والی ہوا کی قسم کھاتے ہوئے اللہ نے فرمایا!

وَ الذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا ۔۱ ۔

ترجمہ۔بکھیرنے والی ہوا کی قسم، جو اڑا کر بکھیر دیتی ہیں۔

عامر بن واثلہؓ سے مروی ہے، ابن کواء نے حضرت امیر المومنین حضرت علیؑ سے پوچھا،
وَ الذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا کیا چیز ہے؟

تو آپؑ نے فرمایا! وَ الذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا سے مراد ہوائیں ہیں۔ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا سے مراد بادل ہیں، فَالْجٰرِیٰتِ یُسْرًا، سے مراد کشتیاں ہیں، جبکہ فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا سے مراد فرشتے ہیں۔۲؎

آسمانوں اور کہکشاؤں میں آنے جانے کے راستوں سے متعلق قرآنی آیت:

کائنات اور آسمان میں آنے جانے کے راستے اور گزرگاہیں بھی ہیں، ان ہی راستوں اور گزرگاہوں سے متعلق ارشادات خداوندی!

وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ۔۳

ترجمہ۔قسم ہے آسمان کی جس میں راستے ہیں۔

عربی زبان میں ’حبک ‘ سے مراد راستے اور گزرگاہیں ہیں یعنی زیرِ نظر آیت میں اللہ نے آسمانی لہردار اور بل کھاتے ہوئے راستوں کی قسم کھائی ہے۔

امیر المومنین حضرت علیؑ فرماتے ہیں! اے لوگو! میں زمین سے زیادہ آسمان کے راستوں سے واقف ہوں۔۴؎

حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں! جس کو ہم آسمان جانتے ہیں یہ آسمان نہیں بلکہ خلاء ہے۔۵؎

آسمان کے اوصاف:

آسمان کے اوصاف بیان کرتے ہوئے حضرت علیؓ نے فرمایا! اللہ نے آسمان کے شگاف اور اس کے نشیب وفراز کو مرتب کیا اور اس کی درازوں کو کشادگی سے ملاتے ہوئے انھیں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ جکڑ دیا ہے اور اللہ کے احکامات کو لانے لے جانے والوں یعنی (اترنے اور چڑھنے والوں) کے لئے آسمان کی بلندی اور دشوار گزاریوں کو آسان کر دیا ابھی جب آسمان دھوئیں کی شکل میں تھا تو جب اللہ نے انھیں پکارا تو ان کے تسمے آپس میں متصل ہونے لگے پھر اللہ نے ان کے بند دروازوں کو آپس میں یک بستہ ہونے کے بعد کھول دیا اور ان کے شگافوں کے درمیان نگہبان مقرر کر دئے۔ اللہ نے اپنے آسمانوں میں ٹھہرانے اور اپنی مملکت کے بلند طبقات کو آباد کرنے کے لئے فرشتوں کی عجیب وغریب مخلوق کو پیدا کیا جن سے آسمان کے وسیع راستوں کے گوشے گوشے کو بھر دیا اور اس کی فضاء کی وسعتوں کے کونے کونے کو چھلکا دیا تاہم ان وسیع اطراف کی پنہائیوں میں تسبیح کرنے والے فرشتوں کی آوازیں قدس و پاکیزگی کی چار دیواروں اور عظمت کے گہرے حجاب اور بزرگی اور جلال کے پردوں میں ان کی حمد وثناء کی گونج دوسری جانب تجلیات نور کی فراوانیاں جو نگاہوں کو خیرہ کر دیں بالفاظ دیگر نگاہ کی کیا مجال جو ان نظاروں کا تحمل کر سکیں۔

حضرت علیؓ نے فرمایا! اللہ نے ان فرشتوں کو الگ الگ صورتوں اور پیمانوں پر پیدا فرمایا اگرچہ وہ بال و پر رکھتے ہیں لیکن ان کی صورتیں الگ ہیں، یہ فرشتے اللہ کے جلال اور عزت کی تسبیح کرتے ہوئے اللہ کے ہر حکم کی اطاعت کرتے ہیں اللہ نے انھیں وہاں اپنی وحی کا امانت دار اور اپنے امر ونواہی کی ودیعتوں کا حامل بنا کر رسولوں کی جانب بھیجا ہے، وہ ہر قسم کے شک وشبہ سے پاک ہیں معرفت خداوندی ان کے سینوں کی تہوں میں جمے ہیں، ان پر ہیبت وجلال خداوندی چھائی ہوئی ہے، ان میں سے کچھ تو ایسے ہیں جن کے قدم تحت الثریٰ سے آگے نکل گئے ہیں یہ سفید جھنڈوں کی مانند ہیں جو فضاء کی وسعت کو چیرتے ہوئے آگے بڑھ گئے ان فرشتوں کو اللہ کی عبادت نے مشغول کر رکھا ہے جس کی وجہ سے وہ ہر شے سے بے نیاز اور بے فکر ہیں انھیں اللہ کی معرفت اور

یقین کامل حاصل ہے وہ اللہ کی نعمتوں کے متمنی اور ہر غیر سے بے نیاز ہیں کیونکہ وہ معرفت کی شیرنی کو چکھ چکے ہیں اور وہ عبادات کے والہانہ شوق میں مبتلا ہیں۔ ٦؎

Wormhole

وارم ہول یا فلکیات میں سرنگ سپیس-ٹائم کی ایک باریک ٹیوب ہوتی ہے جو کائنات کے دور دراز خطوں کو آپس میں منسلک کر سکتی ہے اور وقت میں سفر ممکن بنا سکتی ہیں۔ یہ علم طبیعیات میں ایک نظریاتی ومکانیاتی (topological) خصوصیت ہے جو فضاء اور وقت کے درمیان ایک راہ مختصر (shortcut) کی حیثیت رکھتا ہے۔ کہا جاتا ہے۔

کہا جاتا ہے کے ایک ورم ہول کے کم از کم دو عدد منہ تو لازمی ہوتے ہیں جو آپس میں ایک مشترکہ حلق سے جڑے ہوتے ہیں اور اگر یہ ہول یا سرنگ قابل گذر ہو تو مادہ اس کے کسی ایک منہ سے داخل ہو کر اس کے حلق میں سے سفر کرتا ہوا دوسرے منہ تک پہنچ سکتا ہے۔ گو کہ ابھی تک کوئی ایسا مشاہداتی ثبوت نہیں کہ جو کسی ورم ہول کی موجودگی کو دکھا سکا ہو مگر زمان ومکاں میں ان کی موجودگی کا تصور عمومی اضافیت یا عمومی اضافیت میں بعید از امکان نہیں اور اس کے مختلف مسائل کے حل میں مددگار بھی ہوتا ہے۔

آسمانی گزرگاہیں:

اہم ترین نکتہ یہ ہے کے کائنات اور آسمان سے زمین پر آمدورفت کا سلسلہ بھی کئی ہزار سالوں پر محیط ہے جبکہ اس کے بڑے واضح اشارے بھی موجود ہیں، تاہم انسان اور بالخصوص مسلمان کے لئے یہ کوئی انوکھی بات نہیں، ضرورت صرف درست طرز فکر اور مثبت زاویے سے اشیاء کائنات کے مطالعے کی ہے، اگر قرآن کی طرز فکر کے مطابق انسان اللہ کی آیات اور دلائل کا مطالعہ کرے گا تو اللہ کے پیغامات با آسانی سمجھ میں آتے چلے جاتے ہیں۔

ذیل میں انھی گزرگاہوں، دروازوں، سرنگوں، راستوں، سبب، پھاٹک، حبک، سبل اور گزرگاہوں کی وضاحت قرآن کریم اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں کی جارہی ہے۔

ھبوط آدم:

اللہ نے ان دونوں (آدم اور حوا) کو اس نافرمانی کے نتیجے میں آسمان سے زمین پر اترنے کا حکم دیا اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۔

ترجمہ۔ہم نے کہا تم سب یہاں سے اترو۔

ھبوط،عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معنی زمین پر اترنے کے ہیں۔

مندرجہ بالا آیت کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کے اللہ تعالی نے حضرت آدم اور حوا کو جنت سے زمین پر اترنے کا حکم دے دیا،یعنی ثابت ہوا کے آدم اور حوا آسمان سے جب زمین کی جانب آئے تو کسی راستے کے ذریعے یہاں پہنچے جبکہ آسمان سے زمین کا فاصلہ بہت طویل ہے۔

سوال یہ ہے کے حضرت آدم اور حوا نے آسمان سے زمین کی جانب موجود کس راستے سے سفر کیا؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا:

قوم بنی اسرائیل کے سازشی ٹولے نے حضرت عیسیٰ ابن مریم کے خلاف ہر ممکن زور لگالیا مورخین یہ کہتے ہیں چند لوگوں کے سوا پوری قوم بنی اسرائیل حضرت مسیح کی سزائے موت کا مطالبہ کررہی تھی لیکن بدبخت قوم میں سے کسی نے بھی آگے بڑھ کر حق کا ساتھ نہ دیا لیکن اللہ تعالی کی طرف سے اس قوم پر اس طرح سے حجت قائم کی اور مجمع عام میں پونٹس پیلاطس (گورنر) نے جب قوم بنی اسرائیل یہ پوچھا کے آج تو تمھاری عید کا دن ہے اور قاعدے کے مطابق میں سزائے موت کے مجرموں میں سے کسی ایک مجرم کی سزا موت کو معاف کرنے کا اختیار رکھتا ہوں تو اب تم مجھے یہ بتاؤ کے میں یسوع مسیح کو معاف کروں یا ڈاکو برابا کو معاف کروں؟ اس پر اس بدبخت اور ملعون قوم نے ڈاکو کی معافی اور حضرت عیسیٰ کی سزائے موت پر اتفاق کیا اور آپ کو ۳۴ برس کی عمر میں سولی چڑھادی گئی آپ کا نبوت کا دورانیہ ۲۰ برسوں پر محیط ہے،قرآن کریم اس واقعہ کو اس طرح سے بیان کرتا ہے!

وَّ قَوۡلِهِمۡ اِنَّا قَتَلۡنَا الۡمَسِيۡحَ عِيۡسَى ابۡنَ مَرۡيَمَ رَسُوۡلَ اللّٰهِ‌ۚ وَ مَا
قَتَلُوۡهُ وَ مَا صَلَبُوۡهُ وَ لٰـكِنۡ شُبِّهَ لَهُمۡ‌ؕ وَاِنَّ الَّذِيۡنَ اخۡتَلَفُوۡا فِيۡهِ
لَفِىۡ شَكٍّ مِّنۡهُ‌ؕ مَا لَهُمۡ بِهٖ مِنۡ عِلۡمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ‌ۚ وَمَا قَتَلُوۡهُ
يَقِيۡنًاۢ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيۡهِ‌ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيۡزًا حَكِيۡمًا ۔۸

ترجمہ۔وہ اپنے اس قول پر کے ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم پیغمبر خدا کو قتل کر دیا حالانکہ انھوں نے نہ تو اسے قتل کیا اور نہ ہی اس کو سولی پر چڑھایا تھا بلکہ اصل معاملہ ان پر مشتبہ ہو کر رہ گیا اور جو لوگ اس کے قتل کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں بلا شبہ وہ اس کی جانب شک میں پڑے ہوئے ہیں جبکہ ان کے پاس حقیقت حال کے بارے میں گمان کی پیروی کے سوا علم کی روشنی نہیں اور انھوں نے عیسیٰ کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ ان کو اللہ نے اپنی جانب اٹھالیا اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

وَ كَذٰلِكَ جَعَلۡنَا لِكُلِّ نَبِىٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيۡنَ الۡاِنۡسِ وَالۡجِنِّ يُوۡحِىۡ
بَعۡضُهُمۡ اِلٰى بَعۡضٍ زُخۡرُفَ الۡقَوۡلِ غُرُوۡرًا‌ ؕ وَلَوۡ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوۡهُ‌
فَذَرۡهُمۡ وَمَا يَفۡتَرُوۡنَ ۔۹

ترجمہ۔ہم نے ہر نبی کے لئے دشمن مقرر کر دیئے ہیں جو شیاطین ہیں انسانوں میں سے اور جنات میں سے ان میں بعض بعض کو ایسی باتوں کا وسوسہ ڈالتے ہیں جو بظاہر اچھی لگتی ہیں وہ یہ کام دھوکہ دینے کے لئے کرتے ہیں اور اگر تیرا رب چاہے تو یہ لوگ یہ کام نہ کریں،سو چھوڑ دیجئے ان کو اور ان باتوں کو جو وہ جھوٹ بناتے ہیں۔

مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کے حضرت عیسیٰ ابن مریم قیامت سے پہلے دنیا میں تشریف لائیں گے تمام باطل قوتوں کی سرکوبی اور ان کی بیخ کنی فرمائیں گے۔

ایک اور روایت جو حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے،قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوسکتی ہے جب تک عیسیٰ ابن مریم نازل نہ ہو جائیں۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم کے ان اقدامات کے نتیجے میں دنیا میں ہر طرف امن وسکون قائم ہو جائے گا پھر آپ اپنی ذمہ داریوں کو مکمل کر کے اس دار فانی سے کوچ کر جائیں گے۔

واقعہ معراج:

سفر معراج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک معجزہ ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے۔

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ
الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ
الۡبَصِیۡرُ ۔۱۰

ترجمہ۔ پاک ہے وہ جو لے گیا ایک رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے دور کی اس مسجد تک جس کے ماحول کو اس نے برکت دی ہے تا کہ اسے کچھ نشانیوں کا مشاہدہ کرائے۔ حقیقت میں وہی ہے سب کچھ سننے اور دیکھنے والا۔

عربی زبان میں معراج، سیڑھی کو بھی کہتے ہیں۔

واقعہ معراج ایک غیر معمولی سفر ہے جو زمان و مکان کی حد بندیوں سے ماوراء ایک آفاقی سفر ہے، جو وسیع غرض و غایت اور گہری حکمتوں سے بھرپور ہے، شب معراج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک طویل سفر تو مسجد الحرام سے لے کر مسجد اقصیٰ یعنی (مکہ سے فلسطین) کا طے کیا۔

حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میرے سامنے براق کو لایا گیا جو ایک سفید لمبا جانور تھا، یہ گدھے سے اونچا اور خچر سے چھوٹا تھا، لیکن اس کے قدم اپنی حد نگاہ تک تھے، میں اس پر سوار ہو کر بیت المقدس تک پہنچا، اور اس براق کو ایک کڑے کے ساتھ باندھ دیا جس کے ساتھ انبیاء (اپنی سواریاں) باندھا کرتے تھے، پھر میں نے مسجد میں داخل ہو کر دو رکعات پڑھیں پھر میں باہر نکل آیا، میرے پاس جبرائیل علیہ السلام، ایک برتن شراب کا اور ایک برتن دودھ کا لے کر آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دودھ کو اختیار فرمایا، یہ دیکھ کر جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فطرت کو پسند کیا۔۱۱

آسمان دنیا کا سفر:

پہلا آسمان: حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سفر معراج میں

حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے براق پر سوار کروا کر پہلے آسمان پر پہنچے اور وہاں کا دروزہ کھٹکھٹایا، دربان نے پوچھا آپ کون اور آپ کے ساتھ کون صاحب ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعارف کروایا، تاہم پہلے آسمان کا دروازہ کھولا گیا اور انھیں خوش آمدید کہا گیا، اس پہلے آسمان میں حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا کے یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جد امجد ہیں، دونوں نے ایک دوسرے کو سلام کیا۔

دوسرا آسمان: دوسرے آسمان پر پہنچ کر بھی دروازہ کھٹکھٹایا گیا، دربان نے پوچھا کون اور آپ کے ساتھ کون صاحب ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعارف کروایا، تاہم دوسرے آسمان کا دروازہ کھولا گیا اور انھیں خوش آمدید کہا گیا، دوسرے آسمان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام سے ہوئی، تینوں نے ایک دوسرے کو سلام کیا۔

تیسرا آسمان: تیسرے آسمان پر پہنچ کر بھی دروازہ کھٹکھٹایا گیا، دربان نے پوچھا کون اور آپ کے ساتھ کون صاحب ہیں؟ حضرت جبرائیل نے اپنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعارف کروایا، تاہم تیسرے آسمان کا دروازہ کھولا گیا اور انھیں خوش آمدید کہا گیا، تیسرے آسمان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات حضرت یوسف علیہ السلام سے ہوئی، دونوں نے ایک دوسرے کو سلام کیا۔

چوتھا آسمان: چوتھے آسمان پر پہنچ کر بھی دروازہ کھٹکھٹایا گیا، دربان نے پوچھا کون اور آپ کے ساتھ کون صاحب ہیں؟ حضرت جبرائیل نے اپنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعارف کروایا، تاہم چوتھے آسمان کا دروازہ کھولا گیا اور انھیں خوش آمدید کہا گیا، چوتھے آسمان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات حضرت ادریس علیہ السلام سے ہوئی، دونوں نے ایک دوسرے کو سلام کیا۔

پانچواں آسمان: پانچویں آسمان پر پہنچ کر بھی دروازہ کھٹکھٹایا گیا، دربان نے پوچھا کون اور آپ کے ساتھ کون صاحب ہیں؟ حضرت جبرائیل نے اپنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعارف کروایا، تاہم پانچویں آسمان کا دروازہ کھولا گیا اور انھیں خوش آمدید کہا گیا، پانچویں آسمان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات حضرت ہارون علیہ السلام سے ہوئی۔ دونوں نے ایک دوسرے کو سلام کیا۔

چھٹا آسمان: چھٹے آسمان پر پہنچ کر بھی دروازہ کھٹکھٹایا گیا، دربان نے پوچھا کون اور آپ کے ساتھ کون صاحب ہیں؟ حضرت جبرائیل نے اپنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تعارف کروایا، تاہم چھٹے آسمان کا دروازہ کھولا گیا اور انھیں خوش آمدید کہا گیا، چھٹے آسمان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی، دونوں نے ایک دوسرے کو سلام کیا۔

ساتواں آسمان: ساتویں آسمان پر پہنچ کر بھی دروازہ کھٹکھٹایا گیا، دربان نے پوچھا کون اور آپ کے ساتھ کون صاحب ہیں؟ حضرت جبرائیل نے اپنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تعارف کروایا، تاہم ساتویں آسمان کا دروازہ کھولا گیا اور انھیں خوش آمدید کہا گیا، ساتویں آسمان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی، وہ بیت المعمور سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے، دونوں نے ایک دوسرے کو سلام کیا۔ ۱۲؎

حضرت امام جعفر صادقؒ کا یہ ماننا ہے کہ اس سے مراد بیت المعمور یعنی ساتویں آسمان والی مسجد۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں، معراج والی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے جو ساتویں آسمان پر ہے، تاہم زمین سے جو چیزیں چڑھتی ہیں وہ یہیں تک چڑھتی ہیں پھر یہاں سے اٹھالی جاتی ہیں اسی طرح جو چیزیں اللہ کی طرف سے نازل ہوتی ہیں یہیں تک پہنچتی ہیں پھر یہاں سے نیچے کی جانب پہنچائی جاتی ہیں۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ۔ ۱۳

ترجمہ۔ اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور ان ہی کی طرح زمین پیدا کی ان کے درمیان ہمارا حکم اترتا ہے۔

وَ اَوْحٰی فِیْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ۔ ۱۴

ترجمہ۔ (اللہ) نے سات آسمان بنائے اور ہر آسمان میں اس کا کام القا کردیا۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِیْنَ ۔ ۱۵

ترجمہ۔تمھارے اوپر ہم نے سات راستے بنائے اور تخلیق کے کاموں سے ہم اچھی طرح سے واقف ہیں۔

اَلَمۡ تَرَوۡا كَيۡفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۔۱۶

ترجمہ۔کیا تم نے نہیں دیکھا؟ اللہ نے ایک کے اوپر ایک کس طرح سے سات آسمان پیدا کئے۔
یہاں تہہ در تہہ آسمان سے مراد وہ شعوری صلاحیتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو ودیعت کی ہیں یہاں سات تہوں والے آسمانوں یا زمین سے مراد یہ ہے کے ہر تہہ ایک مکمل نظام ہے اور ہر نظام میں ایک مکمل ضابطہ حیات ہے ایسا ضابطہ حیات جس کا ایک دوسرے سے تصادم نہیں ان سب کا رشتہ خالق کائنات کے ساتھ قائم ہے لہٰذا کل اشیاء کائنات اور ان میں موجود مخلوقات اس بات کا علم اور یقین رکھتی ہیں کے اللہ ہی ہمارا خالق و مالک ہے اور وہ اللہ کی حمد و ثناء اور اس کی شکر گزاری کرتی ہیں۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبۡعُ وَ الۡاَرۡضُ وَ مَنۡ فِيۡهِنَّ ؕ وَ اِنۡ مِّنۡ شَىۡءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمۡدِهٖ وَ لٰكِنۡ لَّا تَفۡقَهُوۡنَ تَسۡبِيۡحَهُمۡ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيۡمًا غَفُوۡرًا ۔۱۷

ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے، سب اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان نہ کرتی ہو لیکن تمھیں ان کی پاکی بیان کرنے کا شعور نہیں، بے شک وہ حلیم ہے غفور ہے۔
اسی خیال کی وضاحت کرتے ہوئے شمس الدین عظیمی لکھتے ہیں!
قلندشعور ہماری رہنمائی کرتا ہے کے ہم کائناتی تخلیقی فارمولوں کے تحت اپنے اندر ہر قسم کی غیر مرئی (Invisible) صلاحیتوں کو اپنے ارادے اور اختیار سے متحرک کر سکتے ہیں ایک انسان جب اپنے اندر دور کرنے والی بجلی، نسمہ یا اوراء سے واقف ہو جاتا ہے تو وہ بجلی کے بہاؤ کو روک بھی سکتا ہے اور اپنے اندر زیادہ سے زیادہ والٹیج کا ذخیرہ بھی کر سکتا ہے اور اس ذخیرہ سے وہ ماورائی دنیا میں بغیر کسی وسیلے کے پرواز بھی کر سکتا ہے۔الیکٹریسٹی کے ذخیرے کے بعد اس کے اندر ایسی سکت

پیدا ہوجاتی ہے کے وہ اپنے ارادے اور اختیار سے آسمان اور زمین کے کناروں سے نکل جاتا ہے، اس کی آنکھوں کے سامنے اپنی زمین کی طرح کہکشاں میں بے شمار زمینیں آجاتی ہیں، جس طرح سے وہ اپنی زمین پر آباد اللہ کی مخلوق کو دیکھتا ہے بالکل اسی طرح سے وہ اس کائنات میں موجود کھربوں دنیاؤں کا مشاہدہ بھی کرتا ہے، جس طرح سے ایک فلم سینکڑوں اور ہزاروں اسکریز پر دیکھی جاسکتی ہے اسی طرح سے کائنات کی تمثیل لوح محفوظ سے ڈسپلے ہورہی ہے کائنات میں موجود ہر زمین ایک اسکرین ہے لاشعور بیدار ہوجاتا ہے تو یہ ساری کائنات ایک فلم اور کائنات میں کھربوں زمینیں اسکرین نظر آتی ہیں۔ جو کچھ اس زمین پر ہورہا ہے بالکل اسی طرح سے کائنات میں موجود دوسری تمام زمینوں پر بھی یہ نظام جاری وساری ہے۔۱۸؎

استغفار کی فضیلت:

استغفار کے فضائل کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ۔۱۹

ترجمہ۔(متقین) رات کے آخری اوقات میں استغفار کرتے تھے۔

الغفار۔عربی زبان کا لفظ ہے۔

صاحب محیط نے غفر کے معانی بیان کرتے ہوئے کہا کے کسی کو ایسی چیز پہنا دینا کے جس سے وہ غلاظت اور گندگی سے محفوظ رہ سکے یعنی اس اسم میں چھپانے اور محفوظ رکھنے کا مفہوم شامل ہے۔

صاحب تاج نے غفر کے معانی بیان کرتے ہوئے کہا! غفر سے مراد کسی شے کو چھپالینا اور اس پر پردہ ڈال دینا ہے مثلاً اگر یہ کہا جائے! غفر المتاع فی الورعاع یعنی سامان کو کسی برتن میں ڈال کر چھپالینا اور اس طرح سے اس سامان کی حفاظت کرنا۔

المغفر والغفار سے مراد ایسی آہنی حلقوں سے بنی ہوئی جالی جو خود کے نیچے پہنی جاتی ہے جس کے پہننے سے گردن اور مونڈھے محفوظ ہوجائیں اور تلوار کی کاری ضرب اور حملہ آور کے حملے سے پہننے والا محفوظ و مامون ہوجائے۔

ابن فارس نے الغفر اور والغفر ان کے ایک ہی معانی بیان کئے ہیں۔

غفر، مغفرۃ، غفران، غافر، غفور اور غفار۔ عام طور پر تھوڑے فرق سے ہم معانی ہیں۔
غافر۔ اسم فاعل ہے۔
غفور اور غفار۔ اسم مبالغہ ہیں۔
استغفار کا مطلب اللہ سے حفاظت طلب کرنا ہے۔ ۲۰؎
مندرجہ بالا معانی اور مفاہیم سے کسی حد تک مغفرۃ کے معانی بھی واضح ہو گئے یعنی حفاظت اور غلاظت وگندگی سے محفوظ رکھنا۔
فقہائے کرام نے اسم الغفار کی دو تعریفات بیان کی ہیں۔
۱۔ امام خطابی فرماتے ہیں! الغفار وہ ذات ہے جو اپنے بندوں کے گناہوں کو چھپانے والی ہے اور ان پر مہربانی اور شفقت کا پردہ ڈالنے والی ہے۔ ۲۱؎
۲۔ ملا علی قادری فرماتے ہیں! الغفار وہ ذات ہے جو اپنے بندوں کی کمزوریوں اور گناہوں پر دنیا میں تو پردہ رکھتی ہے لیکن آخرت میں بھی انھیں سزا دینے سے درگزر فرماتی ہے۔ ۲۲؎
اللہ کی صفت غفاریت دنیا میں ہر جگہ موجود ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کا مفہوم ہے کے انسانوں کے گناہ اس قدر ہیں کے اگر اللہ انھیں ان کے گناہوں پر سزا دے تو پھر دنیا میں ایک ہرا گھاس کا تنکا بھی نظر نہ آئے لیکن اللہ اپنے بندوں کے گناہوں کو معاف فرماتا ہے اور انھیں مٹا دیتا ہے۔
یہ اللہ کا احسان ہے کے وہ اپنے بندوں کے گناہوں کو چاہے وہ آسمان پر موجود ستاروں، سمندر میں موجود لہروں یا صحرا میں موجود ریت کے ذرات کے برابر ہوں اگر اللہ کے بندے سچے دل سے اللہ سے توبہ اور استغفار طلب کرتے ہیں تو اللہ ان کے سارے گناہوں و مٹا دیتا ہے بے شک اللہ ہر شے پر قادر ہے تاہم بندوں کو چاہئے کے وہ اللہ کے بے شمار احسانات کا شکر بجالائے اور اللہ کی عبادت کرے۔
دنیا میں عقیدے کے اعتبار سے دو ہی قسم کے انسان پائے جاتے ہیں۔
۱۔ اللہ پر ایمان لانے والے یعنی مسلمان۔
۲۔ اللہ کا انکار یا اس کے ساتھ کسی کو شریک کرنے والے یعنی غیر مسلم تاہم غیر مسلم بحث کا موضوع

نہیں مسلمان جو ایمان لائے لیکن بے شمار مسلمان ایسے ہیں جو کئی گناہوں میں ملوث ہیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہر انسان خطا کار ہے لیکن بہترین خطا کار وہ ہے جو گناہ کے فوراً بعد استغفار طلب کرے، کوئی نیک عمل کرے یا صدقہ دے۔ ۲۳؎
کوئی شخص یا قوم کسی غلط روش پر گامزن تھی پھر انھیں احساس ندامت ہوا اور وہ قانون خداوندی کے مطابق اپنی گزشتہ روش کو ترک کرتے ہوئے توبہ کی جانب متوجہ ہوئے تو اس موقع پر قانون قدرت نہ صرف ان سے گناہوں کی گندگی کو صاف کرتی ہے بلکہ ان کے لئے اصلاح کے مواقع بھی پیدا فرماتی ہے۔

ارشادات خداوندی:

وَ الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِهَا وَ اٰمَنُوْٓا١٘ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ ۲۴

ترجمہ۔ جنھوں نے برے کام کئے پھر اس کے بعد توبہ کی اور ایمان لائے تو بے شک تیرا پروردگار اس کے بعد بخشنے والا مہربان ہے۔

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْا١۫ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ ۲۵

ترجمہ۔ جنھوں نے توبہ کرلی اور اصلاح پر آگئے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ۔ ۲۶

ترجمہ۔ اگر تم اب بھی توبہ کرلو تو یہ تمھارے حق میں بہتر ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ١ۚ وَ اِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَ يُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا۔ ۲۷

ترجمہ۔ بے شک اللہ ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا اور اگر کوئی نیکی ہو تو اس کو دگنا کر دیتا ہے اور اپنے پاس سے اجر عظیم عطا فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔ ۲۸

ترجمہ۔ بے شک اللہ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۔۲۹

ترجمہ۔ (نوح نے اپنی قوم سے کہا) اپنے رب سے مغفرت طلب کرو، بے شک وہ بہت بخشنے والا ہے۔

يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۔۳۰

ترجمہ۔ (توبہ کی وجہ سے) وہ تم پر خوب زیادہ برسنے والی بارش بھیجے گا۔

وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ ۔۳۱

ترجمہ۔ (توبہ کی وجہ سے) اللہ تمھارے اموال اور بیٹوں سے تمہاری امداد فرمائے گا۔

وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ ۔۳۲

ترجمہ۔ (توبہ کی وجہ سے) اللہ تمھارے اموال سے تمھاری مدد کرے گا۔

وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ ۔۳۳

ترجمہ۔ (توبہ کی وجہ سے اللہ تعالی) تمھارے لئے جنت میں باغات تیار کریں گے۔

وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۔۳۴

ترجمہ۔ (توبہ کی وجہ سے اللہ تعالی ان جنت کے باغات میں) نہریں جاری کریں گے۔

وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى
اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِىْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّىْٓ اَخَافُ
عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ۔۳۵

ترجمہ۔ تم اپنے رب سے مغفرت طلب کرو پھر اس کے حضور میں توبہ کرو، وہ تمہیں مقرر کردہ اجل تک خوش عیش زندگی دے گا اور ہر زیادہ عمل کرنے والے کو اس کا ثواب عنایت فرمائے گا اور اگر تم اعراض کرو تو میں تم پر بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ رکھتا ہوں۔

وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ
مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ۔۳۶

ترجمہ۔ تم اپنے رب سے مغفرت طلب کرو اور اس کے حضور میں توبہ کرو وہ تم پر خوب بارشیں بھیج دے گا اور تمہیں جو قوت حاصل ہے اس سے زیادہ قوت عطا فرمائے گا اور تم مجرم بن کر روگردانی کرنے والے نہ بنو۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بے شک بندہ گناہ کرتا ہے پھر جب وہ اپنے گناہ کو یاد کرتا ہے اور اپنے کئے پر غمگین ہوتا ہے تو اللہ اس کو معاف فرما دیتے ہیں۔ ۳۷

اس کی مثال یوں بھی پیش کی جاسکتی ہے جیسے مرض سے بچنے کے لئے احتیاطی تدابیر کا کرنا مثلاً پولیو اور عمر بھر کی معذوری سے بچنے کے لئے پولیو کے دو ڈراپس کا پینا دنیا بھر میں اس احتیاطی تدبیر نے ایک قانونی حیثیت اختیار کرلی ہے اس احتیاطی اور حفاظتی تدبیر کو (preventives) کہا جاتا ہے جس کا مقصد لوگوں کو تاعمر کی معذوری اور محرومی سے بچاتے ہوئے انھیں صحت مند شہری بنانا اس فکر کو قرآن کریم نے اس طرح سے بیان کیا ہے کے گناہ کے قریب بھی نہ جاؤ، یا شراب نوشی، بے حیائی، جھوٹ، دھوکہ اور زنا کے قریب بھی نہ پھٹکو کیونکہ شریعت جانتی ہے کے ان گناہوں کی آلودگی سے متاثرہ شخص جسمانی، دماغی، ذہنی اور نفسیاتی اعتبار سے کس قدر زوال کا شکار ہوجائے گا لٰہذا پہلے ہی سختی سے خبردار کردیا اس خبرداری کو اصلاحی تدبیر یعنی (Curatives) کہتے ہیں۔

تائب ہونے والے افراد یا اقوام کے اندر توبہ کی مثبت توانائیاں دور کرتی ہے جس کی وجہ سے ایسے افراد یا اقوام شیاطین کی تخریبی کاروائیوں سے اللہ کی حفاظت میں آجاتے ہیں یہاں اللہ کی صفت غفاریت ان کا احاطہ کرتے ہوئے ان کی حفاظت کا پورا انتظام اور اہتمام کرتی ہے استغفار کا مطلب اللہ سے حفاظت طلب کرنا ہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۔ ۳۸

ترجمہ۔ اللہ نے وعدہ کیا ہے کے جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کئے ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔

وَاِنِّیۡ لَغَفَّارٌ لِّمَنۡ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهۡتَدٰی ۔۳۹

ترجمہ۔بے شک میں اس شخص کو بخشنے والا ہوں جس نے توبہ کی، ایمان لایا، نیک اعمال کئے اور پھر ہدایت پر قائم رہا۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ حَقًّا لَهُمۡ دَرَجٰتٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ وَ مَغۡفِرَةٌ وَّ رِزۡقٌ كَرِيۡمٌ ۔۴۰

ترجمہ۔(سچے مومنین) کے لئے اللہ کے یہاں بلند درجات، بخشش اور عزت کی روزی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا تُوۡبُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ تَوۡبَةً نَّصُوۡحًا عَسٰى رَبُّكُمۡ اَنۡ يُّكَفِّرَ عَنۡكُمۡ سَيِّاٰتِكُمۡ وَ يُدۡخِلَكُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُۙ يَوۡمَ لَا يُخۡزِى اللّٰهُ النَّبِىَّ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ‌ۚ نُوۡرُهُمۡ يَسۡعٰى بَيۡنَ اَيۡدِيۡهِمۡ وَبِاَيۡمَانِهِمۡ يَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اَتۡمِمۡ لَنَا نُوۡرَنَا وَاغۡفِرۡ لَنَا‌ ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ۔۴۱

ترجمہ۔اے ایمان والو! تم اللہ کے حضور میں (تَوۡبَةً نَّصُوۡحًا) سچی توبہ کرو۔قریب ہے کے تمہارا رب تمہارے گناہوں کا کفارہ فرمادے گا اور تمہیں ایسے باغوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔جس دن اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اوران کو رسوا نہ فرمائے گا جو اہل ایمان ان کے ساتھ ہیں، ان کا نور ان کے سامنے اور ان کی داہنی طرف دوڑتا ہوگا۔وہ عرض کریں گے، ہمارے رب نور کو پورا فرمادے اور ہماری مغفرت فرمادے، بیشک آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔

اَلَمۡ يَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقۡبَلُ التَّوۡبَةَ عَنۡ عِبَادِهٖ وَيَاۡخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ ۔۴۲

ترجمہ۔کیا انھیں یہ معلوم نہیں کے اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرنے والا اور ان کے صدقات قبول کرتا ہے، اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

وَهُوَ الَّذِىۡ يَقۡبَلُ التَّوۡبَةَ عَنۡ عِبَادِهٖ وَيَعۡفُوۡا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعۡلَمُ مَا تَفۡعَلُوۡنَ ۔۴۳

ترجمہ۔ وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور ان کی خطائیں معاف کرتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ ان کا جاننے والا ہے۔

وَمَنۡ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوۡبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ۔ ۴۴

ترجمہ۔ جس نے توبہ کی اور نیک اعمال ئے تو بے شک اللہ اس کی جانب متوجہ ہوتا ہے۔

دنیا اسفل سافلین ہے:

دنیا اسفل سافلین یعنی بری جگہ ہے جہاں کائنات کی بہترین تخلیق احسن تقویم یعنی انسان کو بھیج دیا گیا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی!

لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِىۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِيۡمٍ ثُمَّ رَدَدۡنٰهُ اَسۡفَلَ سٰفِلِيۡنَ ۔ ۴۵

ترجمہ۔ بے شک ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا پھر اس کو اسفل سافلین (حقیر اور پست) جگہ پھینک دیا۔

اسفل سافلین سے مراد انتہائی پست مقام پر انسان کو بھیج دیا گیا اللہ نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا فرمایا اس کے خاکی جسم میں اللہ نے اپنی روح پھونک دی چونکہ روح اللہ کا اذن ہے چنانچہ جو لوگ اونچے روحانی مدارج اور اللہ کی نیابت اور خلافت کا حق ادا ردیتے ہیں وہ دوبارہ اللہ کے یہاں جنت میں رہنے کے قابل ہوجاتے ہیں اس اعتبار سے دنیا ایک کثیف، حقیر اور نہایت پست مقام ہے جہاں انسان کا ازلی دشمن شیطان اور اس کی فتنہ انگیزیاں اور وسوسے بھی ہمہ وقت انسان کے ساتھ ہیں تاہم انسان جب تک دنیا میں رہتا ہے۔ وہ ایک نہ ختم ہونے والی مسلسل اذیت اور مشکل کا شکار رہتا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی!

لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِىۡ كَبَدٍ ۔ ۴۶

ترجمہ۔ بے شک ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا فرمایا۔

یعنی معلوم ہوا کے انسان کو دنیا میں ہر وقت مشکلات اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ قصداً اور عمداً گناہ بھی کرتا ہے تاہم اللہ کی رحمت اس کے غضب پر حاوی ہے دوسری جانب اللہ نے اپنے

اوپر رحمت لازم کرلی چنانچہ اسی بے حد محبت کی وجہ سے بنی نوع انسان جو کے خطاء کا پتلا ہے اس سے جب کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے اور اس کو اس گناہ کا احساس ہوتا ہے اور وہ اللہ کی جانب رجوع کرتا ہے تو اس وقت رحمت خداوندی جوش میں آتی ہے اور اس سے بڑھ کر اللہ کی رحمت کی اور کیا مثال دی جائے کے خود اللہ فرماتے ہیں!

اِلَّا مَنۡ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمۡ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ۔۴۷

ترجمہ۔جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کیے سو یہ وہ لوگ ہیں جن کی برائیوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان ہے۔

یہ آیت کریمہ اللہ کی رحمت، محبت اور شفقت کا ایک ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے گناہ گار بندوں کی ندامت، استغفار اعمال صالحہ اور ایمان سے خوش ہوکر ان پر اس قدر مہربان ہوگئے کے ان کے گناہوں کو نیکیوں میں بدل ڈالا بے شک اللہ ہر شے پر قادر ہے۔اسی حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک میں ضرور اس شخص کو جانتا ہوں جو سب سے آخر میں جنت میں داخل ہوگا اور سب سے آخر میں دوزخ سے نکلے گا اس شخص کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور کہا جائے گا کے اس پر اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ پیش کرو اور اس کے بڑے بڑے گناہ اس سے دور رکھو پھر اس سے کہا جائے گا کے تو نے فلاں فلاں دن یہ کام کیے تھے؟ وہ کہے گا ہاں اور اس کا انکار نہیں کر سکے گا اور اس بات سے ڈر رہا ہوگا کے کہیں اس کے بڑے بڑے گناہ نہ پیش کر دئے جائیں پھر اس سے کہا جائے گا کے تمھارے ہر گناہ کے بدلے میں ایک نیکی ہے تب وہ شخص یہ کہے گا کے ائے میرے رب میں نے تو اور بھی بہت سارے کام کئے تھے جن کو میں یہاں نہیں دیکھ رہا پھر میں نے دیکھا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسے حتیٰ کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک داڑھیں ظاہر ہوگئیں۔۴۸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

لَوۡ لَمۡ تُذۡنِبُوا لَجَاءَ اللّٰهُ بِقَوۡمٍ يُذۡنِبُونَ فَيَغۡفِرُ لَهُمۡ وَيُدۡخِلُهُمۡ

الْجَنَّةَ ۔۴۹

ترجمہ۔اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ (تمہاری جگہ) ایسی قوم لے آتا جو گناہ کرتی تو وہ انہیں بخشش دیتا اور جنت میں داخل کر دیتا۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تم میں سے کسی شخص کو گمشدہ سواری کے مل جانے سے جتنی خوشی ہوتی ہے اللہ کو تمھاری توبہ سے اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے۔۵۰؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے کے اس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔۵۱؎

امام احمد، امام مسلم، امام ابوداؤد، امام نسائی، امام ابن حبان، حضرت اغر مزنی سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بے شک میرے دل پر حجاب چھا جاتا ہے اور میں ہر روز سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔۵۲؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تم میں سے ہر شخص کے ساتھ ایک شیطان کو مقرر کیا گیا ہے صحابہ نے پوچھا کے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کے ساتھ بھی؟ فرمایا کے ہاں میرے ساتھ بھی لیکن اللہ نے اس کو مسلمان کر دیا ہے اور وہ مجھے نیک کام کا مشورہ دیتا ہے۔۵۳؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی مثل ہے جس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔۵۴؎

حضرت بلال بن یسارؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے کہا أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيَّ الْقَيُّومَ وَأَتُوبُ اس کی مغفرت کر دی جائے گی خواہ وہ میدان جہاد سے پیٹھ موڑ کر ہی کیوں نہ بھاگا ہو۔۵۵؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے! اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں سے بنا دے جو نیک کام کرتے ہیں، تو خوش ہوتے ہیں اور وہ جب کوئی برا کام کرتے ہیں تو

اللہ تعالی سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔۵۶؎

حضرت ابوموسیٰؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی رات کو اپنا ہاتھ بڑھاتا ہے تاکہ دن میں گناہ کرنے والے توبہ کریں اور دن میں اپنا ہاتھ بڑھاتا ہے تاکہ رات میں گناہ کرنے والے توبہ کریں (وہ یونہی کرتا رہے گا) حتی کے سورج مغرب سے طلوع ہوجائے گا۔۵۷؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا کے میں مدینہ کے آخری حصے میں ایک عورت کے ساتھ بغل گیر ہوا اور میں نے زنا کے سوا باقی سب کچھ کرلیا اور اب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے بارے میں جو چاہیں وہ فیصلہ کریں، حضرت عمرؓ نے فرمایا کے اللہ سبحانہ نے تیرے جرم پر پردہ رکھا تھا، تم بھی اپنے جرم کا پردہ رکھتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کو کوئی جواب نہ دیا اور وہ شخص واپس چلا گیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے پیچھے گئے اور اس شخص کو بلایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سامنے یہ آیت تلاوت فرمائی!

وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیۡلِ ؕ اِنَّ الۡحَسَنٰتِ یُذۡهِبۡنَ السَّیِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكۡرٰی لِلذّٰكِرِیۡنَ۔۵۸

ترجمہ۔دن کے دو طرفوں میں (فجر اور عصر میں) نماز پڑھئے اور رات کے قریب (مغرب اور عشاء میں) بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹادیتی ہیں، یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لئے۔مسلمانوں میں سے کسی ایک شخص نے کیا (یہ صغائر کی نیکیوں ں سے مغفرت) خاص ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کے نہیں بلکہ تم سب کے واسطے ہے۔۵۹؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کو مبارک دی جس کے نامہ اعمال میں استغفار بکثرت ہو۔۶۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! جو شخص پابندی سے استغفار کرتا ہے اللہ اسے غم اور ہر تکلیف سے نجات دے گا اور ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ پیدا فرمائے گا اور اسے ایسی جگہ سے رزق عطا فرمائے گا جہاں اس کا گمان بھی نہ ہوگا۔۶۱؎

حضرت علیؓ نے اہل عراق سے فرمایا! تم یہ کہتے ہو کے اللہ کی کتاب میں سب سے زیادہ امید افزاء آیت کون سی ہے؟ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی!

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۔٦٢

آپ کہیے کے اے میرے بندوں جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو بے شک اللہ تمام گناہوں کو بخش دے گا بے شک وہی بے حد مغفرت کرنے والا ہے اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

جب یہ آیت (وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى) نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر میرا ایک امتی بھی دوزخ میں ہوا تو میں راضی نہیں ہوں گا۔ ٦٣؎

اللہ تعالی نے فرمایا! اے محمد! ہم عنقریب آپ کو راضی کریں گے اور آپ کو رنجیدہ نہیں ہونے دیں گے۔ ٦٤؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے کسی شخص کو گمشدہ سواری کے مل جانے سے جتنی خوشی ہوتی ہے اللہ کو تمھاری توبہ سے اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ ٦٥؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب تم کسی شخص میں دنیا سے بے رغبتی اور قلت کلام دیکھو تو اس کا قرب حاصل کرو کیونکہ اس کو حکمت عطا کی گئی ہے۔ ٦٦؎

حضرت معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں، میں عرض کیا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے وصیت کیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم سے جس قدر ہو سکے تم اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر پتھر اور درخت کے پاس اللہ کا ذکر کرو اور تم جو برا کام کرو اس کے بعد توبہ کرو، پوشیدہ گناہ کی توبہ پوشیدہ کرو اور کھلم کھلا گناہ کی توبہ کھلم کھلا کرو۔ ٦٧؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے کے اس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔ ٦٨؎

امام احمد، امام مسلم، امام ابوداؤد، امام نسائی، امام ابن حبان، حضرت اغر مزنی سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک میرے دل پر حجاب چھا جاتا ہے اور میں ہر روز سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔ ۶۹؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی مثل ہے جس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔ ۷۰؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک بندہ گناہ کرتا ہے پھر جب وہ اپنے گناہ کو یاد کرتا ہے اور اپنے کئے پر غمگین ہوتا ہے تو اللہ اس کو معاف فرما دیتے ہیں۔ ۷۱؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ نے ۱۰۰ رحمتیں پیدا کیں ایک رحمت کو تمام مخلوق میں رکھ دی اور ۹۹ رحمتیں اپنے پاس رکھ لیں۔ ۷۲؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تمھارا رب اپنے بندے کی اس بات سے خوش ہوتا ہے جب بندہ یہ کہتا ہے کے اے اللہ! تو میرے گناہ بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی اور ذات نہیں جو گناہوں کو معاف کر سکے۔ ۷۳؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو کوئی گناہ کرے پھر اچھی طرح سے وضو کر کے دو رکتیں ادا کرے پھر استغفار کرے تو اللہ اس کے گناہ کو معاف کر دیتا ہے۔ ۷۴؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری پوری امت معاف کر دی جائے گی لیکن کھلم کھلا گناہ کرنے والوں کو معاف نہیں کیا جائے گا۔ ۷۵؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم لوگ گناہ نہیں کرو گے تو اللہ تعالی دوسری مخلوق پیدا فرما دے گا جو گناہ کریں گے اور اللہ تعالی سے مغفرت طلب کریں گے تو اللہ تعالی ان کے گناہوں کو معاف فرما دے گا۔ ۷۶؎

ڈاکٹر اسرار احمد فرماتے ہیں حرام اشیا کو چھوڑ دینا بھی ہجرت ہے اور اپنے نفس کو اس بات کے لئے تیار کرنا اور مجبور کرنا کہ وہ حرام کو چھوڑ دے، یہ جہاد ہے۔

امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؑ بن ابی طالب نے فرمایا! کے بدترین گناہ وہ ہے جسے اس کا کرنے والا ہلکا سمجھے۔ ترک گناہ، طلب توبہ سے زیادہ آسان ہے۔ جس کو توفیق استغفار مل گئی وہ مغفرت سے محروم نہیں رہے گا۔

اپنے آپ کو استغفار سے معطر کرلو تمھیں گناہوں کی آلودگی اور بد بو رسوا نہیں کرے گی۔

استغفار گناہوں کا علاج ہے۔

امیر المومنین نے ایک شخص سے فرمایا! کیا تجھے معلوم ہے کے استغفار کیا ہے؟ پھر آپ نے فرمایا !استغفار اعلیٰ مرتبت لوگوں کا مقام ہے جس کے چھ معانی ہیں۔

۱۔گزشتہ پر ندامت۔ ۲۔دوبارہ نا کرنے کا عزم۔ ۳۔خلق خدا کے حقوق کی ادائے گی۔
۴۔روز قیامت بغیر کسی بوجھ کے اللہ کے سامنے حاضری۔ ۵۔اپنے اوپر عائد تمام فرائض کی انجام دہی۔ ۶۔حرام سے اجتناب۔

عقلمند ہے وہ شخص جو گناہ کے فوراً بعد استغفار کر لیتا ہے اور برائی کے بعد شرمندہ ہو جاتا ہے۔

اگر لوگ گناہوں کے فوراً بعد استغفار کر لیں تو وہ کبھی بھی ہلاک نا ہوں۔

مجھے ایسے گناہ کی پرواہ نہیں ہے جس کے کرنے کے بعد مجھے اتنی مہلت مل جائے کے میں دو رکعت نماز پڑھ لوں اور اللہ سے عافیت مانگ لوں۔ حرص وحسد اور تکبر گناہوں میں ڈوب جانے کے باعث ہوتے ہیں۔

گناہوں سے مایوس نہ ہو جبکہ توبہ کا در کھلا ہوا ہو۔

اپنے پروردگار کے علاوہ کسی اور سے پر امید نہ رہو اور اپنے گناہوں کے علاوہ کسی اور سے خوف زدہ نہ رہو۔ اعتراف کے ساتھ کوئی گناہ نہیں رہتا۔ لوگوں کی گناہوں کے ذریعے ہونے والی اموات زیادہ ہوتی ہیں بہ نسبت قضاء وقدر کے باعث ہونے والی اموات کے۔

گناہ ایک ایسا مرض ہے کے جس کی دوا استغفار ہے اور اس گناہ کو نہ دہرانا اس کی شفا ہے۔

مجھے مایوس ہونے والے لوگوں پر تعجب ہوتا ہے کیونکہ اس کے پاس استغفار کی قوت موجود ہے

جیسے توفیق استغفار نصیب ہوگئی تو وہ مغفرت سے محروم نہ ہوگا۔
آپ نے فرمایا کے مجھے تعجب اس شخص پر ہوتا ہے جو نجات کے ہوتے ہوئے بھی ہلاک ہوگیا آپ سے پوچھا گیا کے نجات کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا! توبہ استغفار۔
تین چیزیں بندے کو خدا سے ملا دیتی ہیں۔
ا۔کثرت استغفار۔ ۲۔پہلو تہی یعنی تواضع ۔ ۳۔اور بکثرت صدقہ۔
اہل زمین کے لئے دو چیزیں عذاب الٰہی سے امان ہیں ان میں سے ایک امان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اٹھا لیا گیا ہے لیکن دوسری امان استغفار باقی ہے۔
آپ نے فرمایا کے استغفار اعلیٰ مرتبت لوگوں کا مقام ہے جس کے چھ معنی ہیں۔
ا۔گذشتہ پر ندامت۔ ۲۔اس کو دوبارہ نہ کرنے کا عزم۔ ۳۔خلق خدا کے حقوق کی ادائے گی ۴۔فرائض کی انجام دہی۔ ۵۔حرام سے اجتناب۔ ٦۔جسم کو اطاعت کی تکلیف سے شناسا کرنا پھر اس کے بعد استغفار۔
استغفار گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔
عقل مند ہے وہ جس نے گناہ کے بعد استغفار کیا اور برائی کے بعد شرمندہ ہوا۔
اگر لوگ گناہ کے وقت توبہ استغفار کرلیں تو نہ کبھی ہلاک ہوں اور نہ ہی عذاب میں مبتلا ہوں۔
دنیا میں دو ہی طرح کی بھلائی ہے۔
ا۔جو گناہ کرے وہ توبہ کے ذریعے اس کا تدارک کرے ۲۔جو نیک کاموں میں سبقت لے جائے
ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا ہے کے اللہ کسی کے لئے باب شکر تو وا کرے مگر اس کی نعمتوں کی زیادتی کا دروازہ بند کردے یا پھر یہ کہ کسی کے لئے باب توبہ تو کھول دے مگر مغفرت کا دروازہ بند کردے جب تک باب توبہ کھلا ہوا ہے ہرگز گناہ کے بعد مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔
تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس کا اللہ نے گناہ کے ذریعے امتحان لیا اور اس گناہ کے بعد اس نے توبہ کر لی اور پھر گناہ کر کے بہت زیادہ توبہ کر لی۔
آپ سے پوچھا گیا تَوْبَةً نَّصُوحًا کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا! دل سے ندامت محسوس کرنا زبان سے استغفار کرنا اور دل میں اس کو نہ کرنے کا عزم کرنا۔توبہ طلب کرنے سے زیادہ آسان گناہ کو

ترک کرنا ہے۔

توبہ واستغفار کا تھوڑا سا حصہ بھی گناہوں اوران پر اصرار کو دھو دیتا ہے توبہ کے ذریعے گناہوں کو پوشیدہ کیا جاتا ہے توبہ نزول رحمت کا باعث ہے۔۷۷؎

امام حسنؑ مجتبیٰ کا واقعہ:

حضرت امام حسن مجتبیٰؑ سے ایک شخص نے بارش کے نہ ہونے اورخشک سالی کی شکایت کی تو آپ نے اسے استغفار کی کثرت کی تلقین فرمائی تاہم بارش ہوگئی۔ امیر معاویہؓ نے اس شخص سے کہاتم جاکر امام حسنؑ مجتبیٰ سے پوچھو کے اس عمل کی سند کیا ہے؟ جب حضرت امام حسن مجتبیٰؑ سے سند دریافت کی گئی تو آپؑ نے قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت فرمائی!

وَ يٰقَوۡمِ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَيۡهِ يُرۡسِلِ السَّمَآءَ عَلَيۡكُمۡ مِّدۡرَارًا وَّيَزِدۡكُمۡ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمۡ وَلَا تَتَوَلَّوۡا مُجۡرِمِيۡنَ۔۷۸

ترجمہ۔اے لوگو! اپنے رب سے معافی چاہو، اوراس کی طرف پلٹو، وہ تم پر آسمان کے دھانے کھول دے گا یعنی (بارش اوررزق کی فراوانی) اورتمھاری موجودہ قوت میں مزید قوت کا اضافہ کردے گا۔

امام حسن بصری کے پاس مختلف سائلین آتے اوراپنا مسئلہ بتاتے آپ انھیں استغفار کی کثرت کی تلقین کرتے مثلاً ایک شخص نے بیماری، ایک نے بے اولادی، ایک نے تنگی رزق اور بے روزگاری ،ایک نے گھریلو الجھنوں اور پریشانی کی شکایت کی اورآپ نے سب کو استغفار کی تلقین کی پاس بیٹھے ہوئے کچھ لوگوں نے پوچھا کے حضرت لوگوں کے مسائل اورمشکلات تو الگ الگ ہیں لیکن آپ ان سب کو ایک ہی وظیفہ عنایت کررہے ہیں تو انھوں نے بھی اسی آیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے جواب عطا کیا۔

اہم نکتہ:

احساس گناہ ایک بوجھ ہے اور جتنے زیادہ گناہ ہوں گے انسان پر اسی قدر گناہوں کا بوجھ ہوگا تاہم

انسان اپنے گناہوں پر ندامت اور توبہ کے ذریعے اس بوجھ سے نجات حاصل کرسکتا ہے۔مومن کی یہ پہچان ہے کے جب اس سے کوئی گناہ سرزد ہوجاتا ہے تو وہ دلی طور پر اداس اور پریشان ہوجاتا ہے دوسری جانب اگر وہ کوئی نیکی کرتا ہے تو اس سے اس کے دل کو خوشی اور سرور حاصل ہوتا ہے چنانچہ گناہوں کے بوجھ سے آزادی استغفار کے ذریعے ممکن ہے لہٰذا جب انسان استغفار کے ذریعے اپنے گناہوں کے بوجھ سے نجات حاصل کرلیتا ہے تو وہ بہت ہلکا پھلکا اور پرسکون ہوجاتا ہے اور ذہنی سکون کسی بڑی دولت سے کم نہیں۔

اللہ کی نشانیاں:

کائنات میں جا بجا اللہ کی بے شمار نشانیوں کا ظہور پوری شدت کے ساتھ موجود ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ۔ ۷۹

ترجمہ۔زمین میں نشانیاں ہیں یقین کرنے والوں کے لئے۔

وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ۔۸۰۔

ترجمہ۔تمہاری جانوں میں، کیا تم نہیں دیکھتے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے ۷۵۶ مقامات پر انسان کو کائنات میں غور وفکر کی دعوت اور ہدایت دی ہے اور فرمایا انسان کے لئے اللہ نے اس کل کائنات کو مسخر کردیا ہے، اللہ تعالی قرآن کریم میں بار بار اپنی نشانیوں کا تذکرہ فرماتے ہوئے بنی نوع انسان کو اس جانب متوجہ فرمایا ہے مثلاً آسمان اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے آنے جانے میں اہل علم کے لئے نشانیاں ہیں، کس طرح سے آسمان بغیر کسی ستون کے تمھارے سروں پر موجود ہے، ان پرندوں کی جانب دیکھو جو بلندی پر محو پرواز ہیں بھلا کس نے انھیں سنبھال رکھا ہے؟، سمندر میں کس طرح سے یہ کشتیاں چلتی ہیں؟، زمین خشک اور بنجر ہوگئ پھر ہم نے آسمان سے پانی برسایا اور یہ ہری بھری ہوگئی، کیا انسان اپنی پیدائش پر غور نہیں کرتا؟ وہ ناقابل تذکرہ شے تھا ہم نے اسے جیتا جاگتا بنادیا وغیرہ الغرض قرآن کریم میں اللہ تعالی نے بنی نوع انسانیت کو جا بجا غور وفکر اور تحقیق وجستجو کی دعوت دی ہے۔سوال یہ

ہے کے اللہ نے ایسا کیوں کہا؟اس کا جواب نہایت آسان ہے کیونکہ اللہ نے انسان پر اپنی معرفت لازم فرمائی ہے چنانچہ جب انسان اللہ کی نشانیوں پر غور وفکر کرتا ہےتو وہ اللہ کی عظیم الشان ہستی کو نا صرف جاننے لگتا ہے بلکہ اس کے آگے سجدہ شکر بھی بجالاتا ہے یہی نہیں بلکہ وہ ان کائناتی نشانیوں پر غور فکر کرنے سے اللہ کا مقرب اور صاحب عرفان بھی بن جاتا ہے۔

اشیاء کائنات میں اور دنیا کے اتار چڑھاؤ پر غور فکر کرنے سے انسان کو دنیا اور اہل دنیا کے دھوکے کا بخوبی علم ہوجاتا ہے اور جیسے ہی انسان کو اس دنیا اور اہل دنیا کی بے ثباتی کا یقین آیا نہیں کے وہ اپنی اصل کی جانب لوٹتا ہے یعنی اپنے مالک حقیقی کے ساتھ اپنے تعلقات کو استوار کرتا ہے۔

اشیاء کائنات میں انسان کا جتنا زیادہ تفکر اور تدبر بڑھتا ہے اسی نسبت سے انسان کو اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے، انسان کو اپنی کم مائیگی اور کمزوریوں کا ادراک ہوتا چلا جاتا ہے اور وہ یقین کی منازل کو طے کرتا چلا جاتا ہے، باالفاظ دیگر اس کو عبرت بھی کہتے ہیں، کیونکہ مشاہدات اور تجربات کے ذریعے ارباب بصیرت کا مظاہر فطرت یا تاریخی شواہد کی روشنی میں زندگی کی غرض وغایت اور قوانین الٰہی کے مقصود ومطلوب تک پہنچ جانا۔

اعتبار اور عبرت، عربی زبان کا لفظ ہے، اس سے مراد انسان حاضر چیزوں کا مشاہدہ کر کے اس چیز کی معرفت حاصل کرلے جو حاضر نہیں ہے۔۸۱؎

مفسرین نے اعتبار کی تفسیر میں لکھا! حقائق اشیاء اور ان کی دلالت کی وجوہ میں غور وفکر کرنا، تاکہ اس سے اس کی جنس کی دوسری چیز حاصل ہو، اسی کو اعتبار کہتے ہیں اور

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ کا معنی ہے! اے عقل والو اور بصیرت والو یا اے وہ لوگو جنہوں نے اس واقعہ کا مشاہدہ کیا ہے۔۸۲؎

ارشادات خداوندی:

وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً۔ ۸۳

ترجمہ۔ بے شک مویشیوں میں بھی تمہارے لیے غور کا مقام ہے۔

لِلرُّءْيَا تَعْبُرُونَ۔ ۸۴

ترجمہ۔اگرتم خواب کی تعبیر بتا سکتے ہو۔

فَاعۡتَبِرُوا یا اُولِی الۡاَبۡصار ۔۸۵

ترجمہ۔آنکھوں والو! عبرت حاصل کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جلد بازی لوگوں کو ہلاکت میں ڈالتی ہے اگر لوگ اپنے کاموں میں تدبر کرتے تو کبھی ہلاک نا ہوتے۔۸۶؎

امیرالمومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! مومن دنیا کو صرف عبرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور دنیا کی دلربائی کو غضبناک ہوکر سنتا ہے۔

آپؑ نے امیر معاویہ کو لکھا جو کچھ گزر چکا ہے اگرتم اس کے ذریعے عبرت حاصل کرلو تو بقیہ کو محفوظ کرلو گے۔عبرت حاصل کرنا ہدایت ہے۔اسے حاصل کرنے والا انسان آزمائش سے مستغنی ہوجاتا ہے۔

عبرت حاصل کرنا بہترین دانشمندی ہے اور افضل دوراندیشی اور پشت پناہی کا انتظام ہے جبکہ سب سے بڑی حماقت فریب خوری ہے۔

اللہ تعالیٰ جب کسی انسان کو پسند کرتا ہے تو اس کی نصیحت،عبرتوں کے ذریعہ کرتا ہے۔

بصیرت سے عبرت حاصل ہوتی ہے۔زمانہ کے نشیب وفراز میں عبرتیں ہیں۔

مومن کے لئے موت بہترین تحفہ ہے۔

موت انسان کے سایے سے بھی زیادہ اس سے قریب ہے۔

موت سے شدید تر درد وہ ہے جس سے نجات حاصل کرنے کے لئے انسان موت کی آرزو کرتا ہے

جو شخص موت کو یقین کی نظر سے دیکھے گا وہ اسے اپنے قریب پائے گا۔

جو شخص اپنی موت کو اپنی آنکھوں کے سامنے تصور کرتا ہے اس پر دنیا کے سخت کام آسان ہوجاتے

ہیں۔ بہت کم تمنائیں تم کو سچا ٹھہراتی ہیں۔

عبرتیں کتنی زیادہ ہیں لیکن اس پر عمل کرنے والے کتنے کم ہیں۔

ہر وہ نگاہ جو عبرت حاصل نا کرے وہ بے کار ہے۔ عبرت کا پھل عصمت اور پاکدامنی ہے۔

عبرت حاصل کرنے والے ہر عقلمند کے لئے ہر چیز میں نصیحت ہے۔

اللہ تعالی جب کسی بندے کو پسند فرماتا ہے تو اس کی نصیحت عبرت کے ذریعے کرتا ہے۔

جو انسان جتنی زیادہ عبرتیں حاصل کرے گا اس کی ہلاکت کے امکانات اتنی ہی کم ہوں گے۔ ۸۷؎

کائنات ہر لمحہ وسعت اختیار کر رہی ہے:

اللہ تعالی نے اتنی بڑی کائنات کو نہایت قوت اور قدرت کے ساتھ پیدا فرمایا جس میں ہر لمحہ توسیع ہو رہی ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ السَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّ اِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ۔ ۸۸

ترجمہ۔ ہم نے آسمان کو قوت اور قدرت کے ساتھ پیدا کیا اور ہم اس میں ہر آن توسیع کر رہے ہیں

تحقیق کے مطابق اس کائنات کی عمر کا اندازاً تقریباً (۱۵) ارب سال لگایا گیا ہے، جس میں ہماری کہکشاں (۱۲) ارب سال قدیم بتائی جاتی ہے تاہم اس کہکشاں میں موجود سورج اور نظام شمسی کی عمر (۵) ارب سال قدیم ہے کل کائنات میں ہماری اس کہکشاں سے ملتی جلتی تقریباً ایک کھرب تیس ارب کہکشائیں پائی جاتی ہیں جبکہ ہماری اس کہکشاں میں اندازاً ایک سو ارب سے زائد ستارے موجود ہیں جو تقریباً ایک لاکھ نوری سال کے حجم پر پھیلے اور بکھرے ہیں کائنات کی وسعتوں کا اندازا لگانا نہایت ناممکن ہے کیونکہ ایک ارب نوری سال کا فاصلہ (۶،۰۰۰) ارب میل کے برابر تصور کیا جاتا ہے جبکہ کائنات میں کہکشائیں (۱۵) ارب نوری سال کے فاصلے تک پھیلی ہوئی ہیں تاہم کائنات میں مسلسل اضافہ بھی ہو رہا ہے۔

فلکیاتی ماہرین اور سائنسدانوں نے قابل مشاہدہ کائنات میں ایک محتاط اندازے کے مطابق اب تک تقریباً 10000,000,000,000,000,000,000 سیاروں کی موجودگی کا

پتا دیا ہے، تاہم زیر نظر تحریر میں نظام شمسی کے آٹھ سیاروں : ا۔ عطارد ۔۲۔ زہرہ۔ ۳۔ زمین۔ ۴۔ مریخ۔ ۵۔ مشتری۔ ۶۔ زحل ۔ ۷۔ یورینس ۔۸۔ نیپچون کا مختصر تعارف کروایا جارہا ہے، نظام شمسی میں کچھ ایسے بھی سیارے پائے جاتے ہیں جہاں ہر وقت ہیروں کی بارش ہوتی ہے جبکہ ماہرین کا یہ ماننا ہے کے صرف زمین ہی وہ سیارہ ہے جہاں لکڑی اور درخت پائے جاتے ہیں باقی کسی بھی دوسرے سیارے پر لکڑی کا وجود ناپید ہے۔

ا۔Dark Energy/ڈارک انرجی کیا ہے؟

فلکیات میں اگر کسی بھی چیز کے ساتھ ڈارک (Dark) کا لفظ استعمال کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کے سائنس اس چیز کے بارے میں زیادہ کچھ نہیں جانتی اور نہ ہی اس کا کبھی مشاہدہ کیا گیا ہے، لیکن اس کے اثرات کائنات میں ہر جگہ دیکھنے کو ملتے ہیں۔

1998 میں دو مختلف ٹیموں نے دریافت کیا کے کہکشائیں ایک دوسرے سے تیزی سے دور جارہی ہیں، اور یہ رفتار وقت کے ساتھ بڑھ رہی ہے۔ پہلے سائنس دانوں کا خیال تھا کہ بگ بینگ کے بعد کائنات کا پھیلاؤ سست ہوجائے گا، لیکن حیران کن طور پر یہ الٹا تیز ہورہا تھا! اس کے بعد supernova observation اور دیگر تجربات سے معلوم ہوا کہ کوئی نامعلوم قوت خلا میں موجود ہے جو کہکشاؤں کو ایک دوسرے سے دھکیل رہی ہے، اور اسی کو تاریک توانائی یا Dark Energy کہا جاتا ہے۔

ڈارک انرجی کے اثرات ہمیں کائنات کے پھیلاؤ کی تیزی میں نظر آتے ہیں۔

سب سے پہلے 1929 میں مشہور سائنسدان ایڈون ہبل نے یہ دریافت کی تھی کہ کائنات پھیل رہی ہے۔

ڈارک میٹر اور تاریک توانائی کیا ہیں؟

کائنات کے رازوں میں سے دو سب سے بڑے معمے ڈارک میٹر اور تاریک توانائی ہیں۔

یہ دونوں انسانی مشاہدے میں تو نہیں آتے، لیکن ان کے اثرات دیکھے جاسکتے ہیں۔

ڈارک میٹر کیا ہے؟

ڈارک میٹر ایک پراسرار قسم کا مادہ ہے جو نا روشنی کو جذب کرتا ہے، اور نا منعکس کرتا ہے اور نہ ہی کسی طرح کی برقی مقناطیسی شعاعوں کے ساتھ تعامل کرتا ہے۔ اس لیے انسانی آنکھ اسے براہِ راست نہیں دیکھ سکتی، لیکن اس کی موجودگی کو کشش ثقل کے اثرات سے جانچا جا سکتا ہے۔

ڈارک میٹر کیوں ضروری ہے؟

کہکشاؤں کی حرکت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان میں موجود نظر آنے والے ستارے اور گیسز اتنے بھاری نہیں کے کشش ثقل کے ذریعے کہکشاؤں کو ایک ساتھ باندھ سکیں، کچھ اور بھی ہے جو اضافی کشش ثقل فراہم کر رہا ہے، اور یہی ''ڈارک میٹر'' ہے۔

اگر ڈارک میٹر نہ ہو تو کہکشائیں اپنی جگہ پر نہ رہیں بلکہ بکھر جائیں۔

بعض سائنس دانوں کے مطابق، ڈارک میٹر پوری کائنات کے مادے کا تقریباً 27 فی صد ہے، جب کے عام نظر آنے والا مادہ صرف 5 فی صد ہے۔

تاریک توانائی کیا ہے؟

تاریک توانائی ایک ایسی نامعلوم قوت ہے جو کائنات کے پھیلاؤ کی رفتار کو بڑھا رہی ہے۔

یہ کائنات کی سب سے بڑی اور پراسرار طاقت مانی جاتی ہے۔

ڈارک میٹر کی موجودگی کے شواہد:

کہکشاؤں کے کنارے پر موجود ستارے توقع سے زیادہ تیزی سے حرکت کر رہے ہیں، جو ڈارک میٹر کی موجودگی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

روشنی کا راستہ مڑ جاتا ہے جب وہ کسی بڑے ماس کے قریب سے گزرتی ہے، اور سائنس دانوں نے ایسی جگہوں پر روشنی کے جھکنے کا مشاہدہ کیا ہے جہاں عام مادہ کم نظر آتا ہے، جو ڈارک میٹر کی نشاندہی کرتا ہے۔

کائناتی مائیکروویو پس منظر:

بگ بینگ کے بعد بچی ہوئی روشنی میں جو چھوٹے جھٹکے (Fluctuations) نظر آتے ہیں، وہ ڈارک میٹر کی موجودگی کی تصدیق کرتے ہیں۔

۲۔تاریک توانائی یا Dark Energy کے شواہد:

ٹائپ Ia سپرنووا (Supernovae) کی روشنی کا تجزیہ بتاتا ہے کہ کائنات کے پھیلاؤ میں تیزی آرہی ہے۔

کائناتی مائیکروویو پس منظر (سی ایم بی) کی فریکوئنسی:

بگ بینگ کے بعد بچی ہوئی روشنی میں کچھ خاص نمونے تاریک توانائی کی نشاندہی کرتے ہیں۔

بڑی ساختیں:

کہکشاؤں کے جھرمٹوں کی ترتیب میں جو فرق نظر آتا ہے، وہ تاریک توانائی کے اثر کو ظاہر کرتا ہے۔

۳۔تاریک توانائی یا Dark Energy کے ممکنہ نظریات:

آئن اسٹائن نے ایک دفعہ خلا میں ایک مستقل توانائی کی پیش گوئی کی تھی، جو آج تاریک توانائی کی وضاحت کے لیے استعمال ہو رہی ہے۔

حیران کن امر یہ ہے کے انسان جو کچھ روزمرہ زندگی میں دیکھتا ہے (ستارے، سیارے، کہکشائیں، وغیرہ)، وہ کائنات کا صرف 5٪ ہے، باقی سب کچھ ابھی تک ایک راز ہے۔ اگر ڈارک میٹر اور تاریک توانائی کا مکمل راز کھل جائے، تو یہ جدید طبیعات میں ایک انقلابی دریافت ہوگی۔

یہ نہ صرف کائنات کے پھیلاؤ اور ارتقاء کو سمجھنے میں مدد دے گا، بلکہ ہمیں نئی طبیعات کے اصولوں کی طرف بھی لے جا سکتا ہے جو آئن سٹائن اور نیوٹن کے قوانین سے بھی آگے ہوں گے، کائنات کی

اصل ترکیب کو سمجھنا جدید طبیعات کا سب سے بڑا چیلینج ہے۔

انسان جس قدر کائناتی وسعتوں کو دریافت کرتا چلا جارہا ہے اسی قدر اس کی بے بسی میں اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے۔

ڈارک میٹر اور تاریک توانائی، یہ دونوں کائنات کا 95% حصہ بناتے ہیں، جسے انسان نے ابھی تک براہ راست نہیں دیکھا۔

تاہم مستقبل کی تحقیقات نئی طبیعات کی طرف لے جارہی ہیں۔

سائنس دانوں کا اندازہ ہے کے ڈارک میٹر کے ذرات کا وزن ایک پروٹون کے وزن سے 100 گنا زیادہ ہوسکتا ہے، لیکن وہ اتنا کمزور تعامل کرتے ہیں کے انہیں ابھی تک دریافت نہیں کیا جاسکا، اگر ڈارک میٹر نہ ہوتا تو کہکشائیں شاید وجود میں نہ آتیں۔

بگ بینگ کے بعد ابتدائی کائنات میں ڈارک میٹر نے اپنی کشش ثقل کے ذریعے عام مادے کو اکٹھا کیا، جس سے ستارے اور کہکشائیں بنیں۔

1998 میں سائنس دانوں نے دریافت کیا کہ کائنات کا پھیلاؤ کم ہونے کے بجائے تیز ہورہا ہے۔ نیوٹن کی کشش ثقل کے اصولوں کے مطابق، مادہ ایک دوسرے کو اپنی طرف کھینچتا ہے، تو کائنات کا پھیلاؤ آہستہ ہونا چاہیے تھا، لیکن ایسا نہیں ہورہا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی نادیدہ قوت کہکشاؤں کو مزید دور دھکیل رہی ہے، اور یہی ''تاریک توانائی'' ہے۔ یہ کائنات کے کل توانائی کے تقریباً 68 فی صد پر مشتمل ہے۔

کائنات کی توانائی کی تقسیم کچھ یوں ہے۔ 5% عام مادہ (جو انسانی آنکھ دیکھ سکتی ہے)، 27% ڈارک میٹر، 68% تاریک توانائی۔

کچھ نظریات کے مطابق اگر تاریک توانائی کا اثر وقت کے ساتھ بڑھتا گیا تو یہ ممکنہ طور پر big rip کا سبب بن سکتی ہے گویا ''قیامت'' سب سے پہلے کہکشائیں ایک دوسرے سے الگ ہوں گی پھر ستارے اور سیارے منتشر ہوجائیں گے۔ آخر میں ایٹمز بھی الگ ہوجائیں گے اور کائنات مکمل طور پر ختم ہوجائے گی، یہ نظریہ بہت خوف ناک لگتا ہے، لیکن اس بھیانک امکان سے انکار ممکن نہیں۔

اشیاءِ کائنات کے جوڑے:

مندرجہ بالا آیات کی روشنی میں ہم اس نتیجے پر پہنچے کے کل کائنات میں ہر شے کا ایک جوڑا ہے چاہے وہ انسان، جنات، جانور، پرندے، پودے، درخت، دن، رات، سیاہ، سفید ستارے، سیارے، ہوا، فضاء، مشرقین، مغربین یہاں تک کے آیات قرآنی اور سورتیں بھی جوڑے کی شکل میں اللہ نے تخلیق فرمائی ہیں۔ ذیل میں ایک مختصر تجزیہ پیش یا جارہا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔۸۹

ترجمہ۔ہم نے ہر شے کا جوڑا تخلیق کیا ہے، تا کہ تم سمجھو۔

وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا۔۹۰

ترجمہ۔ہم نے تمھارے جوڑے پیدا کیے۔

۱۔انسان کا جوڑا:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا۔۹۱

ترجمہ۔ائے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے دنیا میں بہت سے مرد اور عورت پھیلائے ، اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے آپس میں سوال کرتے ہو، اور قرابت داریوں سے بھی ڈرو، بیشک اللہ تم پر نگہبان ہے۔

دنیا کے ہر انسان کی ابتداء اور تخلیق کروموسومز کے جوڑے کی شکل میں ہوئی یعنی ہر انسان میں تقریباً ۱۰۰ کھرب خلیات پائے جاتے ہیں اور ہر خلیہ کروموسومز کے ۲۳ جوڑوں پر مشتمل ہوتا ہے یعنی بچے کو ۲۳ کروموسومز ماں کی طرف سے اور ۲۳ کروموسومز باپ کی طرف سے وراثتاً منتقل ہوتے ہیں یہی کروموسومز نسل در نسل منتقل ہوتے چلے جاتے ہیں یوں تقریباً ہر انسان

۴۶،۰۰۰ کھرب DNA پائے جاتے ہیں۔ ہر خلیے کو یہ معلوم ہوتا ہے کے اسے کس عضو کا حصہ بننا ہے ایک خلیہ سے (۱۰۰) ٹریلین خلیوں کی پیدائش اور ازخود ان کی مختلف حصوں میں تقسیم اور الگ الگ ذمہ داریاں ایک حیران کن عمل ہے جس کے لئے سائنسدانوں کے پاس کوئی تشریح نہیں ہے اور نہ ہی انھیں یہ معلوم ہے کے کس مرحلے پر ہدایات کی تقسیم ہوتی ہے اور یہ سب اتنے منظم انداز میں کیسے ممکن ہے۔

ایک سائنسدان ہوٹمر ڈٹ فرتھ کا کہنا ہے، یہ ازخود نظام ہے جو سائنسدانوں کو کچھ سوچنے پر مجبور کر دیتا ہے پھر خلیات کا اپنا نظام بھی بے حد پیچیدہ ہے اور آگے چل کر ہدایات کی تقسیم کا نظام بھی اتنا ہی پیچیدہ ہے۔

قرآن یہ کہہ رہا ہے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا ہے یعنی نوع انسانی کی تخلیق کی ابتداء ایک فرد سے ہوئی دوسرے مقام پر قرآن اس کی تشریح کرتے ہوئے اس پہلے انسان کو حضرت آدم کے نام سے متعارف کروایا اگرچہ قرآن کریم نے اس کی تفصیلی کیفیت کا ذکر نہیں کیا لیکن دیگر الہامی کتب جیسے کے بائبل کی کتاب پیدائش اور تالمود میں اس کی تفصیل درج ہے یعنی تالمود اور کتاب پیدائش میں یہ کہا گیا کے حضرت آدم جنت میں تنہائی محسوس کرتے تھے لہٰذا ایک دن ان پر گہری نیند طاری کر دی گئی اور جب وہ بیدار ہوئے تو انھوں نے اپنے پہلو میں ایک نہایت خوبصورت خاتون کو پایا تاہم گہری نیند سوتے ہوئے ان کی سیدھے ہاتھ کی تیرہویں پسلی سے حضرت حوا کی پیدائش عمل میں آئی لیکن قرآن نے حضرت حوا کی پیدائش کی کیفیت کو بیان نہیں کیا لیکن قابل غور بات یہ ہے کے آدم کی طرح حوا کے بھی ماں اور باپ نہیں تھے اور انھوں نے بھی بچپن اور لڑکپن کا دور نہیں دیکھا اور جب وہ پیدا ہوئیں تو وہ ایک نوجوان اور خوبصورت خاتون تھیں اور آدم ان کے باپ نہیں بلکہ شوہر تھے۔

محققین کی رائے ہے کے قرآن کریم صرف حوا کی تخلیق کا ذکر نہیں کر رہا ہے بلکہ عورت کی تخلیق کے متعلق اس حقیقت کا اظہار کر رہا ہے کے وہ بھی مرد ہی کے وجود کا ایک حصہ ہے تمام اشیاء کائنات دو رخوں پر قائم ہیں ایک ان کا ظاہری رخ جبکہ دوسرا ان کا باطنی رخ جو چھپا ہوا اور مستور ہے۔

آدم کے اندر عورت کا وجود چھپا ہوا تھا جب اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تو وہ ظاہر ہو گیا اسی طرح سے حوا کی

بیٹی یعنی مریم کے اندر بھی ایک مرد کا وجود پوشیدہ تھا جب ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بغیر باپ کے ممکن ہوسکی، عورت کا ظاہری رخ جو کہ ہمیں نظر آتا ہے وہ اس کے ظاہری خدوخال اور حسن وجمال سے مرکب ہے لیکن اس کے باطنی رخ میں ایک مرد چھپا ہے اسی طرح سے مرد کے باطنی رخ میں ایک ادھورا وجود عورت کا بھی پایا جاتا ہے لہٰذا یہ طے پایا کے افزائش نسل اور جنسی کشش کا قانون انھی دو رخوں پر قائم ہیں یعنی مرد و عورت کے باطنی رخوں کو ایک دوسرے کی طلب ہوتی ہے اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْكُنَ اِلَیْهَا ۔ ۹۲

ترجمہ۔وہی ہے اللہ جس نے تم کو تن واحد سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا تا کہ وہ اس کی طرف رغبت کرے۔

وَ مِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَاۤ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ وَ مِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَ جَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۔ ۹۳

ترجمہ۔اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کے اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر یکا یک تم زمین میں پھیلتے چلے جارہے ہو اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کے اس نے تمھارے لئے تمھاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تا کہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمھارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کردی، یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور وفکر کرتے ہیں۔

پھر یہ بھی کہا گیا!

وَ اَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَیْنِ الذَّكَرَ وَ الْاُنْثٰی ۔ ۹۴

ترجمہ۔اسی نے جوڑے پیدا کئے یعنی مذکر اور مؤنث۔

یہاں غور طلب امر یہ ہے کے مرد اور عورت کا جوڑا دراصل ایک معجزہ اور حکمت سے بھرپور کرشمہ

ہے کیونکہ مرداورعورت کی جسمانی اورنفسیاتی ساخت میں بڑا واضح فرق پایا جاتا ہے لیکن یہ اللہ کی شان ہے کے اس واضح فرق اور اختلاف کے باوجود نسل انسانی کا سلسلہ نہایت توازن کے ساتھ ہزار ہا سال سے جاری وساری ہے یہاں جوڑے سے مراد صرف مرد وعورت کا جوڑا نہیں ہے بلکہ اللہ تعالی نے کائنات کی ہر شے کو جوڑے کی شکل میں تخلیق کیا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمِنۡ كُلِّ شَیۡءٍ خَلَقۡنَا زَوۡجَیۡنِ لَعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُوۡنَ۔ ۹۵

ترجمہ۔ہم نے ہر چیز کا جوڑا پیدا کیا ہے تا کہ تم نصیحت حاصل کرسکو۔

وَّ خَلَقۡنٰكُمۡ اَزۡوَاجًا۔۹۶ ؎۔ترجمہ۔ہم نے تم کو جوڑے جوڑے پیدا کیا۔

وَّ الشَّفۡعِ وَ الۡوَتۡرِ ۔۹۷ ؎۔ترجمہ۔قسم ہے جفت کی اور طاق کی۔

یہاں اللہ تعالی نے وَّ الشَّفۡعِ یعنی (جفت جوڑے) کی قسم کھائی ہے،اوراس سے مراد جوڑے ہیں جبکہ وَ الۡوَتۡرِ سے مراد اللہ کی ذات پاک ہے۔۹۷ ؎

وَّ خَلَقۡنٰكُمۡ اَزۡوَاجًا۔۹۸ ؎۔ترجمہ۔ہم نے تمھارے جوڑے پیدا کیے۔

۲۔جنات کا جوڑا:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ!اللہ تعالی نے جنات کو حضرت آدم علیہ السلام سے کئی ہزار سال قبل پیدا فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کے انسانوں کو پیدا کرنے سے قبل اس دنیا میں جنات رہتے تھے۔

ابوالجن طارہ نوس:

انسانوں میں حضرت آدم علیہ السلام ابوالبشر اور اولین انسان ہیں بالکل اسی طرح سے قوم اجنہ کے پہلے فرد یعنی ابوالجن طارہ نوس ہیں قوم اجنہ میں بھی توالد وتناسل کا سلسلہ جاری ہے اوران کے یہاں بھی مرد اور عورتیں پائی جاتی ہیں۔۹۹ ؎

مومن اور مشرک جنات:

عقائد کے اعتبار سے دنیا میں دو ہی طرح کے انسان پائے جاتے ہیں۔
ا۔اللہ پر ایمان لانے والے یعنی (مسلم)۔
۲۔اللہ کا انکار یا اس کا شریک ٹھہرانے والے یعنی (غیر مسلم)
بالکل اسی طرح سے قوم اجنہ میں بھی عقائد کے اعتبار سے دو طرح کے جنات پائے جاتے ہیں۔
ا۔اللہ پر ایمان لانے والے جنات (مسلم جنات)۔
۲۔اللہ کا انکار یا اس کا شریک ٹھہرانے والے جنات (غیر مسلم جنات)

جنات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرآن سنا اور ان پر ایمان لاتے ہوئے کفر و شرک سے توبہ کی لہٰذا جنات احکامات شرعیہ کے مکلف ہیں قوم اجنہ میں بھی مومن اور مشرک جنات دونوں ہیں وہ ہم انسانوں کی طرح روزہ، نماز اور حج و زکوۃ کی ادائے گی کرتے ہیں۔۱۰۰

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔۱۰۱

ترجمہ۔ہم نے انسانوں اور جنات کو اسی لئے پیدا فرمایا ہے تاکہ وہ ہماری عبادت کریں۔

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ۔۱۰۲

ترجمہ۔پھر اس دن (قیامت) انسانوں اور جنات سے ان کے گناہ کے متعلق سوالات کئے جائیں گے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ۔۱۰۳

ترجمہ۔ہم نے ہر نبی کے دشمن شیطان انسان اور شیطان جنات بنائے ہیں وہ فریب دیتے ہیں اور طمع کی باتیں ایک دوسروں کے دلوں میں ڈالتے ہیں۔

۳۔ درختوں کا نظام تولید، خاندان، اوران کے جوڑے:

درختوں میں بھی افزائش نسل کا سلسلہ کامیابی سے جاری ہے تاہم درختوں میں بھی نر اور مادہ دونوں جنس پائی جاتی ہیں جبکہ ان کی Fertilization اور Polination بھی ہوتی ہے جب ہی ان کی افزائش ممکن ہے اگرچہ کچھ پھولوں کے اندر ہی Male, Female sex organs پائے جاتے ہیں کچھ درخت کی شاخیں اور کچھ درخت تنہا Male یا Female ہوتے ہیں تاہم یہ حیران کن نظام فطرت ہے جو عقل انسانی کو حیران کرنے کے لئے کافی ہے اگرچہ انسانوں اور دیگر جانداروں کی طرح سے درختوں اور پودوں کے جوڑے اور پھران جوڑوں سے ان کی اولاد، خاندان، عزیز واقارب اور دوست احباب کا ہونا اللہ کی شان کریمی ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى۔ ۱۰۴

ترجمہ۔ اللہ نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعے مختلف نباتات کے جوڑے پیدا کئے۔

وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ۔ ۱۰۵

ترجمہ۔ اللہ نے ہر قسم کے پھلوں میں دو قسم کے جوڑے پیدا کر دئے ہیں۔

سائنسی تحقیقات کے مطابق! کچھ درختوں، پھلوں، پودوں اور اناج میں کروموسومز کے جوڑے بھی پائے جاتے ہیں۔

ذیل میں مختلف پھلوں اور سبزیوں کے Diploid chromosomal numbers بیان کئے گئے ہیں یعنی Full set of chromosomes جو male and female سے حاصل کئے گئے ہیں تاہم اس کا haploid number بھی باآسانی معلوم کیا جاسکتا ہے مثلاً اگر Potato کا ٹوٹل کروموسومز نمبر 48 ہے تو اس کا haploid number 24 ہوگا یعنی 24 male کا اور 24 female کا یہی قانون کل انسان، حیوانات، پرندے، حشرات والارض اور بہت سے درخت اور پودوں پر بھی لاگو ہوتا ہے۔

Plants........................Number of choromosomes

1.Potato...................48

2.Oats......................42

3.Whea....................42

4.Mango...................40

5.Rice......................24

6.Tomat....................24

7.Sugercane...............80

8.Pineapple..................50

9.Papaya......................18

10.Onion......................16

11.Guava......................22

12.Grape......................38

۴۔حیوانات کا نظام تولید اور ان کے جوڑے:

یہ بات طے شدہ ہے کے دنیا میں میں جتنے بھی حیوانات، جانور، پرندے یا حشرات الارض پائے جاتے ہیں ان کی پیدائش میں بھی ان کے والدین کے Diploid numbers of chromosomes یعنی برابر کے کروموسومز سے ان کی پیدائش عمل میں آتی ہے اس کو ہم equal number of chromosomes from each parents کہہ سکتے ہیں یعنی حیوانات ، پرندوں اور حشرات الارض کی پیدائش میں equal contribution of chromosomes کا فارمولہ لاگو ہوتا ہے تاہم اسٹارفش کے بارے میں محققین یہ کہتے ہیں کے اگر اس کے جسم کا کوئی حصہ کٹ کر الگ ہو جائے تو اس کٹے ہوئے حصے سے دوسری اسٹارفش بن جاتی ہے ۔ ذیل میں چند حیوانات کے کروموسومز کا ذکر کیا جا رہا ہے جو Diploid

numbersہیں لیکن اگر اس کاhaploid numberمعلوم کرنا ہےتو اس کا طریقہ نہایت آسان ہے مثلاً Cat کا 19 haploid number ہوگا دیگر حیوانات کا haploid number بھی اسی طرح سے معلوم کیا جاسکتا ہےلیکن حیران کن امر یہ ہے کے ہر دفعہ پیدا ہونے والے بچے کی عادات،مزاج،نفسیات، دماغی کیفیات اور اس کاDNAدوسرے بچے سے مختلف ہوگا جبکہ کروموسومز کا haploid and diploid numberایک جیسا ہوگا۔

Animals..................Number of choromosomes

1.Cat......................38

2.Lion.....................38

3.Dog......................78

4.Elephant.................58

5.Kingfisher...............432

۵۔مختلف کیمیائی عناصر کے جوڑوں سے بننے والی گیسیز اور ٹھوس اشیاء:

کائنات میں ہر شے جوڑے کی شکل میں موجود ہے اسی طرح سے مختلف گیسیز کے درمیان بھی کیمیکل ری ایکشنز ہوتے ہیں جس کے نتیجے میں کوئی نئی شے یا گیس وجود میں آتی ہے۔
ذیل میں چند گیسیز کے درمیان کیمیائی تعامل کو پیش کیا جارہا ہے۔

1.Benzene (C6H6)

بینزین کا کیمیکل فارمولہ کاربن کے ۶ مالیکیولز اور ہائیڈروجن کے ۶ مالیکیولز ہیں ان سے مل کر بینزین بنتا ہے جو کے پولی مر اور پولی سیٹرین کی تیاری میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

2.Hydrogen Peroxide (H2O2)

ہائیڈروجن پرآکسائیڈ ایک گیس ہے جس کو Oxidizing agent بھی کہتے ہیں۔کپڑوں، بالوں،اسکن کی بلیچ میں یہ عنصر استعمال ہوتا ہے۔3

3.Acetylene C2H2

ایسی ٹائلین کا استعمال ویلڈنگ میں کیا جاتا ہے۔

4.hydrochloric acid (Hcl)

ہائیڈروکلورک ایسڈ cleaning میں استعمال ہوتی ہے۔

5.hydro fluoric acid (HF)

ہائیڈروفلورک ایسڈ شیشے پر ڈیزائن بنانے کے کام آتی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡاَزۡوَاجَ کُلَّہَا مِمَّا تُنۡۢبِتُ الۡاَرۡضُ وَ مِنۡ اَنۡفُسِہِمۡ وَ مِمَّا لَا یَعۡلَمُوۡنَ۔ ۱۰۶

ترجمہ۔ پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کے جوڑے پیدا فرمائے اور اس روئیدگی سے بھی جس کو زمین اگاتی ہے اور ان کی جانوں سے بھی اور ان چیزوں سے بھی جنھیں وہ نہیں جانتے۔

۶۔قرآن کریم میں موجود سورتوں کے جوڑے:

امین اصلاحی فرماتے ہیں کے قرآن کریم میں مکی اور مدنی سورتوں کے سات بڑے گروپس ہیں اور ہر گروپ کی ہر سورہ کا جوڑا اس کے ساتھ رہتا ہے اور جو دو سورتیں جوڑا جوڑا ہیں ان میں بعض اوقات ایک مضمون کا ایک پہلو ایک سورہ میں بیان ہوتا ہے اور دوسرا پہلو دوسری سورہ میں مکمل ہوتا ہے جبکہ بعض اوقات دعویٰ ایک سورہ میں اور دلیل دوسری سورہ میں ہوتی ہے اور بعض اوقات ایک بات ایک سورہ میں اور اس کی تکمیل دوسری سورہ میں ہوتی ہے اسی لئے کہا جاتا ہے کے سورہ البقرہ کی تکمیل سورہ آل عمران ہے ایک میں نظام شریعت کے ظاہری پہلو پر زور دیا گیا ہے جبکہ دوسری میں اس کے داخلی پہلو پر بحث کی گئی ہے اس طرح سے یہ دونوں پہلو مل کر ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں ہر سورہ کا ایک جوڑا ہے اور ان میں اسی طرح کی مناسبت پائی جاتی ہے یعنی ایک کے خلاء کو دوسری پر کرتی ہے ایک کے مخفی پہلو کو دوسری اجاگر کرتی ہے بڑی سورتوں میں سورہ البقرہ اور سورہ آل عمران جوڑا ہیں جبکہ چھوٹی سورتوں میں معوذتین جوڑا ہیں۔ ۱۰۷

امام حسن مجتبیٰ کا ارشاد:

حضرت امام حسن مجتبیٰ سے ایک شخص نے پوچھا کے انسانی سر میں بالوں کی تعداد کتنی ہے؟ تو آپؑ نے جواب میں کہا کے انسانی سر میں بالوں کی تعداد تو الگ ہوسکتی ہے لیکن ایک بات طے ہے کے وہ بال جوڑے کی شکل میں ہوں گے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی!

وَمِنۡ كُلِّ شَىۡءٍ خَلَقۡنَا زَوۡجَيۡنِ لَعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُوۡنَ۔۱۰۸

ترجمہ۔ہم نے ہر شے کا جوڑا پیدا کیا ہے تا کہ تم نصیحت حاصل کرو۔

اللہ کی عبادت:

اللہ تعالی نے انسان اور جنات کی تخلیق اپنی عبادت کے لئے فرمائی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِيَعۡبُدُوۡنِ۔۱۰۹

ترجمہ۔ہم نے جنات اور انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

عبد۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ع۔ب۔د) سے مشتق ہے۔

عبد۔ایک خوشبودار پودے کو کہتے ہیں جو اونٹ کی بڑی مرغوب غذا ہے چنانچہ اس پودے کو کھا کر اونٹ فربہ، توانا اور زیادہ دودھ دیتے ہیں لیکن خاصیت کے اعتبار سے اس پودے کا مزاج گرم ترین ہے لہٰذا جب اونٹ اپنی اس انتہائی مرغوب غذا کو کھاتا ہے تو اسے شدت کی پیاس لگتی ہے۔ماہرین نے اس پودے کی تین خصوصیات لکھی ہیں۔

ا۔پودے کی کشش اور جاذبیت۔۲۔ابتداء میں پیاس کی تکلیف لیکن آخر الامر۔

۳۔فربہی اور دودھ کی فراوانی چنانچہ اس بنیادی معانی میں ابتداء میں تکلیف لیکن آخر میں منافع بخشی کے پہلو مضمر ہیں۔۱۱۰؎

سفینۃ معبد۔کے بنیادی معانی کے پیش نظر اہل عرب اپنی کشتی پر تیل، چربی یا تارکول کا لیپ لگاتے ہیں جس سے ان کی کشتی بدصورت تو ہوجاتی ہے لیکن نتیجے کے اعتبار سے سمندر کا کھارا پانی

کشتی کی لکڑی کو نقصان نہیں پہنچا تا، اس قسم کی کشتی کو عربی زبان میں سفینۃ معبد کہا جاتا ہے ابن فارس نے عبد کے معانی کی وضاحت میں ان دونوں نکات کو اپنے پیش نظر رکھا ہے اور عبد کی وضاحت میں نرمی اور ذلت دونوں ہی زاویوں سے اس کی وضاحت کی ہے۔۱۱۱ے

عبادۃ۔ایک ایسا عمل ہے جس میں اگرچہ دل کا شوق اور رغبت دونوں ہی پائے جاتے ہیں جو اپنے نتائج کے اعتبار سے نہایت منفعت بخش ہے لیکن عبادۃ میں مشقت کے پہلو سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ۔۱۱۲

ترجمہ۔اللہ کسی شخص کو اس کی اس کی طاقت سے زیادہ کا مکلف نہیں کرتا' جو اس (شخص) نے نیک کام کیے ہیں ان کا نفع (بھی) اس کے لیے ہے۔

اس آیت میں انسان کو یہ بتایا گیا اگر وہ اللہ کے قاعدے قوانین کی پابندی کرتا ہے تو بظاہر وہ مشقت اور تکلیف تو اٹھاتا ہے لیکن یہ تمام مشقتیں خود نفس انسانی کی وسعت اور کشادگی کے لئے ہیں جس سے اسی کو فائدہ پہنچتا ہے۔

اللہ تعالی نے قرآن کریم میں عبادت کے مفہوم کو تین آیات میں اس طرح سے واضح کیا ہے!

وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔۱۱۳

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصیحت کرتے رہیے کیونکہ نصیحت مومنین کے لئے مفید ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔۱۱۴

ترجمہ۔ہم نے جنات اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

مَاۤ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَاۤ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ۔۱۱۵

ترجمہ۔میں ان میں سے کسی سے رزق طلب نہیں کرتا اور نا میں یہ چاہتا ہوں کے وہ مجھے کھانا دیں۔

تعبید۔سے مراد اونٹ یا گھوڑے کو سدھانا یعنی جانور کی قوت اور صلاحیتوں کو مسلسل تربیت کے

ذریعے کام میں لانا چنانچہ ابتدا میں تو جانور کو سخت تربیت اور مشقت سے گزرنا پڑا لیکن وہ بلا آخر تربیت کے بعد اپنے مالک کے کام کا بن گیا۔

عبد۔ سے مراد جب انسان اللہ کے بتائے ہوئے قوانین کی پاسداری اور اللہ کی اطاعت میں اپنی قوت اور صلاحیت کو جب صرف کرتا ہے تو اس کی قوت اور صلاحیت بے ترتیب رہ کر سرکش نہیں ہوتی بلکہ Channelized ہو کر منشائے الٰہی کے مطابق ہو جاتی ہے جس سے بنی نوع انسانیت کو فائدہ ہوتا ہے۔۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ۔۱۱۶

ترجمہ۔ ہم نے ہر قوم میں ایک رسول بھیجا تاکہ اللہ کی عبادت کرو اور شیطان سے اجتناب کرو۔

یہاں طاغوت سے مراد سرکش قوتیں ہیں، اگر چہ دنیا کے ہر انسان میں بے انتہا صلاحیتیں، طاقت اور توانائی موجود ہے لیکن اگر اس نے منشاء الٰہی کے مطابق تربیت حاصل نہیں کی تو وہ دنیا اور لوگوں کی تباہی کا سبب ہو سکتی ہیں لیکن اگر وہ تربیت یافتہ ہیں تو پھر وہ دین اور دنیا دونوں میں نفع بخش ہیں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا۔۱۱۷

ترجمہ۔ (حضرت ابراہیم نے کہا) اے میرے ابا! آپ شیطان کی پیروی نہ کریں بے شک شیطان رحمٰن کا نافرمان ہے۔

چنانچہ یہ کائنات اور اس میں پائی جانے بے شمار دنیائیں سب کی سب اللہ کی مملکت ہیں جہاں صرف اور صرف اللہ کا حکم رائج ہوگا چنانچہ اسی حکم کی implementation کے لئے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر دنیا میں بھیجے گئے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔۱۱۸

ترجمہ۔تم اللہ کے سوا جن کی عبادت کرتے ہو وہ صرف چند اسماء ہیں جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیا ہے اللہ نے ان کے ساتھ کوئی سند نہیں نازل کی، حکم صرف اللہ کا ہے، اس نے حکم دیا ہے کہ تم اس کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کرو یہی صحیح دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

عباد۔سے مراد بندہ۔

عابد۔سے مراد عبادت گزار۔

عبد یا عباد۔سے مراد غلام، محکوم، اطاعت گزار، اللہ کا مطیع و فرمانبردار، حکم کی بجا آوری کرنے والا۔

العبد۔سے مراد انسان، خواہ وہ آزاد ہو یا غلام لیکن بعد ازاں یہ لفظ غلاموں کے لئے بولا جانے لگا۔۱۱۹؎

عباد الرحمٰن۔سے مراد رحمٰن کے بندے جو صرف اور صرف اللہ کے قوانین اور حکم پر عمل کرتے ہیں

عباد الرحمٰن۔سے مراد رحمٰن کے ایسے بندے جنھوں نے اپنی تمام طاقت، توانائی اور صلاحیتوں کو اللہ کی منشاء کے مطابق ڈھال لیا ہو اور وہ اللہ کے محکوم ہوں۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔۱۲۰

ترجمہ۔ہم نے جنات اور انسان کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کل اشیائے کائنات کو انسان کی خدمت کے لئے پیدا کیا ہے جبکہ انسان کو صرف اور صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

عبادات کی اقسام کا تعین:

زندگی کا ہر وہ عمل عبادت ہے جس کا حکم اللہ اور اس کے رسول نے دیا ہے، اس میں شامل سونا، جاگنا، کھانا کھانا، پانی پینا، مکمل لباس پہننا، علم حاصل کرنا، رزق حلال کمانا، اولاد کی اچھی تعلیم وتربیت کرنا، پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا، سلام میں پہل، بیمار کی عیادت، مردے کی تدفین، رشتے داروں کے حقوق ادا کرنا، پاک صاف رہنا، اپنے ماحول اور گھر ولباس کی پاکی اور صفائی کا خاص خیال رکھنا، وقت کی قدر کرنا، تمام عبادات کو وقت پر ادا کرنا، روزہ، نماز، حج زکوۃ

ادا کرنا یہاں تک راستے سے کسی تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا اور کسی سے مسکرا کے ملنا بھی عبادت ہے۔
بقول شاعر!

محو تسبیح تو سب ہی ہیں مگر ادراک کہاں
زندگی کا تو ہر جز ہی عبادت ہے مگر ہوش کہاں

تصور احسان:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کے درمیان تشریف فرما تھے اور آپ نے صحابہ کو مخاطب کرے فرمایا تم لوگ جب بھی عبادت کیا کرو تصور احسان کے ساتھ عبادت کیا کرو، صحابہ کرام نے عرض کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تصور احسان کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تصور احسان کا مطلب ہے کے عبادت کے دوران اللہ کا تصور قائم کرنا یعنی یہ سوچنا کے تم اللہ کو دیکھ رہے ہو اور اگر یہ تصور قائم نہیں ہوتا ہے تو پھر یہ سوچو کے اللہ تو مجھے دیکھ ہی رہا ہے۔ ۱۲۱؎

درود شریف کی فضیلت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص پر تنگ دستی مسلط ہو تو اسے چاہئے کے وہ مجھ پر کثرت سے درود بھیجے اس لئے کے درود شریف تنگ دستی ختم کر کے کثرت رزق اور حاجات کو پورا کرنے کا سبب ہے۔ ۱۲۲؎

سلام میں پہل:

حضرت انسؓ بن مالک روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب تم اپنے گھر میں داخل ہو تو اس گھر والوں کو سلام کرو یہ تمھارے اور تمھارے گھر والوں کے لئے باعث برکت ہے۔ ۱۲۳؎
دوسری روایت یہ ہے کے اگر گھر میں کوئی بھی نا ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام بھیجو اور ایسا کرنا گھر اور رزق میں اضافے اور خیر و برکت کا سبب ہوگا۔

والدین کی خدمت اور اہل وعیال پر خرچ کرنا:

ہم نے انسان کو اس کے والدین کے ساتھ اچھے سلوک کی تاکید کی ہے۔ ۱۲۴؎

تم والدین کے ساتھ بھلائی کرو اور جب ان میں سے ایک یا دونوں تمھارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو تم ان کو اف تک نہ کرو اور نہ ہی ان کو جھڑکو اور ان سے ادب سے بات کرو۔ ۱۲۵؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے! جب انسان ثواب کی نیت سے اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے تو اس کا یہ عمل بھی اس کے لئے صدقہ ہے۔ ۱۲۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب انسان اپنے والدین کے لئے دعا کرنا چھوڑ دیتا ہے تو اس کا رزق روک دیا جاتا ہے۔ ۱۲۷؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس شخص کی ناک خاک آلود ہوجائے، ایسا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا صحابہ کرام نے پوچھا کون

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے اپنے والدین میں سے کسی ایک یا دونوں کو بڑھاپے میں پایا اور ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہوا۔ ۱۲۸؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! باپ جنت کا درمیانی دروازہ ہے اگر تم چاہو تو اس دروازے کو ضائع کردو اور اگر چاہو تو اس دروازے کی حفاظت کرلو۔ ۱۲۹؎

بوڑھے اور بزرگوں کا ادب وتعظیم:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بوڑھے مسلمان کی تعظیم ایسی ہی ہے جیسے انسان اللہ کی تعظیم وادب کرے۔ ۱۳۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری امت کے بوڑھے کی عزت کرنا میری عزت کرنا ہے۔ ۱۳۱؎

مساکین، بیواؤں اور یتیموں پر خرچ کی فضیلت:

اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کہہ دیجئے کے فائدہ کی جو چیز تم خرچ کرو تو تم اپنے والدین، رشتے داروں، یتیموں اور مساکین پر خرچ کرو۔ ۱۳۲؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بیواؤں اور مساکین کے لئے کوشش کرنے والا اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے یا اس شخص کی طرح ہے جو دن میں روزے رکھتا ہے اور رات کو عبادت کرتا ہے۔ ۱۳۳؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم لوگوں کو اللہ صرف اپنے کمزور اور معذور لوگوں کی دعاؤں کی وجہ سے رزق عطا کرتا ہے۔ ۱۳۴؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیا میں تمھیں افضل صدقہ نہ بتادوں؟ تم اپنی اس بیٹی کو صدقہ دو جو (شوہر کی موت یا طلاق کی وجہ سے) تمھارے پاس آگئی ہو اور تمھارے سوا اس کا کوئی کمانے والا بھی نہ ہو۔ ۱۳۵؎

حضرت علیؓ فرماتے ہیں! دیکھو یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو انھیں بھوک کی نوبت نہ آنے پائے۔ ۱۳۶؎

جس شخص کو اپنی بیٹیوں کی (پرورش اور تربیت) کی وجہ سے کوئی معمولی سی بھی تکلیف پہنچتی ہے تو یہ بیٹیاں اس کے لیے جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ ۱۳۷؎

رشتے داروں کے ساتھ حسن سلوک:

قرآن کریم میں کئی مقامات پر رشتے داروں سے حسن سلوک کی تاکید فرمائی گئی ہے۔

وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى ۔۱۳۸

ترجمہ۔ نیک ہے وہ شخص جو اللہ کی خوشی کی خاطر رشتے داروں پر اپنا مال خرچ کرتا ہے۔

وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِي الْقُرْبٰى ۔۱۳۹

ترجمہ۔ اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، والدین اور رشتے داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! رشتے داری کو ختم کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ ۱۴۰؎

جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کے وہ اپنے رشتے داروں سے صلہ رحمی

کرے۔۱۴۱؎

جو شخص یہ چاہتا ہے کے اس کی روزی کشادہ ہو اور عمر لمبی ہو جائے تو اس کو چاہیئے کے وہ اپنے رشتے داروں سے حسن سلوک کرے۔۱۴۲؎

پڑوسیوں کے حقوق:

صرف اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔۔ پڑوسیوں اور اجنبی پڑوسیوں۔۔ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔۱۴۳؎

پڑوسیوں کی حدود آپ کے اپنے گھر کے چاروں طرف چالیس، چالیس گھروں تک ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھے جبرائیل علیہ السلام نے پڑوسیوں کے اس قدر حقوق بیان کیئے کے مجھے ایسا لگا کے اب وہ پڑوسیوں کو وراثت میں بھی حصہ دار بنا دیں گے۔۱۴۴؎

وہ مسلمان خوش نصیب ہے جس کا گھر وسیع ہو، اس کے پڑوسی نیک ہوں اور اس کے پاس آرام دہ سواری ہو۔۱۴۵؎

اے مسلم خاتون کوئی پڑوسن اپنی دوسری پڑوسن کو کوئی چیز دینے میں حقارت محسوس نہ کرے چاہے وہ بکری کی کھر ہی کیوں نہ ہو۔۱۴۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ یہ فرمایا! خدا کی قسم وہ مومن نہیں جس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہ ہو۔۱۴۷؎

مہمان کی عزت اور توقیر:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو کوئی اللہ، اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیئے کے وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔۱۴۸؎

زوجین کے حقوق:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیوی کی کمزوریوں کو تلاش کرنے سے منع فرمایا ہے۔۱۴۹؎

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ۔ ۱۵۰

ترجمہ۔ نیک بیویاں اپنے شوہروں کے حکم پر چلتی ہیں اور ان کی غیر موجودگی میں اپنی عزت اور شوہر کے مال کی محافظ ہوتی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہ عورت سب سے بہترین ہے جو اپنے شوہر کی اطاعت کرے اور اس کی کسی بات میں مخالفت نہ کرے۔ ۱۵۱؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دنیا کی سب سے قیمتی متاع (دولت) نیک بیوی ہے۔ ۱۵۲؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواتین کو صدقات دینے کی ترغیب دی اور فرمایا! تم صدقات زیادہ دیا کرو کیونکہ تم مردوں کے مقابلے میں زیادہ جہنم میں جاؤ گی یہ سن کر ایک خاتون نے کہا ایسا کیوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیونکہ عورتیں اپنے شوہروں کی نافرمان اور ناشکری ہوتی ہیں اور زیادہ لعنت کرتی ہیں۔ ۱۵۳؎

دل آزاری سے گریز:

فریدالدین عطار فرماتے ہیں، جس شخص کا دن اور رات کسی شخص کی دل آزاری کے بغیر گزرا ہو تو گویا اس نے وہ وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں گزارا۔

اولاد کی حفاظت اور ان کی اچھی تربیت:

ارشادات خداوندی ہیں!

وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا۔ ۱۵۴

ترجمہ۔ اپنی اولاد کو غربت کے خوف سے قتل نہ کرو انھیں بھی ہم رزق دیتے ہیں اور تمھیں بھی ان کا قتل بہت سخت گناہ ہے۔

وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِيَّاهُمْ۔ ۱۵۵

ترجمہ۔ اپنی اولاد کو تنگ دستی کے ڈر سے قتل نہ کرو ہم تم کو رزق دیں گے اور ان کو بھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات ہیں! اپنی اولاد کی عزت اور توقیر کیا کرو اور ان کی اچھی تربیت کرو۔ ۱۵۶؎

اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کے ساتھ مساویانہ سلوک کرو۔ ۱۵۷؎

مناسب جگہ پر بچوں کے نکاح:

جب اولاد شادی کی عمر کو پہنچ جائے تو والدین کی یہ اہم ترین ذمہ داری ہے کے وہ ان کا مناسب جگہ پر نکاح کر دیں لیکن نکاح کے موقع پر دین داری کو دیکھنا ضروری ہے۔

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ ۔ ۱۵۸

ترجمہ۔ مرد اپنی پسند کی عورتوں سے نکاح کریں۔

جبکہ بیٹیوں کے نکاح میں ان کی اجازت لینا بہت ضروری ہے۔ ۱۵۹؎

کھانا کھلانا اور پانی پلانا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر کسی شخص کے بہت گناہ ہو جائیں تو اسے چاہئے کے وہ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ پانی پلائے تاہم اس شخص کے اس عمل سے اس کے گناہ ایسے جھڑیں گے جیسے خزاں کے موسم میں خشک پتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے! میری امت کے بہترین لوگ وہ ہیں جو لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور اس کھلانے میں ریاکاری یعنی دکھاوا نہیں ہوتا۔ ۱۶۰؎

حضرت براء بن عازب بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے دریافت کیا! مجھے کوئی ایسا عمل بتائے کے میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بھوکے کو کھانا کھلاؤ، پیاسے کو پانی پلاؤ اور نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو اور اگر تم ان کاموں کی طاقت نہیں رکھتے تو پھر اپنی زبان سے دوسروں کو تکلیف اور نقصان نہ پہنچاؤ۔ ۱۶۱؎

حضرت عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں! میں نے سب اعمال کو دیکھا، مجھے کھانا کھلانے سے بڑھ کر

کوئی چیز باعث اجر نظر نہیں آئی اگر پوری دنیا میرے ہاتھ میں ہوتی تو میں بھوکوں کو کھانا کھلاتا۔

گھر کے کام کاج کو خوش دلی سے کرنا:

گھر کے کام کاج میں افراد خانہ ناگواری، اکتاہٹ اور بے زاری محسوس کرتے ہیں جبکہ گھریلو کام کاج اسلام کی نظر میں نہایت اعلیٰ قسم کی عبادت تصور کی جاتی ہے۔ حضرت علیؑ کے پاس کچھ خواتین آئیں اور انھوں نے یہ کہا مرد جہاد کرتے ہیں اور بہت اجر وثواب حاصل کر لیتے ہیں تو آپ ہم خواتین کو بھی جہاد کی اجازت عنایت فرمایئے تا کہ ہم اس اجر وثواب سے محروم نہ رہ سکیں تو اس کے جواب میں حضرت علیؑ نے فرمایا! خواتین کا بہترین جہاد اپنے شوہر کے ساتھ بہترین برتاؤ ،شوہر کی گھرداری، پنی اولاد کی اچھی تعلیم وتربیت اور اپنے گھر کے کام کاج میں ہے۔ ۱۶۲؎
غور طلب نکتہ یہ ہے کے دنیا کے تمام مسلمان مردوں کو جہاد کا موقع نہیں ملتا کیونکہ جب امن ہے تو پھر جنگ کی ضرورت نہیں لیکن دنیا کی ہر عورت ہر روز اپنے گھر، شوہر اور بچوں کی خدمت کر کے جہاد جتنا اجر وثواب حاصل کر لیتی ہے چنانچہ گھریلو کام کاج میں کبھی بھی اکتاہٹ اور بے زاری کا اظہار نہیں کرنا چاہئے بلکہ اسے ایک نعمت عظمیٰ سمجھتے ہوئے انجام دینا چاہئے کیونکہ گھریلو اموری انجام دہی سے جہاد جتنا ثواب گھر بیٹھے ہی مل جاتا ہے۔

حضرت عائشہؓ سے کسی نے پوچھا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں تشریف فرما ہوتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ے کیا معمولات ہوتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب گھر میں ہوتے ہیں تو گھر کے کام کاج میں میری مدد فرماتے ہیں کبھی پڑے دھودیتے ہیں کبھی آٹا گوندھ لیتے ہیں اکثر گھر کی صاف صفائی بھی کر لیتے ہیں حتیٰ کے اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جوتا ٹوٹ جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو بھی اپنے ہاتھوں سے بخوشی سی لیتے ہیں۔ ۱۶۳؎

برائی کے بعد نیکی:

حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب تم میں سے کسی سے کوئی برائی ہوجائے تو تو اس کو چاہئے کے وہ فوراً کوئی نیکی کر لے کیونکہ نیکی اس برائی کو مٹادیتی ہے

حضرت ابوذرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھنا بھی نیکی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ تو افضل ترین نیکی ہے۔ ۱۶۴؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ضعیف اور کمزور لوگوں کو ڈھونڈنے میں میری مدد کرو کیونکہ کمزور اور ضعیف کی وجہ سے ہی تمھیں رزق دیا جاتا ہے اور تمھاری مدد کی جاتی ہے۔ ۱۶۵؎

جنازے میں شرکت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے کسی جنازے میں شرکت کی اور نماز جنازہ پڑھی تو اس کے لئے ایک قیراط کا ثواب ہے اور جو کوئی تدفین تک میت کے ساتھ رہا تو اس کے لئے دو قیراط کا ثواب ہے کسی نے پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ قیراط کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دو عظیم پہاڑوں کے برابر (اجر وثواب)۔ ۱۶۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مسلمان کے جنازے میں شرکت دوسرے مسلمان پر واجب ہے۔ ۱۶۷؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب تم کسی مسلمان کی تدفین کے لئے جاؤ تو تدفین کے بعد اس کی قبر کے پاس بیٹھ کر اتنی دیر تک اللہ کا ذکر کرو جتنی دیر میں ایک اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے کیونکہ دفن ہونے کے بعد میت اس طرح سے پریشان ہوتی ہے جس طرح سے ایک آدمی سمندر کی لہروں میں ڈوب کر مر رہا ہے لیکن (قبر پر) ذکر کی فضیلت سے اس میت کو خوشی اور (اطمینان) حاصل ہوتا ہے یعنی (اولاد اور دیگر رشتے داروں نے اس کا حق ادا کر دیا)۔ ۱۶۸؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھنے والوں پر۔

۱۔ موت کے وقت۔

۲۔ ان کی قبروں میں۔

۳۔ اور حشر کے دن کسی قسم کی کوئی وحشت نہیں ہوگی۔ ۱۶۹؎

تعزیت کی فضیلت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو مومن اپنے بھائی کو کسی مصیبت پر تسلی دیتا ہے اللہ تعالی اسے قیامت کے دن عزت کا لباس پہنائیں گے۔۱۷۰؎

خشیت الٰہی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو چیز سب سے زیادہ جنت میں داخل کرے گی وہ اللہ تعالی کا ڈر (خشیت الٰہی) اور اچھا اخلاق ہے۔۱۷۱؎

باوضو سونے کی فضیلت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو بندہ باوضو سوتا ہے پھر رات میں کسی وقت اس کی آنکھ کھل جائے اور وہ اللہ سے دنیا یا آخرت کی کوئی دعا یا سوال کرے تو اللہ تعالی اس کی دعا کو قبول فرماتے ہیں۔۱۷۲؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری امت کے لوگ وضو کے نشانات کی وجہ سے قیامت کے دن سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں کی وجہ سے پہچانیں جائیں گے تو تم میں سے جو کوئی اپنی چمک بڑھانا چاہتا ہو تو اسے چاہئے کے وہ (وضو اچھی طرح سے کیا کرے)۔۱۷۳؎

مسجد کی جانب قدم اٹھانا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس وقت بندہ اپنے گھر سے مسجد کی طرف نکلتا ہے تو اس کے ہر ایک قدم پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور دوسرے قدم پر ایک برائی مٹادی جاتی ہے۔۱۷۴؎

وعدہ وفا کرنا:

ارشاد خداوندی ہے! یاد رکھو اللہ بدعہدی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔۱۷۵؎

تنہائی کی فضیلت:

حضرت عقبہ بن عامر بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب پوچھا گیا نجات کس میں ہے؟
تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!
ا۔اپنی زبان کو قابو میں رکھو۔ ۲۔ اپنے گھر کی وسعت میں بند رہو۔ ۳۔ اپنی خطاؤں پر آنسو بہاؤ۔ ۱۷۶؎
حضرت امام حسنؑ فرماتے ہیں! اگر تم اپنی عزت کی بقاء چاہتے ہو تو تنہائی پر خوش رہو۔ ۱۷۷؎
حضرت امام علی رضاؑ فرماتے ہیں! لوگوں پر ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا جس میں عافیت کے دس جز ہوں گے جس میں سے نو جز لوگوں سے الگ رہنے میں اور ایک جز خاموشی میں ہوگا۔ ۱۷۸؎

حاصل کلام:

مسلمانوں کے زوال کی اصل وجہ عبادات میں کمی نہیں بلکہ دنیاوی معاملات میں بے ایمانی اور اسلام کو عبادات تک محدود کرنا ہے زندگی کا اصل مقصد ذمہ داریوں کو نہایت خلوص نیت اور ایمانداری سے ادا کرنا ہے اور ہر مسلمان کی سب سے بڑی ذمہ داری اللہ کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دینا ہے۔

امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! کچھ لوگوں نے جنت کی رغبت میں عبادت کی، یہ تاجروں کی عبادت ہے، کچھ لوگوں نے جہنم کے خوف سے عبادت کی، یہ غلاموں کی عبادت ہے لیکن کچھ لوگوں نے اللہ کی محبت میں بطور شکر عبادت کی یہی اصل اور آزاد لوگوں کی عبادت ہے جس انسان کا ظاہر و باطن اور قول و فعل میں تضاد نا ہو گویا اس نے امانت ادا کر دی اور اپنی عبادات میں خلوص پیدا کر لیا۔
فرض کی ادائے گی جیسی کوئی عبادت نہیں۔ سب سے بہترین عبادت خاموشی ہے۔
سکون اور اطمینان عبادت کی زینت ہیں۔

سب سے افضل ترین عبادت گناہ سے اپنے آپ کو روکے رکھنا ہے۔اس عبادت میں کوئی بھلائی نہیں جس میں غور وفکر نا ہو۔

آپؑ دعا فرماتے !الٰہی !نا میں تیری عبادت جنت کے لالچ میں کی اور نا ہی جہنم کے خوف سے کی بلکہ میں نے تیری عبادت اس لئے کی کیونکہ تو واقعی عبادت کے لائق ہے۔خالص ترین عبادت یہ ہے کے انسان صرف اور صرف اپنے اللہ سے امید لگائے اور اپنے گناہوں سے ڈرے۔جب اللہ کسی بندے کو پسند فرمالیتا ہے تو اسے حسن عبادت کا الہام عطا فرما دیتا ہے۔

رکوع وسجود بہترین عبادات ہیں۔ترک خواہشات بہترین عبادات میں شامل ہیں۔

عبادات میں اخلاص مقربین بارگاہ کی عبادات ہیں ۔یقین سب سے افضل ترین عبادت ہے۔گناہوں سے دوری توبہ کرنے والوں کی عبادت ہے۔سب سے افضل ترین عبادت زہد ہے۔سب سے بافضیلت عبادت اشیاء کائنات میں تفکر ہے۔

سب سے بلند ترین عبادت پیٹ اور شرمگاہ کی عفت ہے۔ریا کاری عبادت کی آفت ہے۔

ذکر الٰہی ایک ایسی عبادت ہے جس سے قلوب منور اور روشن ہوجاتے ہیں اور اس عبادت کا شمار بافضیلت ترین عبادات میں ہوتا ہے۔

گھڑی بھر کا تفکر طویل عبادات سے افضل ترین ہے۔عبادات کی انتہا اطاعت ہے۔

جو انسان با اخلاص عبادات کرتا ہے وہ کامیابی سے ہم کنار ہوجاتا ہے۔

وہ شخص عبادات کی لذات سے محروم ہے جو اپنے آپ کو خواہشات کی لذات سے نا روک پائے۔۱۷۹؎

اہم نکتہ:

عبادت واطاعت:

اقبال کے یہاں اطاعت سے مراد شریعت الٰہیہ پر عمل اور فرائض کی بروقت ادائے گی ہے کیونکہ آئین الٰہی کی پابندی انسان میں احساس ذمہ داری پیدا کرتی ہے ان کے خیال میں اختیار جبر

کے ہی بطن سے پیدا ہوتا ہے۔۱۸۰؎

یعنی جبر کے پر پیچ راستوں سے گزر کر ہی انسان کو کچھ اختیارات حاصل ہوتے ہیں لہٰذا اسے چاہئے کے وہ جہد مسلسل سے اپنی خودی کو مضبوط کرے اور ادب و احترام سے اطاعت الٰہی کی پابندی کرے اس حوالے سے وہ اپنی مثنوی اسرار خودی میں فرماتے ہیں!

باطن ہر شے ز آئینے قوی
تو چرا غافل زایں ساماں روی
باز اے آزاد دستور قدیم
زینت پا کن ہماں زنجیر سیم
شکوہ سنج سختی آئیں مشو
از حدود مصطفی بیروں مرد ۔۱۸۱؎

اقبال اس بند میں فرماتے ہیں ہر چیز کا باطن کسی نہ کسی آئین کی وجہ سے مضبوط و مستحکم بنتا ہے تو پھر تو نے کس لئے اس پابندی اور فرمانبرداری کو پس پشت ڈال رکھا ہے؟ اور کیوں غفلت برت رہا ہے۔ اے پرانے آئین و دستور سے بے تعلق مسلمان تو پھر سے وہی چاندی کی زنجیر پاؤں میں ڈال لے اور آئین کی سختی کا گلہ شکوہ نہ کر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقرر کردہ آئین و دستور کے دائرہ سے باہر نہ نکلے۔

اللہ اپنی مخلوق کو رزق کثیر عطا فرماتے ہیں:

اللہ اپنی کل مخلوقات کا کفیل اور ان کا رزاق ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّۃِ الْمَتِیْنُ۔ ۱۸۲

ترجمہ۔ بے شک اللہ خوب رزق دینے والا، قوت والا اور نہایت طاقتور ہے۔

الرزاق۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ر۔ز۔ق) سے مشتق ہے۔

علمائے کرام کی نظر میں رزق سے مراد صرف کھانا پینا، غذا یا روزی روزگار نہیں ہے بلکہ رزق ایک وسیع الجہت اصطلاح ہے جس میں انسان کو فائدہ پہنچانے والی ہر شے شامل ہے مثلاً والدین کی

شفقت ، بہن بھائی ، دوست احباب ، اچھے پڑوسی ، علم وعقل ،فہم وفراست ، امانت ، دیانت ، فطانت ، متانت، شمائل وفضائل ، حسب ونسب ، سعادت منداور نیک اولاد ، اچھا روزگار ، گھر ، کاروبار،عزت ، دولت ،شہرت ، نیک نامی ، اچھی صحت ، اچھے رشتے دار، آنکھوں کا نور، سماعت ، بصارت وبصیرت ،فوادقلبی ،عبادت کی توفیق ، نیک عمل کی ہدایت ملازمین ومددگار، اچھی اورآرام دہ سواری اورآرام دہ زندگی کی گزر بسر کے وہ تمام لوازمات جوضرورت ، آرام اورآرائش میں شامل ہوں۔

ماہرین لغات کے مطابق ! ہر وہ شے جوکسی بھی ذی حیات کی نشونما میں معاون اور مددگار رہواس کو رزق کہا جاسکتا ہے۔

بارش کوبھی رزق کہا گیا کیونکہ اس کے برسنے سے زمین کی کھیتی لہلہاتی ہے آبی ذخائر میں اضافہ ہوتا ہے، قحط سالی کا خاتمہ ہوتا ہے انسان حیوان ، چرند و پرند اور سبزہ اس بارش سے استفادہ حاصل کرتے ہیں۔ ۱۸۳؎

مرتزقہ۔ سے مراد ایسے افراد جن کی تنخواہیں ، راشن یا دوسری کوئی اور سہولت مقرر اور طے شدہ ہو۔ ۱۸۴؎

یعنی سرکاری ملازمین ، یا فوجی جنھیں تنخواہ ، راشن اور دیگر کئی مراعات حاصل ہوتی ہیں۔

ابن فارس نے اس کے بنیادی معانی کسی فائدہ مند شے کو بروقت ادا کرنے کے بھی بیان کئے ہیں ہر عطا کی ہوئی چیز کوبھی عطیہ یعنی رزق کہا جاتا ہے۔

فقہائے کرام نے اسم الرزاق کی تین تعریفات بیان کی ہیں۔

ا۔علامہ خطابی فرماتے ہیں کے رزاق وہ ذات پاک ہے جس کے ذمہ کل مخلوقات کورزق دینے کی ذمہ داری ہے۔ ۱۸۵؎

۲۔اسم الرزاق اللہ کی وہ صفت ہے جو اپنی تمام مخلوقات کے لئے ناصرف روزی کا انتظام کرتی ہے بلکہ ان کے مقام پر رزق کو پہنچاتی بھی ہے۔ ۱۸۶؎

۳۔شیخ سعدی کہتے ہیں !الرزاق اپنی کل ملوقات جوبھی آسمانوں یا زمین میں ہیں انھیں رزق عطا کرتے ہیں۔

اسم الرزاق کا نظام کائنات میں کردار:

اللہ تعالی کی ایک صفت رزاقیت ہے لہٰذا تمام مخلوقات کو رزق پہنچانے کی ذمہ داری اللہ کی ہے نظام کائنات میں ہر ذی نفس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر ہے جیسے وہ جانتا ہے کے وہ اسے کہاں پہنچایا جائے گا رزق کا سلسلہ تو انسان کی پیدائش سے قبل ہی شرع ہوجاتا ہے یعنی ایک معمولی اور نا قابل تذکرہ نطفہ ماں کے وجود میں پل کر ایک انسان کا روپ دھارتا ہے پھر دنیا میں آنے کے بعد سے موت تک یہ سلسلہ جاری وساری رہتا ہے تاہم مرنے کے بعد بھی یہ سلسلہ منقطع نہیں ہوتا۔

اسی جانب قرآن کریم نے اشارہ کیا!

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۔

ترجمہ۔شہیدوں کو مردہ نہ جانو وہ زندہ ہیں اور ہمارے پاس سے رزق پاتے ہیں لیکن تمھیں اس کا شعور نہیں۔

جب قیامت قائم ہوجائے گی اور جنت جہنم کا فیصلہ کردیا جائے گا تو جنت میں جنتی عمدہ اور نفیس غذائیں اور مشروبات سے لطف اندوز ہوں گے دوسری جانب جہنمیوں کی غذا میں کھولتا ہوا پانی خون، پیپ،اور کڑوی کسیلی غذائیں شامل ہوں گی۔

جب ذی نفوس کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو یہ دیکھ کر عقل انسانی حیران اور ششدر رہ جاتی ہے کے اللہ تعالی کس طرح سے اپنی مخلوقات کا کفیل اور رزاق ہے یعنی پتھر میں بند کیڑا بھی اپنی غذا حاصل کررہا ہے،سیم،مٹر کی پھلی،سیب یا امرود میں موجود کیڑا اپنی غذا اللہ کے حکم سے حاصل کرتا ہے جبکہ وہاں نا آنے کا راستہ ہے اور نا جانے کا اسی طرح سے پودوں سے خارج شدہ آکسیجن انسان اور جانوروں کے لئے زندگی کا پیغام ہے جبکہ انسان کی خارج شدہ کاربن ڈائی آکسائیڈ پھول پودوں اور نباتات کی زندگی کا موجب ہے۔

علمائے باطن فرماتے ہیں قانون قدرت تو یہ ہے کے بھوکا پرندہ زمین پر اپنا پر نہیں مارتا اس سے قبل اس کی غذا کا انتظام اللہ کی جانب سے کردیا جاتا ہے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا! انسان رزق کو نہیں ڈھونڈتا ہے بلکہ رزق انسان کو تلاش کرتا ہے بالکل اسی طرح سے جیسے انسان کی موت اس کو تلاش کرتی ہے۔

کائنات کی ہر شے شعور رکھتی ہے اس میں زندگی موجود ہے وہ اپنے رب کو جانتی اور پہچانتی ہے، صبح وشام اپنے رب کی عبادت، تسبیح اور سجدہ کرتی ہے یعنی ثابت ہوا کے زندگی کا دارومدار سانس پر ہے اور ہر زندہ شے اپنی بقاء کے لئے غذا بھی حاصل کرتی ہے جیسے پودے، درخت، پانی اور سورج کی روشنی سے اپنی غذا حاصل کرتے ہیں زمین کی غذا مردار، انسان، جانوروں، درختوں اور چرند پرند کے مردہ بوسیدہ اور بدبودار اجسام ہیں یہ زمین کا بنی نوع انسان پر احسان عظیم ہے کے دنیا کی بدبودار غلاظت کو وہ اپنے اندر سمیٹ لیتی ہے۔

اللہ کی ذات پاک ہے اور اللہ پاک چیزوں کو پسند فرماتے ہیں چاہے وہ غذا ہو یا اس کے حصول کے ذرائع دونوں کی پاکیزگی ایمان کی شرط اور جنت سے مشروط ہے تاہم قرآن کریم نے غذا کی پاکیزگی کی جانب بڑی وضاحت سے مدلل پیغامات دیتے ہوئے کہا!

کھاؤ جو اللہ نے حلال اور پاکیزہ دیا ہے۔ ۱۸۷

دوسری جانب روزگار کے حصول میں بھی حلال اور حرام کی تمیز سکھاتے ہوئے بتایا!

وَ لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ

لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۠ ۔۱۸۸

ترجمہ۔ نا کھاؤ ایک دوسرے کے اموال کو ناجائز طریقے سے اور حکام کو رشوت نہ دو۔

دین اسلام نے زندگی کے ہر پہلو کی جانب رہنمائی فرمائی اور کوئی پہلو تشنہ نہ چھوڑا اسلام ہر طرح کے ناجائز امور کی سختی سے ممانیت کرتا ہے اسلام دولت کے کمانے کی کوئی حد مقرر نہیں کرتا ہے لیکن ناجائز ذرائع آمدن جیسے رشوت، سود، سٹہ بازی، ناپ تول میں کمی، جوا گانا بجانا، ذخیرہ اندوزی، چوری، ڈکیتی، اغواء برائے تاوان، دھوکہ دہی اور اسراف کی سختی سے ممانیت کرتا ہے۔

انسان کا رزق اس کے دنیا میں آنے سے قبل ہی طے کر دیا گیا اس میں کسی قسم کی کمی بیشی کی گنجائش نہیں۔

اسی حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! تین چیزیں انسان کی پیدائش سے قبل متعین کردی جاتی ہیں۔ا۔زندگی۔۲۔موت۔۳۔رزق۔۱۸۹؎

جب ہر انسان کا رزق طے ہو چکا تو اب ایک ہی صورت باقی رہتی ہے کے وہ اس متعین شدہ رزق کو حلال طریقے سے حاصل کرتا ہے یا حرام ذرائع سے یہ فیصلہ ہر انسان اپنی قوت ایمانی کی بدولت خود کرتا ہے باالفاظ دیگر انسان دنیا میں آنے کے بعد اللہ کے متعین کئے ہوئے رزق کو یا تو حلال کرتا ہے یا حرام۔

ارشادات خداوندی:

وَ مَا مِنۡ دَآبَّةٍ فِی الۡاَرۡضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزۡقُهَا وَ يَعۡلَمُ مُسۡتَقَرَّهَا وَ مُسۡتَوۡدَعَهَا كُلٌّ فِیۡ كِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ۔۱۹۰

ترجمہ۔زمین پر چلنے والے ہر جاندار کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر ہے وہ اس کے ٹھہرنے اور اس کے سپرد کئے جانے کی جگہ کو جانتا ہے اور یہ سب ایک روشن کتاب میں ہے۔

وَفِی السَّمَآءِ رِزۡقُكُمۡ وَ مَا تُوۡعَدُوۡنَ۔۱۹۱

ترجمہ۔آسمان میں تمھارا رزق ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الۡقُوَّةِ الۡمَتِیۡنُ۔۱۹۲

ترجمہ۔بے شک اللہ ہی سب سے بڑا رزق دینے والا اور سب سے زبردست قوت والا ہے۔

وَ جَعَلۡنَا لَكُمۡ فِیۡهَا مَعَایِشَ وَ مَنۡ لَّسۡتُمۡ لَهٗ بِرٰزِقِیۡنَ۔۱۹۳

ترجمہ۔ہم نے تمھارے لئے زمین میں روزی کے ذرائع دئے ہیں اور ان کے لئے بھی جن کے تم رزاق ہو۔

فَكُلُوۡا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّ اشۡكُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ اِیَّاهُ تَعۡبُدُوۡنَ۔۱۹۴

ترجمہ۔اس سے کھاؤ جو اللہ نے حلال اور پاکیزہ دیا ہے اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۔ ۱۹۵

ترجمہ۔ اے رسولو! پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو جو تم کرتے ہو میں جانتا ہوں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ ۔ ۱۹۶

ترجمہ۔ مسلمانو! اپنے درمیان اپنے بھائیوں کے مال کو ناحق نہ کھاؤ۔

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَ الطَّيِّبُ وَ لَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

ترجمہ۔ کہہ دو کے پاک اور ناپاک برابر نہیں ہیں اگرچہ تمھیں ناپاک کی بہتات اچھی لگتی ہے سوائے عقلمندوں کے اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔ ۱۹۷

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ وَ طَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ وَ طَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ وَ ۔ ۱۹۸

ترجمہ۔ آج تمہارے لئے پاکیزہ چیزیں حلال کردی گئیں، جن کو کتاب دی گئی ان کا کھانا تمھارے لئے حلال ہے اور تمھارا کھانا ان کے لئے حلال ہے مسلمانو! پاک چیزوں کو اللہ نے تمھارے لئے حلال کیا ہے انھیں اپنے اوپر حرام نہ کرو۔

فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔ ۱۹۹

ترجمہ۔ جو شخص حالت اضطراری میں ہو اس حال میں کے باغی اور حد سے آگے بڑھنے والا نہیں سو تیرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔

وَ لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۔ ۲۰۰

ترجمہ۔ نا کھاؤ ایک دوسرے کے اموال کو ناجائز طریقے سے اور حکام کو رشوت نہ دو۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۔ ۲۰۱

ترجمہ۔کھاؤ زمین کی پاک اورحلال چیزوں میں سے،مت چلو شیطان کے قدموں کے۔ بیشک وہ تمہارے لئے کھلا ہوا دشمن ہے۔

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ لَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَ مَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ۔٢٠٢

ترجمہ۔تم ہمارا دیا ہوا پاک رزق کھاؤ اوراس میں حد سے آگے نہ بڑھو ورنہ تم پر میرا غضب نازل ہوگا اور جس پر میرا غضب نازل ہوا وہ تباہ ہوا۔

وَ لَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۔٢٠٣

ترجمہ۔تم اپنی اولاد کو افلاس کے ڈر سے قتل نہ کرو ہم تم کو بھی رزق دیتے ہیں اوران کو بھی ان کا مارنا بہت بڑی خطاء ہے۔

رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

رزق کا دروازہ عرش تک پھیلا اور کھلا ہے اور اسباب معیشت بے حساب ہیں۔ ٢٠٤؎

عورت کو گھر میں خالی بیٹھنے کی جگہ چرخہ کا تنا اچھی کمائی کا ذریعہ ہے۔٢٠٥؎

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مالداروں کو حکم دیا کے وہ بکریاں پالیں اور غریبوں کو حکم دیا کے وہ مرغیاں پالیں

بہترین عمل حلال روزی کمانا ہے۔

ابن آدم کا یہ بنیادی حق ہے کے اس کے پاس رہنے کے لئے ایک گھر ہو پہننے کے لئے لباس اور کھانے کے لئے روٹی اور پینے کے لئے پانی ہو۔٢٠٦؎

حضرت کعب بن عیاضؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ہرامت کے لئے ایک فتنہ ہوتا ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے۔٢٠٧؎

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اگر ابن آدم کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں تو پھر بھی وہ چاہے گا کے اسے تیسری وادی بھی مل جائے اور مٹی کے سوا کوئی چیز اس کے منہ کو نہیں بھر سکتی ہے اور جو شخص توبہ کرے اللہ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔٢٠٨؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہ مسلمان کامیاب ہوگیا جس کو اس کی ضرورت کے مطابق رزق دیا گیا اور اللہ نے اس کو اس پر قانع کر دیا۔ ۲۰۹؂

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! زیادہ ساز و سامان سے غنا حاصل نہیں ہوتا ہے بلکہ غنا تو یہ ہے کہ جس کا دل غنی ہو۔ ۲۱۰؂

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب حضرت نوح علیہ السلام کی وفات کا وقت آیا تو آپ نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی!

اے میرے بیٹے! سبحان اللہ و بحمدہ پڑھتے رہا کرو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو رزق عطا فرماتے ہیں۔

رزق کے سولہ (۱۶) دروازے:

رزق کے حصول کے ۱۶ دروازے ہیں جو کے قرآن کریم اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہیں۔

۱۔ نماز:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب سجدہ میں ہوتا ہے سو تم سجدہ میں بکثرت دعا مانگا کرو۔ ۲۱۱؂

۲۔ استغفار:

ارشاد خداوندی ہے!

وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ
مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ۔ ۲۱۲

ترجمہ۔ اپنے رب سے معافی چاہو پھر اس کی طرف پلٹو، وہ تم پر آسمان کے دہانے کھول دے گا اور تمھاری موجودہ قوت پر مزید قوت کا اضافہ فرمادے گا۔

حضرت امام حسنؓ تشریف فرما تھے اور لوگ اپنے اپنے مسائل لے کر حاضر ہو رہے تھے کسی نے

کہا! حضرت خشک سالی ہے آپؓ نے فرمایا کے کثرت استغفار کرو کسی سائل نے کہا! حضرت تنگدست مفلس ہوں کچھ وظیفہ عطا کیجئے۔ آپ نے فرمایا! استغفار کی کثرت کرو کسی نے کہا! حضرت بے اولاد ہوں آپؓ نے فرمایا! استغفار کی کثرت کرو کسی نے کہا! بیمار ہوں آپؓ نے فرمایا کے استغفار کی کثرت کرو الغرض کے مسائل متفرق تھے لیکن آپ ان سب کا ایک ہی علاج یعنی کثرت استغفار تجویز فرما رہے تھے کثرت استغفار سے جب کھل کر بارش ہوگئی تو امیر معاویہ نے ایک شخص سے کہا جا کر پوچھو کے حضرت امام حسنؓ جو وظیفہ تجویز کر رہے ہیں اس کی سند کیا ہے؟ تو حضرت امام حسنؓ نے پوچھنے والے کے سامنے یہ آیت تلاوت فرمائی!

وَ يٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ۔ ۲۱۳

ترجمہ۔ اپنے رب سے معافی چاہو، پھر اس کی طرف پلٹو، وہ تم پر آسمان کے دہانے کھول دے گا اور تمھاری موجودہ قوت پر مزید قوت کا اضافہ فرمادے گا۔

۳۔ صدقہ اور زکوۃ:

وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۠ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ۔ ۲۱۴

ترجمہ۔ جو لوگ اللہ کی خوشنودی کی خاطر زکوۃ دیتے ہیں تو ایسے ہی لوگ اپنے مال کو دگنا کرنے والے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! زکوۃ سے اپنے اموال کی حفاظت کرو اور صدقات سے اپنے بیماروں کی دوا کرو اور مصائب کے لئے دعا کو تیار رکھو۔ ۲۱۵

حبان بن ابی جمیلہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو صدقہ سب سے زیادہ سرعت کے ساتھ آسمان پر چڑھتا ہے وہ یہ ہے کے انسان بہت عمدہ کھانا تیار کرے اور پھر اپنے مسلمان

بھائیوں کو کھلائے۔۲۱۶؎
حضرت علیؓ نے فرمایا! اللہ نے زکوۃ کو رزق کے لئے سبب کے طور پر واجب کیا ہے۔
اپنی دولت کی حفاظت زکوۃ کے ذریعے سے کرو۔

۴۔تقویٰ:

خشیت الٰہی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو چیز سب سے زیادہ جنت میں داخل کرے گی وہ خشیت الٰہی اور اچھا اخلاق ہے۔۲۱۷؎
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص خشیت الٰہی کی وجہ سے گناہ ترک کردے اللہ اس کو بہترین نعمتیں عطا فرماتے ہیں۔۲۱۸؎
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بکثرت استغفار سے اللہ اپنے بندوں کو ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتے ہیں جہاں اس بندے کا گمان بھی نہیں ہوتا۔۲۱۹؎

۵۔نفلی عبادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص پر تنگ دستی مسلط ہو تو اسے چاہئے کے وہ مجھ پر کثرت سے درود بھیجے اس لئے کے درود شریف تنگ دستی ختم کر کے کثرت رزق اور حاجات کو پورا کرنے کا سبب ہے۔۲۲۰؎
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ضعیف اور کمزور لوگوں کو ڈھونڈنے میں میری مدد کرو کیونکہ کمزور اور ضعیف کی وجہ سے ہی تمھیں رزق دیا جاتا ہے اور تمھاری مدد کی جاتی ہے۔۲۲۱؎
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر کسی شخص کے بہت گناہ ہوجائیں تو اسے چاہئے کے وہ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ پانی پلائے تاہم اس شخص کے اس عمل سے اس کے گناہ ایسے جھڑیں گے جیسے خزاں کے موسم میں خشک پتے۔۲۲۲؎
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے! میری امت کے بہترین لوگ وہ ہیں جو لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں

اوراس کھلانے میں ریا کاری یعنی دکھاوانہیں ہوتا۔ ۲۲۳؎

حضرت براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے دریافت کیا مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے کہ میں جنت میں داخل ہوجاؤں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بھوکے کو کھانا کھلاؤ پیاسے کو پانی پلاؤ اور نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو اور اگر تم ان کاموں کی طاقت نہیں رکھتے تو پھر اپنی زبان سے دوسروں کو تکلیف اور نقصان نہ پہنچاؤ۔ ۲۲۴؎

حضرت سعد بن عبادہؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سب سے افضل صدقہ پانی پلانا ہے۔ ۲۲۵؎

حضرت علیؓ نے فرمایا! رزق سخاوت میں پوشیدہ ہے لیکن لوگ اسے محنت میں تلاش کرتے ہیں۔ ۲۲۶؎

حضرت عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں! میں نے سب اعمال کو دیکھا مجھے کھانا کھلانے سے بڑھ کر کوئی چیز باعث اجر نظر نہیں آئی اگر پوری دنیا میرے ہاتھ میں ہوتی تو میں بھوکوں کو کھانا کھلاتا۔

۶۔حج اور عمرہ:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! حج اور عمرہ کرو کیونکہ یہ فقر اور گناہوں کو اس طرح سے مٹاتا ہے جس طرح سے بھٹی لوہے، چاندی اور سونے کے زنگ کو مٹاتی ہے۔ ۲۲۷؎

۷۔صلہ رحمی:

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص یہ چاہتا ہے کے اس کے رزق میں کشادگی کی جائے اور اس کی عمر میں اضافہ کیا جائے اس کو چاہئے کے وہ اپنے رشتے داروں سے میل جول رکھے۔ ۲۲۸؎

۸۔غرباء کی مدد:

صرف اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اپنے والدین، قرابت داروں،

یتیموں، مسکینوں، پڑوسیوں، اجنبی پڑوسیوں دوست احباب، مسافروں اور اپنے غلاموں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔۲۲۹؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بیواؤں اور مساکین کے لئے کوشش کرنے والا اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے یا اس شخص کی طرح ہے جو دن میں روزے رکھتا ہے اور رات کو عبادت کرتا ہے۔۲۳۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم لوگوں کو اللہ صرف اپنے کمزور اور معذور لوگوں کی دعاؤں کی وجہ سے رزق عطا کرتا ہے۔۲۳۱؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیا میں تمھیں افضل صدقہ نہ بتادوں؟ تم اپنی اس بیٹی کو صدقہ دو جو (شوہر کی موت یا طلاق کی وجہ سے) تمھارے پاس آ گئی ہو اور تمھارے سوا اس کا کوئی کمانے والا بھی نہ ہو۔ ۲۳۲؎

جس شخص کو اپنی بیٹیوں کی (پرورش اور تربیت) کی وجہ سے کوئی معمولی سی بھی تکلیف پہنچتی ہے تو یہ بیٹیاں اس کے لیے جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ ۲۳۳؎

حضرت علیؑ فرماتے ہیں! دیکھو یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو انھیں بھوک کی نوبت نہ آنے پائے۔ ۲۳۴؎

۹۔توکل:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر تم اللہ پر توکل کرو جیسا کے اس پر توکل کا حق ہے تو وہ تمھیں ایسی روزی عطا کرے جیسی روزی وہ پرندوں کو دیتا ہے یعنی پرندہ صبح بھوکا اٹھتا ہے اور شام کو وہ سیر ہو جاتا ہے اور تمھاری دعاؤں سے پہاڑ ٹل جائیں۔ ۲۳۵؎

حضرت علیؑ نے فرمایا! جو شخص بھی لوگوں سے بے نیازی کا اظہار کرتا ہے اللہ اسے دولت مند و بے نیاز کر دیتا ہے۔۲۳۶؎

۱۰۔شکر:

حضرت حکم بن عمیرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب تم نے الحمد اللہ رب اللعالمین کہا تو تم نے اللہ تعالی کا شکر ادا کر دیا اور اللہ تعالی تمھاری نعمت میں زیادتی کرے گا۔ ۲۳۷ے

۱۱۔گھر میں داخل ہوتے وقت مسکرانا اور سلام کرنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! گھر میں خوشدلی سے دال ہونے، اہل خانہ کو سلام کرنے اور گھر میں داخل ہوتے وقت سورہ اخلاص کو پڑھنے سے گھر میں خیر و برکت اور کشادگی پیدا ہوتی ہے۔ ۲۳۸ے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سلام پھیلاؤ، اچھی گفتگو کرو، صلہ رحمی کرو اور راتوں کو جب لوگ سو رہے ہوں۔تو تم قیام کرو تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ ۲۳۹ے

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا! اسلام کے کون سے حکم پر عمل کرنا سب سے زیادہ افضل ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم جس شخص کو پہچانتے ہو یا نہ پہچانتے ہو اس کو کھانا کھلاؤ اور سلام کرو۔ ۲۴۰ے

۱۲۔والدین کی فرمانبرداری:

وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا۔ ۲۴۱ے۔ترجمہ۔والدین کے ساتھ احسان کرو۔

وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۔ ۲۴۲

ترجمہ۔اللہ کی عبادت کرو، والدین کے ساتھ بھلائی کرو اور جب ان میں سے ایک یا دونوں تمھارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو تم ان کو اف تک نہ کرو اور نہ ہی ان کو جھڑکو اور ان سے ادب سے بات کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے! جب انسان ثواب کی نیت سے اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے تو اس کا یہ عمل بھی اس کے لئے صدقہ ہے۔ ۲۴۳؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب انسان اپنے والدین کے لئے دعا کرنا چھوڑ دیتا ہے تو اس کا رزق روک دیا جاتا ہے۔ ۲۴۴؎

۱۳۔ باوضو:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو بندہ باوضو سوتا ہے پھر رات میں کسی وقت اس کی آنکھ کھل جائے اور وہ اللہ سے دنیا یا آخرت کی کوئی دعا یا سوال کرے تو اللہ تعالی اس کی دعا کو قبول فرماتے ہیں۔ ۲۴۵؎

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیا میں ایسی چیز نا بتادوں جس کے سبب اللہ تعالی تمھاری خطائیں معاف فرمادے اور تمھارے درجات کو بلند فرمادے؟ صحابہ نے عرض کی کے کیوں نہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! جس وقت وضو کرنا مشکل اور ناگوار لگے اس وقت کامل وضو کرنا اور مساجد کی جانب بکثرت قدموں کا جانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا (اس عمل کا درجہ اللہ کی نظر میں ایسا ہے) جیسے کے کفار کی سرحد پر دین اسلام کی حمایت میں اپنا گھوڑا باندھنا۔ ۲۴۶؎

۱۴۔ چاشت کی نماز:

نماز چاشت کا وقت سورج ی بلندی کے بعد سے زوال تک ہے اس نماز کی بے حد فضیلت بیان کی گئی ہے جبکہ اس نماز کو ہمیشہ پڑھنے والے کے گناہ اگر سمندر کے جھاگ کے برابر بھی ہوں تو وہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور اس شخص کے لئے جنت میں محل بنایا جاتا ہے اس نماز کی کم از کم رکعتیں دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک ہر نماز اپنے سے پہلے گناہ کو مٹا دیتی ہے۔ ۲۴۷؎

نماز چاشت کے آخری سجدے میں ۴۰ مرتبہ یاوھاب ۲۱ دن تک پڑھنے سے اللہ تعالی حیرت

انگیز طور پر مال میں اضافہ فرماتے ہیں

۱۵۔سورہ واقعہ کی تلاوت:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص سورہ الواقعہ پڑھے گا اسے کبھی فاقہ نہ ہوگا۔۲۴۸

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سورہ واقعہ تونگری کی سورۃ ہے لہٰذا اس کو پڑھو اور اپنی اولاد کو بھی سیکھاؤ۔۲۴۹

۱۶۔دعا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! جو شخص بھی اپنے مسلمان بھائی کے لئے دعا کرتا ہے اللہ تعالی اس دعا کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے اور جب بھی وہ اپنے بھائی کے لئے دعا کرتا ہے تو وہ فرشتہ آمین کہتا ہے اور کہتا ہے، تیرے لئے بھی ایسا ہی ہو۔۲۵۰

حضرت سلیمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں، میں نے تورات میں پڑھا تھا کے کھانے کے بعد ہاتھ دھونے سے کھانے میں برکت ہوتی ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونے اور کلی کرنے سے کھانے میں برکت ہوتی ہے۔۲۵۱

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو یہ چاہتا ہے کے اللہ تعالی اس کے گھر میں خیر کی کثرت کرے اس کو چاہئے کے وہ کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھوئے اور کلی کرے۔۲۵۲

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی اس بندے سے راضی ہوتا ہے جب وہ کوئی چیز کھا کر یا پی کر اس پر اللہ تعالی کی حمد کرتا ہے۔۲۵۳

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! اگر تمھاری اللہ کے پاس کوئی حاجت ہے تو اپنا سوال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوۃ پڑھ کر شروع کرو اور پھر اپنی حاجت بیان کرو بلاشبہ اللہ اس چیز سے بزرگ و برتر ہے کہ اس سے دو سوال کئے جائیں ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوۃ اور دوسری اپنی حاجت اور وہ ان میں سے ایک کو قبول کر لے اور دوسرے کو رد کر دے ضرورت سے زیادہ کا سوال نہ کرو اور مل جانے سے زیادہ طلب نہ کرو۔ ۲۵۴؂

تمام حمد وثناء اللہ کے لئے ہے تمام مخلوق جس کا کنبہ ہے وہ ہی اپنی ساری مخلوقات کے رزق کا ذمہ دار ہے اسی نے سب کی روزی کو مقرر کر رکھا ہے وہ دست طلب کے نہ بڑھنے پر بھی اتنا ہی کریم ہے جتنا دست سوال کے بڑھنے پر۔ ۲۵۵؂

ہر انسان کے مقدر میں جو کم یا زیادہ ہوتا ہے وہ ہر روز انسان پر بارش کے قطروں کی طرح آسمان سے امر الٰہی کی شکل میں نازل ہوتا ہے۔ جس کی عقل بڑھ جاتی ہے اس کا نصیب گھٹ جاتا ہے اور جیسے بھی بکثرت عقل دی گئی، اللہ اس کا حساب اس کے رزق میں کر لیتا ہے۔ کتنے ہی ایسے لوگ ہیں کے جنھوں نے اپنے آپ کو تھکا ڈالا مگر پھر بھی روزگار ان پر تنگ ہی رہا اور کتنے ہی ایسے لوگ ہیں کے جو طلب رزق میں میانہ رو رہے مگر تقدیر نے ان کا ساتھ دیا اللہ تعالی نے اپنے مومن بندوں کے لئے رزق صرف ایسی جگہوں پر قرار دیا ہے جہاں سے وہ گمان نہیں کر سکتے۔ ہر انسان کا رزق اس کی موت کی طرح اس کا مقدر ہے۔

اگر رزق عقل و دانش کے اعتبار سے ملتا تو بے وقوف اور جانور زندہ ہی نہ رہتے۔

اپنی غذا کم کرو۔ امراض خود بخود کم ہو جائیں گے اور باتیں کم کیا کرو تم ملامت سے بچے رہو گے۔

کم کھانا جسم کو امراض سے محفوظ رکھتا ہے جس کی غذا کم ہوگی اس کی اذیتیں بھی کم ہوں گی۔

ہمیشہ پیٹ بھر کر کھانا کھانا مختلف تکالیف کا باعث ہوتا ہے۔

زیادہ کھانا پرخوری کی شدید آرزو کی وجہ سے ہوتا ہے اور زیادہ کھانے کی آرزو بدترین عیوب میں شمار ہوتی ہے۔

زیادہ سونا اور زیادہ کھانا نفس کو تباہ کر دیتا ہے اور یہ دونوں ہی عادتیں حد درجہ مضر ہیں۔

پرخوری سے بچے رہو کیونکہ یہ دلوں میں سختی، نماز میں تساہلی اور فساد جسم کا سبب ہے۔

اللہ کے نزدیک دشمن ترین وہ بندہ ہے جس کا سب کچھ اس کا پیٹ اور اس کی شرم گاہ ہو۔ ۲۵۶؂

رزق دو طرح کا ہوتا ہے ایک جسے انسان تلاش کرے دوسرا جو انسان کو تلاش کرے۔
تھوڑے رزق کی نا قدری نہ کرو ورنہ رزق کثیر سے محروم ہو جاؤ گے۔
چنانچہ جو شخص دنیا کا طلب گار رہے موت اس کو ڈھونڈتی ہے اور جو آخرت کا طلبگار رہے اسے دنیا اور رزق تلاش کرتے ہیں یہاں تک کے ایسے شخص کو مال اور اعلیٰ درجے کی روزی (اور اللہ کی خوشنودی) حاصل ہو جاتی ہے۔۲۵۷؎
امام حسنؑ نے فرمایا! مخلوق کا رزق چوتھے آسمان پر ہے، یہ رزق ہر مخلوق کی تقدیر کے مطابق نازل ہوتا ہے اور تقدیر کے مطابق ہی زیادہ کر دیا جاتا ہے۔
حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا! روزی نہ کمانے والے کی اللہ عبادت اور دعا قبول نہیں فرماتا، تلاش معاش تم پر واجب ہے۔
حضرت امام شافعیؒ نے رزق میں اضافے کے چار اصول بیان فرمائے ہیں۔
۱۔نماز تہجد کی پابندی
۲۔استغفار کی کثرت۔
۳۔صدقہ دینا
۴۔ذکر الٰہی کی کثرت۔۲۵۸؎

اہم نکتہ:

ہر انسان کی طرح مہمان کی بھی عزت نفس ہوتی ہے اور کسی دوسری جگہ جا کر وہ لوگوں سے ان کی توجہ کا طالب ہوتا ہے ممکن ہے مہمان دور دراز کا سفر کر کے آیا ہو ایسے میں وہ کافی زود حسی کا شکار بھی ہوتا ہے اور اس کو میزبان کی توجہ کی ضرورت ہوتی ہے چنانچہ میزبان پر لازم ہے کے وہ اپنے مہمان کی ضروریات کا خیال رکھے اور اس کے ساتھ اچھا رویے کا مظاہرہ کرے، چنانچہ مہمان کی عزت افزائی عین عبادت ہے۔
واصف علی واصف فرماتے ہیں! جب کمائی نا ہو اور رزق حلال موجود ہو تو ایسے رزق کو رزق کریم کہتے ہیں۔

تاہم رزق کا تعلق انسان کی قابلیت سے نہیں بلکہ رب کی عطا سے ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس گھر میں مہمانوں کو کھانا کھلایا جاتا ہے وہاں خیر یعنی رزق، برکت اور بھلائی اتنی تیزی سے پہنچتی ہے جتنی تیزی سے چھری بھی اونٹ کے کوہان کو طرف نہیں پہنچتی۔۲۵۹؎

حوالہ کتب:

۱۔سورہ الذاریات۔آیت۔۱۔

۲۔ الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔ج۔۴۔ص۔۱۷۶۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۳۔سورہ الذاریات۔آیت۔۷۔

۴۔نہج البلاغہ۔(خطبات حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم)۔مرتب۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔خطبہ۔۱۸۷۔ص۔۵۰۴۔مکتبہ۔امامیہ کتب خانہ۔

۵۔وقت۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۵۲۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔

۶۔نہج البلاغہ۔(خطبات حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم)۔مرتب۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔خطبہ۔۸۹۔ص۔۲۶۱۔۲۶۴۔مکتبہ۔امامیہ کتب خانہ

۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۸۔

۸۔سورہ النساء۔آیت۔۱۵۸۔

۹۔سورہ انعام۔آیت۔۱۱۲۔

۱۰۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۔

۱۱۔۴۸۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۱۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔

۱۳۔سورہ طلاق۔آیت۔۱۲۔

۱۴۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۲۔

۱۵۔سورہ المومنون۔آیت۔۱۷۔

۱۶۔سورہ نوح۔آیت۔۱۵۔

۱۷۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۴۴۔

(احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۱۔اشاعت۔شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی

ملتان۔ ۲۰۰۴ء)۔
۱۸۔کشکول۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۱۹۔سورہ الذاریات۔آیت۔۱۸۔
۲۰۔لغات القرآن۔غلام پرویز۔طلاع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۱۔شان الدعاء۔لابی سلیمان حمد بن محمد خطابی الحافظ۔ص۔۲۵۔دارالمامون التراث.
۲۲۔النھج الاسمیٰ فی شرح اسماء الحسنیٰ۔الشیخ محمد الحمود النجدی۔ج۔۱۔ص۔۱۷۵۔مکتبہ الامام الذہبی الکویت۔
۲۳۔مجمع الزوائد۔حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ)۔رقم الحدیث۔۱۷۵۲۱۔مطبوعہ دارلکتاب العربی بیروت۔۱۴۰۲ھ۔
۲۴۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۵۳۔
۲۵۔سورہ آل عمران۔آیت۔۸۹۔
۲۶۔سورہ التوبہ۔آیت۔۳۔
۲۷۔سورہ النساء۔آیت۔۴۰۔
۲۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۲۲۔
۲۹۔سورہ نوح۔آیت۔۱۰۔
۳۰۔سورہ نوح۔آیت۔۱۱۔
۳۱۔سورہ نوح۔آیت۔۱۲۔
۳۲۔سورہ نوح۔آیت۔۱۲۔
۳۳۔سورہ نوح۔آیت۔۱۲۔
۳۴۔سورہ نوح۔آیت۔۱۲۔
۳۵۔سورہ ہود۔آیت۔۳۔
۳۶۔سورہ ہود۔آیت۔۵۲۔
۳۷۔مجمع الزوائد۔حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ)۔رقم الحدیث۔۱۷۵۲۱۔مطبوعہ دارلکتاب العربی بیروت۔۱۴۰۲ھ۔
۳۸۔سورہ المائدہ۔آیت۔۹۔
۳۹۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۸۲۔
۴۰۔سورہ انفال۔آیت۔۴۔
۴۱۔سورہ تحریم۔آیت۔۸۔
۴۲۔سورہ توبہ۔آیت۔۱۰۴۔
۴۳۔سورہ شوریٰ۔آیت۔۲۵۔
۴۴۔سورہ فرقان۔آیت۔۷۱۔
۴۵۔سورہ التین۔آیت۔۴۔۵۔

۴۶۔سورہ بلد۔آیت۔۴۔
۴۷۔سورہ فرقان۔آیت۔۷۰۔
۴۸۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔کتاب الایمان۔رقم الحدیث۔۳۱۴۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۴۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۵۰۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۵۳۸۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۱۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔رقم الحدیث۔۴۲۵۰۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۵۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔رقم الحدیث۔۲۷۰۲۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۵۳۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔رقم الحدیث۔۲۸۱۴۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۵۴۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔رقم الحدیث۔۴۲۵۰۔مطبوعہ دار الفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۵۵۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔رقم الحدیث۔۱۵۱۷۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۶۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۲۸۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۵۷۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دار الفکر۔بیروت۔ ۱۴۱۵ھ۔
۵۸۔سورہ ھود۔آیت۔۱۴۔
۵۹۔سورہ ہود۔آیت۔۱۱۴۔
۶۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ا
۶۱۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۶۲۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔رقم الحدیث۔۱۵۱۷۔ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۶۳۔سورہ الزمر۔آیت۔۵۳۔
۶۴۔الجامع الاحکام القرآن۔جز۔۲۰۔ص۔۸۵۔
۶۵۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ا

٦٦۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۲۱ھ۔
٦٧۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
٦٨۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳٦۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
٦٩۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۷۰۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲٦۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۷۱۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۷۲۔مجمع الزوائد۔حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ) مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت۔
۷۳۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲٦۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ا
۷۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۲۱ھ۔
۷۵۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔رقم الحدیث۔۱۵۱۷۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷٦۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵٦ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۷۷۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۷۸۔سورہ ہود۔آیت۔۵۱۔
۷۹۔سورہ الذاریات۔آیت۔۲۰۔
۸۰۔سورہ الذاریات۔آیت۔۲۱۔
۸۱۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۸۲۔تفسیر کبیر۔امام فخر الدین محمد بن عمر رازی (متوفی۔٦۰٦ھ) ج۔۱۰۔ص۔۵۰۴۔داراحیاء التراث العربی، بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۸۳۔سورہ النحل۔آیت۔٦٦۔
۸۴۔سورہ یوسف۔آیت۔۴۳۔
۸۵۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۔
۸٦۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۸۷۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۲۵۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۸۸۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۷۔
۸۹۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۹۔
۹۰۔سورہ النباء۔آیت۔۸۔
۹۱۔سورہ النسا۔آیت۔ا۔
۹۲۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۸۷۔

۹۳۔سورہ روم۔آیت۔۲۰۔۲۱
۹۴۔سورہ النجم۔آیت۔۴۵۔
۹۵۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۹۔
۹۶۔سورہ النبا۔آیت۔۸۔
۹۷۔سورہ فجر۔آیت۔۳۔
۹۸۔سورہ النباء۔آیت۔۸۔
۹۹۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۸۷۔اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین یونیورسٹی ملتان۔۲۰۰۴ء۔
۱۰۰۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۹۲۔اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین یونیورسٹی ملتان۔۲۰۰۴ء۔
۱۰۱۔سورہ الذاریات۔آیت۔۵۶۔
۱۰۲۔سورہ ارحمن۔آیت۔۳۹۔
۱۰۳۔سورہ انعام۔آیت۔۱۱۲۔
۱۰۴۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۵۳۔
۱۰۵۔سورہ رعد۔آیت۔۳۔
۱۰۶۔سورہ یٰسین۔آیت۔۳۶۔
۱۰۷۔تدبر قرآن۔شیخ امین احسن اصلاحی۔مطبوعہ فاران فاؤنڈیشن۔لاہور۔
۱۰۸۔سورہ الذارایت۔آیت۔۴۹۔
۱۰۹۔سورہ الذاریات۔آیت۔۵۶۔
۱۱۰۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۱۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۸۶۔
۱۱۳۔سورہ الذاریات۔آیت۔۵۵۔
۱۱۴۔سورہ الذاریات۔آیت۔۵۶۔
۱۱۵۔سورہ الذاریات۔آیت۔۵۷۔
۱۱۶۔سورہ النحل۔آیت۔۳۶۔
۱۱۷۔سورہ مریم۔آیت۔۴۴۔
۱۱۸۔سورہ یوسف۔آیت۔۴۰۔
۱۱۹۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۲۰۔سورہ الذاریات۔آیت۔۵۶۔
۱۲۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔

۱۲۲۔فضائل درود شریف۔
۱۲۳۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔
۱۲۴۔سورہ احقاف۔آیت۔۱۵۔
۱۲۵۔القرآن۔
۱۲۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۲۷۔جمع الجوامع۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۲۱ھ۔
۱۲۸۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۲۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔
۱۳۰۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۱۳۱۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۱۳۲۔القرآن
۱۳۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۳۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۳۵۔ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دار الفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۱۳۶۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۱۳۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۳۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۷۷۔
۱۳۹۔سورہ النساء۔آیت۔۳۶۔
۱۴۰۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۱۴۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۲۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ
۱۴۳۔سورہ النساء۔آیت۔۳۶۔
۱۴۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۵۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۱۴۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۷۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ
۱۴۸۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۴۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۵۰۔سورہ النساء۔آیت۔۳۴۔
۱۵۱۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ

۱۵۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۵۳۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۱۵۴۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۳۱۔
۱۵۵۔سورہ انعام۔آیت۔۱۵۱۔
۱۵۶۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ
۱۵۷۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ
۱۵۸۔سورہ النساء۔آیت۔۳۔
۱۵۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۶۰۔الفردوس بما ثور الخطاب۔امام ابوشجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ الدیلمی۔(متوفی ۵۰۹ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۶ھ۔
۱۶۱۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۱۶۲۔نہج البلاغہ (خطبات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم)۔مطبوعہ ایران ومطبوعہ کراچی۔
۱۶۳۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ
۱۶۴۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ
۱۶۵۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۱۶۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۶۷۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۶۸۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۱۶۹۔تاریخ بغداد۔حافظ ابوبکر علی بن خطیب بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ)۔ج۔۱۔ص۔۲۶۶۔۔مطبوعہ دارالفکر
۱۷۰۔ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۱۷۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۷۲۔ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۱۷۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۷۴۔سنن نسائی۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ)۔مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۱۲ھ۔
۱۷۵۔القرآن۔۸:۵۸۔
۱۷۶۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۷۷۔تحفۃ العقول۔ص۔۱۴۴۔
۱۷۸۔تحفۃ العقول۔ص۔۶۴۴۔
۱۷۹۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۱۸۰۔افکار اقبال (تشریحات جاوید)۔ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال۔ص۔۲۲۔سنگ میل پبلی کیشنز لاہور۔

۱۸۱۔کلیات اقبال۔(فارسی۔اسرار خودی)۔ڈاکٹر محمد اقبال۔ترتیب وترجمہ۔پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی ص۔۷۶۔ مکتبہ دانیال لاہور۔سن ندار۔
۱۸۲۔سورہ الذاریات۔آیت۔۵۸۔
۱۸۳۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی(متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ۔مصر۔۱۳۰۶ھ۔
۱۸۴۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی(متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ۔مصر۔۱۳۰۶ھ۔
۱۸۵۔تفسیر سورہ العنکبوت۔آیت۔۶۰۔
۱۸۶۔البدایۃ والنھایہ۔اسماعیل بن کثیر الدمشقی۔ج۔۲۔ص۔۲۱۹۔داراحیاء التراث العربی۔
۱۸۷۔سورہ النحل۔آیت۔۱۱۴۔
۱۸۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۸۸۔
۱۸۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۹۰۔سورہ ہود۔آیت۔۶۔
۱۹۱۔سورہ الذاریات۔آیت۔۲۲۔
۱۹۲۔سورہ الذاریات۔آیت۔۵۸۔
۱۹۳۔سورہ الحجر۔آیت۔۲۰۔
۱۹۴۔سورہ النحل۔آیت۔۱۱۴۔
۱۹۵۔سورہ المومنون۔آیت۔۵۱۔
۱۹۶۔سورہ النسا۔آیت۔۲۹۔
۱۹۷۔سورہ المائدہ۔آیت۔۱۰۰۔
۱۹۸۔سورہ المائدہ۔آیت۔۵۔
۱۹۹۔سورہ الانعام۔آیت۔۱۴۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۷۳۔سورہ المائدہ۔آیت۔۳۔سورہ الانعام۔آیت۔۱۴۵۔سورہ النمل۔آیت۔۱۱۵۔
۲۰۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۸۸۔
۲۰۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۶۸۔
۲۰۲۔سورہ طحہ۔آیت۔۸۱۔
۲۰۳۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۳۱۔
۲۰۴۔کنوز الحقائق۔امام عبدالروف بن علی المناوی(متوفی ۱۰۳۱ھ)مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔بیروت۔
۲۰۵۔کنوز الحقائق۔امام عبدالروف بن علی المناوی(متوفی ۱۰۳۱ھ)مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔بیروت۔
۲۰۶۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی(متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۰۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی(متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۲۳۴۸۔مطبوعہ دارالفکر
۲۰۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔رقم الحدیث۔۶۴۴۶۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم۔

۲۰۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۴۸۸۔مطبوعہ دارالفکر
۲۱۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔رقم الحدیث۔۶۴۴۶۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم۔
۲۱۱۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔رقم الحدیث۔۴۸۲۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۲۱۲۔سورہ ہود۔آیت۔۵۲۔
۲۱۳۔سورہ ہود۔آیت۔۵۲۔
۲۱۴۔سورہ روم۔آیت۔۳۹۔
۲۱۵۔المعجم الکبیر۔امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔ج۔۱۰۔رقم الحدیث۔۱۰۱۹۶۔مطبوعہ داراحیاالتراث العربی۔بیروت۔
۲۱۶۔کنز العمال۔علامہ علی تقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری (متوفی ۹۷۵ھ)۔ج۔۶۔ص۔۴۲۴۔مطبوعہ موسستہ الرسالہ بیروت۔
۲۱۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۱۶۳۶۹۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔
۲۱۸۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکراحمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۱۹۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکراحمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۲۰۔فضائل درود۔
۲۲۱۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۲۲۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکراحمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۲۳۔الفردوس بما ثور الخطاب۔امام ابوشجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ الدیلمی (متوفی ۵۰۹ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۰۶ھ۔
۲۲۴۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکراحمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۲۵۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۲۲۶۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۲۲۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔
۲۲۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۲۹۔سورہ النسا۔آیت۔۳۶۔
۲۳۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۳۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔

۲۳۲۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ(متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔
۲۳۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۳۴۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۲۳۵۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی(متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۳۶۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۲۳۷۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری(متوفی ۳۱۱ھ)۔ج۔ا۔ص۔۹۰۔مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت۔۱۴۰۹ھ۔۔
۲۳۸۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی(متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۳۹۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل(متوفی ۲۴۱ھ)مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۲۴۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۴۱۔سورہ النساء۔آیت۔۳۶۔
۲۴۲۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۲۳۔
۲۴۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۴۴۔جمع الجوامع۔حافظ جلال الدین سیوطی(متوفی ۹۱۱ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۲۱ھ
۲۴۵۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ(متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔
۲۴۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری(متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۴۷۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل(متوفی ۲۴۱ھ)مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۲۴۸۔مشکوۃ۔امام ولی الدین تبریزی(متوفی ۷۴۲ھ)۔مطبوعہ اصح المطابع دہلی۔دارارقم۔بیروت۔
۲۴۹۔الفردوس بماثور الخطاب۔امام ابوشجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ الدیلمی۔(متوفی ۵۰۹ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۰۶ھ۔
۲۵۰۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری(متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۵۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی(متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۵۲۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ(متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔
۲۵۳۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری(متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۵۴۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۲۵۵۔نہج البلاغہ۔خطبات حضرت علیؑ۔مترجم۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔خطبہ نمبر۔۸۹۔ص۔۲۶۴۔مکتبہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔سن ندارد۔
۲۵۶۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر

تبلیغات اسلامی تہران۔ ۱۴۲۴ھ۔
۲۵۷۔نہج البلاغہ ۔ خطبات حضرت علیؑ ۔ مترجم ۔ حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین ۔خطبہ نمبر۔۱۳۱۔ص۔ ۹۴۴۔مکتبہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔سن ندارد۔
۲۵۸۔مسند امام شافعی۔
۲۵۹۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔

۵۲۔سورہ الطُّوۡر (سرسبز پہاڑ کا نام)

نام:

وَ الطُّوۡرِ ۔عربی زبان کا لفظ ہے، تاہم اس نام کا ایک سرسبز پہاڑ بھی ہے، اگر پہاڑ سرسبز نہ ہوتو اسے طور نہیں کہتے ہیں۔

جبل طور وای سینا میں واقع ہے، جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کی تجلی کا دیدار ہو۔

شان نزول:

سورہ الطُّوۡر مکی سورہ ہے، جس میں کل آیات کی تعداد ۴۹ ہے جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۲ ہے۔

مضامین:

۱۔کوہ الطُّوۡر۔

۲۔الۡبَيۡتِ الۡمَعۡمُوۡرِ۔

۳۔عبادات۔

۴۔رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کرنے والوں کو عذاب کی وعید۔

۵۔مومنین اور صالحین کو جزا کی نوید۔

۶۔مشرکین کے نظریات کا رد اور صبر کا حکم۔

۷۔والبحر المسجور۔

کوہ طور:

اللہ تعالی نے سورہ الطُّوْر میں کوہ طور کی قسم کھائی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں! وَ الطُّوْرِ سے مراد ہے ایک پہاڑ۔ ۱؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کوہ الطُّوْر جنت کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے۔ ۲؎

حضرت عمرو بن عوفؓ اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کوہ الطُّوْر جنت کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے۔

ام سلمہ مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، وَ الطُّوْرِ سریانی زبان میں پہاڑ کو کہتے ہیں۔

علماء کرام نے فرمایا! کوہ طور اس پہاڑ کا نام ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا اور اسی پہاڑ پر انھیں اللہ نے تورات عطا فرمائی۔ ۳؎

اللہ تعالیٰ نے اس پہاڑ کی قسم اٹھائی تاکہ اس کی شرافت اور کرامت کو ظاہر اور بیان کیا جا سکے، تاہم کوہ طور جنت کے پہاڑوں میں سے ایک معزز پہاڑ ہے۔

حضرت عمرو بن عوفؓ سے وہ اپنے باپ اور دادا سے رویت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! چار پہاڑ جنت کے پہاڑوں میں سے ہیں۔ ۱۔ جبل احد یہ ہم سے محبت کرتا ہے۔ ۲۔ جبل جودی بھی جنت کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے۔ جبل طور۔

مقاتل بن حیان نے کہا! دو طور ہیں۔ ۱۔ طور سینا۔ ۲۔ طور زینا۔ یہ دونوں پہاڑ انجیر اور زیتون کو اگاتے ہیں۔

ایک قول کے مطابق! مدین میں زنیر نامی ایک پہاڑ ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کی۔

علماء کرام لکھتے ہیں، مدین ارض مقدسہ میں ہے، جو حضرت شعیب علیہ السلام کا گاؤں ہے۔

دوسرے قول کے مطابق! طور سے مراد ہر وہ پہاڑ ہے جو کسی چیز کو اگائے اور جس پہاڑ پر کوئی چیز نہ اگے وہ طور نہیں۔ ۴؎

کوہ طور کے حوالے سے ارشادات خداوندی:

وَ الطُّوْرِ ۔۵؎۔ترجمہ۔قسم ہے طور کی۔

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَكُمْ وَ رَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ خُذُوْا مَآ اٰتَیْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّ اذْكُرُوْا مَا فِیْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۔۶

ترجمہ۔جب ہم نے تم سے عہد (کر) لیا اور کوہ طور کو تم پر اٹھا کھڑا کیا (اور حکم دیا) کہ جو کتاب ہم نے تم کو دی ہے اس کو زور سے پکڑے رہو اور جو اس میں (لکھا ہے) اسے یاد رکھو تا کہ (عذاب سے) محفوظ رہو۔

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَكُمْ وَ رَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ۔۷

ترجمہ۔جب ہم نے تم (لوگوں) سے عہد واثق لیا اور کوہ طور کو تم پر اٹھا کھڑا کیا۔

وَ رَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِیْثَاقِهِمْ ۔۸

ترجمہ۔ان سے عہد لینے کو ہم نے ان پر کوہ طور اٹھا کھڑا کیا۔

وَ لَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِیْقَاتِنَا وَ كَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْۤ اَنْظُرْ اِلَیْكَ ؕ قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ وَ لٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّاۤ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَیْكَ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۔۹

ترجمہ۔جب موسیٰ ہمارے مقرر کئے ہوئے وقت پر (کوہ طور پر) پہنچے اور ان کے پروردگار نے ان کے کلام کیا تو کہنے لگے کے اے پروردگار مجھے (جلوہ) دکھا کہ میں تیرا دیدار (بھی) دیکھوں۔ (پروردگار نے) فرمایا تم مجھے ہرگز نہ دیکھ سکو گے ہاں پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو اگر یہ اپنی جگہ قائم رہا تو تم مجھ کو دیکھ سکو گے جب انکا پروردگار پہاڑ پر نمودار ہوا تو (تجلی انور ربانی نے) اس کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ بیہوش ہو کر پڑے جب ہوش میں آئے تو کہنے لگے کہ تیری ذات پاک ہے اور میں تیرے حضور میں توبہ کرتا ہوں اور جو ایمان لانیوالے ہیں ان میں سب سے اول ہوں۔

وَ نَادَیْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَیْمَنِ وَ قَرَّبْنٰهُ نَجِیًّا ۔۱۰

ترجمہ۔ ہم نے ان کو طور کی داہنی جانب پکارا اور باتیں کرنے کے لئے نزدیک بلایا۔

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَ وٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰى۔ ١١

ترجمہ۔ اے قوم بنی اسرائیل! ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے نجات دی اور (تورات دینے کے لئے) تم سے کوہ طور کی داہنی طرف مقرر کی اور تم پر من اور سلویٰ نازل کیا۔

وَ شَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَ صِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ۔ ١٢

ترجمہ۔ وہ درخت بھی (ہم ہی نے پیدا کیا) جو طور سینا میں پیدا ہوتا ہے یعنی (زیتون کا درخت) کھانے والوں کے لئے روغن اور سالن لئے ہوئے اگتا ہے۔

فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَ سَارَ بِاَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا۔ ١٣

ترجمہ۔ جب موسیٰ نے مدت پوری کر دی اور اپنے گھر والوں کو لے کر چلے تو طور کی طرف سے آگ دکھائی دی۔

الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ:

اللہ نے آسمان پر موجود الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ جو فرشتوں کا خانہ کعبہ ہے اس کی قسم کھاتے ہوئے فرمایا!

وَّ الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ۔ ١٤؎ ۔ترجمہ۔قسم ہے الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ساتویں آسمان میں موجود ہے، جس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں، لیکن یہ فرشتے قیامت تک دوبارہ یہاں نہ لوٹ سکیں گے۔ ١٥؎

اَلْبَیْتِ الْمَعْمُوْرِ میں فرشتوں کی عبادت:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! آسمان میں گھر ہے جس کو معمور کہا جاتا ہے، یہ بالکل خانہ کعبہ کی سیدھ میں واقع ہے، چوتھے آسمان میں ایک نہر ہے جس کو حیوان کہا جاتا ہے۔ اس میں حضرت جبرائیل علیہ السلام ہر روز داخل ہوتے ہیں، وہ اس نہر میں خوب غوطے لگاتے ہیں اور جب اپنے پیروں کو جھاڑتے ہیں تو اس سے ستر ہزار قطرے گرتے ہیں، جس کے ہر قطرے سے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا فرماتے ہیں اور انھیں بَیْتِ الْمَعْمُوْرِ کے پاس نماز پڑھنے کا حکم دیا جاتا ہے، تاہم یہ فرشتے قیامت تک پھر دوبارہ کثرت ملائکہ کی وجہ سے بیت المعمور نا جاسکیں گے۔ ۱۶؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! وَّ الْبَیْتِ الْمَعْمُوْرِ آسمان میں ہے، جس کو ضراح کہا جاتا ہے۔ یہ بیت الحرام کی بالکل سیدھ میں ہے، یعنی اگر یہ زمین پر آجائے تو بیت اللہ کی چھت پر آ کر رکے، یہاں ہر روز ستر ہزار فرشتے آ کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور وَّ الْبَیْتِ الْمَعْمُوْرِ کو آسمان میں اتنی ہی حرمت ہے جتنی خانہ کعبہ کو زمین میں حرمت ہے۔ ۱۷؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ الکریم سے ایک شخص نے پوچھا، وَّ الْبَیْتِ الْمَعْمُوْرِ کیا ہے؟ تو آپؓ نے فرمایا! آسمان میں اللہ کا ایک گھر ہے جس کو صراح کہا جاتا ہے، یہ خانہ کعبہ کے اوپر اس کی بالکل سیدھ میں واقع ہے، وَّ الْبَیْتِ الْمَعْمُوْرِ کی حرمت آسمان میں اسی طرح ہے جیسے بیت اللہ کی حرمت زمین میں ہے، یہاں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں، جو دوبارہ کبھی اس کی طرف نا لوٹ سکیں گے۔ ۱۸؎

ضحاکؒ نے بیان کیا، وَّ الْبَیْتِ الْمَعْمُوْرِ جنت سے نازل کیا گیا تھا جو مکہ مکرمہ میں آباد تھا تاہم ایک عظیم سیلاب آیا تو اللہ نے اس گھر کو آسمان میں اٹھالیا تاہم وَّ الْبَیْتِ الْمَعْمُوْرِ اب چھٹے آسمان میں ہے، جس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے عبادت کے لئے داخل ہوتے ہیں، جو دوبارہ پھر کبھی یہاں لوٹ کر نہیں آئیں گے۔ ۱۹؎

عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں، وَّ الۡبَیۡتِ الۡمَعۡمُوۡرِ کعبہ کے بالکل سیدھ میں واقع ہے، جس میں سے اگر کوئی چیز نیچے گر پڑے تو اس (بیت اللہ پر ہی گرے گی اس میں ہر دن ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں اور اس کا حرم اس کے حرم کے بالمقابل ہے جو کہ عرش تک ہے اور آسمان میں قدم رکھنے کی جگہ بنی نہیں ہے مگر یہ کہ جس میں کوئی فرشتہ (اللہ کی عبادت میں) سجدہ کر رہا ہے یا قیام کر رہا ہے۔ ۲۰؎

قتادہؓ بیان کرتے ہیں، وَّ الۡبَیۡتِ الۡمَعۡمُوۡرِ کے بارے میں روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن اپنے اصحاب سے فرمایا کیا تم جانتے ہو وَّ الۡبَیۡتِ الۡمَعۡمُوۡرِ کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

وَّ الۡبَیۡتِ الۡمَعۡمُوۡرِ ایک مسجد ہے، جو آسمان میں کعبہ کے بالکل سیدھ میں واقع ہے، اگر وہ گر پڑے تو اس بیت اللہ پر گرے۔

ہر دن اس میں ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں جب اس سے نکل جاتے ہیں پھر دوسری مرتبہ (اس حال پر) نہیں لوٹتے جس پر وہ تھے۔ ۲۱؎

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! میرے پاس براق لایا گیا، جس پر مجھے ساتویں آسمان لے جایا گیا، حضرت جبریل امین نے دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا، پھر ہمارے لئے ساتویں آسمان کا دروازہ کھولا گیا تو وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام موجود تھے جو وَّ الۡبَیۡتِ الۡمَعۡمُوۡرِ سے ٹیک لگائے بیٹھے ہوئے تھے، یہاں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جو دوبارہ اس کی طرف لوٹ کر نہیں آتے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آسمانوں اور زمینوں میں اللہ تعالیٰ کے پندرہ گھر ہیں سات آسمانوں میں اور سات زمینوں میں ہیں اور ایک کعبہ ہے، اور سب گھر کعبہ کے بالمقابل ہیں۔ ۲۲؎

وَ الۡبَحۡرِ الۡمَسۡجُوۡرِ:

للہ تعالی نے سورہ طور میں وَ الۡبَحۡرِ الۡمَسۡجُوۡرِ کی قسم کھاتے ہوئے فرمایا!

وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ۔۲۳۔

ترجمہ۔قسم ہے وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ کی۔

قیامت سے قبل تمام سمندر آگ بن جائیں گے:

پانی دو گیسز کا مجموعہ ہے یعنی H2O پانی میں ہائیڈروجن کے دو مالیکیولز ہیں جبکہ آکسیجن کا ایک مالیکیول پایا جاتا ہے، اگر پانی میں سے برقی روگزاری جائے تو وہ آکسیجن اور ہائیڈروجن کو تقسیم کرسکتی ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ۔۲۴ ۔ترجمہ۔جب سمندر پھاڑ دیے جائیں گے۔

جب آکسیجن اور ہائیڈروجن برقی رو کے گزرنے کی وجہ سے منقسم ہوجائیں گے تو اس مرحلے میں پانی اپنی اصل شکل میں موجود نہیں رہتا جبکہ خالص آکسیجن چیزوں کو جلا کر راکھ کرسکتی ہے لیکن اللہ تعالی نے ان دو گیسز کو ملا کر پانی پیدا فرمایا جو آگ کو بجھاتی ہے۔

لیکن قابل غور نکتہ یہ ہے کے قیامت سے قبل تمام سمندر آگ بن جائیں گے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ۔۲۵ ۔ترجمہ۔جب سمندر بھڑکا دیے جائیں گے۔

ایک قول یہ ہے کے سمندر کا پانی زمین میں دھنسا دیا جائے گا اور اس میں آگ بھڑکا دی جائے گی

فِي الْحَمِيْمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ۔۲۶

ترجمہ۔وہ کھولتے ہوئے پانی کی طرف کھینچے جائیں گے اور پھر دوزخ کی آگ میں جھونک دیے جائیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سمندر قیامت کے دن آگ بن جائیں گے۔

قتادہ نے کہا! اس کے معنی ہیں المملوء (بھرا ہوا) یعنی قیامت کے دن سمندر آگ سے بھرا ہوا ہوگا۔

حضرت علیؑ نے ایک یہودی سے پوچھا! جہنم کہاں ہے؟ اس نے کہا، سمندر میں، حضرت علیؑ نے کہا! میرا گمان ہے کے وہ صادق ہے پھر انھوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَ الْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ۔ ۲۷ ؎۔ ترجمہ۔ بھڑکائے ہوئے سمندر کی قسم۔
وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ۔ ۲۸ ؎۔ ترجمہ۔ جب سمندر پھاڑ دیے جائیں گے۔
حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے فرمایا! سمندر کے پانی سے اس لئے وضو نہیں کیا جاتا ہے کے وہ جہنم کا ایک طبقہ ہے۔
حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں، سمندر کا سفر صرف وہی شخص کرے جو حج ،عمرہ یا جہاد کرنے والا ہو کیونکہ سمندر کے نیچے آگ ہے اور آگ کے نیچے سمندر ہے۔ ۲۹ ؎
امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب نے فرمایا! فلاں یہودی سچ بولنے والا ہے، کیونکہ اس کا گمان ہے کے اللہ کی سب سے بڑی آگ یہی سمندر ہیں، جب قیامت قائم ہو گی تو اللہ تعالیٰ اس میں سورج، چاند اور ستاروں کو جمع فرما دیں گے پھر اس پر دبور یعنی (مغربی ہوائیں) بھیج دی جائیں گی، جو اس سمندر کو بھڑکا دیں گی۔ ۳۰ ؎
مجاہدؒ روایت کرتے ہیں، **وَ الْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ** سے مراد بھڑکا ہوا سمندر ہے۔ ۳۱ ؎

❁

حوالہ کتب:

۱۔ تفسیر القران العزیز۔ امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار۔
۲۔ الدر المنثور التفسیر بالمثور۔ جلال الدین سیوطی۔ ج۔ ۴۔ ص۔ ۱۷۶۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۳۔ تفسیر ابن کثیر۔ علامہ امام ابوالفدا اعماد الدین حافظ ابن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ) ۔ ج۔ ۳۔ ص۔ ۲۸۹۔ سورہ الحشر۔ آیت۔ ۲۳۔ داالفکر بیروت۔
۴۔ الدر المنثور التفسیر بالمثور۔ جلال الدین سیوطی۔ ج۔ ۴۔ ص۔ ۱۷۶۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۵۔ سورہ الطور۔ آیت۔ ۱۔
۶۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۶۳۔
۷۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۹۳۔
۸۔ سورہ النساء۔ آیت۔ ۱۵۴۔
۹۔ سورہ اعراف۔ آیت۔ ۱۴۳۔
۱۰۔ سورہ مریم۔ آیت۔ ۵۲۔
۱۱۔ سورہ طٰحٰہ۔ آیت۔ ۸۰۔
۱۲۔ سورہ المومنون۔ آیت۔ ۲۰۔

۱۳۔سورہ القصص۔آیت۔۲۹۔
۱۴۔سورہ طور۔آیت۔۴۔
۱۵۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۱۶۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار،
۱۷۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ دار احیاء التراث العربی۔
۱۸۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۱۹۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔ج۔۴۔ص۔۱۷۶۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۰۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔ج۔۴۔ص۔۱۷۶۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۱۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔ج۔۴۔ص۔۱۷۶۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۲۔ الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
۲۳۔سورہ الطور۔آیت۔۶۔
۲۴۔سورہ الانفطار۔آیت۔۳۔
۲۵۔سورہ التکویر۔آیت۔۶۔
۲۶۔المومن۔آیت۔۲۷۔
۲۷۔سورہ الطور۔آیت۔۶۔
۲۸۔سورہ الانفطار۔آیت۔۳۔
۲۹۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۳۰۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۳۱۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔

۵۳۔سورہ النجم (ستارہ)

نام:

وَ النَّجۡمِ ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معانی ستارہ کے ہیں،نجم واحد کا صیغہ ہے جبکہ اس کی جمع نجوم ہے یعنی بہت سارے ستارے

شانِ نزول:

سورہ وَ النَّجۡمِ مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۶۲ ہے جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۳ ہے۔

مضامین:

وَ النَّجۡمِ ۔واقعہ معراج ، نبی صرف وہی کچھ کہتے ہیں جو ان پر وحی کیا جاتا ہے،قرآن کریم حضرت جبرائیل علیہ السلام کی وساطت سے آیا ہے،حشر ونشر کا ذکر،اقوام گزشتہ کا ذکر وغیرہ۔

وَ النَّجۡمِ:

وَ النَّجۡمِ عربی زبان میں ستاروں کو کہتے ہیں ، اللہ تعالی نے ستاروں یعنی (نجم) کی قسم کھاتے ہوئے فرمایا!

وَ النَّجۡمِ اِذَا هَوٰی ۔ا؎۔ترجمہ۔قسم ہے ستاروں کی جب وہ غروب ہونے لگیں۔

عبدالرزاقؒ ،عبد بن حمیدؒ،ابن جریرؒ،ابن المنذرؒ،ابن ابی حاتمؒ اور مجاہدؒ سے روایت ہے!

وَ النَّجۡمِ اِذَا هَوٰی سے مراد قسم ہے ستاروں کی جب وہ غروب ہونے لگیں۔ ۲؎

ثریا۔عربی زبان میں ستارے کو کہتے ہیں،یعنی جب ستارہ ڈوب جائے یا غائب ہوجائے۔
دوسری روایت میں ہے جب ستارہ فجر کے ساتھ ساقط ہوجائے۔
تیسری روایت ہے،ثریا جب واقع ہوجائے۔

احسن النجم فی السماء الثریا والثریا فی الارض زین النساء۔

ترجمہ۔آسمان میں سب سے خوبصورت ستارہ ثریا ہے، زمین میں ثریا،عورتوں کی زینت ہے۔
حضرت عبداللہ بن عباس ؓ اور مجاہدؒ نے کہا وَ النَّجْمِ اِذَا هَوٰى سے مراد ثریا ہے جو فجر کے ساتھ غروب ہوجائے۔
اہل عرب ثریا کو نجم کہتے ہیں اگر چہ تعداد میں یہ نجوم ہیں۔
ایک قول کے مطابق! یہ سات ستارے ہیں جن میں سے چھ ظاہر اور ایک مخفی ہے۔
قاضی عیاض کی کتاب الشفا میں ہے کے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ثریا میں گیارہ ستارے دیکھا کرتے۔
حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں،وَ النَّجْمِ اِذَا هَوٰى سے مراد،قسم ہے ثریا کی جب وہ بلند ہوجائے۔
حضرت حسن بصریؒ بیان کرتے ہیں،نجم سے مراد ستارے ہیں،جو قیامت کے روز گریں گے۔
سدی نے کہا! نجم سے مراد زہرہ ہے کیونکہ اہل عرب میں سے کچھ لوگ اس کی عبادت کیا کرتے تھے۔
ایک قول کے مطابق اس سے مراد وہ ستارے ہیں جن کے ساتھ شیاطین کو رجم کیا جاتا ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت سے قبل آسمان سے ستارے ٹوٹ کر گرے،اس منظر کو دیکھ کر اہل عرب ڈر گئے،پھر وہ اپنے ایک نابینا کاہن کے پاس گئے جو انہیں حادثات کی خبر دیتا تھا،اس نابینا کاہن نے لوگوں کو کہا! بارہ برجوں کی طرف دیکھو اگر ان میں سے کوئی ایک ٹوٹ گیا ہے تو یہ دنیا کی تباہی کی علامت ہے،اور اگر ان میں سے کوئی بھی نہ ٹوٹے تو دنیا میں کوئی عظیم واقعہ رونما ہوگا،تاہم اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت ہوئی،اور یہی وہ امر عظیم تھا۔
حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں،وَ النَّجْمِ اِذَا هَوٰى میں اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے!

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نا راہ سے بھٹکے اور نہ غلط رو ہوئے۔ ۳؎

سعید بن منصور وابن المنذر ؒ نے مجاہدؒ سے روایت کیا ہے، **وَ النَّجْمِ اِذَا هَوٰی** میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ستاروں کی قسم کھائی کے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ راہ سے بھٹکے اور نہ غلط رو ہوئے۔ ۴؎

عبدالرزاقؒ نے حسنؒ سے روایت کیا ہے **وَ النَّجْمِ اِذَا هَوٰی** یعنی قسم ہے ستارے کی جب وہ غائب ہو جائیں۔

ابن جریرؒ نے مجاہدؒ سے روایت کیا ہے، **وَ النَّجْمِ اِذَا هَوٰی** یعنی قسم ہے قرآن کی جب وہ نازل ہوا۔

جب یہ آیت نازل ہوئی، **وَ النَّجْمِ اِذَا هَوٰی** تو عتبہ بن ابی لھب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا، میں نے نجم کے رب کا انکار کیا ہے، جب وہ غروب ہو جائے۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا فرمائی، اے اللہ اس پر اپنے کتوں میں سے ایک کتا بھیج دے۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں، عتبہ بن ابولہب ایک قافلے کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوا، اس کے ساتھ ھناد بن اسود بھی تھا جب وہ وادی غاضرہ پہنچے تو اس وادی میں طرح طرح کے درندے موجود تھے، تاہم انھوں نے یہاں رات کو قیام کرنے کا ارادہ کیا اور درندوں سے رکاوٹ بناتے ہوئے سو گئے تاہم رات کے کسی پہر درندے سوئے ہوئے لوگوں کو سونگھتے ہوئے
عتبہ بن ابولہب تک پہنچے اور اس کی کنپٹی پر اپنے نوکیلے دانت گاڑ کر اسے قتل کر دیا۔

ثریا سات ستاروں کے مجموعہ کا نام ہے چھ ان میں سے ظاہر ہیں اور ایک مخفی ہے بعض حضرات نے سات سے بھی زیادہ کا مجموعہ بتایا ہے، لوگ ثریا سے اپنی نظروں کا امتحان کرتے ہیں۔ ۵؎

کتاب الشفاء میں قاضی عیاض نے لکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثریا کے گیارہ ستاروں کو دیکھ لیا کرتے تھے۔ مجاہدؒ سے بھی ایسا ہی قول مروی ہے۔ ۶؎

کہکشائیں Galaxies:

ستاروں کے بہت بڑے گروپ کو کہکشاں کہا جاتا ہے تاہم بڑی کہکشاؤں میں کئی ارب ستارے

ہوتے ہیں جبکہ چھوٹی کہکشاؤں میں لاکھوں، کروڑوں ستارے ہوتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ۔ ۷

ترجمہ۔قسم ہے برجوں والے آسمان کی۔

وَ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ۔ ۸

ترجمہ۔وہی قادر مطلق ہے جس نے تمھارے لئے ستارے بنائے تا کہ تم خشکی اور تری کی تاریکیوں میں ان سے راستہ معلوم کرسکو۔

وَ لَقَدْ جَعَلْنَا فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ زَیَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِیْنَ۔ ۹

ترجمہ۔ہم نے آسمان میں برج بنائے ہیں اوران سے دیکھنے والوں کے لئے زینت دی۔

تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ جَعَلَ فِیْهَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِیْرًا۔ ۱۰

ترجمہ۔بڑی برکت والی ہے وہ ذات جس نے آسمان میں برج بنائے ،ایک چراغ (سورج) اور روشن کرنے والا چاند بنایا۔

اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِزِیْنَةِ ﹰالْكَوَاكِبِ۔ ۱۱

ترجمہ۔ہم نے آسمان دنیا کو ستاروں سے مزین کیا۔

وَ لَقَدْ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ ۔ ۱۲

ترجمہ۔ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے سجایا۔

وَ عَلٰمٰتٍ ؕ وَ بِالنَّجْمِ هُمْ یَهْتَدُوْنَ۔ ۱۳

ترجمہ۔وہ ستاروں سے راستہ معلوم کرلیا کرتے۔

لیکن یہ چھوٹی کہکشائیں بھی اتنی زیادہ وسیع وعریض ہوتی ہیں کے روشنی کو اس کے دوسرے سرے تک پہنچنے میں بھی کئی ہزار نوری سال درکار ہوتے ہیں۔

کہکشاؤں کی درج ذیل چار مرکزی اقسام ہیں:

ا۔بیضوی:

یہ بیضوی شکل کی کہکشاں ہوتی ہے جس میں زیادہ تر عمر رسیدہ اور بوڑھے ستارے موجود ہوتے ہیں

۲۔چکردار:

اس کہکشاں میں اگرچہ عمر رسیدہ سیارے بھی موجود ہوتے ہیں لیکن نئے ستارے بھی اس کہکشاں میں تشکیل پاتے ہیں۔

۳۔چپٹی چکردار:

اس کہکشاں میں نیوکلیئس گول کے بجائے لمبوترا ہوتا ہے۔

۴۔غیر ہموار:

اس کہکشاں میں مختلف شکل وصورت کے کئی جھرمٹ پائے جاتے ہیں۔

جس طرح زمین پر انسان مختلف خاندان، قبائل، اقوام اور ممالک میں رہائش پذیر ہیں بالکل اسی طرح سے یہ کائنات بھی مختلف اکائیوں پر مشتمل ہے جس میں ستارے، سیارے، کئی شمسی نظامات اوران کے سورج اور چاند شامل ہیں۔

اس کائنات میں کئی کہکشائیں موجود ہیں جن میں اربوں کھربوں ستارے موجود ہیں۔

کچھ عرصہ قبل ماہرین فلکیات اور سائنسدانوں کے خیال کے مطابق ہمارے نظام شمسی سے قریب ترین دریافت شدہ ایک بڑی کہکشاں اینڈرومیڈا تصور کی جاتی تھی لیکن حالیہ برسوں میں سائنسدانوں نے ایلسیونیس نامی ایک بہت بڑی کہکشاں دریافت کی ہے۔ ایلسیونیس اس کائنات کی اب تک کی دریافت شدہ سب سے بڑی کہکشاں تصور کی جارہی ہے اگرچہ کافی عرصہ قبل ہی اس کہکشاں کے شواہد دریافت ہوچکے تھے لیکن سائنسدانوں نے طویل مطالعے کے بعد یہ اعلان کیا کے ایلسیونیس ایک بڑی ریڈیو کہکشاں ہے جس میں ستاروں، گیس کے بادل اور ایک عظیم الشان سپر میسیو بلیک ہول ہے۔

یعنی اس ایک کہکشاں میں ہماری ملکی وے جیسی (۱۰۰) کہکشائیں بآسانی سما سکتی ہیں، ایلسیونیس

نامی کہکشاں جو کے ایک ریڈیو کہکشاں ہے اس کے مرکز سے کئی تیز رفتار اور طاقتور ریڈیائی لہروں کا مسلسل اخراج بھی بدستور جاری ہے جن کو طاقتور ریڈیو لہروں کے ذریعے سے ہی دیکھا جا سکتا ہے تاہم یہ خصوصیات ہر کہکشانی نظام میں موجود نہیں۔

ایک محتاط اندازے کے مطابق ایلسیونیس نامی کہکشاں تقریباً (ایک کروڑ تریسٹھ ہزار نوری سالوں) کے فاصلے پر ہے واقع ہے جو اب تک کیا دریافت شدہ سب سے بڑی ریڈیو کہکشاں ہے۔ ۱۴؎

تحقیق کے مطابق اس کائنات کی عمر کا اندازاً تقریباً (۱۵) ارب سال لگایا گیا ہے، جس میں ہماری کہکشاں (۱۲) ارب سال قدیم بتائی جاتی ہے تاہم اس کہکشاں میں موجود سورج اور نظام شمسی کی عمر (۵) ارب سال قدیم ہے کل کائنات میں ہماری اس کہکشاں سے ملتی جلتی تقریباً ایک کھرب تیس ارب کہکشائیں پائی جاتی ہیں جبکہ ہماری اس کہکشاں میں اندازاً ایک سو ارب سے زائد ستارے موجود ہیں جو تقریباً ایک لاکھ نوری سال کے حجم پر پھیلے اور بکھرے ہیں کائنات کی وسعتوں کا اندازہ لگانا نہایت ناممکن ہے کیونکہ ایک ارب نوری سال کا فاصلہ (۶۰۰۰) ارب میل کے برابر تصور کیا جاتا ہے جبکہ کائنات میں کہکشائیں (۱۵) ارب نوری سال کے فاصلے تک پھیلی ہوئی ہیں تاہم کائنات میں مسلسل اضافہ بھی ہو رہا ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَالسَّمَآءَ بَنَيۡنٰهَا بِاَيۡىدٍ وَّاِنَّا لَمُوۡسِعُوۡنَ۔ ۱۵

ترجمہ۔ ہم نے آسمان کو قوت اور قدرت کے ساتھ پیدا کیا ہے اور ہم اس میں ہر آن توسیع کر رہے ہیں۔

۲۰۱۶ء میں سائنسدانوں کو اسپیس سے ایک ریڈیو سگنل موصول ہوا جو لگ بھگ پانچ ارب نوری سال کی دوری سے آیا تھا، اس کا مطلب یہ ہوا کے جس وقت یہ سگنل دور سے ٹرانسمیٹ ہوا اس وقت ہماری دنیا موجود بھی نہ تھی۔ ۱۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہی کچھ بولتے ہیں جو ان پر وحی کیا جاتا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی خواہش نفس سے گفتگو نہیں فرماتے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہی کچھ فرماتے ہیں جو

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی کی جاتی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى۔ ١٧

ترجمہ۔ وہ اپنی خواہش نفس سے بات نہیں کرتے۔

اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی۔ ١٨

ترجمہ۔ وہ وہی کچھ کہتے ہیں جو ان پر وحی کی جاتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک سیدی ناطق (ن۔ط۔ق) سے مشتق ہے۔ ١٩ے

نطق۔ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معانی آواز دار حروف اور الفاظ سے بولنے کے ہیں جس کے معانی بھی سمجھ میں آجائیں۔

حیوانات کے بولنے کو نطق نہیں بلکہ صوت کہتے ہیں۔

نطق۔ کا لفظ انسان کے کلام کے لئے مخصوص ہے۔ ٢٠ے

کسی بات کی وضاحت کو بھی نطق کہتے ہیں۔

نطق الکتاب۔ سے مراد کتاب نے بیان کی وضاحت کر دی۔

النطاق۔ عربی زبان میں پٹکے (یا لہنگے کے ازار) کو کہتے ہیں جو کمر کے ساتھ باندھ دیا جائے۔ ٢١ے

راغب اصفہانی کے مطابق! نطق وہ لفظ ہے جو معانی کو اپنے گھیرے میں لینے کی وجہ سے النطاق کی طرح ہو۔

ابن فارس نے بھی نطق کے دو معانی پیش کئے ہیں۔

١۔ کلام یا کلام کے مشابہہ کوئی چیز۔ ٢۔ ایک قسم کا لباس۔ یعنی النطاق (ازار)۔ ٢٢ے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک اسم صفاتی سیدی ناطق ہے، جس میں حروف مقطعات کی تعداد (٤) ہے یعنی (ن۔ا۔ط۔ق)۔

ن۔ سے مراد نہی عن المنکر ہے یعنی گناہوں سے بچنا اور نیکی کا حکم دینا۔

الف۔جن انوار کا نام ہے ان کو تصوف کی زبان میں 'سر' کہتے ہیں 'سر' وہ انوار ہیں جو اپنی لطافت کی وجہ سے اعلیٰ ترین شہود رکھنے والوں کو ہی نظر آتے ہیں تاہم یہی وہ انوار ہیں جو نہر تسوید کے ذریعے موجودات کو سیراب کرتے ہیں ان ہی انوار کے ذریعے سالک اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرتا ہے۔

ط۔ یہ حرف طاہر کے لئے استعمال ہوا ہے باالفاظ دیگر طہارت اور پاکیزگی۔

قرآن کریم کی کل آیات اور تعلیمات کو چار اقسام کی طہارت میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔روحانی طہارت یا (پاکیزگی)۔ ۲۔اخلاقی طہارت یا (پاکیزگی)۔

۳۔جسمانی طہارت یا (پاکیزگی)۔ ۴۔غذائی طہارت یا (پاکیزگی)۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور ابوالعالیہ نے کہا کہ طٰہٰ اللہ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے۔ ۲۳؎

طہ۔حضرت ابن مسعودؓ یہ کہتے ہیں! یہ اللہ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے۔

ط۔ سے مراد طیب اور طاہر کے ہیں۔

ق۔ابن عطاء نے کہا! ق سے مراد اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب کی قوت کی قسم کھائی ہے جس قلب نے قرآن کریم کے نزول کے ثقل کو برداشت کیا اس ثقل کو بڑے بڑے پہاڑوں نے بھی برداشت کرنے سے انکار کر دیا تھا اور اللہ نے قرآن کریم کی قسم کھائی ہے۔ ۲۴؎

ق۔ ۲۵؎۔ترجمہ۔ق۔حروف مقطعات میں سے ہے۔

امام ابن عطاء فرماتے ہیں! ق سے مراد قسم ہے جو اللہ تعالیٰ نے قوت قلب محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اٹھائی ہے۔

قوت قلب محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم جس نے قرآن کریم کے خطاب کا بوجھ اٹھا لیا قرآن کریم کے خطاب کا بوجھ تو وہ بوجھ تھا کہ جس کو پہاڑوں نے بھی اٹھانے سے معذرت پیش کر دی۔ ۲۶؎

سیدی ناطق، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک اسم صفاتی ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى۔۲۷

ترجمہ۔ وہ اپنی خواہش نفس سے کچھ نہیں کہتے بلکہ وہ وہی کچھ کہتے ہیں جو ہم ان پر وحی کرتے

ہیں۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلنے والا ہر حرف دراصل اللہ کی طرف سے اور اس کی مرضی کے عین مطابق ہی ہے جس کی توثیق قرآن کریم نے اس آیت میں فرمائی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام عمر سوائے حق اور سچ کے اور کچھ بھی نہ فرمایا۔

ارشادات خداوندی:

قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ۔۲۸

ترجمہ۔(ابراہیم نے کہا!) ان میں بڑا (بت) یہ ہے تو اسی سے پوچھ لو اگر یہ بول سکتے ہیں۔

هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۔۲۹

ترجمہ۔ یہ ہمارا لکھا ہوا ہے جو تمھارے متعلق حق بیان کر رہا ہے تم جو کچھ بھی کرتے تھے ہم اس کو لکھتے رہتے تھے اور وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف گواہی کیوں دی؟

وہ جواب دیں گی کہ! ہمیں اللہ نے گویائی بخشی جس نے ہر چیز کو گویا کر دیا اور اسی نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ ۳۰؎

اور سلیمان، داؤد کے وارث ہوئے اور کہنے لگے! اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے اور ہمیں ہر چیز سے عطا کیا گیا ہے اور بے شک یہی کھلا ہوا فضل ہے۔

ارشادات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا!

لا اقول الا حقا، یعنی میں حق کے سوا کبھی کوئی بات نہیں کہتا۔ ۳۱؎

کسی صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کبھی کبھی ہم سے ہنسی مذاق بھی کر لیا کرتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! انی لا اقوال الا حقاً۔

ترجمہ۔ میں سوائے حق کے کبھی کچھ نہیں کہتا۔ ۳۲؎

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بن عاص روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے جو سنتا اس کو لکھ کر محفوظ کرلیا کرتا تو اہل قریش نے مجھ سے کہا! تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہوئی ہر بات نہ لکھا کرو کیونکہ وہ انسان ہیں اور وہ کبھی غصہ میں بھی کچھ فرمادیتے ہوں گے چنانچہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہوئی باتوں کو لکھنا ترک کردیا تاہم میں نے اس بات کا ذکر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

اُكْتُبْ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا حَقٌّ

یعنی تم لکھے جاؤ۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میری زبان سے کبھی کوئی بات حق کے سوا نہیں نکلتی۔ ۳۳؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کو وحی غیر متلو یا وحی خفی کہا جاتا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات، سنت، سیرت، اقوال اور اعمال کو وحی غیر متلو یعنی وحی خفی بھی کہا جاتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی قول و عمل اللہ کی منشاء اور مرضی کے بغیر نہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہے!

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى۔ ۳۴

ترجمہ۔ وہ اپنی خواہش نفس سے بات نہیں کرتے۔

اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۔ ۳۵

ترجمہ۔ وہ وہی کچھ کہتے ہیں جو ان پر وحی کی جاتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو کچھ میں تم کو خبر دیتا ہوں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے یہ ایسی خبر جس میں کوئی شک نہیں۔ ۳۶؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں حق کے سوا کچھ نہیں کہتا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں بعض نے کہا بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے ہنسی مذاق بھی فرماتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ میں حق کے سوا کچھ نہیں کہتا۔

الدارمی نے یحییٰ بن ابی کثیرؒ بیان کرتے ہیں، حضرت جبرائیل علیہ السلام، سنت لے کر اسی طرح

نازل ہوتے جیسے قرآن کریم کی آیات لے کرنازل ہوتے تھے۔ ۳۷

حضرت جبرائیل علیہ السلام کے فضائل:

حضرت جبرائیل علیہ السلام کے فضائل کو بیان کرتے ہوئے ارشادِ خداوندی ہے!

عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۔ ۳۸ ۔

ترجمہ۔ اس کو سکھایا ہے بڑے طاقت والے نے۔

ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى ۔ ۳۹

ترجمہ۔ پھر وہ اصلی صورت میں نمودار ہوا۔

وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۔ ۴۰

ترجمہ۔ وہ بلند کنارہ پر تھا۔

جبرائیل عبرانی زبان کا لفظ ہے۔

ایک روایت کے مطابق! حضرت جبرائیل علیہ السلام کا اصل نام عبداللہ ہے۔

دوسری روایت کے مطابق! آپ کا نام عبدالرحمن یا عبدالعزیز ہے۔ ۴۱

امام سہیلی نے لکھا! جبرائیل سریانی زبان کا لفظ ہے جس کے معانی عبدالرحمن یا عبدالعزیز ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، حضرت جبرائیل علیہ السلام کا نام عبدالجلیل ہے اور آپ کی کنیت ابوالفتح ہے۔ ۴۲

۱۔ حضرت جبرائیل کو اللہ نے کئی ذمہ داریاں سونپی ہیں جن میں شامل انبیاء کرام پر وحی کے ذریعے اللہ کے پیغام کو پہنچانا۔

۲۔ ہوا کی رفتار کو کنٹرول کرنا۔

۳۔ دیگر فرشتوں کو بھی ان کی ذمہ داریاں سونپنا اور انھیں ان کی ذمہ داریوں کا پابند بنانا وغیرہ شامل ہے۔

حضرت جبرائیل اللہ کے نزدیک نہایت امین اور ذی عزت ہیں جن کو اللہ نے بڑی طاقت اور قوت سے نوازا ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ذِي قُوَّةٍ عِندَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ مُّطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ۔ ۴۳

ترجمہ۔ بے شک یہ قرآن ایک معزز فرشتے کا قول ہے، جو قوت والا ہے، مالک عرش کے قریب ذی رتبہ ہے۔ وہاں اس کا کہنا مانا جاتا ہے اور وہ امین ہے۔

عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوَىٰ وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَىٰ۔ ۴۴

ترجمہ۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ایک فرشتے نے تعلیم کی، جو بڑا طاقت ور اور زبردست ہے۔

هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَٰلِكَ ظَهِيرٌ۔ ۴۵

ترجمہ۔ پس ان کا رفیق اللہ ہے اور جبرائیل ہے اور نیک مسلمان ہیں اور ان کے علاوہ نیک مددگار فرشتے بھی ہیں۔

معراج کے موقع پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سدرۃ المنتہی پر تشریف لے گئے تو اس وقت بھی حضرت جبرائیل امین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ارشاد خداوندی ہے!

وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَىٰ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّىٰ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ۔ ۴۶

ترجمہ۔ وہ آسمان کے بلند کنارے پر تھا، پھر وہ پاس آیا، پھر وہ اور نزدیک آیا، سو دو کمانوں کے برابر فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم۔

وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ عِندَ سِدْرَةِ الْمُنتَهَىٰ۔ ۴۷

ترجمہ۔ بے شک اس نے فرشتے کو ایک مرتبہ دیکھا اور وہ بھی سدرۃ المنتہی کے پاس۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک پر قرآن کا نزول بتدریج ۲۳ سالوں تک ہوتا رہا۔

اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَإِنَّهُ لَتَنزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ۔ ۴۸

ترجمہ۔ یہ قرآن رب العالمین کا اتارا ہوا ہے، اس کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب پر ایک امانت دار فرشتہ

لے کر آیا ہے۔

قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ۔ ۴۹

ترجمہ۔روح القدس نے اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پروردگار کی طرف سے حق کے ساتھ نازل کیا ہے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ان کی اصل شکل میں دو دفعہ دیکھا ہے، ان کے چھ سو پر تھے اور ہر پر نے افق کو بھر دیا تھا، اور پروں سے موتی، یاقوت اور جواہر جھڑ رہے تھے۔ ۵۰

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی نے آسمان اور زمین پر میرے دو، دو وزراء مقرر فرمائے ہیں چنانچہ آسمان والوں میں میرے دو وزراء جبرائیل اور میکائیل ہیں جبکہ زمین پر میرے دو وزراء ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں۔ ۵۱

قرآن کریم میں جبرائیل سے مراد خدا کی وہ قوت جو قلب نبوی پر بصورت وحی الہی کے القا ہوا کرتی، حضرت جبرائیل علیہ السلام کو قرآن کریم میں روح الامین اور روح القدس کہہ کر بھی پکارا گیا ہے اس قوت یعنی (حضرت جبرائیل) کو روح الامین اور روح القدس کہنے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کے وحی الہی جو قلب نبوی پر نازل ہوتی ہے وہ ہر قسم کی آمیزش اور خیانت سے پاک ہوتی ہے جس میں اس نبی کے اپنے جذبات کا شائبہ تک بھی موجود نہیں ہوتا ہے۔

ابن جریرؒ نے ابن ابی حاتمؒ سے اور پھر ربیعؒ سے روایت کیا ہے، عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى سے مراد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑے طاقتور فرشتے نے تعلیم دی) یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام نے۔ ۵۲

قتادہؓ سے روایت ہے، عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى سے مراد ہے، حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں، آیت ذُوْ مِرَّةٍ سے مراد جو پیدائشی طور پر طاقتور ہو یعنی طویل الخلقت اور خوبصورت۔ ۵۳

مجاہدؒ سے روایت ہے، عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سکھایا قوت و طاقت والے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے۔ ۵۴

ابن جریرؒ وابن المنذرؒ نے ابن ابی حاتمؒ سے روایت کیا ہے، ذُوْ مِرَّةٍ سے مراد ہے خوبصورت پیدائش والے۔۵۵

سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى:

سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى عرش کے نیچے موجود ایک مقام ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۔۵۶ ترجمہ۔ سدرۃ المنتہی کے قریب۔

سِدْر ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی بیری کے درخت ہیں۔

سِدْر ۔کی واحد سدرۃ ہے۔

جب بیری کا درخت گھنا ہو جاتا ہے تو اس کا سایہ بہت ٹھنڈا اور عمدہ تصور کیا جاتا ہے، اہل عرب صحرا کی سخت گرمی کو برداشت کرنے کے لئے بیری کے گھنے سایے میں آرام کو بہت پسند کرتے ہیں، بیری کا درخت سخت ریگستانی گرمی اور خشک موسم میں بھی سرسبز وشاداب رہتا ہے، تاہم قرآن کریم میں اسی گھنے سایے اور جنت کی بے پناہ نعمتوں کے تذکرے میں بیری کے اس گھنے سایے کو بطور مثال کے پیش کیا ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ۔۵۷

ترجمہ۔ وہ ان باغوں میں ہوں گے جہاں بغیر کانٹوں کی بیریاں ہوں گی۔

ابوامامہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جنت میں بغیر کانٹے کے بیری کے درخت ہوں گے جن کے ہر کانٹے کی جگہ اللہ پھل لگا دے گا۔ بے شک ان پھلوں میں ستر طرح کے ذائقے ہوں گے، جو ایک دوسرے سے مشابہ نہ ہوں گے۔۵۸

جب قوم سبا پر سیلاب آیا تو سیلاب کے بعد علاقہ خشک اور بنجر ہو گیا تاہم اس بنجر علاقے میں بیری کے درخت اگ گئے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَ بَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّ اَثْلٍ وَّ شَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ۔۵۹

ترجمہ۔انہوں نے روگردانی کی لہٰذا ہم نے ان پر بند کا سیلاب بھیج دیا اور ہم نے ان کے باغوں کے بدلہ میں دو ایسے باغ دے دیئے جن میں بدمزہ پھل اور جھاؤ کے درخت تھے اور کچھ تھوڑے سے بیری کے درخت تھے۔

سِدْر ۔کے ایک معنی حیرت زدہ ہو جانے کے بھی ہیں۔

السادر۔کے معنی متحیر ہو جانا۔

سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى کے معنی جہاں حیرت اپنی انتہاء کو پہنچ جائے۔

السدیر۔عربی زبان میں پانی کے منبع کو بھی کہا جاتا ہے۔

السدر۔عربی زبان میں سمندر کو بھی کہتے ہیں۔

سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۔کے ایک معنی وحی الٰہی کا سرچشمہ جہاں عقل انسانی متحیر ہو جائے۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب سفر معراج فرمایا تو سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار دریاؤں کو دیکھا، جو سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى کی جڑ سے جاری ہو رہے ہیں، یعنی چھٹے آسمان سے یہ چار دریا جاری ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سیحان، جیحان فرات اور نیل جنت کے دریاؤں میں سے ہیں۔٦٠

ایک دوسری روایت کے مطابق! اللہ نے دنیا میں چار ایسے دریا جاری فرمائے ہیں جن کا اصل ماخذ اور منبع سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ہے۔

یعنی چھٹے آسمان کی جڑ سے یہ دریا جاری ہیں، جن کا پانی زمین پر موجود ہے۔

۱۔سیحان کے بارے میں کہا جاتا ہے کے یہ ہندوستان کا ایک دریا ہے۔

۲۔جیحان (بلخ یعنی روس) کا ایک دریا ہے۔

۳۔دجلہ اور فرات (یہ دریا عراق) میں موجود ہیں۔

۴۔نیل (مصر) کا نہایت مشہور دریا ہے، اور دنیا کے سب سے طویل ترین دریا ہونے کا شرف بھی نیل کو حاصل ہے۔

حضرت کعبؓ فرماتے ہیں! سیحان جنت میں پانی کی نہر ہے، دجلہ جنت میں دودھ کی نہر ہے،

فرات جنت میں شراب کی نہر ہے جبکہ نیل جنت میں شہد کی نہر ہے۔ ۶۱ے

علامہ قرطبی لکھتے ہیں! ان چاروں نہروں کا تعلق حوض کوثر سے بھی ہے۔ ۶۲ے

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى وَ لَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَ مَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ۔ ۶۳

ترجمہ۔ پرہیزگاروں کے لیے جس جنت کا وعدہ کیا گیا ہے اس کی شان یہ ہے کے اس میں نہریں بہ رہی ہوں گی، نتھرے ہوئے پانی کی، نہریں بہ رہی ہوں گی ایسے دودھ کی جس کے ذائقے میں ذرا فرق نہ آیا ہوگا، نہریں بہہ رہی ہوں گی ایسی شراب کی جو پینے والوں کے لیے لذیز ہوگی، نہریں بہ رہی ہوں گی صاف شفاف شہد کی، اس میں ان کے لیے ہر طرح کے پھل ہوں گے اور ان کے رب کی طرف سے بخشش۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب معراج کرائی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سدرۃ المنتہی تک پہنچے جو چھٹے آسمان میں ہے، یہاں روحیں اوپر چڑھتی ہیں وہ یہاں تک پہنچتی ہیں اور ان کو قبض کرلیا جاتا ہے اور جو چیز اس کے اوپر سے اترتی ہے وہ بھی یہاں تک پہنچتی ہے اور یہاں سے اسے قبض کرلیا جاتا ہے۔

یہاں سونے کے بستر ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھ کو معراج کے موقع پر یہاں کی تین چیزیں دی گئیں:

۱۔ پانچ نمازیں۔ ۲۔ سورہ بقرہ کی آخری دو آیات۔ ۳۔ امت کی بخشش۔ ۶۴ے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، سدرۃ المنتہی پر آ کر ہر عالم کا علم رک جاتا ہے، اور جو کچھ اس کے آگے ہے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

ضحاکؒ بیان کرتے ہیں، سدرۃ المنتہی پر اللہ کے حکم سے پر ہر چیز آ کر رک جاتی ہے، اور اس سے

آگے تجاوز نہیں کرتی۔

کعبؓ بیان کرتے ہیں، بے شک سدرۃ المنتہی عرش کی جڑ میں ہے، ہر مقرب فرشتے اور بنی اسرائیل کا علم یہاں آکر ختم ہو جاتا ہے اس کے آگے جو غیب ہے اس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

کعبؓ بیان کرتے ہیں، بے شک وہ بیری عرش کے اٹھانے والے فرشتوں کے سروں پر یہاں تک مخلوق کا علم ختم ہو جاتا ہے پھر اس کے آگے کا کسی کو علم نہیں ہے اس لئے اس کا نام سدرۃ المنتہی رکھا گیا کیونکہ اس کے پاس علم کی انتہا ہو جاتی ہے۔

کعبؓ بیان کرتے ہیں، سدرۃ المنتہی پر آکر فرشتوں کا علم ختم ہو جاتا ہے، جبکہ جنت الماوی، جنت کا ایک باغ ہے، جس میں سبز پرندے ہیں، یہاں شہداء کی روحیں ترقی کے منازل طے کرتی ہیں۔٦٥

نا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ بھٹکی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کی نشانیوں کا مشاہدہ فرمایا:

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

لَقَدۡ رَاٰی مِنۡ اٰیٰتِ رَبِّهِ الۡکُبۡرٰی۔٦٦

ترجمہ۔نہ تو نگاہ ہٹی نہ بھٹکی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے رب کی عظیم ترین آیات (نشانیوں) کو دیکھا۔

معراج کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشاہدے سے متعلق صحابہ کرام کی دو آراء ہیں۔

کچھ صحابہ کا خیال ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کو دیکھا۔

کچھ صحابہ کا خیال ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کو نہیں دیکھا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انوارِ الٰہیہ کا مشاہدہ کیا۔

حضرت ابوذر غفاریؓ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا، هَلۡ رَاَیۡتَ رَبَّكَ کیا ہے؟ کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا تھا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! نُوۡرٌ اَنّٰی اَرَاهُ؟ ایک نور تھا میں اسے کیسے دیکھتا؟ دوسری روایت میں حضرت ابوذر غفاریؓ

بیان کرتے ہیں، میرے سوال کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! رَاَیْتُ نُوْرًا میں نے ایک نور دیکھا تھا۔

علامہ ابن القیمؒ، زاد المعاد میں رسول اللہ ﷺ کے پہلے ارشاد کا مطلب بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں، "میرے اور رویت باری تعالیٰ کے درمیان نور حائل تھا"۔

دوسرے ارشاد کے متعلق بیان کرتے ہیں، "میں نے اپنے رب کو نہیں بلکہ بس ایک نور دیکھا"۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے منسوب روایات میں رویتِ باری تعالیٰ کا اثبات ملتا ہے۔ ۶۷؎

مشاہدایت بھی حق اور یقینی ہیں:

معراج کے موقع پر جب رسول اللہ ﷺ سدرۃ المنتھیٰ پر تشریف لے گئے تو آپ ﷺ کی نگاہ نہ چندھائی، نا بھٹکی اور نہ وہ حد سے متجاوز ہوئی، کیونکہ جب مقاصد واضح ہوں تو انسان مکمل یکسوئی کے عالم میں اپنے ہدف کی جانب متوجہ رہتا ہے اور اطراف کی کوئی شے چاہے وہ کتنی بھی طاقتور اور خوبصورت ہو اس کی توجہ کو اپنی جانب مبذول نہیں کرسکتی، ایسی صورت میں نظر نا چکا چوند ہوتی ہے اور نا وہ حد سے متجاوز ہوتی ہے، بلکہ اگر مشاہدات واضح، صاف اور حقیقی ٹھوس شکل میں ہوں تو پھر شک وشبہات کی قطعاً گنجائش باقی نہیں رہتی۔

باالفاظ دیگر جب اہداف واضح اور یقینی ہوں تو اطراف کے مناظر بے معنی ہوجاتے ہیں۔

لات ومنات وعزیٰ:

قرآن کریم میں اہل عرب کے بتوں سے متعلق بھی ارشادات خداوندی موجود ہیں!

اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَ الْعُزّٰى۔ ۶۸؎۔ ترجمہ۔ کیا تم نے لات اور عزی۔

وَ مَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى۔ ۶۹؎۔ ترجمہ۔ اور تیسرے مناۃ کے بارے میں غور کیا ہے۔

مذہب:

قدیم عرب میں حضرت اسماعیل علیہ السلام نے دین ابراہیمی کی تبلیغ واشاعت فرمائی جس کے نتیجے میں لوگوں کی ایک بڑی تعداد دین ابراہیمی کی پیروکار بنی وہ ایک اللہ کی عبادت کرتے اور اس کے

بتائے ہوئے احکامات پر چلتے لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دین ابراہیمی کے نقوش دھندلے ہوتے گئے اوراب دین ابراہیمی میں وہ پہلے جیسی آب وتاب باقی نہ رہی اورلوگوں نے حسب معمول تحریفات اورتبدیلیاں شروع کیں بنوخزاعہ کے سردارعمروبن لحی نے دین ابراہیمی پر ایک کاری ضرب لگائی اوراس نے مکہ اورعرب کے گردونواح میں بت پرستی کی ابتداء کی۔

عمروبن الحی شام کے سفر پر گیا تواس نے وہاں کے لوگوں کو بت پرستی کرتے دیکھا وہ ان کی بت پرستی سے بے حدمتاثر ہوادوسری جانب اس کو یہ محسوس ہواکے ملک شام انبیاءکرام اورنزول آسمانی کتب کی سرزمین ہے لہٰذا یہاں جو یہ بت پرستی ہورہی ہے وہ درست اور مبنی برحقیقت ہے چنانچہ شام سے واپسی پروہ اپنے ساتھ ہبل بت لے آیا جسے اس نے خانہ کعبہ کے اندرنصب کیااوراہل مکہ کواللہ کے ساتھ شرک کی دعوت دی جس پراہل مکہ کی ایک بڑی تعداد نے لبیک کہااوراس طرح مکہ اوراطراف عرب میں بت پرستی کی ابتداء ہوئی۔۷۰؎

اہل عرب ابراہیم کے خدا سے بھی اپنی حاجات بیان کرتے اور جب ان سے بت پرستی کی بابت پوچھاجاتاتوان میں سے اکثر یہ کہتے! ہم توان کی عبادت محض اس لئے کرر ہے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کا قرب دیں گے۔۷۱؎

ارشادخداوندی!

یہ مشرکین اللہ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہیں جو انھیں نہ نفع پہنچاسکتے ہیں اور نہ نقصان جبکہ یہ (مشرکین) کہتے ہیں کے یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔۷۲؎

عمروبن لحی نے مکہ اورعرب میں بت پرستی کی ابتداء کی اورشام سے ہبل نامی بت لے کرآیا اور عرب میں اس کی پوجا کا آغاز ہوا۔

ہبل کے علاوہ بھی کئی بت تھے جن کی اہل عرب عبادت کیا کرتے ان میں سے چنددرج ذیل ہیں

۱۔بعل (ھبل):

اہل عرب کا سب سے بڑا بت بعل تھالیکن اس کوھبل بھی کہا جاتا تھا۔

بعل کے لغوی معانی طاقتورآقا کے ہیں۔

اسی نسبت سے قرآن کریم میں بعل کا لفظ شوہر کے لئے بھی استعمال کیا گیا ہے۔
بعل اہل شام کا دیوتا تھا اس بت کی عبادت کی ترغیب عمرو بن الحی نے اہل عرب کے دل میں بیدار کی اسی نام کی مناسبت سے شام کا ایک شہر بعلبک بھی ہے یہ بت انسانی شکل کا تھا جس کو سرخ رنگ کے قیمتی پتھر عقیق سے تراشا گیا تھا تاہم اس کا ایک ہاتھ ٹوٹا ہوا تھا بعد ازاں اہل قریش نے اس ٹوٹے ہوئے ہاتھ کو سونے کا بنوا کر لگوا دیا تھا۔
بعل یا ھبل نامی بت خانہ کعبہ میں نصب تھا اہل قریش فال کے پانسے اسی بت کے سامنے ڈالتے تھے اہل قریش کو جب کوئی مشکل، جنگ، دشمن کا خوف یا پریشانی لاحق ہوتی تو وہ بعل (ھبل) کے نام کی گردان کرتے اور اس کی جے جے کرتے ہوئے (اعل ھبل) کا نعرہ لگاتے۔
فتح مکہ کے موقع پر حضرت علیؓ نے اس بعل نامی بت کو منہدم کیا تھا۔

۲۔منات:

منات کا شمار بھی عرب کے قدیم ترین بتوں میں ہوتا ہے یہ بت بحر احمر کے ساحل پر قدیر کے قریب مشلل میں نصب تھا، لات، منات اور عزیٰ کا شمار عرب کے قدیم ترین بتوں میں ہوتا ہے ان تینوں بتوں کا ذکر سورہ نجم میں بھی کیا گیا ہے اس بت کی پوجا کا آغاز بھی عمرو بن الحی نے کیا قبیلہ بنو ازد اور قبیلہ بنو غسان، منات نامی بت کا حج بھی ادا کیا کرتے یہی نہیں بلکہ قبیلہ بنو اوس اور خزرج بھی حج کی ادائے گی کے بعد منات کے پاس آ کر احرام اتارتے فتح مکہ کے لئے جاتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ کو اس بت کے انہدام کا حکم دیا۔ ۳۷؎

۳۔لات:

لات کی عبادت طائف میں قبیلہ بنو ثقیف کے لوگ کیا کرتے۔ لات کے معانی ہیں ستو گھولنے والا یہ ایک شخص کے نام پر بنایا گیا تھا جو حاجیوں کو ستو گھول کر پلایا کرتا تھا بعد ازاں عمرو بن لحی کی ایماء پر اس کا بت بنا کر اس کی پوجا شروع کی گئی اہل قریش کی اکثریت رات سونے سے قبل لات اور

عزیٰ کی عبادت اور اپنے دنیاوی معاملات میں انھی کی قسمیں بھی کھایا کرتے۔

۴۔عزیٰ:

عزیٰ یہ نام اعزی تانیث ہے جس کے معنی عزیز کے ہیں عزیٰ نامی بت کی وادی نخلہ میں ببول کے درخت کے نیچے استادہ تھا عزیٰ نامی بت کی پوجا وادی نخلہ میں بنو کنانہ عزٰ کی پوجا کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو مسمار کرنے کے لئے حضرت خالد بن ولیدؓ کو بھیجا تھا۔عزیٰ نامی بت حرم کعبہ کی چھت پر بھی آویزاں تھا اس بت کو فتح مکہ کے موقع پر توڑا گیا۔درج بالا چاروں بت عرب کے بڑے بت تصور کئے جاتے تھے لیکن اس کے علاوہ بھی کئی اصنام تھے جن کی پوجا کی جاتی تاہم عربوں کو بتوں کی جانب متوجہ کرنے میں عمرو بن الحی کے اہم کردار کو نظرانداز کرنا ناممکن ہے جب عمر بن لحی کو یہ معلوم ہوا کے قوم نوح بتوں کی عبادت کرتی تھی جن کے بڑے بتوں کے نام درج ذیل ہیں۔

۵۔ود:

ود ایک دراز قد مرد کی شکل کا بت تھا اس بت کی پوجا قبیلہ بنوکلب کے لوگ کیا کرتے اور یہ بت دومۃ الجندل میں استادہ تھا تاہم قبیلہ قریش میں بھی اس ود نامی بت کی پوجا کی جاتی۔

۶۔سواع:

سواع کی شکل ایک عورت کی تھی قبیلہ ہذیل کے لوگ اس بت کی پوجا کیا کرتے تھے اس کے ساتھ ساتھ دومۃ الجندل اور رہاط کے مقام پر بھی اس بت کی پوجا کی جاتی۔

۷۔یغوث:

یغوث کی شکل شیر کے مشابہہ تھی ،یغوث کے معانی مراد کو پہنچنے والا ہے یہ بت یمن کے شہر(اکمہ) میں نصب تھا اور قبیلہ بنو مذحج ،قبیلہ بنو ہمدان ،قبیلہ طے کی ایک شاخ انعم مراد اور قبیلہ بنو عطیف اس بت کی پوجا کیا کرتے تھے۔

۸۔ یعوق:

یعوق گھوڑے کے مشابہہ تھا یعوق کے معانی مشکلات کو روکنے والا ہے اس بت کی پوجا کی تحریک بھی عمرو بن الحی نے لوگوں کے دلوں میں بیدار کی، یعوق نامی بت کا شمار ان پانچ بتوں میں ہوتا ہے جن کو جدہ میں دفن کیا گیا ہے تاہم عمرو بن الحی نے اس دفن شدہ بت کو کھود کر نکالا تھا اور وہ ہی اپنے ساتھ اس بت کو تہامہ لے کر گیا اور اسی نے اس بت کو ایام حج میں مختلف قبائل کے حوالے کیا یعوق نامی بت یمن میں ارحب کے مقام پر نصب تھا اور قبیلہ بنو ہمدان اور قبیلہ بنو ولان اس یعوق نامی بت کی پوجا کیا کرتے تھے۔

۹۔ نسر:

یہ بت گدھ کی شکل کا تھا حمیر (یمن) کے علاقے نجران کے قریب موجود قبیلہ ذی الکلاع کے لوگ نسر نامی بت کی پوجا کیا کرتے۔

۱۰۔ اساف:

اساف نامی بت ایک انسان کی صورت کا بت تھا، اور عمرو بن الحی نے اس بت کو مقام زمزم پر نصب کیا تھا لوگ اس بت کا طواف کرتے اور اس بت کی خوشنودی کے حصول کے لئے اس کی قربانی بھی کیا کرتے اساف نامی (مرد) اور نائلہ نامی (عورت) خانہ کعبہ میں زنا کے مرتکب ہوئے اور جب لوگوں نے انھیں اس حالت میں دیکھا تو وہ پتھر کے بت بن گئے پھر لوگوں نے انھیں عبرت کے لئے صفا اور مرہ کی پہاڑیوں پر ان کے بتوں کو نصب کر دیا بعد ازاں عمرو بن الحی نے ان دونوں یعنی اساف اور نائلہ کی پوجا شروع کر دی۔

۱۱۔ ذوالخلصہ:

ذوالخلصہ نامی بت بتالہ کے مقام پر نصب تھا اور قبیلہ خشعم، قبیلہ دوس اور قبیلہ بجیلہ کے لوگ اس بت کی پوجا کیا کرتے۔

۱۲۔ذوالشریٰ:

ذوالشریٰ نامی بت شریٰ تہامہ (پہاڑی علاقہ) کے مقام پر نصب تھا تاہم عسیر کے علاقے میں اس بت کی پوجا کی جاتی، ادوم (اردن) اور پٹرا (بطراء) کے مقامات پر اس بت کی پوجا کی جاتی۔

۱۳۔ذوالکفین:

ذوالکفین نامی بت کی پوجا قبیلہ بنودوس ے لوگ کیا کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر حضرت طفیل بن عمرو دوسیؓ کو اس بت کو منہدم کرنے کا حکم دیا تھا تاہم حضرت طفیل بن عمرو دوسیؓ نے اس بت کو جلا دیا۔ ۷۴؎

مندرجہ بالا تمام پانچوں بتوں کی پوجا حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کیا کرتی تھی اور یہ بت جدہ میں مدفون تھے جب عمرو بن لحی کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے جدہ کا سفر اختیار کیا اور ان مدفون بتوں کو ان کی قبروں سے نکال کر تہامہ لے کر آیا پھر جب حج کا موقع آیا اور دور دراز سے حجاج کرام اور زائرین مکہ میں آئے تو انھیں ان بتوں کی عبادت کی ترغیب دی جبکہ کئی قبائل تو واپسی میں یہ بت اپنے ساتھ لے گئے تا کہ ان کے علاقوں میں ان کی پوجا کی جا سکے اس طرح ہر قبیلے اور علاقے کا ایک الگ بت مقرر ہو گیا جس کی نہایت احترام کے ساتھ عبادت کی جاتی یہاں تک بیت اللہ کو ۳۶۰ بتوں سے بھر دیا گیا ان بتوں کو نذر و نیاز پیش کی جاتی، ان کی خوشنودی کے لئے قربانیاں کی جاتیں اور چڑھاوے چڑھائے جاتے الغرض کہ بت پرستی اہل عرب کا پسندیدہ مذہب بن گیا جن کے تقرب اور خوشنودی کے حصول کے لئے وہ ہر حد تک جانے کے لئے تیار تھے۔

بدظنی/ بدگمانی:

بدظنی اور بدگمانی سے متعلق ارشاد خداوندی ہے!

وَ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ۚ ۔۷۵

ترجمہ۔حالانکہ انہیں اس کا کچھ بھی علم نہیں صرف گمان کے پیچھے چلتے ہیں، اور بلاشبہ گمان حق کے

بارے میں ذرا بھی فائدہ نہیں دیتا۔

ظن۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ظ۔ن۔ن) سے مشتق ہے۔٧٦

ظن۔ سے مراد غیر یقینی عقیدہ جس میں وضاحت اور یقین نا ہو کیونکہ صاف اور واضح یقین کو علم کہتے ہیں۔

ظن۔ وہ غیر یقینی کیفیت ہے جو وھم سے قریب ترین ہے۔

ظنون۔ سے مراد قیاس آرائیاں۔٧٧

ارشادات خداوندی:

اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَ مِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَ اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ
وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا۔٧٨

ترجمہ۔ جب وہ (لشکر) آئے تم پر تمہارے اوپر سے بھی اور تمہارے نیچے سے بھی اور جب (خوف کے مارے) نگاہیں پتھرا گئی تھیں اور دل حلق میں آ گئے تھے اور تم اللہ کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔

وَ مِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّاۤ اَمَانِيَّ وَ اِنْ هُمْ اِلَّا
يَظُنُّوْنَ۔٧٩

ترجمہ۔ اور ان میں بعض ان پڑھ ہیں وہ کتاب کا علم نہیں رکھتے سوائے بے بنیاد آرزوؤں کے اور وہ کچھ نہیں کر رہے مگر ظن وتخمین پر چلے جا رہے ہیں۔

وَّ قَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِۚ وَ مَا
قَتَلُوْهُ وَ مَا صَلَبُوْهُ وَ لٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ
لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَ مَا قَتَلُوْهُ
يَقِيْنًا۔٨٠

ترجمہ۔ وہ یقیناً شکوک وشبہات میں ہیں ان کے پاس اس ضمن میں کوئی علم نہیں ہے سوائے اس کے کہ گمان کی پیروی کر رہے ہیں۔

وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظَنًّا إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ ۔ ۸۱

ترجمہ۔ان میں سے اکثر مگر گمان کی اور یہ گمان کسی بھی درجے میں (انسان کو) حق سے مستغنی نہیں کرسکتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بدگمانی سے بچے رہو کیونکہ بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے، دوسروں کے ظاہری عیب تلاش نا کرو، نادوسروں کے باطنی عیب ڈھونڈو، مال و دولت میں ایک دوسرے کے ساتھ مسابقت نا کرو، ایک دوسرے سے حسد نا کرو، آپس میں بغض نا رکھو، ایک دوسرے سے روگردانی نا کرو، اللہ ے ایسے بندے بن کررہو جو آپس میں بھائی ہیں۔ ۸۲؎

امیرالمومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

امیرالمومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! جو لوگوں کے بارے میں اچھا گمان کرتا ہے وہ ان کی محبت حاصل کرلیتا ہے۔ ۸۳؎

گمان پر فیصلہ کردینا عدل نہیں ہے۔

جس نے تم سے اچھائی کا گمان کیا،تم اس کے اس گمان کو سچ کردکھاؤ۔

عقلمند کا گمان پیشن گوئی ہوتی ہے۔

مومنوں کے گمان سے ڈرو کیونکہ اللہ نے ان کی زبانوں پر حق جاری کیا ہے۔

ڈھکے چھپے کاموں پر گمانوں کی یلغار اس وقت تک نہیں ہوتی ہے جب تک تم خود اسے عیاں نہ کردو۔ ہر انسان کا گمان اس کی عقل جتنا ہی ہوتا ہے۔ عاقل کا گمان جاہل کے یقین سے زیادہ درست ہوتا ہے۔دین کی آفت بدگمانی ہے۔

جس کا گمان اچھا ہوگا اس کی نیت بھی اچھی ہوگی ۔جس کا لوگوں سے متعلق گمان اچھا ہوگا وہ ان

سے بدلے میں محبت پائے گا۔

اللہ تعالی سے کوئی بندہ اس وقت تک حسن ظن نہیں رکھ سکتا ہے جب تک کے اللہ اس کے حسن ظن کے نزدیک موجود نا ہو۔ ۸۴؎

اہم نکتہ:

بدگمان انسان کی مثبت توانائی اور قیمتی وقت لوگوں کے خلاف جھوٹی باتیں سوچنے اور سمجھنے میں گزر جاتا ہے، ممکن ہے ان باتوں کی کوئی حیثیت نا ہو لیکن انسان ساری عمر اپنی مثبت توانائیوں کو بے وقعت کاموں میں بے دریغ خرچ کرتا رہتا ہے جس کے نتیجے میں وہ اللہ سے بہت دور ہو جاتا ہے اور وہ وقت جب وہ اپنے اعمال کو بہتر کر کے اپنی مثبت توانائی اور قیمتی وقت سے اللہ کی مخلوق کو کوئی فائدہ پہنچا سکتا تھا وہ اس نے ضائع کر دیئے چنانچہ ایسے تمام لوگوں کے لئے یوم آخرت حسرت اور افسوس کا دن ہو گا جہاں وہ اپنے اعمال پر حد درجہ متاسف ہو گا کے یہ اس نے کیا کر دیا، ایسے ہی لوگوں کے لئے ارشاد خداوندی ہے کے لوگ اللہ سے چند لمحے دنیا میں واپس جانے کی استدعا کریں گے تا کہ وہ دنیا میں جا کر جلدی سے اسلام قبول کر کے اپنا مال و منال اللہ کی مخلوق پر خرچ کریں اور عذاب جہنم سے اپنے آپ کو بچا لیں۔

الضحک ۔ قہقہہ ۔ ہنسنا:

الضحک ۔ یا ہنسنے سے متعلق ارشاد خداوندی ہے!

وَ اَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَ اَبْكٰى ۔ ۸۵ ۔

ترجمہ۔ (اللہ) ہنساتا ہے اور وہی رلاتا ہے۔

الضحک ۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ض ۔ ح ۔ ک) سے مشتق ہے۔ ۸۶؎

ضحک ۔ یضحک ۔ ضحکاً ۔ خوشی کو کہتے ہیں، یعنی خوشی سے چہرے کا انبساط۔

ضحک ۔ سے مراد ہنسنا یا دانتوں کا کھل جانا۔

ضحک ۔ تعجب کرنا یا تعجب سے ہنسنا۔

ضحک۔ ہنسی کا پہلا مرحلہ تبسم کہلاتا ہے۔
ضحک الرجل۔ سے مراد اس شخص کو تعجب ہوا۔
ضحک۔ کے بنیادی معانی کھلنے اور ظاہر ہونے کے ہیں۔ ۸۷؎

ارشادات خداوندی:

فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَّلْيَبْكُوا كَثِيرًا جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ۔ ۸۸

ترجمہ۔ پس ان کو چاہیے کے ہنسیں کم اور روئیں زیادہ یہ ان کاموں کی سزا ہے جو وہ کرتے تھے۔

فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا۔ ۸۹

ترجمہ۔ اس کی بات سے سلیمان مسکرا کر ہنس دیے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ۔ ۹۰

ترجمہ۔ بیشک مجرمین (دنیا میں) مؤمنوں پر ہنستے تھے۔

وَ امْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَ مِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ۔ ۹۱

ترجمہ۔ ابراہیم کی بیوی جو کھڑی ہوئی تھی وہ ہنس پڑی، ہم نے اسے اسحاق کی اور اسحاق کے بعد یعقوب کے پیدا ہونے کی خوشخبری سنائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں ان چیزوں کو دیکھ رہا ہوں جن کو تم نہیں دیکھ سکتے اور میں ان چیزوں کو سنتا ہوں جن کو تم نہیں سن سکتے، آسمان چرچرا رہا ہے اور اس کو چرچرانے کا حق ہے، اس میں ہر چار انگشت پر ایک فرشتہ اپنی پیشانی کو اللہ کے لیے سجدہ میں رکھے ہوئے ہے، اللہ کی قسم اگر تم ان چیزوں کو جان لو جن کو میں جانتا ہوں تم کم ہنسو اور روؤ زیادہ اور تم بستروں پر عورتوں سے لذت لینا چھوڑ دو اور تم اللہ سے فریاد کرتے ہوئے جنگلوں کی طرف نکل جاؤ۔ ۹۲؎

حضرت ابوذر نے کہا، کاش میں ایک درخت ہوتا جس کو کاٹ دیا جاتا۔ ۹۳؎
حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا! اے لوگو! روؤ اگر تم کو رونا نہ آئے تو رونے کی کوشش کرکے روؤ، کیونکہ دوزخی دوزخ میں روئیں گے حتیٰ کے ان کے آنسو ان کے چہروں پر اس طرح بہیں گے گویا وہ نہریں ہیں، حتیٰ کے ان کے آنسو ختم ہوجائیں گے پھر ان کا خون بہنے لگے گا اور وہ خون اتنا زیادہ بہہ رہا ہوگا کے اگر اس میں کشتی چلائی جائے تو وہ چل پڑے گی۔ ۹۴؎
سالم بن ابی الجعد بیان کرتے ہیں، حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا! اس شخص کے لیے خوشی ہو جس نے اپنی زبان کی حفاظت کی اور اپنے گھر میں وسعت رکھی اور اپنے گناہ پر رویا۔ ۹۵؎
عبداللہ تیمی نے کہا! جس کو ایسا علم دیا گیا جس کی وجہ سے وہ رویا نہیں، وہ اس لائق ہے کے اس کو نفق آور علم دیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رونے والے علماء کی تعریف کی ہے۔
بے شک اس سے پہلے جن لوگوں کو علم دیا گیا تھا، جب ان پر اس قرآن کی تلاوت کی جاتی تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر جاتے اور کہتے ہمارا رب پاک ہے۔

قُلۡ اٰمِنُوۡا بِهٖۤ اَوۡ لَا تُؤۡمِنُوۡا ؕ اِنَّ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ مِنۡ قَبۡلِهٖۤ اِذَا يُتۡلٰى عَلَيۡهِمۡ يَخِرُّوۡنَ لِلۡاَذۡقَانِ سُجَّدًا ۙ وَّ يَقُوۡلُوۡنَ سُبۡحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنۡ كَانَ وَعۡدُ رَبِّنَا لَمَفۡعُوۡلًا وَ يَخِرُّوۡنَ لِلۡاَذۡقَانِ يَبۡكُوۡنَ وَ يَزِيۡدُهُمۡ خُشُوۡعًا ۔ ۹۶

ترجمہ۔ بے شک ہمارے رب کا وعدہ ضرور پورا ہونا تھا اور وہ روتے ہوئے ٹھوڑیوں کے بل گرتے ہیں اور یہ قرآن ان کے خشوع کو اور بڑھاتا ہے۔
حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بیان کیا، دنیا قلیل ہے، جو منافق اس میں جتنا چاہیں، ہنس لیں اور جب یہ دنیا منقطع ہوجائے گی اور یہ اللہ عزوجل کی طرف جائیں گے تو پھر یہ روئیں گے اور یہ رونا کبھی ختم نہیں ہوگا۔ ۹۷؎
حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! زیادہ ہنسا نا کرو کیونکہ زیادہ ہنسنے

سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔۹۸؎

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! زیادہ نا ہنسا کرو کیونکہ زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔۹۹؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تباہی ہے اس کے لئے جو بولتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے تاکہ اس سے لوگوں کو ہنسائے، تباہی ہے اس کے لئے، تباہی ہے اس کے لئے۔۱۰۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خود تبسم فرمایا کرتے تھے۔

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! جیسے ہی ایک عالم ہنستا ہے اس کے علم میں سے ایک حصہ کم کر دیا جاتا ہے۔

اپنے آپ کو ہنسنے کا عادی نہ بناؤ کیونکہ یہ تمھاری وقعت اور وقار کو کم کر دے گی۔

انسان کی جہالت کے لئے یہی کافی ہے کے وہ بغیر کسی خوشی اور پسندیدگی کے ہنس پڑے۔

بہت زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔بہترین ہنسی مسکراہٹ ہے۔

جس کی ہنسی زیادہ ہو جاتی ہے اس کی ہیبت کم ہو جاتی ہے اور وہ ذلیل ہو جاتا ہے۔

متقی اگر خاموش رہتا ہے تو اس کی خاموشی اس کو رنجیدہ نہیں کرتی ہے اور اگر وہ ہنستا ہے تو اس کی ہنسی کی آواز بلند نہیں ہوتی۔

قہقہہ لگانے سے انسان کی شخصیت دوسروں کے سامنے ہلکی اور بے وقعت ہو جاتی ہے۔

بے شک زاہدوں کے دل دنیا میں روتے ہیں اگر چہ وہ بظاہر ہنس رہے ہوں لیکن ان کا غم شدید ہوتا ہے بھلے وہ ظاہر میں خوش ہی کیوں نا نظر آتے ہوں۔

متقی کی پہچان ہے کے اس کی خاموشی اس کو رنجیدہ نہیں کرتی اور جب وہ ہنستا ہے تو اس کی آواز بلند نہیں ہوتی۔

میرے بیٹے لوگوں کو مزاحیہ بات بتانے سے بچو بھلے ہی تم نے وہ بات دوسرے سے نقل ہی کیوں نا کی ہو۔

بہت زیادہ ہنسنے سے انسان کی شخصیت کا وقار کم ہوجاتا ہے اور اس کے دشمنوں پر اس کی ہیبت کو کم کرتا ہے نیز دشمن کو سرکشی پر بھی ابھارتا ہے۔

حد درجہ ہنسی ہم نشین کو وحشت زدہ اور سردار کو ہنسنے والے کے حق میں برا کر دیتی ہے۔

انسان کی جہالت کے لئے یہی کافی ہے کے وہ بغیر کسی وجہ ،خوشی اور پسندیدگی کے ہنس پڑے۔۱۰۱؎

اہم نکتہ:

قہقہ لگانے والا شخص دوسروں ی نظر میں کم تر اور حقیر ہوجاتا ہے اور اس کی شخصیت کا رعب و دبدبہ ختم ہوجاتا ہے۔

ہر مسلمان کی عزت و تعظیم اور اس کے شخصی وقار کو اللہ تعالی بہت اہمیت دیتے ہیں چنانچہ بہت زیادہ، بے مقصد گفتگو، بہت زیادہ قہقہ لگانا اور ناچنے گانے سے انسان دوسروں ی نظروں میں کم وقعت، ذلیل اور حقیر ہوجاتا ہے اور یہ تمام رزائل انسان کی شخصیت کو نا قابل تلافی نقصان پہنچاتے ہیں۔

خشیت الٰہی سے گریہ/رونا:

گریہ یعنی رونے سے متعلق ارشادِ خداوندی ہیں!

وَ اَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَ اَبْكٰى ۔۱۰۲

ترجمہ۔(اللہ) ہنساتا ہے اور وہی رلاتا ہے۔

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِیَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَ اِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا یَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا یَشَّقَّقُ فَیَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا یَهْبِطُ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ ؕ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۔۱۰۳

ترجمہ۔پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہوئے، سو وہ ایسے ہو گئے جیسے پتھر ہوں یا ان سے بھی زیادہ سخت، اور بلاشبہ بعض پتھر ایسے ہیں جن سے نہریں جاری ہوجاتی ہیں اور بلاشبہ ان میں بعض

ایسے ہیں جو پھٹ جاتے ہیں پھر ان سے پانی نکلتا ہے اور بلاشبہ ان میں بعض ایسے ہیں جو اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کاموں سے بیخبر نہیں ہیں جن کو تم کرتے ہو۔

وَ اِذَا سَمِعُوۡا مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَی الرَّسُوۡلِ تَرٰۤی اَعۡیُنَہُمۡ تَفِیۡضُ مِنَ الدَّمۡعِ مِمَّا عَرَفُوۡا مِنَ الۡحَقِّ ۚ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاکۡتُبۡنَا مَعَ الشّٰہِدِیۡنَ ۔ ۱۰۴

ترجمہ۔ جب انہوں نے اس چیز کو سنا جو نازل کی گئی رسول کی طرف تو، تو دیکھے گا کے ان کی آنکھوں سے آنسوؤں بہہ رہے ہیں اور اس وجہ سے انہوں نے حق کو پہچان لیا، اور یہ کہہ رہے تھے کے اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے سو آپ ہمیں ان لوگوں کے ساتھ لکھ دیجئے جو تصدیق کرنے والے ہیں۔

فَلۡیَضۡحَکُوۡا قَلِیۡلًا وَّ لۡیَبۡکُوۡا کَثِیۡرًا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا کَانُوۡا یَکۡسِبُوۡنَ ۔ ۱۰۵

ترجمہ۔ یہ لوگ تھوڑا سا ہنس لیں اور زیادہ روئیں ان اعمال کے بدلہ جو وہ کیا کرتے تھے۔

وَ یَخِرُّوۡنَ لِلۡاَذۡقَانِ یَبۡکُوۡنَ وَ یَزِیۡدُہُمۡ خُشُوۡعًا ۔ ۱۰۶

ترجمہ۔ وہ رونے کی حالت میں تھوڑیوں کے بل گر پڑتے ہیں اور یہ قرآن ان کی خشوع بڑھا دیتا ہے۔

وَ تَضۡحَکُوۡنَ وَ لَا تَبۡکُوۡنَ ۔ ۱۰۷

ترجمہ۔ اور ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو۔

اِذَا تُتۡلٰی عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتُ الرَّحۡمٰنِ خَرُّوۡا سُجَّدًا وَّ بُکِیًّا ۔ ۱۰۸

ترجمہ۔ جب ان پر رحمن کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو سجدہ کرتے ہیں اور روتے ہوئے گر جاتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! دو آنکھوں کو آگ نہیں چھوئے گی۔

ا۔ جو آنکھ اللہ کے خوف سے روئے۔

۲۔ وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں پہرہ دے کر رات گزارے۔ ۱۰۹؎

حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی فرمائیں گے، ہر اس شخص کو دوزخ سے نکال دو جس نے ایک دن بھی مجھے یاد کیا یا میرے خوف سے ڈرا۔ ۱۱۰؎

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی کے خوف سے رونے والا انسان دوزخ میں نہیں جائے گا۔ ۱۱۱؎

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس مسلمان کی آنکھ میں خوف خدا کے باعث مکھی کے سر کے جتنا بھی آنسو بہہ کر اس کے رخسار کو بھگوئے گا اللہ تعالی اس شخص کے چہرے کو دوزخ کی آگ سے محفوظ فرمائے گا۔ ۱۱۲؎

حضرت ہیثم بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خطاب فرما رہے تھے، جسے سن کر ایک شخص رونے لگا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اگر آج تمھارے درمیان وہ تمام مونین موجود ہوتے جن کے گناہ پہاڑوں کے برابر ہیں تو انھیں اس ایک شخص کے رونے کی وجہ سے بخش دیا جاتا اور یہ کے فرشتے بھی اس شخص کے ساتھ ساتھ گریہ وزاری کرتے ہوئے یہ دعا کر رہے ہیں ائے اللہ! نا رونے والوں کے حق میں رونے والوں کی شفاعت قبول فرما۔ ۱۱۳؎

حضرت مطرف اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دوران نماز اس قدر گریہ فرما رہے تھے کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سینہ اقدس ایسے ہی جوش میں تھا جیسے کوئی دیگ چولہے پر جوش مارتی ہے۔ ۱۱۴؎

حضرت زید بن ارقم ؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کی کے میں دوزخ سے کیسے بچ سکتا ہوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ کے آگے گریہ وزاری سے کیونکہ جو آنکھ اللہ کے خوف سے روتی ہے اس کو دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی۔ ۱۱۵؎

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! حضرت آدم علیہ السلام جنت سے سفید یاقوت کے ساتھ زمین پر تشریف لائے، وہ اس سے اپنے آنسوؤں کو پوچھا کرتے، روایت ہے کے حضرت آدم علیہ السلام جنت کی جدائی پر چالیس سال روئے، اس

پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان سے فرمایا! اے آدم آپ کیوں روتے ہیں؟ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف تسلی دینے والا بنا کر بھیجا ہے، یہ سن کر حضرت آدم علیہ السلام ہنس پڑے اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا! **هُوَ اَضْحَكَ وَ اَبْكٰى** یعنی حضرت آدم علیہ السلام ہنسے تو آپ کی اولاد بھی ہنستی ہے، حضرت آدم علیہ السلام روئے تو آپ کی اولاد بھی روتی ہے۔

ابن شیبہؒ نے جارالطائیؒ سے روایت کیا ہے کے میں مصعب بن زبیرؓ کی والدہ کے جنازے میں حاضر تھا جس میں حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بھی موجود تھے، پھر ہم نے لوگوں کے رونے کی آوازیں سنیں، اس پر میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے پوچھا یہ کیا ہو رہا ہے؟ تو آپ نے فرمایا! اللہ اپنے بندوں کو ہنساتا اور رلاتا ہے۔١١٦

الشِّعْرٰى (ایک ستارہ):

الشِّعْرٰی ایک ستارے کا نام ہے، اہل عرب اس ستارے کی بھی عبادت کیا کرتے تھے۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى۔١١٧

ترجمہ۔(اللہ) ہی شعری (ستارہ) کا رب ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، **وَ اَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى** سے مراد بے شک اللہ تعالیٰ شعری نامی ستارے کا بھی رب ہے آپ نے فرمایا! وہ ایک ستارہ ہے جس کو شعری کہتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، یہ آیت بنوخزاعہ کے بارے میں نازل ہوئی، کیونکہ یہ لوگ الشِّعْرٰی (ستارے) کی عبادت کیا کرتے، تاہم یہ وہ ستارہ ہے جو جوزاء کے عقب میں ہے۔

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، الشِّعْرٰی وہ ستارہ ہے جو جوزاء کے پیچھے ہوتا ہے، کچھ اہل عرب اس ستارے کی عبادت کرتے تھے۔

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، زمانہ جاہلیت میں لوگ اس ستارے کی عبادت کرتے تھے جس کو

الشِّعْرٰی کہا جاتا ہے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔۱۱۸؎

حوالہ کتب:

۱۔سورہ النجم۔آیت۔۱۔
۲۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔ج۔۴۔ص۔۱۷۶۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔ج۔۴۔ص۔۱۷۶۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔ج۔۴۔ص۔۱۷۶۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۔فتح القدیر۔علامہ کمال الدین بن ہمام (متوفی ۸۶۱ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۶۔تفسیر جلالین۔علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی۔)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
۷۔سورہ البروج۔آیت۔۱۔
۸۔سورہ انعام۔آیت۔۹۸۔
۹۔سورہ الحجر۔آیت۔۱۶۔
۱۰۔سورہ الفرقان۔آیت۔۶۱۔
۱۱۔سورہ الصفت۔آیت۔۶۔
۱۲۔سورہ الملک۔آیت۔۵۔
۱۳۔سورہ النحل۔آیت۔۱۶۔
۱۴۔Urdu Cover۔
۱۵۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۷۔
۱۶۔سائنسی معلومات۔
۱۷۔سورہ النجم۔آیت۔۳۔
۱۸۔سورہ النجم۔آیت۔۴۔
۱۹۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
۲۰۔القاموس المحیط۔علامہ مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی (متوفی ۸۱۷ھ)۔مطبوعہ داراحیا التراث العربی بیروت۔
۲۱۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۸ھ۔
۲۲۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
۲۳۔زادالمسیر۔علامہ ابوالفرج عبدالرحمن بن علی بن محمد جوزی حنبلی (متوفی ۵۹۷ھ)۔ج۔۵۔ص۔۲۶۹۔ مطبوعہ مکتب اسلامی۔بیروت۔۱۴۰۷ھ۔

۲۴۔الکشف والخفاء ومزیل الالباس۔علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی (متوفی ۱۱۶۴ھ)۔ج۔۹۔ص۔۹۲۔۹۳
۔داراحیاء۔التراث۔العربی۔بیروت۔
۲۵۔سورہ ق۔آیت۔۱۔
۲۶۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت
۱۴۱۵ھ۔
۲۷۔سورہ النجم۔آیت۔۳۔۴۔
۲۸۔سورہ الانبیا۔آیت۔۶۳۔
۲۹۔سورہ الجاثیہ۔آیت۔۲۹۔
۳۰۔سورہ الفصلت۔۲۱۔
۳۱۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۳۲۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۳۳۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
۱۴۱۴ھ۔نیز۔
مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۳۴۔سورہ النجم۔آیت۔۳۔
۳۵۔سورہ النجم۔آیت۔۴۔
۳۶۔البحر الزخار فی زوائد مسند البزار۔حافظ امام ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق الارزی البزار (متوفی ۲۹۷ھ)
۔مکتبہ العلوم والحکم۔۱۴۱۳ھ۔
۳۷۔سنن درامی۔امام عبداللہ بن عبدالرحمن درامی (متوفی ۲۵۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العربی ۱۴۰۷ھ۔
دارلمعرفتہ بیروت ۱۴۲۰ھ۔
۳۸۔سورہ النجم۔آیت۔۵۔
۳۹۔سورہ النجم۔آیت۔۶۔
۴۰۔سورہ النجم۔۷۔
۴۱۔عمدۃ القادری۔ج۔۱۔ص۔۲۷۔
۴۲۔عمدۃ القادری۔ج۔۱۔ص۔۲۷۔
۴۳۔سورہ التکویر۔آیت۔۱۹۔۲۱۔
۴۴۔سورہ النجم۔آیت۔۵۔۶۔
۴۵۔سورہ تحریم۔آیت۔۴۔
۴۶۔سورہ نجم۔آیت۔۷۔۹۔
۴۷۔سورہ النجم۔آیت۔۱۴۔
۴۸۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۹۲۔۱۹۴۔

۴۹۔سورہ النحل۔آیت۔۱۰۲۔
۵۰۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۵۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۲۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۵۳۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔ج۔۴۔ص۔۱۷۶۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۴۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔ج۔۴۔ص۔۱۷۶۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۵۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۵۶۔سورہ النجم۔آیت۔۱۴۔۔
۵۷۔سورہ القصص۔آیت۔۲۸۔
۵۸۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۵۹۔سورہ سبا۔آیت۔۱۶۔
۶۰۔صحیح مسلم ۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ) ۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۶۱۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔ج۔۴۔ص۔۱۷۶۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۶۲۔تذکرہ قرطبی۔
۶۳۔سورہ محمد۔آیت۔۱۵۔
۶۴۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۶۵۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔ج۔۴۔ص۔۱۷۶۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۶۶۔سورہ النجم۔آیت۔۱۸۔
۶۷۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔ج۔۴۔ص۔۱۷۶۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۶۸۔سورہ النجم۔آیت۔۱۹۔
۶۹۔سورہ النجم۔آیت۔۲۰۔
۷۰۔مختصر سیرۃ الرسول ﷺ۔شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی (متوفی ۱۲۴۲ھ)۔ص۔۱۲۔المطبعۃ السّلفیہ مصر۔ ۱۳۷۹ھ۔
۷۱۔سوہ الزمر۔آیت۔۳۔
۷۲۔القرآن۔
۷۳۔الجامع الصحیح بخاری۔ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی۔۲۵۶ھ)۔دار السلام ریاض۔۱۹۹۹ء۔
۷۴۔اٹلس سیرت نبوی ﷺ۔تالیف۔ڈاکٹر شوقی ابوخلیل۔ص۔۶۰۔پبلیشرز دار السلام۔الریاض سعودی عرب۔۱۴۲۴ھ۔

۷۵۔سورہ النجم۔آیت۔۲۸۔
۷۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۷۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۷۸۔سورہ احزاب۔آیت۔۱۰۔
۷۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۷۸۔
۸۰۔سورہ النساء۔آیت۔۱۵۷۔
۸۱۔سورہ یونس۔آیت۔۳۶۔
۸۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری(متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۸۳۔غررالحکم۔
۸۴۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۸۵۔سورہ النجم۔آیت۔۴۳۔
۸۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۸۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۸۸۔سورہ التوبہ۔آیت۔۸۲۔
۸۹۔سورہ النمل۔آیت۔۱۹۔
۹۰۔سورہ المطففین۔آیت۔۲۹۔
۹۱۔سورہ ھود۔آیت۔۱۷۔
۹۲۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی(۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۰ھ۔
۹۳۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی(متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۹۴۔ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ(متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۹۵۔کتاب الزہد۔امام عبداللہ بن مبارک(متوفی ۱۸۱ھ)۔مطبوعہ ادرالکتب العلمیہ بیروت۔
۹۶۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۰۷۔۱۰۹۔کتاب الزہد۔امام عبداللہ بن مبارک(متوفی ۱۸۱ھ)۔مطبوعہ ادرالکتب العلمیہ بیروت۔
۹۷۔تفسیر القرآن۔حافظ عمادالدین اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی(متوفی ۷۷۴ھ)۔مطبوعہ ادارہ اندلس بیروت ۱۳۸۵ھ۔
۹۸۔ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ(متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۹۹۔ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ(متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۱۰۰۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی(متوفی ۲۷۵ھ)مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۰۱۔ تجلیات حکمت۔ مرتب۔ آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔ مترجم۔ سید قمر عباس۔ ص۔ ۲۹۱۔ مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔ ۱۴۲۴ھ۔
۱۰۲۔ سورہ النجم۔ آیت۔ ۴۳۔
۱۰۳۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۷۴۔
۱۰۴۔ سورہ المائدہ۔ آیت۔ ۸۳۔
۱۰۵۔ سورہ التوبہ۔ آیت۔ ۸۲۔
۱۰۶۔ سورہ بنی اسرائیل۔ آیت۔ ۱۰۹۔
۱۰۷۔ سورہ النجم۔ آیت۔ ۶۰۔
۱۰۸۔ سورہ مریم۔ آیت۔ ۵۸۔
۱۰۹۔ سنن ترمذی۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۱۰۔ سنن ترمذی۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۱۱۔ سنن ترمذی۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۱۲۔ سنن ابن ماجہ۔ امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۱۱۳۔ دلائل النبوۃ۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۱۱۴۔ ابن حبان۔
۱۱۵۔ الترغیب والترھیب۔
۱۱۶۔ الدر المنثور التفسیر بالمثور۔ جلال الدین سیوطی۔ ج۔ ۴۔ ص۔ ۱۷۶۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۱۷۔ سورہ النجم۔ آیت۔ ۴۹۔
۱۱۸۔ الدر المنثور التفسیر بالمثور۔ جلال الدین سیوطی۔ ج۔ ۴۔ ص۔ ۱۷۶۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔

۵۴۔سورہ الْقَمَرُ (چاند)

نام:

الْقَمَرُ ۔عربی زبان کا لفظ ہے،قمراس چاندکو کہتے ہیں جو ہر مہینے کی تیسری رات سے پچیسویں رات تک نکلتا ہو،یعنی تیسری رات سے پچیسویں رات کا چاند،زمانہ جاہلیت میں عربوں کا قومی نشان قمر تھا جبکہ ایرانیوں کا قومی نشان شمس تھا۔ا؎

ہلال اس چاندکو کہتے ہیں جو پہلی ،دوسری،چھبیس اورساتیسوئیں شب کا چاند ہو۔

البدر۔پورے چاندکو کہتے ہیں یعنی ماہ کامل ایسا چاند جومکمل طور پر ظاہر ہوجائے۔

شان نزول:

سورہ الْقَمَرُ مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۵۵ ہے جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۳ ہے۔

مضامین:

ا۔شق الْقَمَرُ کا ذکر۔

۲۔قیامت کی سختیوں اورعذاب کا ذکر۔

۳۔قرآن کریم سہل ہےاس کا ذکر،انبیاءسابقین کا تذکرہ۔

۴۔مجرمین کاانجام۔

۵۔متقین کے لئےنعمتوں کا ذکر۔

چاند یا اَلۡقَمَرُ :

کائنات میں بے شمار چاند:

کائنات میں بے شمار چاند بھی پائے جاتے ہیں، خود ہمارے نظام شمسی میں چاند کی تعداد (۱۰۰) سے زائد بتائی جاتی ہے، دوسری جانب اس کائنات میں بے شمار کہکشانی نظام میں نجانے سورج اور چاند کی کتنی تعداد ہوگی یہ قیاس سے باہر ہے۔ چاند اللہ کی ایک روشن نشانی ہے جو اپنے مدار میں ہمہ وقت گردش پذیر ہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ الۡقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ۔ ۲

ترجمہ۔ ماہ کامل کی قسم، جب وہ پورا ہو جائے۔

اَلشَّمۡسُ وَ الۡقَمَرُ بِحُسۡبَانٍ ۔ ۳

ترجمہ۔ سورج اور چاند ایک حساب کے ساتھ (گردش) میں ہیں۔

وَ هُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ الَّیۡلَ وَ النَّهَارَ وَ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ كُلٌّ فِیۡ فَلَكٍ یَّسۡبَحُوۡنَ ۔ ۴

ترجمہ۔ (اللہ) نے سورج اور چاند پیدا کئے، اور ہر ایک اپنے دائرے میں تیر رہے ہیں۔

هُوَ الَّذِیۡ جَعَلَ الشَّمۡسَ ضِیَآءً وَّ الۡقَمَرَ نُوۡرًا وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعۡلَمُوۡا عَدَدَ السِّنِیۡنَ وَ الۡحِسَابَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالۡحَقِّ یُفَصِّلُ الۡاٰیٰتِ لِقَوۡمٍ یَّعۡلَمُوۡنَ ۔ ۵

ترجمہ۔ وہی قدار مطلق ہے جس نے سورج کو چمکتا ہوا اور چاند کو نورانی بنایا اور اس کے لئے منزلیں مقرر فرمادیں تاکہ تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کر لیا کرو، یہ چیزیں اللہ نے حق ہی کے ساتھ پیدا فرمائی ہیں وہ جاننے والوں کے لئے تفصیل کے ساتھ نشانیاں بیان فرماتا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِیۡ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوۡجًا وَّ جَعَلَ فِیۡهَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِیۡرًا ۔ ۶

ترجمہ۔ وہ ذات عالی شان ہے جس نے آسمان میں بڑے بڑے ستارے بنائے اور ان میں ایک

چراغ (سورج) بنایا اور روشن کرنے والا چاند بنایا۔

وَّ جَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا ۔۷

ترجمہ۔(اللہ) نے چاند کو نورانی بنایا۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَ الْحَجِّ ۔۸

ترجمہ۔وہ تم سے نیا چاند نکلنے سے متعلق پوچھتے ہیں، (ان سے) کہہ دو کے یہ لوگوں کے حج کے واسطے اوقات ہیں۔

فَالِقُ الْاِصْبَاحِ وَ جَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ حُسْبَانًا
ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۔۹

ترجمہ۔(اللہ) نے سورج اور چاند کی رفتار کو (حساب سے) رکھا ہے۔ یہ بڑے قادر اور بڑے علم والے کی ٹھہرائی ہوئی بات ہے۔

وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ۔۱۰

ترجمہ۔سورج، چاند اور ستاروں کو اس طرح سے پیدا کیا کہ سب اس کے حکم کے تابع ہیں۔

وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۔۱۱

ترجمہ۔(اللہ) نے شمس اور قمر کو ایک کام پر لگایا ہوا ہے۔ یہ سب وقت مقررہ پر چلتے رہتے ہیں۔

الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۔۱۲

ترجمہ۔اللہ نے تمھارے فائدے کے لئے چاند اور سورج کو مسخر کیا ہے جو ہر وقت چلتے رہتے ہیں

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ ۔۱۳

ترجمہ۔قیامت قریب آ گئی اور چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔

لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَ لَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَ
كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۔۱۴

ترجمہ۔نا سورج کی یہ مجال ہے کے وہ چاند کو جا پکڑے۔ یہ سب ایک ایک دائرے میں تیر رہے ہیں۔

وَ سَخَّرَ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ ۔ ۱۵

ترجمہ۔(اللہ) نے سورج اور چاند کو قابو میں کر رکھا ہے۔

حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ہیں، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچپن میں جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی جھولے میں تھے تو جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاند کی جانب اشارہ فرماتے تو چاند انگلی کے اشارے کی جانب جھک جایا کرتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں چاند سے باتیں کرتا اور وہ مجھ سے باتیں کرتا تھا۔ ۱۶؎

مندرجہ بالا آیات اپنے اندر نہایت بلیغ پیغامات لئے ہوئے ہیں۔اشیاء کائنات میں تفکر کرنے والوں کے لئے ان آیات میں نہایت اہم سائنسی اصول پنہاں، موجود اور مستور ہیں۔

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! اگر روحانی آنکھ سے چاند کو دیکھا جائے تو اس میں پہاڑ، جھیلیں، تالاب اور ریگستان ہیں، تاہم تالاب اور جھیل کے پانی میں پارے کا عنصر نمایاں اور غالب ہے، جبکہ یہ پانی پارے کی طرح چمکدار ہے، دوسری جانب چاند پر جنات کی آمدورفت بھی رہتی ہے۔ چاند کی فضاء میں ویلڈنگ کے وقت آنے والی گیس کے جیسی بو موجود ہے، چاند پر چہل قدمی کرتے وقت انسانی جسم کی لطافت اس قدر بڑھ جاتی ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے جیسے وہ ہوا میں باآسانی اڑ سکے گا لیکن انسانی جسم لطافت محسوس کرنے کے باوجود ٹھوس حالت میں ہوتا ہے، اگرچہ چاند پر مستقل آبادی نہیں ہے لیکن چاند ایک سیر گاہ ہے جہاں جسم مثالی جا سکتا ہے، تاہم دنیا کا کوئی فرد چاند میں اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتا جب تک وہ جسم مثالی سے واقفیت حاصل نا کرلے نا صرف یہ بلکہ ارادے اور اختیار سے جسم مثالی کے ساتھ سفر کر سکتا ہو۔ ۱۷؎

چاند اللہ کی ایک نشانی ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ کی ایک مخلوق بھی ہے۔ چاند شعور رکھتا ہے، مسلسل گردش کرتا ہے، سانس لیتا ہے، اپنے رب کی حمد و ثناء، تسبیحات اور عبادات کرتا ہے یہی نہیں بلکہ سورج کی طرح چاند بھی اپنے جائے سجدہ سے واقف ہے۔ چاند اللہ کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے مسلسل بغیر رکے اپنی ذمہ داریاں انجام دے رہا ہے۔اس دوران نا وہ کبھی غیر حاضر ہوتا ہے اور نہ ہی کبھی تاخیر کرتا ہے۔ وہ الگ بات ہے کہ موسم ابر آلود ہے یا شدید بارش ہو رہی ہو جس

کی وجہ سے وہ نظر نہ آئے لیکن وہ آسمان پر موجود ضرور ہوتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ۔۱۸

ترجمہ۔اس نے شمس اور قمر کو ایک کام پر لگایا ہوا ہے، یہ سب وقت مقررہ پر چلتے رہتے ہیں۔

وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۔۱۹

ترجمہ۔اللہ نے تمھارے فائدے کے لئے چاند اور سورج کو مسخر کیا، جو ہر وقت چلتے رہتے ہیں بے شک وہ زبردست بخشنے والا ہے۔

مذکورہ بالا آیات سے یہ بات ثابت ہوگئی کے چاند افلاک میں اپنے مدار میں ہمہ وقت گردش میں مصروف ہے۔

قمر۔عربی زبان میں ہر مہینے کی تیسری رات سے پچیسویں رات کے چاند کو قمر کہتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَ الْحَجِّ ۔۲۰

ترجمہ۔وہ تم سے نیا چاند نکلنے سے متعلق پوچھتے ہیں۔(ان سے) کہہ دو کے یہ لوگوں کے حج کے واسطے اوقات ہیں۔

ہلال۔پہلی، دوسری، چھبیس اور ستائیس تاریخ کے چاند کو ہلال کہتے ہیں۔

البدر۔چودھویں کے چاند کو بدر کہتے ہیں۔۲۱ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ الْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ۔۲۲

ترجمہ۔قسم ہے ماہ کامل کی جب وہ مکمل ہوجاتا ہے۔

ایام جاہلیت میں عربوں کا قومی نشان قمر تھا جبکہ ایرانیوں کا قومی نشان شمس تھا۔

چاند کی روشنی سے اناج، پھلوں اور سبزیوں میں مٹھاس پیدا ہوتی ہے جبکہ سورج کی روشنی سے فصلیں پکتی ہیں۔

کائنات سے ہمہ وقت روشنیوں کا اخراج ہوتا ہے، یہ روشنیاں اشیاء کائنات لہروں کی شکل میں وصول کرتے ہیں۔

ان ہی لہروں میں پیغامات اور اطلاعات بھی موجود ہوتی ہیں اور ان ہی لہروں کے ذریعے مخلوقات اپنے خیالات کو دوسروں تک منتقل بھی کرتے ہیں۔ طبی اور نفسیاتی ماہرین کے مطابق چڑھتے چاند کی تاریخوں بالخصوص (۱۴) تاریخ کو ذہنی اور نفسیاتی مریضوں کے مرض میں اضافہ نوٹ کیا گیا ہے یہی نہیں بلکہ چاند کی (۱۴) تاریخ کو لوٹ مار، قتل وغارت گری، فسادات، خودکشی، پاگل پن میں اضافے اور ڈپریشن میں اضافہ بھی دیکھا گیا ہے۔

اسی طرح سے چاند گرھن اور سورج گرھن کے بھی اثرات انسانوں، جانوروں اور پودوں پر نوٹ کئے گئے ہیں۔

مندرجہ بالا مثالوں سے ماہرین اس نتیجے پر پہنچے کہ انسان اور دیگر مخلوقات پر ریڈیائی لہریں اثرانداز ہوتی ہیں اور چونکہ ہر مخلوق بہ شمول انسان کے اندر بھی ریڈیائی حسیات پائی جاتی ہیں چنانچہ ان لہروں کے اثرات انسانوں پر بھی نظر آتے ہیں۔

چاند کی پیدائش:

اُبو العالیہؒ بیان کرتے ہیں، صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی، چاند کیوں پیدا کیا گیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَ الْحَجِّ۔

ترجمہ۔ وہ تم سے نیا چاند نکلنے سے متعلق پوچھتے ہیں۔ (ان سے) کہہ دو کے یہ لوگوں کے حج کے واسطے اوقات ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے چاند کو مسلمانوں کے روزوں کے اوقات، افطار، مناسک حج، عورتوں کی عدت کی تعین اور قرض کی ادائیگی کے وقت کو بیان کرنے کے لئے بنایا ہے۔ ۲۳؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چاند کے بارے میں پوچھا؟ تو ان آیات کا نزول ہوا۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ۔

ترجمہ۔وہ تم سے نیا چاند نکلنے سے متعلق پوچھتے ہیں ۔(ان سے) کہہ دو کے یہ لوگوں کے حج کے واسطے اوقات ہیں۔

تا کہ لوگ چاند کے ذریعے اپنے قرض کی ادائیگی کا وقت، اپنی عورتوں کی عدت اور اپنے حج کے وقت کو متعین کر سکیں۔ ۲۴

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے چاند کو لوگوں کے اوقات (جاننے کے لئے) بنایا پس تم چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو اگر تم پر بادل چھا جائیں تو تیس دنوں کی گنتی پوری کرلو۔ ۲۵

مختلف تہذیبوں میں چاند کی عبادت:

مختلف تہذیبیں اور ان میں بسنے والی اقوام نے چاند کی عبادات بھی کی ہیں۔

بابل کی کھدائی کے دوران ملنے والے کتبات سے یہ معلوم ہوتا ہے کے اہل بابل تقریباً ۵۰۰۰ دیوی اور دیوتاؤں کی عبادات کرتے قدیم بابل میں موجود ہر شہر کا الگ خدا ہوتا جبکہ 'ار' شہر کا خدا 'رب البلد ننار' (چاند دیوتا) تھا تاہم حضرت ابراہیم علیہ السلام جو کے بابل کے قدیم شہر 'ار' میں پیدا ہوئے جن کی قوم زبردست مظاہر پرست تھی انھوں نے اپنی قوم کو اس مظاہر پرستی اور سورج، چاند ستاروں کی عبادت سے سختی سے روکا۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ كَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّ مَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ ۲۶

ترجمہ۔ہم نے ابراہیم کو آسمانوں کی اور زمین کی مخلوقات دکھائیں۔تاکہ وہ یقین کرنے والوں میں سے ہوجائے، پھر جب اس پر رات کی تاریکی چھا گئی تو ایک ستارہ دیکھا، کہا یہ میرا رب ہے، پھر جب وہ ستارہ غروب ہوگیا تو یوں کہا کہ میں غائب ہوجانے والوں سے محبت نہیں رکھتا، پھر جب چاند کو چمکتا ہوا دیکھا تو کہا کہ یہ میرا رب ہے، پھر جب وہ غروب ہوگیا تو کہا اگر میرا رب مجھے ہدایت نہ کرتا تو میں ضرور گمراہ لوگوں میں سے ہوجاتا، پھر جب سورج کو چمکتا ہوا دیکھا تو کہا یہ میرا رب ہے، یہ سب سے بڑا ہے، پھر جب سورج غروب ہوگیا تو کہا اے میری قوم! میں ان چیزوں سے بری ہوں، جن کو تم شریک ٹھہراتے ہو، بے شک میں نے اپنا رخ اس ذات کی طرف موڑا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا، میں سب کو چھوڑ کر اسی کی طرف مائل ہونے والا ہوں، اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

بابلی سورج، چاند، ستاروں، اجرام فلکی اور دیگر قدرتی چیزوں کی عبادات کیا کرتے وہ اپنے دیوی دیوتاؤں کی خوشنودی کی خاطر ان پر مال وزر، سونا، چاندی، غلہ، اناج، اور شراب کے چڑھاوے چڑھاتے اور اپنی مصیبتوں میں انھیں پکارتے اور ان سے مدد طلب کرتے یہی وجہ تھی کے وہ بیماری، پریشانی، فصل کی خرابی، زمینی آسمانی آفات وبلیات اور دیگر تمام مواقعوں پر اپنے دیوتاؤں کے حضور اپنی حاجات کو عاجزی سے پیش کرتے اس کے ساتھ ہی مختلف دیوی دیوتا جن میں محبت کی دیوی 'عشتار' (جو بعد میں وینس کہلائی) اس کی بھی عبادت کی جاتی اور ہر سال اس کے اعزاز میں موسم بہار کے آغاز میں جشن منایا جاتا۔ زمین کے دیوتا مردوک کی شکل (بیل کے جیسی تھی) اس کا بھی سالانہ جشن منایا جاتا جس میں تمام لوگوں کی شرکت ضروری تھی بالکل اسی طرح سے آسمان کا دیوتا آنو جو آسمان سے بارش برساتا اگر وہ غضب ناک ہوکر تیز ہوائیں اور طوفان بپا کرتا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمِنۡ اٰیٰتِہِ الَّیۡلُ وَ النَّہَارُ وَ الشَّمۡسُ وَ الۡقَمَرُ لَا تَسۡجُدُوۡا لِلشَّمۡسِ وَ لَا لِلۡقَمَرِ وَ اسۡجُدُوۡا لِلّٰہِ الَّذِیۡ خَلَقَہُنَّ اِنۡ کُنۡتُمۡ اِیَّاہُ تَعۡبُدُوۡنَ۔ ۳۷

ترجمہ۔ اللہ کی نشانیوں میں سے رات ہے اور دن ہے اور چاند ہے اور سورج ہے مت سجدہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو، اور سجدہ کرو اللہ کو جس نے ان کو پیدا فرمایا اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔

واقعہ شق الْقَمَرُ :

چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک عظیم الشان معجزہ ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ ۔۲۸

ترجمہ۔ قیامت قریب آ پہنچی اور چاند شق ہو گیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، سورہ قمر مکہ میں نازل ہوئی۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ مکہ میں نازل ہوئی۔۲۹؎

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، اِقْتَرَبَتِ کے پڑھنے والے کو رات میں مبیضہ پکارا جاتا ہے کے اس کے پڑھنے والے کے چہرے کو سفید کر دے گی، جس دن چہرے سفید ہوں گے۔۳۰؎

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعا روایت ہے، جس شخص نے سورۃ الم تنزیل یٰسین، اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ ہر دو راتوں میں پڑھی، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو اس طرح اٹھائیں گے کے اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح (روشن) ہو گا۔۳۱؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ ایک رات چھوڑ کر دوسری رات میں پڑھی یہاں تک کے اس کی موت واقع ہو گئی تو وہ اللہ تعالیٰ اس حال میں ملاقات کرے گا کے اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی مانند چمک رہا ہو گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک بیان کرتے ہیں، اہل مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی معجزہ اور نشانی کے بارے میں سوال کیا تو مکہ مکرمہ میں چاند دو ٹکڑوں میں بٹ گیا، اسی موقع پر یہ آیت اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ۔ سے لیکر سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ تک نازل ہوئی یعنی یہ ختم کر دینے والا جادو ہے۔۳۲؎

حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں، اہل مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کے ان کو کوئی معجزہ یا کوئی نشانی دکھائیں

(پھر وہ ایمان لائیں گے) تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کو چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیا یہاں تک کے انہوں نے ان کے درمیان حراء پہاڑ کو دیکھا۔ ۳۳؎

شق الْقَمَرُ کا معجزہ:

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، میں نے چاند کو دو ٹکڑوں میں بٹا ہوا دیکھا، مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکہ سے نکلنے سے پہلے ایک ٹکڑا ابو قبیس (پہاڑ) پر تھا اور ایک ٹکڑا اسویدا کے (مقام) پر تھا مشرکین مکہ نے کہا کے چاند پر جادو چل گیا، تو یہ آیت اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ نازل ہوئی۔ ۳۴؎

مجاہدؒ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جیسے تم نے چاند کو پھٹا ہوا دیکھا تو بے شک وہ ذات جس نے تم کو خبر دی کے

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ (قیامت قریب آ گئی) وہ حق ہے۔ ۳۵؎

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں چاند دو ٹکڑوں میں بٹ گیا ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر تھا اور ایک ٹکڑا اس کے نیچے کی جانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم گواہ ہو جاؤ۔ ۳۶؎

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ آیت، اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ کے بارے میں روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں مشرکین جمع ہوئے ان میں ولید بن مغیرہ ابو جہل بن ہشام عاص بن وائل عاص بن ہشام اسود بن اخوث، اسود بن عبد المطلب زفعہ بن اسود نصر بن حرث تھے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کے اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے ہیں تو ہمارے چاند کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کر کے دیکھائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا! اگر میں ایسا کر دوں تو کیا تم ایمان لے آو گے؟ یہ سن کر وہ کہنے لگے، ہاں وہ چودھویں کی رات تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب سے سوال کیا کے ان لوگوں نے جو سوال کیا ہے اس کو پورا کر دیجیئے۔

چنانچہ چاند دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا، چاند کا آدھا حصہ ابوقیس پر اور آدھا حصہ قعیقعان پر تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آواز دی، اے ابوسلمہ بن عبدالاسد اور ارقم بن ابی الارقم گواہ ہو جاؤ۔ ۳۷؎

شق القمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک معجزہ تھا جادو نہیں:

ابن المنذر نے ضحاکؒ سے روایت کیا ہے کے، چاند شق ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت سے قبل ابھی مکہ میں قیام پذیر تھے۔ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جادوگر مشہور کر دیا۔

اسی پر ارشاد خداوندی ہے!

وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ

ترجمہ۔ اگر وہ کسی نشانی کو دیکھتے ہیں تو اس سے اعرض کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کے یہ جادو ہے جو ابھی ختم ہو جائے گا۔ ۳۸؎

انذار/ڈرانا:

سورہ القمر میں النذر یعنی ڈراوا سے متعلق گیارہ آیات بیان کی گئی ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۔ ۳۹

ترجمہ۔ اعلی درجے کی حکمت، سو ڈرانے والی چیزیں ان کو کچھ فائدہ نہیں دے رہی ہیں۔

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۔ ۴۰

ترجمہ۔ پھر کیسا ہوا میرا عذاب اور میرا ڈرانا۔

كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُ ۔ ۴۱

ترجمہ۔ جھٹلایا قوم عاد نے سو کیا ہوا میرا عذاب اور میرا ڈرنا۔

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۔ ۴۲

ترجمہ۔ سو کیسا میرا عذاب اور میرا ڈرانا۔

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ۔۴۳

ترجمہ۔قوم ثمود نے ڈرانے کو جھٹلایا۔

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَ نُذُرِ ۔۴۴

ترجمہ۔سو کیسا ہوا میرا عذاب اور میرا ڈرانا؟۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍۭ بِالنُّذُرِ ۔۴۵

ترجمہ۔لوط (علیہ السلام) کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔

وَلَقَدْ اَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ۔۴۶

ترجمہ۔اور لوط (علیہ السلام) نے ان کو ہماری گرفت سے ڈرایا تھا سو انہوں نے ڈرانے کی چیزوں میں جھگڑے بازی کی۔

وَ لَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَيْفِهٖ فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَ نُذُرِ ۔۴۷

ترجمہ۔بے شک بات یہ ہے کے ان لوگوں نے لوط علیہ السلام کے مہمانوں کو برے ارادہ سے لینا چاہا سو ہم نے ان کی آنکھیں چوپٹ کر دی، سو چکھو میرا عذاب اور میرے ڈرانے کا نتیجہ۔

فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَ نُذُرِ ۔۴۸

ترجمہ۔سو چکھو میرا عذاب اور میرے ڈرانے کا نتیجہ۔

وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ۔۴۹

ترجمہ۔یہ بات واقعی ہے کہ ال فرعون کے پاس ڈرانے کی چیزیں آئی تھیں۔

انذار/ڈرانا کے معنی:

ابن فارس نے نذر کے بنیادی معانی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے! اس سے مراد ڈرنے اور ڈرانے کے ہیں۔

نذر بالشئی۔سے مراد کسی چیز سے ہوشیار یا چوکنا ہو جانا۔

انذار۔سے مراد کسی شخص کو کسی نقصان دہ چیز، اس کے خوفناک نتائج اور اس کے نقصانات سے قبل

از وقت مطلع کر دینا۔

نذیرۃ الجیش۔ سے مراد میدان جنگ میں لشکر میں جو سب سے آگے فوجی دستہ موجود ہوتا ہے وہ دشمنوں کی نقل وحرکت سے باقی لشکر کو آگاہ کرتا ہے اس کو نذیرۃ الجیش کہا جاتا ہے۔

النذیر۔ سے مراد آگاہ کرنے والا نیز کمان کی آواز جس کو سن کر شکار خطرہ سے آگاہ ہو جاتا ہے۔

نذیر۔ سے مراد غلط روش اور تباہ کن نتائج سے آگاہ کرنے والا خواہ وہ کوئی انسان ہو یا واقعہ۔ ۵۰؎

نذیر۔ کے ایک معانی بڑھاپے کے بھی ہیں جو کے انسان کو قریبی موت سے آگاہ کرتا ہے۔ ۵۱؎

سیدی نذیر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک اسم صفاتی ہے جس میں حروف مقطعات کی تعداد (۳) ہے یعنی (ن۔ی۔ر)۔

ن۔ سے مراد نہی عن المنکر ہے یعنی گناہوں سے بچنا اور نیکی کا حکم دینا۔

ی۔ یہ حرف یوم حساب کی جانب اشارہ کرتا ہے۔

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! شفاعت کے سبب دوزخ سے لوگوں کو اس حال میں نکالا جائے گا وہ جلی ہوئی لکڑی کی طرح ہو چکے ہوں گے۔ ۵۲؎

ر۔ یہ حرف بھی حروف مقطعات میں شامل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخصوص ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کا پیغام حق بنی نوع انسانیت کو منتقل فرمایا چنانچہ امت پر لازم ہے کے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم احسانات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ہمہ وقت درود کی کثرت کرے۔

سیدی نذیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک اسم صفاتی ہے جس کے معنی ڈرانے والے کے ہیں یعنی قرآن کریم کے ذریعے تذکیر اور انذار کا فریضہ انجام دیا جا رہا ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّا أَتَاهُم مِّن نَّذِيرٍ مِّن قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ۔

ترجمہ۔(قرآن) آپ کے رب کی طرف سے حق ہے تا کہ آپ ان لوگوں کو ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تا کہ وہ لوگ ہدایت پر آجائیں۔

یعنی اللہ تعالی نے بنی نوع انسان کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے ہر قوم میں انبیاء کرام مبعوث فرمائے جنھوں نے اپنی قوم کو ایک اللہ کی عبادت کا حکم دیا اور عذاب الٰہی ،جہنم کی سختیوں اور گزشتہ اقوام کی سرکشی کے نتیجے میں آنے والے تباہ کن عذاب سے ڈرایا لیکن ہر انسان میں سمجھنے کی قوت اور صلاحیت نہیں ہوتی ہے کچھ سعید روحیں فوراً معاملے کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے اپنا قبلہ درست کر لیتی ہیں جبکہ کچھ لوگ تا عمر متواتر سرکشی اور ظلم پر اصرار کرتے رہتے ہیں کیونکہ ہر انسان میں نصیحت کو قبول کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت بنی نوع انسانیت کے لئے نہایت سعادت ، رحمت اور انتہائی خوشی کا موقع ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے ہی ہمیں قرآنی احکامات ، قاعدے قوانین، حلال وحرام ،محکم ومتشابہات ، صحیح اور غلط ، جنت وجہنم ،موت اور زندگی ،عقائد وارکان اور عبادات کا علم ہوا تاہم قرآن کریم کی آیات میں موجود فکر وفلسفہ کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہایت واضح الفاظ میں بیان فرمایا یہ وضاحت اتنی دوٹوک تھی جس میں کسی قسم کے ابہام کی کوئی گنجائش موجود نہ تھی اب جس نے ہدایت اور رہنمائی حاصل کر لی وہ کامیاب ہو گیا اور جو تباہ کن اعمال اور اس کے نتائج سے نہ ڈرا وہ ناکام ونامراد ہو گیا۔

ارشادات خداوندی:

وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّ صَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ۔۵۳

ترجمہ۔یہ قرآن عربی میں نازل کیا ہے، جس میں طرح طرح سے وعید بیان کی ہے، تا کہ وہ لوگ ڈرجائیں یا یہ قرآن ان کے لئے کسی قدر سمجھ پیدا کردے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا وَ اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْر ۔۵۴

ترجمہ۔ بے شک ہم نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے بشیر اور نذیر بنا کر اور کوئی بھی امت ایسی نہیں ہے جس میں ڈرانے والا نہ گذرا ہو۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۔ ۵۵

ترجمہ۔ وہ ذات بابرکت، جس نے اپنے بندے پر فرقان نازل کیا تا کہ سارے جہان والوں کے لئے نذیر ہو۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا اِۨلَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ ۵۶

ترجمہ۔ اے محمد ﷺ! کہیے! اے انسانو! میں تم سب کی طرف اس خدا کا پیغمبر ہوں جو زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے۔

قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ۭ قُلِ اللّٰهُ ڐ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ۭ اَىِٕنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰي ۭ قُلْ لَّآ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۔

ترجمہ۔ آپ ﷺ فرما دیجئے، گواہی کے لئے سب سے بڑھ کر کون سی چیز ہے؟ آپ ﷺ فرما دیجئے، میرے اور تمہارے درمیان اللہ گواہ ہے اور میری طرف یہ قرآن وحی کے ذریعہ بھیجا گیا ہے تا کہ میں اس کے ذریعہ تمہیں اور جس جس کو یہ قرآن پہنچے اس ڈراؤں، کیا تم گواہی دیتے ہو کے اللہ کے ساتھ دوسرے معبود ہیں؟ آپ ﷺ فرما دیجئے کے میں تو ایسی گواہی نہیں دیتا، آپ ﷺ فرما دیجئے کے صرف وہی ایک معبود ہے، بے شک میں ان سے بیزار ہوں جن کو تم شریک بناتے ہو۔ ۵۷

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَاۗفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔ ۵۸

ترجمہ۔ اے نبی ﷺ! ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لئے بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے مگر اکثر

لوگ یہ نہیں جانتے۔

اِنَّمَآ اَنۡتَ مُنۡذِرٌ وَّ لِکُلِّ قَوۡمٍ ہَادٍ ۔۵۹

ترجمہ۔تم تو محض خبردار کرنے والے (منذر) ہو اور ہر قوم کے لئے ایک رہنما (ھادٍ) ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں کالے اور گورے سب کی طرف بھیجا گیا ہوں۔۶۰

عمرو بن العاصؓ بیان کرتے ہیں ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!میں عمومیت کے ساتھ تمام انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہوں جبکہ مجھ سے قبل جتنے انبیاء بھی بھیجے گئے وہ کسی قوم کی جانب بھیجے گئے تھے۔۶۱

میں ساری خلقت کی طرف بھیجا گیا ہوں اور ختم کردئے گئے میری آمد پر انبیاء۔۶۲

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں نے دیکھا کے جہنم کے بعض حصوں کو آگ کھا رہی ہے اور میں عمرو بن لحی کو دیکھا وہ دوزخ میں اپنی آنتوں کو گھسیٹ رہا ہے اور یہی وہ پہلا شخص تھا جس نے بتوں کے لئے اونٹنیوں کو نامزد کیا تھا۔۶۳

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک درندے انسانوں سے باتیں نہ کریں اور انسان سے اس کا کوڑے کا پھندا بات نہ کرے اور اس کی جوتی کا تسمہ بات نہ کرے۔۶۴

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قیامت صرف اشرار (بدترین) لوگوں پر قائم ہوگی۔۶۵

حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!تمھاری دنیا کی آگ دوزخ کی آگ کا ۷۰ واں حصہ ہے۔۶۶

حضرت نعمان بن بشیرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے! بے شک دوزخ والوں

میں سب سے کم عذاب اس شخص کو ہو گا جس کو آگ کی دو جوتیاں اور دو تسمے پہنائے جائیں گے اور اس سے اس کا دماغ اس طرح سے کھول رہا ہو گا جس طرح سے چولہے پر رکھی ہوئی ہنڈیا کھولتی ہے۔۶۷؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! دوزخ کی آگ کو ۱۰۰۰ سال تک دھکایا گیا حتی کے وہ سرخ ہوگئی پھر اس کو ۱۰۰۰ سال تک مزید دھکایا گیا حتی کے وہ سفید ہوگئی پھر اس کو مزید ۱۰۰۰ سال تک دھکایا گیا تو وہ سیاہ ہوگئی پس وہ سیاہ اندھیری ہے۔۶۸؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! دوزخ کی آگ میں صرف شقی داخل ہو گا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سوال کیا گیا کے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شقی کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس نے اللہ کے لئے کوئی اطاعت نہیں کی۔۶۹؎

حضرت نعمان بن بشیرؓ بیان کرتے ہیں، حضرت عمرؓ نے بیان کیا! جنت میں نیک آدمی کو نیک آدمی کے ساتھ ملا دیا جائے گا اور دوزخ میں بدکار کو بدکار کے ساتھ ملا دیا جائے گا جبکہ حسن بصری اور قتادہ کہتے ہیں کے ہر شخص کو اس کی جماعت کے ساتھ ملا دیا جائے گا یعنی یہودی کو یہودی اور نصرانی کو نصرانی کے ساتھ اور مومنین کی روحوں کو بڑی آنکھوں والی حوروں کے ساتھ اور کافرین کی روحوں کو شیاطین کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔۷۰؎

ان فرشتوں کی قسم جو جسم میں ڈوب کر نہایت سختی سے کافروں کی روح کھینچتے ہیں اور ان کی قسم جو نہایت نرمی سے مومنین کی جان کے بند کھولتے ہیں۔۷۱؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان فرمایا، ملک الموت کافروں کی روح کو ہر بال، ناخن اور قدموں کی جڑوں کے نیچے سے کھینچتا ہے اور اس کو اس کے جسم میں بار بار لوٹا کر نکالتا ہے مقاتل نے کہا! ملک الموت اور اس کے مددگار فرشتے کفار کی روحوں کو اس طرح سختی سے کھینچتے ہیں جیسے لوہے کی سیخ میں بہت سے کانٹے ہوں اور ان میں گیلا اون پھنسا ہوا اور اس کو سختی سے کھینچا جائے پھر اس کی جان ایسے نکلتی ہے جیسے پانی میں ڈوبا ہوا شخص نکلتا ہے۔۷۲؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، یہ کافروں کی روحیں ہیں جن کو کھینچ کر نکالا جاتا ہے پھر انھیں آگ میں غرق کر دیا جاتا۔۷۳؎

بے شک جب کافر کی موت کا وقت آتا ہے تو فرشتے ایک ٹاٹ میں انگارے بھر کر لاتے ہیں پھر اس کی روح کو نہایت سختی کے ساتھ کھینچ کر نکالا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے اے خبیث روح اس حال میں کے تو ناراض ہو اور تجھ پر اللہ ناراض ہو اللہ کی دی ہوئی اس ذلت اور عذاب کی طرف نکل اور جب وہ روح نکل آتی ہے تو اس کو انگاروں پر رکھ دیا جاتا ہے اور اس ٹاٹ کو اس کے اوپر لپیٹ دیا جاتا ہے اور اس کو سجین کی طرف لے جایا جاتا ہے۔ ۷۴؎

حضرت علیؓ نے فرمایا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جنازے میں تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک تنکے سے زمین کو کریدر ہے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے ہر شخص کا جنت یا دوزخ میں ٹھکانہ لکھ دیا گیا ہے، صحابہ نے کہا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا ہم اس لکھے ہوئے پر اعتماد نہ کرلیں؟ اور عمل کو چھوڑ دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کے عمل کرتے رہو ہر شخص کے لئے اسی عمل کو آسان کر دیا گیا ہے جس کے لئے اس کو پیدا کیا گیا ہے سو جو اہل سعادت میں سے ہیں ان کے لئے اہل سعادت کے اعمال کو آسان کر دیا گیا ہے اور جو بھی اہل شقاوت ہیں ان کے لئے اہل شقاوت کے اعمال کو آسان کر دیا گیا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان آیات کی تلاوت کی پس جس نے اللہ کی راہ میں دیا اور اللہ سے ڈر کر گناہوں سے بچتا رہا اور نیک باتوں کی تصدیق کرتا رہا پس ہم اس کو عنقریب آسانی (جنت) مہیا کریں گے اور جس نے بخل کیا اور اللہ سے بے پرواہ رہا اور نیک باتوں کی تکذیب کرتا رہا پس ہم اس کو عنقریب دشواری (جہنم) مہیا کریں گے۔ ۷۵؎

❁

حوالہ کتب:

۱۔ لغات القرآن۔ غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔

۲۔ سورہ انشقاق۔ آیت۔ ۱۸۔

۳۔ سورہ الرحمن۔ آیت۔ ۵۔

۴۔ سورہ الانبیاء۔ آیت۔ ۳۳۔

۵۔ سورہ یونس۔ آیت۔ ۵۔

۶۔ سورہ الفرقان۔ آیت۔ ۶۱۔

۷۔ سورہ نوح۔ آیت۔ ۱۶۔

۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۸۹۔
۹۔سورہ انعام۔آیت۔۹۶۔
۱۰۔سورہ اعراف۔آیت۔۵۴۔
۱۱۔سورہ رعد۔آیت۔۲۔
۱۲۔سورہ زمر۔آیت۔۵۔
۱۳۔سورہ قمر۔آیت۔۱۔
۱۴۔سورہ یٰسین۔آیت۔۴۰۔
۱۵۔سورہ فاطر۔آیت۔۱۳۔
۱۶۔محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ج۔۲۔ص۔۲۲۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۱۷۔صدائے جس۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۸۸۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۱۸۔سورہ رعد۔آیت۔۲۔
۱۹۔سورہ زمر۔آیت۔۵۔
۲۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۸۹۔
۲۱۔ المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۲۔سورہ انشقاق۔آیت۔۱۸۔
۲۳۔تفسیر القرآن العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی۔(متوفی ۳۲۷ھ)۔مطبوعہ متبہ نزار مصطفی الباز مکہ۔
۲۴۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۲۵۔ دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۶۔سورہ انعام۔آیت۔۷۵۔۷۹۔
۲۷۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۳۷۔
۲۸۔سورہ قمر۔آیت۔۱۔
۲۹۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۳۰۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۰ھ۔
۳۱۔الفردوس بما ثور الخطاب۔امام ابوشجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ الدیلمی (متوفی ۵۰۹ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۶ھ۔
۳۲۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۳۳۔بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۴۔ الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔ج۔۴۔ص۔۱۷۶۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۵۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۳۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔

۳۷۔ صحیح مسلم۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۸۔ الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔ جلال الدین سیوطی۔ ج۔ ۴۔ ص۔ ۱۷۶۔ مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۳۹۔ سورہ قمر۔ آیت۔ ۵۔
۴۰۔ سورہ قمر۔ آیت۔ ۱۶۔
۴۱۔ سورہ قمر۔ آیت۔ ۱۸۔
۴۲۔ سورہ قمر۔ آیت۔ ۲۱۔
۴۳۔ سورہ قمر۔ آیت۔ ۲۳۔
۴۴۔ سورہ قمر۔ آیت۔ ۳۰۔
۴۵۔ سورہ قمر۔ آیت۔ ۳۳۔
۴۶۔ سورہ قمر۔ آیت۔ ۳۶۔
۴۷۔ سورہ قمر۔ آیت۔ ۳۷۔
۴۸۔ سورہ قمر۔ آیت۔ ۳۹۔
۴۹۔ سورہ قمر۔ آیت۔ ۴۱
۵۰۔ لغات القرآن۔ غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
۵۱۔ تاج العروس۔ علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔ مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصریہ۔
۵۲۔ بخاری۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔ مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
صحیح مسلم۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۵۳۔ سورہ طٰہٰ۔ آیت۔ ۱۱۳۔
۵۴۔ سورہ فاطر۔ آیت۔ ۲۴۔
۵۵۔ سورہ الفرقان۔ آیت۔ ۱۔
۵۶۔ سورہ اعراف۔ آیت۔ ۱۵۸۔
۵۷۔ سورہ انعام۔ آیت۔ ۱۹۔
۵۸۔ سورہ سبا۔ آیت۔ ۲۸۔
۵۹۔ سورہ رعد۔ آیت۔ ۷۔
۶۰۔ مسند احمد۔ امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔ مطبوعہ مکتب اسلامی۔ بیروت۔ ۱۳۹۸ھ۔
۶۱۔ بخاری۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔ مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ
صحیح مسلم۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۶۲۔ صحیح مسلم۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۶۳۔ بخاری۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔ مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
صحیح مسلم۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۶۴۔ سنن ترمذی۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔ مطبوعہ دارالفکر بیروت۔

٦٥۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲٦١ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
٦٦۔ بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵٦ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
٦٧۔ بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵٦ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
٦٨۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲٧٩ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۲۱ھ۔
٦٩۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲٧۳ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
٧٠۔معالم التنزیل۔امام ابومحمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی (متوفی ۵١٦ھ)۔ج۔۵۔ص۔۲١٦۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔بیروت ۱۴۱۴ھ۔
٧١۔سورہ النزعٰت۔آیت۔١۔۳۔
٧٢۔الکشف والخفاء ومزیل اللباس۔علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی (متوفی۔۱۱٦۴ھ)۔ج۔١٠۔ص۔١۲۲۔ داراحیاء التراث۔
٧۳۔تفسیر القرآن العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی۔(متوفی ٣۲٧ھ)۔مطبوعہ۔
٧۴۔شرح الصدور۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ٩١١ھ)۔ص۔٦۴۔دارلفکر بیروت۔۱۴۰۴ھ۔
٧۵۔سورہ اللیل۔آیت۔۵۔١٠۔بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری۔(متوفی ۲۵٦ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔

۵۵۔سورہ رحمٰن (اللہ کا ایک صفاتی)

نام:

اَلرَّحْمٰنُ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو اللہ کا ایک اسم صفاتی بھی ہے،اس کے معنی یہ ہیں کے اللہ اپنے بندوں پر بے حد رحم کرتا ہے اور اس کے رحم کا حال یہ ہے کے جیسے ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر۔سورہ اَلرَّحْمٰنُ کو عروس القرآن یعنی قرآن کریم کی دلہن بھی کہا جاتا ہے۔ا؎

شان نزول:

سورہ اَلرَّحْمٰنُ مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۷۸ ہے جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۳ ہے۔

مضامین:

۱۔توحید کا ذکر۔

۲۔نزول قرآن اور اس کی تعلیمات۔

۳۔اللہ کی بے شمار نعمتوں کا بیان۔

۴۔آخرت کی نعمتوں کا ذکر۔

۵۔کائنات کے فنا ہونے کا ذکر۔

۶۔حور و قصور کے حسن و جمال کا تذکرہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

امیر المومنین حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہر شے کی ایک زینت ہوتی ہے اور قرآن کی زینت سورہ اَلرَّحْمٰنُ ہے۔ ۲؎

ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کے سامنے اس سورہ کی تلاوت فرمائی تو صحابہ کرام خاموش رہے، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم سے اچھے تو جنات ہیں، جب بھی میں ان کے سامنے فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ پڑھتا ہوں تو وہ کہتے ہیں کے (اللہ) ہم آپ کی کسی نعمت کی ناشکری نہیں کریں گے۔ ۳؎

حضرت فاطمہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سورہ حدید اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ اور سورہ اَلرَّحْمٰنُ کے پڑھنے والے کو آسمان اور زمین کی بادشاہی میں ساکن الفردوس یعنی (جنت الفردوس کا رہنے والا) پکارا جاتا ہے۔ ۴؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں، سب سے پہلی مفصل سورہ، سورہ اَلرَّحْمٰنُ ہے۔

حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نو رکعات کے ساتھ نماز وتر ادا کرتے، لیکن آخری عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سات رکعات کے ساتھ وتر ادا فرماتے، اور وتر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورہ اَلرَّحْمٰنُ اور سورہ واقعہ کی تلاوت فرماتے۔ ۵؎

اَلرَّحْمٰنُ:

اَلرَّحْمٰنُ۔ ۶؎ ۔ترجمہ۔ اَلرَّحْمٰن۔

اَلرَّحْمٰنُ۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی بے حد رحم کرنے والا ہے، رحمٰن (ر۔ح۔م) سے مشتق ہے۔

قرآن کریم میں اللہ کا یہ اسم صفاتی (۵۷) مرتبہ آیا ہے، اللہ کے دونوں اسماء مبارک یعنی اَلرَّحْمٰنُ اور الرَّحِيْم کا مادہ (ر۔ح۔م) ہے جبکہ رحمت کا صرف یہی ایک مادہ ہے جس سے اللہ کے اسما اَلرَّحْمٰن اور الرَّحِيْم بنے۔

علامہ قرطبی نے اپنی تفسیر الجامع الاحکام القرآن میں حروف مقطعات پر خاصی بحث کی ہے۔
حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے الر کی تفسیر میں فرمایا کے انا اللہ اری۔ میں اللہ دیکھتا ہوں۔
حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی ایک دوسری روایت ہے کے الر۔حم۔اورن سے مل کر اللہ تعالی کا نام اَلرَّحۡمٰنُ بنتا ہے۔
قتادہ سے یہ روایت ہے کے یہ حروف یعنی الرقرآن کریم کے اسماء ہیں۔ ے
امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں، رحمت اس رقت قلبی کا نام ہے جس کا تقاضا محروم پر رحم کیا جائے کبھی یہ لفظ رقت کے معنی اور کبھی صرف احسان کے معانی میں مستعمل ہے تاہم جب رحمت صفت الٰہی کے معانی میں ہوتو وہ صرف اور صرف احسان اور افضال ہے جبکہ اگر کسی انسان میں یہ صفت ہوتو وہ رقت اور شفقت کے ہم معنی ہوگی اَلرَّحۡمٰنُ کا اطلاق اللہ کے سوا کسی دوسرے پر جائز نہیں کیونکہ اَلرَّحۡمٰنُ کے معانی جس کی رحمت ہر شے پر محیط ہو چنانچہ یہ صفت الٰہیہ صرف اور صرف اللہ جلا جلالہ کو ہی زیب دیتی ہے کیونکہ اسی کی رحمت ہر شے پر محیط ہے دوسری جانب الرَّحِيۡم کے مقابلے میں اسم اَلرَّحۡمٰنُ میں زیادہ شدت اور جوش ہے جس میں اللہ کی رحمت اور محبت کا ایک ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہے جس میں ایک ہیجانی اور طوفانی کیفیت پوشیدہ ہو۔

اسم الرحمن کا نظام کائنات میں کردار:

اَلرَّحۡمٰنُ عربی زبان میں نہایت مبالغہ کے صیغہ ہے اس کو سمجھنے کے لئے ہم اپنی زبان میں کچھ مثالیں پیش کرتے ہیں جیسے کوئی شخص بہت زیادہ سخی اور فیاض ہوتو ہم اس کی تعریف میں حاتم طائی کی مثال پیش کرتے ہیں یا کوئی حسین ہوتو ہم اس کے حسن کی شدت کو حسین وجمیل کہہ کر واضح کرتے ہیں اسی طرح سے اگر کوئی ذہین ہوتو ہم اس کو بلا کا ذہین کہتے ہیں کسی لمبے قد کے انسان کو لمبا تڑنگا، موٹے کو موٹا تگڑا، گورے کو گورا چٹا، کالے کو کالا کلوٹا وغیرہ کہہ کر اپنے موقف میں وزن پیدا کرتے ہیں۔
اسی طرح سے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ میں یہ اشارہ ملتا ہے جب اَلرَّحۡمٰنُ کی صفت بے کراں کو الرَّحِيۡم کے ساتھ متصل کرتے ہوئے اللہ کی بے انتہاء رحمت کا ذکر وادراک دراصل

عقل انسانی کی طاقت سے باہر ہے انسان اگر اپنی ساری عمر بھی صفت اَلرَّحْمٰنُ کو سمجھنے میں لگا دے لیکن پھر بھی وہ اس صفت کی آگہی سے نا آشنا ہی رہے گا۔

لغات العرب میں نہایت شدت اور جوش کے اظہار کے لئے کچھ الفاظ اس قسم کے نظر آتے ہیں مثلاً اگر عرب بھوک کی شدت سے بے چین ہوگا تو کہے گا کے انا جوعان (میں بہت شدید بھوکا ہوں) اگر وہ پیاس کی شدت سے مرا جارہا ہوگا تو کہے گا کے انا اب شان یعنی (میں پیاس سے مرا جارہا ہوں) اگر وہ بہت شدید غصے میں ہوگا تو ہے گا کے انا غضبان یعنی (میں بہت زیادہ غصے میں ہوں)۔

اسی طرح سے اَلرَّحْمٰنُ کا مطلب اللہ تعالی کی انتہائی درجے کی محبت، رحمت اور شفقت جو وہ اپنی مخلوقات سے کرتے ہیں۔

ارشادات خداوندی:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یعنی شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۔۸

ترجمہ۔ اَلرَّحْمٰنُ عرش پر متمکن ہے۔

عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۔۹

ترجمہ۔ (اَلرَّحْمٰنُ) نے انسان کو بولنا سیکھایا۔

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۔۱۰

ترجمہ۔ کہہ دیجئے کے تم اللہ کو پکارو یا اَلرَّحْمٰن کو پکارو تم جس کو بھی پکارو گے سب اچھے نام اسی کے لئے ہیں۔

مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ۔۱۱

ترجمہ۔ کیا تو اَلرَّحْمٰنُ کی آفرینش میں کوئی نقص دیکھتا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت اسماء بنت یزید ؓ فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ کا سب سے بڑا نام یعنی اسم اعظم ان دو آیات میں ہے۔

۱۔ وَاِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۔ ۱۲

ترجمہ۔تمھارا خدا ایک ہی خدا ہے اس الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ کے سوا کوئی خدا نہیں۔

۲۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۔ ۱۳

ترجمہ۔اللہ کے سوا وئی عبادت کے لائق نہیں وہ زندہ ہے اور خبر گیری کرنے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! رحم کرنے والوں پر رحمن رحم کرتا ہے زمین والوں پر تم رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ ۱۵؎

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ ۱۶؎

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کیا اور ہمارے بڑوں کی توقیر نہ کی وہ ہم میں سے نہیں۔ ۱۷؎

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بد بخت انسان کے دل سے ہی رحم کو سلب کر لیا جاتا ہے۔ ۱۸؎

حضرت سعید بن زید ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سب سے بڑا سود یہ ہے کے مسلمان کی عزت کو ناحق پامال کیا جائے اور یہ رحم الرَّحْمٰنُ کی پیچیدہ شاخوں میں سے ہے جس نے اس کو قطع کیا اللہ اس پر جنت کو حرام کر دے گا۔ ۱۹؎

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک جب اللہ تعالی مخلوق کو پیدا کر کے فارغ ہو گیا تو رحم کھڑا ہو گیا اور کہا کے یہ وہ جگہ ہے کے جہاں تجھ سے قطع کرنے سے پناہ مانگی جاتی ہے اللہ تعالی نے فرمایا! ہاں کیا تو اس بات سے راضی ہے کے جو تجھ سے وصل رکھے گا میں اس سے وصل رکھوں گا اور جو تجھ سے قطع کرے گا میں اس سے قطع کروں گا رحم نے کہا کے کیوں نہیں اللہ تعالی نے فرمایا کے پس یہ تم کو مل گیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْٓا

اَرۡحَامَكُمۡ اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمۡ وَ اَعۡمٰٓى اَبۡصَارَهُمۡ۔٢٠

ترجمہ۔اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھو تم سے یہ بعید نہیں کے اگر تم کو زمین میں حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد کرو گے اور رشتے توڑ ڈالو گے یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے تو ان کو بہرا بنا دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا بنا دیا۔

علم البیان:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی قوت گویائی اور اس کے بیان کی صلاحیتوں کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا!

عَلَّمَهُ الۡبَيَانَ۔٢١

ترجمہ۔اس کو بیان سکھایا۔

قتادہؒ سے روایت ہے، عَلَّمَهُ الۡبَيَانَ۔ترجمہ۔بیان کرنا سکھایا۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا اور آخرت کا بیان سکھایا اس کے حلال اور اس کے حرام کو بیان فرمایا تا کہ وہ اس کے سبب انسان پر حجت قائم کر سکے، اور اللہ تعالیٰ کی حجت غالب ہے۔

نطق۔عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معانی آواز دار حروف اور الفاظ سے بولنے کے ہیں جس کے معانی بھی سمجھ میں آ جائیں۔

حیوانات کے بولنے کو نطق نہیں بلکہ صوت کہتے ہیں۔

نطق۔کا لفظ انسان کے کلام کے لئے مخصوص ہے۔۲۲؎

کسی بات کی وضاحت کو بھی نطق کہتے ہیں۔

نطق الکتاب۔سے مراد کتاب نے بیان کی وضاحت کر دی۔

عربی زبان میں النطاق پٹکے (یا لہنگے کے ازار) کو کہتے ہیں جو کمر کے ساتھ باندھ دیا جائے۔۲۳؎

اسی نسبت سے راغب کے مطابق نطق وہ لفظ ہے جو معانی کو اپنے گھیرے میں لینے کی وجہ سے

النطاق کی طرح ہو۔
ابن فارس نے بھی نطق کے دو معانی پیش کئے ہیں۔
ا۔کلام یا کلام کے مشابہہ کوئی چیز۔ ۲۔ایک قسم کا لباس۔یعنی النطاق۔(ازار)۔
انسان کوحیوان ناطق اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کیونکہ وہ بولنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔
قرآن کریم میں اللہ تعالی نے انسان کی اسی خداداد صلاحیت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا

اَلرَّحۡمٰنُ عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ عَلَّمَهُ الۡبَيَانَ۔ ۲۴

ترجمہ۔اَلرَّحۡمٰنُ نے انسان کوقرآن کی تعلیم دی اسی نے انسان کوتخلیق کیا اور اسے عَلَّمَهُ الۡبَيَانَ دیا یعنی (اسے بولنا سیکھایا)۔
میڈیکل سائنس کے مطابق جب تک کسی انسان کی قوت سماعت متحرک نہیں ہوگی وہ بولنا نہیں سیکھ سکتا کیونکہ بولنے کے لئے سننا ضروری ہے یہی وجہ ہے کے جوافراد پیدائشی حس سماعت سے محروم ہوتے ہیں ان میں قوت گویائی بھی نہیں ہوتی کیونکہ جب انھوں نے کبھی کچھ سنا ہی نہیں ہوگا تو پھر وہ بولیں گے کیسے؟اسی حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے!میرا چہرہ اسی ذات کے لئے سجدہ ریز ہوا جس نے پیدا کیا اور اپنی قوت اور طاقت سے کان اور آنکھ بنائی۔۲۵
اس حدیث مبارکہ میں سماعت کا ذکر بصارت سے پہلے کیا گیا ہے جبکہ میڈیکل سائنس بھی اسی ترتیب کوملحوظ رکھتے ہوئے یہ بتاتی ہے کے انسان اپنی پیدائش سے قبل جب ابھی وہ جنین تھا اس کی قوت سماعت ،قوت بصارت سے پہلے پیدا ہوجاتی ہے یعنی پندرہویں ہفتے میں جنین کی حس سماعت بیدار ہوتی ہے جو کے بیسویں ہفتے میں پختہ ہوجاتی ہے۔
دنیا میں آنے سے قبل انسان نے روز الست اللہ کی ربوبیت کا پورے یقین سے اظہار کرتے ہوئے کہا تھا کے قالو بلی یعنی بے شک آپ ہی میرے رب ہیں کل بنی نوع انسانیت کے اسی عہد و پیمان کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَمَا لَكُمۡ لَا تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ‌ۚ وَالرَّسُوۡلُ يَدۡعُوۡكُمۡ لِتُؤۡمِنُوۡا بِرَبِّكُمۡ
وَقَدۡ اَخَذَ مِيۡثَاقَكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ۔ ۲۶

ترجمہ۔ بے شک اللہ تم سے پہلے ہی (اپنے رب ہونے کا) عہد لے چکا ہے اگر تم یقین کرنے والوں میں ہو تو۔

وَ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ مِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖۤ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔ ۲۷

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو جو تم پر ہے اور اس پختہ عہد کو یاد کرو جو تم نے اللہ کے ساتھ مضبوطی کے ساتھ کیا ہے جبکہ تم نے کہا کہ ہم نے سنا اور مانا، اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے ان باتوں کو جو سینوں میں ہیں۔

کائنات میں پائی جانے والی کل مخلوقات نا صرف اللہ کو پہچانتی ہیں بلکہ صبح شام اللہ کو سجدہ اور اس کی حمد و ثناء بھی بیان کرتی ہیں سوائے چند سرکش انسان اور جنات کے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهِنَّ وَ اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَ لٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا۔ ۲۸

ترجمہ۔ ساتوں آسمان اور زمین اور ان میں موجود ہر شے اللہ کی پاکی بیان کرتی ہے اور کوئی شے ایسی نہیں ہے جو (اللہ) کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان نہ کرتی ہو لیکن تم ان کی پاکی کے بیان کو نہیں سمجھتے، بے شک وہ حلیم ہے غفور ہے۔

دوسری جانب شیطان نے بھی اللہ کا انکار نہیں کیا بلکہ آدم کو سجدہ سے انکار کیا ہے۔

علامہ سمرقندی نے کشف البیان میں کعب بن احبار سے روایت کیا ہے شیطان کا نام پہلے آسمان پر عابد، دوسرے آسمان پر زاہد تیسرے آسمان پر عارف، چوتھے آسمان پر ولی، پانچویں آسمان پر تقی چھٹے آسمان پر خازن، ساتویں آسمان پر عزازئیل اور لوح محفوظ پر ابلیس درج ہے شیطان کی کنیت ابو مرۃ ہے جو اس کے ایک مرۃ نامی بیٹے کے نام پر ہے۔

حضرت کعب بن احبارؒ فرماتے ہیں ابلیس چالیس برس تک جنت کا خزانچی رہا۔۲۹ ابلیس نے چودہ ہزار برس تک عرش کا طواف کیا اور یہ ملائکہ کا استاد تھا اسی وجہ سے اس کو معلم ملائکہ بھی کہا جاتا ہے تاہم ابلیس ۸۰۰۰۰ (اسی ہزار) برس تک ملائکہ کے درمیان رہا اس نے ۲۰۰۰۰ برس تک ملائکہ کو وعظ و نصیحت کی اور ۳۰۰۰۰ برس تک یہ فرشتوں کا سردار بھی رہا حس گویائی کے حوالے سے یہ نکتہ بھی قابل ذکر ہے کے دنیا میں آنے سے قبل بھی انسان کلام اور حس گویائی سے نا صرف متصف تھا بلکہ اپنے مافی الضمیر کو بیان کرنے کی مکمل صلاحیت سے بھی واقف اور آراستہ تھا۔

ارشادات خداوندی:

وَ اِذۡ قَالَ رَبُّكَ لِلۡمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىۡ جَاعِلٌ فِى الۡاَرۡضِ خَلِيۡفَةً قَالُوۡٓا اَتَجۡعَلُ فِيۡهَا مَنۡ يُّفۡسِدُ فِيۡهَا وَ يَسۡفِكُ الدِّمَآءَۚ وَ نَحۡنُ نُسَبِّحُ بِحَمۡدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَ ۔۳۰

ترجمہ۔تمھارے رب نے فرشتوں سے کہا میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں (فرشتوں) نے کہا کیا آپ زمین میں کسی ایسے کو مقرر کریں گے جو جو اس کے نظام کو بگاڑ دے اور خونریزی کرے؟ ہم تو آپ کی حمد و ثناء کے ساتھ ساتھ آپ کی تسبیح اور تقدیس بھی کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے شک میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

قَالَ اِنِّىۡٓ اَعۡلَمُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۔۳۱

ترجمہ۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے شک میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمۡ عَلَى الۡمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنۡۢبِـُٔوۡنِىۡ بِاَسۡمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ۔۳۲

ترجمہ۔اللہ نے آدم کو حکم دیا کے ان (فرشتوں) کو ان چیزوں کے نام بتاؤ (جو ہم نے تمھیں سیکھائے ہیں) تو آدم نے تمام اسماء بیان کر دئے۔

قَالَ اَلَمۡ اَقُلۡ لَّكُمۡ اِنِّىۡٓ اَعۡلَمُ غَيۡبَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِۙ وَ اَعۡلَمُ

مَا تُبۡدُوۡنَ وَ مَا كُنۡتُمۡ تَكۡتُمُوۡنَ ۔۳۳

ترجمہ۔اللہ نے فرمایا! میں آسمان اور زمین کے تمام حقائق سے واقف ہوں جو تم سے چھپی ہیں۔

وَ اِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِكَةِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡٓا اِلَّآ اِبۡلِيۡسَ اَبٰى وَ
اسۡتَكۡبَرَ وَ كَانَ مِنَ الۡكٰفِرِيۡنَ ۔۳۴

ترجمہ۔پھر (اللہ) نے فرشتوں کو حکم دیا! آدم کے آگے جھک جاؤ تو سب جھک گئے مگر ابلیس نے جھکنے سے انکار کیا۔

وَ قُلۡنَا يٰٓاٰدَمُ اسۡكُنۡ اَنۡتَ وَ زَوۡجُكَ الۡجَـنَّةَ وَ كُلَا مِنۡهَا رَغَدًا حَيۡثُ
شِئۡتُمَا وَلَا تَقۡرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوۡنَا مِنَ الظّٰلِمِيۡنَ ۔۳۵

ترجمہ۔ہم نے آدم سے کہا! تم اور تمھاری بیوی جنت میں رہو اور یہاں بافراغت جو چاہو وہ کھاؤ ،لیکن قریب جانا اس درخت کے ورنہ تم دونوں ظلم کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

عَلَّمَهُ الۡبَيَانَ ۔۳۶

ترجمہ انسان کو بولنا سیکھایا۔

اِنۡ كَانُوۡا يَنۡطِقُوۡنَ ۔۳۷

ترجمہ (ابراہیم نے کہا) ان میں بڑا (بت) یہ ہے تو اسی سے پوچھ لو اگر یہ بول سکتے ہیں۔

هٰذَا كِتٰبُنَا يَنۡطِقُ عَلَيۡكُمۡ بِالۡحَـقِّ اِنَّا كُنَّا نَسۡتَنۡسِخُ مَا كُنۡتُمۡ
تَعۡمَلُوۡنَ ۔۳۸

ترجمہ۔یہ ہماری کتاب ہے جو تمہارے بارے میں حق کے ساتھ بولتی ہے، بے شک ہم لکھوا لیتے تھے جو کچھ تم کرتے تھے۔

وَ قَالُوۡا لِجُلُوۡدِهِمۡ لِمَ شَهِدْتُّمۡ عَلَيۡنَا قَالُوۡۤا اَنۡطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِىۡۤ
اَنۡطَقَ كُلَّ شَىۡءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمۡ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ۔۳۹

ترجمہ۔وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے کے تم نے ہمارے خلاف گواہی کیوں دی؟ وہ جواب دیں گی کے ہمیں اللہ نے گویائی بخشی جس نے ہر چیز کو گویا کر دیا اور اسی نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا اور تم

سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

وَ وَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَ قَالَ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَ اُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ۔

ترجمہ۔ سلیمان، داؤد کے وارث ہوئے اور کہنے لگے کے اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سیکھائی گئی ہے اور ہمیں ہر چیز سے عطا کیا گیا ہے اور بے شک یہی کھلا ہوا فضل ہے۔

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا! **لا اقول الا حقا** یعنی میں حق کے سوا کبھی کوئی بات نہیں کہتا۔ ۴۰؎

کسی صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کبھی کبھی ہم سے ہنسی مذاق بھی کر لیا کرتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! **انی لا اقوال الا حقاً** یعنی میں سوائے حق کے کبھی کچھ نہیں کہتا۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بن عاص روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے جو سنتا اس کو لکھ کر محفوظ کر لیا کرتا تو اہل قریش نے مجھ سے کہا! تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہوئی ہر بات نہ لکھا کرو کیونکہ وہ انسان ہیں اور وہ کبھی غصہ میں بھی کچھ فرما دیتے ہوں گے چنانچہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہوئی باتوں کو لکھنا ترک کر دیا تاہم میں نے اس بات کا ذکر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

اکتب فو الذی نفسی بیدہ ما خج منی الا الحق یعنی تم لکھے جاؤ، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، میری زبان سے کبھی کوئی بات حق کے سوا نہیں نکلتی۔ ۴۱؎

مادر اللسان Mother tongue:

قابل غور امر یہ ہے کے مندرجہ بالا آیات میں یہ تمام گفتگو مختلف مواقع پر مختلف مخلوقات سے کی جا رہی ہے جن میں اللہ، فرشتے، انسان، شیطان اور جنات شامل ہیں۔

آخر یہ گفتگو کس زبان میں ہو رہی ہے؟۔ جنت میں کون سی زبان بولی جاتی تھی؟ دنیا میں آنے کے بعد انسان جو زبان بولتا ہے وہ اس کو اپنی مادری زبان کہتا ہے لیکن پیدائش سے قبل وہ کون سی زبا بولتا تھا؟ وغیرہ یہ تمام باتیں علم البیان کے بغیر ناممکن ہیں جبکہ آدم اور حوا بھی جنت میں ایک دوسرے سے گفتگو کیا کرتے تھے یعنی یہ ثابت ہوا کے آدم کی تخلیق کے ساتھ ہی انھیں علم البیان کی صلاحیت بھی ودیعت کردی گئی تھی جبکہ جنت میں بولی جانے والی زبان ہی دراصل مادرالسان ہے جذبات اور احساسات کے اظہار کے لئے علم البیان کا ہونا بے حد ضروری ہے اور کائنات میں پائے جانے والی تمام ذی شعور مخلوقات جن میں شامل انسان فرشتے، جنات، نباتات، جمادات، حیوانات، پرندے سورج، چاند، ستارے پہاڑ، سمندر اور زمین و آسمان وغیرہ وغیرہ یہ تمام مخلوقات کو اپنے موقف کے اظہار کے لئے بہرحال علم البیان کا سہارا لینا ہی پڑتا ہے کیونکہ کائنات میں موجود ہر شے شعور رکھتی ہے اس کے ساتھ ساتھ انھیں اپنے رب کی ذات کا ادراک بھی حاصل ہے یہی فہم و ادراک جب احساس کے دائرے میں داخل ہوتا ہے تو اسے لامحالہ الفاظ کا سہارا لینا ہی پڑتا ہے تاکہ وہ اپنی دلی کیفیات کا اظہار کر سکے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهِنَّ وَ اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَ لٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا۔ ۴۲

ترجمہ۔اس کی پاکی تو ساتوں آسمان اور زمین اور وہ ساری چیزیں بیان کر رہی ہیں جو آسمان و زمین میں ہیں کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ تسبیح نہ کر رہی ہو مگر تم ان کی تسبیح سمجھتے نہیں ہو حقیقت یہ ہے کے وہ بڑا ہی بردبار اور درگزر کرنے والا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَ تَسْبِيْحَهٗ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ۔ ۴۳

ترجمہ۔اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا تم نے اس پر نظر نہیں کی کے آسمان و زمین کی ہر شے اللہ کی پاکی بیان

کررہی ہے اور پرندے صف باندھے ہوئے، ہر ایک نے اپنی اپنی نماز اور تسبیح معلوم کرلی ہے۔

وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۔ ۴۴

ترجمہ۔فرشتے اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کررہے ہیں۔

وَ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۔ ۴۵

ترجمہ۔بادلوں کی گرج اس کی حمد کے ساتھ پاکی بیان کرتی ہے اور فرشتے اس کی ہیبت سے لرزتے ہوئے اس کی تسبیح کرتے ہیں۔مندرجہ بالا تمام آیات کے مطالعے سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کے کائنات کی ہر شے شعور رکھتی ہے، وہ اپنے رب کو پہچانتی ہے اور صبح وشام اس کی پاکی اور تسبیح بیان کرتی ہے چونکہ ہم ان کی زبان سے ناواقف ہیں اس لئے ہم ان کی عبادت کو سمجھ نہیں پاتے لیکن بعض اہل علم حضرات کائنات میں پائے جانے والے تمام موجودات کی تسبیحات کو جانتے اور سمجھتے ہیں کیونکہ ان کا علم اس مقام پر ہوتا ہے بہر حال یہ ایک حقیقت ہے کے چاہے وہ عبادات ہوں، حمد، تسبیح یا تقدیس ہوں علم البیان کے بغیر انھیں ادا کرنا ناممکن ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو علم الاسماء عطا فرمائے علم الاسماء دراصل کائنات میں موجود جملہ علوم کو کہا جاتا ہے یعنی کائنات میں پائی جانے والی تمام اشیاء کے فارمولوں کا علم حضرت آدم کو روز ازل عطا کردیا گیا تھا اور وہ دنیا میں آنے سے قبل ہی علم البیان کے فن سے بخوبی واقف تھے جب آپ دنیا میں تشریف لائے تو آپ کی اولادوں نے بھی آپ سے علم وآگہی اور فہم وفراست کی تعلیم حاصل کی یقیناً آپ اس وقت اپنے بیوی بچوں سے بھی وہی زبان بولا کرتے ہوں گے جو زبان آپ جنت میں بولا کرتے تھے یعنی مادرالسان یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ہر انسان بیک وقت دو عالموں میں رہتا ہے۔

۱۔عالم نفسی: اس کو عالم انفس بھی کہا جاسکتا ہے۔

۲۔عالم جسمانی: اس کو عالم آفاق بھی کہا جاسکتا ہے ۔

دنیا میں آنے کے بعد ہر انسان سب سے پہلے عالم آفاق سے واقفیت حاصل کرتا ہے اور جس دنیا میں وہ اور اس کے عزیز واقارب رہتے ہیں ان سے وہ آشنائی اور تطابق پیدا کرتا ہے لیکن عالم انفس یا اپنی باطنی دنیا سے آشنائی میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اضافہ یا ترقی ہوتی ہے اگر وہ

اس کے لئے کوشش کرے تو بجا طور پر وہ جو زبان بولتا ہے وہ اس کی عالم آفاق کی کیفیات کی وضاحت تو شاید کرتی ہو لیکن جس عالم انفس سے اس کا تعلق روز الست سے قائم ہے یا با الفاظ دیگر وہ اپنی نفسانی کیفیات کے اظہار کے لئے بعض اوقات اپنی کم مائیگی کا برملا اظہار کرتے ہوئے بھی نظر آتا ہے اور ایسا دنیا کے تقریباً ہر انسان کے ساتھ ہوتا ہے کیونکہ وہ اکثر یہ کہتے ہیں کے میں اپنی فلاں فلاں کیفیات کا اظہار الفاظ میں کر ہی نہیں سکتا یا اس کیفیت کے اظہار کے لئے میرے پاس مناسب الفاظ ہی نہیں ہیں وغیرہ کیونکہ نفس کے اندر کیفیات تو ہیں لیکن کمیت نہیں یعنی آسان الفاظ میں انسانی نفس کی دنیا (عالم انفس) زمان ومکان کی حد بندیوں سے آزاد ہیں جبھی نفسی کیفیات کو بیان کرنے کے لئے ہمیں مکانیت (Speace) کا سہارا لینا پڑتا ہے مثلاً جب کوئی شخص یہ کہے کے میرا بچہ دنیا کا خوبصورت ترین بچہ ہے یا اس سے مجھے بے حد محبت ہے وغیرہ تو ان اندرونی یا نفسی کیفیات کے لئے وہ بیرونی دنیا (عالم آفاق) کے اشارے اور استعاروں کو استعمال کرتے ہوئے اپنے جذبات کی وضاحت کرتا ہے جیسے کے کبھی وہ اپنے بچے کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک، کبھی گلاب کا پھول اور کبھی اس کو چودہویں کے چاند سے تشبیہ دیتا ہے۔

انسان کو اپنے اشرف المخلوق ہونے پر بڑا فخر اور امتیاز ہے لیکن تمام انسانوں کی زندگی کا یہ سب سے بڑا المیہ ہے کے وہ اپنی نفس کی کیفیات وتغیرات واحساسات کی مناسب وضاحت کے لئے اب تک کوئی مناسب زبان وضع نہ کر سکے لہٰذا انسان اپنے ہر نفسی بیان کے لئے کسی مادی مظہر سے اصطلاح مستعار لیتا ہے نفسی کیفیات جس قدر جسمانی عالم سے برتر اور ماوراء ہوتی جاتی ہیں وہ اسی قدر ناقابل بیان بھی ہوتی جاتی ہیں۔

زبان کے حوالے سے حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں! انسانوں کے درمیان ابتدائے آفرینش سے بات کرنے کا طریقہ رائج ہے آواز کی لہروں کے معنی معین کر لئے جاتے ہیں جو سننے والوں کو مطلع کرتی ہے یہ طریقہ اسی تبادلے کی نقل ہے جو انا کی لہروں کے درمیان ہوتا ہے دیکھا گیا ہے کے گونگا انسان بھی اپنے لبوں کی خفیف سی جنبش سے سب کچھ کہہ دیتا ہے اور سمجھنے والے اس کی بات کو سمجھ بھی لیتے ہیں اگرچہ یہ طریقہ بھی پہلے طریقے کا عکس ہے جانور بھی آواز کے بغیر ایک دوسرے کو اپنے حال سے مطلع کر دیتے ہیں یہاں بھی انا کی لہریں کام کرتی ہیں اسی طرح سے

درخت بھی آپس میں گفتگو کرتے ہیں اور یہ گفتگو صرف آمنے سامنے کے درختوں میں ہی نہیں ہوتی بلکہ دور دراز کے درختوں کے جن کے درمیان ہزاروں میل کے فاصلے حائل ہوتے ہیں ان کے درمیان میں بھی ہوتی ہے اور یہی قانون جمادات میں بھی رائج ہے کیونکہ کنکروں، پتھروں اور مٹی کے ذرات میں بھی من وعن اسی طرح سے تبادلہ خیال ہوتا ہے۔۴۶؎

حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہ السلام زبان کے علم سے واقف تھے اسی طرح سے ایک روایت کے مطابق جب حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کو وصیت کی اور انھیں دن ورات کے اوقات کی تعلیم اور عبادات سیکھائیں اور اس کے ساتھ ہی ایک بڑے طوفان کے آنے کی پیشن گوئی بھی فرمائی۔۴۷؎

ان واقعات سے معلوم ہوا کے حضرت آدم علیہ السلام، حضرت حوا علیہ السلام اور ان کی تمام نسلیں آپس میں تبادلہ خیال کے لئے باقاعدہ زبان کے استعمال سے واقفیت رکھتی تھیں پھر حضرت آدم علیہ السلام کے اس دنیا میں آنے کے بعد جیسے جیسے وقت گزرتا گیا روز اول عطا کئے گئے علوم اور علم البیان وزبان انسان کے طاق نسیان میں جاتے گئے ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کے وہ علوم وفنون گردش زمانہ کی نظر ہو کر صفحہ ہستی سے مٹ گئے یا فنا ہو گئے بلکہ یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ وہ علوم وفنون انسان کی یادداشت کے انتہائی زیریں خانوں میں کہیں مدفون ہو گئے پھر روز بروز بڑھتی ہوئی انسانی آبادی جو دنیا کے مختلف خطوں میں پھیلتی گئی اور اس کے ساتھ ہی انسان قبیلوں اور برادری میں بھی تقسیم ہوتا چلا گیا یہ تمام اسباب بھی زبان کی تبدیلی کا ایک ممکنہ سبب ہیں بعد کے ادوار میں جب مختلف پیغمبر مختلف خطہ زمین پر بنی نوع انسانیت کی رہنمائی کے لئے مبعوث کئے گئے تو وہ بھی مختلف زبانوں پر دسترس اور مہارت رکھتے تھے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۔۴۸

ترجمہ۔ہم نے اپنا پیغام بھیجنے کے لئے جب بھی کوئی رسول بھیجا ہے تو اس نے اپنی قوم کی ہی زبان میں پیغام دیا ہے تا کہ وہ انھیں کھول کر اچھی طرح سے سمجھا سکے۔

قرآن کریم کی اس آیت پر تفکر سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کے دنیا کے مختلف خطوں میں چونکہ مختلف زبانیں بولی جاتی تھیں لہٰذا اس قوم کی رہنمائی کے لئے جب وہاں پیغمبر بھیجے گئے تو وہ اپنی قوم کو انھی کی زبان میں تعلیم اور ہدایت سے آراستہ فرماتے تھے کیونکہ انسان اپنی مادری زبان میں پیغام کو درست انداز سے سمجھنے کی اہلیت رکھتا ہے اسی اعتبار سے چونکہ پیغمبر بھی اس مقامی زبان پر مکمل دسترس رکھتے تھے لہٰذا وہ اللہ کے پیغام کو کھول کر آسان الفاظ میں بیان فرماتے تا کہ کوئی حجت اور دقیقہ باقی نہ رہے۔

رومی کہتے ہیں ہستی حقیقی کی کوئی زبان نہیں ہے اے کاش اس کی بھی کوئی زبان ہوتی۔ تو مست اپنی کیفیات بیان کرتے پھر آگے چل کر وہ یہ کہتے ہیں کے یا الٰہی مجھے بھی وہ مقام عطا فرما کے جہاں بغیر الفاظ کے کلام ممکن ہو سکے۔ ۴۹

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے! جنت میں جانے کے بعد اہل جنت کی زبان سریانی ہوگی۔ ۵۰

تمام اقسام کے نباتات اللہ کو صبح شام سجدہ کرتے ہیں:

وَّ النَّجْمُ وَ الشَّجَرُ یَسْجُدٰنِ ۔۵۱

ترجمہ۔ نباتات اور درخت بھی (اللہ کے) حکم کے تابع ہیں۔

النَّجْمُ ۔ عربی زبان کا لفظ ہے جس سے مراد ستارے ہیں، لیکن یہ لفظ بیل دار گھاس اور زمین پر پھیلی دیگر نباتات جس میں تمام اقسام کی جڑی بوٹیاں اور تنے اور بغیر تنے کے درخت شامل ہیں۔

اگر چہ عربی زبان میں النجم خاص ستاروں کے ایک جھنڈ، جس کو ثریا بھی کہا جاتا ہے کو کہتے ہیں۔

درج بالا آیت میں اس مقام پر نباتات کا لفظ زیادہ موزوں ہے کیونکہ اگر یہاں چاند ستاروں کا ذکر ہوتا تو پھر یہاں ستارے کا ذکر مناسب ہوتا لیکن چونکہ اس مقام النجم شجر کے زمرے میں آیا ہے تو یہاں اس کے معنی نباتات لئے جائیں گے، تاہم اگر کوئی درختوں کے مقابلہ میں اس سے مراد ستارے ہی لینا چاہیے تو مفسرین نے اس کے لیے کوئی پابندی عائد نہیں کی جبکہ یہ حقیقت ہے کے کائنات کی ہر شے اللہ کی مطیع و فرمانبردار ہے، اور اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہے چاہے وہ وہ ستارے ہوں یا نباتات الارض، اللہ سب کا خالق و مالک ہے اور کل کائنات میں اسی کا حکم جاری

ہے۔۵۲؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، وَّ النَّجْمُ وَ الشَّجَرُ یَسْجُدٰنِ۔

یعنی۔(بے تنے اور تنے والے درخت دونوں اللہ کے مطیع ہیں)

یہاں نجم سے مراد وہ پودے جو زمین میں پھیل جاتے ہیں جبکہ شجر سے مراد وہ درخت جو تنے پر کھڑے ہوں۔

ابن جریرؒ وابوالشیخ نے ابوزرینؒ سے وَّ النَّجْمُ وَ الشَّجَرُ یَسْجُدٰنِ کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا و النَّجْمُ سے مراد وہ بیل بوٹے ہیں جو زمین پر بچھونے کی طرح بچھ جاتے ہیں اوران کا تنا نہیں ہوتا اور وَ الشَّجَر سے مراد ہے وہ تنے والا درخت جس کا تنا ہوتا ہے، یسْجُدٰنِ یعنی ان کے سائے ان کے سجدے ہیں۔۵۳؎

درختوں اور پودوں کی اقسام:

ماہرین نباتات اور سائنسدانوں نے اب تک تقریباً دولاکھ ساٹھ ہزار سے زائد مختلف درختوں اور پودوں کی اقسام کو دریافت کیا ہے جس میں (کائی، فرن، مختلف جڑی بوٹیاں اور درخت) شامل ہیں۔اس حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ الْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَ اَلْقَیْنَا فِیْهَا رَوَاسِیَ وَ اَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ مَّوْزُوْنٍ۔۵۴

ترجمہ۔ہم نے زمین کو پھیلا دیا اور ہم نے اس میں بھاری بھاری پہاڑ پیدا کئے، پھر ہم نے (زمین) میں ہر قسم کی موزوں چیز کو اگایا۔

الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّ سَلَكَ لَكُمْ فِیْهَا سُبُلًا وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰی۔۵۵

ترجمہ۔(اللہ) نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا اور اس میں تمہارے لئے راستے بنا دیئے، اور اس نے آسمان سے پانی اتارا پھر ہم نے اس کے ذریعہ مختلف قسم کے نباتات پیدا کئے۔

الجی (Algee):

پودے کی ایک انتہائی سادہ قسم ہے جو سب سے زیادہ سورج کی روشنی کو Photosynthesis کے ذریعے جذب کر کے آکسیجن کی بڑی مقدار کا اخراج کرتے ہیں ان کی بے شمار اقسام دنیا کے ہر خطے میں یعنی زمین سے لے کر سمندر کی سطح سے لے کر تہہ تک میں پائی جاتی ہے اس کے علاوہ یہ بکثرت جنگلات اور درختوں پر بھی پروان چڑھتی ہیں جبکہ صرف سوئی کی نوک پر یہ ہزار سے زائد سما سکتی ہے۔

کائی (Moss):

کائی بھی پودے کی ایک قسم ہے جو دنیا کے تمام خطوں میں تقریباً ہر جگہ پائی بکثرت جاتی ہے جس میں زمین، پہاڑ، پتھر، جنگل، درختوں کی چھال اور جوہڑ شامل ہیں کائی کی اب تک ۸،۰۰۰ سے زائد اقسام دریافت کی جا چکی ہے اگرچہ ان میں جڑ نہیں ہوتی لیکن ان کے جنسی تولیدی اعضاء زرخیزی کے عمل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اگر انھیں نمی میسر ہو تو یہ تیزی سے نشونما کے مراحل طے کرتے ہیں۔

فرن (Fern):

فرن کو بھی کرہ ارض کا قدیم ترین پودا کہا جاتا ہے جو دنیا میں ہر جگہ پایا جاتا ہے اس کی اب تک ۱۵۰۰۰ سے زائد اقسام کا اندازہ لگایا گیا ہے فرن کی افزائش بھی قدرت کا ایک شاہکار ہے کیونکہ اس درخت میں Female organs Male, نہیں پائے جاتے اور نہ ہی اس کی جڑ، بیج اور پھول ہوتے ہیں لیکن اس کے پتوں کی نچلی سطح پر موجود Spores جو ابتداء میں ہرے رنگ کے لیکن بعد ازاں بھورے رنگ کے خشک ہو کر جب زمین پر کثیر تعداد میں گرتے ہیں تو انھی Spores سے فرن کا نیا درخت پیدا ہوتا یعنی بالفاظ دیگر فرن درختوں کی ان اقسام سے تعلق رکھتا ہے جو کے Vascular Plant کہلاتے ہیں۔

ماہرین ارضیات نے اس قدیم پودے کی باقیات اور فوسلز کو ڈیونی عہد کے چٹانوں سے حاصل کیا

ہے ایک محتاط اندازے کے مطابق یہ پودا تقریباً ۳۰ کروڑ سال قبل نباتات کی غالب شکل میں دنیا میں موجود تھا۔

آبی پودے:

آبی پودے سمندر، دریا، ندی، نالوں اور تالاب میں پائے جاتے ہیں، عام طور پر یہ خودرو ہوتے ہیں، جن میں سے اکثر پانی کی سطح پر اور اکثر زیر سمندر اور دریا نشونما پاتے ہیں، یہ پودے آکسیجن کے حصول کا ایک موثر ذریعہ ہیں، پانی کی سطح پر تیرنے والے پودے عام طور سورج کی روشنی سے بھی غذائیت حاصل کرتے ہیں جن میں طحالب، لیئنگبیا اور کستوری گھاس شامل ہیں، یہ پودے مچھلیوں اور جنگلی حیات کی افزائش میں معاون ہیں دوسری جانب یہ پودے پانی کے درجہ حرارت کو بھی اعتدال پر رکھتے ہیں، یہ آبی پودے ہلکی لہر والے پانی کے ذخائر میں نشونما پاتے ہیں، تاہم زیر آب نشونما پانے والے درخت اور پودے کئی آبی مخلوقات کا محفوظ مسکن ہوتے ہیں، آبی پودوں کو پانی کے دباؤ سے مدد ملتی ہے، دوسری جانب مکمل پانی میں ڈوبے ہوئے پودے پانی سے براہ راست مختلف گیسز کا تبادلے میں بھی اپنا اہم کردار ادا کرتے ہیں، آبی پودوں سے دن کے اوقات میں آکسیجن کے اخراج کی زیادہ مقدار ریکارڈ کی گئی ہے۔

آبی پودوں میں ہر وقت ایک طرح کا حیاتیاتی اور کیمیائی عمل جاری رہتا ہے جس کی وجہ سے پانی میں موجود زہریلے مادوں کی از خود صفائی کا نظام بھی جاری رہتا ہے دوسری جانب پانی میں موجود نمکیات بھی پانی کی صفائی میں اہم کردار ادا کرتی ہے، جس کی وجہ سے کئی اقسام کے وائرس، بیکٹر یا اور جراثیموں کا خاتمہ ہوتا رہتا ہے۔

الغرض اس کل کائنات میں پائے جانے والے تمام اشجار اپنے رب کو جانتے، پہچانتے اور اس کو صبح شام سجدہ کرتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَّ النَّجْمُ وَ الشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ۔ ۶

ترجمہ۔ نباتات اور درخت بھی (اللہ کے) حکم کے تابع ہیں۔

زمین پر چلنے اور رینگنے والی بے شمار مخلوقات اللہ کو سجدہ کرتی ہیں:

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں بے شمار زمین خلق فرمائی ہیں، جن میں لاشمار مخلوقات کو پیدا فرمایا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ الۡاَرۡضَ وَ ضَعَهَا لِلۡاَنَامِ ۔ ۵۷

ترجمہ۔اس نے زمین کو لوگوں کے واسطے رکھ دیا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، وَ الۡاَرۡضَ وَ ضَعَهَا لِلۡاَنَامِ سے مراد مخلوقات ہیں۔۵۸؎

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے نافع بن ازرق نے پوچھا! وَ ضَعَهَا لِلۡاَنَامِ کی وضاحت فرمائے، تو آپؓ نے فرمایا!

لِلۡاَنَامِ سے مراد مخلوقات ہیں جن کی تعداد ایک ہزار امتیں بتائی جاتی ہیں، جن میں چھ سو سمندر میں اور چار سو خشکی پر ہیں،

نافع بن ارزق نے پھر پوچھا، کیا عرب کے لوگ اس معنی سے واقف ہیں؟ تو آپؓ نے فرمایا ہاں! کیا تم نے لبید کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا

فان تسألینا مم نحن فاننا عصافیرھن ھذا الانام المشحر

ترجمہ۔اگر تم ہم سے یہ سوال کرو کے ہم کن میں سے ہیں؟ تو بلاشبہ ہم چڑیاں ہیں، اس تابع کی ہوئی مخلوق میں سے۔۵۹؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، وَ ضَعَهَا لِلۡاَنَامِ سے مراد ہر وہ چیز جس میں روح موجود ہے۔

ضحاکؒ بیان کرتے ہیں، وَ الۡاَرۡضَ وَ ضَعَهَا لِلۡاَنَامِ سے مراد ہر وہ مخلوق جو زمین پر رینگ کر چلتی ہے۔

ابن جریرؒ وابن المنذرؒ نے حسنؒ سے روایت کیا ہے، وَ الۡاَرۡضَ وَ ضَعَهَا لِلۡاَنَامِ سے مراد اللہ تعالیٰ نے مخلوقات یعنی جنات اور انسان کے لئے زمین کو پیدا فرمایا ہے۔۶۰؎

حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا! عالمین کی دو اقسام ہیں۔ ا۔ عالم کبیر۔ ۲۔ عالم صغیر۔
ا۔ عالم کبیر۔۔۔۔۔۔ آسمان میں جو کچھ بھی ہے وہ عالم کبیر ہے۔
۲۔ عالم صغیر۔۔۔۔۔ انسان کے وجود میں بھی ایک دنیا بستی ہے جو عالم صغیر کہلاتی ہے۔
وھب بن منبہ سے مروی ہے کے اٹھارہ ہزار عالمین ہیں اور دنیا ان میں سے ایک عالم ہے۔ ۶۱

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے چالیس ہزار عالمین پیدا فرمائے جبکہ یہ دنیا شرق سے غرب تک ایک عالم ہے۔

مقاتل نے کہا کے اسی ہزار (۸۰۰۰۰) عالمین ہیں، چالیس ہزار (۴۰۰۰۰) خشکی میں اور چالیس ہزار (۴۰۰۰۰) سمندر میں۔

ابو العالیہ سے مروی ہے کے جن ایک عالم ہیں، انس ایک عالم ہے ان کے سوا زمین کے چار زاوئے ہیں اور ہر زاوئے میں پندرہ سو (۱۵۰۰) عالمین ہیں۔ ۶۲

امام فخر الدین محمد بن عمر رازی (متوفی ۶۰۶ھ) فرماتے ہیں! اللہ سبحانہ نے اس عالم کے علاوہ کروڑوں عالمین تخلیق فرمائے ہیں جس میں اس کا عظیم الشان عرش اور کرسی اعلیٰ بھی ہے ان آسمانوں کی وسعت عقل انسانی سے ماوراء ہے کیونکہ ذات خداوندی مالک الملک ہے جس کی صفات کا اندازہ بشر انسانی کی سکت سے باہر ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ۔ ۶۳

ترجمہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب کے لشکر کی تعداد کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

کتاب المبین اور لوح محفوظ کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ مَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَ لَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔ ۶۴

ترجمہ۔ (اللہ) کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں ان کو اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا، اور وہ جانتا ہے جو

کچھ خشکی میں ہے اور تری میں ہے، اورنہیں گرتا ہے کوئی پتہ مگر وہ اس کو جانتا ہے کوئی دانہ زمین کے اندھیروں میں اورنہیں ہے کوئی تر چیز اور خشک مگر وہ کتاب مبین میں ہے۔

وَ مَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَ لَا فِي السَّمَآءِ وَ لَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَ لَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔ ٦٥

ترجمہ۔آسمان اور زمین کی کوئی چھوٹی بڑی چیز ایسی نہیں جو تیرے رب کی نگاہ سے پوشیدہ ہو، یہ سب کتاب المبین میں درج ہے۔

وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَ يَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَ مُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔ ٦٦

ترجمہ۔زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو اور جس کے متعلق وہ نہ جانتا ہو کے وہ کہاں رہتا ہے اور وہ کہاں سونپا جاتا ہے یہ سب کچھ کتاب المبین میں درج ہے۔

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ۔ ٦٧

ترجمہ۔آسمانوں میں اور زمینوں میں جو بھی چیزیں موجود ہیں ان میں سے کوئی بھی غیب کو نہیں جانتا سوائے اللہ تعالیٰ کے اور یہ لوگ علم نہیں رکھتے کہ کب زندہ کیے جائیں گے۔

لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِي الْاَرْضِ وَ لَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَ لَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔ ٦٨

ترجمہ۔(اللہ) سے ذرہ برابر کوئی چیز نہ آسمانوں میں چھپی ہے اور نہ ہی زمین میں نہ ذرے سے بڑی اور نہ اس سے چھوٹی یہ سب ایک کتاب المبین میں درج ہے۔

يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَ يُثْبِتُ ۚۖ وَ عِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ۔ ٦٩

ترجمہ۔ہر دور کے لئے ایک کتاب ہے اللہ جو کچھ چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے ام الکتاب اسی کے پاس ہے

وَ كُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ۔۰

ترجمہ۔ہم نے ہر چیز کو قلم بند کر رکھا ہے۔

حشرات الارض:

ماہرین نے ابھی تک حشرات کی دس لاکھ سے زائد اقسام کا پتا چلایا ہے لیکن اس کے باوجود ہر سال ایسے سینکڑوں اور ہزاروں نئے حشرات بھی دریافت ہوتے ہیں جن کے بارے میں پہلے کچھ بھی نہیں معلوم تھا۔حشرات الارض چھوٹے موٹے کیڑے مکوڑے ہوتے ہیں عام طور پر ان کے جسم کے تین حصے۔ا۔سر۔۲۔دھڑ۔۳۔اور پیٹ ہوتے ہیں۔

یہ ہوا میں سانس لیتے ہیں اکثر ان کی چھ ٹانگیں اور دو پر ہوتے ہیں لیکن کچھ زمین پر چلنے اور رینگنے والے بھی کیڑے مکوڑے ہوتے ہیں جن کے پر نہیں ہوتے ان کی بصارت،سماعت اور سونگھنے ی حس بہت تیز ہوتی ہے۔تمام حشرات الارض اپنے دشمنوں سے بچنے کی مکمل فہم وادراک رکھتے ہیں ۔کچھ حشرات کیموفلاج سے بھی کام لیتے ہیں یعنی پھول، پودوں، پتوں اور درخت کی شاخ کے ہم رنگ ہوجاتے ہیں اور دشمن سے بچ جاتے ہیں کچھ حشرات چند گھنٹوں میں ہی پوری فصل کا صفایا کردیتے ہیں جبکہ کچھ نہایت زہریلے ہوتے ہیں جن کی وجہ سے انسانوں کی موت بھی واقع ہوسکتی ہے حشرات بیماریاں بھی پھیلاتے ہیں چنانچہ یہ انسان، جانور اور پودوں کو بھی بیمار کرسکتے حشرات الارض کے خون کا رنگ عموماً سرخ،نیلا، کالا،سفید، پیلا یا پھر سبز ہوتا ہے۔

دیگر انواع:

دیگر انواع میں پہاڑ، دریا، سمندر، سورج، چاند،ستارے، سیارے،ہوا، فضاء،بادل، بارش،گرمی،سردی،بہار،خزاں، چرند، پرند،حشرات الارض اور کئی مرئی اور غیر مرئی مخلوقات جنھیں سائنسی زبان میں جراثیم،بیکٹریاز اور وائرس کہا جاتا ہے یہ تمام بھی اللہ کی مخلوقات ہیں جنھیں اللہ نے بے وجہ تخلیق نہیں فرمایا بلکہ اس کے پیچھے بھی حکمت پوشیدہ ہے تاہم ان مخلوقات کی بھی موت وحیات، والدین، بچے، زندگی کا دورانیہ،سانس کی رفتار، رزق، اللہ کی پہچان اور اس کی عبادت

کے طریقے انھیں ودیعت کردئے گئے جن سے وہ انحراف نہیں کرتے دیگر انواع کے حوالے سے ذیل میں کچھ قرآنی آیات پیش کی جارہی ہیں۔

وَ یَخۡلُقُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ۔١؎

ترجمہ۔(اللہ) وہ چیزیں بھی پیدا کرتا ہے جنھیں تم نہیں جانتے۔

فَلَاۤ اُقۡسِمُ بِمَا تُبۡصِرُوۡنَ ۙ وَ مَا لَا تُبۡصِرُوۡنَ۔٢؎

ترجمہ۔قسم ہے ان چیزوں کی جو تم کو نظر آتی ہیں، اور قسم ہے ان چیزوں کی جو تم کو نظر نہیں آتی ہیں۔

وَ مَا خَلَقَ الذَّکَرَ وَ الۡاُنۡثٰۤی۔٣؎

ترجمہ۔اس ذات کی قسم جس نے نر اور مادہ پیدا کئے۔

پھلوں اور سبزیوں کی بے مثال پیکینگ:

اللہ تعالیٰ نے بے شمار انواع واقسام کے پھل اور سبزیاں پیدا فرمائے لیکن یہ بھی نہایت لطیف نکتہ ہے کے اللہ نے ان تمام تخلیقات کو بہترین اور نہایت درست طریقے سے محفوظ اور پیک بھی کیا ہے جس میں ان کی غذائی توانائی اور اجزاء کی حفاظت یعنی Preservation بھی کی گئی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فِیۡهَا فَاکِهَةٌ وَّ النَّخۡلُ ذَاتُ الۡاَکۡمَامِ۔٤؎

ترجمہ۔اس میں میوے اور کھجور کے درخت ہیں جن پر غلاف ہوتا ہے۔

مندرجہ بالا آیت پر تفکر سے اس نکتے کی وضاحت ہوتی ہے کے اللہ تعالیٰ نے تمام پھلوں اور میووں کے گرد ایک نفیس اور حفاظتی حصار یعنی پیکینگ کو قائم فرمایا تاکہ اس پھل یا میوہ کی تازگی اور غذائیت برقرار رہ سکے مثلاً کھجور کے گرد ایک باریک اور نفیس غلاف کی تہہ چڑھائی گئی جو اس پھل، اس کے گودے اور اس میں موجود غذائیت کی نا صرف حفاظت کرتی ہے بلکہ اس کو تادیر قابل استعمال حالت میں بھی رکھتی ہے، اسی طرح سے ناریل اور اس کا پانی ایک سخت شیل کے اندر محفوظ فرمایا تاہم یہ اس وقت تک اپنی اصل اور درست حالت میں موجود رہتا ہے جب تک اس کا شیل الگ نا کردیا جائے۔

انار کے چھوٹے چھوٹے رس بھرے دانوں کو ایک مضبوط شیل میں جڑ دیا گیا، پھر اس کے اوپر ایک اور سفید باریک تہہ نہایت نفاست سے چڑھائی گئی تاکہ دانے ایک دوسرے سے ٹکرا کر خراب نا ہوں پھر تہہ کی دوسری جانب بھی انار کے دانے قریب قریب جڑ دئے گئے اور اس رس دار قیمتی پھل جس میں بے شمار فوائد پوشیدہ ہیں کو ایک مضبوط چھلکے سے ڈھانپ دیا گیا، اسی طرح سے سیب، انگور، مالٹے، تربوز، خربوز، انناس، چکوترہ، چیکو، کیلے، آم، امرود، بادام، اخروٹ، پستہ چلغوزے اور تمام پھلوں، میوؤں اور سبزیوں کو دیدہ زیب اور نفیس پیکینگ میں پیک کر دیا گیا۔ یہ قدرت کا ایک شاہکار اور اپنے بندوں پر خاص لطف وکرم ہے کے اتنی خوبصورتی سے نعمتوں کو پیک کر کے انسانوں کو عطا کی گئی ہیں تاکہ انسان ان نعمتوں کی اصل لذت، غذائیت اور اس میں موجود نہایت نازک وٹامنز اور منرلز سے استفادہ حاصل کر سکیں۔

اللہ کی نعمتیں:

سورہ الرَّحْمٰنُ میں اللہ تعالی نے اپنی بے شمار نعمتوں کا ذکر فرمایا، جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ الرَّحْمٰنُ نے علم القرآن عطا فرمایا۔ ۲۔ انسان کو پیدا فرمایا۔ ۳۔ انسان کو بولنا سکھایا۔
۴۔ سورج اور چاند کا حسب مقرر فرمایا۔ ۵۔ تمام اشجار کو پیدا فرمایا جو اللہ کو سجدہ کرتے ہیں۔
۶۔ اس نے میزان قائم کیا۔ ۷۔ عدل وانصاف کا نظام قائم کیا۔ ۸۔ انواع واقسام کے پھل اور میوے پیدا فرمائے جن کو خوبصورت غلافوں میں محفوظ فرمایا۔ ۹۔ دانے اور بھوسے والی غذائیں انسان کو مہیا فرمائیں۔ ۱۰۔ انسان کو بجتی کھنکھناتی ہوئی مٹی سے پیدا فرمایا۔
۱۱۔ جنات کو آگ سے پیدا فرمایا۔ ۱۲۔ مشرقین اور مغربین بنائے۔
۱۳۔ ایسے دو سمندر میٹھے اور کھاری پانی کے پیدا فرمائے جن کا پانی آپس میں نہیں ملتا۔
۱۴۔ ان سمندروں میں لولو اور مرجان قیمتی پتھر پیدا فرمائے۔
۱۵۔ انسانوں کے فائدے کے لئے اونچی لہروں والے سمندروں میں کشتیاں چلائیں۔
۱۶۔ زمین پر موجود ہر شے فانی ہے۔ ۱۷۔ صرف رب ذوالجلال کی ذات ہمیشہ باقی رہنے والی ہے
۱۸۔ اللہ کی شان ہر دن الگ اور منفرد ہے۔ ۱۹۔ روز قیامت مجرمین کی سخت پکڑ ہوگی۔

۲۰۔عذاب جہنم۔۲۱۔اللہ سے ڈرنے والے بندوں کو جنت کے دو باغ عطا کئے جائیں گے۔
۲۲۔ان باغوں میں چشمے جاری ہوں گے۔ ۲۳۔ان باغوں میں ہر قسم کا میوہ دو دو اقسام کا ہوگا۔
۲۴۔جنتیوں کے لئے خوبصورت دبیز اور ریشم کے نرم بستر اور تکئے ہوں گے۔
۲۵۔نیچی نگاہوں والی خوبصورت عورتیں جو یاقوت اور مرجان کی مانند ہوں گی اور وہ جنت میں مقیم ہوں گی۔۲۶۔احسان کا بدلہ یقیناً احسان ہے۔۲۷۔جنت کے اور دیگر باغات کا ذکر۔
۲۸۔جنت کے باغ گہرے سبز رنگ کے ہوں گے۔۲۹۔جنت کے باغات میں چشمے ہوں گے
۳۰۔ان باغات میں میوے، کھجور اور انار ہوں گے۔۳۱۔ان جنتوں میں نہایت خوبصورت عورتیں ہوں گی۔ ۳۲۔یہ عورتیں حوریں ہیں جو خیموں میں متمکن ہوں گی۔
۳۳۔ان جنتوں میں داخل ہونے والوں کے لئے سبز خوبصورت نقش و نگار کے آرام دہ بستر ہوں گے۔ ۳۴۔بابرکت ہے اللہ ذوالجلال ولاکرام کا نام۔
انسان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا!

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ۔۷۵

ترجمہ۔تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔
سورہ الرَّحْمٰنُ میں کل آیات کی تعداد ۷۸ ہے جس میں اس آیت کو اس سورہ میں تقریباً ۳۱ بار دہرایا گیا ہے۔
علماء اور صوفیاء لکھتے ہیں، فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ۔۷۶ ؎
ترجمہ۔تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔
جب، جہاں اور جس مقام پر اللہ تعالی نے ارشاد فرمائی، اس آیت کا ایک نیا معنی اور گہرا فکر و فلسفہ اس میں موجود ہے، چنانچہ جہاں جہاں یہ آیت بیان ہوئی اس جگہ اور اس کے محل کے اعتبار سے ایک نئے معنی اس میں پوشیدہ ہیں۔

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ:

اللہ تعالی کائنات کے تمام مشرقین اور مغربین کا رب ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ۔ ‘‘

ترجمہ۔(اللہ) دونوں مغربین اور دونوں مشرقین کا رب ہے۔

مشرق اور مغرب دو سمتیں ہیں:

سمت ایک نہایت relative term ہے، تاہم خلاء میں کوئی سمت نہیں اور نا ہی وہ کوئی معنی رکھتی ہے، زمین پر چار سمتیں ہیں۔

ا۔مشرق۔ ۲۔مغرب۔ ۳۔شمال۔ ۴۔جنوب۔

تاہم دنیا کے ہر ملک اور ہر کلچر میں چار سمتوں کا تصور نہیں جیسے کے امریکہ میں ان چار کے ساتھ مزید دو سمتوں یعنی اوپر اور نیچے کی سمت کا بھی اضافہ کیا جاتا ہے اور اس طرح سے وہ چھ سمتوں پر یقین رکھتے ہیں، اسی طرح سے ویسٹرن ایشیاء اور کئی عرب ممالک میں ان چھ سمتوں کے علاوہ ایک اور مزید نئی سمت کا بھی اضافہ کیا جاتا ہے یعنی الاوسط یعنی Center یا مرکز چنانچہ ان ممالک میں کل سمتوں کی تعداد سات مانی جاتی ہے، دوسری جانب قدیم ہندوستانی لٹریچر میں سمتوں کی تعداد دس بتائی جاتی ہے اور ان دس سمتوں کی نگہبانی کے لئے ایک الگ بھگوان کا تصور بھی پایا جاتا ہے، کچھ تہذیبوں میں ۱۶ سمتوں کا تصور بھی پایا جاتا ہے۔

کچھ ممالک اور کلچر نے شمال کو سیاہ رنگ سے موسوم کردیا جیسے Black Sea یا بحیرہ اسود کو وہ شمال کی جانب تصور سے جوڑتے ہیں۔

جبکہ کچھ اسلامی ممالک مغرب کی سمت کو سرخ رنگ سے موسوم کرتے ہیں جیسے Red Sea یا بحیرہ احمر، کئی عرب ممالک میں وسطی علاقے کو Golden Color سے نسبت دی گئی اور اسی وجہ سے منگول کو Golden Horde بھی کہا جاتا ہے۔

انسانی زندگی میں سمتوں کی اہمیت سے انکار ناممکن ہے، تاہم دنیا کا موجودہ نقشہ دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کے شمالی سمت نقشے کی اوپری جانب واقع ہے جبکہ جنوب نچلی جانب، اسی طرح سے مشرق سیدھی جانب اور مغرب الٹی جانب واقع ہے لیکن کئی سال پہلے جنوب اوپر اور شمال نیچے کی جانب تھا۔

ہر انسان کا اپنی روزمرہ زندگی میں ان چھ سمتوں یعنی۔ ا۔مشرق۔مغرب۔ ۳۔شمال۔ ۴۔جنوب۔ ۵۔اوپر۔ ٦۔ نیچے۔سے واسطہ رہتا ہے اور یہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔

ابدال حق حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں! سمتیں چار نہیں چھ ہیں۔۷۸۔

انسان کے لئے ان سمتوں کا سمجھنا بہت ضروری ہے کیونکہ وہ جب تک ان سمتوں کو نہیں سمجھ لے گا وہ کبھی بھی ان غیبی دروازوں سے واقفیت حاصل نہیں کر سکے گا، تاہم ماضی میں ان سمتوں کی پہچان کا آغاز طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے کیا جاتا تھا، جیسے سورج مشرق سے طلوع ہو کر مغرب میں غروب ہوتا ہے چنانچہ مشرق کے معنی کسی چمکدار چیز کے نکلنے کی جگہ، انگریزی زبان میں مشرق کے لئے EAST کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے جس کے معنی کسی چمکدار چیز کے نکلنے کی جگہ کے ہیں بالکل اسی طرح مغرب جہاں غروب آفتاب ہوتا ہے کے معنی وہ مقام جہاں روشنی ڈوب جائے، کیونکہ مغرب کے لغوی معنی گہری رنگت، اندھیرے یا کھینچ لینے کے ہیں جبکہ انگریزی زبان میں WEST کے معنی گہرا، جذب کرنے والا یا اپنے اندر کھینچ لینے والے کے ہیں۔

میکسیکو اور مصر کی قدیم تہذیب کے مطالعے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کے اس تہذیب سے تعلق رکھنے والے انسان مذہبی اعتبار سے مشرق اور مغرب کی سمت کو بہت زیادہ اہمیت دیتے تھے، ان کے خیال میں مغرب ایک ایسی سمت ہے جہاں بہت سارا پانی اور بہت سارا دھواں ہے، اسی طرح سے مصر کے تین فرعون ایسے گزرے ہیں جن کے مقبروں پر کچھ علامتیں اور تحریریں کندہ ہیں اور ان علامتوں اور تحریروں کو ماہرین مصریات نے ایک دلچسپ نام Books of Gates دیا ہے یعنی دروازوں کی کتاب۔

یہودیت میں بھی مغربی سمت کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے کیونکہ یہودیوں کے مذہبی نظریے کے مطابق مغربی سمت ہی وہ سمت ہے، جس کے ذریعے خدا تک رسائی ممکن ہے۔

عیسائیت میں مشرقی سمت کو خاص اہمیت حاصل ہے ان کے مذہبی نظریے کے مطابق مشرقی سمت وہ سمت ہے جہاں سے انسان اس دنیا میں آیا تھا اور یہ بات ان کی بک آف میتھیوز چیپٹر 24/27 میں لکھی ہوئی ہے کے جیسے روشنی مشرق سے نکل کر مغرب میں جاتی ہے بالکل اسی طرح سے آدم بھی مشرق سے نکلا یہی وجہ ہے عیسائیوں کے چرچ کے دروازے مشرقی سمت کی

جانب کھلتے ہیں۔
تاہم قابل غورامر یہ ہے کے اس پوری بحث میں جہاں قدیم اور جدید تہذیب اور مذاہب کا سمتوں کے حوالے سے ذکر ہورہا ہے وہاں شمال اور جنوب کا ذکر نہیں ہوا، اس کی اصل وجہ یہ ہے کے بنیادی یا Orignal Direction یا سمتیں صرف دو ہی ہیں یعنی مشرق اور مغرب جبکہ شمال اور جنوب بہت بعد کی اختراعات ہیں یعنی اصل سمت مشرق ہے ، Proto-Indo European میں ner سے مراد North یعنی شمال ہے جو الٹی جانب یا Left side ہے، جبکہ قدیم انگریزی زبان میں S u p سے مراد ساوتھ ہے ، یہ لفظ Germanic Word Sunpaz سے ماخوذ ہے جس کے معنی مشرق سے سیدھی جانب یعنی Right Side جس کو عربی میں یمین اور اردو میں جنوب کہتے ہیں، دراصل سمتیں صرف دو ہی ہیں یعنی مشرق اور مغرب جبکہ شمال اور جنوب تو ان کے دائیں اور بائیں کا نام ہے۔
قرآن کریم میں شمال کا لفظ تقریباً سات مرتبہ استعمال ہوا ہے اور اس کے معنی کسی بھی چیز کی الٹی جانب یا left side کے ہیں۔

شمال الٹے ہاتھ والے:

شمال۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ش۔م۔ل) سے مشتق ہے۔
شمال۔سے مراد بائیں سمت یعنی الٹی جانب۔
شمال۔کی ضد یمین ہے۔
شمال۔کو نحوست کا نشان بھی سمجھا جاتا ہے۔۷۹
اصحاب شمال۔سے مراد اہل جہنم۔
شمال کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ اَصۡحٰبُ الشِّمَالِ ۬ۙ مَاۤ اَصۡحٰبُ الشِّمَالِ ۔۔۸۰

ترجمہ۔جو بائیں (الٹی جانب) والے ہیں وہ بائیں والے کیسے برے ہیں۔

وَ اَمَّا مَنۡ اُوۡتِیَ کِتٰبَہٗ بِشِمَالِہٖ ۬ۙ فَیَقُوۡلُ یٰلَیۡتَنِیۡ لَمۡ اُوۡتَ کِتٰبِیَہۡ ۔۸۱

ترجمہ۔اور جس کے بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا سو وہ کہے گا کے ہائے کاش میرا اعمال نامہ مجھے نہ دیا جاتا۔

وَ تَحۡسَبُهُمۡ اَيۡقَاظًا وَّ هُمۡ رُقُوۡدٌ ۖ وَّ نُقَلِّبُهُمۡ ذَاتَ الۡيَمِيۡنِ وَ ذَاتَ الشِّمَالِ۔ ۸۲

ترجمہ۔اور اے مخاطب تو ان کو دیکھتا تو خیال کرتا کے وہ جاگ رہے ہیں حالانکہ وہ سوئے ہوئے تھے اور ہم انہیں داہنی کروٹ پر اور بائیں کروٹ پر بدل دیتے تھے۔

وَ تَرَى الشَّمۡسَ اِذَا طَلَعَتۡ تَّزٰوَرُ عَنۡ كَهۡفِهِمۡ ذَاتَ الۡيَمِيۡنِ وَ اِذَا غَرَبَتۡ تَّقۡرِضُهُمۡ ذَاتَ الشِّمَالِ وَ هُمۡ فِىۡ فَجۡوَةٍ مِّنۡهُ۔ ۸۳

ترجمہ۔اور اے مخاطب تو دیکھے گا کہ جب سورج نکلتا ہے تو وہ ان کے غار سے داہنی طرف کو بچ کر گزر جاتا ہے اور جب وہ چھپتا ہے تو ان کی بائیں طرف سے کتراتا ہوا چلا جاتا ہے۔

وَ عَنۡ شَمَآئِلِهِمۡ۔ ۸۴

ترجمہ۔ان کی بائیں جانب۔

فَادۡخُلُوۡۤا اَبۡوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا فَلَبِئۡسَ مَثۡوَى الۡمُتَكَبِّرِيۡنَ۔ ۸۵

ترجمہ۔سو جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ، اس میں ہمیشہ رہو گے، سو تکبر کرنے والوں کا برا ٹھکانہ ہے۔

اَوَ لَمۡ يَرَوۡا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنۡ شَىۡءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الۡيَمِيۡنِ وَ الشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَ هُمۡ دٰخِرُوۡنَ۔ ۸۶

ترجمہ۔کیا ان لوگوں نے ان چیزوں کو نہیں دیکھا جو اللہ نے پیدا فرمائی ہیں ان کے سائے دائیں اور بائیں طرف کو اس طرح جھکتے ہیں وہ اللہ کے فرمانبردار ہیں۔

لَقَدۡ كَانَ لِسَبَاٍ فِىۡ مَسۡكَنِهِمۡ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنۡ يَّمِيۡنٍ وَّ شِمَالٍ ۖ كُلُوۡا مِنۡ رِّزۡقِ رَبِّكُمۡ وَ اشۡكُرُوۡا لَهٗ ؕ بَلۡدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّ رَبٌّ غَفُوۡرٌ۔ ۸۷

ترجمہ۔ بے شک قوم سبا کے لیے ان کے ٹھہرنے کی جگہ میں بڑی نشانی تھی، دائیں بائیں دونوں طرف باغوں کی قطاریں تھیں، کھاؤ اپنے رب کے رزق سے اور اس کا شکر ادا کرو، عمدہ شہر ہے اور رب بخشنے والا ہے۔

اِذۡ یَتَلَقَّی الۡمُتَلَقِّیٰنِ عَنِ الۡیَمِیۡنِ وَ عَنِ الشِّمَالِ قَعِیۡدٌ۔ ۸۸

ترجمہ۔ جبکہ دو لینے والے (اعمال لکھنے والے فرشتے کراماً کاتبین) لے لیتے ہیں جو داہنی طرف سے بائیں طرف بیٹھے ہوئے ہیں۔

شمال اور جنوب صرف کسی بھی چیز کا left اور right ہیں۔

یَمِیۡنِ۔ سیدھے ہاتھ والے:

یَمِیۡنِ۔، عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ی۔م۔ن) سے مشتق ہے۔

اَلۡیَمِیۡنِ ۔ سے مراد خیر و برکت ہے۔

اَلۡیَمِیۡنِ ۔ سے مراد دائیں جانب یعنی سیدھی جانب۔

یَمِیۡنِ ۔ کے معنی قوت کے ہیں۔

یَمِیۡنِ ۔ ایمان کی جمع ہے۔

اہل عرب قسم کھاتے وقت اپنا دایاں ہاتھ دوسرے شخص کے دائیں ہاتھ پر مارتے تھے۔ ۸۹؎

اَلۡیَمِیۡنِ کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہے!

وَ اَصۡحٰبُ الۡیَمِیۡنِ ۬ۙ مَاۤ اَصۡحٰبُ الۡیَمِیۡنِ۔ ۹۰

ترجمہ۔ جو داہنے والے ہیں وہ داہنے والے کیسے اچھے ہیں۔

فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوۡدِیَ مِنۡ شَاطِیٴِ الۡوَادِ الۡاَیۡمَنِ فِی الۡبُقۡعَۃِ الۡمُبٰرَکَۃِ
مِنَ الشَّجَرَۃِ اَنۡ یّٰمُوۡسٰۤی اِنِّیۡۤ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ ۹۱

ترجمہ۔ سو جب وہ آگ کے پاس پہنچے تو اس میدان کی داہنی جانب سے اس مبارک مقام میں ایک درخت میں سے آواز آئی کے اے موسیٰ بے شک میں اللہ ہوں رب العالمین ہوں۔

وَ تَحۡسَبُہُمۡ اَیۡقَاظًا وَّ ہُمۡ رُقُوۡدٌ ٭ۖ وَّ نُقَلِّبُہُمۡ ذَاتَ الۡیَمِیۡنِ وَ ذَاتَ

الشِّمَالِ۔ ۹۲

ترجمہ۔اور اے مخاطب تو ان کو دیکھتا تو خیال کرتا کہ وہ جاگ رہے ہیں حالانکہ وہ سوئے ہوئے تھے اور ہم انہیں داہنی کروٹ پر اور بائیں کروٹ پر بدل دیتے تھے۔

فَرَاغَ عَلَيۡهِمۡ ضَرۡبًۢا بِالۡيَمِيۡنِ۔ ۹۳

ترجمہ۔پھر ان پر قوت کے ساتھ متوجہ ہو کر مارنے لگے۔

قَالُوۡۤا اِنَّكُمۡ كُنۡتُمۡ تَاۡتُوۡنَنَا عَنِ الۡيَمِيۡنِ۔ ۹۴

ترجمہ۔کہیں گے کے بے شک تم ہمارے پاس بڑے زوردار طریقے سے آیا کرتے تھے۔

مشرقین اور مغربین:

قرآن کے مطالعے سے بنیادی یا Orignal Direction یا سمتیں صرف دو یعنی مشرق اور مغرب ہیں لیکن قرآن کریم میں مشرق اور مغرب ایک نہیں بلکہ بے شمار ہیں۔

الْمَشْرِقِ:

الْمَشْرِقِ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ش۔ر۔ق) سے مشتق ہے۔

عربی زبان میں شرق شگاف کو کہتے ہیں۔

التشریق۔سے مراد گوشت کو چیرنا پھاڑنا۔

ایام تشریق۔سے مراد عید الضحیٰ کے وہ تین دن جس میں قربانی کا گوشت کاٹ کر دھوپ میں سکھایا جاتا ہے۔

ابن فارس نے لکھا کے شرق کے معنی روشن کرنے یا کھول دینے کے ہیں۔

شرقت الشّمس۔سے مراد سورج طلوع ہو گیا۔

الشرق۔عربی میں طلوع آفتاب کو بھی کہتے ہیں۔

طلعت الشرق۔سے مراد سورج کا روشن ہونا۔

الشارق۔سے مراد عین طلوع آفتاب کا وقت۔

المشرقان۔سے مراد وہ دو انتہائی نقاط کے جہاں سے سورج سردی اور گرمی میں طلوع ہوتا ہے۔۹۵؎

مشرق کا متضاد مغرب ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۹۶

ترجمہ۔اللہ ہی کے لئے ہے مشرق اور مغرب، سوتم جس طرح بھی رخ کرو ادھر اللہ کا رخ ہے، بیشک اللہ واسع ہے، علیم ہے۔

اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَ الْاِشْرَاقِ۔۹۷

ترجمہ۔بے شک ہم نے ان کے ساتھ پہاڑوں کو مسخر کر دیا وہ تسبیح میں مشغول ہوتے تھے شام کو اور اشراق کے وقت۔

الاشراق۔سے مراد ہے جب سورج چمکتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے نافع بن ازرق نے پوچھا کے مجھے اللہ تعالیٰ کے اس قول **بالعشی الاشراق** کے بارے میں بتایئے تو انہوں نے فرمایا جب سورج چمک جائے تو نماز واجب ہوجاتی ہے، پوچھا کیا عرب کے لوگ اس معنی سے واقف ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے اعشیٰ کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا، **لم ینم لیلة التمام لکی یصیخ حتی اضاءة الاشراق۔**

ترجمہ۔وہ ساری رات نہیں سویا تا کہ سورج کے روشن ہونے تک آواز دیتا رہے۔۹۸؎

ارشادات خداوندی:

فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَ الْمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ۔۹۹

ترجمہ۔مشرقین اور مغربین کے مالک کی قسم، ہم اتنی قدرت اور طاقت رکھتے ہیں کے ان لوگوں سے بہتر لوگ بدل لائیں گے اور اس سے ہم عاجز نہیں۔

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَ رَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ۔۱۰۰

ترجمہ۔وہ مشرقین اور مغربین کا رب ہے۔

فَلَآ اُقۡسِمُ بِرَبِّ الۡمَشٰرِقِ وَ الۡمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوۡنَ۔ ۱۰۱

ترجمہ۔ میں مشارق اور مغارب کے رب کی قسم کھاتا ہوں، بے شک ہم اس پر قدرت رکھنے والے ہیں۔

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ مَا بَیۡنَہُمَا وَ رَبُّ الۡمَشَارِقِ۔ ۱۰۲

ترجمہ۔ جو رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور رب ہے مشارق کا۔

وَ اَوۡرَثۡنَا الۡقَوۡمَ الَّذِیۡنَ کَانُوۡا یُسۡتَضۡعَفُوۡنَ مَشَارِقَ الۡاَرۡضِ وَ مَغَارِبَہَا الَّتِیۡ بٰرَکۡنَا فِیۡہَا ۱۰۳

ترجمہ۔ ہم نے ان لوگوں کو زمین کے مشارق اور مغارب کا وارث بنا دیا جو ضعیف شمار کئے جاتے تھے۔

وَ اَشۡرَقَتِ الۡاَرۡضُ بِنُوۡرِ رَبِّہَا ۔ ۱۰۴

ترجمہ۔ اور زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہو جائے گی۔

فَاَخَذَتۡہُمُ الصَّیۡحَۃُ مُشۡرِقِیۡنَ۔ ۱۰۵

ترجمہ۔ سو سورج نکلتے وقت انہیں سخت آواز نے پکڑ لیا۔

حَتّٰۤی اِذَا جَآءَنَا قَالَ یٰلَیۡتَ بَیۡنِیۡ وَ بَیۡنَکَ بُعۡدَ الۡمَشۡرِقَیۡنِ فَبِئۡسَ الۡقَرِیۡنُ۔ ۱۰۶

ترجمہ۔ جب ہمارے پاس آئے گا تو کہے گا اے کاش میرے اور تیرے درمیان مشرق اور مغرب جتنی دوری ہوتی، تو برا ساتھی تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اے اللہ ہمارے شام اور یمن پر برکت نازل فرما، یہ سن کر صحابہ نے کہا، ہمارے نجد کے لئے بھی برکت کی دعا فرمائے، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! وہاں تو زلزلے اور فتنے ہوں گے اور شیطان کا سینگ بھی وہیں (مشرق) سے طلوع ہوگا۔ ۱۰۷

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کے فتنہ مشرق کی طرف سے اٹھے گا۔ ۱۰۸؎

اگر نقشے میں دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کے نجد مدینہ کے عین مشرق میں واقع ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ہاتھ سے عراق کی جانب اشارہ کرتے ہوئے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے فتنہ یہاں ہے، فتنہ یہاں ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا! یہیں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔ ۱۰۹؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سورج عرش کے نیچے سجدہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے طلوع ہونے کی اجازت طلب کرتا ہے، پھر مشرق سے طلوع ہوتا ہے، عنقریب اسے مشرق سے طلوع ہونے کی اجازت نہ ملے گی اور اس سے یہ کہا جائے گا کے تو واپس لوٹ جا، پھر وہ مغرب سے طلوع ہوگا۔ ۱۱۰؎

حضرت ثوبانؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ساری زمین کو لپیٹ دیا اور میں نے اس کے تمام مشارق اور مغارب کا مشاہدہ کرلیا اور سنو! میری امت کی حکومت ان تمام علاقوں پر قائم ہوکر رہے گی جو مجھ کو لپیٹ کر دکھائے گئے۔ ۱۱۱؎

حضرت عتبہ بن عبداللہؓ اور امامہ باہلیؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے صبح کی نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھی پھر اسی جگہ بیٹھا رہا یہاں تک کے اشراق کا وقت ہوگیا اور اسنے اشراق کی نماز پڑھ لی تو اس کا اجر حج اور عمرہ کرنے والے کے برابر ہوگا اور اس شخص کا حج اور عمرہ ہوگیا۔ ۱۱۲؎

حضرت معاذ بن انس جہنیؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص اپنی نماز کی جگہ میں بیٹھا رہا جب وہ نماز سے فارغ ہوا یہاں تک کہ اس نے چاشت کی دو رکعات پڑھ لیں اور اس نے خیر کے علاوہ کوئی بات نہیں کی تو اس کے گناہ معاف کردیئے جائیں گے اگر وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں گے۔ ۱۱۳؎

حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے دو رکعات پڑھیں تو وہ غافلین میں نہیں لکھا جائے گا اور جس نے چار رکعات پڑھی تو وہ عابدین میں لکھا جائے گا اور

جس نے چھ رکعات پڑھیں تو اس دن اس کی کفالت کی جائے گی اور جس نے آٹھ رکعات پڑھیں تو قانتین میں لکھا جائے گا اور جس نے بارہ رکعت پڑھیں تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دیا جائے گا۔ ۱۱۴؎

حضرت حذیفہ بن اسید الغفاریؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قیامت اس وقت تک ہرگز قائم نہیں ہوگی جب تک اس سے قبل دس نشانیاں ظاہر نہ ہو جائیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دس نشانیوں کا ذکر فرمایا!

۱۔ دھواں۔ ۲۔ دجال۔ ۳۔ دابۃ الارض۔ ۴۔ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔

۵۔ عیسیٰ ابن مریم کا ظہور۔ ۶۔ یاجوج اور ماجوج۔ ۷۔ تین بڑے خسف (یعنی زمین کا تین مقامات پر دھنس جانا۔ ۱۔ پہلا مشرق میں)۔ ۸۔ دوسرا مغرب میں زمین کا دھنس جانا۔

۹۔ تیسرا جزیرہ العرب میں زمین کا دھنس جانا اور سب سے آخر میں ایک زبردست آگ جو یمن سے اٹھے گی اور لوگوں کو ہنکاتی ہوئی محشر کی طرف لے جائے گی۔ ۱۱۵؎

انھی نشانیوں کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

پہلی نشانی (دھواں):

حضرت حذیفہ بن یمانؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دھواں کے بارے میں پوچھا، دھواں کیا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی!

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ۔ ۱۱۶

ترجمہ۔ آپ اس دن کا انتظار کیجئے جس دن آسمان کی طرف دیکھنے والے کو واضح طور پر دھواں نظر آئے گا۔

يَّغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ ۱۱۷

ترجمہ۔ جو لوگوں پر چھا جائے گا یہ دردناک عذاب ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہ دھواں مشرق اور مغرب کے درمیان بھر جائے گا، اور چالیس دن اور رات رہے گا، اس دھوائیں سے مؤمن کو زکام کی طرح تکلیف پہنچے گی جبکہ کافر کو وہ دھواں اس

کے ناک کے سوراخوں، کانوں سے اور اس کے پیچھے کے راستہ سے نکلے گا)۔۱۱۸؎

دوسری نشانی (دجال):

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دجال میری امت میں نکلے گا پھر اللہ عیسیٰ ابن مریم کو بھیجے گا جو اس کو قتل کریں گے۔۱۱۹؎

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا ایک طویل حدیث جو دجال سے متعلق ہے میں بیان کرتی ہیں،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دجال مشرق سے نکلے گا، دجال مشرق سے نکلے گا، دجال مشرق سے نکلے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ جملے تین بار ارادا فرمائے۔۱۲۰؎

حضرت عیسیٰ ابن مریم، دجال کو لد کے شرقی دروازے پر قتل کر دیں گے۔۱۲۱؎

تیسری نشانی (دابۃ الارض):

وَ اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ۔۱۲۲

ترجمہ۔ہم ان کے لیے زمین سے ایک جانور نکال دیں گے جو ان سے باتیں کرے گا کہ لوگ (اللہ) کی آیات پر یقین نہیں لاتے تھے۔

دابۃ الارض، ایک عظیم الحبثہ چار ٹانگوں والا جانور ہے، جس کا سر بیل کی طرح، آنکھیں خنزیر کی طرح، کان ہاتھی کی طرح، سینہ شیر کی طرح، رنگ، چیتے کی طرح، دم مینڈھے کی طرح اور ٹانگیں اونٹ کی طرح ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، دابۃ الارض میں مختلف چیزیں جمع ہوں گی وہ روؤں اور پروں والا ہوگا اس میں ہر جانور کے رنگ ہوں گے اور اس میں ہر ایک امت میں سے ایک نشانی ہوگی اور اس کی نشانی اس امت میں سے یہ ہوگی کے وہ واضح عربی زبان میں بات کرے گا اور ان سے ان کے کلام کے ساتھ بات کرے گا۔۱۲۳؎

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، دابۃ الارض جیاد کے مقام سے صخر کے نیچے سے نکلے گا

اس کا منہ مشرق کی طرف ہوگا اور وہ چیخے گا پھر وہ شام کی طرف متوجہ ہوگا پھر وہ ایک چیخ مارے گا جو دور تک جا پہنچے گی شام کو مکہ مکرمہ سے چلے گا اور صبح عسفان میں کرے گا عرض کیا گیا پھر کیا ہوگا فرمایا میں کچھ نہیں جانتا۔ ۱۲۴؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، زمین کا جانور تہامہ کی بعض وادیوں سے نکلے گا جو بالوں اور پروں والا ہوگا اس کی چار ٹانگیں ہوں گے مومن کی آنکھوں کے درمیان نشان لگائے تو اس کا چہرہ سفید ہوجائے گا اور کافر کی آنکھوں کے درمیان نشان لگا دے گا تو اس کا چہرہ کالا ہوجائے گا۔ ۱۲۵؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، کیا میں تم کو وہ جگہ نہ دکھاؤں جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بتایا کے زمین کا جانور یہاں سے نکلے گا پھر آپ نے اپنی لاٹھی شق کی جانب ماری جو صفا میں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ بیان کرتے ہیں، دابۃ الارض، اجیاد کے مقام سے نکلے گا یہ جگہ صفا سے ملی ہوئی ہے۔ ۱۲۶؎

چوتھی نشانی (سورج کا مغرب سے طلوع ہونا):

اِذَا الشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ۔ ۱۲۷

ترجمہ۔ جب سورج بے نور ہوجائے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، اذا الشمس کورت سے مراد اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سورج کو اور چاند کو اور ستاروں کو لپیٹ کر جہنم میں پھینک دیں گے اور اللہ تعالیٰ دبور ہوا کو بھیجیں گے جس سے سمندر بھڑک جائے گا یہاں تک کے سمندر بہت بڑی آگ بن جائیں گے۔ ۱۲۸؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! سورج اور چاند کو قیامت کے دن لپیٹ دیا جائے گا۔ ۱۲۹؎

پانچویں نشانی (عیسیٰ ابن مریم کا ظہور):

وَ اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَ اتَّبِعُوْنِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ۔ ۱۳۰

ترجمہ۔ بے شک وہ (عیسیٰ ابن مریم) قیامت کی نشانی ہیں، تم لوگ اس میں شک نہ کرو اور میری اتباع کرو یہ سیدھا راستہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں،

وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ۔

ترجمہ۔ عیسیٰ البتہ قیامت کی نشانی ہیں۔

یعنی قیامت سے قبل عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری ہوگی۔ ۱۳۱؎

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ سے مراد عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری ہے، وہ زمین میں چالیس سال رہیں گے، ان چالیس سالوں میں چار سال ایسے ہوں گے جن میں وہ حج اور عمرہ ادا کریں گے۔ ۱۳۲؎

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ سے مراد قیامت سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور لانا اور یہ قیامت کی نشانی ہے۔ ۱۳۳؎

اللہ تعالیٰ قیامت سے قبل عیسیٰ ابن مریم کو دنیا میں بھیجیں گے، وہ سفید منارہ کے پاس دمشق کے شرقی جانب نازل ہوں گے دو فرشتوں کے پروں پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے ہوں گے، وہ دجال کے پیچھے جائیں گے اور اس کو پالیں گے، پھر وہ دجال کو لد کے شرقی دروازے کے پاس قتل کر دیں گے۔

چھٹی نشانی (یاجوج اور ماجوج):

حَتّٰۤى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَ مَاْجُوْجُ وَ هُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ۔ ۱۳۴

ترجمہ۔ یہاں تک کے جب یاجوج ماجوج کھول دیئے جائیں گے اور وہ ہر بلندی سے پل پڑیں۔
حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! (قیامت سے قبل) یاجوج ماجوج کو کھولا جائے گا اور وہ لوگوں پر نکلیں گے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا!
مِّنۡ كُلِّ حَدَبٍ يَّنۡسِلُوۡنَ وہ لوگوں کو ڈھانک لیں گے اور مسلمان ان سے بھاگ جائیں گے اپنے شہروں اور اپنے قلعوں کی طرف اپنے مویشی بھی اپنے ساتھ ملالیں گے اور زمین کا پانی پی جائیں گے یہاں تک کہ اس کو خشک کردیں گے ان میں سے بعض لوگ اس نہر سے گذریں گے تو کہیں گے یہاں پانی تھا اور لوگوں میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا مگر وہ قلعہ یا شہر میں بند ہوگا ان میں ایک کہنے والا کہے گا یہ زمین والے تھے ہم ان سے فارغ ہو گئے اور اب آسمان والے باقی رہ گئے پھر ان میں سے ایک اپنے نیز کو ہلائے گا پھر اس کو آسمان کی طرف پھینکے گا تو وہ اس کی طرف خون آلودہو کر واپس آئے گا (ان کے) فتنے اور آزمائش کے طور پر وہ اسی حال میں ہو گے اچانک اللہ تعالیٰ ایک کیڑا ان کی گردنوں میں پیدا فرمائے گا مکڑی کے کیڑے کی طرح اور صبح کو ہو سب مرجائیں گے ان کی کوئی آہٹ سنائی نہیں دے گی مسلمان کہیں گے کیا کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جو ہمارے لئے اپنی جان کی قربانی دے اور دیکھے ان دشمنوں کو کیا ہوا؟ ان میں سے ایک آدمی ثواب کی نیت سے نکلے گا جبکہ وہ اپنے قتل کا یقین کر چکا ہوگا وہ نیچے اترے گا تو ان کے بعض کو بعض پر مرا ہوا پائے گا تو وہ مسلمانوں کی جماعت کو آواز دے گا خوشخبری ہو اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف سے تمہارے دشمن کو ملیا میٹ کر دیا ہے تو مسلمان نکل آئیں گے اپنے شہروں سے اور اپنے قلعوں سے اور اپنے جانوروں کو چرائیں گے اور ان کے لئے کوئی چراگاہ نہ ہوگی سوائے یاجوج ماجوج کے گوشت کے اور پس وہ (اللہ تعالیٰ کا) شکر ادا کریں گے پس وہ اس کا ایسا شکر ادا کریں گے جو انہوں نے نباتات کے ملنے پر بھی کبھی ادا نہ کیا ہوگا جو ان کو پہلے ملتی تھی۔ ۱۳۵؎
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ، یاجوج ماجوج کو ہلاک کر دے گا یہاں تک کے زمین ان کی بدبو سے بھر جائے گی پھر اللہ تعالیٰ بارش برسائے گا جو ان کے جسموں کو بہا کر سمندر میں پھینک دے گی۔ ۱۳۶؎

ساتویں، آٹھویں اور نویں نشانی (تین بڑے خسف):

اِذَا رُجَّتِ الۡاَرۡضُ رَجًّا۔ ۱۳۷

ترجمہ۔ جب زمین خوب زور (زلزلہ) سے ہلا دی جائے گی۔

خسف کے معنی زمین کو دھنسا دینا۔

قرب قیامت سے قبل خسف کے تین بڑے واقعات رونما ہوں گے۔

۱۔ دنیا کا مشرقی حصہ زمین میں دھنس جائے گا۔

۲۔ دنیا کا مغربی حصہ بھی زمین میں دھنس جائے گا۔

۳۔ جزیرہ العرب بھی زمین میں دھنس جائے گا۔ تاہم ان میں سے جو بھی خسف واقع ہوگا پوری دنیا میں نہایت تیزی سے یہ خبر گردش کرے گی۔

حضرت ام سلمیٰ ؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جب جزیرہ العرب میں زمین دھنس جائے گی (اس وقت ایک قوم امام مہدی اور ان کے رفقاء کی) وہاں موجود ہوں گے۔ ۱۳۸ ؎

دسویں نشانی (یمن کی آگ):

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ایک زبردست آگ جو یمن سے اٹھے گی اور لوگوں کو ہنکاتی ہوئی محشر کی طرف لے جائے گی۔ ۱۳۹ ؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! قیامت کی پہلی نشانی ایک آگ ہوگی جو انسانوں کو مشرق سے مغرب کی جانب جمع کرے گی۔ ۱۴۰ ؎

اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيۡبَ فِيۡهَا ۔ ۱۴۱

ترجمہ۔ بے شک قیامت آنے والی ہے۔

اِنَّ يَوۡمَ الۡفَصۡلِ كَانَ مِيۡقَاتًا۔ ۱۴۲

ترجمہ۔ بے شک فیصلے کا دن مقرر ہے۔

وَمَاۤ اَمۡرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمۡحِ الۡبَصَرِ اَوۡ هُوَ اَقۡرَبُ۔ ۱۴۳

ترجمہ۔ قیامت کا آنا تو آنکھ جھپکنے کی طرح ہے یا اسے بھی زیادہ قریب۔

اِنۡ کَانَتۡ اِلَّا صَیۡحَۃً وَّاحِدَۃً فَاِذَا ھُمۡ جَمِیۡعٌ لَّدَیۡنَا مُحۡضَرُوۡنَ۔ ۱۴۴

ترجمہ۔ قیامت تو صرف ایک چنگھاڑ ہے جس کے ہوتے ہی سب ہمارے پاس حاضر ہو جائیں گے۔

وہ تو بس ایک ڈانٹ ہے جس کے ہوتے ہی وہ کھلے میدان میں موجود ہوں گے۔

مندرجہ بالا احادیث میں قیامت کی کچھ نشانیوں کے ظہور کا تعلق مشرق سے اور کچھ کا تعلق مغرب سے ہے، یہ قابل غور نکات ہیں۔

یعنی ہر نکلنے والی چیز مشرق سے نکل رہی ہے اور ہر جانے والی چیز مغرب میں جا رہی ہے۔

مَغۡرِبین:

اَلۡمَغۡرِبِ ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (غ۔ر۔ب) سے مشتق ہے۔

الغرب۔ سے مراد چلے جانا یا علیحدہ ہو جانے کے ہیں۔

غروب الشّمس۔ سے مراد سورج کا غروب ہو جانا ہے۔

مغرب۔ کا متضاد مشرق ہے۔

مشرق اور مغرب دو سمتیں ہیں، جن کا قرآن کریم میں کئی بار ذکر آیا ہے۔

غرب فلاں۔ کا مطلب فلاں شخص وطن سے دور چلا گیا، اس کو اردو زبان میں غریب الوطنی بھی کہا جاتا ہے۔

غریب۔ عربی زبان میں مسافر اور اجنبی کو بھی کہتے ہیں۔

غراب۔ عربی زبان میں کوئے کو بھی کہا جاتا ہے کیونکہ وہ دور دور تک پرواز کرتا ہے۔

غربیب۔ سیاہ رنگت کو کہا جاتا ہے کیونکہ کوا سیاہ رنگ کا ہوتا ہے اسی لئے اس کو غراب کہا جاتا ہے۔ ۱۴۵

ارشاد خداوندی ہے!

فَاصۡبِرۡ عَلٰی مَا یَقُوۡلُوۡنَ وَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ قَبۡلَ طُلُوۡعِ الشَّمۡسِ وَ

قَبْلَ غُرُوْبِهَا ۔ ١٤٦

ترجمہ۔آپ ان کی باتوں پر صبر کیجئے اور سورج کے نکلنے اور سورج چھپنے سے پہلے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح میں مشغول رہئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کو اور شام کو یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

اللهم احفظني من بين يدی ومن خلفي وعن يميني وعن شمالي ومن فوقي واعوذ بعظمتك ان اغتال من تحتي۔

ترجمہ۔اے اللہ! میری حفاظت فرما میرے آگے سے میرے پیچھے سے میرے دائیں سے میرے بائیں سے اور میرے اوپر سے اور میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے تیری عظمت کی سبب کہ میں اپنے نیچے کی جانب سے بہک جاؤں۔ ١٤٧؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اۓ اللہ تعالی میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اتنی دوری فرمادے جتنی دوری مشرق اور مغرب کے درمیان ہے۔ ١٤٨؎

مشرق اور مغرب دو دروازوں کے نام ہیں:

مشرق اور مغرب دراصل دو دروازوں کے نام ہیں، مشرق وہ دروازہ ہے جو ہر چیز کو نکالتا ہے جبکہ مغرب وہ دروازہ ہے جو ہر چیز کو اپنے اندر کھینچ لیتا ہے، یہ دروازے آپس میں ایک دوسرے سے Interconnected ہیں۔

مشرق کی خصوصیات میں یہ شامل ہے کے اس میں سے چیزیں نکل آتی ہیں، جیسے سورج، دجال، شیطان کا سینگ، آگ، روشنی جبکہ مغرب کی خصوصیت یہ ہے کے اس میں چیزیں جارہی ہیں مغرب چیزوں کو اپنے اندر کھینچ لیتے ہیں، چنانچہ مشرق اور مغرب ایک نہیں بلکہ کئی ہیں کہیں یہ دو بڑے دروازوں کی شکل میں کائنات میں موجود ہیں اور کہیں یہ دو دو جوڑوں کی شکل میں Interconnected ہیں، جبکہ کہیں یہ بہت زیادہ تعداد میں ہیں یعنی مشارق اور

مغارب (چیزوں کو کثرت میں نکال رہے ہیں اور چیزوں کو کثرت میں اپنی جانب کھینچ رہے ہیں)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دروازوں کی شکل وصورت کی وضاحت بھی فرمائی ہے۔
حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا، تو لوگ یہ دیکھ کر ایمان لے آئیں گے لیکن ان کا اس وقت ایمان لانا انھیں کوئی فائدہ نا دے گا۔ ۱۴۹؎

جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا تو اس وقت خروج دابۃ الارض ہوگا۔
حفاظ ابن حجر عسقلانیؒ بیان کرتے ہیں، مغرب سے طلوع آفتاب کے وقت توبہ کا دروازہ بند ہوجائے گا، اسی وقت دابۃ الارض کا ظہور ہوگا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ۔

ترجمہ۔سو ان کے ایمان نے انکو کچھ نفع نہ دیا جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا اللہ کی سنت ہے جو اس کے بندوں میں گزر چکی ہے اور اس موقع پر کفر کرنے والے خسارہ میں رہ گئے۔ ۱۵۰؎
حضرت صفوانؓ نے توبہ اور معافی سے متعلق ایک حدیث بیان فرماتے ہوئے بتایا! اللہ نے مغرب میں ایک دروازہ رکھا ہے، جو اس وقت سے کھلا ہوا ہے جب سے اللہ نے زمین اور آسمان کو تخلیق فرمایا ہے، اس دروازے کی چوڑائی ستر سالوں کی مسافت پر محیط ہے تاہم یہ دروازہ مغفرت اللہ نے کھول کر رکھا ہے اور یہ دروازہ اس وقت تک کھلا رہے گا جب تک سورج مغرب سے طلوع نا ہوجائے اور یہ وہ دروازہ ہے جس سے جانے والی توبہ کو اللہ قبول فرماتا ہے۔ ۱۵۱؎
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْۤ اِيْمَانِهَا خَيْرًا قُلِ انْتَظِرُوْۤا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ۔ ۱۵۲

ترجمہ۔ یہ لوگ بس اس بات کا انتظار کرتے ہیں کے ان کے پاس فرشتے آجائیں یا آپ کا رب آجائے یا آپ کے رب کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی آجائے جس دن آپ کے رب کی نشانیوں میں سے ایک نشانی آجائے گی تو کسی شخص کو اس کا ایمان نفع نہیں دے گا جو پہلے سے ایمان نہیں لایا تھا جس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہ کیا ہو آپ فرما دیجئے کہ تم انتظار کرو۔ ہم انتظار کر رہے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد:

حضرت عبد اللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، ایک شام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم باہر تشریف لائے اور صحابہ سے فرمایا! اے اللہ کے بندوں اللہ کی طرف توبہ کرو، عنقریب تم سورج کو مغرب کی طرف سے دیکھو گے، جب ایسا ہوگا تو توبہ روک لی جائے گی۔ نامہ اعمال لپیٹ لیا جائے گا اور ایمان ختم ہوجائے گا۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیا اس کی کوئی نشانی ہے؟ آپ نے فرمایا! نشانی یہ ہے کے تمہاری رات تین راتوں کے بقدر طویل ہوجائے گی، وہ لوگ جاگیں گے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں تو وہ اللہ کے لئے نماز پڑھیں گے پھر وہ اپنی نمازوں کو پورا کریں گے اور رات ابھی تک ختم نہیں ہوگی وہ لوگ لیٹیں گے یہاں تک کے جب بیدار ہوں گے تو رات اپنی جگہ پر ہوگی، جب وہ اس کو دیکھیں گے تو وہ خوف کریں گے کہ بہت بڑا واقعہ پیش آنے والا ہے جب صبح کریں گے تو ان پر سورج کا طلوع ہونا لمبا ہوجائے گا اس درمیان کہ وہ اس کا انتظار کر رہے ہوں گے کے اچانک ان پر مغربی طرف سے سورج طلوع ہوگا جب ایسا ہوگا تو کسی جان کو اس کا ایمان نفع نہ دے گا اگر وہ اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو۔ ۱۵۳؎

اہل علم کے نزدیک یہ دروازے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ Interconnected ہیں

حضرت عبد اللہ ؓ نے فرمایا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! قیامت کی ایک بڑی نشانی میں سے بڑی نشانی سورج کا مغرب سے نکلنا ہے، پھر اس کے بعد زمین کا جانور نکلے گا اور اس میں سے جو بھی نشانی پہلے ظاہر ہوگی دوسری نشانی اس کے فوراً بعد ظاہر ہوجائے گی۔

مغرب سے سورج نکلنے سے قبل آسمان کا افق ایک گول حلقے کی مانند ہوجائے گا جس کے اندر سے

سورج طلوع ہوگا۔

بریدہؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے مکہ کے ایک بیابان میں لے کر گئے جہاں میں نے خشک زمین دیکھی جس کے اردگرد ریت ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہاں سے دابۃ الارض نکلے گا۔ ۱۵۴؎

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں سورج گرھن کو لگا تو ہم نے دیکھا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طویل قیام، رکوع اور سجدہ کیا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسری رکعت بھی اتنی ہی طویل ادا فرمائی، پھر آپ نے دعا فرمائی اور گریہ فرماتے ہوئے فرمایا! تو نے مجھ سے اس کا وعدہ نہیں کیا تھا اور حال یہ ہے کے میں ان میں موجود ہوں، تو نے مجھ سے اس کا وعدہ نہیں کیا تھا اور ہم تجھ سے ہی اپنے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر اٹھایا، اس وقت تک سورج صاف ہو چکا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں سے ارشاد فرماتے ہوئے سب سے پہلے اللہ تعالی کی حمد وثناء بیان فرمائی، پھر ارشاد فرمایا! سورج اور چاند اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، تو تم جب بھی ان میں سے کسی کو گرھن لگتا دیکھو تو فوراً اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے، جنت مجھ سے اتنی قریب کر دی گئی تھی کے اگر میں ہاتھ بڑھاتا تو کچھ انگور کے گچھے توڑ لیتا (اگر میں اسے لے آتا تو تم اس میں سے رہتی دنیا تک کھاتے رہتے اور یہ تمھیں کافی ہوتے)۔

اور جہنم بھی مجھ سے قریب کر دی گئی یہاں تک کے میں اس سے بچاؤ کرنے لگا اس خوف سے کے کہیں وہ تمھیں ڈھانپ نا لے، یہاں تک کے میں قبیلہ حمیر کی ایک عورت کو دیکھا جس پر ایک بلی کی وجہ سے عذاب ہو رہا تھا کیونکہ اس نے اس بلی کو باندھ کر رکھا تھا اور وہ بھوکی پیاسی مرگئی نا گروہ بلی آزاد ہوتی تو زمین میں سے کیڑے مکوڑے کھا لیتی۔ میں نے اس بلی کو دیکھا جو اس عورت کو سامنے اور پیچھے سے نوچ رہی تھی، پھر میں نے دو چمڑے کی جوتیوں والے کو دیکھا جو قبیلہ دعدع کا ایک فرد تھا، اس کو دو منہ والی لکڑی سے مار کر آگ میں دھکیلا جا رہا تھا نیز میں اس میں خمدار سر والی لکڑی چرامے والے کو بھی دیکھا، جو حاجیوں کا مال چراتا تھا، وہ جہنم میں اپنی لکڑی پر ٹیک لگائے ہوئے کہہ رہا تھا میں خمدار سر والی لکڑی چرانے والا ہوں۔ ۱۵۵؎

اہل علم کہتے ہیں کے سورج گرھن کے وقت وہ دروازے کھل گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت اور دوزخ کا مشاہدہ فرمالیا۔

مصری یہ بات اچھی طرح سے سمجھ گئے تھے جب ہی وہ مغرب کو اللہ کے قریب جانے کو سمجھ گئے تھے۔

شمالی ہوائیں، بے حد سرد اور خشک ہوتی ہیں، اگر باد شمال سات دن تک متواتر چلتی تو اہل مصر کفن کی تیاری شروع کر دیتے کیونکہ وہ اس ہوا کی سختی کو برداشت نہ کر پاتے۔۱۵۶

اہل مصر کئی ماورائی علوم پر دسترس رکھتے تھے اور کتب تاریخ میں یہ لکھا ہے کے اہل مصر 81000 علوم پر مکمل دسترس رکھتے تھے، اور انھیں یہ بھی معلوم تھا کے مغرب کی سمت ہی وہ سمت ہے کے جہاں چیزیں جاتی ہیں اور خدا سے ملاقات بھی اسی سمت میں ہوسکتی ہے جب ہی ہزاروں سال قبل مسیح میں ہی تین فارعین کے مقابر پر دوسری دنیاؤں کے دروازے کا عنوان حیران کن ہے، یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے دعوت دین دی تو اس نے ہامان سے کہا کے ایک اونچی سیڑھی لاؤ تا کہ میں موسیٰ کے خدا کو دیکھ سکوں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ قَالَ فِرْعَوْنُ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْۤ اَطَّلِعُ اِلٰۤى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَ اِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ۔ ۱۵۷

ترجمہ۔فرعون نے کہا اے میرے درباریو! میں تمہارے لیے اپنے علاوہ کوئی معبود نہیں جانتا، سو اے ہامان! تو میرے لیے مٹی پر آگ جلا دے سو میرے لیے ایک محل بنا دے تا کہ میں موسیٰ کے معبود کو دیکھوں اور بلاشبہ میں اسے جھوٹوں میں سے سمجھتا ہوں۔

اللہ تعالی نے اپنے نور سے متعلق اس گھمبیر عقدہ کو خود ہی سورہ نور میں کھولتے ہوئے فرمایا!

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ

شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۔ ۱۵۸

ترجمہ۔اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے اور اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق ہے اس میں ایک چراغ ہے وہ چراغ ایک شیشہ کے قندیل میں ہے وہ قندیل ایسا ہے جیسے ایک چمکدار ستارہ ہو وہ چراغ بابرکت درخت سے روشن کیا جاتا ہو جو زیتون ہے یہ درخت نہ مشرق کی طرف ہے اور نہ مغرب کی طرف، قریب ہے کہ اس کا تیل خود بخود روشن ہو جائے اگرچہ اس کو آگ نہ چھوئے نور علی نور ہے اللہ جسے چاہتا ہے اپنے نور کی ہدایت دیتا ہے اور لوگوں کے لیے مثالیں بیان فرماتا ہے اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

یعنی اللہ تعالی مشرق اور مغرب سے بلند و بالا ہے اور اس کا نور کائناتی یعنی Universal ہے، جس نے کل کائنات کا احاطہ کر رکھا ہے

حضور قلندر بابا اولیاء اس نکتے کی وضاحت میں فرماتے ہیں، کائنات کا ہر ذرہ بصورت خلاء اللہ تعالی کے نور میں واقع ہے، دیکھنے والے کو اللہ تعالی کا نور تو نظر نہیں آتا ہے، صرف کائنات کا خلاء نظر آتا ہے جس کو وہ اشیاء کائنات جیسے چاند، سورج، ستارے زمین، آسمان اور جانور وغیرہ کہتا ہے۔ ۱۵۹؎

میٹھے اور نمکین پانی کے مابین روکاوٹ:

اللہ تعالی کی یہ شان ہے کے اللہ نے میٹھا اور نمکین پانی ساتھ جاری فرمایا اور یہ دونوں سمندر یا دریا صدیوں سے ایک ساتھ رواں دواں تو ہیں لیکن ان کا پانی آپس میں مل نہیں سکتا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ۔ ۱۶۰

ترجمہ۔اس نے دونوں سمندروں کو ملا دیا۔

بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ۔ ۱۶۱

ترجمہ۔ان کے درمیان ایک پردہ ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کرتے۔

قرآن کریم میں بحریات یعنی Oceanology سے متعلق بے شمار آیات موجود ہیں تاہم ماہرین بحریات نے اس ضمن میں کئی تحقیقات کیں اور اس نتیجے پر پہنچے کے دو دریاؤں کے مابین آڑ کو قرآن کریم نے برزخ کہا ہے، جس کا مطلب روکاوٹ، آڑ یا Partition ہے، تاہم عربی زبان میں اس کا مترادف لفظ مرج بھی ہے۔ تحقیق سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کے روکاوٹ سے مراد ایک بحیرہ کا درجہ حرارت دوسرے بحیرے کے درجہ حرارت سے الگ ہے، دوسری جانب ان دونوں دریاؤں کی شوریدگی یعنی Salinity اور کثافت یعنی Desnsity بھی مختلف ہیں جس کی وجہ سے دونوں دریاؤں کے مابین ایک نازک سی روکاوٹ موجود ہے جس کی اصل وجہ طبعی قوتیں ہیں، اور یہی طبعی قوت دونوں سمندروں اور دریاؤں کے مابین روکاوٹ کی اصل وجہ ہے جس کے سبب دونوں سمندر اور دریا کی امتیازی خصوصیات برقرار رہتی ہے۔

اللہ کی شان کے یہ مظاہر دنیا میں کئی جگہوں پر جاری اور قائم ہیں، جن میں قابل ذکر جبل الطارق (جبرالٹر) کے علاقے میں بحیرہ روم اور بحیرہ اوقیانوس ہیں، دوسری جانب کیپ پوائنٹ اور کیپ پیسولا جنوبی افریقہ میں بھی پانی کے درمیان ایک سفید پٹی واضح طور پر دیکھی جاسکتی ہے جہاں بحر اوقیانوس اور بحر ہند ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں۔

ماہر بحریات Dr William Hay جو کولوراڈو یونیورسٹی امریکہ میں پروفیسر ہیں، کے مطابق! جو چیز میٹھے اور کھارے پانی کے مابین روکاوٹ ہے اس کو سائنسی اصطلاح میں Pycnocline Zone کہتے ہیں، اس کی کثافت غیر مسلسل یعنی گھٹتی اور بڑھتی رہتی ہیں، جو کھاری اور تازہ پانی کی مختلف پرتوں کو ایک دوسرے سے الگ رکھتی ہیں، اس روکاوٹ کی اصل وجہ پانی میں نمکیات کا تناسب (شوریت) ہے جو تازہ اور کھاری پانی کے درمیان روکاوٹ بنتی ہے۔

دنیا بھر میں سمندر میں گرنے والے میٹھے پانی کا کل حجم کا پانچواں حصہ دریائے امیزون سے گرتا ہے، دریائے ایمازون کی لمبائی چار ہزار میل ہے اور یہ دنیا کا سب سے بڑا دریا ہے، دوسری جانب دنیا کے میٹھے پانی کا پانچواں حصہ اس کے کناروں کے درمیان بہتا ہے، تقریباً ایک ہزار چھوٹے بڑے دریا اس میں شامل ہو کر اس کے بہاؤ میں اضافہ کرتے ہیں۔

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، **مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ** سے مراد بحر فارس، بحر روم، بحر مشرق اور بحر مغرب ہیں۔ ۱۶۲؎

اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَان:

لولو اور مرجان قیمتی موتی اور پتھر ہیں، اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَان۔ ۱۶۳

ترجمہ۔ ان دونوں دریاؤں سے موتی اور مرجان نکلتے ہیں۔

مرجان اللہ کی ایک مخلوق:

مرجان کی چٹانیں سمندر کی انتہائی گہرائی میں پائی جاتی ہیں، انھیں رین فورسٹ آف دی سی بھی کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ دنیا کے چند خوبصورت اور متنوع ترین ایکو سسٹم میں سے ایک کی تشکیل کرتی ہیں، مرجان کو Coral بھی کہا جاتا ہے، یہ جاندار ہیں اور ان کا تعلق Phylum Invertebrates (بغیر ریڑھ کی ہڈی والے جانداروں) کے گروہ سے ہے۔ دنیا میں سو سے زائد ممالک کے ساحلی علاقوں میں مرجان کی ہزاروں انواع دریافت ہو چکی، ان میں سے کچھ مرجان گرم اور کچھ ٹھنڈے پانی میں نشونما پاتے ہیں، مرجان کا Photosynthetic algae سے گہرا تعلق ہے، یہ ان کے ٹشوز میں رہ کر نشونما پاتے ہیں آسٹریلیا میں پائی جانے والی Great Barrier Reef کو دنیا میں مرجانی چٹانوں کا وسیع ترین Ecosystem کہا جاتا ہے، قدرت کا یہ عظیم شاہکار نا صرف آبی حیات کی نشونما اور تحفظ میں اہم کردار ادا کرتا ہے، یہ چٹانیں ساحلی علاقوں کے رہائش افراد کو کئی طرح کے معاش اور ماحولیاتی فوائد فراہم کرتی ہیں، دوسری جانب ساحلی علاقوں میں کٹاؤ کو روکنے میں بھی معاون ثابت ہوتی ہیں، اس کے علاوہ مرجان ادویات اور زیورات کو بنانے میں بھی استعمال کئے جاتے ہیں۔ ۱۶۴؎

مرجان دراصل جمادات اور نباتات کے درمیان برزخی پیدائش ہے، جس طرح سب موتی

پتھروں ہی کی قسم ہوتے ہیں، مرجان بھی پتھر ہی کی قسم ہے لیکن یہ نباتات کی طرح بڑھتا ہے جمادات کی طرح جامد نہیں۔ مرجان کا ایک چھوٹا سا پودا ہوتا ہے جس کی شاخیں بھی ہوتی ہیں۔ موتی اور مرجان عموماً کھاری پانی کی پیداوار ہیں۔ مگر اسی کھاری پانی کے نیچے اللہ کی قدرت سے میٹھے پانی کے چشمے بھی ابل رہے ہوتے ہیں یا ساتھ ساتھ دریا رواں ہوتے ہیں۔ اسی لیے منھما کا لفظ ارشاد فرمایا یعنی یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کے حیرت انگیز تخلیقی کارناموں کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہیں جن سے انسان فائدہ اٹھا رہا ہے۔ ۱۶۵؎

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، یَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ سے مراد ان دونوں میں سے موتی نکلتے ہیں یعنی جب آسمان سے بارش برستی ہے تو سیپیاں اپنے مونہہ کھول کر ان بارش کے قطروں کو اپنے اندر بند کر لیتی ہیں، اس طرح کچھ Chemical reaction کے بعد وہ بارش کا قطرہ موتی بن جاتا ہے۔ ۱۶۶؎

حضرت سعید بن جبیر ؒ بیان کرتے ہیں، جب آسمان سے بارش برستی ہے تو اس کے لئے سیپیوں کو کھول دیا جاتا ہے، پس جو بارش کا قطرہ اس میں سما جاتا ہے تو وہ موتی بن جاتا ہے۔

امیر المومنین حضرت علی ؓ بن ابی طالب ؓ بیان کرتے ہیں، مرجان سے مراد ہے بڑے موتی ہیں۔

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، مرجان، موتیوں سے بڑے ہوتے ہیں۔

مرۃ ؒ بیان کرتے ہیں، مرجان سے مراد عمدہ اور اعلیٰ قسم کے موتی ہیں۔ ۱۶۷؎

لولو/موتی:

موتی ایک سفید چمکدار جوہر ہے، جس کو انگریزی میں Pearl عربی میں لولو، فارسی میں مروارید اور اردو میں موتی کہا جاتا ہے، تاہم موتی کو دُر دریا بھی کہا جاتا ہے، موتی اپنی خوبصورتی اور ملائمیت کے سبب بہت مقبول ہے، بارش کا قطرہ جب سمندر میں تیرتے ہوئے سیپ کے مونہہ میں چلا جاتا ہے تو پھر وہ رفتہ رفتہ موتی کی شکل اختیار کر لیتا ہے، اگرچہ سیپ یا گھونگھے یعنی Oyster بھدے اور کھردرے ہوتے ہیں، اور انھیں حیوانات کے زمرے مولسک Mollusc کا ایک رکن بھی مانا جاتا ہے، تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ Mollusc تقریباً ۵۳۰ ملین

سال قبل وجود میں آئے تھے۔

قدیم مصر میں سچے موتیوں کو بتوں کی نذر کیا جاتا، جبکہ ایرانی اور یونانی امراء اس کو زیورات میں جڑوا کر پہنا کرتے، موتی کا سائز خشخاش کے دانے سے لے کر کبوتر کے انڈے جتنا ہوسکتا ہے، اگرچہ موتی کی متعدد اقسام ہیں، اس میں کیلشئیم بائی کاربونیٹ بھی پایا جاتا ہے۔

جدید تحقیق کے مطابق سیپ میں کوئی بیرونی چیز اتفاق سے داخل ہوجائے مثلاً ریت کا ذرہ یا کوئی اور سخت چیز تو کیونکہ اس کی اندرونی ساخت یا جسم جیلی کی طرح نرم ہوتا ہے تو یہ سخت ذرہ اس کے جسم میں اذیت یا Irritation کا سبب بنتا ہے چنانچہ گھونگھا اپنے تحفظ کے لئے ایک خاص قسم کا مادہ خارج کر کے اپنے اردگرد ایک جال بنالیتا ہے، تاکہ اس کی چبھن ختم ہوسکے اور یہی لعاب سخت ہوکر موتی کی شکل اختیار کرلیتی ہے، یہ موتی بننے کا طریقہ ہے۔

موتی، سمندر اور دریاؤں میں پیدا ہوتا ہے، تاہم خلیج فارس، آسٹریلیا، شمالی روس، بحیرہ قلزم، جاپان فن لینڈ، سویڈن، انڈونیشیا، آبنائے قسطنطنیہ، سری لنکا اور عراق کے سمندر موتیوں کے لئے شہرت رکھتے ہیں۔

ضحاکؒ بیان کرتے ہیں، اللُّؤْلُؤُ سے مراد ہے بڑے بڑے موتی ہیں۔۱۶۸؎

ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِ كْرَامِ:

ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِ كْرَامِ اللہ کا ایک اسم صفاتی ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے سورہ الرَّحْمٰنُ کی آیات میں بیان فرمایا!

وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِ كْرَامِ۔۱۶۹

ترجمہ۔آپ کے رب کی ذات باقی رہے گی جو جلال اور اکرام والا ہے۔

ذو۔عربی زبان میں صاحب والا، عزت ماب کو کہتے ہیں۔

اسم صفاتی جلال (ج۔ل۔ل) سے مشتق ہے جس کے معنی قدر و منزلت والا۔

اسم صفاتی وَ الْاِ كْرَامِ (ک۔ر۔م) سے مشتق ہے۔جس کے معنی بہترین کے ہیں۔۱۷۰؎

جل الرجل یجل جلالہ وجلالہ۔ سے مراد سن رسیدہ، معمر، عظیم المرتبت، جلیل القدر ہونا

ہے۔
جل شي ۔سے مراد کسی شے ابڑا ہونا۔
الجلیٰ ۔سے مراد امر عظیم۔
عربی زبان میں الجل اس کپڑے کو کہتے ہیں جو کسی چو پایہ پر ڈالا جاتا ہے۔
الجلیل۔سے مراد بڑا آدمی۔۱۷۱؎
راغب نے لکھا کے جلال میں جلالت سے زیادہ کمال پایا جاتا ہے۔
الاکرام والکرم۔سے مراد کسی کو اس طرح سے نفع پہنچایا جائے کے اس کی عزت نفس مجروح نہ ہو۔
ھان الکریم ۔عربوں کی وہ جامع صفت جس میں ہر قسم کی بھلائیاں ، شرف اور بہتری پوشیدہ ہو۔۱۷۲؎

اسم ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِ كْرَامِ کا نظام کائنات میں کردار:

اسم صفاتی اور اسم اعظم ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِ كْرَامِ کی نفوذ پذیری کائنات میں ہمہ وقت جاری وساری ہے اللہ کی ذات پاک عظیم المرتبت اور جلیل القدر ہے وہ اس کل کائنات کا خالق و مالک ہے تمام عزت،عظمت اور بزرگی اسی کے لئے ہے مخلوقات میں کسی بھی اتنی سکت نہیں کے وہ اللہ کی حمد وثناء اور پاکی کو اس کی شان کے مطابق بیان کر سکے کیونکہ اس کی اعلیٰ شان بیان کرنا ناممکنات میں سے ہے۔
ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِ كْرَامِ اسم اعظم بھی ہے یعنی وہ اسم کے جس کے ذریعے دعا مانگنے سے انسان کی دعائیں مستجاب ہوتی ہیں۔
ذات الکریم کی نعمتیں سب کے لئے عام ہیں۔
ذات الکریم اپنے ان بندوں کو بھی نوازتا ہے جو اس کا انکار اور اس سے کفر کرتے ہیں۔
ذات الکریم اپنے بندوں کو ان کی طلب سے پہلے ہی عطا کرتا ہے۔
ذات الکریم اپنے ناشکرے بندوں کو بھی نوازتا ہے۔
ذات الکریم سزا پر قدرت کے باوجود اپنے بندوں کو معاف کرتا ہے اور ان پر نظر کرم فرماتا ہے۔

ذات الکریم اپنے کئے ہوئے وعدے پورے کرتا ہے۔
ذات الکریم کے سامنے اس کی مخلوق اپنی تمام حاجات پیش کرتی ہیں۔
ذات الکریم اپنے بندوں کو عافیت اور پناہ دیتا ہے۔ وہ اپنے بندوں کو بے آسرا نہیں چھوڑتا۔
ذات الکریم کی ایک صفت اگرچہ غیض وغضب کی بھی ہے لیکن اس کا رحم وکرم اس کے غضب پر حاوی ہے۔
ذات الکریم کے یہاں عدل و انصاف کا نظام قائم ہے اور وہ اپنی مخلوق سے عدل و انصاف کا معاملہ فرماتا ہے۔

ارشادات خداوندی:

وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ ۔ ۱۷۳

ترجمہ۔(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) آپ کے پروردگار کی بزرگی اور عزت والی ذات ہی باقی رہے گی

تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ ۔ ۱۷۴

ترجمہ۔ بڑا بابرکت ہے آپ کے رب کا نام جو عظمت اور احسان والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیٹھا تھا اور قریب ہی ایک شخص نماز کے بعد اس طرح سے دعا مانگ رہا تھا!

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۔
لَا اِلٰهَ اِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ۔
الحنان الْمَنَّانُ ۔
بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۔
يا ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ ۔
يا الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۔

میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ! اس شخص نے اللہ تعالی کے بڑے بڑے اسماء کے ساتھ دعا مانگی ہے یہ ایسے بڑے اسماء ہیں کے جب ان کے ذریعے کوئی دعا مانگی جائے تو اللہ اسے قبول فرماتا ہے اور جب ان کے ذریعے سے کوئی سوال کیا جائے تو اللہ اس سوال کو پورا فرماتا ہے۔۱۷۵

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک جگہ سے گزر ہوا ایک شخص کہہ رہا تھا! یا ذوالجلال ولاکرام! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تمھاری دعا قبول ہوگی سوال کرو۔۱۷۶

حضرت معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو ذوالجلال والاکرام کہتے سنا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تیری دعا کی قبولیت کا فیصلہ کردیا گیا ہے لہٰذا اب تو اللہ سے سوال کر۔۱۷۷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر نماز کے بعد یہ دعا مانگا کرتے تھے:

اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ، وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ۔۱۷۸

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک حلقہ میں بیٹھا تھا، وہاں ایک شخص کھڑا نماز پڑھ رہا تھا جب اس نے رکوع کیا سجدہ کیا تشھد اور دعا کے ساتھ نماز پوری کر چکا اور اس نے اپنی دعا میں کہا!

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيعُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ۔

ترجمہ۔اے اللہ بلاشبہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ ساری تعریفیں آپ کے لئے ہیں آپ کے سوا کوئی معبود نہیں آپ اکیلے ہیں آپ کا کوئی شریک نہیں احسان کرنے والے آسمان اور زمین کو پیدا کرنے والے، (اے عظمت اور احسان والے اے ہمیشہ زندہ اور قائم رہنے والے میں آپ سے سوال کرتا ہوں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس نے اللہ کی عظمت اور شان والے نام کے

ساتھ دعا کی ہے جو اس سے دعا کرے گا قبول ہوگی اور جو اس نام سے سوال کرے گا تو وہ ضرور عطا فرمائے گا۔۱۷۹؎

حضرت ربیعہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا یَاذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِکْرَامِ سے ساتھ اصرار کیا کرو۔۱۸۰؎

حضرت علیؓ کا قول:

حضرت علیؓ نے فرمایا! کے اللہ کی صفات کو دریافت کرنے والو! دیکھو! جن صفات کا تمھیں قرآن نے پتا دیا ہے ان میں سے تم اس کی پیروی کرو اور اسی کے نور سے کسب ضیاء کو حاصل کرتے رہو۔۱۸۱؎

ہر دن اللہ تعالیٰ کی ایک نئی شان:

اللہ تعالیٰ ہر دن ایک نئی شان کے ساتھ جلوہ گر ہوتے ہیں، اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ۔ ۱۸۲

ترجمہ۔ ہر دن وہ ایک شان میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس آیت كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ۔

ترجمہ۔(اللہ) ہر دن ایک نئی شان میں ہے کے بارے میں فرمایا!

اللہ کی شان میں سے یہ ہے کہ وہ گناہ کو بخشتا ہے مصائب اور تکالیف دور فرما دیتا ہے۔ ایک قوم کو بلند کرتا ہے تو دوسری قوم کو ذلت اور پستی میں گرا دیتا ہے۔ اور بزار نے زیادہ کیا کہ وہ دعا کو قبول کرتا ہے۔۱۸۳؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آیت كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ کے بارے میں فرمایا! یہ گناہوں کو بخشتا ہے اور مصائب کو دور کر دیتا ہے۔۱۸۴؎

حضرت ابودارداءؓ بیان کرتے ہیں، كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ سے مراد اللہ تعالیٰ تکالیف کو دور اور دعاؤں کو قبول کرتا ہے، اور ایک قوم کو بلند کرتا ہے اور دوسری کو ذلیل و پست کرتا ہے۔۱۸۵؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، **كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ** سے مراد بے شک اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ کو سفید موتیوں سے پیدا فرمایا جس کے دونوں کنارے سرخ یاقوت کے، اور اس کا قلم نور کا ہے، اس کی کتاب بھی نور کی ہے، اس کی چوڑائی آسمان و زمین کے درمیان فاصلہ کے برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر روز اس پر تین سو ساٹھ مرتبہ نظر فرماتے ہیں اور ہر بار دیکھنے میں کسی کی تخلیق فرماتے ہیں اور رزق دیتے ہیں، زندہ کرتے ہیں اور مارتے ہیں، عزت دیتے ہیں، ذلت دیتے ہیں کسی کو پابند سلاسل کرتے ہیں اور کسی کو آزاد کرتے ہیں اور جو وہ چاہتے ہیں کرتے ہیں اسی کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا! **كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ**۔ ۱۸۶ے

حضرت عبید بن عمیرؒ بیان کرتے ہیں، **كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ** سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دعاؤں کو قبول، سائل کو عطا، قیدیوں کو رہائی اور بیمار کو شفا دیتے ہیں۔ ۱۸۷ے

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، **كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ** سے مراد آسمان و زمین کے رہنے والوں میں سے کوئی بھی اللہ سے مستغنی نہیں، اللہ زندگی اور موت دیتا ہے، وہی چھوٹوں کی پرورش کرتا ہے، قیدیوں کو آزاد کرتا ہے، فقیر کو مالدار بناتا ہے اور نیک لوگوں کی حاجات کو پورا کرتا ہے، اس کی ذات کے لئے شکر کی انتہاء ہے اور وہ نیک لوگوں کی فریاد رسی کرتا ہے۔ ۱۸۸ے

ربیعؒ بیان کرتے ہیں، **كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ** سے مراد اللہ تعالیٰ ایک مخلوق کو پیدا کرتا ہے اور دوسری کو موت دیتا ہے، تاہم وہ اپنی مخلوق کو رزق دیتا ہے اور ان کی حفاظت بھی کرتا ہے۔ ۱۸۹ے

تابعی حضرت سوید بن جبلہ فزاریؒ بیان کرتے ہیں، **كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ**۔

ترجمہ۔ اللہ ہر دن ایک نئی شان میں ہے، سے مراد اللہ تعالیٰ غلاموں کو آزادی دلاتا ہے اور عتاب کرنے والوں کو خاموش کرا دیتا ہے یعنی وہ شدید اور سخت عذاب دیتا ہے اور رغبت رکھنے والوں کو (بے شمار) عطا فرماتا ہے۔ ۱۹۰ے

سلطان:

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ

السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ۔ ۱۹۱

ترجمہ۔اے جماعت جنات کی اور انسانوں کی اگر تم سے ہو سکے تو آسمان اور زمین کے کناروں سے نکل سکو تو نکل جاؤ تو بغیر قوت کے نہیں نکل سکتے۔

اس آیت کی وضاحت میں حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں! ہر انسان کو اللہ تعالی نے ایک ایسی صلاحیت ودیعت فرمائی ہے کے اگر انسان اس صلاحیت یعنی (سلطان) کو جان کر اسے بیدار کر لے تو وہ یقیناً زمین و آسمان کے کناروں سے نکل کر غیب کی دنیا میں داخل ہو سکے گی ہمارے لئے ہر وہ شے غیب ہے جو ہماری نظروں سے اوجھل یا ہماری عقل سے ماوراء ہے، اسی غیب میں زمین و آسمان کے کنارے، ساتوں آسمان، جنت جہنم اور عرش شامل ہیں اور عرش پر اللہ تعالی اپنی تمام تر شان اور صفات کے ساتھ متمکن اور جلوہ گر ہیں تو اس کا مفہوم یہ نکلا کے ہر بندہ اللہ کا دیدار کر سکتا ہے جیسے کے روز الست اللہ تعالی نے تمام بنی نوع انسانیت کی ارواح کو اپنا تعارف کروایا لیکن یہاں کچھ لوگ یہ سوال بھی اٹھاتے ہیں کے اللہ تعالی کا دیدار بھلا کوئی کیسے کر سکتا ہے؟ کیونکہ جب حضرت موسیٰ کلیم اللہ کوہ طور پر اللہ کی تجلی کو دیکھ کر بے ہوش ہو گئے تو پھر بھلا ہم جیسے کس شمار قطار میں ہیں؟ لیکن یہاں قابل غور نکتہ یہ ہے کے جب موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر کچھ بھی نہ دیکھا تو پھر وہ بے ہوش کیوں اور کیسے ہو گئے؟ اس بے ہوشی کا صاف مطلب تو یہی نظر آتا ہے کے انھوں نے کچھ نہ کچھ تو ضرور دیکھا تھا اگر چہ یہ ایک طویل بحث ہے شاید وہ اس تجلی کو برداشت نہ کرتے ہوئے بے ہوش ہو گئے بالکل اسی طرح سے جیسے کسی کمرے میں اگر ۱۰۰ واٹ کا بلب جلتا ہے اور آنکھیں صرف اسی روشنی کی عادی ہوں تو جب اچانک اسی کمرے میں ۱۰۰ کے بجائے ۱۰۰۰ واٹ کا بلب روشن کر دیا جائے گا تو یقیناً آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا جائے گا اور کچھ وقت کے لئے انسان وہ مناظر ٹھیک طرح سے دیکھنے سے قاصر ہو جائے گا لیکن جیسے جیسے بصارت اس روشنی کو برداشت کرنے کے قابل ہوتی جائے گی وہ روشنی معمول کا حصہ بن جائے گی۔

شمس الدین عظیمی سلطان کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں سلطان ایک آزاد طرز فکر ہے پس سلطان ہی قلندر شعور ہے۔

یقیناً اللہ تعالی نے ہر انسان میں یہ صلاحیت ودیعت کی ہے کے اگر وہ چاہے تو (سلطان) یعنی اپنی روح اور اس کی قوتوں کو استوار اور بیدار کر کے اس نا دیدہ دنیا کی سیاحت کرے۔

بقول شاعر!

کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب
آو ناں ہم بھی سیر کریں کوہ طور کی

سلطان تک رسائی کے لئے ضروری ہے کے انسان کو روز الست (جس دن اس نے اللہ کی آواز کو سنا، اس کو سمجھا، اس سے ہم کلامی کا شرف حاصل کیا اس کے جمال سے مشرف ہوا اور بلا آخر اس نے اپنے رب کا عرفان یعنی پہچان کی سعادت حاصل کر لی) کے اس تعارف خداوندی کی حقیقت سے آگہی حاصل ہو جائے اور جس دن ایسا ہو جائے گا اس دن اس کو عرفان ذات حاصل ہو جائے گا کیونکہ لازمی طور پر اللہ تعالی نے انسان کو اس صلاحیت سے مشرف کیا ہے جس کا نام 'سلطان' ہے بالفاظ دیگر انسان اپنی روح کو تلاش کر لے یعنی اسی روح کو جس نے عالم ارواح میں اللہ کی ربوبیت کا اقرار کیا تھا تو ایسا انسان آسمان اور زمین کے کناروں سے نکل سکتا ہے۔

دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بنی نوع انسانیت کی رہنمائی کے لئے تشریف لائے ہیں اور ان سب کی تعلیمات کا نچوڑ یہی تھا کے انسان اس مادی وجود میں رہتے ہوئے اللہ کی ذات کا عرفان حاصل کر لے جس کے حصول کے لئے ضروری ہے کے انسان اپنی روح سے واقفیت حاصل کرے جبکہ اہل علم حضرات یہ بتاتے ہیں کے روح کے ۷۰۰۰۰ پرت ہیں اور ہر پرت مختلف خصوصیات، کیفیات اور ایک الگ رنگ روپ لئے ہوئے ہے، روز الست انسانی ارواح نے ذات باری تعالی کا مشاہدہ کیا اس کے کلام کو سنا، سمجھا اور پھر اس سے ہم کلامی کا شرف بھی حاصل کیا یہی نہیں بلکہ اپنے پورے ہوش وحواس سے اس کی ربوبیت کا اقرار بھی کیا ہے لہٰذا اللہ کی ذات کے عرفان کے لئے ضروری ہے کے انسان غیب کی دنیا میں داخل ہو جو کے سلطان (روح) کے بغیر ناممکن ہے۔ ۱۹۲ے

تصوف میں سلطان کا مطلب چھ شعوروں پر غلبہ حاصل کرنا اگر کوئی انسان زمینی شعور میں رہتے

ہوئے چھ شعوروں پر غلبہ حاصل کر لے تو وہ زمینی شعور سے باہر نکل سکتا ہے تاہم ہر آسمان ایک شعور ہے، اور آسمانی دنیا کو پہچاننے کے لئے ان شعوروں پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے آسمانی دنیا سے واقفیت ضروری ہے جب انسان ان سات شعوروں کا ادراک حاصل کر لیتا ہے تو پھر اس میں عرش معلیٰ کو دیکھنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ ۱۹۳؎

اس خیال کو ہندو اسکالرز دھرنا داس اور پران ناتھ جن کا تعلق سترھویں صدی عیسوی سے ہے اس طرح سے بیان کرتے ہیں چراغ انسان کے جسم میں ہے جو نا بتی کا محتاج ہے اور نا ہی تیل کا

(اس خیال کو سورہ نور کی آیت: اللہ نور السموٰت والارض ہے کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے)۔

وہ آگے کہتے ہیں کے انسان کے اندر ایک طاق ہے اس طاق کے اندر ایک شیشہ ہے جس میں چراغ ہے جو مشرقی ہے نا غربی ہے جس کو تیل کی ضرورت ہے نا بتی کی پھر مزید کہا ائے دھنی جسم تخت ہے اور اس پر سلطان بیٹھا ہے۔ ۱۹۴؎

کائنات اور جنت کی زندگی نوع انسانی کا ورثہ ہے لیکن اس ورثے کے حصول کے لئے ضروری ہے کے انسان اس صلاحیت سے متعارف ہو جو جنت کی زندگی میں اسے حاصل تھی اس صلاحیت کا حصول روح سے قریب ہوئے بغیر ممکن نہیں چنانچہ جو شخص اپنے Inner سے واقفیت حاصل کر لیتا ہے وہ ابدی سکون حاصل کر لیتا ہے۔ ۱۹۵؎

حضرت امام حسینؑ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! اللہ تعالی اونچے اور بلند کاموں کو پسند کرتا ہے جبکہ گھٹیا امور کو نا پسند۔ ۱۹۶؎

انسانی روح کا وزن:

لاس اینجلس کے ڈاکٹر ابراہام نے انسانی روح کے وزن کو معلوم کرنے کے لئے تقریباً (۱۲۰۰) ایسے افراد کا انتخاب کیا جو کے قرب المرگ تھے ان کی یہ تحقیق پانچ سالوں پر محیط ہے، مرنے سے قبل اس مریض کا جسمانی وزن نوٹ کیا جاتا اور بعد مرگ اس کا جسمانی وزن معلوم کیا جاتا تو اس دقیق، کٹھن اور صبر آزما تحقیق کے بعد ڈاکٹر ابراہام نے یہ ثابت کیا کے انسان کی روح کا وزن محض (۲۱ گرام) ہے۔ ڈاکٹر ابراہام کا یہ ماننا ہے کے انسانی روح محض (۲۱ گرام) آکسیجن کا نام ہے

جو انسانی پھیپھڑوں کے کونوں، کھدروں، درزوں اور لکیروں میں موجود اور چھپی ہوتی ہے چنانچہ موت کی آخری ہچکی اس آکسیجن کو پھیپھڑوں سے دھکیل کر باہر خارج کرتی ہے
(۲۱ گرام) وزن کا مطلب ریت کی چھ چٹکیاں، پیاز کا ایک پرت یا پانچ عدد ٹشو پیپرز۔

پیدائشی شعور:

ایک گھڑی میں ایک سے لے کر بارہ تک ہندسے موجود ہیں، روحانیت کی اصطلاح میں گھڑی کی یہ سوئی اگر پیچھے کی جانب حرکت کرے یعنی بارہ سے گیارہ پھر دس، نو، آٹھ، سات، چھ، پانچ، چار، تین، دو اور پھر ایک پر آ جائے تو انسان کو وہ شعور حاصل ہو جائے گا جو کے اسے بچپن میں حاصل تھا اسی طرح سے سوئی کی ہر حرکت ایک شعور کی طرف اشارہ کرتی ہے مثلاً اگر سوئی بارہ پر سے ریورس ہو کر دس پر آ جائے تو اسے وہ شعور حاصل ہو جاتا ہے جو اسے خواب دکھاتا ہے اگر سوئی بارہ پر سے اچھل کر نو پر آ جائے تو اسے مراقبہ کا شعور حاصل ہو جاتا ہے اگر سوئی آٹھ کے ہندسے پر آ جائے تو اسے وہ شعور حاصل ہو جائے گا جسے وحی کہتے ہیں یہ وہی، وحی ہے۔
جس کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے!
ہم نے شہد کی مکھی پر وحی کی اگر سوئی بارہ کے ہندسے سے حرکت کر کے اچانک سات پر آ جائے تو انسان پر کشف کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور اگر سوئی چھ پر آ جائے تو انسان کے اندر وہ صلاحیت بیدار ہو جاتی ہے جس کو قرآن کریم نے سلطان کہا ہے یعنی اب اس انسان میں زمین کے کناروں سے نکلنے کی صلاحیت بیدار ہو چکی۔۱۹۷؎
جبکہ ۱۰ پہلے آسمان کا شعور زمین کے کناروں سے باہر دیکھنے کی صلاحیت کے حامل سالک کے اندر پہلے آسمان کا شعور پیدا ہو جاتا ہے علیٰ ہذا القیاس اس طرح سات آسمانوں کو وہ دیکھ لیتا ہے اور پھر وہ سات آسمانوں میں وہ داخل ہو جاتا ہے۔
اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ

بِكُلِّ شَيۡءٍ عِلۡمًا ۔۱۹۸

ترجمہ۔اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور ان ہی کی طرح زمین پیدا کی ان کے درمیان ہمارا حکم اترتا ہے۔

فَقَضٰىهُنَّ سَبۡعَ سَمٰوَاتٍ فِيۡ يَوۡمَيۡنِ وَاَوۡحٰى فِيۡ كُلِّ سَمَآءٍ اَمۡرَهَا ۔۱۹۹

ترجمہ۔(اللہ) نے سات آسمان بنائے اور ہر آسمان میں اس کا کام القا کر دیا۔

وَ لَقَدۡ خَلَقۡنَا فَوۡقَكُمۡ سَبۡعَ طَرَآئِقَ وَ مَا كُنَّا عَنِ الۡخَلۡقِ غٰفِلِيۡنَ ۔۲۰۰

ترجمہ۔تمھارے اوپر ہم نے سات راستے بنائے اور تخلیق کے کاموں سے ہم اچھی طرح سے واقف ہیں۔

اَلَمۡ تَرَوۡا كَيۡفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۔۲۰۱

ترجمہ۔کیا تم نے نہیں دیکھا؟ اللہ نے ایک کے اوپر ایک کس طرح سے سات آسمان پیدا کئے۔
یہاں تہہ در تہہ آسمان سے مراد وہ شعوری صلاحیتیں ہیں جو اللہ تعالی نے انسانوں کو ودیعت کی ہیں یہاں سات تہوں والے آسمانوں یا زمین سے مراد یہ ہے کے ہر تہہ ایک مکمل نظام ہے اور ہر نظام میں ایک مکمل ضابطہ حیات ہے ایسا ضابطہ حیات جس کا ایک دوسرے سے تصادم نہیں ان سب کا رشتہ خالق کائنات کے ساتھ قائم ہے لہذا کل اشیاء کائنات اور ان میں موجود مخلوقات اس بات کا علم اور یقین رکھتی ہیں کے اللہ ہی ہمارا خالق و مالک ہے اور وہ اللہ کی حمد وثناء اور اس کی شکر گزاری کرتی ہیں۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبۡعُ وَ الۡاَرۡضُ وَ مَنۡ فِيۡهِنَّ ؕ وَ اِنۡ مِّنۡ شَيۡءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمۡدِهٖ وَ لٰكِنۡ لَّا تَفۡقَهُوۡنَ تَسۡبِيۡحَهُمۡ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيۡمًا غَفُوۡرًا ۔۲۰۲

ترجمہ۔ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے، سب اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان نہ کرتی ہو لیکن تمھیں ان کی پاکی بیان

کرنے کا شعور نہیں، بے شک وہ حلیم ہے غفور ہے۔

اسی خیال کی وضاحت کرتے ہوئے شمس الدین عظیمی لکھتے ہیں! قلندشعور ہماری رہنمائی کرتا ہے کے ہم کائناتی تخلیقی فارمولوں کے تحت اپنے اندر ہر قسم کی غیر مرئی (Invisible) صلاحیتوں کوا پنے ارادے اور اختیار سے متحرک کر سکتے ہیں ایک انسان جب اپنے اندر دور کرنے والی بجلی نسمہ یا اوراء سے واقف ہو جاتا ہے تو وہ بجلی کے بہاؤ کو روک بھی سکتا ہے اور اپنے اندر زیادہ سے زیادہ والٹیج کا ذخیرہ بھی کر سکتا ہے اور اس ذخیرہ سے وہ ماورائی دنیا میں بغیر کسی وسیلے کے پرواز بھی کر سکتا ہے۔ الیکٹریسٹی کے ذخیرے کے بعد اس کے اندر ایسی سکت پیدا ہو جاتی ہے کے وہ اپنے ارادے اور اختیار سے آسمان اور زمین کے کناروں سے نکل جاتا ہے، اس کی آنکھوں کے سامنے اپنی زمین کی طرح کہکشاں میں بے شمار زمینیں آ جاتی ہیں، جس طرح سے وہ اپنی زمین پر آباد اللہ کی مخلوق کو دیکھتا ہے بالکل اسی طرح سے وہ اس کائنات میں موجود کھربوں دنیاؤں کا مشاہدہ بھی کرتا ہے، جس طرح سے ایک فلم سینکڑوں اور ہزاروں اسکرینز پر دیکھی جا سکتی ہے اسی طرح سے کائنات کی تمثیل لوح محفوظ سے ڈسپلے ہو رہی ہے کائنات میں موجود ہر زمین ایک اسکرین ہے لاشعور بیدار ہو جاتا ہے تو یہ ساری کائنات ایک فلم اور کائنات میں کھربوں زمینیں اسکرین نظر آتی ہیں جو کچھ اس زمین پر ہو رہا ہے بالکل اسی طرح سے کائنات میں موجود دوسری تمام زمینوں پر بھی یہ نظام جاری و ساری ہے۔ ۲۰۳ے

قیامت سے قبل آسمان کی رنگت سرخ گلاب کی مانند ہو جائے گی:

قیامت سے قبل آسمان کی رنگت سرخ گلاب کے پھول کی مانند ہو جائے گی۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ۔ ۲۰۴

ترجمہ۔ پھر جب آسمان پھٹ جائے گا سو ایسا ہو جائے گا جیسے سرخ چمڑا ہو۔

حضرت ابوالجوزاءؒ بیان کرتے ہیں، فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ میں وَرْدَةً سے مراد گلاب کے پھول کی سرخی کالدھان سے مراد صاف شفاف تیل، کیا تو نے نہیں سنا ایک عربی کہتا ہے

الجل الورد کا معنی ہے گلاب کا پھول۔۲۰۵؎

حضرت عطارؒ بیان کرتے ہیں، **فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ** سے مراد ہے آسمان کا رنگ گلاب کے تیل کے رنگ کی طرح ہو جائے گا۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، **فَإِذَا انْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ**۔

ترجمہ۔ جب آسمان پھٹ جائے گا اور سرخ ہو جائے گا **كَالدِّهَانِ** سے مراد سرخ چمڑا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، **فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ** سے مراد گھوڑے کی طرح سرخ رنگت۔۲۰۶؎

ضحاکؒ بیان کرتے ہیں، **فَإِذَا انْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً** سے مراد جب آسمان پھٹ جائے گا تو وہ سرخ جانور کی طرح سرخ ہو جائے گا۔۲۰۷؎

حضرت لقمان بن عامر حنفیؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک نوجوان کے پاس سے گزرے جو یہ آیت

فَإِذَا انْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ پڑھ رہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ٹھہر گئے، وہ نوجوان اس آیت کو پڑھنے سے کانپنے لگا اور آنسوؤں نے اس کا گلا گھونٹ دیا اور روتے ہوئے کہنے لگا کہ اس دن کون مدد کرے گا جس دن آسمان پھٹ جائے گا؟ (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اے نوجوان اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تیرے رونے سے فرشتے بھی رو پڑے ہیں۔۲۰۸؎

مومن اور مجرمین کی شناخت:

روز قیامت مومنین اور مجرمین کو ان کے چہرے اور حلیے سے پہچان لیا جائے گا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يُعْرَفُ الْمُجْرِمُونَ بِسِيمَاهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِي وَالْأَقْدَامِ۔۲۰۹

ترجمہ۔ مجرمین اپنی نشانی کے ذریعہ پہچانے جائیں گے، سو انھیں ان کی پیشانی اور قدموں سے پکڑا

جائے گا۔

دنیا اور آخرت دونوں مقامات پر انسان کا چہرہ ہی اس کی اصل شناخت ہے، قرآن کریم میں اس حوالے سے کئی اشارے اور آیات موجود ہیں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس جانب نشاندھی فرمائی ہے۔

مومنین کے چہرے:

قیامت کے دن مومنین اپنے چہروں کے نور سے پہچانے جائیں گے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ بِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔ ۲۱۰

ترجمہ۔ جس دن آپ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو دیکھیں گے کے ان کا نوران کے آگے اوران کی داہنی طرف دوڑتا ہوگا، آج تم کو بشارت ہے ایسے باغوں کی جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ يُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يَوْمَ لَا يُخْزِى اللّٰهُ النَّبِيَّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ بِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَ اغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ ۲۱۱

اے ایمان والو! تم اللہ کے حضور میں سچی توبہ کرو۔ عنقریب تمہارا رب تمہارے گناہوں کا کفارہ فرمادے گا اور تمہیں ایسے باغوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ جس دن اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اوران کو رسوانہ فرمائے گا جو اہل ایمان ان کے ساتھ ہیں، ان کا نوران کے سامنے اوران کی داہنی طرف دوڑتا ہوگا، وہ عرض کریں گے، ہمارے رب! ہمارے نور کو پورا

فرمادے اور ہماری مغفرت فرمادے، بے شک آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ نُوْرُھُمْ یَسْعٰی سے مراد جس دن اللہ تعالیٰ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام مسلمین کو رسوا نہیں کرے گا، ان کا نور ان کے سامنے دوڑتا ہوگا۔ یعنی مومنین میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ روز قیامت نور عطا نا فرمائے لیکن منافق کا نور بجھ جائے گا اور مومنین جب وہ منافقین کے نور کو بجھتا ہوا دیکھیں گے تو وہ ڈر جائیں گے اور کہیں گے، رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا۔ اے ہمارے رب ہمارے لیے ہمارے نور کو پورا کر دیجیے۔ ۲۱۲؎

قیامت کی بڑی دہشت بھی انھیں غمگین نہ کر سکے گی۔ ۲۱۳؎

اس دن بہت سے لوگوں کے چہرے تروتازہ ٹکٹکی لگائے اپنے پروردگار کو دیکھ رہے ہوں گے۔ ۲۱۴؎

وہ لوگ جو اپنا مال رات اور دن، پوشیدہ اور ظاہر اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، ان کا صلہ تو ان کے پروردگار کے پاس ہے، ان کو قیامت کے دن نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی کوئی غم ہوگا۔ ۲۱۵؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری امت کو قیامت کے دن غرمحجل (جس کا منہ اور ہاتھ پیر سفید ہوں) کہہ کر پکارا جائے گا، اس کا سبب وضو کے آثار ہیں، سو تم میں سے جو شخص بھی اپنی سفیدی زیادہ کرنا چاہتا ہو وہ اعضاء وضو کو مقررہ حد سے زیادہ دھو کر اپنی سفیدی کو زیادہ کرلے۔ ۲۱۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سب سے پہلا گروہ جو داخل جنت کیا جائے گا ان کی صورتیں چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوں گی۔ ۲۱۷؎

سب سے پہلے جنت میں امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل ہوگی۔

ابن ابی شیبہ و ابن المنذر نے حسنؒ سے روایت کیا کے یَسْعٰی نُوْرُھُمْ بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ سے مراد روز قیامت مومنین کا نور ان کے آگے دوڑتا ہوگا یعنی پل صراط یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ ۲۱۸؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، یَسْعٰی نُوْرُھُمْ بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ سے مراد پل صراط

پر مومنین کا نور ان کے آگے دوڑتا ہوا ہوگا۔ ۲۱۹؂

ابن المنذر نے یزید بن شجرہؓ سے روایت کیا ہے اللہ تعالیٰ کے پاس تمہارے نام، تمہاری شکل و صورت، تمہارا رنگ و روپ، تمہاری سرگوشی اور تمہاری مجلسیں سب کچھ لکھی ہوئی ہیں، جب قیامت کا دن ہوگا تو کہا جائے گا اے فلاں بن فلاں آجاؤ اپنے نور کی طرف اور اے فلاں بن فلاں تیرے لیے کوئی نور نہیں۔ ۲۲۰؂

قتادہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قیامت کے دن بعض مومنین ایسے ہوں گے جن کا نور ان کے لیے اتنی روشنی کرے گا جیسے مدینہ اور عدن کے درمیان کا فاصلہ ہے اور صنعاء تک زیادہ روشن ہوگی پھر اس سے کم ہوجائے یہاں تک کہ بعض ایمان والے ایسے بھی ہوں گے جن کا نور صرف ان کے پاؤں رکھنے کی جگہ کو روشن کرے گا اور لوگوں کے مرتبے ان کے اعمال کے مطابق ہوں گے۔ ۲۲۱؂

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، یَسْعٰی نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ سے مراد مومنین کے اعمال کے مطابق ان کو نور دیا جائے گا، جب وہ پل صراط سے گذریں گے ان میں سے بعض کا نور پہاڑ کی طرح ہوگا اور ان میں بعض کا نور کھجور کے درخت کی طرح ہوگا اور ان سے کم درجے والے کا نور ان کے انگوٹھے پر ہوگا جو کبھی بجھے گا اور کبھی روشن ہوگا۔ ۲۲۲؂

حضرت ابوذرؓ اور حضرت ابودرداءؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں پہلا انسان ہوں گا جس کو قیامت کے دن سجدہ کرنے کی اجازت دی جائے گی اور میں پہلا انسان ہوں گا جس کو اپنا سر اٹھانے کی اجازت دی جائے گی اور میں اپنا سر اٹھاؤں گا تو میں اپنے آگے اپنے پیچھے اپنے داہنے اور اپنے بائیں دیکھوں گا اور اپنی امت کو تمام امتوں کے درمیان پہچان لوں گا، پوچھا گیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کو تمام امتوں کے درمیان پہچانیں گے؟ جو نوح علیہ السلام سے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس امت تک ہوگی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری امت کے لوگ سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں والے ہوں گے وضو کے اثر سے، اور ان کے علاوہ کسی ایک کے لیے ایسا نہیں ہوگا اور میں ان کو پہچانوں گا کیونکہ ان کے اعمال نامے ان کے داہنے ہاتھوں میں دیئے جائیں گے اور میں ان کو پہچانوں گا کیونکہ ان کے چہروں پر

سجدوں کے نشانات ہوں گے، اور ان کے نور سے ان کو پہچانوں گا جو ان کے آگے اور ان کے داہنی طرف اور بائیں طرف دوڑ رہا ہوگا۔ ۲۲۳؎

ابوامامہ باہلیؓ بیان کرتے ہیں، اے لوگو! تم ایسی منزل میں صبح اور شام کرتے ہو جس میں تم نیکیوں اور برائیوں میں تقسیم کر دیئے جاتے ہو، عنقریب تم اس سے ایک دوسری منزل کی طرف کوچ کرنے والے ہو اور وہ قبر ہے جو تنہائی کا گھر ہے اور اندھیرا گھر ہے اور کیڑوں مکوڑوں کا گھر ہے اور تنگی کا گھر ہے مگر جس کے لیے اللہ تعالیٰ وسیع کر دیں پھر تم وہاں سے قیامت کے دن میدان حشر کی طرف منتقل کر دیئے جاؤ گے بے شک تم ابھی میدان ہی میں ہوگے یہاں تک اللہ کا امر لوگوں پر غالب آجائے گا تو بعض چہرے سفید ہوں گے اور بعض چہرے کالے ہوں گے، پھر تم وہاں سے دوسری جگہ کی طرف منتقل ہوگے، تو لوگوں پر شدید تاریکی چھا جائے گی، پھر روشنی کو تقسیم کر دیا جائے گا اور مومن کو نور دیا جائے گا اور کافر اور منافق کو چھوڑ دیا جائے گا اور ان کو کچھ بھی نہ دیا جائے گا اور وہی مثال ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا! اپنے قول کی طرف کافر اور منافق مومن کے نور سے روشنی نہیں لے سکے گا۔ جیسے اندھا آدمی دیکھنے والے کی آنکھ سے کچھ نہیں لے سکتا اور منافق ایمان والوں سے کہے گا آیت انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ۔

ترجمہ۔ ذرا انتظار کرو ہم بھی روشنی حاصل کرلیں۔ تو جواب آئے گا۔ آیت

قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا۔

ترجمہ۔ تم اپنے پیچھے لوٹ جاؤ پھر وہاں سے روشنی تلاش کرو اور یہی دھوکہ بازی کی سزا ہے۔ ۲۲۴؎

مجرمین کے چہرے:

مجرمین کے چہرے کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ۔۲۲۵

ترجمہ۔ جس دن صور پھونکا جائے گا۔ ہم گناہ گاروں کو اس دن نیلی آنکھوں کے ساتھ اکٹھا کریں گے۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے ان سے وَ نَحۡشُرُ الۡمُجۡرِمِیۡنَ یَوۡمَئِذٍ زُرۡقًا کے بارے میں پوچھا؟ تو حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا! قیامت کے دن حالات بہت مختلف ہوں گے، یہاں تک کے مجرمین کی آنکھوں نیلی ہوں گی اور اکثر اندھی بھی ہوں گی۔۲۲۶؎

ضحاکؒ بیان کرتے ہیں، یُعۡرَفُ الۡمُجۡرِمُوۡنَ بِسِیۡمٰھُمۡ سے مراد روز قیامت مجرمین کو ان کے چہروں کی سیاہی اور ان کی آنکھوں کی نیلی رنگت سے پہچان لیا جائے گا۔۲۲۷؎

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، فَیُؤۡخَذُ بِالنَّوَاصِیۡ وَ الۡاَقۡدَامِ سے مراد زبانیہ یعنی جہنم کے داروغے، مجرمین کو ان کی پیشانی کے بالوں اور ٹانگوں سے پکڑیں گے پھر ان کو ایک جگہ اکھٹا کر کے جہنم میں ڈال دیا جائے گا، جیسے تنور میں لکڑی کو توڑ کر ڈالا جاتا ہے۔۲۲۸؎

ضحاکؒ بیان کرتے ہیں، فَیُؤۡخَذُ بِالنَّوَاصِیۡ وَ الۡاَقۡدَامِ سے مراد مجرمین کو ایک فرشتہ ان کے سر کے بالوں سے پکڑ کر اس کے قدموں کے ساتھ ملا دے گا پھر اس کی کمر کو توڑے گا پھر اس کو آگ میں پھینک دے گا۔۲۲۹؎

ضحاکؒ بیان کرتے ہیں، وہ فرشتہ مجرمین کو پیٹھ کے پیچھے سے اس کی پیشانی اور پاؤں کو ایک زنجیر میں اکٹھا کر دے گا۔۲۳۰؎

حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت فرمایا، کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایسا بھی کوئی وقت آئے گا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کے لئے شفاعت کے مالک نا ہوں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہاں جب پل صراط بچھائی جائے گی، اس وقت کچھ چہرے سفید ہوں گے اور کچھ چہرے کالے ہوں گے، اور پل صراط کو تلوار کی دھار کی طرح تیز کی جائے گی اور اس کو گرم کیا جائے گا یہاں تک کے وہ انگارے کی طرح ہو جائے گی لیکن مؤمن اس کو پار کر لے گا اور اس کو کوئی تکلیف نہ ہو گی لیکن منافق جب اس پر چلے گا یہاں تک کہے جب وہ درمیان میں ہو گا اس کے پاؤں میں کانٹا چبھے گا تو وہ جا گرے گا اپنے ہاتھوں سے پاؤں تک کیا تو ایسے آدمی کو دیکھا ہے جو ننگے پاؤں دوڑتا ہے پھر اسے کانٹا لگتا ہے، یہاں تک کہ وہ اس کے پاؤں کے پاس نکلنے کے قریب ہو جاتا ہے کیونکہ وہ اپنے ہاتھوں سے اپنے بازوؤں کی طرف جھکے گا (دوزخ کا داروغہ اس کو مارے گا۔

پکڑتے ہوئے اس کے پیشانی کے بالوں سے اور اس کو جہنم میں پھینک دے گا اور وہ اس میں پچاس سال تک گرتا رہے گا، میں نے عرض کی، کیا اس پر بوجھ ڈالا جائے گا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اس دن اس پر پچاس اونٹنیوں کا بوجھ ڈالا جائے گا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی! يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَ الْاَقْدَامِ ۔

ترجمہ۔ مجرمین اپنے حلیے، اپنی پیشانی کے بالوں اور اپنے قدموں سے پکڑے اور پہچانیں جائیں گے۔ ۲۳۱؂

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے یقیناً جہنم کے داروغہ کو جہنم کی پیدائش سے ایک ہزار سال قبل پیدا کیا گیا اور ہر دن ان کی قوت اور طاقت میں اضافہ کیا جا رہا ہے یہاں تک کے وہ مجرمین کو ان کی پیشانی کے بالوں اور قدموں سے پکڑیں گے۔ ۲۳۲؂

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، وَ بَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ سے مراد جس کی گرمی بے انتہاء ہوگی۔ ۲۳۳؂

قتادہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ سے مراد اسے اس وقت سے پکایا جا رہا ہے، جب اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو پیدا فرمایا تھا۔ ۲۳۴؂

مجاہد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، وَ بَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ سے مراد اس کا گرم ہونا، اس کا بے انتہاء پکنا۔ ۲۳۵؂

عکرمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ سے مراد انتہائی سخت گرم آگ۔ ۲۳۶؂

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ سے مراد ایسا تانبا ہے جس کی گرمی اور تپش بے انتہاء ہو۔ ۲۳۷؂

جو لوگ ان چیزوں کو خرچ کرنے میں بخل کرتے ہیں جو ان کو اللہ نے اپنے فضل سے عطا فرمائی ہے وہ ہرگز یہ گمان نہ کریں کے یہ بخل ان کے حق میں بہتر ہے بلکہ وہ ان کے حق میں بہت برا ہے وہ مال قیامت کے دن ان کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا۔ ۲۳۸؂

منافقین اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں، جس کی وجہ سے انھیں اللہ سخت سزائیں دے گا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ هُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَ اِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَ لَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۔۲۳۹

ترجمہ۔ بے شک منافق اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں اور حال یہ ہے کے اللہ ان کی دھوکہ بازی کی ان کو سزا دینے والا ہے اور جب وہ نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو کسل مندی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں، لوگوں کو دکھاتے ہیں اور اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر تھوڑا سا۔

حضرت ابوامامۃؓ بیان کرتے ہیں، قیامت کے دن تاریکی پھیلا دی جائے گی حتیٰ کے مومنین اور کافرین اپنی ہتھیلی کو بھی نہ دیکھ پائیں گے، پھر اللہ تعالی اہل ایمان کی جانب ان کے اعمال کے مطابق نور بھیجیں گے، تو منافقین بھی ان کے پیچھے لگ جائیں گے اور کہیں گے آیت۔

انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ۔ ٹھہرجاؤ ہم تمہارے نور میں سے کچھ حاصل کریں۔ ۲۴۰

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، روز قیامت اللہ تعالی اچانک روشنی بھیجیں گے، جسے دیکھ کر اہل ایمان متوجہ ہوں گے اور یہ روشنی ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے جنت کی طرف راستہ دکھانے والی بن جائے گی، تاہم جب منافقین، اہل ایمان کو دیکھیں گے تو وہ بھی ان کے پیچھے اس روشنی کی طرف چلنے لگیں گے تو اللہ تعالیٰ منافقین پر اندھیرا مسلط کر دیں گے۔ تو وہ اس وقت کہیں گے آیت انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ۔ ٹھہرجاؤ ہم تمہارے نور میں سے کچھ حاصل کرلیں۔ بلاشبہ ہم دنیا میں تمہارے ساتھ تھے تو ایمان والے کہیں گے اپنے پیچھے لوٹ جاؤ اور وہیں سے نور تلاش کرو جہاں سے تم آئے ہو اندھیرے میں سے، وہاں سے روشنی کو تلاش کرو۔ ۲۴۱

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بلاشبہ اللہ تعالیٰ روز قیامت لوگوں کو ان کی ماؤں کی نسبت سے پکاریں گے تا کہ ہر بندے کا پردہ دوسرے پر قائم

رہے اور پل صراط کے پاس اللہ تعالیٰ ہر مومن کو ایک روشنی عطا فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ تمام منافقین کے نور کو ختم کر دیں گے۔ ۲۴۲

اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے جنت کی بیش بہا نعمتوں کا وعدہ:

اللہ تعالیٰ نے اپنے مومنین، متقین، خاشعین، صابرین، شاکرین، ذاکرین، صدیقین اور مطاہرین کے لئے جنت کی بے شمار نعمتوں کا وعدہ فرمایا ہے، اللہ کے یہ نیک بندے اللہ کے احکامات کے پابند ہوتے ہیں اور چھوٹے بڑے گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتے ہوئے خوف خدا سے لرزتے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کو ان متقین اور خاشعین کی ان دلی کیفیات کی بے حد قدر ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کو روز قیامت نہایت اونچے درجات اور انعامات و اکرامات سے نوازیں گے۔

ان نعمتوں کا ایک اجمالی خاکہ ذیل کی آیات میں بیان کیا گیا ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ۔ ۲۴۳

ترجمہ۔ جو شخص اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے اس کے لئے دو باغ ہیں۔

ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ۔ ۲۴۴

ترجمہ۔ یہ دونوں باغ بہت سی شاخوں والے ہوں گے۔

فِيْهِمَا عَيْنٰنِ تَجْرِيٰنِ۔ ۲۴۵

ترجمہ۔ دونوں باغوں میں دو چشمے جاری ہوں گے۔

فِيْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ۔ ۲۴۶

ترجمہ۔ ان دونوں باغوں میں ہر میوہ کی دو دو قسمیں ہوں گی۔

مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى فُرُشٍۢ بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ وَ جَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ۔ ۲۴۷

ترجمہ۔ ان جنتوں میں رہنے والے لوگ ایسے بستروں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے جس کے استر دبیز ریشم کے ہوں گے اور دونوں جنتوں کے پھل قریب ہوں گے۔

فِيهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ۔ ۲۴۸

ترجمہ۔ان باغوں میں ایسی عورتیں ہوں گی جو نیچی نگاہ رکھنے والی ہوں گی ان کو ان لوگوں سے پہلے کسی انسان یا کسی جن نے استعمال نہ کیا ہوگا۔

كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ۔ ۲۴۹

ترجمہ۔گویا کے وہ یاقوت اور مرجان ہیں۔

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ۔ ۲۵۰

ترجمہ۔کیا احسان کا بدلہ احسان کے علاوہ بھی ہے؟۔

وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ۔ ۲۵۱

ترجمہ۔اور ان دو باغوں سے کم درجے کے اور دو باغ ہیں۔

مُدْهَآمَّتٰنِ۔ ۲۵۲

ترجمہ۔یہ دونوں باغ گہرے سبز رنگ کے ہوں گے۔

فِيهِمَا عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ۔ ۲۵۳

ترجمہ۔ان دونوں باغوں میں خوب جوش مارتے ہوئے دو چشمے ہوں گے۔

فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّان۔ ۲۵۴

ترجمہ۔ان دونوں میں میوے اور کھجوریں اور انار رہوں گے۔

فِيهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَان۔ ۲۵۵

ترجمہ۔ان باغوں میں اچھی عورتیں ہوں گی۔

حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِى الْخِيَامِ۔ ۲۵۶

ترجمہ۔وہ عورتیں حوریں ہوں گی جو خیموں میں محفوظ ہوں گی۔

مُتَّكِئِيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ۔ ۲۶۷

ترجمہ۔ان جنتوں میں داخل ہونے والے لوگ سبز رنگ کے نقش و نگار والے خوبصورت بستروں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، وَلِمَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ سے مراد، اللہ تعالیٰ کا اہل ایمان سے وعدہ ہے کے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتے ہیں اور اس کے فرائض کو ادا کرتے ہیں تو ان کے لئے جنت ہے۔

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، وَلِمَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ سے مراد وہ انسان ہے جو کسی گناہ کا ارادہ کرتا ہے پھر خوف خدا کے سبب اس گناہ سے رک جاتا ہے۔ ۲۵۸

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، اس سے مراد ایسا انسان جو کسی گناہ کا ارادہ کرتا ہے پھر وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہوئے اس گناہ کو چھوڑ دیتا ہے۔ ۲۵۹

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، وَلِمَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ اس سے مراد وہ اہل ایمان ہیں جو خوف خدا کے سبب اللہ کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتے ہیں، اور رات دن اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے نیک اعمال، اللہ کی راہ میں کوشش اور تکلیف و مشقت اٹھاتے ہیں۔ ۲۶۰

حضرت ابوموسی اشعریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! فردوس کی چار جنتیں ہیں دو جنتیں سونے کی ہیں، اور ان میں موجود ہر چیز سونے کی ہے یعنی زیورات، برتن اور سب کچھ جو بھی اس میں ہے، جبکہ دو جنتیں چاندی کی ہیں، اور ان میں موجود ہر شے چاندی کی ہے یعنی ان میں موجود زیورات، برتن اور ان میں جو کچھ بھی ہے وہ سب، تاہم جنت عدن میں انسان اور رب کریم کے دیدار کے درمیان ان کے چہرے قدرت پر صرف کبرائی کی چادر ہوگی۔ ۲۶۱

حضرت ابوموسی اشعریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وَلِمَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ اور وَمِنۡ دُوۡنِهِمَا جَنَّتٰنِ کے بارے میں فرمایا کے سونے کی دو جنتیں ہیں مقربین کے لئے اور دو جنتیں چاندی کی ہیں جو اصحاب یمین کے لئے ہیں۔ ۲۶۲

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں، وَلِمَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ سے مراد دو جنتیں سونے کی ہیں جو سابقین کے لئے اور چاندی کی دو جنتیں تابعین کے لئے ہیں۔ ۲۶۳

حضرت عباس بن تمیمؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

وَلِمَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ سے مراد دو باغ جن میں سے ہر ایک کا عرض سو سال کی مسافت کے برابر ہے، اور ان دونوں میں درخت اور گھنی شاخیں ہیں جو نہایت خوبصورت اور

مضبوط ہیں یہ نعمتیں، ان کی لذتیں اوران کی خیر دائمی ہے، ان میں نہریں جاری ہیں، یہاں کی ہوا پاکیزہ اور برکتیں کثیر ہیں، جبکہ یہاں بکثرت میوہ موجود ہیں۔ ۲۶۴؎

حضرت عمر بن خطاب ؓ کے دور خلافت میں ایک عبادت گزار نوجوان تھا، جس کے عشق میں ایک لڑکی مبتلا ہوگئی، ایک مرتبہ وہ لڑکی اس نوجوان کو خلوت میں ملی اوراس کو ملامت کرنے لگی، یہ سن کر نوجوان سسکیاں لے کر رونے لگا اور بے ہوش ہوگیا، اس نوجوان کا چچا اس کو اپنے گھر لے آیا جب اس نوجوان کو تھوڑا افاقہ ہوا تو اس نے کہا، اے میرے چچا حضرت عمرؓ کے پاس جاؤ اوران کو میرا اسلام کہو اوران سے پوچھو کے اس شخص کی کیا جزا ہے جو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا ہے؟ یہ کہہ کر وہ نوجوان انتقال کرگیا۔

حضرت عمرؓ نے تمام باتیں سنیں اور فرمایا! اس کے لئے دو جنتیں ہیں، اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔ ۲۶۵؎

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، **ذَوَاتَآ اَفۡنَانٍ** سے مراد دو باغات جن کے رنگ مختلف ہوں گے جبکہ ان کی شاخیں بہت گھنی ہوں گی۔ ۲۶۶؎

ضحاکؒ بیان کرتے ہیں، **ذَوَاتَآ اَفۡنَانٍ** سے مراد ہے دونوں باغات میں مختلف رنگوں کے میوہ جات اور پھل ہوں گے۔ ۲۶۷؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، **مُتَّكِـِٕيۡنَ عَلٰى فُرُشٍۢ بَطَآئِنُهَا مِنۡ اِسۡتَبۡرَقٍ** سے مراد اہل جنت تکیہ لگائے ایسے گدوں پر بیٹھے ہوئے ہوں گے جن کے استر دبیز ریشم کے ہوں گے۔ ۲۶۸؎

استبرق فارسی زبان میں دبیز ریشم کو کہتے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ نے جنت کی نعمتوں کو اس قدر گہرائی میں بیان فرمایا ہے کے جنت کے بستر کے استر کے ریشم اوراس کے حسن ونفاست کا ذکر فرمایا ہے، یعنی استر اتنا نفیس اور قیمتی ہوگا تو باہر استعمال ہونے والے کپڑے کی قدر و قیمت کیا ہوگی، علماء کرام نے لکھا، ان کا ظاہر خالص نور سے ہوگا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِىَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡيُنٍ ۔۲۶۹

ترجمہ۔کوئی شخص نہیں جانتا کے ان کے اعمال کے بدلے میں انکی آنکھوں کی کیا ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں،

وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ۔

ترجمہ۔ان دونوں باغوں کا پھل بہت نزدیک ہوگا۔

وَجَنَا سے مراد ہے اس کا پھل اور دَانٍ سے مراد ہے ان کے پھل تم سے قریب ہوں گے جن کو تم جب اور جس طرح سے چاہو حاصل کرلو گے یعنی کھڑے اور بیٹھے ہر حالت میں۔۲۷۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے، کوئی جنتی جنت میں سے اس کے پھل کو توڑے گا تو وہ پھل اس جنتی کے منہ میں آجائے گا، اور اللہ تعالیٰ اس درخت میں اس کی جگہ اس سے بہتر (اور دوسرا پھل) پیدا فرمادے گا۔۲۷۱؎

حضرت سعید بن منصورؒ و ابن المنذرؒ نے شعبیؒ سے روایت کیا ہے، لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ سے مراد دنیا کی مومنات جن کو اللہ تعالیٰ نہایت خوبصورتی سے دوبارہ پیدا فرمائیں گے اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

إِنَّا أَنْشَأْنَاهُنَّ إِنْشَاءً فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا۔ بے شک ہم نے انہیں ایک عجیب انداز سے پیدا کی پس ہم نے انہیں کنواریاں بنادیا، اور جنات اور وانسان میں سے کسی نے ان کو چھوا تک نہیں جب سے وہ دوسری بار پیدا کی گئیں۔

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

أَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ

سے مراد ان مومنات خواتین کے خوبصورت چہرے کا حسن یاقوت اور مرجان سے بڑھ کر ہوگا یعنی ان خواتین کے چہرے کی دلکشی اور حسن شیشے سے زیادہ صاف شفاف ہوگا جو مشرق اور مغرب کو روشن کردے گا، نیز وہ ستر جوڑوں میں ملبوس ہوں گی، جبکہ ان کی پنڈلی اور اس میں موجود گودا بھی حسن و جمال سے بھرپور ہوگا۔۲۷۲؎

ضحاکؒ بیان کرتے ہیں،

کَاَنَّهُنَّ الْیَاقُوْتُ وَ الْمَرْجَانُ

سے مراد ان کی رنگت، صفائی اور چمک یاقوت اور موتیوں کی مانند ہیں۔ ۲۷۳؎

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، کَاَنَّهُنَّ الْیَاقُوْتُ وَ الْمَرْجَانُ سے مراد ان کی پنڈلیوں کا گودا کپڑوں کے اندر سے اس طرح دکھائی دے گا جیسے یاقوت میں دھاگا دکھائی دیتا ہے۔ ۲۷۴؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جنت کی عورتوں میں سے ہر عورت ایسی ہوگی کے اس کی پنڈلی کی سفیدی اس کے ستر جوڑوں کے پیچھے سے دکھائی دے گی، یہاں تک کے اس کے گودے کو بھی دیکھا جاسکے گا۔ آیت۔

کَاَنَّهُنَّ الْیَاقُوْتُ وَ الْمَرْجَانُ سے مراد جس طرح سے یاقوت کے پتھر میں اگر دھاگہ داخل کیا جائے تو اندر سے نظر آتا ہے۔ ۲۷۵؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، کَاَنَّهُنَّ الْیَاقُوْتُ وَ الْمَرْجَانُ کے بارے میں فرماتے ہیں، مومنات میں سے ایک نے ریشم کے ستر جوڑے پہنے ہوں گے جبکہ ان کپڑوں کے پیچھے سے ان کی پنڈلی کا گودہ تک نظر آئے گا پھر آپؓ نے فرمایا! کیا تم نے یاقوت میں کوئی شفاف دھاگہ دیکھا ہے جو یاقوت کے اندر سے دکھائی دیتا ہے؟ یہ سن کر لوگوں نے کہا، کیوں نہیں۔ ۲۷۶؎

حضرت عبداللہ بن حارث قیسیؒ بیان کرتے ہیں، اہل جنت میں سے ایک کی بیوی سرخ ستر جوڑے میں ملبوس ہوگی، جس میں سے اس کی پنڈلی کے گودے تک کو دیکھا جاسکے گا۔ ۲۷۷؎

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، مقربین کی بیویوں میں سے ہر عورت کو سو جوڑے دبیز ریشم کے پہنائے جائیں گے جو نور سے چمکتے ہوں گے، جن میں ان کی پنڈلی کا گودہ بھی نظر آئے گا جبکہ اصحاب یمین کی بیویوں میں سے ہر عورت کو ستر جوڑے دبیز ریشم کے پہنائے جائیں گے جو نور سے چمکتے ہوں گے اور ان میں سے ان کی پنڈلی کا گودا تک دکھائی دے گا۔ ۲۷۸؎

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اہل جنت کی عورتوں کی پنڈلیوں

کا گودہ گوشت کے اندر تک سے دیکھا جاسکے گا۔۲۷۹؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، حورعین میں سے ہر ایک عورت کی پنڈلی کا گودہ گوشت اور ہڈیوں کے پیچھے اور ستر جوڑوں کے نیچے سے نظر آئے گا جیسے سرخ شراب سفید بوتل میں نظر آتی ہے۔۲۸۰؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۔

ترجمہ۔نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا اور کیا ہے۔۲۸۱؎

ارشاد خداوندی ہے! جس کو میں نے توحید کی نعمت عطا کی اس کا بدلہ سوائے جنت کے اور کچھ نہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ سے مراد جس کو اللہ نے اسلام کی نعمت عطا کی، تو اس کو ضرور داخل جنت کیا جائے گا۔۲۸۲؎

گہری رنگت کے سبز باغ:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، مُدْهَآ مَّتٰنِ سے مراد گہرے سبز باغات یعنی وہ دونوں باغات سرسبز و شاداب ہوں گے۔۲۸۳؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، مُدْهَآ مَّتٰنِ سے مراد سرسبز و شاداب دو باغات جس کی گہری سرسبزی سیاہی مائل ہے اور ان باغات کی یہ گہری رنگت بکثرت پانی کی وجہ سے ہو۔۲۸۴؎

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بیان کرتے ہیں، مُدْهَآ مَّتٰنِ سے مراد دو سرسبز و شاداب باغات جو نہایت تروتازہ ہوں۔۲۸۵؎

ان باغات میں اللہ تعالیٰ نے دو چشمے بھی رواں فرمائے ہیں۔

حضرت براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں، یہ دونوں چشمے جاری، بہترین اور رواں چشمے ہیں۔۲۸۶؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، نَضَّاخَتٰنِ سے مراد پانی کے دو چشمے جو سرسبزی اور شادابی کی وجہ سے رواں دواں ہیں۔۲۸۷

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، عَیۡنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ سے مراد دو رواں دواں چشمے، جو مشک و عنبر سے ابل رہے ہوں گے اور جنت کے گھروں پر اسی طرح برس رہے ہوں گے جس طرح سے دنیا والوں کے گھروں پر بارش برستی ہے۔۲۸۸

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، نَضَّاخَتٰنِ سے مراد دونوں چشمے ہر خیر کے ساتھ جاری ہوں گے۔۲۸۹

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، فِیۡهِمَا فَاکِهَةٌ وَّ نَخۡلٌ وَّ رُمَّانٌ سے مراد ان دونوں باغات میں میوے، کھجور اور انار ہوں گے یعنی یہ پھل مِنۡ کُلِّ فَاکِهَةٍ زَوۡجٰنِ یعنی ان دونوں باغات میں ہر میوے کی دو دو اقسام بھی ہوں گی۔۲۹۰

حضرت عمر بن خطابؓ بیان کرتے ہیں، کچھ یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، کیا جنت میں انسان اسی طرح کھائیں گے جس طرح سے وہ دنیا میں کھاتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہاں اس سے بھی دوگنا، پھر انہوں نے پوچھا کیا قضائے حاجت بھی کریں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! نہیں، لیکن ان کو پسینہ آئے گا تو اللہ تعالیٰ ان کے پیٹ سے اس کثافت کو دور فرما دے گا۔۲۹۱

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، جنت میں موجود کھجور کے تنے سبزی مائل زرد رنگ کے ہوں گے، اور کھجور کی کٹی ہوئی ٹہنیوں کے باقی ماندہ تنے سرخ سونے کے ہوں گے، تاہم کھجور کی شاخوں سے اہل جنت کے لباس بنائے جائیں گے، کھجور کے پھل بڑے مٹکوں کی طرح ہوں گے، جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھے اور مکھن سے زیادہ نرم ہوں گے اور ان پھلوں میں گٹھلی نہیں ہوگی۔۲۹۲

سلمانؓ بیان کرتے ہیں، کھجور کی جڑیں موتی اور سونے کی ہوں گی، جبکہ اس پر تازہ پھل ہوں گے۔۲۹۳

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جنت کی کھجور کی جڑ چاندی

کی اور اس کا تنا سونے کا ہوگا، اس کی ٹہنیوں سے جنتیوں کے جوڑے تیار کئے جائیں گے، اس کے پھل تر و تازہ دودھ سے زیادہ سفید، مکھن سے زیادہ نرم اور شہد سے زیادہ میٹھے ہوں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تمہارے ان اناروں میں کوئی انار بھی ایسا نہیں جس کی پیوند کاری جنت کے انار کے دانے کے ساتھ نا کی گئی ہو۔ ۲۹۴

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، فِيهِنَّ خَيْرَٰتٌ حِسَانٌ۔

ترجمہ۔ جنت میں نیک اور خوبصورت عورتیں ہوں گی۔ ۲۹۵

ابن ابی شیبہؒ وعبد بن حمیدؒ نے ابوصالحؒ سے روایت کیا ہے! فِيهِنَّ خَيْرَٰتٌ حِسَانٌ سے مراد جنت کی کنواری عورتیں۔

قتادہؓ بیان کرتے ہیں، فِيهِنَّ خَيْرَٰتٌ حِسَانٌ سے مراد نیک اخلاق اور خوبصورت چہرے والی خواتین۔ ۲۹۶

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! حورعین جنت میں اس طرح سے گنگنائیں گی،

نحن الخیرات الحسان جئنا الازواج کرام۔

یعنی۔ ہم اچھی سیرت اور اچھی صورت والیاں ہیں، ہم معزز محترم خاوندوں کے لئے آئی ہیں۔

جنت میں مرد و عورت کو بہترین جوانی کے ایام دئے جائیں گے پھر وہاں سب مرد و عورت کے جوڑے ہوں گے، استثنائی حالات کے لئے استثنائی ضابطے ہوں گے مثلاً اگر کسی جنتی خاتون کے دنیا میں ایک سے زائد شوہر ہوں گے تو اسے جنت میں یہ اختیار دیا جائے گا کے وہ جس شوہر کے ساتھ چاہے رہ سکتی ہے جنت میں رہنے والے جوڑے ایک دوسرے کے لئے اس کائنات کے سب سے زیادہ حسین ترین جوڑے ہوں گے، جس سے دونوں فریقین کو مکمل لطف واطمینان میسر ہوگا اور وہ کبھی بھی اپنے جوڑے سے اکتاہٹ محسوس نہیں کریں گے اور نہ ہی کسی دوسرے جوڑے کے لئے رشک وحسد محسوس کریں گے۔ ہر جوڑے کی ہر ملاقات ایسی ہوگی جیسے دو کنوارے افراد

پہلی مرتبہ آپس میں ملتے ہوں۔

حُوۡرٌ مَّقۡصُوۡرٰتٌ فِی الۡخِیَامِ۔ ۲۹۷

ترجمہ۔ وہ عورتیں حوریں ہوں گی جو خیموں میں محفوظ ہوں گی۔

حور۔ عربی زبان کا لفظ ہے۔

حور۔ کے لغوی معنی بے حد حسین خواتین جو نہایت متوازن اور مثالی ہوں۔

حور۔ کی جمع احوار ہے۔

حوران جنت۔ سے مراد جنت کی نہایت حسین و جمیل خواتین ہیں، جن کی تخلیق میں مثالی ترکیب مدنظر رکھی گئی ہے۔

ہر جنتی عورت کو حوران جنت کی تمام صفات سے متصف کیا جائے گا اور تمام مومنات نسوانی حسن جمال، شرم وحیاء اور کشش کا مرقع ہو گی بعد ازاں انھیں جنت میں مومنین کے ساتھ نکاح کے ذریعے ملا دیا جائے گا۔ اس حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

هُمۡ وَ اَزۡوَاجُهُمۡ فِیۡ ظِلٰلٍ عَلَی الۡاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوۡنَ۔ ۲۹۸

ترجمہ۔ جنتی مرد اور ان کی بیویاں (جنت میں) گھنے سایوں میں ہوں گے اور مسندوں پر تکیے لگائے ہوئے ہوں گے۔

وَ عِنۡدَهُمۡ قٰصِرٰتُ الطَّرۡفِ عِیۡنٌ كَاَنَّهُنَّ بَیۡضٌ مَّكۡنُوۡنٌ۔ ۲۹۹

ترجمہ۔ (جنتیوں) کے پاس نگاہیں بچانے والی، خوبصورت آنکھوں والی (عورتیں ہوں گی گویا شتر مرغ کے محفوظ انڈے)۔

وَ عِنۡدَهُمۡ قٰصِرٰتُ الطَّرۡفِ اَتۡرَاب۔ ۳۰۰

ترجمہ۔ (جنتیوں) کے پاس شرمیلی کم سن بیویاں ہوں گی۔

كَذٰلِكَ وَ زَوَّجۡنٰهُمۡ بِحُوۡرٍ عِیۡنٍ۔ ۳۰۱

ترجمہ۔ ہم بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے ان کا نکاح کر دیں گے۔

فِیۡهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرۡفِ لَمۡ یَطۡمِثۡهُنَّ اِنۡسٌ قَبۡلَهُمۡ وَ لَا جَآنٌّ۔ ۳۰۲

ترجمہ۔جنتوں کی نعمتوں کے درمیان شرمیلی نگاہوں والیاں ہوں گی ،جن کو اس سے پہلے نا تو کسی انسان اور نہ جن نے چھوا ہو گا یعنی ان خواتین کو نئے سرے سے کنوارا پیدا کیا جائے گا۔

حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ۔۳۰۳

ترجمہ۔خیموں میں ٹہرائی ہوئی حوریں اور تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

وَ حُوْرٌ عِیْنٌ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ۔۳۰۴

ترجمہ۔ان کے لئے خوبصورت آنکھوں والی حوریں ہوں گی ، ایسی خوبصورت جیسے چھپا کر رکھے گئے موتی۔

حضرت ام سلمیٰؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی ، وَ حُوْرٌ عِیْنٌ ۔۳۰۵؎ بڑی آنکھوں والی حور سے متعلق بتائیے ؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! حُوْر کے معنی ہیں سفید اور عِیْن کے معنی ہیں موٹی آنکھ والی ، ان کی پلکیں گرگس کے پر کی مانند ہوں گی۔

پھر انھوں نے عرض کیا ، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَ الْمَرْجَانُ ۔۳۰۶؎ گویا وہ یاقوت اور مونگے کی مثل ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! وہ اس طرح صاف وشفاف ہوں گی جس طرح سیپی میں موتی ہوتا ہے جس کو کسی نہ نہ چھوا ہو۔ پھر انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا ، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عُرُبًا اَتْرَابًا ۔۳۰۷؎ کے بارے میں بتائیے ؟

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! محبت کرنے والیاں ہم عمر ، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! یہ وہ عورتیں ہیں جو دنیا میں بڑھاپے میں فوت ہو گئیں اللہ تعالیٰ نے انھیں بوڑھی ہونے کے بعد دوبارہ کنواری اور دوشیزہ بنا دے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! عُرُبًا کے معنی ہیں عشق و محبت کرنے والیاں اور اَتْرَابًا کے معنی ہم عمر کے ہیں۔

حضرت ام سلمیٰ بیان کرتی ہیں میں نے پوچھا ، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا دنیا کی عورتیں افضل ہیں یا پھر بڑی آنکھوں والی حوریں ؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! دنیا کی عورتیں زیادہ افضل ہیں بڑی آنکھوں والی حوروں کے مقابلے میں ، بالکل اسی طرح سے جس طرح سے ابری ، استر سے زیادہ افضل ہوتی ہے۔ حضرت ام سلمیٰؓ نے پوچھا وہ کیسے ؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! کیونکہ وہ اللہ کی

خاطر نماز اور روزے رکھتی ہیں، اس وجہ سے اللہ ان کے چہروں کو ایسا نور پہنائے گا اور ان کے جسموں کو ایسا ریشم کا لباس پہنائے گا کے جس کا رنگ سبز ہوگا جبکہ نور کی وجہ سے ان کا چہرہ سفید ہوگا، ان کی رنگتیں سفید ہوں گی اور وہ سبز لباس میں ملبوس ہوں گی، اور زیورات کی صورت یہ ہوگی ان کی گندھی ہوئی چوٹیوں پر موتی ہوں گے اور ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی اور وہ کہیں گی خبردار سنو ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں ہم کبھی نہیں مریں گی خبردار ہم آسودہ حال ہیں ہم کبھی مفلس نہ ہوں گی خبردار! ہم ہمیشہ مقیم رہنے والیاں ہیں ہم کبھی کوچ نہیں کریں گی خبردار! ہم راضی رہنے والیاں ہم کبھی ناراض نہیں ہوں گی خوشخبری ہے اس کے لئے ہمارے لئے اور جس کے لئے ہم ہیں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

إِنَّآ أَنشَأْنَٰهُنَّ إِنشَآءً فَجَعَلْنَٰهُنَّ أَبْكَارًا عُرُبًا أَتْرَابًا۔ ۳۰۸

ترجمہ۔ بے شک ہم نے ان عورتوں کو خاص طرز سے پیدا کیا ہے، سو ہم نے ان کو کنواری بنایا اپنے شوہروں سے محبت کرنے والیاں اور آپس میں ہم عمر۔

حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں جنت کی ایک نہر پر آیا جس کو بیزخ کہا جاتا ہے، اس نہر پر موتی، سبز زبرجد اور سرخ یاقوت کے خیمے تھے، وہاں مجھے آواز دی گئی السلام علیکم یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے کہا اے جبرائیل علیہ السلام یہ کیا آواز ہے؟ تو انہوں نے بتایا یہ پردے دار خواتین ہیں، جو ان خیموں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کر رہی ہیں، پھر ان عورتوں نے کہا ہم راضی ہونے والی ہیں ہم کبھی ناراض نہیں ہوں گی ہم مقیم رہنے والیاں ہیں اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں ہم کبھی کوچ نہیں کریں گی، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

حُورٌ مَّقْصُورَٰتٌ فِى ٱلْخِيَامِ۔ ۳۰۹

حضرت عبدا بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، حُورٌ مَّقْصُورَٰتٌ میں حور سے مراد سفید مقصورات میں رکی ہوئی فی الخیام یعنی موتیوں کے گھروں میں۔ ۳۱۰

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، حُورٌ مَّقْصُورَٰتٌ فِى ٱلْخِيَامِ سے مراد موتیوں کے

خیمے، جبکہ وہ خیمہ ایک ہی کھوکھلے موتی سے بنا ہوگا جو چار ہزار فرسخ (لمبا) ہوگا اس کے چار ہزار سونے کے دروازے ہوں گے۔۳۱۱ـــــ

حضرت ابودرداءؓ بیان کرتے ہیں، موتی کا ایک خیمہ ہوگا، جس میں موتیوں کے ستر دروازے ہوں گے۔۳۱۲ـــــ

حضرت ابوموسی اشعریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! خیمہ کھوکھلے موتی کا ہوگا، اور آسمان میں اس کی لمبائی ساٹھ میل ہوگی اس کے ہر کونے میں مومنین کے اہل وعیال ہوں گے، جن کو دوسرے نہیں دیکھ سکیں گے۔۳۱۳ـــــ

حضرت عبید بن عمیرؒ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اہل جنت میں سب سے ادنی درجہ کا وہ شخص ہوگا جس کا صرف ایک موتی کا گھر ہوگا، اس گھر میں اس کے کمرے اور دروازے ہوں گے۔۳۱۴ـــــ

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، مؤمن کا گھر جنت میں موتی سے بنا ہوگا جس میں چالیس کمرے ہوں گے، جس کے درمیان درخت ہوگا جس میں جوڑے اگے گے وہ اپنے ہاتھ سے ستر جوڑے اٹھائے گا جو موتی اور مرجان کے کمر بند سے بندھے ہوں گے۔۳۱۵ـــــ

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّ عَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ۔ یعنی۔ قالینوں پر تکیہ لگائے ہوں گے جو سبز، نہایت قیمتی اور نفیس ہوں گے۔۳۱۶ـــــ

ضحاکؒ بیان کرتے ہیں، رمزف سے مراد عمدہ اور بہترین مسند جبکہ عبقری خوبصورت قالین کو کہتے ہیں۔۳۱۷ـــــ

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ سے مراد سبز رنگ کی نہایت عمدہ اور اعلی مسند، خُضْرٍ وَّ عَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ سے مراد دبیز ریشم جو نہایت نفیس ہو۔۳۱۸ـــــ

حوالہ کتب:

۱۔ دلائل النبوۃ۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۲۔تفسیر ابن کثیر۔حافظ عماد الدین ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی (متوفی ۷۷۴ھ)۔مطبوعہ دار الفکر۔
۳۔تفسیر ابن کثیر۔حافظ عماد الدین ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی (متوفی ۷۷۴ھ)۔مطبوعہ دار الفکر۔
۴۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۵۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۶۔سورہ الرحمن۔آیت۔۱۔
۷۔الجامع البیان ۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی۳۱۱ھ) ۔ج۔۱۱۔ص۔۱۰۵۔مطبوعہ دار المعرفہ بیروت۔۱۴۰۹ھ۔
۸۔سورہ طٰحہ۔۵۔
۹۔سورہ الرحمن۔آیت۔۴۔
۱۰۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۱۰۔
۱۱۔سورہ الملک۔آیت۔۳۔
۱۲۔سورہ البقرہ۔آیت ۱۶۳۔
۱۳۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۔۲۔
۱۴۔سنن ترمذی ۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔ رقم الحدیث ۔ ۳۱۱۷۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۱۵۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۱۱۷۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔
۱۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۱۱۷۔مطبوعہ دار الفکر
۱۸۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۱۹۔المعجم الکبیر۔امام ابوقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) ۔رقم الحدیث ۔ ۳۵۷۔مطبوعہ دار احیاالتراث العربی۔
۲۰۔سورہ محمد۔۲۲۔۲۳۔
۲۱۔سورہ الرحمن۔آیت۔۴۔
۲۲۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی۔۱۴۰۵ھ)۔ادارہ طلوع اسلام لاہور۔۱۹۵۹ء۔
۲۳۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی۔۱۴۰۵ھ)۔ادارہ طلوع اسلام لاہور۔۱۹۵۹ء۔
۲۴۔سورہ الرحمن۔آیت۔۱۔۴
۲۵۔حدیث صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۲۶۔سورہ الحدید۔آیت۔۸۔
۲۷۔سورہ المائدہ۔آیت۔۷۔

۲۸۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۴۴۔
۲۹۔تفسیر صاوی۔علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی (متوفی ۱۲۲۳ھ)۔مطبوعہ داراحیاالکتب العربیہ۔مصر۔دارالفکر۔
بیروت۔۱۴۲۱ھ۔
۳۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۰۔
۳۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۰۔
۳۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۲۔
۳۳۔سورہ البقرہ۔۳۱۔
۳۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۴۔
۳۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۵۔
۳۶۔سورہ الرحمن۔آیت۔۴۔
۳۷۔سورہ الانبیا۔آیت۔۶۳۔
۳۸۔سورہ الجاثیہ۔آیت۔۲۹۔
۳۹۔سورہ الفصلٰت۔۲۱۔
۴۰۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔
داراحیاءالتراث العربی بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۴۱۔سنن ابی داود۔امام ابوداوٗد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔
۴۲۔سورہ بنی اسرائیل۔۴۴۔
۴۳۔سورہ النور۔آیت۔۴۱۔
۴۴۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۵۔
۴۵۔سورہ رعد۔آیت۔۱۳۔
۴۶۔قلندر شعور۔شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۹۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی۔۱۹۸۶ء۔
۴۷۔سیرۃ النبوہ۔محمد بن اسحاق سیار المطلبی۔ص۔۶۹۔
۴۸۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۴۔
۴۹۔تشبیہات رومی۔خلیفہ عبدالحکیم۔ص۔۴۔۵۔ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور پاکستان۔۱۹۵۹ء۔
۵۰۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
۵۱۔سورہ الرحمن۔آیت۔۶۔
۵۲۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۳۔ الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۴۔سورہ الحجر۔آیت۔۱۹۔
۵۵۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۵۳۔
۵۶۔سورہ الرحمن۔آیت۔۶۔

۵۷۔سورہ الرحمن۔آیت۔۱۰۔
۵۸۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۵۹۔ المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۶۰۔ الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۶۱۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔ج۔۸۔ص۔۴۰۷۔مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ۔مصر۔۱۳۰۶ھ۔
۶۲۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ)۔ج۔۱۔ص۔۱۳۸۔ مطبوعہ انتشارات ناصرخسرو ایران۔۱۳۸۷ھ۔
۶۳۔القرآن۔
۶۴۔سورہ انعام۔آیت۔۵۹۔
۶۵۔سورہ یونس۔آیت۔۶۱۔
۶۶۔سورہ ہود۔آیت۔۶۔
۶۷۔سورہ النمل۔آیت۔۷۵۔
۶۸۔سورہ سبا۔آیت۔۳۔
۶۹۔سورہ رعد۔آیت۔۳۹۔
۷۰۔سورہ النبا۔آیت۔ ۲۹۔
۷۱۔سورہ النحل۔آیت۔۸۔
۷۲۔سورہ الحاقہ۔آیت۔۳۸۔
۷۳۔سورہ الیل۔آیت۔۳۔
۷۴۔سورہ الرحمن۔آیت۔۱۱۔
۷۵۔سورہ الرحمن۔آیت۔۱۳۔
۷۶۔سورہ الرحمن۔آیت۔۱۳۔
۷۷۔سورہ الرحمن۔آیت۔۱۷۔
۷۸۔وقت۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۷۹۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی۔۱۴۰۵ھ)۔ادارہ طلوع اسلام لاہور۔۱۹۵۹ء۔
۸۰۔سورہ واقعہ۔آیت۔۴۱۔
۸۱۔سورہ الحاقہ۔آیت۔۲۵۔
۸۲۔سورہ کہف۔آیت۔۱۸۔
۸۳۔سورہ کہف۔آیت۔۱۷۔
۸۴۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۷۔

۸۵۔سورہ النحل۔آیت۔۲۹۔
۸۶۔سورہ النحل۔آیت۔۴۸۔
۸۷۔سورہ سبا۔آیت۔
۸۸۔سورہ ق۔آیت۔۱۷۔
۸۹۔ لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی۔۱۴۰۵ھ)۔ادارہ طلوع اسلام لاہور۔۱۹۵۹ء۔
۹۰۔سورہ واقعہ۔آیت۔۲۷۔
۹۱۔سورہ القصص۔آیت۔۳۰۔
۹۲۔سورہ کہف۔آیت۔۱۸۔
۹۳۔سورہ الصافات۔آیت۔۹۳۔
۹۴۔سورہ الصافات۔آیت۔۲۸۔
۹۵۔ لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی۔۱۴۰۵ھ)۔ادارہ طلوع اسلام لاہور۔۱۹۵۹ء۔
۹۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۱۵۔
۹۷۔سورہ ص۔آیت۔۱۸۔
۹۸۔ الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۹۹۔سورہ المعارج۔آیت۔۴۰۔
۱۰۰۔سورہ الرحمن۔آیت۔۱۷۔
۱۰۱۔سورہ معارج۔آیت۔۴۰۔
۱۰۲۔سورہ الصافات۔آیت۔۵۔
۱۰۳۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۳۷۔
۱۰۴۔سورہ الزمر۔آیت۔۶۹۔
۱۰۵۔سورہ الحجر۔آیت۔۴۷۔
۱۰۶۔سورہ الزخرف۔آیت۔۳۸۔
۱۰۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۰۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۰۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۱۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۱۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۱۲۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۱۱۳۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۱۱۴۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۱۱۵۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔

۱۱۶۔سورہ دخان۔آیت۔۱۰۔
۱۱۷۔سورہ دخان۔آیت۔۱۱۔
۱۱۸۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۱۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۲۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۲۱۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۲۲۔سورہ النمل۔آیت۔۸۲۔
۱۲۳۔ الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۲۴۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۱۲۵۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۱۲۶۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۲۷۔سورہ التکویر۔آیت۔۱۔
۱۲۸۔ابن ابی الدنیا فی الاہوال و ابن ابی حاتم والشیخ نے العظمہ۔
۱۲۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دار ارقم بیروت۔
۱۳۰۔سورہ الزخرف۔آیت۔۶۱۔
۱۳۱۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ دار احیاء التراث العربی۔
۱۳۲۔ الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۳۳۔ الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۳۴۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۹۶۔
۱۳۵۔ الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۳۶۔ الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۳۷۔سورہ واقعہ۔آیت۔۴۔
۱۳۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۳۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۔سورہ المومن۔آیت۔۵۹۔
۱۴۲۔سورہ النباء۔آیت۔۱۷۔
۱۴۳۔سورہ النحل۔آیت۔۷۷۔
۱۴۴۔سورہ یٰسین۔آیت۔۵۳۔

۱۴۵۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی۔۱۴۰۵ھ)۔ادارہ طلوع اسلام لاہور۔۱۹۵۹ء۔
۱۴۶۔سورہ طحہ۔آیت۔۱۳۰۔
۱۴۷۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۱۴۸۔حدیث صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
۱۴۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۵۰۔سورہ المومن۔آیت۔۸۵۔
۱۵۱۔حدیث صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
۱۵۲۔سورہ انعام۔آیت۔۱۵۸۔
۱۵۳۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۱۵۴۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۱۵۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۵۶۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔ج۔۸۔ص۔۴۰۷۔مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ۔مصر۔۱۳۰۶ھ۔۔
۱۵۷۔سورہ القصص۔آیت۔۳۸۔
۱۵۸۔سورہ النور۔آیت۔۳۵۔
۱۵۹۔لوح وقلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۹۷۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۱۶۰۔سورہ الرحمن۔آیت۔۱۹۔
۱۶۱۔سورہ الرحمن۔آیت۔۲۰۔
۱۶۲۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۶۳۔سورہ الرحمن۔آیت۔۲۲۔
۱۶۴۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۶۵۔تیسیر القرآن۔مولانا عبدالرحمن گیلانی۔
۱۶۶۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۱۶۷۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۶۸۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۶۹۔سورہ الرحمن۔آیت۔۲۷۔
۱۷۰۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۷۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۷۲۔المفردات باالفاظ القرآن۔علامہ راغب اصفہانی (متوفی۔)۔ص۔۴۲۸۔دارالشامیہ بیروت لبنان۔

۱۷۳۔سورہ الرحمن۔آیت۔۲۷۔
۱۷۴۔سورہ الرحمن۔آیت۔۲۸۔
۱۷۵۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۷۶۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
۱۷۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
۱۷۸۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۷۹۔کتاب اسماوالصفات۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داراحیا التراث العربی۔
۱۸۰۔سنن النسائی۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی (متوفی ۳۰۳ھ)۔مطبوعہ دارالمعرفہ۔بیروت۔
۱۸۱۔نہج البلاغہ۔مترجم۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔خطبہ ۸۹۔مکتبہ امامیہ کتب خانہ۔
۱۸۲۔سورہ رحمن۔آیت۔۲۹۔
۱۸۳۔البزاز۔
۱۸۴۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۱۸۵۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۱۸۶۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۱۸۷۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۱۸۸۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۱۸۹۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۱۹۰۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۱۹۱۔سورہ رحمن۔آیت۔۳۳۔
۱۹۲۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۹۲۔اشاعت۔شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان۔۲۰۰۴ء۔
۱۹۳۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۸۔اشاعت۔شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان۔۲۰۰۴ء۔
۱۹۴۔کشف المحجوب۔سید علی بن عثمان الجویری۔ترجمہ۔الحاج کپتان واحد بخش سیالوی۔ص۔۷۸۔ناشران الفیصل لاہور۔۲۰۰۶ء۔
۱۹۵۔کشکول۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۲۳۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی۔۱۹۹۰ء۔
۱۹۶۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۱۹۷۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۸۔اشاعت۔شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان۔۲۰۰۴ء۔
۱۹۸۔سورہ الطلاق۔آیت۔۱۲۔
۱۹۹۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۲۔

۲۰۰۔سورہ المومنون۔آیت۔۱۷۔
۲۰۱۔سورہ نوح۔آیت۔۱۵۔
۲۰۲۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۴۴۔(احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۱۔اشاعت۔
شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان۔۲۰۰۴ء)۔
۲۰۳۔کشکول۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۸۶۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی۔۱۹۹۰ء۔
۲۰۴۔سورہ الرحمن۔آیت۔۳۷۔
۲۰۵۔الدر المنثو ر التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔۔
۲۰۶۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی(متوفی ۳۲۷ھ)مطبوعہ مکتبہ نزار
مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۲۰۷۔الدر المنثو ر التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۰۸۔الدر المنثو ر التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۰۹۔سورہ الرحمن۔آیت۔۴۱۔
۲۱۰۔سورہ الحدید۔آیت۔۱۲۔
۲۱۱۔سورہ تحریم۔آیت۔۸۔
۲۱۲۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی(۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۲۱۳۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۱۰۳۔
۲۱۴۔سورہ قیامۃ۔آیت۔۲۲۔۲۳۔
۲۱۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۷۴۔
۲۱۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۱۷۔مشکوۃ۔امام ولی الدین تبریزی(متوفی ۷۴۲ھ)مطبوعہ اصح المطابع دہلی دار ارقم بیروت۔
۲۱۸۔الدر المنثو ر التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۱۹۔الدر المنثو ر التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۲۰۔الدر المنثو ر التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۲۱۔الدر المنثو ر التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۲۲۔الدر المنثو ر التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۲۳۔الدر المنثو ر التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۲۴۔الدر المنثو ر التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۲۵۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۱۰۲۔
۲۲۶۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی(متوفی ۳۲۷ھ)مطبوعہ مکتبہ نزار
مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۲۲۷۔الدر المنثو ر التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۲۲۸۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۲۲۹۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۳۰۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۳۱۔ المصنف۔امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۰ھ۔
۲۳۲۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۳۳۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۲۳۴۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۳۵۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۳۶۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۳۷۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۳۸۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۸۰۔
۲۳۹۔سورہ النساء۔آیت۔۱۴۲۔
۲۴۰۔ تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۲۴۱۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۰ھ۔
۲۴۲۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ دار احیاء التراث العربی۔
۲۴۳۔سورہ الرحمن۔آیت۔۴۶۔
۲۴۴۔سورہ الرحمن۔آیت۔۴۸۔
۲۴۵۔سورہ الرحمن۔آیت۔۵۰۔
۲۴۶۔سورہ الرحمن۔آیت۔۵۲۔
۲۴۷۔سورہ الرحمن۔آیت۔۵۴۔
۲۴۸۔سورہ الرحمن۔آیت۔۵۶۔
۲۴۹۔سورہ الرحمن۔آیت۔۵۸۔
۲۵۰۔سورہ الرحمن۔آیت۔۶۰۔
۲۵۱۔سورہ الرحمن۔آیت۔۶۲۔
۲۵۲۔سورہ الرحمن۔آیت۔۶۴۔
۲۵۳۔سورہ الرحمن۔آیت۔۶۶۔
۲۵۴۔سورہ الرحمن۔آیت۔۶۸۔
۲۵۵۔سورہ الرحمن۔آیت۔۷۰۔
۲۵۶۔سورہ الرحمن۔آیت۔۷۲۔

۲۵۷۔سورہ الرحمن۔آیت۔۶۷۔
۲۵۸۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۲۵۹۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۰ھ۔
۲۶۰۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۲۶۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۶۲۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۲۶۳۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۲۶۴۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۲۶۵۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۰ھ۔
۲۶۶۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۲۶۷۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۲۶۸۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۶۹۔سورہ السجدہ۔آیت۔۱۷۔
۲۷۰۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۷۱۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۲۷۲۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۷۳۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۲۷۴۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۲۷۵۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۲۷۶۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۲۷۷۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۲۷۸۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۲۷۸۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۲۸۰۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۸۱۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۲۸۲۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۲۸۳۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔

۲۸۴۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۲۸۵۔الدر المنثور التفسیر بالمأثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۸۶۔الدر المنثور التفسیر بالمأثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۸۷۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ۔
۲۸۸۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ۔
۲۸۹۔الدر المنثور التفسیر بالمأثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۹۰۔الدر المنثور التفسیر بالمأثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۹۱۔الدر المنثور التفسیر بالمأثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۹۲۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار
۲۹۳۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۲۹۴۔الدر المنثور التفسیر بالمأثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۹۵۔الدر المنثور التفسیر بالمأثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۹۶۔الدر المنثور التفسیر بالمأثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۹۷۔سورہ الرحمن۔آیت۔۲۷۔
۲۹۸۔سورہ یٰسین۔آیت۔۵۶۔
۲۹۹۔سورہ صافات۔آیت۔۴۸۔۴۹۔
۳۰۰۔سورہ ص۔آیت۔۵۲۔
۳۰۱۔سورہ دخان۔آیت۔۵۴۔
۳۰۲۔سورہ الرحمن۔آیت۔۵۵۔۵۶۔
۳۰۳۔سورہ الرحمن۔آیت۔۷۲۔۷۴۔
۳۰۴۔سورہ واقعہ۔آیت۔۲۲۔۲۳۔
۳۰۵۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۲۲۔
۳۰۶۔سورہ الرحمن۔آیت۔۵۸۔
۳۰۷۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۳۷۔
۳۰۸۔سورہ الواقعہ ۳۵۔۳۷۔
۳۰۹۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۳۱۰۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار
۳۱۱۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار
۳۱۲۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار
۳۱۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔

۳۱۴۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۳۱۵۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۳۱۶۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۳۱۷۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۳۱۸۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔

۵۶۔سورہ الْوَاقِعَۃُ

(ایساواقعہ جس میں سختی اورناگواری پائی جائے یعنی قیامت)

نام:

الْوَاقِعَۃُ۔عربی زبان کا لفظ ہے،یعنی ایساواقعہ جس میں سختی اورناگواری پائی جائے۔
زجاج نے کہا!ہرآنے والی چیز جس کے بارے میں یہ توقع ہو کے وہ آ کر ہی رہے گی۔

شان نزول:

سورہ الْوَاقِعَۃُ مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۹۶ ہے جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۳ ہے۔

مضامین:

۱۔قیامت کا بیان۔
۲۔توحید کا بیان۔
۳۔قرآن کریم کا ذکر۔
۴۔نیک اور بدافراد کے سزااور جزا کے احکامات۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!جوشخص ہررات کو

سورہ الْوَاقِعَةُ پڑھے گا اسے کبھی فاقہ نہ ہوگا۔ ا؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اپنی بچیوں کو ہر رات سورہ الْوَاقِعَةُ پڑھنے کا حکم دیتے تھے۔ ۲؎

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اپنی عورتوں کو سورہ الْوَاقِعَةُ سیکھاؤ کیونکہ یہ سورہ مالداری اور تونگری کی سورۃ ہے۔ ۳؎

قیامت کا وقوع اور اس کی ہولنا کی:

قیامت کا الْوَاقِعَةُ نہایت ہولناک اور خوفناک واقعہ ہے، جس کی جانب قرآن کریم میں بے شمار سورتوں میں واضح اشارے کئے گئے ہیں سورہ الْوَاقِعَةُ کی ابتدائی آیات میں بھی قیامت کی ہولنا کی کا ذکر کیا گیا ہے، جو درج ذیل ہیں۔

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ۔ ۴

ترجمہ۔ جب قیامت واقع ہوگی۔

لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ۔ ۵

ترجمہ۔ اس کو جھٹلانے والا کوئی نہ ہوگا۔

خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ۔ ۶

ترجمہ۔ وہ پست کردے گی بلند کردے گی۔

اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا۔ ۷

ترجمہ۔ جبکہ زمین کو سخت زلزلہ آئے گا۔

وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا۔ ۸

ترجمہ۔ پہاڑ بالکل ریزہ ریزہ کردیئے جائیں گے۔

فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْبَثًّا۔ ۹

ترجمہ۔ پھر وہ پراگندہ غبار ہوجائیں گے۔

وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً۔ ۱۰

ترجمہ۔ اور تم تین قسم ہوجاؤ گے۔

فَاَصۡحٰبُ الۡمَیۡمَنَۃِ ۬ۙ مَاۤ اَصۡحٰبُ الۡمَیۡمَنَۃِ ۔۱۱

ترجمہ۔ جو داہنے والے ہیں، وہ داہنے والے کیسے اچھے ہیں۔

وَ اَصۡحٰبُ الۡمَشۡـَٔمَۃِ ۬ۙ مَاۤ اَصۡحٰبُ الۡمَشۡـَٔمَۃِ ۔۱۲

ترجمہ۔ جو بائیں والے ہیں وہ بائیں والے کیسے برے ہیں۔

وَ اَصۡحٰبُ الشِّمَالِ ۬ۙ مَاۤ اَصۡحٰبُ الشِّمَالِ ۔۱۳

ترجمہ۔ جو بائیں والے ہیں وہ بائیں والے کیسے برے ہیں۔

فِیۡ سَمُوۡمٍ وَّ حَمِیۡمٍ ۔۱۴

ترجمہ۔ وہ لوگ سموم میں ہوں گے اور کھولتے ہوئے پانی میں۔

وَّ ظِلٍّ مِّنۡ یَّحۡمُوۡمٍ ۔۱۵

ترجمہ۔ سیاہ دھوئیں کے سایہ میں۔

لَّا بَارِدٍ وَّ لَا کَرِیۡمٍ ۔۱۶

ترجمہ۔ جو نہ ٹھنڈا ہوگا اور فرحت بخش ہوگا۔

وَ کَانُوۡا یُصِرُّوۡنَ عَلَی الۡحِنۡثِ الۡعَظِیۡمِ ۔۱۷

ترجمہ۔ (یہ لوگ) بڑے بھاری گناہ پر اصرار کیا کرتے تھے۔

وَ کَانُوۡا یَقُوۡلُوۡنَ ۬ۙ اَئِذَا مِتۡنَا وَ کُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا
لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ ۔۱۸

ترجمہ۔ وہ یوں کہا کرتے تھے، جب ہم مر گئے اور مٹی اور ہڈیاں رہ گئے تو کیا ہم دوبارہ زندہ کیے جائیں گے۔

اَوَ اٰبَآؤُنَا الۡاَوَّلُوۡنَ ۔۱۹

ترجمہ۔ کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی۔

قُلۡ اِنَّ الۡاَوَّلِیۡنَ وَ الۡاٰخِرِیۡنَ ۔۲۰

ترجمہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہہ دیجئے سب اگلے اور پچھلے۔

لَمَجۡمُوۡعُوۡنَ اِلٰی مِیۡقَاتِ یَوۡمٍ مَّعۡلُوۡمٍ ۔۲۱
ترجمہ۔جمع کیے جائیں گے ایک معین دن پر۔
ثُمَّ اِنَّکُمۡ اَیُّہَا الضَّآلُّوۡنَ الۡمُکَذِّبُوۡنَ ۔۲۲۔ترجمہ۔پھر تم کو اے گمراہو! جھٹلانے والو
لَاٰکِلُوۡنَ مِنۡ شَجَرٍ مِّنۡ زَقُّوۡمٍ ۔۲۳۔ترجمہ۔زقوم کا درخت سے کھانا پڑے گا۔
فَمَالِـُٔوۡنَ مِنۡہَا الۡبُطُوۡنَ ۔۲۴۔ترجمہ۔پھر اس سے پیٹ بھرنا ہوگا۔
فَشٰرِبُوۡنَ عَلَیۡہِ مِنَ الۡحَمِیۡمِ ۔۲۵۔ترجمہ۔پھر اس پر کھولتا ہوا پانی بھی پینا ہوگا۔
فَشٰرِبُوۡنَ شُرۡبَ الۡہِیۡمِ ۔۲۶۔ترجمہ۔پھر پینا بھی پیاسے اونٹوں کی طرح ہوگا۔
ہٰذَا نُزُلُہُمۡ یَوۡمَ الدِّیۡنِ ۔۲۷۔ترجمہ۔ان لوگوں کی قیامت کے روز یہ دعوت ہوگی۔
وَ اَمَّاۤ اِنۡ کَانَ مِنَ الۡمُکَذِّبِیۡنَ الضَّآلِّیۡنَ ۔۲۸
ترجمہ۔جو شخص جھٹلانے والوں گمراہوں میں سے ہوگا۔
فَنُزُلٌ مِّنۡ حَمِیۡمٍ ۔۲۹۔ترجمہ۔سوکھولتے ہوئے پانی سے اس کی ضیافت ہوگی۔
وَّ تَصۡلِیَۃُ جَحِیۡمٍ ۔۳۰۔ترجمہ۔اور وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔
اِنَّ ہٰذَا لَہُوَ حَقُّ الۡیَقِیۡنِ ۔۳۱۔ترجمہ۔بے شک یہ یقینی بات ہے۔

القیامۃ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ق۔و۔م) سے مشتق ہے۔۳۲

قام۔قیاماً۔سے مراد کھڑا ہونا، متوازن ہونا یا کسی معاملے کا معتدل، محکم اور استوار ہونا۔

قیام۔سے مراد ثابت اور دائم ہونا۔

اقام۔سے مراد سیدھا اور درست ہونا۔

القیامۃ۔سے مراد انسان کا یکبارگی اٹھ کھڑے ہونا۔

القیامۃ۔کا لفظ قیام کے آخر میں ۃ کے اضافہ سے بنا ہے جس کے معانی یک بارگی اٹھ کھڑا ہونا۔

القیامۃ۔سے مراد اس خاص گھڑی کا واقع ہونا جس میں انسان اچانک اٹھ کھڑا ہوگا۔

قیامۃ۔کا لفظ قرآن کریم کی ان بنیادی اصطلاحات میں سے ہے جس کا مفہوم نہایت واضح اور جامع ہے یعنی وہ دن جس دن تمام مرے ہوئے انسان یک بارگی اپنی اپنی قبروں سے اٹھ کھڑے

ہوں گے اور اللہ کے حضور اپنے نامہ اعمال کے ساتھ پیش کئے جائیں گے اور مرنے کے بعد دوسری زندگی میں داخل ہوجائیں گے۔

لفظ قیامة ایک انقلابی ظہور، روز آخر، آخرت، معاد، ساعت اور بعث وغیرہ کے مفاہیم میں قرآن کریم میں جگہ جگہ بکثرت مستعمل ہوا ہے۔ ۳۳؎

ارشادات خداوندی:

وَ مَآ اَمۡرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمۡحِ الۡبَصَرِ اَوۡ هُوَ اَقۡرَبُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ۔۳۴

ترجمہ۔قیامت محض پلک جھپکنے میں واقع ہوجائے گی بلکہ وہ اس سے بھی قریب تر ہے، بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اِنَّهُمۡ يَرَوۡنَهٗ بَعِيۡدًاۙ وَّنَرٰٮهُ قَرِيۡبًا ۔۳۵

ترجمہ۔بے شک وہ یوم حشر کو بہت دور سمجھ رہے ہیں اور ہم اسے بہت قریب دیکھ رہے ہیں۔

وَ نَحۡشُرُهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوۡهِهِمۡ عُمۡيًا وَّ بُكۡمًا وَّ صُمًّا مَاۡوٰٮهُمۡ جَهَنَّمُ كُلَّمَا خَبَتۡ زِدۡنٰهُمۡ سَعِيۡرًا

ترجمہ۔ہم قیامت کے دن ان کو ان کے مونہوں کے بل اٹھائیں گے اس حال میں کہ وہ اندھے گونگے اور بہرے ہوں گے۔۳۶؎

فَهَلۡ يَنۡظُرُوۡنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنۡ تَاۡتِيَهُمۡ بَغۡتَةً فَقَدۡ جَآءَ اَشۡرَاطُهَا فَاَنّٰى لَهُمۡ اِذَا جَآءَتۡهُمۡ ذِكۡرٰٮهُمۡ ۔۳۷

ترجمہ۔لوگ صرف اس کا انتظار کررہے ہیں کہ ان کے پاس قیامت اچانک آجائے، سو بے شک اس کی نشانیاں آچکی ہیں پس جب (قیامت) ان کے پاس آئے گی تو ان کو نصیحت قبول کرنے کا موقع کہاں ملے گا۔

يَسۡـئَلُوۡنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرۡسٰٮهَا قُلۡ اِنَّمَا عِلۡمُهَا عِنۡدَ رَبِّىۡ لَا يُجَلِّيۡهَا لِوَقۡتِهَاۤ اِلَّا هُوَ ثَقُلَتۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ لَا تَاۡتِيۡكُمۡ

اِلَّا بَغۡتَةً يَسۡـَٔلُوۡنَكَ كَاَنَّكَ حَفِىٌّ عَنۡهَا قُلۡ اِنَّمَا عِلۡمُهَا عِنۡدَ اللّٰهِ وَ لٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۔۳۸

ترجمہ۔وہ آپ ﷺ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں کے اس کا واقع ہونا کب ہے؟ آپ ﷺ فرما دیجئے کے اس کا علم صرف میرے رب ہی کے پاس ہے اسے اس کے وقت پر وہی ظاہر فرمائے گا، وہ آسمانوں میں اور زمین میں بھاری پڑ جائے گی،تمہارے پاس اچانک ہی آجائے گا وہ آپ سے سوال کرتے ہیں گویا آپ اس کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کر چکے ہیں،آپ فرما دیجئے کے اس کا علم صرف اللہ ہی کے پاس ہے لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔

وَ الۡاَرۡضُ جَمِيۡعًا قَبۡضَتُهٗ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ وَ السَّمٰوٰتُ مَطۡوِيّٰتٌۢ بِيَمِيۡنِهٖ ۔۳۹

ترجمہ۔قیامت کے دن سب زمینیں اس کی مٹھی میں ہوں گی اور تمام آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔

فَكَيۡفَ تَتَّقُوۡنَ اِنۡ كَفَرۡتُمۡ يَوۡمًا يَّجۡعَلُ الۡوِلۡدَانَ شِيۡبَا ۖ السَّمَآءُ مُنۡفَطِرٌۢ بِهٖ كَانَ وَعۡدُهٗ مَفۡعُوۡلًا ۔۴۰

ترجمہ۔اگر تم کفر کرو گے تو اس دن سے کیسے بچو گے؟ جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا،آسمان پھٹ جائے گا اس میں اس کا وعدہ کیا ہوا ہے۔

قیامت کی نشانیاں:

اور لوگ صرف اس کا انتظار کر رہے ہیں کے ان کے پاس قیامت اچانک آجائے۔

فَهَلۡ يَنۡظُرُوۡنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنۡ تَاۡتِيَهُمۡ بَغۡتَةً ۚ فَقَدۡ جَآءَ اَشۡرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى لَهُمۡ اِذَا جَآءَتۡهُمۡ ذِكۡرٰٮهُمۡ ۔۴۱

ترجمہ۔بے شک اس کی نشانیاں آچکی ہیں، پس جب (قیامت) ان کے پاس آئے گی تو ان کو نصیحت قبول کرنے کا موقع کہاں ملے گا۔

ضحاک اور حسن بصری نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے! اہل کتاب نے اپنی کتابوں میں پڑھا تھا کہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا میں مبعوث فرمانا قیامت کی علامتوں اور اس کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دونوں انگلیوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا! مجھے اور قیامت کو اس طرح ساتھ ساتھ بھیجا گیا ہے۔ ۴۲؎

قیامت کی نشانیوں میں حسب ذیل امور کو بیان کیا گیا ہے۔

کنیزوں سے مالکوں کا پیدا ہونا۔ فقراء کا بلند و بالا عمارتوں کو بنانا اور بادشاہ بن جانا۔ ۴۳؎

علم کا اٹھ جانا، جہل کا بڑھ جانا، شراب کا زیادہ پیا جانا، زنا کی کثرت، مردوں کا کم ہو جانا اور عورتوں کا زیادہ ہو جانا، حتی کے ایک مرد کا پچاس عورتوں کی کفالت کرنا۔ ۴۴؎

نااہل کو منصب دیا جانا یعنی امانت کا اٹھ جانا اور خیانت کا قائم ہونا)۔ ۴۵؎

کثرت مال کی وجہ سے زکوۃ کو قبول نہ کرنا۔ ۴۶؎

سرزمین حجاز سے آگ کا نکلنا۔ ۴۷؎

مال غنیمت کو ذاتی دولت بنا لینا، امانت کو مال غنیمت بنا لینا، زکوۃ کو جرمانہ سمجھنا، دین کے لئے علم کو حاصل نہ کرنا، مرد کا اپنی بیوی کی اطاعت کرنا اور اپنی ماں کی نافرمانی کرنا، دوستوں کو قریب کرنا اور اپنے باپ کو دور کرنا، مساجد میں شور مچانا، سب سے بدکار شخص کو اپنے قبیلے کا سردار بنا لینا، کسی شخص کے شر سے بچنے کے لئے اس کی عزت کرنا، گانے والیوں اور آلات موسیقی کا ظہور، امت کے آخری لوگوں کا پہلے لوگوں کو برا کہنا، سرخ آندھیوں کی کثرت، زلزلوں کی کثرت، زمین میں دھنسنے، شکل کے مسخ ہونے اور آسمان سے پتھر برسنے کا ظہور۔ ۴۸؎

امام مہدی کا ظہور اور ان کا دنیا میں عدل کو قائم کرنا۔ ۴۹؎

دھویں کا ظہور، دجال کا ظہور، دابۃ الارض کا نکلنا، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، یاجوج ماجوج کا نکلنا تین بار زمین کا دھنسنا۔ ۱۔ مشرق میں۔ ۲۔ مغرب میں۔ ۳۔ جزیرہ عرب میں۔ آگ کا لوگوں کو ہانک کر محشر کی جانب لے جانا، آندھی کا لوگوں کو سمندر میں گرا دینا۔ ۵۰؎

صور کا پھونکا جانا:

صور پھونکے جانے سے متعلق قرآن کریم میں کئی آیات بیان کی گئیں ہیں۔
جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ۔ ۵۱

ترجمہ۔ایک زبردست چیخ کا انتظار کر رہے ہیں جس کے درمیان سانس لینے کی بھی مہلت نہ ہوگی۔ پھر اللہ تعالی پہاڑوں کو اڑا دے گا تو وہ بادلوں کی طرح چل رہے ہوں گے پھر وہ خاک کا ڈھیر ہو جائیں گے اور زمین اپنے ساکنوں کے ساتھ لرز رہی ہوگی۔

يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ وَ هُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ۔ ۵۲

ترجمہ۔جس دن صور پھونکا جائے گا۔وہ جاننے والا ہے غیب کی چیزوں کو اور ظاہر چیزوں کو اور وہ حکمت والا ہے،خبر رکھنے والا ہے۔

وَ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ وَ كُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ۔ ۵۳

ترجمہ۔جس دن صور پھونکا جائے گا تو جو کچھ آسمان میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے،سوائے جس کو اللہ چاہے سب گھبرا جائیں گے،سوائے اس کے جسے اللہ چاہے اور سب اس کے حضور میں عاجزی کے ساتھ حاضر ہو جائیں گے۔

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَ نَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا۔ ۵۴

ترجمہ۔جس دن صور پھونکا جائے گا ہم گناہ گاروں کو اس دن نیلی آنکھوں کے ساتھ اکھٹا کریں گے۔

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا۔ ۵۵

ترجمہ۔جس دن صور پھونکا جائے گا تو تم فوج درفوج چلے آ وگے۔

وَ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ

شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيۡهِ اُخۡرٰى فَاِذَا هُمۡ قِيَامٌ يَّنۡظُرُوۡنَ ۔۵۶

ترجمہ۔صور پھونکا جائے گا تو جو آسمانوں میں ہے اور جو زمینوں میں ہے وہ سب فنا ہو جائیں گے مگر جن کو اللہ چاہے پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو وہ اچانک دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے

وَ اسۡتَمِعۡ يَوۡمَ يُنَادِ الۡمُنَادِ مِنۡ مَّكَانٍ قَرِيۡبٍۙ يَّوۡمَ يَسۡمَعُوۡنَ الصَّيۡحَةَ بِالۡحَقِّ ذٰلِكَ يَوۡمُ الۡخُرُوۡجِ اِنَّا نَحۡنُ نُحۡىٖ وَ نُمِيۡتُ وَ اِلَيۡنَا الۡمَصِيۡرُ يَوۡمَ تَشَقَّقُ الۡاَرۡضُ عَنۡهُمۡ سِرَاعًا ذٰلِكَ حَشۡرٌ عَلَيۡنَا يَسِيۡرٌ نَحۡنُ اَعۡلَمُ بِمَا يَقُوۡلُوۡنَ وَ مَاۤ اَنۡتَ عَلَيۡهِمۡ بِجَبَّارٍ فَذَكِّرۡ بِالۡقُرۡاٰنِ مَنۡ يَّخَافُ وَعِيۡدِ ۔۵۷

ترجمہ۔اے مخاطب غور سے سن! جب منادی قریب کی جگہ سے پکارے گی جس دن لوگ چیخ کی آواز کو برحق سنیں گے یہ قبروں سے نکلنے کا دن ہے۔ بے شک ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے جس دن زمین پھٹ جائے گی تو وہ دوڑتے ہوئے نکلیں گے یہ حشر بپا کرنا ہم پر بہت آسان ہے ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ یہ کفار کر رہے ہیں اور آپ ان پر جبر کرنے والے نہیں پس آپ ان کو قرآن سے نصیحت فرمائے جو میرے عذاب کی وعید سے ڈرتا ہو۔

وَ نُفِخَ فِى الصُّوۡرِ فَاِذَا هُمۡ مِّنَ الۡاَجۡدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمۡ يَنۡسِلُوۡنَ ۔۵۸

ترجمہ۔صور پھونکا جائے گا پس وہ اس وقت اپنی قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف تیز تیز چلنے لگیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

ایک انصاری صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا! کون سا مومن زیادہ عقل مند ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو موت کو زیادہ یاد کرتا ہے اور اس کے بعد کے مراحل کے لئے زیادہ اچھی تیاری کرتے ہیں یہی عقل مند ہیں۔۵۹

حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا، قیامت کا دن مومن پر اتنی مقدار کا ہو گا جتنی مقدار ظہر اور عصر کے

درمیان ہوتی ہے۔ ٦٠؎

حضرت بریدہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی مثل ساتھ ساتھ بھیجا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو ساتھ ساتھ ملا کر فرمایا۔ ٦١؎

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک درندے انسانوں سے باتیں نہ کریں اور انسان سے اس کا کوڑے کا پھندا بات نہ کرے اور اس کی جوتی کا تسمہ بات نہ کرے۔ ٦٢؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قیامت صرف اشرار (بدترین) لوگوں پر قائم ہوگی۔ ٦٣؎

حضرت نعمان بن بشیرؓ بیان کرتے ہیں، حضرت عمرؓ نے بیان کیا ہے! جنت میں نیک آدمی کو نیک آدمی کے ساتھ ملا دیا جائے گا اور دوزخ میں بدکار کو بدکار کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔

حسن بصری اور قتادہ کہتے ہیں! ہر شخص کو اس کی جماعت کے ساتھ ملا دیا جائے گا یعنی یہودی کو یہودی اور نصرانی کو نصرانی کے ساتھ اور مومنین کی روحوں کو بڑی آنکھوں والی حوروں کے ساتھ اور کافرین کی روحوں کو شیاطین کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔ ٦٤؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! حزب اللہ کی آنکھیں قیامت کے خوف سے جاگتی ہیں ان کے پہلو آرام سے ناآشنا ہیں اور ان کی زبان ہمہ وقت اللہ کے ذکر سے تر رہتی ہیں آگاہ ہوجاؤ کے حزب اللہ ہی غالب ہونے والے ہیں۔ خوش بخت ہے وہ انسان جس نے قیامت کو یاد رکھا، حساب کے لئے عمل کیا، جتنا رزق اللہ نے دیا اس پر قانع رہا، اللہ کی رضا میں راضی رہا۔ سفر قیامت کے لئے بدترین زادراہ اللہ کے بندوں پر ظلم ہے۔

عقلمند ہے وہ انسان جو قیامت کے لئے اسی دنیا میں عمل کرتا ہے۔

جو انسان اللہ کے لئے اخلاص اختیار کرتا ہے اللہ تعالی اس کے لئے دنیا، آخرت اور معاشی حالات کے لئے پشت پناہی فرماتا ہے۔

جو قیامت پر یقین رکھتا ہے وہ زیادہ سے زیادہ زادراہ کی فکر میں مبتلا رہتا ہے۔ وہ مومن نہیں جو آخرت کی فکر نا کرے۔

جو اپنی آخرت کو سنوارتا ہے اللہ اس کی دنیا کو سنوارتا ہے۔

دنیا کی تلخی آخرت کی مٹھاس ہے اور دنیا کی حلاوت آخرت کی تلخی ہے۔

امام حسن سے وصیت میں آپؑ نے فرمایا! جان لو بیٹا تم آخرت کے لئے پیدا کئے گئے ہو، نہ کے دنیا کے لئے ،تم فنا کے لئے پیدا کئے گئے ہونہ کے بقا کے لئے اور تم موت کے لئے پیدا کئے گئے ہونہ کے زندگی کے لئے۔ جسے آخرت کا یقین ہو وہ دنیا کی حرص میں مبتلا نہیں ہوتا ہے۔

اصلاح نفس کے لئے کوشاں رہو، کیونکہ اس معاملہ میں صرف کوشش ہی تمھاری معاون ہوسکتی ہے

انسان کی ہر سانس موت کی طرف ایک قدم ہے۔

ساعتوں کا گزرنا بھی اجل میں شامل ہے۔ سب سے قریب ترین اور سچی چیز انسان کی موت ہے۔ اس دن کے لئے عمل کرو جس دن کے لئے ذخیرہ کیا جاتا ہے اور اس دن اسرار سے پردہ ہٹ جائے گا۔

بلاشبہ تقویٰ تمام تر استحکام کی کلید ہے اور معاد کا ذخیرہ ہر غلامی سے نجات اور ہر طرح سے ہلاکت سے بچنے کا ذریعہ ہے۔

اللہ کے خاص بندوں نے جو متقی ہیں انھوں نے دنیا اور آخرت دونوں سے فائدہ اٹھالیا۔ ۶۵؎

اہم نکتہ:

قرآن کریم اور کتب حدیث سے قیامت کا قائم ہونا ثابت ہے جبکہ اسلام کے بنیادی عقائد میں عقیدہ آخرت کا شمار ہوتا ہے کیونکہ جب تک انسان عقیدہ آخرت کا اقرار اور یقین نہیں کرے گا وہ حلقہ اسلام میں داخل نہیں ہوسکتا، انسان اس دنیا میں جس سے آیا ہے اسی دن سے وہ ہر لمحہ موت اور اگلی دنیا میں جانے کے سفر پر گامزن ہے یعنی جو انسان دنیا میں آگیا اب وہ یہاں سے جانے

کے لئے سفر میں ہے، قرآن کریم کے تقریباً ہر صفحے پر آخرت سے متعلق کوئی نا کوئی بات یا پیغام موجود ہے مثلاً موت، قبر، یوم آخرت، قیامت، حساب کتاب جنت دوزخ، میزان، ثواب عذاب، صور کا پھونکے جانا، پل صراط، اعمال کی باز پرس اور قیامت کا زلزلہ وغیرہ۔

جس معاشرے میں عقیدہ آخرت کمزور پڑ جاتا ہے وہاں ہر طرح کے جرائم بڑھنے لگتے ہیں کیونکہ لوگوں کے دلوں سے موت کا خوف اور قیامت میں باز پرس کا ڈر نکل جاتا ہے جبکہ جن معاشروں میں عقیدہ آخرت مضبوط بنیادوں پر استوار ہوتا ہے وہاں لوگوں کے دلوں میں خوف خدا ہوتا ہے اور وہ کسی بھی ظلم وزیادتی سے قبل یہ سوچتے ہیں کے ہمیں اللہ کے یہاں اس کا جواب دینا پڑے گا۔

قیامت کے قیام کے عقیدے پر یقین کا فلسفہ یہ ہے کے انسان ہر وقت اگلے جہاں کی تیاری میں لگا رہے اور ہر گناہ سے بچنے اور نیکی کو کرنے کی جانب مکمل تندہی سے راغب رہے کیونکہ جو لوگ اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل بھی کر دئے جائیں گے وہ وہاں اس بات پر ندامت محسوس کریں گے کے ہم نے دنیا میں بہت وقت ضائع کیا چنانچہ اس خفت اور ندامت سے بچنے کا یہی ایک طریقہ ہے کے ہر وقت ذکر الٰہی میں مصروف رہا جائے اور اللہ کی اطاعت اور عبادت کو نہایت دل جمعی سے ادا کیا جائے۔

بقول شاعر!

ہم خانہ بدوش لوگوں کی یہ منزلیں نہیں
ہم اگلے جہاں کے لوگ ہیں اور راستے میں ہیں

فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۶۶

ترجمہ۔ پھر وہ پراگندہ غبار ہو جائیں گے۔ (جیسے خشک درختوں کے پتوں کو ہوائیں دائیں اور بائیں اڑا کر لے جاتی ہیں)۔

ابن ابی شیبہ نے زید بن اسلمؒ سے آیت خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ کے بارے میں روایت کیا کے جو شخص اس دن پست ہو گیا وہ کبھی بلند نہ ہوگا اور جو شخص اس دن بلند ہو گیا وہ کبھی پست نہ ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، اِذَا رُجَّتِ الۡاَرۡضُ رَجًّا ۔
ترجمہ۔ جب زمین پر زلزلہ آئے گا۔
وَّ بُسَّتِ الۡجِبَالُ بَسًّا ۔ ترجمہ۔ پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر دیا جائے یعنی پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا۔ ٦٧؎

فَكَانَتۡ هَبَآءً مُّنۡۢبَثًّا ۔

ترجمہ۔ پھر وہ پراگندہ غبار ہو جائیں گے، یعنی سورج کی کرنوں کی طرح غبار بن کر بکھر جائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، اِذَا رُجَّتِ الۡاَرۡضُ رَجًّا یعنی زمین کانپنے لگے گی اور اس میں زلزلہ آ جائے گی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، وَّ كُنۡتُمۡ اَزۡوَاجًا ثَلٰثَةً سے مراد ہے کہ تم لوگ تین اقسام میں تقسیم کر دیئے جاؤ گے۔ ٦٨؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، وَّ كُنۡتُمۡ اَزۡوَاجًا ثَلٰثَةً کے بارے میں سورہ فاطر میں اس طرح سے کیا گیا!

ثُمَّ اَوۡرَثۡنَا الۡكِتٰبَ الَّذِيۡنَ اصۡطَفَيۡنَا مِنۡ عِبَادِنَا ۚ فَمِنۡهُمۡ ظَالِمٌ لِّنَفۡسِهٖ ۚ وَمِنۡهُمۡ مُّقۡتَصِدٌ ۚ وَمِنۡهُمۡ سَابِقٌۢ بِالۡخَيۡرٰتِ بِاِذۡنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الۡفَضۡلُ الۡكَبِيۡرُ ۔ ٦٩

ترجمہ۔ پھر ہم نے اپنی کتاب کا ان کو وارث بنایا جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں سے چن لیا پس بعض ان میں سے اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض ان میں سے میانہ رو ہیں اور بعض ان میں سے اللہ کے حکم سے نیکیوں میں پیش قدمی کرنے والے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، وَّ كُنۡتُمۡ اَزۡوَاجًا ثَلٰثَةً سے مراد روز قیامت لوگوں کی متفرق منازل ہوں گی، ان میں سے کچھ اصحاب الیمین کچھ اصحاب الشمال اور کچھ سابقین ہوں گے۔

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، وَّ كُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً سے مراد قیامت کے دن لوگوں کی منازل تین اقسام کی ہوں گی۔

فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ۔

ترجمہ۔دائیں طرف والے کیسے اچھے ہوں گے دائیں طرف والے۔

یعنی کیا ہی شان ہوگی دائیں ہاتھ والوں کی اور جو کچھ ان کے لیے تیار کیا گیا۔

وَ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ۔

ترجمہ۔اور بائیں طرف والے کیا ہی برے ہوں گے بائیں طرف والے۔

یعنی کیا ہی برا حال ہوگا بائیں ہاتھ والوں کا اور جو کچھ تیار کیا گیا ان کے لیے۔۷۰؎

وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ۔

ترجمہ۔اور جو اعلیٰ درجہ کے ہوں گے، وہ تو اعلیٰ درجہ کے ہوں گے۔

یعنی ہر امت میں سے سبقت لے جانے والے ہیں۔۷۱؎

سبقت کرنے والوں کی چار اقسام:

وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ۔۷۲

ترجمہ۔جو آگے بڑھنے والے وہ آگے بڑھنے والے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ۔۷۳۔

ترجمہ۔وہ خاص قرب رکھنے والے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ سے مراد یوشع بن نون آگے بڑھے موسیٰ علیہ السلام کی طرف، آل یٰسین کے مومنین آگے بڑھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اور حضرت علیؓ بن ابی طالب آگے بڑھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اور سبقت لے گئے۔۷۴؎

عبد بن حمید نے حسنؒ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سبقت کرنے والے قیامت کے دن چار اقسام کے ہوں گے۔

۱۔میں عربوں سے سبقت لے جانے والا ہوں۔
۲۔سلمانؓ فارسی اہل فارس میں سبقت لے جانے والے ہیں۔
۳۔حضرت بلالؓ حبشی، اہل حبشہ میں سبقت لے جانے والے ہیں۔
۴۔صہیبؓ رومی، اہل روم میں سبقت لے جانے والے ہیں۔۷۵؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ۔

ترجمہ۔سبقت کرنے والے جو سبقت کرنے والے ہیں وہ تو اللہ کے مقرب ہوں گے۔

اس سے مراد وہ انسان ہے جو مسجد میں سب سے پہلے داخل ہوتا ہے اور سب سے آخر میں نکلتا ہے۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ بیان کرتے ہیں، وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ سے مراد دوسروں سے آگے بڑھنے والے، مساجد اور اللہ کے راستے میں نکلنے والے۔۷۶؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ سے مراد سبقت کرنے والے ہر امت میں سے ہوں گے۔

حضرت نعمان بن بشیرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

واذا لنفوس زوجت سے مراد ہر انسان اپنی قوم کے ساتھ ملا دیا جائے گا وَّ كُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ وَ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ۔

فرمایا یہ ان لوگوں کی اقسام ہیں۔۷۷؎

جنت کی بیش بہا نعمتیں:

سورہ الواقعہ میں جنت کی ہمیشگی اور بیش بہا نعمتوں، مشروبات، میوہ جات، پھل، پرندوں کا نفیس گوشت، خوبصورت، نرم و گداز بستر اور مومنات خواتین کے حسن و جمال کو بیان کرتے ہوئے، ارشادات خداوندی ہیں!

فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۔۷۸۔ ترجمہ۔ یہ لوگ آرام کے باغوں میں ہوں گے۔
ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۔۷۹۔ ترجمہ۔ ان کا ایک بڑا گروہ اگلے لوگوں میں سے ہوگا۔
وَ قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۔۸۰۔ ترجمہ۔ اور تھوڑے پچھلے لوگوں میں سے ہوں گے۔
عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ۔۸۱۔ ترجمہ۔ وہ لوگ سونے کے تاروں سے بنے ہوئے تختوں پر۔
مُّتَّكِئِيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ۔۸۲۔ ترجمہ۔ تکیہ لگائے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔
يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۔۸۳
ترجمہ۔ ان کے پاس ایسے لڑکے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے یہ چیزیں لے کر آمد ورفت کریں گے
بِاَكْوَابٍ وَّ اَبَارِيْقَ ۙ وَ كَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ۔۸۴
ترجمہ۔ آبخورے اور آفتابے اور ایسا جام شراب جو بہتی ہوئی شراب سے بھرا جائے گا۔
لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَ لَا يُنْزِفُوْنَ ۔۸۵
ترجمہ۔ نہ اس سے ان کو درد سر ہوگا اور نہ اس سے عقل میں فتور آئے گا۔
وَ فَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ۔۸۶۔ ترجمہ۔ اور ان کی من پسند میوے ہوں گے۔
وَ لَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ۔۸۷۔ ترجمہ۔ اور پرندوں کا گوشت جوان کو مرغوب ہوگا۔
وَ حُوْرٌ عِيْنٌ ۔۸۸۔ ترجمہ۔ اور ان کے لیے بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی۔
كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ۔۸۹۔ ترجمہ۔ جیسے پوشیدہ رکھا ہوا موتی۔
جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۔۹۰۔ ترجمہ۔ یہ ان کے اعمال کے صلہ میں ملے گا۔
لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّ لَا تَاْثِيْمًا ۔۹۱
ترجمہ۔ وہاں نہ بک بک سنیں گے اور نہ اور کوئی بے ہودہ بات۔
اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ۔۹۲۔ ترجمہ۔ بس سلام ہی سلام کی آواز آئے گی۔
وَ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۔۹۳
ترجمہ۔ جو داہنے والے ہیں، وہ داہنے والے کیسے اچھے ہیں۔
فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ۔۹۴

ترجمہ۔۔وہ ان باغوں میں ہوں گے جہاں بغیر کانٹوں کی بیریاں ہوں گی۔

وَّ طَلۡحٍ مَّنۡضُوۡدٍ۔۹۵ ۔ترجمہ۔اور تہہ بہ تہہ کیلے ہوں گے۔

وَّ ظِلٍّ مَّمۡدُوۡدٍ۔۹۶ ۔ترجمہ۔اور لمبے لمبے سایے ہوں گے۔

وَّ مَآءٍ مَّسۡکُوۡبٍ۔۹۷ ۔ترجمہ۔اور چلتا ہوا پانی ہوگا۔

وَّ فَاکِہَۃٍ کَثِیۡرَۃٍ۔۹۸ ۔ترجمہ۔اور بکثرت میوے ہوں گے۔

لَّا مَقۡطُوۡعَۃٍ وَّ لَا مَمۡنُوۡعَۃٍ۔۹۹

ترجمہ۔جو نہ کبھی ختم ہوں گے، اور نہ ان کی روک ٹوک ہوگی۔

وَّ فُرُشٍ مَّرۡفُوۡعَۃٍ۔۱۰۰ ۔ترجمہ۔اونچے اونچے فرش ہوں گے۔

اِنَّاۤ اَنۡشَاۡنٰہُنَّ اِنۡشَآءً۔۱۰۱ ۔ترجمہ۔ہم نے ان عورتوں کو خاص طور پر بنایا ہے۔

فَجَعَلۡنٰہُنَّ اَبۡکَارًا۔۱۰۲ ۔ترجمہ۔یعنی ہم نے ان کو ایسا بنایا جیسے وہ کنواریاں ہیں۔

عُرُبًا اَتۡرَابًا۔۱۰۳ ۔ترجمہ۔محبت کرنے والی، ہم عمر ہیں۔

لِّاَصۡحٰبِ الۡیَمِیۡنِ۔۱۰۴ ۔ترجمہ۔یہ سب چیزیں داہنے والوں کے لیے ہیں۔

ثُلَّۃٌ مِّنَ الۡاَوَّلِیۡنَ۔۱۰۵ ۔ترجمہ۔۔ان کا ایک بڑا گروہ اگلے لوگوں میں سے ہوگا۔

وَ ثُلَّۃٌ مِّنَ الۡاٰخِرِیۡنَ۔۱۰۶ ۔ترجمہ۔ایک بڑا گروہ پچھلے لوگوں میں سے ہوگا۔

فَرَوۡحٌ وَّ رَیۡحَانٌ ۬ۙ وَّ جَنَّتُ نَعِیۡمٍ۔۱۰۷

ترجمہ۔اس کے لیے راحت ہے اور غذائیں ہیں اور آرام کی جنت ہے۔

وَ اَمَّاۤ اِنۡ کَانَ مِنۡ اَصۡحٰبِ الۡیَمِیۡنِ۔۱۰۸

ترجمہ۔جو شخص داہنے (سیدھے ہاتھ) والوں میں سے ہوگا۔

فَسَلٰمٌ لَّکَ مِنۡ اَصۡحٰبِ الۡیَمِیۡنِ۔۱۰۹

ترجمہ۔تو اس سے کہا جائے گا کہ تیرے لیے سلامتی ہے تو داہنے ہاتھ (سیدھے ہاتھ) والوں میں سے ہے۔

جنت۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ج۔ن۔ن) سے مشتق ہے۔

جن ۔ کے معانی چھپا لینا۔
جنۃ ۔ سے مراد وہ ہتھیار جس سے انسان اپنا بچاؤ کرتا ہے۔
جنۃ ۔ کھجور اور انگور کے باغات کو کہتے ہیں۔
جنۃ ۔ ہر اس باغ کو بھی کہا جاتا ہے جس کی زمین درختوں کی کثرت کی وجہ سے نظر نا آئے قرآن کریم میں جنت کا ذکر بڑی جامع اصطلاح کے طور پر کیا گیا ہے۔
جنت ۔ ایسا خوشگوار، دل فریب، پر مسرت، پر سکون اور نعمتوں سے پر جائے مقام جہاں اللہ کے نیک بندے ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ ۱۱۰؎

ارشادات خداوندی:

فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّآ اُخۡفِیَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡیُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ۔۱۱۱

ترجمہ۔ کوئی شخص نہیں جانتا کے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے کیا نعمتیں پوشیدہ رکھی گئی ہیں۔

مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا مِّنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی وَ هُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَنُحۡیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً ۚ وَ لَنَجۡزِیَنَّهُمۡ اَجۡرَهُمۡ بِاَحۡسَنِ مَا كَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ۔۱۱۲

ترجمہ۔ مرد ہوں یا عورت جس نے بھی نیک عمل کیا بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ہم اسے ضرور پاکیزہ زندگی کے ساتھ زندہ رکھیں گے اور ہم ضرور ان کو ان کے کئے ہوئے نیک اعمال کا اجر عطا کریں گے۔

جَنّٰتُ عَدۡنٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَا ؕ وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنۡ تَزَكّٰی ۔۱۱۳

ترجمہ۔ ہمیشہ رہنے کے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ اس کی جزا ہے جو پاک ہوا۔

سَابِقُوۡۤا اِلٰی مَغۡفِرَةٍ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَ جَنَّةٍ عَرۡضُهَا كَعَرۡضِ السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ ۙ اُعِدَّتۡ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ ؕ ذٰلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ یُؤۡتِیۡهِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ ۔۱۱۴

ترجمہ۔تم اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف دوڑو، ااور ایسی جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان اور زمین کی وسعت کے برابر ہے وہ ان لوگوں کے واسطے تیار کی گئی ہے جو اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں، یہ اللہ کا فضل ہے، اپنا فضل جس کو چاہے عنایت فرمائے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

جنت کے سات نام:

ا۔دارالسلام۔ ۲۔دارالجلال۔ ۳۔جنت عدن۔ ۴۔جنت الماوی۔
۵۔جنت الخلد۔ ۶۔جنت الفردوس۔ ۷۔جنت النعیم۔

جنت کے دروازوں کا نام:

جنت کے درج ذیل آٹھ دروازے ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں۔
ا۔باب الصلاۃ۔ ۲۔باب الریان۔ ۳۔باب الجہاد۔ ۴۔باب الصدقہ۔
۵۔باب الحج۔ ۶۔باب الایمن۔ ۷۔باب الذکر۔ ۸۔باب الکاظمین۔

جنت کی عمارت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جنت کی عمارت کی ایک اینٹ چاندی کی ہے اور ایک اینٹ سونے کی ہے اور اس کا گارا خالص مشک کا ہے اور اس کی کنکریاں موتی اور یاقوت کی ہیں اور اس کی مٹی زعفران ہے۔[115]

اہل جنت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سب سے پہلا گروہ جو داخل جنت کیا جائے گا ان کی صورتیں چودھویں رات کے چاند کی کی طرح روشن ہوں گی۔[116]
سب سے پہلے جنت میں امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل ہوگی۔
اہل جنت جب جنت میں داخل کئے جائیں گے تو مردوں کی عمریں ۳۳ برس اور خواتین ۱۸ برس کی

ہوں گی اور وہ اپنی جوانی کے بہترین ایام میں جنت میں دال ئے جائیں گے۔۱۱۷؎

اہل جنت کا قد (ساٹھ ہاتھ) جتنا لمبا ہوگا۔۱۱۸؎

اہل جنت کی زبان سریانی ہوگی۔۱۱۹؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب جنت کے درجات کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جتنے قرآن کریم میں حروف ہیں اتنے ہی جنت کے درجات ہیں اور جنت کے ایک درجے سے دوسرے درجے کا فاصلہ آسمان اور زمین جتنا ہے۔۱۲۰؎

جنت میں مومنین کے سینوں میں صرف سورہ یٰسین اور سورہ طہٰ باقی رہ جائے گی باقی قرآن کو ان کے سینوں سے اٹھالیا جائے گا۔۱۲۱؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ عزوجل نے فرمایا ہے! میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ کچھ تیار اور جمع کر کے رکھا ہے جو نہ ہی کسی آنکھ نے دیکھا ہے، نہ ہی کسی کان نے سنا ہے اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں ان (نعمتوں کا خیال) گزرا ہے لیکن یہ تمام (نعمتیں) ان نعمتوں کے علاوہ ہیں جن کے بارے میں تمھیں اللہ نے مطلع یا ہے۔۱۲۲؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جنت کا دروازہ سب سے پہلے کھٹکھٹانے والے لوگ غلام ہوں گے۔۱۲۳؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دو جنتیں چاندی کی ہیں، ان میں موجود برتن بھی چاندی کے ہیں اور جو کچھ ان جنتوں میں ہے وہ بھی چاندی کی ہیں اور دو جنتیں سونے کی ہیں، ان جنتوں کے برتن بھی سونے کے ہیں، اور ان جنتوں میں موجود چیزیں بھی سونے کی ہیں۔ جنت عدن میں لوگوں کے اور ان کے رب کے دیدار کے درمیان اس کے چہرے کی عظمت و کبریائی کی جو چادر ہے اس چادر کے سوا کوئی چیز حائل نا ہوگی۔۱۲۴؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جنت میں ایک درخت ہے جس کے سایے میں ایک سوار سو سال تک چل سکتا ہے اور پھر بھی اس کو طے نہ کر سکے گا۔۱۲۵؎

حضرت ثوبانؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جب حوض کوثر کے مشروب کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے، جنت سے دو پرنالے اس میں تیزی سے شامل ہوکر اس میں اضافہ کرتے رہتے ہیں، ان میں ایک پرنالہ سونے کا ہے اور دوسرا چاندی کا ہے۔١٢٦؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، بلاشبہ ماں کے پیٹ میں ضائع ہونے والا نا تمام بچہ بھی اپنی ماں کو اپنی ناف کی نالی کے ذریعے کھینچ کر جنت کی طرف لے جائے گا، بشرطیکہ وہ ماں اپنا بچہ ضائع ہونے پر صبر کرے اور ثواب کی امید رکھے۔١٢٧؎

حضرت عبادہ بن صامتؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جنت میں ١٠٠ درجات ہیں، ہر دو درجوں کے درمیان زمین اور آسمان جتنا فاصلہ ہے، فردوس جنت کا سب سے بلند درجہ ہے اور اسی سے جنت کی چار نہریں نکلتی ہیں اور اس کے اوپر عرش ہے پس جب تم اللہ سے سوال کرو تو فردوس کا سوال کرو۔١٢٨؎

اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوۡبٰی لَہُمۡ وَ حُسۡنُ مَاٰبٍ۔١٢٩

ترجمہ۔ جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کئے ان کے لئے طوبیٰ (خوش حالی) اور اچھا ٹھکانہ ہے۔

طوبیٰ کے معانی خوش حالی اور اچھے ٹھکانے کے ہیں۔

طوبیٰ، طیب کا مصدر ہے جس کے معانی مومنین کو پاکیزہ زندگی، عمدہ اور بہترین ٹھکانا، نعمت، خیر، سرور اور خوشحالی عطا کی جائے گی۔١٣٠؎

عتبہ بن عبدؓ بیان کرتے ہیں، ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سوال کیا! کیا جنت میں پھل ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ہاں جنت میں ایک درخت ہے جس کا نام طوبیٰ ہے۔١٣١؎

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے کہا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس شخص کے لئے طوبیٰ (خوشی) ہو جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے

فرمایا! اس کے لئے طوبیٰ ہو جس نے مجھ کو دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا پھر طوبیٰ ہو پھر طوبیٰ ہو پھر طوبیٰ ہو اس کے لئے جو مجھ پر ایمان لایا حالانکہ اس نے مجھ کو نہیں دیکھا، ایک شخص نے پوچھا طوبیٰ کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہ جنت کا ایک ایسا درخت ہے جس کی سو سال کی مسافت ہے اور اہل جنت کا لباس اس کے شگوفوں سے نکلتا ہے۔ ۱۳۲؎

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جنت میں ایک درخت ایسا ہے جس کے سایے میں ایک سوار سو سال تک چلتا رہے گا اور اگر تم چاہو تو قرآن کریم کی یہ آیت پڑھو۔ وَّظِلٍّ مَّمۡدُوۡدٍ۔ ۱۳۳؎

وَّظِلٍّ مَّمۡدُوۡدٍ۔

ترجمہ۔ (اصحاب الیمین یعنی دائیں طرف والے پر ہوں گے) پھیلے ہوئے لمبے سائے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک اہل جنت اوپر بالا خانہ والوں کو دیکھیں گے جیسے کے وہ اس روشن ستارے کو دیکھتے ہیں جو مشرقی یا مغربی افق پر ہوتا ہے کیونکہ اہل جنت کے درمیان فضیلت کے درجات ہوتے ہیں مسلمانوں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا یہ انبیاء علیہ السلام کی منازل ہیں؟ جن میں ان کے سوا کوئی دوسرا نہیں جا سکے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیوں نہیں جس ذات کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس میں وہ لوگ بھی ہوں گے جو اللہ پر ایمان لائے اور انھوں نے رسولوں کی تصدیق کی۔ ۱۳۴؎

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا! کیا اہل جنت کو نیند آئے گی؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! نیند موت کا بھائی ہے اور اہل جنت کو نیند نہیں آئے گی۔ ۱۳۵؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص جنت میں داخل ہوگا، وہ ناز و نعم میں ہوگا کبھی تنگ حال نہ ہوگا، نہ اس کا لباس پرانا ہوگا، نہ اس کی جوانی ڈھلے گی۔ ۱۳۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص یہ کلمات کہے تو اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے،

رَضِیتُ بِاللّٰہِ رَبًّا، وَبِالۡاِسۡلَامِ دِینًا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا۔

ترجمہ۔ میں اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رسول ہونے پر راضی

ہوں۔۱۳۷

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اہل جنت میں سب سے کم درجہ اس شخص کا ہوگا جو ایک ہزار سال کی مسافت سے اپنی جنتوں، اپنی بیویوں اپنی نعمتوں، اپنے خادموں اور اپنی باندیوں کو دیکھے گا اور اللہ کے نزدیک اہل جنت میں سب سے زیادہ مکرم شخص وہ ہوگا جو اللہ کے چہرے کا دیدار صبح وشام کرے گا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی اس دن بعض چہرے تروتازہ ہوں گے اور اپنے رب کی طرف دیکھنے والے ہوں گے۔۱۳۸

جنت کے پھل، میوہ جات، مشروبات اور عمدہ بھنے ہوئے گوشت کی مثالیں:

جنت میں اہل جنت کو اللہ تعالی بیش بہا عمدہ اور نفیس غذاؤں سے نوازیں گے، جن کا اجمالی جائزہ ذیل میں پیش کیا جارہا ہے۔

حضرت سلیم بن عامرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جنت کی بیری بے کانٹوں کی ہوگی، اور ہر کانٹے کی جگہ پر اللہ ایک پھل پیدا کریں گے جس پھل میں سے ۷۲ ذائقے نکلیں گے اور ان کا رنگ ایک دوسرے سے جدا ہوگا۔۱۳۹

نفیس، سفید رنگ کے مشروبات جن کو خوبصورت پیالوں میں پیش کیا جائے گا اور ان مشروبات کو پینے سے تازگی میں اضافہ ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک جنت میں ایک پرندہ ایسا بھی ہے، جو بھی شخص اس کی خواہش کرے گا تو وہ بھنے ہوئے گوشت بن کر اس کے سامنے آجائے گا۔۱۴۰

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جنت کا ایک پرندہ تو بہت عمدہ اور اچھا ہوگا اور جو اس میں سے کھائے گا وہ اس سے زیادہ عمدہ اور افضل ہوگا اور میں امید کرتا ہوں تم بھی اس میں سے کھاؤ گے۔۱۴۱

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جنت میں ایک پرندہ ہوگا جس کے ستر ہزار پر ہوں گے، وہ آکر اہل جنت کے پیالے پر بیٹھ جائے گا پھر وہ اپنے پروں کو

جھاڑے گا جس میں سے ایک سفید رنگ نکلے گا جو برف سے زیادہ سفید، مکھن سے زیادہ نرم اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا، اس پرندے کے پروں سے مختلف رنگ نکلیں گے جو آپس میں کسی سے بھی مشابہت نا رکھتے ہوں گے، پھر وہ پرندہ اڑ کر چلا جائے گا۔ ۱۴۲ ؎

حورعین:

حضرت ام سلمٰیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کی، **وَ حُوْرٌ عِیْنٌ**۔ ۱۴۳ ؎
بڑی آنکھوں والی حور سے متعلق بتائیے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! **وَ حُوْر** کے معنی ہیں سفید اور **عِیْن** کے معنی ہیں موٹی آنکھ والی، ان کی پلکیں گرگس کے پر کی مانند ہوں گی۔
پھر انھوں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم **كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَ الْمَرْجَانُ**۔ ۱۴۴ ؎
گویا وہ یاقوت اور مونگے کی مثل ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! وہ اس طرح صاف وشفاف ہوں گی جس طرح سیپی میں موتی ہوتا ہے جس کو کسی نہ نہ چھوا ہو۔ پھر انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم **عُرُبًا اَتْرَابًا**۔ ۱۴۵ ؎ کے بارے میں بتائیے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! محبت کرنے والیاں ہم عمر، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! یہ وہ عورتیں ہیں جو دنیا میں بڑھاپے میں فوت ہوگئیں اللہ تعالی نے انھیں بوڑھی ہونے کے بعد دوبارہ کنواری اور دوشیزہ بنادے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! عُرُبًا کے معنی ہیں عشق ومحبت کرنے والیاں اور اَتْرَابًا کے معنی ہم عمر کے ہیں ۔حضرت ام سلمٰی بیان کرتی ہیں میں نے پوچھا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیا دنیا کی عورتیں افضل ہیں یا پھر بڑی آنکھوں والی حوریں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! دنیا کی عورتیں زیادہ افضل ہیں بڑی آنکھوں والی حوروں کے مقابلے میں، بالکل اسی طرح سے جس طرح سے ابری، استر سے زیادہ افضل ہوتی ہے۔ حضرت ام سلمٰیؓ نے پوچھا وہ کیسے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! کیونکہ وہ اللہ کی خاطر نماز اور روزے رکھتی ہیں، اس وجہ سے اللہ ان کے چہروں کو ایسا نور پہنائے گا اور ان کے جسموں کو ایسا ریشم کا لباس پہنائے گا کے جس کا رنگ سبز ہوگا جبکہ نور کی وجہ سے ان کا چہرہ سفید ہوگا، ان کی رنگتیں سفید ہوں گی اور وہ سبز لباس میں ملبوس ہوں گی، اور زیورات کی صورت یہ ہوگی ان کی گندھی ہوئی چوٹیوں پر موتی ہوں گے اور ان کی کنگھیاں سونے

کی ہوں گی اور وہ کہیں گی خبردار! سنو ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں ہم کبھی نہیں مریں گی خبردار ہم آسودہ حال ہیں ہم کبھی مفلس نہ ہوں گی خبردار! ہم ہمیشہ مقیم رہنے والیاں ہیں ہم کبھی کوچ نہیں کریں گی خبردار! ہم راضی رہنے والیاں ہم کبھی ناراض نہیں ہوں گی خوشخبری ہے اس کے لئے ہمارے لئے اور جس کے لئے ہم ہیں۔اسی حوالے سے ارشادِ خداوندی ہے!

بے شک ہم نے ان عورتوں کو خاص طرز سے پیدا کیا ہے، سو ہم نے ان کو کنواری بنایا اپنے شوہروں سے محبت کرنے والیاں اور آپس میں ہم عمر۔۱۴۶؎

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں جنت کی ایک نہر پر آیا جس کو بیزخ کہا جاتا ہے، اس نہر پر موتی، سبز زبرجد اور سرخ یاقوت کے خیمے تھے، وہاں مجھے آواز دی گئی السلام علیکم یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے کہا اے جبرائیل علیہ السلام یہ کیا آواز ہے؟ تو انہوں نے بتایا یہ پردے دار خواتین ہیں، جو ان خیموں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کر رہی ہیں، پھر ان عورتوں نے کہا ہم راضی ہونے والی ہیں ہم کبھی ناراض نہیں ہوں گی ہم مقیم رہنے والیاں ہیں اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں ہم کبھی کوچ نہیں کریں گی، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

حُوۡرٌ مَّقۡصُوۡرٰتٌ فِی الۡخِیَامِ ۔۱۴۷

حضرت عبدا بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، **حُوۡرٌ مَّقۡصُوۡرٰت** میں حور سے مراد سفید مقصورات میں رکی ہوئی **فِی الۡخِیَامِ** یعنی موتیوں کے گھروں میں۔۱۴۸؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، **حُوۡرٌ مَّقۡصُوۡرٰتٌ فِی الۡخِیَامِ** سے مراد موتیوں کے خیمے، جبکہ وہ خیمہ ایک ہی کھوکھلے موتی سے بنا ہوگا جو چار ہزار فرسخ (لمبا) ہوگا اس کے چار ہزار سونے کے دروازے ہوں گے۔۱۴۹؎

حضرت ابودرداءؓ بیان کرتے ہیں، موتی کا ایک خیمہ ہوگا، جس میں موتیوں کے ستر دروازے ہوں گے۔۱۵۰؎

حضرت ابوموسی اشعریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! خیمہ کھوکھلے موتی کا

ہوگا، اور آسمان میں اس کی لمبائی ساٹھ میل ہوگی اس کے ہر کونے میں مومنین کے اہل وعیال ہوں گے، جن کو دوسرے نہیں دیکھ سکیں گے۔ ۱۵۱؎

حضرت عبید بن عمیرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اہل جنت میں سب سے ادنی درجہ کا وہ شخص ہوگا جس کا صرف ایک موتی کا گھر ہوگا، اس گھر میں اس کے کمرے اور دروازے ہوں گے۔ ۱۵۲؎

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، مؤمن کا گھر جنت میں موتی سے بنا ہوگا جس میں چالیس کمرے ہوں گے، جس کے درمیان درخت ہوگا جس میں جوڑے اگیں گے وہ اپنے ہاتھ سے ستر جوڑے اٹھائے گا جو موتی اور مرجان کے کمر بند سے بندھے ہوں گے۔ ۱۵۳؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں،

مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّ عَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ۔

یعنی۔ قالینوں پر تکیہ لگائے ہوں گے جو سبز، نہایت قیمتی اور نفیس ہوں گے۔ ۱۵۴؎

ضحاکؒ بیان کرتے ہیں، رَفْرَفٍ سے مراد عمدہ اور بہترین مسند جبکہ عبقری خوبصورت قالین کو کہتے ہیں۔ ۱۵۵؎

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ سے مراد سبز رنگ کی نہایت عمدہ اور اعلی مسند، جبکہ خُضْرٍ وَّ عَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ سے مراد دبیز ریشم جو نہایت نفیس ہو۔ ۱۵۶؎

جنت کے پلنگ کا ذکر:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، اہل جنت سونے کے تاروں سے بنے ہوئے تختوں پر ہوں گے۔ ۱۵۷؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، جنت کا پلنگ چاندی کی تاروں سے بنا ہوگا۔ ۱۵۸؎

اہل جنت ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے، جہاں کم عمر خدمت گار لڑکے انھیں مشروبات اور کھانا پیش کریں گے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جنت کی دیوار میں ایک اینٹ

سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی ہوگی جنت کی زمین سونے کی، اس کی کنکریاں موتی کی، اس کی گیلی مٹی مشک کی، اور اس کی خشک مٹی زعفران کی ہے، جن کے درمیان بغیر کانٹے والی بیریاں تہ بہ تہ کیلے، لمبے لمبے سائے اور جاری پانی ہوگا۔ ۱۵۹؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جنت میں ایک ایسا درخت ہے، جس کا سایہ سو سالوں پر محیط ہے یعنی ایک تیز رفتار سوار مسلسل تیزی سفر کرے گا لیکن اس درخت کا سایہ ختم نا ہوگا، اگر تم چاہو تو یہ آیت آیت وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ پڑھ لو۔ ۱۶۰؎

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جنت میں ایک درخت ہے کہ ایک سوار اس کے سائے میں سو سال تک چلے گا مگر اس کا سایہ ختم نہ ہوگا اور یہی لمبے سائے ہیں۔ ۱۶۱؎

فَرَوْحٌ وَّرَیْحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِیْمٍ ۔ ۱۶۲

ترجمہ۔ اس کے لیے راحت ہے اور غذائیں ہیں اور آرام کی جنت ہے۔

ابو قتادہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے سے ایک جنازہ گزرا، جس کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! یہ آرام پانے والا ہے یا اس نے لوگوں کو آرام پہنچایا ہے، ہم نے عرض کیا یارسول اللہ "مستریح اور مستراح منہ" کیا ہے۔ آپ نے فرمایا مومن بندہ دنیا کی مشقت اور اس کی تکلیف سے اللہ تعالیٰ سبحانہ کی رحمت کی طرف آرام پاتا ہے اور فاسق وفاجر بندے سے دوسرے بندے اور شہر، درخت اور جانور آرام پاتے ہیں۔ ۱۶۳؎

سلمانؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! وفات کے وقت مومن کو سب سے پہلے روح اور ریحان اور جنت نعیم کی خوشخبری دی جاتی ہے اور سب سے پہلے مومن بندے کو قبر میں یہ خوشخبری دی جائے گی کے تجھے اللہ کی رضامندی اور جنت کی خوشخبری ہو تیرا آنا خوب ہے مرحبا! خوش آمدید! یقینی طور پر اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا ہے جس نے تجھ تیری قبر تک پہنچایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق کردی جس نے تیری گواہی دی اور اس کی دعا قبول ہوگی جس نے تیرے لیے استغفار کیا۔ ۱۶۴؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! جنت کے سوا تمام آسائشات حقیر اور جہنم کے سوا تمام بلائیں عافیت ہیں۔

جس انسان کو جنت کی طلب اور آرزو ہوگی وہ انسان خواہشات کے بھنور سے نکل جائے گا۔

بے شک اللہ نے اپنی اطاعت کے بدلے ثواب اور نافرمانی کے بدلے عذاب رکھا ہے تاکہ اللہ کے بندے سزا سے دور اور جنت سے قریب ہوسکیں۔ جسے حق نے اپنالیا وہ جنتی ہے اور جسے باطل نے اپنالیا وہ جہنمی ہے۔

جنت تیر و تلوار کی نوک کے نیچے ہے۔

اللہ تعالیٰ بندوں کی صدق نیت اور باطن کی پاکیزگی کے سبب جس کو چاہے گا داخل جنت فرمائے گا۔ تمھارے اور جنت وجہنم کے درمیان صرف تمھاری موت حائل ہے۔

جو انسان دنیا میں اس حال سے رخصت ہوا کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا تو بے شک وہ جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ تمھارے نفوس کی قیمت جنت کے سوا کچھ نہیں چنانچہ انھیں جنت کے سوا کسی اور قیمت پر ہرگز نا بیچو۔ بہت سی قومیں داخل جنت کر دی گئیں اگرچہ وہ روزے، نماز، حج اور عمرے کی پابند نہ تھیں لیکن حقوق اللہ، اطاعت گزاری بہترین تقویٰ اور یقین کامل کے سبب وہ دوسروں کے مقابلے میں بلند مراتب پر فائز ہوگئیں۔ چار چیزیں ایسی ہیں جو انسان کو جنت کی طرف بلاتی ہیں۔

۱۔ مصیبت کو چھپانا۔ ۲۔ چھپا کر صدقہ دینا۔ ۳۔ والدین سے نیکی کرنا۔

۴۔ بکثرت لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھنا۔

جنت اطاعت گزاروں کی جزا ہے۔ جنت کامیاب لوگوں کا سرمایہ ہے۔

جنت کامیاب لوگوں کا ٹھکانا ہے۔

اللہ کے احکامات کے سامنے سر کو جھکانے کا بدلہ دار النعیم ہے۔

میں طالب جنت جیسا ایسا کوئی انسان نہیں دیکھا جو مطلوب سے غافل ہو اور نا ہی جہنم سے بھاگنے

والے کسی انسان کو اس قدر غافل دیکھا۔ جنت کا اصل حقدار وہ ہے جس کی نیت صاف اور باطن پاک اور خالص ہوگا۔
جنت کی تمنا کرنے سے جنت نہیں ملتی۔ جنت میں رہنے والے انسان ہمیشہ آسائشوں میں رہیں گے۔ ۱۶۵؎
حضرت امام جعفر صادقؑ سے کسی نے جنت اور جہنم کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا!
اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جنت اور جہنم کا نمونہ پیش کر دیا ہے کیونکہ جنت کا نام آسائش اور جہنم کا نام تکلیف ہے چنانچہ جنت کا حق دار صرف وہی ہے جو اپنے تمام امور اللہ کے سپرد کر دے جبکہ جہنم کا مستحق وہ ہے جو کے اپنے امور کو سرکش نفس کے حوالے کر دے۔

اہم نکتہ:

جنت کی فضاء ایک آزاد فضاء ہے جہاں نا کوئی غم ہے اور نا کوئی خوف، تاہم جنت کے مکین اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں اور یہ وہی لوگ ہیں جن کے سروں پر اللہ نے اپنا دست شفقت رکھ دیا ہے اور یہی وہ قدسی نفوس افراد ہیں جو اللہ کے دوست ہیں چنانچہ اللہ کے دوستوں کا مقام جنت ہے جہاں سکون، راحت، اطمینان، خوشی، مسرت اور گہری طمانیت پائی جاتی ہے جو انسان کے اندرون کو بھی معطر کر دیتی ہے، ان کیفیات پر بنی نوع انسانیت کا حق ہے چنانچہ اس مقام کو حاصل کرنے کے لئے اللہ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کو دنیا میں بھیجا تاکہ وہ انسانوں کی رہنمائی کرتے ہوئے انھیں ان کے ازلی قیام گاہ تک پہنچا دیں۔
جب دکھی انسانیت اپنے دنیا میں آنے کے مقاصد سے واقف ہوتے ہوئے اللہ کی اطاعت اور عبادت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیتی ہے تو وہ گویا جنت کے راستے پر گامزن ہو جاتی ہے اگرچہ جنت کا راستہ تکالیف اور آزمائش سے پر ہے لیکن اس کے باوجود انسان کا ضمیر مطمئن اور پرسکون رہتا ہے باالفاظ دیگر ہر انسان اپنے ساتھ جنت اور جہنم لئے پھرتا ہے یعنی اس کی طرز فکر کیا ہے اگر طرز فکر پیغمبرانہ ہے تو وہ جنت کا مسافر ہے جبکہ اگر انسانی سوچ پر ابلیسیت کا غلبہ ہے تو وہ جہنم کے راستے پر ہیں۔

Sperm کی تخلیق:

قرآن کریم Sperm کی تخلیق کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بتاتا ہے!

اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ۔١٦٦۔

ترجمہ۔اچھا پھر بتلاؤ کے تم جو منی پہنچاتے ہو۔

ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ۔١٦٧

ترجمہ۔اس کو تم تخلیق کرتے ہو یا اس کو ہم تخلیق کرتے ہیں؟

مرد کے نطفے کو سائنسی زبان میں اسپرم (Sperm) کہتے ہیں، جب لڑکے بالغ ہوجاتے ہیں تو انھیں Wet dreams یا احتلام شروع ہوجاتا ہے، یہ ایک سفید رنگ کا مادہ (Fluid) ہوتا ہے، جس کو Semen یا (منی) کہتے ہیں جبکہ عورت کے خلیے کو اوویوم (Ovum) کہا جاتا ہے، مرد و عورت کے Fluid کو اللہ تعالی نے معین مقداروں کے ساتھ تخلیق فرمایا ہے۔ اگر اس Fluid میں کمی رہ جائے تو انسان اولاد کی نعمت سے محروم رہتا ہے، Sperm کے ارتکاز میں فی ملی لیٹر Sperm Count کرتا ہے، اس کی عام range 15-200 Sperm per ML کے درمیان ہوتی ہے، جبکہ Sperm میں نطفہ کی فیصد کی نشاندہی کی جاتی ہے، World Health Orginization کے مطابق، 40% تک Sperm Active ہونا چاہئے اور ان کی رفتار 25um/s ہونی چاہئے۔

پہلے مرحلے میں اوویوم اور اسپرم کے خلیات آپس میں خلط ملط ہوتے ہیں اس کے بعد DNA کی تقسیم شروع ہوتی ہے تاہم یہ مرحلہ نہایت تیز رفتاری سے انجام پزیر ہوتا ہے ایسا لگتا ہے کے کوئی غیر مرئی قوت ان جنیاتی مادوں کو آپس میں ملاتی ہے باپ کے اسپرم کے ۲۵ کروڑ (۲۵ ملین) خلیات کو ماں کے صرف ایک اوویوم کے مقابل آنا ہوتا ہے یعنی ماں کے اوویوم کو باپ کے اسپرم کے صرف ایک متناسب اور مکمل کرنے والے خلیے کا انتخاب ان ۲۵ کروڑ خلیات میں سے کرنا ہوتا ہے اور ان دونوں یعنی ماں اور باپ کے خلیات کا ملاپ کا عمل صرف اور صرف ایک گھنٹے میں مکمل ہوتا ہے تاہم اگر یہ کام کسی انسان کے سپرد کردیا جائے اور اگر

ان میں سے ہر ایک خلیے کی درست جانچ میں صرف ایک سیکنڈ صرف کیا جائے تو اس کام پر پورے دو ماہ کا طویل عرصہ درکار ہوگا مگر ماں کے اوویوم کو نا صرف ان تمام خلیات میں سے درست خلیے کا انتخاب کرنا ہوتا ہے بلکہ اس کو ان تمام خصوصیات کے مطابق نامیاتی مرکب یعنی امینو ایسڈ (Aminio Acid Base) کی بنیاد کا تعین بھی کرنا ہوتا ہے جو کے ایسی سازگار فضا پیدا کر سکے کے جس میں باہمی ربط کے زاویے قائم ہو سکیں اگرچہ اس مقام پر ہم پیچیدگی کی اس سطح پر پہنچ جاتے ہیں کے ایک جدید سازوسامان سے آراستہ لیبارٹری میں ۱۰۰۰ ماہرین حیاتیات کی خدمات بھی حاصل کر لی جائیں جن کی یہ ذمہ داری ہو کے وہ عنقریب حاملہ ہونے والے اوویوم اور اس کے گرد ۲۵ کروڑ اسپرم کے خلیات کا درست انتخاب کریں تو اس جدید لیبارٹری کو بھی اس کام کو کرنے میں کئی سال لگ جائیں گے لیکن حیرت انگیز امر یہ ہے کے اللہ کی قدرت اس مشکل ، پیچیدہ اور انتہائی دقت طلب کام کو محض ایک گھنٹے میں نہایت کامیابی سے انجام دیتی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۔۱۶۸

ترجمہ۔ بے شک ہم نے انسان کو مخلوط نطفہ سے پیدا کیا ہے۔

اَمْشَاجٍ ۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں اختلاط یعنی دو چیزوں کا ایک دوسرے سے مل جانا۔

فراء کہتے ہیں اَمْشَاجٍ سے مراد! مرد اور عورت کے پانی کا مختلطہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا اَمْشَاجٍ کے معنی ،سفیدی میں سرخی یا سرخی میں سفیدی۔

حضرت ام سلیمؓ بیان کرتی ہیں ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! مرد کا پانی گاڑھا سفید ہوتا ہے جبکہ عورت کا پانی پتلا پیلا ہوتا ہے اب ان میں سے جس کا پانی غالب یا سابق ہوگا بچہ اسی کے مشابہہ ہوگا۔۱۶۹

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں ،مرد کا پانی گاڑھا سفید ہوتا ہے جو عورت کے پتلے پیلے پانی سے اختلاط کرتا ہے تاہم ان دونوں پانیوں سے مل کر ہی بچہ تخلیق پاتا ہے بچے کے پٹھے ، ہڈی

اور قوت مرد کے پانی سے جبکہ اس کا خون، گوشت، اور بال عورت کے پانی سے بنتے ہیں۔
اس انتہائی پیچیدہ عمل کے نتیجے میں ماں اور باپ دونوں کے درست خلیات کا انتخاب ہوتا ہے جس کے نتیجے میں ایک بار آور خلیہ وجود میں آتا ہے جس کو زائیگوٹ Zygote کہتے ہیں زائیگوٹ Fallopian Tube کے راستے Uterus (رحم مادر) میں داخل ہوتا ہے جہاں وہ Uterus کی دیوار سے چپک کر خون سے توانائی حاصل کرتا ہے۔ قرآن کریم نے اسی کیفیت کو جونک سے تشبیہ دی ہے۔
ہر انسان کے ڈی این اے میں حروف G,T,A اور C کی ترتیب مختلف ہوتی ہے لہٰذا ایک جیسی جسمانی ساخت اور خدوخال کے باوجود تمام انسانوں میں حیرت انگیز انفرادیت پائی جاتی ہے یہاں 'العلق' کو سمجھنے کی کوشش کی جارہی ہے لغات القرآن میں العلق کے ایک معنی کسی چیز سے کسی دوسری چیز کو لٹکا دینا بھی ہے چنانچہ یہاں قابل غور امر یہ ہے کے بچہ ماں کے وجود میں جونک کی طرح رحم مادر سے چپکا یا لٹکا ہوتا ہے نیز اس کا تعلق ماں کی Umbilical Cord سے ہوتا ہے Cord کو رسی بھی کہتے ہیں تاہم بچہ اپنی ماں کے ساتھ اسی Umbilical Cord کے ساتھ منسلک، چپکا، بندھا ہوا اور لٹکا رہتا ہے اگرچہ ایک ماں کے وجود میں کئی بچے پلتے ہیں لیکن یہ بھی مقام حیرت ہے کے ماں اور اس کے سب بچوں کا بلڈ گروپ الگ ہوتا ہے ممکن ہے کبھی اتفاقاً کسی بچے کا بلڈ گروپ دوسرے بچے سے مل جائے لیکن عام طور پر ایسا نہیں ہوتا ہے تخلیق کے تمام مراحل میں ماں اور بچے کا خون ایک جھلی کے ذریعے علیحدہ رہتا ہے بچہ اپنی ماں کے خون سے توانائی اور آکسیجن حاصل کرتا ہے لیکن اس تمام عمل کے دوران ایک باریک جھلی درمیان میں حائل رہتی ہے جو دونوں کے خون کو کسی بھی مرحلے پر ملنے نہیں دیتی۔
ایک صحت مند بچہ ۳۰ ارب خلیات پر مشتمل ہوتا ہے مگر نشونما کے دوران ۶۰۰۰۰ خصوصیات مسلسل اور محکم صورت میں وقوع پذیر ہوتی ہیں مثلاً جب خلیات کی تعداد ۲۵۶ تک پہنچتی ہے تو آنکھ کی پتلیوں کے رنگ اور کان کی کری ہڈی Cartilage کا تعین ہوتا ہے اسی طرح سے زبان کی جلد کی خصوصیات اور گردوں کی خصوصیات خلیہ نمبر ۲۲۱ کی وجہ سے ممکین ہیں اگر ان کے درمیانی فاصلے میں ایک سینٹی میٹر کے کروڑویں حصے کے برابر بھی غلطی ہوجائے تو انسانی ذہن اور

جسم میں شدید نقائص پیدا ہو سکتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى الَّذِىْ خَلَقَ فَسَوّٰى وَ الَّذِىْ قَدَّرَ فَهَدٰى۔ ١٧٠

ترجمہ۔اے نبی! اپنے رب برتر کے نام کی تسبیح کرو جس نے پیدا کیا اور تناسب قائم کیا جس نے تقدیر بنائی پھر راہ دکھائی۔

شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں کروموسومز میں بارہ چھلے ہوتے ہیں اور ہر چھلے کا ایک منفرد اور الگ رنگ ہوتا ہے اگر ماں کے وجود میں کروموسومز کے ان چھلوں کی رنگت میں یکسانیت ہوگی تو بچے میں مردانہ خصوصیات ہوں گی بصورت دیگر اگر ایک چھلے کا رنگ بھی بقیہ گیارہ چھلوں کا ہم مقدار نہ رہا تو مردانہ اوصاف میں کمی ہوگی تاہم ان بارہ چھلوں میں سے اگر کسی بھی ایک چھلے کی رنگت اور مقدار میں کمی یا بیشی ہوئی تو اس صورت میں ہونے والے بچے میں مونث رخ تشکیل پاتا ہے۔١٧١ ؎

حمل کے تیسرے ہفتے میں Zygote،Embryo کی شکل اختیار کرتا ہے جس کا سائز تقریباً دو ملی میٹر ہوتا ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِىْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ۔ ١٧٢

ترجمہ۔پھر ہم نے اس نطفہ کو قرار مکین میں رکھا پھر اس نطفہ کو علق کی شکل دی پھر علق کو مضغہ بوٹی بنادیا پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائی پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا پھر اسے ایک دوسری ہی مخلوق بنا کر کھڑا کیا پس بڑا ہی برکت والا ہے اللہ سب کاریگروں سے اچھا کاریگر۔

یوں آہستہ آہستہ مرحلہ وار تخلیق کے مدارج طے ہوتے جاتے ہیں تاہم چار ہفتے کے

Embryo کی ریڑھ کی ہڈی کے مہرے نمودار ہوجاتے ہیں اور اس کے سر کا سائز تقریباً اس کے وجود کے نصف جتنا ہوجاتا ہے ساڑھے چار ہفتوں کا Embryo روزآنہ ایک ملی میٹر کی رفتار سے نشونما پاتا ہے چھ ہفتوں کا Embryo تقریباً ایک سینٹی میٹر بڑا ہوجاتا ہے اس دوران اس کے دل کی دھڑکن ۱۴۰۔۱۵۰ مرتبہ فی سیکنڈ ہوتی ہے جبکہ جسم میں خون کی پمپنگ کا آغاز بھی ہوجاتا ہے آٹھ ہفتوں کے Embryo کی آنکھوں کی سیاہی واضح ہونے لگتی ہے اس کے ساتھ ہی اس کے بازو، ہاتھ اور پیر کی نشونما بھی تیز تر ہوجاتی ہے اس کا جسمانی مدافعتی نظام بتدریج مستحکم ہوتا ہے دوسری جانب خون میں سفید خلیات بھی بننا شروع ہوتے ہیں اس کے ساتھ ہی دماغ بننے کا عمل بھی شروع ہوجاتا ہے جبکہ ہر گزرنے والے منٹ میں ایک لاکھ اعصابی خلیات جیسے نیورانز کہتے ہیں وہ بھی تخلیق ہوتے ہیں۔ Embryo کا حجم بھی تقریباً ۴ سینٹی میٹر تک ہوجاتا ہے اس مرحلے میں جنین کا ڈیزائن ورک تقریباً مکمل ہوجاتا ہے آٹھ ہفتوں کے اس Embryo کو طبی اصطلاح میں Fetus کہا جاتا ہے تخلیق کے تیسرے ماہ سے Fetus میں سانس لینے کا عمل اور مختلف غذائی اشیاء کے ذائقے کو محسوس کرنے اور انھیں پسند یا ناپسند کرنے کا عمل بھی شروع ہوتا ہے تخلیق کا چوتھا مہینہ خاصا اہم ہوتا ہے کیونکہ اس دوران ہڈیاں بننے کا عمل شروع ہوجاتا ہے جبکہ چوتھے ماہ سے ہی جنسی اعضاء بھی نشونما پاتے ہیں۔

اس حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے!

جب نطفہ پر ۴۲ راتیں گزر جاتی ہیں تو اللہ تعالی ایک فرشتے کو بھیجتے ہیں جو اس کی شکل وصورت کو بناتا ہے اور اس میں سننے اور دیکھنے کی قوت پیدا کرتا ہے، اس کی جلد، گوشت اور ہڈیاں بناتا ہے پھر فرشتہ اللہ سے پوچھتا ہے کے اللہ تعالی نر ہوگا یا مادہ؟ اللہ تعالی جو چاہتے ہیں وہ فیصلہ فرمادیتے ہیں پھر فرشتہ پوچھتا ہے اے میرے رب اس کی عمر کتنی ہوگی؟ پھر اللہ تعالی جو فیصلہ چاہتے ہیں فرمادیتے ہیں پھر وہ فرشتہ اللہ سے پوچھتا ہے اے میرے رب اس کا رزق کتنا ہوگا؟ پھر اللہ تعالی جو چاہتے ہیں فیصلہ فرمادیتے ہیں چنانچہ فرشتہ اللہ تعالی کے بتائے ہوئے یہ تمام احکامات کو لکھ لیتا ہے اور اس میں کوئی کمی بیشی نہیں کرتا ہے۔ ۱۷۳ے

مندرجہ بالا حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ترتیب پر تفکر کرنے سے یہ معلوم ہوا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی

بتائی ہوئی یہ ترتیب عین سائنٹیفک ہے۔ جب انسان کی شکل وصورت ،جلد، گوشت اور ہڈیاں بنالی جاتیں ہیں تو اس کے بعد اس کے جنسی اعضاء کوتخلیق کیا جاتا ہے۔انسان کو سب سے پہلے سماعت کا شعور دیا گیا اس کے بعد بصارت کا شعور منتقل ہوا جبکہ جدید سائنسی تحقیق بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس فرمان سے عین مطابقت رکھتی ہے جنین میں سماعت پندرہویں ہفتے میں شروع ہوکر بیسویں ہفتے میں مکمل اور پختہ ہوتی ہے جبکہ ۲۵ ہفتے میں جنین مختلف آوازوں پر ردعمل شروع کرتا ہے تاہم دلچسپ امر یہ ہے کے تمام آوازوں میں سے وہ اپنی ماں کی آواز کو علیحدہ سے شناخت کرتا ہے جبکہ تیز آواز پر وہ سہم جاتا ہے۔ارشادات خداوندی ہیں!

وَ اللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَیْــٴًـاۙ وَّ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ ۱۷۴

ترجمہ۔اللہ نے تم کوتمھاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا اس حالت میں کہ تم کچھ بھی نہ جانتے تھے اس نے تمھیں کان دئے آنکھیں دیں اورسوچنے کے لئے دل دئے اس لئے کہ تم شکر گزار بنو۔

انسان کی ابتداء ایک خلیہ سے ہوئی پھر وہ خلیہ بتدریج مختلف مراحل طے کرتے کرتے ایک جیتا جاگتا انسان بنتا ہے دنیا میں آنے سے قبل اس کے تمام جسمانی اعضاء مکمل ہیں جبکہ اس کی مختلف حسیات جن میں سماعت ، بصارت ، لامسہ، شامہ اور گویائی بھی کافی حد تک پختہ ہیں اوراس کی یاداشت بھی بنیادی نوعیت کی ہے اگرچہ وہ اپنے والدین کی آوازوں کی شناخت کرلیتا ہے نیز وہ غذا لینے کے فن سے بھی بخوبی واقف ہے علماء باطن فرماتے ہیں اس بات کو یقین کے درجے تک لے کر جائیں کے جسم ایک لباس ہے۔۱۷۵

ایک تحقیق کے مطابق دنیا میں ہر سیکنڈ میں (۴) بچے پیدا ہوتے ہیں اور ہر منٹ میں تقریباً (۲۵۰ سے ۲۴۰) تک بچوں کی پیدائش عمل میں آتی ہے اسی طرح سے ہر گزرنے والے گھنٹے میں تقریباً 360000 بچے دنیا میں آتے ہیں۔

ایکولوجی گلوبل کے مطابق ایک سال میں تقریباً (۱۳۰) ملین بچے دنیا میں پیدا ہوتے ہیں۔

موت:

موت کی اہمیت پر قرآن کریم میں بے شمار مقامات پر کلام کیا گیا ہے۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

نَحۡنُ قَدَّرۡنَا بَيۡنَكُمُ الۡمَوۡتَ وَمَا نَحۡنُ بِمَسۡبُوۡقِيۡنَ ۔١٧٦

ترجمہ۔ہم ہی نے تمہارے درمیان موت کوٹھہرا رکھا ہے اور ہم اس سے عاجز نہیں ہیں۔
موت۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو(م۔و۔ت) سے مشتق ہے۔١٧٧ ؎
موت۔حیات کی ضد ہے۔
موت۔مجازاً سکون کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔
ماتت الریح۔سے مراد ہوا کا رک جانا یا ساکن ہونا۔
ماتتالنار۔سے مراد آگ کا بجھ جانا۔
ماتت الخمر۔سے مراد شراب کا جوش جاتا رہنا۔
ماتت الرجل۔سے مراد وہ سو گیا۔
قرآن کریم میں لفظ موت حیات کے مقابل آیا ہے۔
اجل۔بھی عربی زبان کا لفظ ہے، جو(ا۔ج۔ل) سے مشتق ہے۔
اجل۔کے معانی وقت مقررہ۔
التاجیل۔سے مراد مدت کا تعین کرنا۔
قرآن کریم میں لفظ اجل موت کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔١٧٨ ؎

ارشادات خداوندی:

وَمَا كَانَ لِنَفۡسٍ اَنۡ تَمُوۡتَ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ۔١٧٩

ترجمہ۔اللہ کے اذن کے بغیر کسی نفس کے لئے مرنا ممکن نہیں۔

اَيۡنَ مَا تَكُوۡنُوۡا يُدۡرِكْكُّمُ الۡمَوۡتُ وَلَوۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ بُرُوۡجٍ

مُّشَيَّدَةٍ۔ ۱۸۰
ترجمہ۔تم جہاں کہیں بھی ہو موت تم کو پالے گی خواہ تم مضبوط قلعوں میں ہی کیوں نہ ہو۔
اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَ يَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ
قَدِيْرًا ۔ ۱۸۱
ترجمہ۔اے لوگو! اگر وہ چاہے تو تم سب کو فنا کر دے اور دوسرے لوگوں کو لے آئے اور اللہ اس پر قادر ہے۔
وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا
اَمْثَالَكُمْ ۔ ۱۸۲
ترجمہ۔اگر تم حق سے روگردانی کرو گے تو اللہ تمھاری جگہ دوسری قوم کو لے آئے گا پھر وہ تم جیسے نہیں ہوں گے۔
اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَ
يَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ۔ ۱۸۳
ترجمہ۔اگر اللہ چاہے تو تم سب کو فنا کر دے اور نئی مخلوق پیدا کر دے اور یہ اللہ کے لئے کچھ مشکل نہیں۔
بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۔ ۱۸۴
ترجمہ۔منافقین کو خوشخبری دیجئے کے ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔
وَ اتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ۔ ۱۸۵
ترجمہ۔اس دن سے ڈرو جس دن تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔
حضرت وارث علی شاہ فرماتے ہیں! نفوس کو ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ہے پر روح کو ذائقۃ الموت نہیں ہے پھر انھوں نے کہا! قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے!
كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۔یعنی تمام نفوس موت کا مزہ چکھیں گے لیکن قرآن میں یہ نہیں کہا گیا کل روح ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۔۱۸۶؎

حضرت قلندر بابا اولیاءفرماتے ہیں! مشاہداتی آنکھ یہ دیکھتی ہے کہ موت سے خوبصورت کوئی زندگی نہیں ہے۔۱۸۷؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے اور نہ موت کے آنے سے پہلے اس کی دعا کرے کیونکہ جب تم میں سے کوئی شخص مرجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے اور مومن کی عمر اس میں نیکی کے سوا کسی اور چیز کو زیادہ نہیں کرتی۔۱۸۸؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے موت کی تکلیف اور اس کے گلے میں رکنے کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا! یہ تلوار کی تین سو ضربوں کے برابر ہے۔۱۸۹؎

محمود بن لبید ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! دو چیزوں کو ابن آدم ناپسند کرتا ہے۔ ۱۔موت کو۔ ۲۔مال کی کمی کو جبکہ موت فتنہ سے بہتر ہے اور اور مال کی کمی کی وجہ سے حساب بھی کم ہوگا۔۱۹۰؎

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھنے والوں پر موت کے وقت اور نہ ہی ان کی قبروں میں اور نہ ہی حشر میں ان پر کسی قسم کی وحشت ہوگی۔۱۹۱؎

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ہر بندے کو قیامت کے دن اسی حالت میں اٹھایا جائے گا جس حالت میں وہ مرا ہے مومن کو اس کے ایمان پر جبکہ منافق کو اس کے نفاق پر۔۱۹۲؎

موت کی موت:

حضرت ابو سعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! قیامت کے دن موت کو سرمئی مینڈھے کی صورت میں لایا جائے گا پھر ایک منادی یہ ندا کرے گا! اے اہل جنت اور اہل

جہنم دیکھ لو یہ موت ہے کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ وہ سب کہیں گے ہاں اور اس مینڈھے کو پہچان لیں گے پھر اس مینڈھے کو ذبح کر دیا جائے گا پھر یہ ندا کی جائے گی اے اہل جنت! اب تمھیں دوام ہے پس اب موت نہیں ہے اور اہل دوزخ سے بھی یہی کہا جائے گا۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انھیں حسرت والے دن سے ڈرائے، جب فیصلہ ہو چکا ہوگا، وہ غفلت میں ہیں اور ایمان نہیں لا رہے ہیں بے شک ہم ہی زمین اور اس کے وارث ہیں جو اس پر ہیں اور وہ سب ہماری ہی طرف لوٹائے جائیں گے۔ ۱۹۳؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ فرماتے ہیں! تم ہمیشہ رہنے کے لئے پیدا کئے گئے ہو یعنی جنت والے جنت میں اور جہنم والے جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ ۱۹۴؎

آپؓ نے فرمایا! جو انسان دنیا چاہتا ہے اس کو موت ڈھونڈتی ہے تاکہ اسے دنیا سے نکال باہر کرے اور جو انسان آخرت چاہتا ہے اسے دنیا ڈھونڈتی ہے تاکہ اس کو اس کی روزی تک پہنچا دیا جائے۔

آپؓ نے فرمایا! مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو موت کو بھول گیا حالانکہ ہر روز وہ مردوں کو دیکھتا ہے۔

جو انسان سب سے زیادہ موت کو یاد کرے گا وہ مختصر دنیا سے بھی راضی رہے گا۔

جس انسان کو موت کا انتظار ہوتا ہے وہ نیکی کے کاموں میں جلدی کرتا ہے۔

موت سے ڈرنے والا موت سے نجات نہیں پا سکتا۔علم کے ذریعے موت سے ڈرایا جا سکتا ہے۔

تم جنت کے لئے ہو یا جہنم کے لئے تمھارے درمیان صرف موت حائل ہے جیسے وہ آجائے گی تم اپنے اصل مقام میں داخل کر دئے جاؤ گے۔

موت برحق ہے آج یا کل۔

زمین کے اوپر چلنے والے ایک دن زمین کے نیچے چلے جائیں گے یہ رات اور دن عمر انسانی کو

برباد کررہے ہیں۔

لوگ سورہے ہیں یعنی (خواب غفلت) میں ہیں جب مریں گے تو جاگ جائیں گے۔

ہر گھر کا ایک دروازہ ہے اور آخرت کے گھر کا دروازہ موت ہے۔

موت مومن اور کافر دونوں کے لئے اچھی ہے، مومن کے لئے اس لئے اچھی ہے کیونکہ وہ جلدی سے نعمتوں کی جانب بڑھ جائے گا جبکہ کافر کے لئے اس لئے اچھی ہے کیونکہ اس کی وجہ سے اس کا عذاب آخرت کم ہوگا پھر آپؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی! جو کچھ اللہ کے پاس موجود ہے وہ نیک لوگوں کے لئے ہے جس میں اچھائی ہے اور جو کافر ہیں وہ یہ گمان نا کریں کے ہم نے انھیں مہلت دے رکھی وہ مہلت ان کے لئے اچھی ہے بلکہ وہ مہلت انھیں اس لئے دی گئی ہے تا کہ وہ اپنے گناہوں میں مزید اضافہ کریں۔

نیک لوگوں کی موت ان کے لئے راحت اور آسائش ہے۔

موت سے شدید تر وہ درد ہے جس سے نجات کے لئے انسان موت کی آرزو کرتا ہے۔

موت مومن کا تحفہ ہے۔

دنیاوی خواہشات کے پیچھے بھاگنے والے اپنی موت کو بہت کم یاد کرتے ہیں۔

موت کی طرف بلاوا آنے سے قبل اپنی سماعتوں کو موت کی دعوت کی آواز پہنچاؤ۔

موت ایک غافل نگہبان ہے۔ موت سے ہر جاندار شے کو گزرنا ہے۔

موت آخرت کی عدالت کی پہلی منزل ہے۔

موت اس دار فانی سے جدائی اور ہمیشہ رہنے والی دنیا کی جانب منتقل ہونا ہے۔

تم سے تمھاری موت تمھارے سایے سے زیادہ نزدیک اور خود تم سے زیادہ تمھاری مالک ہے۔

موت کی یاد دنیاوی اسباب میں آسانی پیدا کرتی ہے۔

جو انسان موت کو یقین کی نظر سے دیکھے گا وہ اسے اپنے آپ سے نزدیک پائے گا۔

موت کی یاد سے دنیا کی سختی آسان ہو جاتی ہے۔

انسان کی موت اس سے پوشیدہ ہے اور اس کی آرزوئیں اور خواہشات اسے مسلسل دھوکہ دے رہی ہیں۔ انسان کے حفاظت کے لئے فرشتے مامور ہیں تاہم جب اس کی موت کا وقت آجاتا ہے تو وہ

فرشتے درمیان میں سے ہٹ جاتے ہیں موت ایک مضبوط سپر ہے۔
جو انسان اپنی موت اور عاقبت کا مشاہدہ کر لیتا ہے وہ دنیا کی فریب کاریوں سے متنفر ہو جاتا ہے۔
اولیاء اللہ دنیا کے باطن کو دیکھتے ہوئے کل کی تیاری کرتے ہیں جبکہ اہل دنیا، اس فریبی دنیا کے ظاہر کو دیکھ کر اس کے آج کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔
تم یقین جانو تم کبھی بھی اپنی خواہشات کو مکمل نا کر پاؤ گے اور نا ہی اپنی اجل سے زیادہ جی پاؤ گے۔ نا تم اپنی اجل پر سبقت لے جا سکتے ہو اور نا ہی اپنی تقدیر سے زیادہ رزق حاصل کر سکتے ہو۔
اعمال صالح میں جلدی کرو اور اچانک آنے والی موت سے ڈرو۔
بے شک ہر اجل کا ایک وقت مقرر ہے جس سے تجاوز ناممکن ہے۔
اجل انسان کی حفاظت کے لئے کافی ہے۔ ہر زندگی کی ایک اجل ہے۔
انسان کا ہر سانس اس کی موت کی جانب ایک قدم ہے۔
صلہ رحمی کے باعث انسان کو رزق میں کشادگی اور لمبی عمر دی جاتی ہے۔
طبعی موت سے زیادہ انسانوں کے مرنے کی بڑی وجہ ان کے گناہ ہیں۔
موت انسان کو پچھاڑ دیتی ہے۔ موت ایک مضبوط قلعہ ہے۔
موت انسان کی امیدوں کو منقطع کر دیتی ہے۔
انسان کے سب سے زیادہ قریب اس کی موت ہے۔
موت سب سے زیادہ سچی اور حق بات ہے۔
وقت اور ساعتوں کا گزرنا اجل میں شامل ہے۔
اجل سے زیادہ مضبوط کوئی ڈھال نہیں۔
اگر تم موت کی رفتار کو دیکھ لو تو تم امیدوں سے نفرت کرتے اور کبھی ان کو پورا کرنے میں مصروف نا ہوتے۔ ۱۹۵؎

اہم نکتہ:

موت ایک اٹل حقیقت ہے، لیکن اللہ کا تحفہ بھی ہے، کیونکہ بسا اوقات بیمار، کمزور، اپاہج اور معذور

انسان لوگوں پر بوجھ بن جاتے ہیں اسی طرح معاشرے میں رہنے والے ظالم، فسادی، قاتل، چور، ڈاکو اور بدترین انسان اقوام اور عوام کے لئے شدید اذیت کا سبب ہوتے ہیں، اور لوگ ان سے نجات اور ان کے مرنے کی دعائیں مانگتے ہیں، تاہم عقلمند انسان اس دنیا میں رہتے ہوئے اپنی آخرت کی تیاری کرتا ہے، موت دراصل ایک زون سے دوسرے زون میں جانا ہے تاہم انسان کے اچھے اعمال اس دوسرے زون میں اس کے لئے بہترین جگہ اور نعمتوں کا تعین کرتے ہیں جبکہ برے اعمال بری جگہ کی نشاندہی کرتے ہیں، مومن کے ل ء ے اس کی ومت بہترین تحفہ ہے کیونکہ وہ ایک برے مقام سے نعمتوں بھری جنتوں میں داخل کر دیا جائے گا جبکہ کفار، مشرکین اور منافقین کے لئے موت ہلاکت ہے یعنی برا انجام۔

موت کا نفسیاتی پہلو یہ ہے کے مسلمان کو یہ اچھی طرح سے معلوم ہے کے وہ اس دنیا میں ہمیشہ ہمیشہ نہیں رہ سکتا ہے بلکہ اس دنیا میں موجود ہر شے فانی ہے لہٰذا اس کو بھی یہاں کچھ وقت کے لئے بھیجا گیا ہے تا کہ وہ نیک اعمال کر سکے، یہی سوچ انسان کو اللہ سے ملاقات اور نیکیوں کو انجام دینے کی جانب راغب کرتی ہے تاہم انسان کو جب یہ یقین کامل ہوتا ہے کے اس کے اعمال کی باز پرس اگلے جہان میں بھی کی جائے گی تو اس کا رویہ محتاط ہو جاتا ہے اور وہ اپنی زندگی کو گناہوں کی آلودگی سے بچاتا ہے، گناہوں کی آلودگی انسان کو کئی امراض سے محفوظ و مامون رکھتی ہے۔

رب عظیم کی تسبیح:

تمام حمد وثناء اور تعریف کے لائق صرف اور صرف اللہ کی ذات ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ۔۱۹۶

ترجمہ۔سو اپنے عظیم الشان پروردگار کے نام کی تسبیح کیجیے

الْعَظِيمِ ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ع۔ظ۔م) سے مشتق ہے۔۱۹۷

قرآن کریم میں اسم العظیم (۹) مرتبہ آیا ہے۔

عظم۔عربی زبان میں ہڈی کو کہتے ہیں۔ہڈی انسانی جسم میں بنیادی حیثیت کی حامل ہوتی ہے اور

پورے جسم کی عمارت ہڈیوں کے ڈھانچے پر ہی استوار ہوتی ہے

عظم الفدان ۔ سے مراد کسان کے ہل کی وہ چوڑی لکڑی جس کو ہل چلانے میں بنیادی حیثیت حاصل ہو۔

عظمات القوم ۔ سے مراد قوم کے سردار جو کے اپنی قوم میں ایک مرکزی حیثیت کے مالک ہوتے ہیں وہ اپنی قوم کے لئے فیصلے کرتے ہیں۔

عظم الطریق ۔ سے مراد کشادہ راستہ۔

عظمہ ۔غرور و تکبر کے معانی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے نیز اس کے معانی بڑائی، عزت اور حرمت کے بھی ہیں۔

العظیمہ ۔ سے مراد کوئی سخت درپیش مسئلہ یا حادثہ کے ہیں۔

ابن فارس کے مطابق !عظم سے مراد بڑا اور قوی کے ہیں۔ ۱۹۸؎

قرآن کریم میں عظم، کی جمع عظام اور اعظم کے معانی میں ہڈی کے لئے متعدد مقامات پر آئی ہے۔

قرآن کریم کے لئے قرآن عظیم کا نام بھی آیا ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

تمھیں قرآن عظیم عطا کیا۔ ۱۹۹؎

اَلْعَظِيْمُ اللہ کا ایک صفاتی نام ہے اور اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۔ ۲۰۰؎ ۔ترجمہ۔ وہ بلند مرتبہ اور اَلْعَظِيْمُ (عظمت والا) ہے۔

فقہائے کرام اور مفسرین کرام نے اسم اَلْعَظِيْمُ کی تین تعریفات بیان کی ہیں۔

۱۔ اَلْعَظِيْمُ وہ ذات بابرکت ہے جس کی عظمت کا ادراک عقل انسانی کی حدود سے بالاتر ہے۔

۲۔علامہ حلیمی لکھتے ہیں کے اَلْعَظِيْمُ وہ ذات بابرکت ہے جس کا کوئی مدمقابل نہ ہو۔

۳۔ اَلْعَظِيْمُ وہ ذات پاک ہے جس کی عظمت اور وجہ تعظیم اسی کی وجہ سے ہے اور اس کی عظمتوں کی حدود اور مقدار کو سمجھنا عقل انسانی سے ماوراء ہے۔

اسم اَلْعَظِيْمُ کا نظام کائنات میں کردار:

اسم اَلْعَظِيْمُ کی وضاحت اور تشریحات عقل انسانی سے ماوراء اور مستور ہے انسان چاہے بھی تو

اسم الْعَظِيمِ پر کلام نہیں کر سکتا انسان بس اتنا کر سکتا ہے کے وہ اللہ کی بنائی ہوئی اس حیرت انگیز کائنات اور اشیاء ائنات کا مطالعہ کرتا رہے اور اپنے رب کی حمد وثناء میں رطب اللسان رہے یہی انسان کا منصب اور دنیا میں آنے کا مقصد ہے۔

عرش الْعَظِيمِ ،رب الْعَظِيمِ کی تخلیق ہے اس سے متعلق احادیث اور آثار وہب بن منبہ بیان کرتے ہیں کہ! اللہ تبارک تعالی نے عرش کو اپنے نور سے پیدا کیا جبکہ کرسی عرش سے ملی ہوئی ہے پانی کرسی کے نیچے اور ہوا اوپر ہے عرش الْعَظِيمِ کو فرشتوں نے اپنے کندھوں پر اٹھایا ہوا ہے عرش کے گرد چار دریا ہیں ان دریاؤں میں فرشتے کھڑے اللہ کی حمد ثناء اور تسبیح بیان کر رہے ہیں جبکہ عرش بھی اللہ کی تسبیح بیان کرتا ہے۔۲۰۱؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کے عرش کی مقدار کا اندازہ لگانا ،ناممکنات میں سے ہے۔۲۰۲؎

کائنات کی ہر شے اللہ کی عظمت کی گواہی دے رہی ہے۔

ارشادات خداوندی:

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۔۲۰۳

ترجمہ۔وہ مالک ہے عرش عظیم کا۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۔۲۰۴

ترجمہ۔اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کیا وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔

مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۔۲۰۵

ترجمہ۔(نوح نے اپنی قوم سے کہا!) تمھیں کیا ہو گیا ہے کے تم اللہ کے لئے سی وقار کی توقع نہیں رکھتے؟

اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں انسان نے اللہ کی عظمت کو پہچانا ہی نہیں جیسا کے اس کو پہچاننے کا حق تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے رکوع میں **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم** پڑھتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے چینی کے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَ رَبُّ الْأَرْضِ وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ۔ ۲۰۶

ترجمہ۔اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔۔۔وہ بہت بڑا اور بردبار (گناہ پر فوراً پکڑ نہیں کرتا) ہے۔۔۔اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔۔۔۔وہ عرش عظیم کا رب ہے۔۔۔۔۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔۔۔۔وہ آسمانوں اور زمینوں کے اور معزز عرش کا رب ہے

میزان پر بھاری کلمات۔۔۔سُبْحَانَ اللهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْم۔۲۰۷

حضرت ابودرداءؓ بیان کرتے ہیں کے جو شخص صبح وشام سات مرتبہ اس دعا کو سچے دل سے مانگے گا اللہ تعالی اس شخص کی دنیا اور آخرت کے تمام غموں سے نجات دلائیں گے۔

حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ یعنی مجھے اللہ ہی کافی ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔۲۰۸

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی بلندی یا ٹیلے پر چڑھتے تو فرماتے! اے اللہ! ہر بلندی سے زیادہ بلندی تیرے لئے ہے اور ہر حمد سے بالا حمد تیرے لئے ہے۔۲۰۹

حضرت علیؓ کے اقوال:

تم اللہ کی عظمت کو محدود نہ کرو ورنہ تم ہلاک ہو جاؤ گے۔۲۱۰

حوالہ کتب:

۱۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۲۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۳۔روح المعانی۔علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی (متوفی ۱۲۷۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت۔
دارالفکر بیروت ۱۴۱۷ھ۔
۴۔سورہ واقعہ۔آیت۔۱۔
۵۔سورہ واقعہ۔آیت۔۲۔
۶۔سورہ واقعہ۔آیت۔۳۔
۷۔سورہ واقعہ۔آیت۔۴۔
۸۔سورہ واقعہ۔آیت۔۵۔
۹۔سورہ واقعہ۔آیت۔۶۔
۱۰۔سورہ واقعہ۔آیت۔۷۔
۱۱۔سورہ واقعہ۔آیت۔۸۔
۱۲۔سورہ واقعہ۔آیت۔۹۔
۱۳۔سورہ واقعہ۔آیت۔۴۱۔
۱۴۔سورہ واقعہ۔آیت۔۴۲۔
۱۵۔سورہ واقعہ۔آیت۔۴۳۔
۱۶۔سورہ واقعہ۔آیت۔۴۴۔
۱۷۔سورہ واقعہ۔آیت۔۴۶۔
۱۸۔سورہ واقعہ۔آیت۔۴۷۔
۱۹۔سورہ واقعہ۔آیت۔۴۸۔
۲۰۔سورہ واقعہ۔آیت۔۴۹۔
۲۱۔سورہ واقعہ۔آیت۔۵۰۔
۲۲۔سورہ واقعہ۔آیت۔۵۱۔
۲۳۔سورہ واقعہ۔آیت۔۵۲۔
۲۴۔سورہ واقعہ۔آیت۔۵۳۔
۲۵۔سورہ واقعہ۔آیت۔۵۴۔
۲۶۔سورہ واقعہ۔آیت۔۵۵۔
۲۷۔سورہ واقعہ۔آیت۔۵۶۔

۲۸۔سورہ واقعہ۔آیت۔۹۲۔
۲۹۔سورہ واقعہ۔آیت۔۹۳۔
۳۰۔سورہ واقعہ۔آیت۔۹۴۔
۳۱۔سورہ واقعہ۔آیت۔۹۵۔
۳۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۳۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۳۴۔سورہ النحل۔آیت۔۷۷۔
۳۵۔سورہ المعارج۔آیت۔۶۔۷۔
۳۶۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۹۷۔
۳۷۔سورہ محمد۔آیت۔۱۸۔
۳۸۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۸۷۔
۳۹۔سورہ الزمر۔آیت۔۶۷۔
۴۰۔سورہ مزمل۔آیت۔۱۷۔
۴۱۔سورہ محمد۔آیت۔۱۸۔
۴۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۴۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت
۴۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۴۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۴۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۴۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۴۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی(متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۲۱ھ۔
۴۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی(متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۲۱ھ۔
۵۰۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری(متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۵۱۔سورہ ص۔آیت۔۱۵۔
۵۲۔سورہ انعام۔آیت۔۷۳۔
۵۳۔سورہ نمل۔آیت۔۸۷۔
۵۴۔سورہ طٰہٰ۔آیت۔۱۰۲۔
۵۵۔سورہ النباء۔آیت۔۱۸۔
۵۶۔سورہ الزمر۔آیت۔۶۸۔
۵۷۔سورہ ق۔آیت۔۴۱۔۴۵۔
۵۸۔سورہ یٰسین۔آیت۔۵۱۔

۵۹۔ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۶۰۔البعث والنشور۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔ص۔۸۷۔مطبوعہ دارالفکر بیروت
۶۱۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔
۶۲۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۶۳۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۶۴۔معالم التنزیل۔امام ابومحمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی (متوفی ۵۱۶ھ)۔ج۔۵۔ص۔۲۱۶۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۶۵۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۴۴۴۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۶۶۔سورہ واقعہ۔آیت۔۶۔
۶۷۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۶۸۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۶۹۔سورہ فاطر۔آیت۔۳۲۔
۷۰۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۱۔المصنف۔امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۰ھ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۷۲۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۱۰۔
۷۳۔ سورہ الواقعہ۔آیت۔۱۱۔
۷۴۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۷۵۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۶۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۷۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۸۔ سورہ الواقعہ۔آیت۔۱۲۔
۷۹۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۱۳۔
۸۰۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۱۴۔
۸۱۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۱۵۔
۸۲۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۱۶۔
۸۳۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۱۷۔

۸۴۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۱۸۔
۸۵۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۱۹۔
۸۶۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۲۰۔
۸۷۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۲۱۔
۸۸۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۲۲۔
۸۹۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۲۳۔
۹۰۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۲۴۔
۹۱۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۲۵۔
۹۲۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۲۶۔
۹۳۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۲۷۔
۹۴۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۲۸۔
۹۵۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۲۹۔
۹۶۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۳۰۔
۹۷۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۳۱۔
۹۸۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۳۲۔
۹۹۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۳۳۔
۱۰۰۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۳۴۔
۱۰۱۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۳۵۔
۱۰۲۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۳۶۔
۱۰۳۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۳۷۔
۱۰۴۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۳۸۔
۱۰۵۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۳۹۔
۱۰۶۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۴۰۔
۱۰۷۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۸۹۔
۱۰۸۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۹۰۔
۱۰۹۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۹۱۔
۱۱۰۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۱۱۔سورہ السجدہ۔آیت۔۱۷۔
۱۱۲۔سورہ النحل۔آیت۔۹۷۔
۱۱۳۔سورہ طٰحہٰ۔آیت۔۷۶۔
۱۱۴۔سورہ الحدید۔آیت۔۲۱۔

۱۱۵۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۲۱ھ۔
۱۱۶۔مشکوۃ۔امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ)۔مطبوعہ اصح المطابع دہلی دارارقم بیروت۔
۱۱۷۔تفسیر عزیزی۔شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (متوفی ۱۲۳۹ھ)۔مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی۔
۱۱۸۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۱۱۹۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۱۲۰۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۱۲۱۔روح المعانی۔علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی (متوفی ۱۲۷۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت
۱۲۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۲۳۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۱۲۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۲۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۲۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۲۷۔ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۱۲۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۲۱ھ۔
۱۲۹۔سورہ رعد۔آیت۔۲۹۔
۱۳۰۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۳۱۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۱۳۲۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۱۳۳۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۳۰۔
۱۳۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۳۵۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۱۳۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۳۷۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۱۳۸۔سورہ القیامۃ۔آیت۔۲۲۔۲۳۔
۱۳۹۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ)۔مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔
۱۴۰۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۱۴۱۔الدرالمنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۴۲۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۴۳۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۲۲۔
۱۴۴۔سورہ الرحمن۔آیت۔۵۸۔
۱۴۵۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۳۷۔
۱۴۶۔سورہ الواقعہ ۳۵۔۳۷۔
۱۴۷۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۱۴۸۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۱۴۹۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار
۱۵۰۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۱۵۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۵۲۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۵۳۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۵۴۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۵۵۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۵۶۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۵۷۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۰ھ۔
۱۵۸۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۵۹۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۶۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۶۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۲۱ھ۔
۱۶۲۔سورہ واقعہ۔آیت۔۸۹۔
۱۶۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۶۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۲۱ھ۔
۱۶۵۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۱۶۶۔سورہ واقعہ۔آیت۔۵۸۔
۱۶۷۔سورہ واقعہ۔آیت۔۵۹۔
۱۶۸۔سورہ دھر۔آیت۔۲۔
۱۶۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔رقم الحدیث۔۳۱۱۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی

الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۱۷۰۔ سورہ الاعلیٰ۔ آیت۔ ۱۳۔
۱۷۱۔ ایک سو ایک اولیا خواتین۔ شمس الدین عظیمی۔ مکتبہ عظیمیہ کراچی۔
۱۷۲۔ سورہ المومنون۔ آیت۔ ۱۲۔ ۱۴۔
۱۷۳۔ صحیح بخاری۔ امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔ مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۷۴۔ سورہ النحل۔ آیت۔ ۷۸۔
۱۷۵۔ خانوادہ سلسلہ عظیمیہ۔ خواجہ شمس الدین عظیمی۔ مکتبہ عظیمیہ کراچی۔
۱۷۶۔ سورہ واقعہ۔ آیت۔ ۶۰۔
۱۷۷۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔
۱۷۸۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔
۱۷۹۔ سورہ آل عمران۔ آیت۔ ۱۴۵۔
۱۸۰۔ سورہ النساء۔ آیت۔ ۷۸۔
۱۸۱۔ سورہ النساء۔ آیت۔ ۱۳۳۔
۱۸۲۔ سورہ محمد۔ آیت۔ ۳۸۔
۱۸۳۔ سورہ ابراہیم۔ آیت۔ ۱۹۔
۱۸۴۔ سورہ النساء۔ آیت۔ ۱۳۸۔
۱۸۵۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۲۸۱۔
۱۸۶۔ حضرت وارث شاہ۔ اقوال کا دانش کدہ۔ ص۔ ۱۱۲۔ مرتب۔ مجلس ادارہ۔ چناء پبلی کیشنز کراچی۔ ۲۰۱۲ء
۱۸۷۔ وقت۔ خواجہ شمس الدین عظیمی۔ مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۱۸۸۔ صحیح مسلم۔ امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۸۹۔ شعب الایمان۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔ مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۱۹۰۔ مسند احمد۔ امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔ ۱۳۹۸ھ۔
۱۹۱۔ تاریخ بغداد۔ امام ابو بکر احمد بن علی خطیب بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ)۔ ج۔ ۱۔ ص۔ ۲۶۶۔ مطبوعہ ادرالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۷ھ۔
۱۹۲۔ المعجم الاوسط۔ امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔ مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ ریاض ۱۴۰۵ھ۔ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۲۰ھ۔
۱۹۳۔ سورہ مریم۔ آیت۔ ۳۹۔
۱۹۴۔ غرر الحکم۔ ص۔ ۱۳۔
۱۹۵۔ تجلیات حکمت۔ مرتب۔ آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔ مترجم۔ سید قمر عباس۔ مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔ ۱۴۲۴ھ۔
۱۹۶۔ سورہ واقعہ۔ ۹۶۔

۱۹۷۔لغات القرآن ۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۹۸۔لغات القرآن ۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۹۹۔سورہ الحجر۔آیت۔۸۷۔
۲۰۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۵۔
۲۰۱۔کتاب العظمۃ۔امام عبداللہ بن محمد بن جعفر المعروف بابی الشیخ (متوفی۔۳۹۶ھ)۔رقم الحدیث۔۱۹۲۔ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۴ھ)۔۔ج۔۲۔ص۔۲۸۲۔مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت۔۱۴۱۸ھ۔
۲۰۲۔کتاب العظمۃ۔امام عبداللہ بن محمد بن جعفر المعروف بابی الشیخ (متوفی ۳۹۶ھ)۔رقم الحدیث ۱۹۸۔ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ)۔ج۔۲۔ص۔۲۸۲۔مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت۔
۲۰۳۔سورہ النمل۔آیت۔۲۶۔
۲۰۴۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۲۹۔
۲۰۵۔سورہ نوح۔آیت۔۱۳۔
۲۰۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۰۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔رقم الحدیث۔۶۴۰۶۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۰۸۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤدسلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۰۹۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۲۱۰۔نہج البلاغہ۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔مرتب۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔مکتبہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔سن ندارد۔

۵۷۔سورہ الحدید (لوہا)

نام:

الحدید عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی لوہا کے ہیں۔

شانِ نزول:

سورہ الحدید مدنی سورہ ہے، جس میں کل آیات کی تعداد ۲۹ ہے جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۴ ہے۔

مضامین:

۱۔اللہ تعالیٰ کی صفات کا ذکر۔
۲۔راہ خدا میں مال خرچ کرنے کی فضیلت۔
۳۔اہل ایمان کو ہدایت۔
۴۔آخرت میں اہل ایمان اور اہل نفاق کا انجام۔
۵۔لوہا اللہ کی ایک نعمت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت عرباض بن ساریہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سونے سے قبل المسبحات (تسبیح کی آیات) کو پڑھا کرتے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ان میں ایک آیت ہزار آیات سے افضل ہے (المسبحات سے مراد سورہ الحدید، سورہ الحشر، سورہ الصّف، سورہ الجمعہ اور سورہ تغابن

ہیں)۔ا؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، سورہ الحدید مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔۲؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا سورہ الْحَدِيْدَ منگل کے دن نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے لوہے کو بھی منگل کے دن پیدا فرمایا اور آدم علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے بھائی کو منگل کے دن قتل کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے منگل کے دن پچھنے لگوانے سے منع فرمایا۔۳؎

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تم لوگ منگل کے دن پچھنے نہ لگواؤ کیونکہ سورہ الْحَدِيْدَ مجھ پر منگل کے دن نازل ہوئی۔۴؎

حضرت عرباض بن ساریہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سونے سے قبل مسبحات (سبح سے شروع ہونے والی سورتیں) پڑھتے اور فرماتے کہ اس کے اندر ایک ایسی آیت ہے جو ہزار آیتوں سے بہتر ہے۔۵؎

یحییٰ بن ابی کثیرؒ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سونے سے قبل مسبحات پڑھتے اور فرماتے کہ ان کے اندر ایک ایسی آیت ہے جو ہزار آیتوں سے افضل ہے۔

یحییٰؒ نے فرمایا ہمارا یہ خیال ہے کہ وہ آیت سورہ حشر کے آخر میں ہے۔۶؎

اللہ کی پاکی اور حمد وثناء:

کائنات کی ہر شے اللہ کو جانتی اور پہچانتی ہے سوائے چند سرکش انسان اور جنات کے، اور کائنات کی ہر شے اللہ کی حمد وثناء اور پاکی بیان کرتی ہے، اسی حوالے قرآن کریم میں متعدد مقامات پر کلام کیا گیا ہے، اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔۷

ترجمہ۔اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں وہ سب جو آسمانوں میں اور زمین میں ہیں اور وہ زبردست ہے حکمت والا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الطَّيْرُ

صٰٓفّٰتٍ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَ تَسْبِيْحَهٗ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ۔۸

ترجمہ۔(اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا آپ نے نہیں دیکھا کے جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے وہ سب اللہ کی پاکی بیان کررہے ہیں۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهِنَّ وَ اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَ لٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ۔۹

ترجمہ۔ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ اس میں ہے سب اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان نہ کرے لیکن تم ان کی پاکی بیان کرنے کو نہیں سمجھتے۔

وَ لِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ ظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ۔۱۰

ترجمہ۔اللہ ہی ہے جس کو زمین و آسمان کی ہر شے طوعاً کرھاً سجدہ کررہی ہے اور سب چیزوں کے سایے صبح وشام اس کے آگے جھکتے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ وَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ وَ النُّجُوْمُ وَ الْجِبَالُ وَ الشَّجَرُ وَ الدَّوَآبُّ وَ كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ۔۱۱

ترجمہ۔ہر چیز اللہ کی نظر میں ہے کیا تم دیکھتے نہیں؟ کے اللہ کے آگے ہر شے سر بہ سجود ہے وہ سب جو آسمانوں میں ہے اور وہ سب جو زمین میں ہے سورج، چاند، ستارے، پہاڑ، درخت، جانور اور بہت سے انسان۔

سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ۔۱۲

ترجمہ۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندہ کو ایک رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سفر کرایا جس کے گرداگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں تا کہ ہم اسے اپنی آیات دکھائیں، بیشک اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔ ۱۳

ترجمہ۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں، وہ زبردست ہے حکمت والا ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔ ۱۴

ترجمہ۔ جو کچھ آسمان میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں، وہ زبردست ہے حکمت والا ہے وہی اللہ ہے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۔ ۱۵

ترجمہ۔ جو کچھ آسمان میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں، وہ زبردست ہے حکمت والا ہے۔

وَّ النَّجْمُ وَ الشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ۔ ۱۶

ترجمہ۔ ستارے اور درخت (اللہ) کو سجدہ کرتے ہیں۔

اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَ الْاِشْرَاقِ ۙ وَ الطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ۚ كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ ۔ ۱۷

ترجمہ۔ ہم نے پہاڑوں کو اس کے ساتھ مسخر کر رکھا تھا اور وہ صبح و شام اس کے ساتھ تسبیح کرتے تھے۔ پرندے سمٹ آتے اور سب کے سب اس کی تسبیح کی طرف متوجہ ہو جاتے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ پرندے اور پہاڑوں کی تسبیح کی توجیہ کی وضاحت میں شاہ ولی اللہ بیان کرتے ہیں کہ قوی ہمت والا نفس جب کسی کیفیت سے بھر جاتا ہے تو اس کے قریب رہنے والے نفوس اور ان کی طبیعت میں بھی اس کی کیفیت سرائیت کر جاتی ہے اور جب وہ کسی پتھر

یا درخت سے وقت کے موافق کوئی معرفت سنتا ہے تو اس کی قوت دوسرے لوگوں میں بھی سرائیت کر جاتی ہے اور پھر وہ بھی اسی طرح سے سنتے ہیں جس طرح سے اس نے سنا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

یٰجِبَالُ اَوِّبِیۡ مَعَهٗ وَ الطَّیۡرَ ۔۱۸

ترجمہ۔ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے بڑائی دی (اور کہا!) اے پہاڑو اور پرندوں پڑھو اس کے ساتھ۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! پہاڑ ایک دوسرے پہاڑ کا نام لے کر آواز دیتے ہیں اور ایک دوسرے سے دریافت کرتے ہیں! تم پر جو فلاں شخص گزرا کیا اس نے اللہ کا ذکر کیا؟ اگر جواب ہاں میں ہوتا تو سوال کرنے والا پہاڑ یہ سن کر خوش ہوتا۔۱۹

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! سُبۡحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمۡدِهٖ یہ کلمات ہر چیز کی نماز ہیں اور ان ہی کے ذریعے مخلوق کو رزق دیا جاتا ہے۔۲۰

العزیز:

العزیز۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ع۔ز۔ز) سے مشتق ہے۔

عزیز۔کے معنی قوت، شدت، غلبہ، عزت رفعت اور حفاظت ہے۔

عزۃ۔اس کیفیت کا نام ہے جو انسان کو مغلوب ہونے سے بچاتی ہے اس کے معانی میں کسی پر غلبہ حاصل کرنا یا اپنی فطری صلابت اور سختی کی وجہ سے کسی کو زیر کرنا ہے۔

قرآن کریم میں اللہ کا اسم صفاتی العزیز (۹۲) مرتبہ آیا ہے۔

قرآن کریم میں عز۔ذلت کے مقابلے میں آیا ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ مَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشۡرٰی لَکُمۡ وَ لِتَطۡمَئِنَّ قُلُوۡبُکُمۡ بِهٖ وَ مَا النَّصۡرُ اِلَّا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَکِیۡمِ ۙ لِیَقۡطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَوۡ یَکۡبِتَهُمۡ فَیَنۡقَلِبُوۡا خَآئِبِیۡنَ ۔۲۱

ترجمہ۔فتح اور نصرت جو کچھ بھی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے جو بڑی قوت والا اور دانا و بینا ہے

(یہ مدد وہ تمھیں اس لئے دے گا) تا کہ کفر کی راہ چلنے والوں کا ایک بازو کاٹ دے یا ان کو ایسی ذلیل شکست دے کے وہ نامرادی کے ساتھ پسپا ہو جائیں۔

یعنی کائنات پر جتنا غلبہ اختیار اور اقتدار ہے وہ سب اللہ کا ہے انسانوں کو جتنی فتح و نصرت حاصل ہوتی ہے وہ اللہ کے اذن سے حاصل ہوتی ہے جبکہ کفر کی راہ چلنے والوں کو وہ دین و دنیا میں ذلیل ورسوا اور شکست عظیم سے دوچار کرتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ تُعِزُّ مَنۡ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنۡ تَشَآءُ۔ ۲۲

ترجمہ۔ وہ جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلت سے ہم کنار کرتا ہے۔

اسم العزیز کی فقہاء، علماء اور مفسرین کرام نے درج ذیل پانچ تعریفات بیان کی ہیں۔

۱۔ علامہ ابن جریر فرماتے ہیں، العزیز وہ ذات ہے جو اپنے دشمنوں سے انتقام لینے میں نہایت سخت ہے اور وہ جب کسی کو سزا دینے کا ارادہ فرمالے تو پھر کوئی طاقت ایسی نہیں جو اس کی دی ہوئی سزا میں ترمیم وتخفیف کر سکے۔ ۲۳؎

۲۔ علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں، العزیز وہ ذات ہے جو ہر شے پر غالب ہے اور کل اشیاء کائنات اس کی جلال اور عظمت کے سامنے دبے ہوئے ہیں اور اس کے عظیم غلبے، شان اور بڑائی کی وجہ سے کسی کی اس کی بارگاہ تک رسائی ممکن نہیں۔ ۲۴؎

۳۔ امام قرطبی لکھتے ہیں، العزیز وہ ذات ہے جس کا غلبہ، شان وشوکت، قوت اور طاقت سب پر حاوی ہے نا کوئی شے اسے عاجز نہیں کر سکتی ہے اور نہ ہی شکست دے سکتی ہے۔

اس کی قوت اور طاقت سے کوئی شے باہر نہیں نا تو کوئی اس کے قبضے سے کچھ چھڑا سکتا ہے اور نہ ہی اس پر کوئی غلبہ پا سکتا ہے۔ ۲۵؎

۴۔ العزیز وہ ذات پاک ہے جس کے اختیار میں تمام اختیارات، تصرفات، کل غلبہ، قوت اور اقتدار ہے اور اس کی صفات تک کسی کی رسائی نہیں۔ ۲۶؎

۵۔ علامہ قرطبی فرماتے ہیں، العزیز وہ ذات ہے جس کی عظمت کے سمندر میں (غوطہ زن ہو کر)

عقول انسانی گم ہو جائیں اس کے جلال اور جمال کی تعریفات اور صفات بیان کرنا انسان کے بس سے باہر ہے۔ ۲۷؎

علامہ ابن قیم نے اسم العزیز کے چار معانی بیان کئے ہیں۔

۱۔ العزیز وہ ذات ہے جو غلبے والی ذات ہے اور کوئی دوسرا اس پر غالب نہیں ہو سکتا۔

۲۔ العزیز وہ ذات ہے جو سخت قوت والی ہے۔

۳۔ العزیز وہ ذات ہے جو نہایت نفیس ہے جس کی کوئی مثل اور نظیر نہیں۔

۴۔ العزیز وہ ذات ہے جس کی طاقت اور قدرت کا اندازہ لگانا ناممکنات میں سے ہے۔

اسم العزیز کا نظام کائنات میں کردار:

اسم العزیز سے مراد غالب، عزت، قوت، شدت، رفعت اور حفاظت کرنے والا اس نظام کائنات اور خود انسان کی اپنی ذات کے نظام میں اس اسم مبارک کا نفوذ موجود ہے دنیا کے بڑے سے بڑے سائنسدان اور اہل علم حضرات نے کئی عقلی دلائل اور فارمولے تو پیش کر لئے لیکن وہ کسی ستارے، سیارے، یا رات اور دن کے نظام میں گھڑی بھر کا ردوبدل نہ کر سکے نا ہی اب تک کسی سائنسدان نے اپنے علم کے زور پر صبح یا شام پیدا کر لی اور نا ہی وہ نظام شمسی کو اپنے ارادے سے بدلنے پر قادر ہو سکے۔

اللہ کی صفت العزیز کی تاثیر اور اثر پذیری سے صبح کی پو پھٹتی ہے، سورج اور چاند کا گردشی نظام قائم اور دائم ہے، رات کو اللہ نے آرام کے لئے بنایا ہے، قرآن کریم جو ایک عظیم الشان کتاب مقدس ہے اس کو قلب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا، آسمان کو روشن ستاروں سے مزین کیا، آسمان کے نظام اور ان میں اترنے والے احکامات اور وحی کی حفاظت کا بندوبست فرمایا یہ سب کا سب اسم العزیز کی وجہ سے ہے چنانچہ کائنات اور کل مخلوقات میں جہاں جہاں یہ کیفیات موجود ہیں ان میں یہی اسم کام کر رہا ہے۔ اس نظام کائنات میں کس ملک کی بادشاہت کس کو دینی ہے اور کس سے اقتدار چھیننا ہے یہ تمام باتیں اللہ کے علم و ارادے میں ہیں جنھیں وہ بہتر جانتا ہے اسی طرح سے سماجی انفرادی اور اجتماعی سطح پر بھی انسان کا عزت اور ذلت سے ہمکنار ہونا بھی اسی اسم کی وجہ سے ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَوَ لَمۡ یَرَوۡا اَنَّا نَاۡتِی الۡاَرۡضَ نَنۡقُصُهَا مِنۡ اَطۡرَافِهَا وَ اللّٰهُ یَحۡكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكۡمِهٖ وَ هُوَ سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ ۔۲۸

ترجمہ۔کیا تم اس حقیقت پر غور نہیں کرتے کے ہم کس طرح سے زمین کو بڑے بڑے سرداروں کے ہاتھوں سے چھین کر کم کرتے چلے جا رہے ہیں، وہ جلد حساب لینے والا ہے۔

فَقُطِعَ دَابِرُ الۡقَوۡمِ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا وَ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۔۲۹

ترجمہ۔اس طرح سے ان لوگوں کی (یعنی پچھلی اقوام کی) جڑ کاٹ کر رکھ دی گئی، جنھوں نے ظلم کیا اور (تمام) تعریفیں ہیں۔اللہ رب اللعالمین کے لئے (جس نے ان کی جڑ کاٹ کر رکھ دی)۔

حضرت ابوالدرداؓء بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ کی شان یہ ہے کہ وہ گناہ معاف کرتا ہے اور غم کو دور کرتا ہے اور ایک قوم کو سر بلند کرتا ہے اور دوسری کو سرنگوں کرتا ہے۔۳۰

ارشادات خداوندی:

سُبۡحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ ۔۳۱

ترجمہ۔پروردگار عزت والا ہے۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلۡمَلِكُ الۡقُدُّوۡسُ السَّلٰمُ الۡمُؤۡمِنُ الۡمُهَیۡمِنُ الۡعَزِیۡزُ الۡجَبَّارُ الۡمُتَكَبِّرُ ۔۳۲

ترجمہ۔زمین اور آسمان کی ہر چیز اللہ کی تسبیح کر رہی ہے اور وہ العزیز اور حکیم ہے۔

اِنَّ رَبَّكَ یَقۡضِیۡ بَیۡنَهُمۡ بِحُكۡمِهٖ ۚ وَ هُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡعَلِیۡمُ ۔۳۳

ترجمہ۔وہی غالب (العزیز) اور جاننے والا ہے۔

فَالِقُ الۡاِصۡبَاحِ ۚ وَ جَعَلَ الَّیۡلَ سَكَنًا وَّ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ حُسۡبَانًا ذٰلِكَ تَقۡدِیۡرُ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ ۔۳۴

ترجمہ۔صبح کی پو کا پھاڑنے والا اور اس نے رات کو آرام کے لئے بنایا اور سورج اور چاند کو گرد

پھیرنے والا بنایا یہ اندازہ ہے غالب (العزیز) جاننے والے کا۔

وَ الشَّمۡسُ تَجۡرِیۡ لِمُسۡتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقۡدِیۡرُ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ ۔۳۵

ترجمہ۔سورج اپنی قرارگاہ پر چلتا ہے یہ اندازہ ہے غالب (العزیز) جاننے والے کا۔

تَنۡزِیۡلُ الۡكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ

ترجمہ۔(قرآن) کا اتارنا اللہ کی طرف سے ہے جو غالب (العزیز) اور جاننے والا ہے۔۳۶

وَ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡیَا بِمَصَابِیۡحَ ۖ وَ حِفۡظًا ؕ ذٰلِكَ تَقۡدِیۡرُ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ ۔۳۷

ترجمہ۔ہم نے نزدیک کے آسمان کو (ستاروں کے) چراغوں سے زینت دی اور اس کی حفاظت کی یہ اندازہ ہے غالب (العزیز) جاننے والے کا۔

وَ لَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ لَیَقُوۡلُنَّ خَلَقَهُنَّ الۡعَزِیۡزُ الۡعَلِیۡمُ ۔۳۸

ترجمہ۔اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر آپ ان سے یہ پوچھیں کے آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟ تو وہ ضرور یہی کہیں گے کے ان کو غالب (العزیز) جاننے والے نے پیدا کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! تمھارا پروردگار روز یہ اعلان کرتا ہے کے میں العزیز ہوں۔۳۹

لہٰذا جو شخص دونوں جہان میں عزتوں کا طالب ہو اس کو چاہئے کہ وہ العزیز کی اطاعت کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! حضرت موسیٰ بن عمران نے اللہ تعالی سے عرض کی، اے میرے رب! آپ کے بندوں میں آپ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا کون ہے؟ تو اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کے جو بندہ بدلہ لے سکتا ہو لیکن وہ معاف فرمادے۔۴۰

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

مومن رفعت اور بلندی کو ناپسند کرتا ہے اور شہرت کو برا سمجھتا ہے۔
اپنے مہمان کی عزت کرو چاہے وہ حقیر ہی کیوں نہ ہو اور اپنے باپ اور معلم کے لئے احتراماً کھڑے ہو جاؤ بھلے ہی تم سردار ہی کیوں نہ ہو۔ تین چیزوں میں شرمایا نہیں جاتا؛
ا۔ مہمان کی خدمت کرنے میں ۔ ۲۔ اپنے باپ یا معلم کے لئے اپنی جگہ سے اٹھنا۔
۳۔ اپنا حق مانگنا بھلے وہ کم ہی کیوں نہ وہ۔
با فضلیت اعمال میں سے نقصانات کا تحمل اور مہمان کی خاطر مدارات ہے۔
جس کی خاموشی طویل ہو جاتی ہے، وہ اتنی ہی ہیبت کا مالک ہو جاتا ہے جو اس کے لئے فائدہ مند ہو اور اتنی وحشت اس کے حصے میں آجاتی ہے جو اس کے لئے نقصان کا سبب نہ ہو کم بولنا عیوب کو چھپائے رکھتا ہے سکوت وقار ہے یہ علم کی زینت ہے یہ سلامتی ہے۔
خوشخبری ہے اس کے لئے جو اپنے آپ میں ذلیل یعنی منکسر المزاج ہو گیا وہ دوسروں میں باعزت ہو گیا۔ [۴۱]

الْحَكِيْمِ:

الْحَكِيْمِ ۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ح۔ک۔م) سے مشتق ہے۔ [۴۲]
الحکمۃ ۔ کے معنی فیصلے میں عدل وانصاف کو ملحوظ رکھنا یعنی فریقین اور معاملے کی حدود وقیود کا تعین کرتے ہوئے عدل وانصاف پر مبنی فیصلہ کرنا۔
الْحَكِيْمِ ۔ اس شخص کو بھی کہتے ہیں جو حکمت اور دانش کے ساتھ ہر چیز کو بالکل درست انداز سے اس کے اصل مقام پر تناسب اور توازن کے ساتھ رکھ دے یا قائم کردے یعنی نہایت بہترین انداز سے معاملات کو سرانجام دینا۔
ابن فارس نے کہا کے حکمت کو حکمت اس لئے کہا جاتا ہے تا کہ وہ جہالت اور نادانی کی باتوں کو روکے۔

حکم۔کے معنی کسی چیز کا کسی مقام پر جم جانا، رک جانا اور مستحکم ہوجانا ہے اسی وجہ سے قرآن کریم کو قرآن حکیم بھی کہا جاتا ہے کیونکہ وہ ہر شے کا ایک مقام متعین کر کے اس کو اس کی قائم کردہ حدود میں روکے رکھتی ہے اور اس کو آگے بڑھنے نہیں دیتی۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۔۴۳

ترجمہ۔(اے محمد ﷺ) یہ قرآن آپ ﷺ ایک حکیم وعلیم ہستی کی جانب سے پا رہے ہیں۔

تمام اختلافی امور میں درست فیصلے کو بھی حکیم کہا جاتا ہے اسی اعتبار سے اللہ ایک اسم 'الحکیم' ہے کیونکہ وہ کائنات کو درست اور ٹھیک راستے پر چلاتا ہے قرآن کریم کو قرآن حکیم بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس کی آیات حکمت اور معرفت سے لبریز ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہیں!

وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ترجمہ۔حکمت والے قرآن کی قسم۔ ۴۴؁

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۔۴۵؁۔ترجمہ۔یہ آیات ہیں کتاب حکیم کی۔

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۔۴۶؁۔ترجمہ۔یہ قرآن حکیم کی آیات ہیں۔

اسم اَلْحَكِيْمُ کا نظام کائنات میں کردار:

اسم اَلْحَكِيْمُ کی نفوذ پذیری کل کائنات میں جاری ہے کائنات کے مطالعے سے یہ معلوم ہوتا ہے کے یہاں کوئی شے بھی حکمت اور معرفت سے خالی نہیں اگر اشیاء کائنات پر تفکر اور تدبر کیا جائے تو ہر شے حیران کن اور عقل کو خیرہ کردینے کے لئے کافی ہے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا قول ہے کے اگر میں ایک تنکے پر تفکر کروں تو مجھ پر ہیبت طاری ہوجاتی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے اسی قول پر اگر تفکر کرلیا جائے تو انسان کو اپنی کم مائے گی اور کم عقلی کا بھرپور ادراک حاصل ہوجائے گا مثلاً

۱۔اس تنکے کا گزشتہ خاندان اور آباؤاجداد کون تھے؟

۲۔اس کا وقت پیدائش؟

۳۔اس کی غذا اور اس غذا کا اس تک پہنچنے کے انتظامات؟

۴۔اس کی تسبیحات کیا ہیں؟

۵۔وہ کس طرح سے اللہ کی حمد وثناء، عبادات اور صبح وشام اللہ کو کس طرح سے سجدہ کرتا ہے؟

۶۔اس کی تقدیر کیا ہے؟

۷۔اس تنکے میں اللہ نے کیا کیا شفایابی کی صلاحیتیں پوشیدہ رکھی ہیں؟

۸۔اس تنکے کی موت کس طرح سے واقع ہوگی؟

۹۔وہ تنکا کیا کسی انسان یا جانور کی غذا بنے گا یا پھر مٹی میں ہی مل جائے گا؟

۱۰۔اس کی آل اولاد کون ہیں اور کتنی ہیں؟

۱۱۔آج سے ہزار سال کے بعد وہ اس دنیا میں کس حال میں ہوگا؟

۱۲۔قیامت سے قبل وہ دنیا کے کس حصے اور مقام میں کس حالت میں ہوگا؟

الغرض کے بے شمار سوالات ہیں جو کے تشنہ جواب ہیں یہ بات تو صرف ایک تنکے کی ہے لیکن ابھی پوری کائنات اور اس میں موجود مخلوقات باقی ہیں اللہ رب العزت کے علم میں اس کی کل مخلوقات، ان کی موت وحیات، ان کی تسبیحات وعبادات، ان کی اچھی بری تقدیر اور ان میں موجود خیر وشر کی صفات ہیں (قرآن) حکمت والے خبر دار (اللہ) کی طرف سے تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ ۴۷

یعنی اللہ تعالی کے علم میں کائنات اور اشیاء کائنات کی بالکل درست ترتیب، تناسب اور توازن موجود ہے اور ایک مکمل قانون اور وحی کردہ ضابطہ کے تحت کل مخلوقات اور اشیاء ان پر مسلسل عمل پیرا ہیں اللہ تعالی نے نے اپنے برگزیدہ پیغمبروں کے ذریعے بنی نوع انسانیت پر علم وحکمت کے دروازے کھولے تاکہ انسان فلاح اور ہدایت حاصل کر سکے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی!

وَ يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ۔ ۴۸

ترجمہ۔(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تمھیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔

وَلَقَدْ اٰتَیْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ ۔۴۹

ترجمہ۔ ہم نے تمھیں سات ایسی آیات دے رکھی ہیں جو بار بار دہرائے جانے کے لائق ہیں اور تمھیں قرآن عظیم عطا یا ہے۔

۱۔طوال۔ پہلی سات سورتوں کو طوال کہا جاتا ہے یعنی لمبی سورتیں جن میں شامل (۱۔البقرہ۔

۲۔آل عمران۔ ۳۔النساء۔ ۴۔المائدہ۔ ۵۔انعام۔ ۶۔اعراف۔ ۷۔انفال وتوبہ)

۲۔مئین۔ وہ سورتیں ہیں جن میں ۱۰۰ سے زائد آیات ہیں۔

۳۔مثانی۔ وہ سورتیں ہیں جن میں ۱۰۰ سے کم آیات آتی ہیں۔

۴۔مفصل۔ وہ سورتیں ہیں جو سورہ الحجرات کے بعد آخر تک جتنی بھی ہیں۔

حضرت امام احمد بن حنبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث کو روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھے تورات کی جگہ سات طویل سورتیں عطا کی گئی ہیں مئین مجھے زبور کے مقابلے میں عطا کی گئی ہے اور انجیل کی جگہ مجھے مثانی عطا کی گئی ہیں جبکہ مفصل سورتیں مجھے بطور فضیلت اضافی طور پر دی گئی ہیں۔ ۵۰؎

ارشادات خداوندی:

اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْم ۔۵۱

ترجمہ۔ بے شک وہی علم اور حکمت والا ہے۔

اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْم ۔۵۲

ترجمہ۔ بے شک تو ہی جاننے والا اور حکمت والا ہے

وَ هُوَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْم ۔۵۳

ترجمہ۔ وہی جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْم ۔۵۴

ترجمہ۔ اللہ جاننے والا اور حمت والا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ حَكِیْم ۔۵۵

ترجمہ۔ بے شک اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

إِنَّ رَبَّكَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۔ ۵۶

ترجمہ۔ (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رب جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ۔ ۵۷

ترجمہ۔ بے شک تیرا رب جاننے والا اور حکمت والا ہے

إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ۔ ۵۸

ترجمہ۔ بے شک وہی حکمت والا اور جاننے والا ہے۔

وَهُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ۔ ۵۹

ترجمہ۔ وہی حکمت والا اور جاننے والا ہے۔

وَإِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْآنَ مِن لَّدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ ۔ ۶۰

ترجمہ۔ اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کچھ شک نہیں کہ تجھ پر قرآن کا لقاء حکمت والے اور جاننے والے کے پاس سے کیا جاتا ہے۔

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ۔ ۶۱

ترجمہ۔ وہ حکمت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے، اور جس کو حکمت دی گئی اسے خیر کثیر عطا کی گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حکمت مومن کی گمشدہ میراث ہے تاہم مومن کو علم وحکمت جہاں سے بھی ملے وہ اسے حاصل کرلے کیونکہ وہ اس کا سب سے زیادہ حق دار ہے۔ ۶۲

حضرت علیؓ کے اقوال:

علم تو حاکم ہے جبکہ مال محکوم ہے۔

علم ایسی سلطنت ہے جو اسے پا جاتا ہے وہ اسی کے ذریعے یلغار کرتا ہے اور جو اس سے ہاتھ دھو

بیٹھتا ہے وہ اسی کے ذریعے یلغار کا نشانہ بن جاتا ہے۔ جب انسان کا علم بڑھ جاتا ہے تو اس کا اپنے رب سے ادب ولحاظ اور خوف بھی بڑھ جاتا ہے۔ ٦٣؎

هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ:

الْاَوَّلُ:

اللہ تعالیٰ اول اور الْاٰخِرُ ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ ۚ وَ هُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۔٦٤

ترجمہ۔ وہی اول، وہی آخر، وہی ظاہر، وہی باطن ہے اور وہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔

الْاَوَّلُ۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ا۔و۔ل) سے مشتق ہے۔ ٦٥؎

الْاَوَّلُ۔ کے معنی ہیں سب سے پہلے۔

الْاَوَّلُ۔ عربی زبان میں سبقت لے جانے والے کو کہتے ہیں۔

الْاَوَّلُ۔ کی تانیث اولیٰ ہے۔

الْاَوَّلُ۔ سے مراد پہلا جس سے قبل کوئی اور نہ ہو۔

الْاَوَّلُ۔ کی ضد آخر ہے۔ ٦٦؎

اسم الْاَوَّلُ کا نظام کائنات میں کردار:

الْاَوَّلُ اللہ کا اسم صفاتی ہے جب کچھ بھی نہیں تھا تو اللہ کی ذات پاک تھی اللہ کی ذات پاک قدیم ہے یعنی اس سے قبل کوئی بھی نہ تھا وہ ہستی اول اور ہستی آخر ہے نہ اس سے پہلے کچھ تھا اور نہ اس کے بعد کچھ ہوگا۔

ارشادت خداوندی:

هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ ۔٦٧

ترجمہ۔ اللہ اول بھی ہے اور وہ آخر بھی۔

فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَ الْاُوْلٰی ۔٦٨

ترجمہ۔ دنیا اور آخرت اللہ کے لئے ہی ہے۔

وَ اِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَ الْاُوْلٰی ۔٦٩

ترجمہ۔ بے شک ہمارے ہی قبضہ میں ہے آخرت اور دنیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

وانت الاول فلیس قبلك شیئ۔

ترجمہ۔ اے اللہ تو اول ہے اور تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں ہے۔ ٧٠ ؎

حضرت علیؓ کا قول:

اللہ ایسا اول ہے جس کے لئے کوئی قبل نہیں اور کوئی شے بھی اس سے پہلے نہیں۔ ٧١ ؎

اَلْاٰخِرُ:

اَلْاٰخِرُ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ا۔خ۔ر) سے مشتق ہے۔ ٧٢ ؎

اَلْاٰخِر ۔ کا مونث آخرۃ ہے۔

اَلْاٰخِر ۔ کی ضد اول ہے۔ ٧٣ ؎

هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ ۔٧٤

ترجمہ۔ اللہ اول بھی ہے اور وہ آخر بھی۔

اسم اَلْاٰخِر کا نظام کائنات میں کردار:

اہل لغت نے آخر کو بیان کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کے یہ کسی بھی سلسلے کی آخری کڑی ہوتی ہے یعنی اس کے بعد اس جیسی کوئی اور کڑی نہیں ہوتی یہی وجہ ہے کے قرآن کریم نے اس زندگی کے بعد کی زندگی یعنی (آخرۃ) کو خَلْقٍ جَدِیْدٍ۔ ٧٥ ؎

ترجمہ۔کیا(ہم) نئے سرے سے اٹھائے جائیں گے؟
یعنی وہ زندگی اسی موجودہ زندگی کا تسلسل ہوگی لیکن وہ اس زندگی کی آخری کڑی ہوگی لیکن اس موجودہ زندگی کی کڑیوں کا اس پر خاتمہ ہوجائے گا تاہم وہ ایک نئے انداز کی زندگی اوراس کا آغاز ہوگا اس اعتبار سے وہ ایک نئی زندگی کی پہلی کڑی ہوگی۔
اسی طرح سے قرآنی انقلاب کے بعد انسانوں کی جو تمدنی زندگی کی ابتداء ہوئی وہ بھی اگرچہ سابقہ تمدن سے متصل اور پیوست ہے لیکن وہ اس تمدن کی آخری کڑی ہوتی ہے جس سے ایک نئے انداز کے انسانی تمدن کی ابتدا ہوتی ہے۔
آخرۃ کسی بھی سلسلے کی آخری کڑی کو کہتے ہیں جس کے بعد نئے سلسلے کا آغاز ہوا۔
اخر کے معنی پیچھے ہونا جبکہ قدم کے معنی آگے ہونا چنانچہ دونوں الفاظ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔
لیکن اس دقیق فلسفے کو سمجھنا فہم انسانی سے بالا ہے۔

ارشادات خداوندی:

لَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولٰى وَ الْاٰخِرَةِ۔٧٦
ترجمہ۔اسی کے لئے دنیا اور آخرت میں سب تعریفیں ہیں۔
وَ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۔٧٧
ترجمہ۔اچھی آخرت تمھارے رب کے ہاں پرہیزگاروں کے لئے ہے۔
وَ مَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ وَ اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ۔٧٨
ترجمہ۔دنیا کی زندگی تو محض کھیل تماشا ہے بے شک اصل گھر تو آخرت کا ہے کاش وہ اس بات کو جانتے۔
يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَّ اِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ۔٧٩
ترجمہ۔اے میری قوم یہ دنیا والی زندگی تھوڑے سے نفع کی زندگی ہے اور بلاشبہ آخرت ہی رہنے

کی جگہ ہے۔

وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَ اَبْقٰى۔ ۸۰

ترجمہ۔ بے شک آخرت کا عذاب بڑا سخت اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔

وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّ اَكْبَرُ تَفْضِيْلًا۔ ۸۱

ترجمہ۔ بے شک آخرت بالحاظ درجہ اور فضیلت بڑی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

وانت الآخر فليس بعد كل شيئ۔

ترجمہ۔ اے اللہ تو آخر ہے اور تیرے بعد کوئی چیز نہیں ہے۔ ۸۲؎

حضرت علیؓ کا قول:

اللہ ایسا الْاٰخِرَةِ ہے جس کے بعد کوئی نہیں یعنی کوئی چیز اس کے بعد فرض نہیں کی جاسکتی۔ ۸۳؎

وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ:

اللہ کی ایک صفت الظَّاهِرُ اور الْبَاطِنُ ہے۔

الظَّاهِرُ (ظاہر آشکارا):

الظَّاهِر۔ عربی زبان کا لفظ ہے، ج (ظ۔ ھ۔ ر) سے مشتق ہے۔

الظَّاهِر۔ کے معنی کسی شے کا عام ہو جانا۔ ۸۴؎

ظَّاهِر۔ کے معنی ظاہر اور آشکارا ہے۔

ظَّهِر۔ کسی شے کا عام ہو جانا یا پھیل جانا۔

ظھر من ل شیئی۔ سے مراد کسی بھی شے کا بیرونی یا بالائی حصہ۔

الظھر ۃ۔ سے مراد مددگار، پشت پناہ، نمایاں طور پر نظر آنے والا یا مال کثیر وغیرہ۔

ظھری۔ سے مراد وہ فالتو اونٹ جس کو سفر میں بطور extra ساتھ رکھا جاتا ہے اور جس کی حیثیت مقدم نہیں بلکہ ثانوی ہوتی ہے۔

ظھر شیئی۔ سے مراد کسی شے کا ظاھر ہو جانا۔

ظھر علی۔ سے مراد اس نے میری مدد کی۔

ظھرت البیت۔ سے مراد وہ مکان کے اوپر چڑھ گیا۔

الظھر ۔ سے مراد زوال کا وقت یعنی ظہر کا وقت۔

الظھر ۃ الشّمس۔ سے مراد دھوپ کی شدت یا سختی۔

ظاھر الجبل۔ سے مراد پہاڑ کی اونچائی۔

الظھار من المرآۃ۔ سے مراد شوہر کا اپنی بیوی سے یہ کہنا کے تم میرے لئے ایسی ہو جیسے میری ماں کی پشت۔ (اہل عرب کے یہاں شوہر اپنی بیوی سے ازدواجی تعلقات کو منقطع کرنے کے لئے ایسا کہا کرتے تھے)۔

الظاھرۃ۔ سے مراد اونچی زمین۔

الظَّاهِر۔ اللہ کا ایک اسم صفاتی ہے۔

الظَّاهِر۔ کی ضد الباطن ہے۔ ۸۵؎

اسم الظَّاهِر کا نظام کائنات میں کردار:

الظَّاهِر اللہ کا ایک اسم صفاتی ہے اس اسم مبارک کا ظہور کائنات کے ایک ایک ذرے میں نہاں اور آشکار ہے قرآن کریم میں **هُوَ الظَّاهِرُ**۔ ۸۶؎

کہہ کر اس صفت مبارکہ کا ذکر موجود ہے اللہ سب ظاھروں سے بڑھ کر ظاہر ہے۔

قوم بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یہ تقاضا کیا کے ہم اللہ جھرۃ اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتے ہیں۔ ۸۷؎ کیونکہ ہم تمھاری بات پر ہرگز یقین نہ کریں گے جب تک کے ہم خود اپنی آنکھوں سے اعلانیہ خدا کو تم سے کلام کرتے نہ دیکھ لیں تاہم اسی وقت ایک آسمانی بجلی نے ان تقاضا کرنے والے لوگوں کو جلا کر راکھ کر دیا لیکن پھر انھیں دوبارہ زندگی دی گئی تاکہ وہ اللہ کے اس

احسان کی شکر گزاری کر سکیں۔ اسم الٰہیہ **الظَّاهِرُ** کے ایک معنی یہ بھی ہیں کے اللہ کی ذات وہ ہستی ہے جس کے جلوے کو انسانی آنکھوں سے دیکھنا تو ممکن نہیں لیکن کائنات کی ہر شے میں اس کا غلبہ اور موجودگی کی دلیل موجود، مظہر اور مستور ہے یعنی غیر محسوس طور پر اللہ کی موجودگی کو ہر جانب محسوس کیا جا سکتا ہے اگر چہ مظاہر قدرت خدا نہیں لیکن ان مظاہر کے پیچھے جو force ہے وہ اسی عظیم ہستی کی ہے جو اس نظام کائنات کو چلا رہا ہے بالفاظ دیگر اس کا اقتدار و اختیار ایک Divine Energy کی صورت میں ہمہ وقت ظاہر اور آشکار ہے۔

ارشادات خداوندی:

وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ۔ ۸۸۔

ترجمہ۔(اللہ) ظاہر بھی ہے اور باطن (مخفی) بھی۔

تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ۔ ۸۹

ترجمہ۔تم ان کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کرتے ہو۔

ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ۔ ۹۰

ترجمہ۔ملک میں غالب قوم۔

مَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ۔ ۹۱

ترجمہ۔سیڑھیاں جن پر وہ چڑھتے ہیں۔

اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ۔ ۹۲

ترجمہ۔وہ بچے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے ابھی واقف نہ ہوں۔

الظَّهِيْرَةِ۔ ۹۳ ۔ترجمہ۔ظہر کی نماز کا وقت۔

تُظٰهِرُوْنَ۔ ۹۴ ۔ترجمہ۔بیوی سے اعلان ظھار کرنا۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا۔ ۹۵

ترجمہ۔(اللہ) عالم الغیب ہے اور وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔

الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا۔ ۹۶

ترجمہ۔اپنے گھروں میں پچھلے دروازوں سے داخل نہ ہو۔

وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ۔۹۷

ترجمہ۔وہ اپنی زینت (آرائش) کی چیزوں کی نمائش نہ کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

وانت الظاهر فليس فوقك شيئ۔

ترجمہ۔اللہ تو الظَّاهِر ہے تیرے اوپر کوئی چیز نہیں ہے۔۹۸؎

حضرت علی ؓ کا قول:

تمام حمد اللہ کے لئے ہے، جس کی ہر صفت دوسری صفت سے جدا ہے، وہ الظَّاهِر ہونے سے پہلے الْبَاطِنُ ہے۔۹۹؎

الْبَاطِنُ (پوشیدہ و پنہاں):

الْبَاطِنُ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ب۔ط۔ن) سے مشتق ہے۔

الْبَاطِنُ۔کے معنی کسی بھی شے کا اندرونی حصہ۔۱۰۰؎

بَطِنُ۔عربی زبان میں بطن پیٹ کو کہتے ہیں۔

بَطِنُ۔کی جمع بطون ہے جبکہ بطون کسی بھی شے کے اندرونی حصے کو بھی کہا جاتا ہے۔

الْبَاطِنُ۔کی ضد الظَّاهِر ہے۔

الْبَطِنُ۔سے مراد کسی شے کا خالی ہونا یا فارغ ہونا ہے۔۱۰۱؎

البطانیہ من الثوب۔کپڑے کا استر۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ۔(رحمن۔۵۴)

ترجمہ۔جنت کے تکیوں کے استر دبیز ریشم کے ہوں گے۔

بَطَآئِنُهَا۔کے ایک معنی راز دان کے بھی ہیں جو کے اندرونی معاملات سے واقف ہو۔

البطانۃ۔ سے مراد وہ دخیل افراد جن سے کھل کر بات کی جا سکے۔۱۰۲؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ۔۱۰۳

ترجمہ۔اے ایمان والو! اپنی جماعت کے سوا کسی دوسرے کو اپنا راز نہ بتاؤ۔

وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ۔۱۰۴

ترجمہ۔(اللہ) الظَّاهِر بھی ہے اور الْبَاطِنُ (مخفی) بھی۔

اسم الْبَاطِنُ کا نظام کائنات میں کردار:

صفت الہیہ الْبَاطِنُ کی کل نظام کائنات میں نہایت گہرائی میں نفوذ پذیری پائی جاتی ہے یہ اس قدر گہری، عمیق اور محیر العقل صفت ہے کے جس کا ادراک عقل انسانی سے باہر ہے کیونکہ ہر ظاہری شے کے بے شمار باطن بھی ہیں اور اس باطن کے مزید کئی اور بھی بطون ہوتے ہیں یہی نہیں بلکہ ہر باطن کی گہرائی میں لاشمار نظامات اور منظم سسٹم نہایت تواتر، تنظیم اور متوازن انداز سے جاری وساری رہتے ہیں جس تک رسائی عقل انسانی کی کوشش سے ماوراء ہے۔حضرت ابوبکر صدیقؓ کا قول ہے کے جب میں کسی تنکے پر تفکر کرتا ہوں تو مجھ پر قدرت الہیہ کی ہیبت ظاری ہوجاتی ہے یعنی ایک باریک تنکا بھی پہلے سی درخت کا حصہ تھا، اس کے بھی خاندان اور آباؤ اجداد ہوں گے، اس کو بھی کوئی تسبیح ودیعت کی گئی ہوگی، اس کی کا وقت پیدائش، اس کی تقدیر اس کے اندر موجود کوئی ایسا عنصر جس میں شفا بخش قوتیں ہوں، اس کا وقت موت، پھر قیامت تک وہ اس دنیا میں اپنی کتنی حالتیں بدلتا رہے گا وغیرہ تاہم فکر انسانی تھک جائے گی لیکن اللہ کا علم باطنی ہر شے کے اندر موجود بے شمار نظامات کو نہ صرف سنبھالے ہوئے ہیں بلکہ ہر شے اس نظام قدرت میں اپنے حصے کی ڈیوٹی بھی نہایت ذمہ داری سے انجام دے رہی ہے۔

تحقیق سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کے انسانی جسم میں پائے جانے والے خلیات کو لمحے کے ہزارویں حصے میں توانائی درکار رہوتی ہے اگر چہ خلیات کا نظام نہایت منظم اور پیچیدہ تصور کیا جاتا

ہے دوسری جانب ہر خلیہ نہایت مستعد اور چوکنا ہے جس کو اس بات کا بخوبی علم ہے کے اسے کتنی توانائی کی مقدار درکار ہے۔

سائنسدانوں نے تحقیق سے یہ معلوم کیا ہے! جگر کے ایک خلیے کے اندر تقریباً ۵۰۰ مختلف کیمیائی تعاملات یعنی Chemical Reactions ہوتے ہیں جبکہ کئی اقسام کے پیچیدہ کیمیائی تعاملات کا ابھی تک اندازہ ہی نہیں لگایا جا سکا ہے جو کے ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے سے بھی کم وقت میں نہایت منظم انداز سے مکمل ہو جاتے ہیں اور اس انتہائی پیچیدہ نظام میں ایک ادنیٰ نوعیت کی غلطی کی بھی قطعاً گنجائش موجود نہیں یعنی جسمانی خلیات کے نظام کے باطن میں بھی اللہ کی رحمت ہمہ وقت جاری و ساری ہے اور اس خلیے کے بے شمار پیچیدہ کیمیائی تعاملات کی سطح پر بھی اللہ کی رحمت اور اس کے اندرون یعنی اس کے تمام بطون سے بھی اللہ کی ذات بخوبی واقف اور اس کو سنبھالے ہوئے ہے۔

ارشادات خداوندی:

وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ۔ ۱۰۵

ترجمہ۔(اللہ) ظاہر بھی ہے اور باطن (مخفی) بھی۔

وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً۔ ۱۰۶

ترجمہ۔اس نے اپنی کھلی اور چھپی نعمتیں تم پر تمام کر دیں۔

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا

ترجمہ۔بے شک اللہ جاننے والا اور خبردار ہے۔ ۱۰۷

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ۔

ترجمہ۔اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو دیکھتا ہے۔ ۱۰۸

اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔

ترجمہ۔بے شک اللہ ہر شے کو جانتا ہے۔ ۱۰۹

اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ۔

ترجمہ۔ بے شک تو چھپی ہوئی باتوں کا جاننے والا ہے۔ ۱۱۰؎

اَلَمْ یَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ سِرَّھُمْ وَ نَجْوٰىھُمْ وَ اَنَّ اللّٰہَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔

ترجمہ۔ کیا انھیں یہ نہیں معلوم کے اللہ ان کی چھپی ہوئی باتوں اور سرگوشیوں کو جانتا ہے اور اللہ چھپی ہوئی باتوں کا جاننے والا ہے۔ ۱۱۱؎

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ

ترجمہ۔ بے شک اللہ پر کوئی بات چھپی نہیں نا زمین میں اور نہ آسمان میں۔ ۱۱۲؎

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یَعْلَمُ اللّٰہُ مَا فِیْ قُلُوْبِہِمْ۔ ۱۱۳

ترجمہ۔ بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ ان کے دلوں میں ہے۔

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَ نَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِہٖ نَفْسُہٗ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ

ترجمہ۔ بے شک ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں جو وسوسے اس کے دل میں پیدا ہوتے ہیں اور ہم اس کی رگ جان سے زیادہ قریب تر ہیں۔ ۱۱۴؎

یَعْلَمُ خَآئِنَۃَ الْاَعْیُنِ وَ مَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ۔

ترجمہ۔ وہ آنکھوں کی خیانت اور جو کچھ دل چھپاتے ہیں ان سے واقف ہے۔ ۱۱۵؎

قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ وَ مَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ۔

ترجمہ۔ فرمادیجئے کے اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کوئی بھی (بہ ذات خود) غیب کو نہیں جانتا۔ ۱۱۶؎

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا

ترجمہ۔ وہ عالم الغیب ہے تو وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا مگر جن کو اس نے پسند فرمالیا ہے جو اس کے (رسول) ہیں۔ ۱۱۷؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

وانت الباطن فلیس دونك شیئٌ۔

ترجمہ۔ اللہ تو باطن ہے تیرے سوا کوئی چیز نہیں ہے۔ ۱۱۸؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کا قول:

تمام حمد وثناء اللہ کے لئے ہے جو چھپی ہوئی چیزوں کی گہرائیوں سے واقف اور ان میں اترا ہوا ہے تاہم رب العزت کے ظاہر ہونے کی نشانیاں اس کے وجود کا پتا دیتی ہیں اگر چہ دیکھنے والی نگاہ اس کو پا نہیں سکتی لیکن نہ دیکھنے والی نگاہ اس کا انکار بھی نہیں کر سکتی۔ ۱۱۹؎

اللہ تعالیٰ علیم ہے:

اللہ تعالیٰ کے احاطہ قدرت میں تمام نظام کائنات ہے اور وہ ہر شے کو جاننے والا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَهُوَ عَلِيۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ۔۱۲۰۔

ترجمہ۔ وہ سینوں کی باتوں کو جانتا ہے۔

عَلِيۡمٌ ۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ع۔ ل۔ م) سے مشتق ہے۔

قرآن کریم میں اسم مبارک عَلِيۡمٌ (۱۵۷) مرتبہ آیا ہے۔

علم ۔ سے مراد کسی چیز کو جاننا، پہچاننا اور اس کی حقیقت کا ادراک ہے۔ ۱۲۱؎

علم ۔ سے مراد یقین حاصل کرنا، محسوس کرنا اور محکم طور پر جاننا بھی ہے۔ ۱۲۲؎

جس شخص کو ادراک حقیقت ہو جائے اس کو عالم کہا جاتا ہے جبکہ عالم کی جمع عالمون ہے اور علیم کی جمع علماء یعنی گہرا اور پختہ علم رکھنے والا۔

اس مادہ کے بنیادی معانی کسی چیز پر ایسے نشان کے ہیں جس سے وہ شے دیگر اشیاء سے متمیز ہو سکے۔ ۱۲۳؎

اہل عرب کے یہاں علم کا درجہ معرفت اور شعور سے بڑھ کر ہے۔ ۱۲۴؎
یہی وجہ ہے کے وہ اللہ کے لئے علم کا لفظ استعمال کرتے ہیں معرفت یا شعور کا نہیں اسی لئے اللہ کے لئے عَلِيْمٌ یا عالم کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے دوسری جانب عارف سے مراد وہ شخص جس و معرفت حاصل ہو اب یہ معرفت کسی بھی چیز کی ہوسکتی ہے یعنی کسی شے کے آثار و قرائین پر غور فکر کر کے انسان اس کا ادراک حاصل کرے لیکن علم کے ساتھ یہ صورت نہیں اس کی مثال میں یہ آیت پیش کی جاسکتی ہے!

وَ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ وَ كَذٰلِكَ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَ لَا الْاِيْمَانُ وَ لٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَ اِنَّكَ لَتَهْدِيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۙ۔ ۱۲۵

ترجمہ۔ کے کسی بشر کا یہ مقام نہیں ہے کے اللہ اس سے روبرو بات کرے اس کی بات یا تو وحی (اشارے) کے طور پر ہوتی ہے یا پردے کے پیچھے سے یا پھر وہ کوئی پیغام بر فرشتہ بھیجتا ہے اور وہ اس کے حکم سے جو کچھ وہ چاہتا ہے کرتا ہے وہ برتر اور حکیم ہے اور اسی طرح سے
(اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم) ہم نے اپنے حکم سے ایک روح تمھاری طرف وحی کی ہے تمھیں کچھ پتا نہ تھا کے کتاب کیا ہوتی ہے اور ایمان کیا ہوتا ہے مگر اس روح کو ہم نے ایک روشنی بنا دیا جس سے ہم راہ دکھاتے ہیں اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں۔
یقیناً تم سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کر رہے ہو اس خدا کے راستے کی طرف جو زمین اور آسمانوں کی ہر چیز کا مالک ہے خبردار رہو سارے معاملات اللہ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔
كٓهٰيٰعٓصٓ۔ ک کے معنی کافی، ہ کے معنی ہادی اور حکیم، عین کے معنی علیم، ص کے معنی صادق کے ہی وہ یہ کہتے ہیں کے كٓهٰيٰعٓصٓ اللہ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے۔
حضرت علیؑ کا بھی اسی پر اتفاق ہے۔

فقہائے کرام نے اسم العلیم کی چار تعریفات بیان کی ہیں۔

ا۔ابن منظور لکھتے ہیں کے ذات علیم ہمیشہ سے ہر چیز کا علم رکھتی ہے اور ہمیشہ ہی ہر شے کے علم سے واقف رہے گی اس ذات پاک کا علم ہر شے کے ظاہر باطن اور اس کی تمام تر کلیات وجزئیات کو گھیرے ہوئے ہے۔۱۲۶؎

۲۔شیخ سعدی لکھتے ہیں کے العلیم وہ ذات پاک ہے جو کل اشیائے کائنات کے ظاہری، باطنی، پوشیدہ، اعلانیہ، ممکن، ناممکن، آسمان وزمین، ماضی، حال، مستقبل اور ان سے متعلق کل امور سے واقف ہے۔۱۲۷؎

۳۔ابن جریر لکھتے ہیں کے کل مخلوقات کے سینوں میں جو بھی موجود ہے ذات علیم اس سے بخوبی واقف اور آگاہ ہے خواہ وہ کفر، ایمان، یقین، حق، باطل، یا یروشر ہی کیوں نہ ہو اور اگر کوئی اپنے راز اللہ سے چھپانا چاہے گا تو بھی وہ ایسا نہ کر پائے گا۔۱۲۸؎

۴۔علامہ ابن قیم لکھتے ہیں کے ذات علیم وہ ذات پاک ہے جس کا علم کل کائنات اور اس میں موجود کل اشیاء کی تمام تر باریکیوں کو گھیرے ہوئے ہے اور اس میں قطعاً بھول چوک کا اندیشہ موجود نہیں۔۱۲۹؎

اسم عَلِیۡمٌ کا نظام کائنات میں کردار:

کائنات کے ہر ایک ذرے میں اللہ کے اسم علیم کی نفوذ پذیری موجود ہے اللہ نے اپنی الہامی کتب میں کائنات کے راز کھولے ہیں تاہم علوم کی جتنی اقسام بھی اب تک دریافت ہو چکیں اور ہوں گی با الفاظ دیگر تمام معلوم اور نا معلوم علوم قرآن کریم میں درج ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسۡتَقَرٌّ وَّسَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ۔۱۳۰

ترجمہ۔ ہر خبر کا ایک وقت مقرر ہے جو کچھ دنوں کے بعد تمھیں معلوم ہو جائے گی۔

وَالۡقُرۡاٰنِ الۡحَكِيۡمِ۔۱۳۱

ترجمہ۔حکمت والے قرآن کی قسم۔

وَ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ۔ ۱۳۲۔
ترجمہ۔قسم ہے کھول کر بیان کرنے والے کی۔

وَ الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ۔ ۱۳۳
ترجمہ۔قسم ہے بزرگ قرآن کی۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ۔ ۱۳۴
ترجمہ۔یہ کتاب ہے اس میں شک کی گنجائش نہیں۔

وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۔ ۱۳۵
ترجمہ۔(قرآن) ایمان والوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔

وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ۔ ۱۳۶
ترجمہ۔ہم نے تم پر کتاب اتاری ہے جو ہر چیز کو کھول کر بیان کرنے والی ہے۔

هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ۔ ۱۳۷
ترجمہ۔یہ لوگوں کے لئے سوجھ بوجھ کی باتیں ہیں اور جو لوگ یقین رکھتے ہیں یہ ان کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔

لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ۔ ۱۳۸
ترجمہ۔(قرآن میں) عقلمندوں کے لئے عبرت ہے۔

قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّ شِفَآءٌ۔ ۱۳۹
ترجمہ۔ہم قرآن کے ذریعے وہ چیز اتارتے ہیں جو ایمان والوں کے لئے شفا اور رحمت ہے۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ۔ ۱۴۰
ترجمہ۔کچھ شک نہیں کے تمھارے پاس اللہ کی طرف سے نور آ چکا اور کھلی کتاب بھی۔

وَ كَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَ لَا الْاِيْمَانُ وَ لٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ

عِبَادِنَا ۔۱۴۱
ترجمہ۔ہم نے قرآن کو نور قرار دیا ہے ہم اس کے ذریعے جس کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں۔

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ ۔۱۴۲
ترجمہ۔یہ مبارک کتاب ہم نے اتاری ہے۔

بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۔۱۴۳
ترجمہ۔(قرآن) بشارت دینے اور ڈرانے والا ہے۔

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ۔۱۴۴
ترجمہ۔بے شک وہ عزت والا قرآن ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۔۱۴۵
ترجمہ۔سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنے بندے پر کتاب اتاری اس میں کسی قسم کی کوئی کجی نہیں۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۔۱۴۶
ترجمہ۔بے شک ہم نے قرآن میں لوگوں کو سمجھانے کے لئے ہر قسم کی مثال بار بار بیان کی ہے۔
حضرت علیؓ نے فرمایا! قرآن میں تم سے پہلے والوں کی اور تمھارے بعد والوں کی خبر ہے اور جو کچھ تمھارے درمیان میں ہے اس کے لئے احکامات ہیں۔
اب تک کے دریافت شدہ علوم جو قرآن کریم میں مذکور ہیں اس کا ایک اجمالی جائزہ درج ذیل ہے اس کو صرف اشارتاً پیش کیا جا رہا ہے

انسان۔(بائیولوجی):

انسان کو اللہ نے اشرف المخلوقات کے درجے پر فائز کیا اور اسے احسن تقوم یعنی اپنی بہترین تخلیق قرار دیتے ہوئے فرمایا!

وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۔۱۴۷
ترجمہ۔خود تمھاری جانوں میں نشانیاں ہیں تو یا تم نہیں دیکھتے؟

هُوَ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّ جَعَلَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا ۔۱۴۸

ترجمہ۔اللہ نے تمھیں ایک جان سے پیدا فرمایا پھر اس کا جوڑا بنایا۔

انسانی نفسیات۔(سائیکولوجی):

اللہ تعالی نے قرآن کریم میں نفس انسانی کی کمزوریوں پر بات کرتے ہوئے ارشاد فرمایا!

وَ کَانَ الۡاِنۡسَانُ اَکۡثَرَ شَیۡءٍ جَدَلًا ۔۱۴۹

ترجمہ۔انسان تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ جھگڑالو ہے۔

وَ کَانَ الۡاِنۡسَانُ قَتُوۡرًا ۔۱۵۰

ترجمہ۔انسان بڑا ہی تنگ دل ہے۔

وَ اِنَّهٗ لِحُبِّ الۡخَیۡرِ لَشَدِیۡدٌ۔۱۵۱

ترجمہ۔بے شک انسان مال کی محبت میں بہت سخت ہے۔

اِنَّهٗ لَیَـُٔوۡسٌ کَفُوۡرٌ ۔۱۵۲

ترجمہ۔بے شک انسان ناامید اور ناشکرا ہے۔

فرشتے:

فرشتے اللہ کی نوری مخلوقات ہیں جو اللہ کے ہر حکم کی بجا آوری کرتے ہیں اور ہر دم اطاعت و عبادت گزاری، اللہ کی حمد ثناء، تسبیح اور سجدہ بجالاتے ہیں اسی نوری مخلوق کے بارے میں اللہ تعالی فرماتے ہیں!

اَلَّذِیۡنَ یَحۡمِلُوۡنَ الۡعَرۡشَ وَ مَنۡ حَوۡلَهٗ یُسَبِّحُوۡنَ بِحَمۡدِ رَبِّهِمۡ وَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِهٖ وَ یَسۡتَغۡفِرُوۡنَ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۔۱۵۳

ترجمہ۔جو فرشتے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو فرشتے ان کے گرداگرد ہیں وہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ان لوگوں کے لئے استغفار کرتے ہیں۔

وَ تَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۔ ۱۵۴

ترجمہ۔فرشتوں کو عرش کے گرد حلقہ باندھے دیکھے گا جو اپنے رب کی تسبیح میں مشغول ہوں گے۔

اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۔ ۱۵۵

ترجمہ۔کوئی نفس ایسا نہیں ہے جس پر نگہبان (فرشتہ) نہ ہو۔

جنات:

جنات اللہ کی ناری مخلوقات ہیں جنھیں اللہ نے آگ سے پیدا فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی نے جنات کو حضرت آدم علیہ السلام سے کئی ہزار سال قبل پیدا فرمایا۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ خَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۔ ۱۵۶

ترجمہ۔جنات کو خالص آگ کے شعلوں سے پیدا کیا گیا۔

اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ ۔ ۱۵۷

ترجمہ۔اللہ چن لیتا ہے رسولوں کو فرشتوں میں اور انسانوں میں سے۔

وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۔ ۱۵۸

ترجمہ۔ہم نے انسانوں اور جنات کو اسی لئے پیدا فرمایا ہے تاکہ وہ ہماری عبادت کریں۔

حیوانات۔(زولوجی):

حیوانات کی بے شمار اقسام اس دنیا میں پائی جاتی ہیں انھی میں چرند پرند دو اور چار پیروں پر چلنے والے جانور بھی ہیں۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ مِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ وَ هُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ ۔ ۱۵۹

ترجمہ۔ زمین اور آسمان میں اس کی قدرت کی نشانیاں ہیں اور اس میں اس نے ہر قسم کے جانور پھیلا دئے ہیں، وہ ان کے جمع کرنے پر جب چاہے قادر ہے۔

وَ مَا مِنۡ دَآبَّةٍ فِی الۡاَرۡضِ وَ لَا طٰٓئِرٍ یَّطِیۡرُ بِجَنَاحَیۡهِ اِلَّاۤ اُمَمٌ اَمۡثَالُکُمۡ ۔۱۶۰

ترجمہ۔ جتنے حیوانات بھی زمین پر ہیں اور جتنے پرندے بھی اپنے دونوں پروں پر اڑتے پھرتے ہیں یہ سب تمھاری ہی طرح اللہ کی مخلوقات (امت) ہیں۔

وَ اللّٰهُ خَلَقَ کُلَّ دَآبَّةٍ مِّنۡ مَّآءٍ ۚ فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ یَّمۡشِیۡ عَلٰی بَطۡنِهٖ ۚ وَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ یَّمۡشِیۡ عَلٰی رِجۡلَیۡنِ ۚ وَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ یَّمۡشِیۡ عَلٰۤی اَرۡبَعٍ ؕ یَخۡلُقُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۔۱۶۱

ترجمہ۔ اللہ تعالی نے تمام چلنے پھرنے والے جانوروں کو پانی سے پیدا کیا ان میں سے بعض اپنے پیٹ کے بل پر، بعض اپنی دو ٹانگوں اور بعض اپنی چار ٹانگوں پر چلتے ہیں، وہ جو چاہتا ہے پیدا فرمایا۔ بلاشبہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

نباتات۔ (بوٹنی):

نباتات اللہ کی مخلوقات ہیں جو زمین پر موجود تمام ذی روح کی زندگی کا ایک اہم سبب بھی ہیں یہ اللہ کی حمد و ثناء کرتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

مَا کَانَ لَکُمۡ اَنۡ تُنۡۢبِتُوۡا شَجَرَهَا ۔۱۶۲

ترجمہ۔ یہ تمھارے بس کی بات نہیں ہے کے تم درختوں کو اگا سکو۔

اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الۡحَبِّ وَ النَّوٰی ۔۱۶۳

ترجمہ۔ اللہ گٹھلی اور دانے کو چیرنے والا ہے۔

وَ مِنۡ کُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِیۡهَا زَوۡجَیۡنِ اثۡنَیۡنِ ۔۱۶۴

ترجمہ۔ (اللہ) نے ہر قسم کے پھلوں میں دو قسم کے جوڑے پیدا کر دئے ہیں۔

معدنیات۔(منرلز):

اللہ تعالیٰ نے زیر زمین بے شمار قیمتی معدنیات پیدا فرمائی ہیں جو بنی نوع انسان کی ترقی میں نہایت اہمیت کی حامل ہیں۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ اَنۡزَلۡنَا الۡحَدِیۡدَ فِیۡہِ بَاۡسٌ شَدِیۡدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ۔١٦٥

ترجمہ۔ہم نے لوہا اتارا جس میں بنی نوع انسانیت کے لئے بہت فائدہ ہے۔

وَ الۡقَنَاطِیۡرِ الۡمُقَنۡطَرَۃِ مِنَ الذَّھَبِ وَ الۡفِضَّۃِ۔١٦٦

ترجمہ۔لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں۔

پٹرولیم،کوئلہ اور مٹی کا تیل:

دنیا میں آج تک جتنا پیٹرول،گیس،کوئلہ، یا مٹی کا تیل دریافت ہوا ہے وہ دراصل ہزاروں لاکھوں برس قبل زمین میں دفن ہونے والے نباتات اور جانوروں کے فضلے کی موجودہ شکل ہے کیروسین آئل کو مٹی کا تیل بھی کہا جاتا ہے یہ پیٹرولیم،کولتار اور کوئلے سے اخذ کیا جاتا ہے جب ہی اسے کوئلے کا تیل بھی کہا جاتا ہے یہ بطور ایندھن کے زمانہ قدیم سے اب تک کسی نہ کسی شکل میں استعمال ہو رہا ہے تاہم مختلف پینٹ بنانے،فرنیچر کی پالش اور رنگ وروغن کے کاموں میں اس کا بکثرت استعمال ہوتا ہے اسی طرح زمانہ قدیم میں فرن کے بے شمار جنگلات زلزلے کے باعث زیر زمین دب گئے اور ان پر ہزاروں لاکھوں برس بیت گئے تاہم زیر زمین ان فرن کے جنگلات اور لکڑی پر ئی کیمیکل ری ایکشنز ہوتے رہے اور انھوں نے کوئلے کی شل اختیار کرلی۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ الَّذِیۡۤ اَخۡرَجَ الۡمَرۡعٰی جَعَلَہٗ غُثَآءً اَحۡوٰی۔١٦٧

ترجمہ۔(اللہ) نے نباتات اگائیں اور پھر انھیں سیاہ کوڑے (سیلاب) میں تبدیل کردیا۔

زمین۔(جیولوجی):

زمین اللہ کی مخلوق ہے اور اللہ نے زمین کی تخلیق کو خود قرآن میں بیان فرماتے ہوئے کہا!

وَ الۡاَرۡضَ مَدَدۡنٰهَا ۔۱۶۸

ترجمہ۔ہم نے ہی زمین کو پھیلایا ہے۔

وَ اللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الۡاَرۡضَ بِسَاطًا ۔۱۶۹

ترجمہ۔اللہ نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا بنایا۔

مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ وَ فِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ وَ مِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى ۔۱۷۰

ترجمہ۔ہم نے تمھیں زمین سے پیدا کیا اور اسی میں سے تمھیں لوٹا کر لائیں گے اور اسی میں سے تمھیں دوبارہ نکال کر کھڑا کریں گے۔

پہاڑ:

پہاڑ بھی اللہ کی پر شکوہ مخلوق ہے اور یہ بھی بے مقصد پیدا نہیں کئے گئے۔ماہرین کے مطابق! پہاڑ ایک طرح کی برقی لاٹھیاں ہیں جو عظیم زلزلوں سے زمین کو محفوظ رکھتی ہیں اگر زمین پر پہاڑ نہ ہوں تو زمین کی مسلسل حرکت اور بہاؤ انسان کو ایک سیکنڈ کے لئے بھی آرام سے بیٹھنے نہ دیں یہی نہیں بلکہ کوئی شہر،عمارت، پل،سڑک،مکانات، بازار، دوکانیں بلند و بالا اور فلک بوس عمارتیں تو دور کی بات انسان ایک خیمہ بھی نہیں لگا سکے اسی طرح سے آتش فشاں پہاڑ دراصل دھاتیں بنانے کی قیمتی فیکٹریز ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَّ الۡجِبَالَ اَوۡتَادًا ۔۱۷۱

ترجمہ۔پہاڑ کو زمین کی میخیں بنایا ہے۔

وَ مِنَ الۡجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيۡضٌ وَّ حُمۡرٌ مُّخۡتَلِفٌ اَلۡوَانُهَا وَ غَرَابِيۡبُ سُوۡدٌ ۔۱۷۲

ترجمہ۔پہاڑوں کی بھی مختلف حصے ہیں سفید، سرخ اور پھر ان ی رنگتیں بھی مختلف ہیں جبکہ بعض گہرے سیاہ ہیں۔

پتھر۔(اسٹون):

پتھروں کی بھی کئی اقسام اللہ نے پیدا فرمائی ہے کچھ پتھر نہایت قیمتی ہوتے ہیں یہاں تک کے وہ شہنشاہوں کے تاج میں سجائے جاتے ہیں جبکہ کچھ پتھر پیروں میں روندے جاتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ اِنَّ مِنَ الۡحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنۡهُ الۡاَنۡهٰرُ وَ اِنَّ مِنۡهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخۡرُجُ مِنۡهُ الۡمَآءُ وَاِنَّ مِنۡهَا لَمَا يَهۡبِطُ مِنۡ خَشۡيَةِ اللّٰهِ۔ ۱۷۳

ترجمہ۔بعض پتھر تو ایسے ہیں جن سے نہریں پھوٹتی ہیں جبکہ بعض شق ہوجاتے ہیں اور اس میں سے تھوڑا بہت پانی بھی نکل جاتا ہے اور بعض ایسے ہیں جو اللہ کے خوف سے نیچے لڑھک جاتے ہیں۔

علم ہئیت۔(آسٹروفزکس):

علم ہئیت یعنی آسمان، سورج، چاند، ستارے، سیارے اور کہکشاؤں کا علم اس پر قرآن نے بہت کلام کیا ہے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَّبَنَيۡنَا فَوۡقَكُمۡ سَبۡعًا شِدَادًا ۔ ۱۷۴

ترجمہ۔ہم نے تم پر سات مضبوط آسمان بنائے۔

وَ جَعَلۡنَا السَّمَآءَ سَقۡفًا مَّحۡفُوۡظًا ۔ ۱۷۵

ترجمہ۔ہم نے آسمان کو مضبوط چھت بنایا۔

وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الۡبُرُوۡجِ۔ ۱۷۶

ترجمہ۔برجوں والے آسمان کی قسم۔

اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡيَا بِزِيۡنَةِ ٳلۡكَوَاكِبِ۔ ۱۷۷

ترجمہ۔ہم نے ہی آسمان دنیا کو ستاروں سے مزین کیا۔

وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الۡحُبُكِ۔ ۱۷۸

ترجمہ۔ قسم ہے آسمان کی جس میں راستے ہیں۔

حساب۔(میتھیمیٹکس):

بے شک اس کائنات میں جس طرف نظر اٹھا کر دیکھی جائے وہ جگہ علم حساب سے خالی نہیں ہر مقام پر نہایت متوازن اور مربوط نظام حساب اپنی پوری قوت کے ساتھ ہمیں نظر آتا ہے چاہے زمین و آسمان کے درمیان فاصلہ، سورج سے زمین اور چاند کا سورج کے درمیان فاصلہ ستاروں، چاند اور سورج کی چال، ایک منٹ میں دل کی دھڑکن، نبض اور دوران خون کی رفتار، انسان کی عمر، اس کا رزق اس کی تقدیر، اس کا جینا اور مرنا ہر چیز میں باقاعدہ حساب کتاب موجود ہے حتیٰ کے انسانوں کی بنائی ہوئی اشیاء میں بھی ناپ تول کا لازمی عنصر پایا جاتا ہے مثلاً عمارت، گزرگاہیں، پل، سرنگ لباس، فرنیچر، گاڑی، ہوائی جہاز، شپ، راکٹ، گھریلو استعمال کی اشیاء، مختلف کھانے وغیرہ یہاں تک کے اگر کھانے میں نمک کم یا زیادہ ہوجائے تو وہ کھانا بےلذت ہوجات ہے یعنی اس نہج پر بھی ہمیں حساب و کتاب نظر آتا ہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ۔ ۱۷۹

ترجمہ۔ بے شک ہم نے ہر شے کو ایک اندازے کے ساتھ پیدا کیا ہے۔

وَ كُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ۔ ۱۸۰

ترجمہ۔ ہر چیز اللہ کے نزدیک ایک خاص مقدار کے ساتھ ہے۔

کیمیا۔(کیمسٹری):

یہ کائنات مختلف کیمیکلز کے ایکشن اور ری ایکشن سے عبارت ہے تاہم کائنات کا کوئی مقام علم کیمیا سے خالی نہیں یہاں صرف ایک ادنیٰ سی مثال پیش خدمت ہے کے تحقیق سے یہ ثابت ہوا کے جگر کے ایک خلیے کے اندر تقریباً ۵۰۰ مختلف کیمیائی تعاملات Chemical reactions ہوتے ہیں جبکہ سائنسدان یہ کہتے ہیں کے ابھی بہت سے تعاملات کا ہمیں علم ہی نہیں جو ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے سے بھی کم وقت میں نہایت منظم انداز سے مکمل ہوجاتے ہیں۔

طبیعات۔(فزکس):

کائنات میں موجود تمام اشیاء ایٹم سے مل کر بنی ہیں جن میں انسان، حیوان، درخت، پودے، سورج، چاند، ستارے، پہاڑ، زمین، مرئی اور غیر مرئی مخلوقات شامل ہیں ان سب اشیا میں موجود ایٹم اس قدر چھوٹے ہوتے ہیں جو کسی طاقت ور ترین خوردبین سے بھی نظر نہیں آتے۔ ایک واحد ایٹم کا قطر ایک ملی میٹر کا دس لاکھواں حصہ ہے لیکن ہر ایٹم اپنے اندر نہایت مضبوط، مربوط، متوازن اور پیچیدہ نظام لئے ہوئے ہے ہر ایٹم کا ایک نیوکلیس ہے جو اس کے مرکز میں ہوتا ہے تاہم ہر نیوکلیس میں پروٹان اور نیوٹران ہوتے ہیں جن کی تعداد ایٹم کی خصوصیات کے عین مطابق ہوتی ہے تاہم نیوکلیس کے اردگرد الیکٹرانز ہوتے ہیں جو اپنے محور کے گرد حرکت کرتے ہیں۔

پروفیسر فائن برگ کہتے ہیں کے مادہ کی بنیاد یعنی ایٹم کو اپنی بقاء کے لئے کسی ماورائی طاقت سے ہر وقت وابستگی کی انتہائی ضرورت ہوتی ہے تاہم ہر مسلمان جانتا ہے کے وہ ماورائی طاقت دراصل وجود باری تعالی کی ہے جو اس نظام کائنات ے ہر ذرے کو سنبھالے ہوئے ہے اور زمین کی انتہائی گہری تہہ میں موجود کوئی ذرہ بھی اللہ کے علم سے باہر نہیں۔

کمپیوٹر سائنس:

اللہ تعالیٰ کے یہاں ایکسٹرا اسپر ڈو پر کمپیوٹر سسٹم موجود ہے، جس کو کتاب المبین کہا جاتا ہے، اس میں کائنات کے ایک ایک ذرے کا نظام اور اس کی تقدیر یعنی جینا، مرنا، رزق اور دیگر لوازمات کی ادنیٰ سے ادنیٰ تفصیلات بھی درج ہیں اور یہ اللہ کے لئے کچھ مشکل نہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِي
الْاَرْضِ وَ لَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَ لَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔ ۱۸۱

ترجمہ۔(اللہ) سے ذرہ برابر کوئی چیز نہ آسمان میں اور ناہی زمین میں چھپی ہے نہ ذرے سے بڑی اور نا اس سے چھوٹی ایسی کوئی چیز نہیں جو اس کتاب المبین (کمپیوٹر) میں درج نا ہو۔

حضرت علیؓ نے فرمایا! اللہ تعالی نے ہر شے کے لئے مقدار اور ہر مقدار کے لئے ایک معین وقت اور ہر وقت کے لئے حساب و کتاب قرار دیا ہے۔

وقت۔(ٹائم، دن، مہینے، سال، اوقات اور کلینڈر):

وقت اللہ کی تخلیق ہے اور اللہ ہی نے دن، رات، سال، مہینے اور اوقات کا تعین فرمایا۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ۔

ترجمہ۔جس دن سے آسمانوں اور زمین کو (اللہ) نے پیدا فرمایا اسی دن سے اللہ کے نزدیک مہینوں کا شمار لوح محفوظ پر بارہ (۱۲) ہے جس میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔ ۱۸۲؎

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّ الْقَمَرَ نُوْرًا وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَ الْحِسَابَ۔ ۱۸۳

ترجمہ۔اسی نے چاند کی چال کے لئے منزلیں مقرر کیں تا کہ تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کرلیا کرو۔

وَ سَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ وَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ۔ ۱۸۴

ترجمہ۔اللہ نے تمھارے فائدے کے لئے چاند اور سورج کو مسخر کیا جو ہر وہ چلتے رہتے ہیں، بے شک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو سمجھ رکھتے ہیں۔

يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ يُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ۔ ۱۸۵

ترجمہ۔وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۔ ۱۸۶

ترجمہ۔بے شک نماز مومنوں پر مقررہ اوقات میں فرض کی گئی ہے۔

سمندر۔(میرین سائنسز):

سمندر قدرت کی عظیم نشانی ہے یہ بھی اللہ کی مخلوق اور اللہ کا تابع وفرمانبر دار ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَللّٰہُ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَکُمُ الۡبَحۡرَ لِتَجۡرِیَ الۡفُلۡکُ فِیۡہِ بِاَمۡرِہٖ۔۱۸۷

ترجمہ۔اللہ وہ ہے جس نے سمندر کو تمھارے بس میں کر دیا تا کہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں چلیں۔

وَ ہُوَ الَّذِیۡ سَخَّرَ الۡبَحۡرَ لِتَاۡکُلُوۡا مِنۡہُ لَحۡمًا طَرِیًّا۔۱۸۸

ترجمہ۔اللہ نے سمندر کو تمھارے بس میں کر دیا تا کہ تم اس میں سے تازہ گوشت نکال کر کھاؤ۔

وَ ہُوَ الَّذِیۡ مَرَجَ الۡبَحۡرَیۡنِ ہٰذَا عَذۡبٌ فُرَاتٌ وَّ ہٰذَا مِلۡحٌ اُجَاجٌ ۚ وَ جَعَلَ بَیۡنَہُمَا بَرۡزَخًا وَّ حِجۡرًا مَّحۡجُوۡرًا۔۱۸۹

ترجمہ۔(اللہ) نے دو سمندروں کو باہم ملا دیا ہے ایک میٹھا پیاس بجھانے والا جبکہ دوسرا کھاری اور کڑوا تاہم ان دونوں کے درمیان ایک آڑ اور مضبوط روک پیدا کر دی گئی ہے۔

تاریخ۔(ہسٹری):

اللہ تعالی نے قرآن کریم میں سب سے زیادہ تاریخ انسانی پر بات کی ہے یہ اللہ کا بنی نوع انسانیت پر احسان عظیم ہے کے انھوں نے یہ واقعات پیغمبروں کے ذریعے انسانوں تک پہنچائے ورنہ انسانوں کے پاس تاریخ جاننے کا کوئی مستند ذریعہ نا تھا۔

امم سابقہ کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ رُسُلًا قَدۡ قَصَصۡنٰہُمۡ عَلَیۡکَ مِنۡ قَبۡلُ وَ رُسُلًا لَّمۡ نَقۡصُصۡہُمۡ عَلَیۡکَ۔۱۹۰

ترجمہ۔کتنے ہی پیغمبر ہیں جن کے قصے ہم تمھیں سناتے ہیں اور کتنے ہی پیغمبر ایسے ہیں جن کے قصے ہم نے بیان نہیں کیئے۔

مۡ یَاۡتِہِمۡ نَبَاُ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ قَوۡمِ نُوۡحٍ وَّ عَادٍ وَّ ثَمُوۡدَ ۙ وَ قَوۡمِ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ اَصۡحٰبِ مَدۡیَنَ وَ الۡمُؤۡتَفِکٰتِ ؕ اَتَتۡہُمۡ رُسُلُہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ۔۱۹۱

ترجمہ۔کیا انھیں خبر نہیں ملی؟ جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں یعنی نوح کی قوم، عاد وثمود، ابراہیم کی قوم اور مدین کے لوگوں کی الٹی ہوئی بستیوں کے رہنے والے ان کے پیغمبران کے پاس کھلے معجزات لے کر آئے۔

لَقَدۡ کَانَ فِیۡ قَصَصِہِمۡ عِبۡرَۃٌ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ ؕ مَا کَانَ حَدِیۡثًا یُّفۡتَرٰی وَ لٰکِنۡ تَصۡدِیۡقَ الَّذِیۡ بَیۡنَ یَدَیۡہِ وَ تَفۡصِیۡلَ کُلِّ شَیۡءٍ وَّ ہُدًی وَّ رَحۡمَۃً لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ ۔۱۹۲

ترجمہ۔ان لوگوں کے قصوں میں عبرت ہے اور یہ کوئی بنائی ہوئی باتیں نہیں ،قرآن گزشتہ کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ہر چیز کی تفصیل کرنے والی ہے اور ہدایت ہے اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں۔

حدوداللہ۔(لاء اینڈ پنش منٹ):

اللہ تعالی نے جب دنیا اور انسانوں کو تخلیق فرمایا تو انھیں قاعدے اور قوانین کا پابند بھی بنایا تاہم اس دنیا اور آخرت کے لئے ایک مضبوط جزا اور سزا کا با قاعدہ قانون بھی اللہ نے وضع فرمایا ہے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

تِلۡکَ حُدُوۡدُ اللّٰہِ فَلَا تَقۡرَبُوۡہَا ۔۱۹۳

ترجمہ۔یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں تم ان کے قریب بھی نہ جاؤ۔

وَ مَنۡ یَّعۡصِ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ وَ یَتَعَدَّ حُدُوۡدَہٗ یُدۡخِلۡہُ نَارًا خَالِدًا فِیۡہَا ۔۱۹۴

ترجمہ۔جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اللہ کی حدود سے تجاوز کرے گا تو اللہ اسے آگ میں ڈالے گا، جہاں وہ ہمیشہ رہے گا۔

وَ السَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا

مِّنَ اللّٰهِ۔ ۱۹۵

ترجمہ۔ چور خواہ مرد ہو یا عورت ان کے ہاتھ کاٹ دو۔

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ

فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ

خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَ لَهُمْ فِي

الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔

ترجمہ۔ ان لوگوں کی سزا جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اور اس کے لئے دوڑ دھوپ کرتے ہیں پس انھیں قتل کرو یا انھیں سولی پر چڑھا دو یا پھر ان کے ہاتھ پیر مخالف سمت سے کاٹ دو یا پھر انھیں ملک بدر کردو یہ ذلت تو ان کے لئے دنیا کی ہے جبکہ آخرت میں ان کے لئے ایک بڑا عذاب بھی ہے۔ ۱۹۶ ؎

ارشادات خداوندی:

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَ مَا تُعْلِنُوْنَ

وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔ ۱۹۷

ترجمہ۔ زمین اور آسمان کی ہر چیز کا اسے علم ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو سب اس کو معلوم ہے وہ دلوں کے حال کو بھی جانتا ہے۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ ۱۹۸

ترجمہ۔ (اللہ) حاضر اور غائب ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ وہ زبردست اور دانا ہے۔

وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔ ۱۹۹

ترجمہ۔ وہ ہر شے کو جانتا ہے۔

وَ هُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ۔ ۲۰۰

ترجمہ۔ بے شک وہ ہر مخلوق کو جانتا ہے۔

وَّ اَنَّ اللّٰہَ قَدۡ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عِلۡمًا ۔۲۰۱

ترجمہ۔اللہ کا علم ہر شے پر محیط ہے۔

رَبَّنَا افۡتَحۡ بَیۡنَنَا وَ بَیۡنَ قَوۡمِنَا بِالۡحَقِّ وَ اَنۡتَ خَیۡرُ الۡفٰتِحِیۡنَ ۔۲۰۲

ترجمہ۔اے ہمارے رب ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ فرما دے اور تو فیصلہ کرنے والوں میں سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

وَسِعَ کُلَّ شَیۡءٍ عِلۡمًا ۔۲۰۳

ترجمہ۔(اللہ) اپنے علم سے تمام چیزوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

وَ کُنَّا بِکُلِّ شَیۡءٍ عٰلِمِیۡنَ ۔۲۰۴

ترجمہ۔ہم ہر شے کو جانتے ہیں۔

اَنَّ اللّٰہَ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ۔۲۰۵

ترجمہ۔جان لو کے اللہ سننے اور جاننے والا ہے۔

اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَکِیۡمُ ۔۲۰۶

ترجمہ۔بے شک تو ہی جاننے والا، حکمت والا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌ قَدِیۡرٌ ۔۲۰۷

ترجمہ۔بے شک اللہ جاننے والا اور قدرت والا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌ خَبِیۡرٌ ۔۲۰۸

ترجمہ۔بے شک اللہ جاننے والا اور خبردار ہے۔

وَ ہُوَ الۡخَلّٰقُ الۡعَلِیۡمُ ۔۲۰۹

ترجمہ۔وہی پیدا کرنے والا اور جاننے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

قرآن کریم کے عجائبات کبھی ختم نہ ہوں گے اور نا یہ بار بار پڑھنے کے باوجود پرانی ہوگی۔۲۱۰ ؎

حضرت علیؓ کے اقوال:

بلاشبہ قرآن کا ظاہر دلفریب وزیبا ہے اور اس کا باطن عمیق ہے اس کے عجائبات کبھی فنا نہیں ہوں گے، اور اس کی حیرت انگیز باتیں کبھی تمام نہیں ہوں گی اور اندھیروں کو صرف اسی کے ذریعے سے چھانٹا جا سکتا ہے۔

اللہ تعالی نے جس طرح سے قرآن کے ذریعے لوگوں کی نصیحت کی اس طرح کسی اور چیز سے نہیں کی بے شک یہ قرآن اللہ کی مضبوط رسی اور اس کی پرامن راہ ہے۔

لوگوں پر ایک ایسا وقت آنے والا ہے جب بنام قرآن صرف رسم الخط اور بنام اسلام صرف اس کا نام رہ جائے گا۔

قرآن میں تم سے پہلے والوں کی اور تمھارے بعد والوں کی خبر ہے اور جو کچھ تمھارے درمیان میں ہے اس کے لئے احکامات ہیں۔

جان لو کہ بلاشبہ قرآن ایسا ناصح ہے جو دھوکا نہیں دیتا ہے اور ایسا ہادی ہے جو گمراہ نہیں کرتا ہے ایسا بولنے والا ہے جو جھوٹ نہیں بولتا ہے اور جو بھی اس کے پاس بیٹھتا ہے تو وہ فائدہ یا کسی کمی کے ساتھ ہی اٹھتا ہے یعنی ہدایت میں اضافہ یا پھر اندھے پن میں کمی کے ساتھ اور یہ بھی جان لو کے قرآن کے بعد کسی کے لئے فاقہ نہیں اور اس کے پہلے کسی کے لئے بے نیازی نہیں لہٰذا تم اپنی بیماریوں کے لئے اسے شفیع بنالو اور اپنی سختیوں کے لئے اسے مددگار بنالو یقیناً اس کے اندر سب سے بڑی بیماری کی دوا موجود ہے اور وہ سب سے بڑی بیماری کفر ہے لہٰذا اللہ سے اس کے ذریعے سے سوال کرو اور خدا کی بارگاہ کی طرف اس کی محبت کے ذریعے متوجہ بارگاہ خدا ہو اور اس کے ذریعے خلق خدا سے سوال نہ کرو۔

بے شک قرآن سے بہتر اللہ کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہونے کا کوئی اور ذریعہ نہیں اور یہ بھی جان لو کہ یہ روز قیامت شفاعت کرے گا اور اس کی شفاعت قبول کرلی جائے گی اور اگر اس نے شکایت کردی تو اس کی شکایت کی بھی فوراً تصدیق کردی جائے گی۔

قرآن سیکھو یقیناً یہ دلوں کی دوا ہے۔

قرآن ثلث نازل ہوا ہے اس کا ایک تہائی ہمارے اور ہمارے دشمن کے بارے میں ہے پھر اس کا ایک اور تہائی سنن اور امثال ہیں جبکہ ایک اور تہائی فرائض اور احکامات ہیں اہل قرآن خدا کے خواص ہیں۔ ۲۱۱؎

لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ:

اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکت کل اشیاء کائنات کے لئے رؤف اور رحیم ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ ۲۱۲

ترجمہ۔ بے شک اللہ تعالیٰ تم پر بڑا الرَءُوف (شفیق) اور رحیم (مہربان) ہے۔

لَرَءُوْفٌ:

لَرَءُوْف، اللہ کا ایک اسم صفاتی ہے، جو (ر۔أ۔ف) سے مشتق ہے، جس کے معنی رحمت اور رافت کے ہیں۔ ۲۱۳؎

اللہ کا یہ اسم صفاتی قرآن کریم میں گیارہ (۱۱) مرتبہ آیا ہے تاہم سورہ التوبہ کی آیت ۱۲۸ میں اللہ نے اپنی یہ صفت خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بھی ذکر فرمائی ہے۔ صفت لَرَءُوْف مبالغے کا صیغہ ہے یعنی اللہ اپنی مخلوقات پر بے حد وحساب مہربان اور شفیق ہے یعنی اتنی مہربانی اور شفقت کے جس کا ادراک عقل انسانی کی فہم سے بالاتر ہو۔

الرافۃ ۔عربی زبان میں رحمت اور رافت کے لئے مستعمل ہے۔

رافۃ ۔ سے مراد نرمی کے بھی ہیں۔

صاحب محیط نے لکھا کے رافۃ سے مراد ضرر رساں امور کو انسان سے دور کرتے ہوئے اسے عافیت دے دی جائے۔

رحمۃ ۔کا مطلب یہ ہے کے تمھیں راحت کا احساس بھی حاصل ہو۔

صاحب المنار لکھتے ہیں الرافۃ ۔کا مطلب دفع بلا۔

رحمۃ۔ کا مطلب خوشحالی، آسودگی اور اطمنان قلب کا حصول۔ ۲۱۴ـــــ

اسم لَرَءُوْفٌ کا نظام کائنات میں کردار:

لَرَءُوْف۔ اللہ کا ایک اسم صفاتی ہے جس کی نفوذ پذیری کل کائنات میں ہمہ وقت جاری وساری ہے قرآن کریم میں اللہ کی اس صفت خاص سے متعلق بارہا واضح اشارے پائے جاتے ہیں یعنی اللہ تعالی اہل ایمان کی نیکیوں اوران کے ایمان کی قدر فرماتے ہیں یعنی اللہ کے نظام سلطنت میں ایسا ہرگز نہیں ہے کے وہ اہل ایمان کو یونہی بغیر حفاظت کے چھوڑ دے وہ وہ بلا نتیجہ ہی رہ جائیں یعنی ایمان کے راستے میں آنے والی ہر کٹھنائی، مشکلات، الجھنیں، روکاوٹیں، اذیتیں، تکالیف، ذلت ورسوائی اور ہر قسم کی پریشانیوں کو وہ اپنے دیندار بندوں سے دور فرماتا ہے دوسری جانب انسان کو یہ اچھی طرح سے سمجھنا چاہئے کے اگر وہ دین اسلام پر کاربند ہے تو یہ محض اللہ کا ان پر خاص فضل وکرم ہے کے اللہ نے ان پر دین اسلام کے راستے کو آسان فرماتے ہوئے انھیں اس راہ پر استقامت عطا فرمائی۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ ۲۱۵

ترجمہ۔ جو اللہ کے ہدایت یافتہ تھے اللہ تمھارے اس ایمان کو ہرگز ضائع نہ کرے گا یقین جانو وہ لوگوں کے حق میں لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ یعنی۔ (شفیق اور نہایت رحم کرنے والا) ہے۔

اسی طرح سے قرآن کریم میں اللہ کے دین اور قوانین پر سختی سے عملدرآمد کے بھی واضح احکامات پائے جاتے ہیں مثلاً اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَلزَّانِيَةُ وَ الزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّ لَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ لْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ ۲۱۶

ترجمہ۔ زانیہ عورت اور زانی مرد دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو اوران پر ہرگز نرمی نہ کرو، اگر تم ایمان لاتے ہو اللہ پر اور آخرت کے دن پر اوران کی سزا کے وقت مومنین کی ایک جماعت

حاضر رہے۔
حضرت علیؓ نے فرمایا کے تمھیں اچھی طرح سے علم ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شادی شدہ زانی کو سنگسار کیا، اس پر نماز جنازہ پڑھی اور اس کے گھر والوں کو اس کا وارث بنایا۔ چور کے ہاتھ کاٹے اور غیر شادی شدہ زانی کو کوڑے لگائے اور مال غنیمت میں سے انھیں حصہ دے کر مسلمان لڑکیوں سے ان کی شادی کر دی۔ اللہ نے ترک زنا کو نسب کی حفاظت کے لئے واجب قرار دیا ہے غیرت مند کبھی زنا نہیں کر سکتا جو زنا کرتا ہے اس کے گھر میں بھی کسی کے ساتھ زنا کی جاتی ہے۔
زنا فقر ہے اور اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ قابل نفرت بوڑھا زانی ہے۔
چار چیزوں میں سے اگر کوئی ایک چیز بھی گھر میں داخل ہو جائے تو وہ اس گھر کو برباد کر کے ہی چھوڑتی ہے اور وہ گھر پھر کبھی آباد نہیں ہوتا ہے۔
ا۔ خیانت۔ ۲۔ چوری۔ ۳۔ شراب نوشی۔ ۴۔ زنا۔ ۲۱۷؎
قاعدے قوانین اور حدود کی پاسداری میں کسی بھی قسم کی نرمی اور ترس کھانے کی ہرگز ضرورت نہیں فی زمانہ دنیا بھر میں نام نہاد انسانی حقوق کی تنظیموں نے اسلامی سزاؤں کو تختہ مشق بناتے ہوئے یہ مشہور کر دیا ہے کے اسلامی سزائیں نہایت سخت اور غیر انسانی ہیں یعنی قتل کے بدلے قتل، چور کا ہاتھ کاٹنا، غیر شادی شدہ زانی کو سو کوڑے مارنا، شادی شدہ زانی کو زمین میں آدھا دفن کر کے کوڑے برسانا، یا ہوموسیکس کرنے والے دونوں فاعل و مفعول کو قتل کرنا وغیرہ بہت دردناک اور سخت ہے۔
حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص کو تم قوم لوط کا عمل کرتے ہوئے دیکھو تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو۔ ۲۱۸؎
قرآن نے بالکل واضح اور دوٹوک انداز سے بنی نوع انسانیت پر یہ جتا دیا ہے کے اسلامی سزاؤں کے نفاذ پر تمھیں ہرگز نرمی اختیار نہیں کرنی چاہئے کیونکہ دیگر انسانوں کی جان مال اور عزت و آبر کی حفاظت کے لئے یہ سزائیں لازمی اور ناگزیر جبکہ بنی نوع انسانیت کے وسیع تر مفاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے دی گئی ہیں۔ اسلامی سزاؤں کے خلاف مغربی میڈیا، انسانی حقوق کی تنظیمیں اور ان کے حواری و پیٹھو گھنٹوں بلا تکان بولتے اور لکھتے ہیں لیکن شاید ان عقل سے نابلد نام نہاد دانش

وروں کو یہ نظر نہیں آتا کے اسلام سخت سزائیں کم لوگوں کو دیتا ہے لیکن اس سے پورا معاشرہ سدھرتا ہے جبکہ انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین اور سزاؤں سے نا صرف سماج میں جرم اور جرائم پیشہ افراد میں اضافہ ہو رہا ہے بلکہ جیل خانے تو خود کرمنلز کی اکیڈمی کا کردار ادا کر رہی ہیں جہاں ایک معمولی چندی چور چند مہینے رہ کر ایک بڑا چور اور ڈاکو بن کر نکلتا ہے یعنی بجائے انسانوں کی اصلاح کے یہ جیل انھیں مزید جرائم کی طرف اکساتے ہیں نا صرف یہ بلکہ ان جیلوں میں موجود دیگر جرائم پیشہ افراد اپنے جرائم پر نا صرف فخر کرتے ہیں بلکہ چھوٹے مجرموں پر اپنی دھاک بھی قائم رکھتے ہیں اسی وجہ سے قرآن یہ تاکید کرتا ہے کے سزا دیتے وقت اہل ایمان کا ایک گروہ وہاں موجود ہو۔ ۲۱۹ ؎

اسلام سزاؤں کو لوگوں کے لئے عبرت بنانا چاہتا ہے تاکہ لوگوں کی بڑی تعداد ان سزاؤں کو دیکھ کر اپنے دل میں خوف اور ہیبت محسوس کریں اور ان جرائم سے اپنے آپ کو بچائیں مغرب میں ظالمین اور مجرمین کے ساتھ نرمی برتی گئی تاہم انگریز کا یا دیگر انسانی قوانین آج دنیا میں جہاں جہاں رائج ہیں وہ تمام ممالک جرائم کی آماجگاہ بن چکے ہیں کیونکہ ظالمین کے ساتھ نرم رویے اور سلوک نے سماج میں نا صرف جرم کو بڑھا وا دیا بلکہ جرم اور جرائم پیشہ افراد سماج کی جڑوں میں اتر کر معاشرے کو کمزور کرتے چلے گئے یہاں تک کے یہ ریاست سے زیادہ مضبوط ہو گئے۔

حضرت علیؑ نے اپنے ایک خادم مالک سے فرمایا، اے مالک! اپنے بادشاہوں کو حرام خون بہا کر ہرگز قوی نہ کرنا کیونکہ ان کا یہ عمل ان کو کمزور اور بے عزت تو کرے گا ہی لیکن اس کے ساتھ ہی ان کا یہ عمل ان کے لئے زوال اور معزولی کا سبب بھی بنے گا اور اس طرح کے قتل عمد کے لئے اللہ کے اور نہ میرے سامنے اور نہ ہی تمھارے پاس کوئی عذر ہے کیونکہ قتل عمد میں قصاص ہے۔

آپ زوال شمس کے ختم ہو جانے کے بعد جنگ لڑا کرتے اور فرماتے کے زوال شمس کے بعد آسمانوں کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور رحمتوں کا نزول شروع ہو جاتا ہے اس وقت مدد اور فتح آسمان سے اترنے لگتی ہے اور یہ وقت رات سے زیادہ قریب ہوتا ہے لہٰذا کم قتال کی زیادہ امید ہوتی ہے جنگ کے خواہاں اس وقت تک پلٹ آتے ہیں اور بھاگنے والے بھاگ جاتے ہیں

ارشادات خداوندی:

إِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۔۲۲۰

ترجمہ۔حقیقت یہ ہے کے تمھارا رب بڑا ہی لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ہے۔

إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۔۲۲۱

ترجمہ۔اللہ اپنے بندوں پر بے حد لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ہے۔

لَقَد تَّابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَ الْمُهَاجِرِينَ وَ الْأَنصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِن بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۔۲۲۲

ترجمہ۔اللہ نے معاف کر دیا نبی کو اور ان مہاجرین وانصار کو جنھوں نے بڑی تنگی کے وقت میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دیا اگرچہ ان میں سے کچھ لوگوں کے دل کجی کی طرف مائل ہو گئے تھے (مگر جب انھوں نے اس کجی کا اتباع نہ کیا بلکہ نبی کا ساتھ دیا) تو اللہ نے انھیں معاف کر دیا بے شک وہ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ہے۔

وَ الَّذِينَ جَاءُو مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۔۲۲۳

ترجمہ۔اے ہمارے رب! تو ہمیں اور ہمارے ان سب بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دلوں میں اہل ایمان کے لئے کوئی بغض نہ رکھ۔اے ہمارے رب! تو بڑا لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ہے۔

وَ مِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَ اللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ۔۲۲۴

ترجمہ۔جو رضائے الٰہی کی طلب میں اپنی جان کھپاتا ہے ایسے بندوں پر اللہ بہت مہربان (لَرَءُوفٌ) ہے۔

وَ يُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وَ اللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۔۲۲۵

ترجمہ۔اللہ تمھیں اپنے آپ سے ڈراتا ہے وہ اپنے بندوں کا نہایت خیرخواہ (لَرَءُوْف) ہے۔

اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۔۲۲۶

ترجمہ۔لوگ (اللہ) کو عاجز کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔حقیقت یہ ہے کے تمھارا رب بڑا ہی لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ہے۔

وَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۔۲۲۷

ترجمہ۔اللہ بڑا شفیق ورحیم (لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ) ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کے کفار سے قتال کرنے سے پہلے ان کو اسلام کی دعوت دو اگر وہ اسلام قبول کرلیں تو تو ان سے قتال نہ کرو اور اگر وہ قبول نہ کریں تو پھر ان کو دعوت دو کے وہ اپنا ملک چھوڑ کر دارالمہاجرین میں منتقل ہو جائیں اور اگر وہ قبول کرلیں تو پھر ان سے قتال نہ کرو اگر وہ اس کو قبول نہ کریں تو پھر اللہ کی مدد سے ان سے قتال کرو اور ان سے خیانت نہ کرو اور نہ ہی ان سے عہد شکنی کرو اور نہ ان کو مثلہ کرو اور نہ ہی ان کے بچوں کو قتل کرو۔۲۲۸؎

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ کے نزدیک ایک مسلمان کے قتل کی بہ نسبت پوری دنیا کا زوال زیادہ آسان ہے۔۲۲۹؎

حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر تمام آسمان اور زمین والے کسی ایک مومن کے قتل میں شریک ہوں تو اللہ تعالی ان سب کو جہنم میں اوندھے منہ ڈال دے گا۔۲۳۰؎

امیرالمومنین حضرت علیؓ کا قول:

ایک موقع پر آپؓ نے فرمایا کے میں صلح وصفائی جس سے اسلام کو کسی قسم کی ٹھیس نہ پہنچے جنگ سے زیادہ سودمند سمجھتا ہوں۔۲۳۱؎

رَّحِیۡمِ:

رَّحِیۡمِ ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو(ر۔ح۔م) سے مشتق ہے۔

رَّحِیۡمِ ۔کے معنی نہایت مہربان کے ہیں۔

قرآن کریم میں اسم رَّحِیۡمِ (۹۵) مرتبہ آیا ہے رحمت اگر دائم ہوجائے گی تو اسے اسم رَّحِیۡمِ کہا جائے گا۔

الرَّحۡمٰنُ کا اطلاق صرف اللہ پر جبکہ **رَّحِیۡمِ** کا اطلاق اللہ کے سوا غیر اللہ پر بھی ہوسکتا ہے **رَّحِیۡمِ** کے معنی جو بہت رحم کرتا ہو۔

عربی زبان میں رحم سے مراد ماں کے جسم کا وہ محفوظ حصہ جس میں بچہ پیدائش سے قبل نشونما پاتا ہے۔۲۳۱؎

رحم۔سے مراد قرابت داری اور خوبی رشتے داری کی بھی ہے جبکہ رحم کی جمع ارحام ہے۔۲۳۲؎

رحم۔سے ہی ایک لفظ رحمۃ بھی ہے جس کے معنی وہ عطیہ جو کسی کی ظاہری اور باطنی تمام تقاضوں کو پورا کردے۔۲۳۳؎

لفظ رحم میں نرمی کا عنصر پوشیدہ ہے چنانچہ یہ لفظ سختی کے مقابلے میں بولا جاتا ہے تاہم رحم سے مراد مہربان، ہمدرد، نرم خو، وفا کیش اور رقت کے بھی بیان کئے جاتے ہیں۔

رحمۃ۔کے ایک معنی وہ عطیہ خداوندی یا سامان زیست ہے جو انسان کو بغیر کسی معاوضہ کے عطا کیا جائے۔

ایک قول ہے کے اللہ دنیا میں الرَّحۡمٰنُ ہے کیونکہ اس کی رحمت مومن اور کافر دونوں پر ہے لیکن آخرت میں وہ رَّحِیۡمِ ہے کیونکہ آخرت میں اس کی رحمت صرف مومنوں پر ہی ہوگی۔

کافروں پر نہیں۔۲۳۴؎

اسم رَّحِیۡمِ کا نظام کائنات میں کردار:

اسم رَّحِیۡمِ کی نفوذ پذیری کل کائنات میں ہمہ وقت جاری وساری ہے جیسا کے کائنات میں موجود

تمام اشیاء ایٹم سے مل کر بنی ہیں اور انسانی جسم بھی اربوں کھربوں ایٹموں کا مجموعہ ہے سائنسدانوں نے محتاط اندازے کے مطابق !ایک انسان میں (دس ارب، ارب، ارب) ایٹموں کا اندازہ قائم کیا ہے۔حالیہ تحقیق کے مطابق ایک انسان کے جسم میں کل ایٹم کی تعداد!

There are approximately 7,000,000,000,000,000,000,000,000,000, atoms in the human body.

بتائی گئی ہے ایٹم اللہ کی اتنی باریک مخلوق ہے جیسے نہایت طاقتور خوردبین سے بھی نہیں دیکھا جاسکتا تاہم اس کی جسامت کا اندازہ لگانے کے لئے یہ کافی ہے کے ایک واحد ایٹم کا قطر ایک ملی میٹر کا دس لاکھواں حصہ ہوتا ہے لیکن حیران کن امر یہ ہے کے ہر ایٹم اپنے اندر نہایت مکمل، مضبوط، مربوط، متوازن اور پیچیدہ نظام لئے ہوئے ہے۔ ہر ایٹم کے مرکز میں ایک نیوکلیس پایا جاتا ہے نیوکلیس کے اندر پروٹان اور نیوٹران ہوتے ہیں جبکہ اس کے اردگرد الیکٹرانز پائے جاتے ہیں جو اپنے محور کے گرد مسلسل گردش کرتا ہے۔

ایٹم سے زیادہ باریک اس کا نیوکلیس ہے جس کے بارے میں سائنسدان یہ کہتے ہیں کے نیوکلیس کا حجم ایٹم کے حجم کا دس کروڑواں حصہ ہوتا ہے لیکن اس کا وزن ایٹم کے وزن کا 99,5 فیصد ہوتا ہے۔

سائنسدانوں نے ایک انسانی جسم میں (14x1029) الیکٹرانز کی تعداد فرض کی ہے تاہم انسانی زندگی کی بقاء کے لئے ان کے خیال میں تقریباً (37)10.056x10 مرتبہ اللہ کی رحمت درکار رہے یادرہے یہاں (37)10 سے مراد (دس کھرب، کھرب، کھرب) تعداد ہے یعنی ایک انسانی جسم میں پائے جانے والے ایٹمز کے نظام کو سنبھالنے کے لئے اللہ کی اس قدر رحمت ہر لمحہ درکار رہے چہ جائیکہ کائنات کی دیگر مخلوقات کی بات یہاں نہیں کی جارہی صرف ایک انسان انفرادی حیثیت میں ایٹم کے حوالے سے ذکر کیا جارہا ہے جبکہ انسان کے دیگر نظام اور افعال واعمال کا بھی یہاں تذکرہ نہیں کیا جارہا۔

سائنسدان یہ کہتے ہیں کے اگر یہ انسانی جسمانی نظام لمحے کے ہزارویں حصے میں بھی بگاڑ کا شکار ہوا

تو انسان کسی خوفناک دھماکے سے پھٹ جائے گا۔

پروفیسر فائن برگ کے مطابق مادہ کی بنیاد یعنی ایٹم کو اپنے قیام اور بقاء کے لئے اپنے سے بڑھ کر کسی ماورائی طاقت کی ہمہ وقت ضرورت رہتی ہے تاہم اس وابستگی کے نتیجے میں نظام کائنات نہایت منظم اور متوازن طریقے سے صدیوں سے قائم ودائم ہے۔

سائنسدانوں کے مطابق! کسی بھی ایٹم کا نیوکلیس ایک سیکنڈ میں دس ارب مرتبہ نہایت تیزی کے ساتھ مرتعش ہوتا ہے اگرچہ یہ حرکت اتنی زیادہ تیز ہوتی ہے جس کو عام انسانی آنکھ سے دیکھنا ناممکنات میں سے ہے دوسری جانب یہ حرکت اس قدر تیز ہوتی ہے کے وہ شے ساکن نظر آتی ہے قابل غورنکتہ یہ ہے کے نیوکلیس میں پروٹانز مثبت چارج کے حامل اور نیوٹرانز بے بار یعنی نیوٹرل ہوتے ہیں جبکہ الیکٹرانز اپنے الیکٹرک چارج کی وجہ سے نیوکلیس کے گرد گھومتے رہتے ہیں تاہم تمام الیکٹرانز منفی چارج کے حامل ہوتے ہیں ایٹم کے نیوکلیس کا مثبت چارج الیکٹرانز کو اپنی جانب کھینچتے ہیں جبکہ کے ایٹم کے باہر جتنے بھی الیکٹرانز ہوتے ہیں ان کے اندر اتنے ہی پروٹانز بھی ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ایٹم کے برقی چارج کا توازن برقرار رہتا ہے لیکن اگر پروٹان اور الیکٹرانز کا برقی چارج ایک جیسا نہ ہو تو کائنات میں موجود تمام ایٹم پروٹانز میں موجود فاضل مثبت چارج کے باعث مثبت چارج کے حامل ہوجائیں گے جس کے نتیجے میں تمام ایٹمز ایک دوسرے کو دور دھکیل دیں گے اور لمحے کے ہزارویں حصے میں تمام کائنات بکھر کر رہ جائے گی دنیا کے تمام انسان، حیوان، چرند، پرند، سورج، چاند، ستارے، سیارے، درخت، پہاڑ، سمندر، زمین اور آسمان یعنی کل اشیائے کائنات کا توازن بگڑ جائے گا اور وہ لمحہ کے ہزارویں حصے میں اس صفحہ ہستی سے مٹ جائے گی جیسے کے وہ کبھی وہاں تھی ہی نہیں۔

سائنسدانوں کے مطابق، اگر الیکٹرانز اور پروٹانز میں موجود برقی چارج کے توازن کا سوکروڑواں حصہ بھی بگاڑ کا شکار ہوا تو ایسے میں تمام کائنات اور اجزائے کائنات بری طرح سے بکھر کر رہ جائیں گے، یہاں اللہ کی صفت رَّحِيمِ تمام اشیائے کائنات کو نہایت رحمت کے ساتھ نا صرف جوڑے ہوئے ہے بلکہ اس نظام کو نہایت خوبصورتی سے چلا رہی ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ۔ ۲۳۵

ترجمہ۔میری رحمت ہر شے کو اپنے اندر سما لیتی ہے۔

رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً۔ ۲۳۶

ترجمہ۔پروردگار رحمت اور علم کے لحاظ سے ہر شے پر حاوی ہے۔

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ۔ ۲۳۷

ترجمہ۔وہ بخشنے اور محبت کرنے والا ہے۔

سزا اور جزا کے منصفانہ نظام اور عدل و انصاف کی نہایت تاکید اللہ کے نظام میں پائی جاتی ہے دوسری جانب اللہ کی قائم کردہ حدود، سزا، پرسیش، آزمائش اور موت میں بھی رحم کا عنصر پوشیدہ اور مستور ہے جس طرح والدین اور اساتذہ بچوں کی غلطیوں کو سدھارنے کے لئے ڈانٹ ڈپٹ یا سزا سے کام لیتے ہیں تاکہ بچوں میں سدھار پیدا ہو اور وہ قابل انسان بن سکیں لیکن ان سزاؤں اور ڈانٹ ڈپٹ کے پیچھے ہرگز دشمنی یا بغض وعناد کا عنصر موجود نہیں ہوتا صرف اور صرف اصلاح کی خاطر یہ تنبیہات کی جاتی ہیں بالکل اسی طرح سے اللہ نے انسان کی تخلیق نہایت محبت سے فرمائی اللہ یہ کبھی نہیں چاہتے کے انسان جتنی خوبصورت مخلوق کو داخل جہنم کر دیا جائے چنانچہ انسان کی غلطیوں اور کوتاہیوں پر سزا کے نظام کی اشد ضرورت تھی جس میں سوائے رحم کے کوئی دوسرا عنصر شامل نہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ۔ ۲۳۸

ترجمہ۔اس نے اپنے اوپر رحمت لازم کر لی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اللہ سب سے زیادہ اس سے محبت کرتا ہے جو اس کے کنبے سے محبت کرتا ہے۔ ۲۳۹

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے کسی شخص کو اس کا عمل ہرگز جنت میں داخل نہیں کرے گا صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ کو بھی نہیں؟

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھ کو بھی نہیں سوا اس کے، اللہ مجھے اپنے فضل و کرم اور رحمت سے ڈھانپ دے۔ ۲۴۰ے

ارشادات خداوندی:

قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَۃِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِیۡعًا اِنَّہٗ ہُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ۔ ۲۴۱

ترجمہ۔ اے میرے وہ بندوں جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔

ہُوَ اللّٰہُ الَّذِیۡ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۚ عٰلِمُ الۡغَیۡبِ وَ الشَّہَادَۃِ ۚ ہُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِیۡمُ ۔ ۲۴۲

ترجمہ۔ جب ہم لوگوں کو اپنی رحمت سے لطف اندوز کرواتے ہیں تو وہ اس پر اترا جاتے ہیں اور جب ان پر ان کے اپنے اعمال کی وجہ سے کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ مایوس ہوجاتے ہیں (اللہ) الرَّحۡمٰنُ اور الرَّحِیۡم ہے۔

وَ لَئِنۡ اَذَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنَّا رَحۡمَۃً ثُمَّ نَزَعۡنٰہَا مِنۡہُ ۚ اِنَّہٗ لَیَـُٔوۡسٌ کَفُوۡرٌ ۔ ۲۴۳

ترجمہ۔ کبھی ہم انسان کو اپنی رحمت سے نوازنے کے بعد پھر اس سے محروم کر دیتے ہیں تو وہ مایوس ہوجاتا ہے اور ناشکری کرنے لگ جاتا ہے۔

وَ اِذَاۤ اَذَقۡنَا النَّاسَ رَحۡمَۃً فَرِحُوۡا بِہَا ؕ وَ اِنۡ تُصِبۡہُمۡ سَیِّئَۃٌۢ بِمَا قَدَّمَتۡ اَیۡدِیۡہِمۡ اِذَا ہُمۡ یَقۡنَطُوۡنَ ۔ ۲۴۴

ترجمہ۔ جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزا چکھاتے ہیں تو وہ اس پر پھول جاتے ہیں اور جب ان پر ان کے کئے ہوئے کرتوتوں کی وجہ سے کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ یکا یک مایوس ہوجاتے ہیں۔

یہاں رحمۃ بمقابلہ سیئۃ (مایوسی) آیا ہے۔

والدین کے لئے دعا کے حوالے سے قرآن انسان کو یہ تلقین کرتا ہے!

وَ اخۡفِضۡ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَةِ وَ قُلۡ رَّبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيۡ صَغِيۡرًا ۔ ۲۴۵

ترجمہ۔ دعا کیا کرو کے ائے میرے رب! ان (والدین) پر رحم فرما جس طرح سے انھوں نے رحمت اور شفقت سے مجھے بچپن میں پالا تھا۔

سامان رحمت جو بارش کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے قرآن کریم میں اسے بھی رحمت بتایا گیا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَانۡظُرۡ اِلٰۤى اٰثٰرِ رَحۡمَتِ اللّٰهِ كَيۡفَ يُحۡىِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحۡىِ الۡمَوۡتٰى وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ۔ ۲۴۶

ترجمہ۔ دیکھو اللہ کی رحمت کے اثرات، کے مردہ پڑی ہوئی زمین کو وہ کس طرح سے زندہ کرتا ہے۔

زندگی کی وہ تمام خوشگواریاں (نعماء) بھی رحمت کہلاتی ہیں جو بغیر کسی معاوضے کے حاصل ہوں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ لَئِنۡ اَذَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنَّا رَحۡمَةً ثُمَّ نَزَعۡنٰهَا مِنۡهُ‌ۚ اِنَّهٗ لَيَـئُوۡسٌ كَفُوۡرٌ ۔ ۲۴۷

ترجمہ۔ اور اگر ہم انسان کو اپنی رحمت چکھا دیں، پھر ہم اسے اس سے چھین لیں تو وہ ناامید ناشکرا ہو جاتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں جب ایک جگہ دو یتیم بچوں کے خزآنے کو جو دیوار کے ساتھ مدفون تھا اس کو ایک وقت مررہ تک ڈھانپ دیا گیا تا کہ جب وہ بچے جوان ہوں تو انھیں یہ خزآنہ ملے چنانچہ اس انتظام کو بھی رحمت خداوندی سے تعبیر کیا گیا۔ ۲۴۸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت اسماء بنت یزیدؓ فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ کا سب سے بڑا نام یعنی اسم اعظم ان دو آیات میں ہے۔

۱۔ وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۔۲۴۹
ترجمہ۔ تمھارا خدا ایک ہی خدا ہے اس رحمن ورحیم کے سوا کوئی خدا نہیں۔
۲۔ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۔۲۵۰
ترجمہ۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ زندہ ہے اور خبر گیری کرنے والا ہے۔ ۲۵۱؎
حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ نے ۱۰۰ رحمتیں پیدا کیں ایک رحمت کو تمام مخلوق میں رکھ دی اور ۹۹ رحمتیں اپنے پاس رکھ لیں۔ ۲۵۲؎
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص اَرْحَمُ الرّٰاحِمِیْن (سب سے زیادہ رحم کرنے والے) جب کہہ کر اللہ کو پکارتا ہے تو اللہ تعالی اس کی طرف ایک فرشتہ مقرر فرماتے ہیں پس جو شخص تین مرتبہ یہ کلمہ کہتا ہے تو فرشتہ اس سے یہ کہتا ہے کے اَرْحَمُ الرّٰاحِمِیْن تیری طرف متوجہ ہے تو اب جو چاہے اس سے طلب کرلے۔ ۲۵۳؎
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا گزر ایک طرف سے ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دیکھا کے ایک شخص یا اَرْحَمُ الرّٰاحِمِیْن کہہ رہا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس شخص سے کہا، اب تو سوال کر اللہ نے تیری جانب نظر کرم فرمالی ہے۔ ۲۵۴؎
اللہ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔ ۲۵۵؎
تم مومنین کو آپس کے رحم، محبت اور ہمدردی میں ایک جسم کی طرح پاؤ گے اگر جسم کے کسی ایک عضو کو تکلیف پہنچتی ہے تو اس کی تکلیف سے سارا جسم بے خوابی اور بخار محسوس کرتا ہے۔ ۲۵۶؎
تم زمین پر رہنے والوں پر رحم کرو تم پر آسمان والا رحم کرے گا۔ ۲۵۷؎
رحم اسی شخص کے دل سے نکالا جاتا ہے جو بدبخت ہو۔ ۲۵۸؎
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے! میری امت، امت مرحومہ ہے یعنی (جس امت پر اللہ کا رحم ہو) آخرت میں (میری امت) پر کوئی عذاب نہ ہوگا اس کا عذاب دنیا میں فتنوں زلزلوں، قتل اور بلاؤں کی صورت میں ہے۔ ۲۵۹؎
قرآن کریم میں اسمُ الرَّحِیْمُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے بھی استعمال ہوا ہے کیونکہ الرَّحْمٰن کا

اطلاق صرف اللہ پر جبکہ الرَّحِیۡم کا اطلاق اللہ کے سوا غیر اللہ پر بھی ہو سکتا ہے۔
الرَّحِیۡم کے معنی جو بہت رحم کرتا ہو۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ عَزِیۡزٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ ۔۲۶۰

ترجمہ۔ بلاشبہ تمہارے پاس رسول آیا ہے، جو تم میں سے ہے، تمہیں جو تکلیف پہنچے وہ اس کے لئے نہایت گراں ہے وہ تمہارے نفع کے لئے حریص ہے، مومنین کے ساتھ بڑی شفقت اور مہربانی کا برتاو کرنے والا ہے۔

اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ۔۲۶۱

ترجمہ۔ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

فاسق اور فاجر:

فاسق اور فاجر ایسے لوگوں کو کہا جاتا ہے جو دین اسلام سے خارج اور بدکردار ہوتے ہیں۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَلَمۡ یَاۡنِ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ تَخۡشَعَ قُلُوۡبُہُمۡ لِذِکۡرِ اللّٰہِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الۡحَقِّ وَلَا یَکُوۡنُوۡا کَالَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ مِنۡ قَبۡلُ فَطَالَ عَلَیۡہِمُ الۡاَمَدُ فَقَسَتۡ قُلُوۡبُہُمۡ وَکَثِیۡرٌ مِّنۡہُمۡ فٰسِقُوۡنَ ۔۲۶۲

ترجمہ۔ کیا ایمان والوں کے لیے اس کا وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر کے لیے اور جو دین حق نازل ہوا ہے اس کے سامنے جھک جائیں اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں اس سے پہلے کتاب دی گئی پھر ان پر زمانہ دراز گزر گیا سو ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں سے بہت سے فاسق تھے۔

فاسق۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ف۔س۔ق) سے مشتق ہے۔
فسق۔ کا مطلب دائرہ حق سے باہر نکل جانا۔

قانون خداوندی سے باہر نکلنے والے شخص کو فاسق کہا جاتا ہے۔ ۲۶۳؎

تاہم قرآن کریم میں ظالمین کو بھی فاسقین کہا گیا ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِىْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۔۲۶۴

ترجمہ۔ سو بدل دیا ان لوگوں نے جنہوں نے ظلم کیا بات کو اس بات کے علاوہ جو ان سے کہی گئی تھی سو ہم نے نازل کر دیا ان لوگوں پر آسمان سے عذاب جنہوں نے ظلم کیا، اس وجہ سے کہ وہ فاسقین (نافرمانی) کرتے تھے۔

فاسق و فاجر۔ سے مراد حق سے ہٹ جانے والے لوگ۔

فجور۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ف۔ ج۔ ر) سے مشتق ہے۔ ۲۶۵؎

الفجر۔ کے اصل معانی پھاڑنے اور شق کرنے کے ہیں۔

فجر راکب فجورا۔ سے مراد سوار اپنی زین سے ایک طرف ہٹ گیا۔

فجر عن الحق۔ سے مراد وہ حق سے ہٹ گیا۔

بہت مالدار انسان کو بھی فاجر کہا جاتا ہے۔

فجار۔ کی ضد متقین ہے۔

فجور۔ سے مراد منتشر یا Disintegration۔

فاجیر۔ سے مراد خدا کی راہ سے ہٹا ہوا۔ ۲۶۶؎

ارشادات خداوندی:

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰىهَا ۔۲۶۷

ترجمہ۔ پھر اس (نفس) کو اس کے برے کام اور ان سے بچنے کا طریقہ سمجھا دیا۔

اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ۔۲۶۸

ترجمہ۔ کیا ہم ایمان والوں کو جنہوں نے نیک اعمال کیے ہیں زمین میں فساد کرنے والوں کی مثل بنا دیں گے؟ یا ہم پرہیز گاروں کو بدکاروں کی مثل بنا دیں گے؟۔ ۲۶۸؎

اِنَّكَ اِنۡ تَذَرۡهُمۡ يُضِلُّوۡا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوۡۤا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ۔۲۶۹

ترجمہ۔بے شک اگر تو نے انہیں چھوڑا تو یہ تیرے بندوں کو گم راہ کریں گے اور ان سے صرف بدکار کافر پیدا ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

فَاَلۡهَمَهَا فُجُوۡرَهَا وَ تَقۡوٰىهَا ۔۲۷۰

ترجمہ۔پھر اس (نفس) کو اس کے برے کام اور ان سے بچنے کا طریقہ سمجھا دیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا! اللہ تعالیٰ نے مومن متقی کے دل میں اس کا تقویٰ ڈال دیا اور فاجر کے دل میں اس کا فجور ڈال دیا۔۲۷۱

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔

فَاَلۡهَمَهَا فُجُوۡرَهَا وَ تَقۡوٰىهَا ۔تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا کی!

اللھم ات نفسی تقواھا و زکھا انت خیر من زکاھا انت ولیھا و مولاھا۔

ترجمہ۔اے اللہ! میرے نفس کو اس کا تقویٰ عطاء فرما اور اس کو پاک کردے، تو سب سے عمدہ پاک کرنے والا ہے، تو اس کا ولی اور اس کا مولا ہے۔۲۷۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیا میں تمھیں جہنمی لوگوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہر سخت مزاج، بداخلاق اور متکبر جہنمی ہے۔۲۷۳

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مومن بھولا بھالا اور شریف ہوتا ہے اور فاجر فسادی اور کمینہ ہوتا ہے۔۲۷۴

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا! لوگو پر ایسا وقت آنے والا ہے جب صرف بدترین و مکار دشمن ہی مقرب ہوگا اور فاجر کو ہی قابل عزت سمجھا جائے گا، اس وقت منصف اور انصاف پسند لوگوں کو کمزور کردیا جائے گا، اس وقت صدقہ کو نقصان اور گھاٹا سمجھا جائے گا، رشتے داروں سے میل جول

کو ان پر احسان سمجھا جائے گا، عبادات کو لوگوں پر فخر اور بڑائی کا ذریعہ سمجھا جائے گا، ایسے زمانے میں حکومت کا دارومدار عورتوں کے مشوروں، بچوں کی فرمان روائی اور خواجہ سراؤں کی تدبیر ورائے پر ہوگا۔ بدکردار سے کبھی دوستی نہ کرو کیونکہ وہ تمھیں کوڑیوں کے مول بیچ ڈالے گا۔ گناہ گار اور فاجر کے ساتھ دوستی نا کرو کیونکہ وہ چاہے گا کے تم بھی اسی جیسے ہو جاؤ۔

جھوٹ انسان کو بدکرداری کی طرف لے جاتا ہے اور بدکرداری انسان کو جہنم میں پہنچا دیتی ہے۔ نیک انسانوں کی موت ان کے لئے راحت وآسائش ہے جبکہ فاسق وفاجر اور بدکرداروں کی موت پوری دنیا کے لئے راحت وآسائش ہوتی ہے۔ فسق وفجور کے برملا اظہار سے بچو کیونکہ یہ بدترین گناہوں میں سے ایک گناہ ہے۔

بلاشبہ ہر بدکار اور خبیث شخص فاجر ہے۔ تم فاسق اور فاجر سے جتنا دور رہ سکتے ہو دور رہو۔

گناہوں پر فخر کرنے سے بڑا کوئی گناہ نہیں۔

بدکاروں سے الگ رہنے میں ہی عافیت اور بھلائی ہے۔ ۲۷۵ے

دنیا وآخرت کی ساری برائی دو ہی چیزوں میں ہے۔ ا۔ ناداری۔ ۲۔ بدکاری۔

جھوٹ انسان کو بدکرداری کی طرف لے جاتا ہے اور بدکرداری انسان کو جہنم میں پہنچا دیتی ہے۔

جو فاجروں سے امید لگاتا ہے اس کی سب سے کم سزا محرومی ہوگی۔

جس کی گفتگو نرم ہوتی ہے اس کی برائیاں مخفی رہتی ہیں مگر اس کی نیکیاں سب کو معلوم ہوتی ہیں جو کسی بری بات کو کہنے کے بعد دہراتا ہے وہ اس کو کہنے والے کی طرح ہوتا ہے اور گالی سے دور رہو کیونکہ یہ اللہ کو سخت ناپسند ہے۔ سب سے زیادہ احمق و نادان ہی وہ ہے جس گالی اور بدکلامی پر فخر کرے۔

اہم نکتہ:

فسق وفجور سے مراد حق سے ہٹے ہوئے لوگ ہیں جو حقیقت کو ماننے کے انکاری ہیں دوسری جانب وہ شیاطین کے پیروکار ہیں، شیطان انھیں گناہ کے کاموں میں جاذبیت پیدا کر کے دکھاتا ہے چنانچہ وہ شیاطین کے پجاری بن جاتے ہیں اور اپنی تمام تر طاقت، توانائی اور کوشش کو

برائی اور گناہ کے کاموں میں سرف کرتے ہیں۔
ایسے افراد باطنی طور پر نہایت کمزور، مایوس، لالچی، موقع پرست، ہٹ دھرم اور اپنے نفس کے غلام ہوتے ہیں، ان کی یہی عادات انھیں دین و دنیا میں ذلیل و رسوا کر کے چھوڑتی ہیں۔
خیالات کی کثافت اور آلودگی انسان کو بے چین اور بے قرار رکھتی ہے اور ایسا انسان اپنے برے نظریات اور خیالات کی وجہ سے ہمیشہ ذہنی، دماغی، جسمانی اور نفسیاتی بیماریوں اور اذیتوں کا شکار رہتا ہے۔

صدقات:

صدقات کی اہمیت پر قرآن کریم میں کئی مقامات پر کلام کیا گیا ہے۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

إِنَّ الْمُصَّدِّقِينَ وَ الْمُصَّدِّقٰتِ وَ أَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ أَجْرٌ كَرِيمٌ۔[۲۷۶]

ترجمہ۔ بے شک صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ کو قرض حسن دیا۔ ان کے لیے اس کو بڑھا دیا جائے گا ان کے لیے اجر کریم ہے۔
صدقہ۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ص۔ د۔ ق) سے مشتق ہے۔[۲۷۷]
الصدقہ۔ سے مراد راہ خدا میں دیا جانے والا وہ سچا اور کھرا مال و اسباب جو کے خالصتاً اللہ کی خوشنودی کے لئے دیا گیا ہو۔[۲۷۸]
صدقہ۔ ہر اس مال کو کہتے ہیں جو اللہ کی راہ میں دیا جائے۔[۲۷۹]
صدقہ۔ مال کا وہ سچا حصہ جو راہ خدا میں اللہ کی خوشنودی کے لئے خرچ کیا جاتا ہے۔
اسلامی فلاحی مملکت میں انسان کی ضرورت سے جو چیز بھی زیادہ ہے اس پر اب دوسروں کا حق شروع ہو جاتا ہے کیونکہ اسلام انسانیت کی فلاح و بہبود کو بے حد پسند کرتا ہے۔
صدق۔ کا متضاد کذب ہے۔
جب انسان کے دل اور زبان میں ہم آہنگی نہ ہو تو اس کو کذب کہتے ہیں۔

صدق۔ زبان وقلب کی ہم آہنگی صدق کہلاتی ہے۔

صادق۔ کے معنی سچ اور حق بات کہنے والا۔

صدق کے بنیادی معنی قوت کے ہیں کیونکہ سچ میں فی نفسہ قوت ہوتی ہے۔۲۸۰

صدق ٹھوس اور مضبوط چیز کو کہتے ہیں۔

صدق۔ کے ایک معانی دل وزبان کی ہم آہنگی۔

شیئٍ صدق۔ سے مراد ٹھوس اور سخت چیز کے ہیں۔

رمح صدق۔ سے مراد مضبوط نیزہ کے ہیں۔

الصدیق۔ دوست کو کہتے ہیں۔

الصدیق۔ سے مراد بہت سچ بولنے والا ایسا شخص جس نے کبھی جھوٹ نہ بولا ہو۔

الصدیق۔ سے مراد ایسا انسان جو کے اپنے قول واعتقاد میں سچا ہو جبکہ اس کی سچائی اس کے عمل سے بھی ظاہر ہو۔

ارشادات خداوندی:

اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ بِالَّیۡلِ وَ النَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً فَلَهُمۡ اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ۚ وَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَلَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ۔۲۸۱

ترجمہ۔ وہ لوگ جو اپنا مال رات اور دن، پوشیدہ اور ظاہر اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کا صلہ تو ان کے پروردگار کے پاس ہے ان کو قیامت کے دن نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی کوئی غم ہوگا۔

وَ لَا یَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ یَبۡخَلُوۡنَ بِمَاۤ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ هُوَ خَیۡرًا لَّهُمۡ بَلۡ هُوَ شَرٌّ لَّهُمۡ سَیُطَوَّقُوۡنَ مَا بَخِلُوۡا بِهٖ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ۔۲۸۲

ترجمہ۔ جو لوگ ان چیزوں کو خرچ کرنے میں بخل کرتے ہیں جو ان کو اللہ نے اپنے فضل سے عطا فرمائی ہے وہ ہرگز یہ گمان نہ کریں کے یہ بخل ان کے حق میں بہتر ہے بلکہ وہ ان کے حق میں بہت برا ہے وہ مال قیامت کے دن ان کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا۔

اِنۡ تُقۡرِضُوا اللّٰهَ قَرۡضًا حَسَنًا یُّضٰعِفۡهُ لَكُمۡ وَ یَغۡفِرۡ لَكُمۡ ؕ وَ اللّٰهُ

شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ۔۲۸۳

ترجمہ۔اگر تم اللہ کو قرض حسنہ دو تو وہ تم کو کئی گنا بڑھا کر دے گا اور تمھارے گناہ بھی معاف فرمادے گا، اللہ قدردان ہے بردبار ہے۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۙ الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّ عَدَّدَهٗ ۙ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ ۚ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۖ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ؕ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۙ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ؕ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۙ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۔۲۸۴

ترجمہ۔ ہر طعنہ دینے والے اور غیبت کرنے والے کے لئے تباہی ہے جس نے مال جمع کیا اور اس کو گن گن کر رکھا وہ گمان کرتا ہے کے وہ مال اس کو ہمیشہ زندہ رکھے گا ہرگز نہیں، وہ چورا چورا کرنے والی میں ضرور پھینک دیا جائے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا جانیں کے چورا چورا کرنے والی کیا ہے؟ وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے جو دلوں پر چڑھ جائے گی بے شک وہ ان پر ہر طرف سے بند کی گئی ہوگی بھڑکتے ہوئے شعلوں کے ستونوں میں۔

وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ۔۲۸۵

ترجمہ۔نماز پڑھتے رہو اور زکوۃ ادا کرتے رہو اور اللہ کو اچھا قرض دو۔

وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۔۲۸۶

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سائل کو مت جھڑکیں۔

وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَ اِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَاۤ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ۔۲۸۷

ترجمہ۔ان میں سے بعض وہ ہیں جو صدقات کی تقسیم میں آپ پر اعتراض کرتے ہیں اگر ان کو ان صدقات سے دے دیا جائے تو وہ راضی ہو جاتے ہیں اور اگر ان کو ان صدقات سے نہ دیا جائے تو وہ ناراض ہو جاتے ہیں۔

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَ الْمُؤَلَّفَةِ

قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۔۲۸۸

ترجمہ۔صدقات (زکوٰۃ) کے مصارف صرف فقراء اور مساکین ہیں اور زکوٰۃ کی وصولیابی پر مامور لوگ اور جن کے دلوں کو اسلام کی طرف راغب کرنا مقصود ہو اور جن غلاموں کو آزاد کرنا ہو، اور مقروض لوگ اور اللہ کی راہ میں اور مسافرین، یہ اللہ کی جانب سے ایک فریضہ ہے اور اللہ بہت علم والا بے حد حکمت والا ہے۔

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۔۲۸۹

ترجمہ۔بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور اطاعت شعار مرد اور اور اطاعت شعار عورتیں اور صادق مرد اور صادق عورتیں اور صابر مرد اور صابر عورتیں اور متواضع مرد اور متوضع عورتیں اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور روزہ رکھنے دار مرد اور روزہ دار عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کا بہ کثرت ذکر کرنے والے مرد اور بہ کثرت ذکر کرنے والی عورتیں اللہ ان سب کے لیے مغفرت اور اجر عظیم تیار رکھا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب کوئی شخص صدقہ کرتا ہے تو وہ (ستر) شیاطین کے جبڑے کو توڑتا ہے۔۲۹۰ے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! فقیر کی ہتھیلی پر آنے سے پہلے صدقہ الرّحمٰن کے ہاتھ میں آتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! زکوۃ سے اپنے اموال کی

حفاظت کرو اور صدقات سے اپنے بیماروں کی دوا کرو اور مصائب کے لئے دعا کو تیار رکھو۔۲۹۱؎

عطار بن یسارؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کسی غنی کے لئے صدقہ لینا جائز نہیں مگر پانچ کے لئے۔ ۱۔ جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا ہو۔ ۲۔ یا وہ صدقہ جس کو وصول کرنے والا عامل ہو۔ ۳۔ یا مقروض ہو۔ ۴۔ یا جس نے صدقہ کو اپنے مال سے خرید لیا ہو۔ ۵۔ یا جس شخص کا کوئی مسکین پڑوسی ہو اور اس پر کوئی چیز صدقہ کی گئی ہو اور وہ مسکین غنی کو وہ چیز ہدیہ کردے۔ ۲۹۲؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص بھی کسی پاک چیز کو صدقہ کرتا ہے اور اللہ کسی پاک چیز کے سوا کسی اور چیز کو قبول نہیں کرتا تو الرَّحمٰن اس کو اپنے ہاتھوں میں لے لیتا ہے خواہ وہ ایک کھجور ہی کیوں نہ ہو پھر وہ کھجور الرَّحمٰن کے ہاتھ میں بڑھتی رہتی ہے حتیٰ کے وہ پہاڑ سے بھی زیادہ بڑی ہو جاتی ہے جیسا کے تم میں سے کوئی شخص اپنے گھوڑے یا اس کے بچھڑے کو بڑھاتا رہتا ہے۔ ۲۹۳؎

ترمذی کی ایک دوسری روایت میں ہے کے ایک لقمہ بھی پہاڑ جتنا ہو جاتا ہے اور اس کی تصدیق اللہ کی کتاب میں ہے۔ وہی بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور صدقات کو لیتا ہے۔ ۲۹۴؎

اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا رہتا ہے۔ ۲۹۵؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کون سا صدقہ سب سے زیادہ افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تنگ دست کی کمائی اور فرمایا کے اپنے عیال سے ابتدا کرو۔ ۲۹۶؎

حضرت اسماء بنت ابو بکرؓ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا! تم اپنی تھیلی کا منہ بند نہ کرنا ورنہ اللہ تعالی بھی اپنے خزانے کا منہ تم پر بند کردے گا تم جس قدر بھی خرچ کر سکتی ہو خرچ کیا کرو، ۲۹۷؎

حضرت عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! صدقہ، صدقہ دینے والوں کی قبروں سے گرمی کو دور کرتا ہے اور مسلمان قیامت کے دن صرف اپنے صدقے کے سایے میں

ہوگا۔۲۹۸؎

حضرت عمرو بن عوفؓ بیان کرتے ہیں، مسلمان کا صدقہ عمر میں زیادتی کرتا ہے، بری موت کو دور کرتا ہے اور اللہ اس کی وجہ سے تکبر اور فخر کو دور کرتا ہے۔۲۹۹؎

حبان بن ابی جمیلہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو صدقہ سب سے زیادہ سرعت کے ساتھ آسمان پر چڑھتا ہے وہ یہ ہے کے انسان بہت عمدہ کھانا تیار کرے اور پھر اپنے مسلمان بھائیوں کو کھلائے۔۳۰۰؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا! اسلام کے کون سے حکم پر عمل کرنا سب سے زیادہ افضل ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تم جس شخص کو پہچانتے ہو یا نہ پہچانتے ہو اس کو کھانا کھلاؤ اور سلام کرو۔۳۰۱؎

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جب تمھارے گناہ زیادہ ہوں پانی کے گھاٹ پر لوگوں کا پانی پلاؤ تمھارے گناہ اس طرح سے جھڑ جائیں گے جس طرح سے تیز آندھی سے درخت کے پتے گرتے ہیں۔۳۰۲؎

حضرت سعد بن عبادہؓ بیان کرتے ہیں، انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سعد کی والدہ فوت ہوگئیں کس چیز کا صدقہ کرنا افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! پانی کا، تو حضرت سعدؓ نے پانی کا کنواں کھدوایا اور کہا یہ سعدؓ کی ماں کے لئے ہے۔۳۰۳؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس جگہ پانی دستیاب ہو اور وہاں کسی شخص نے کسی مسلمان کو ایک گھونٹ پانی پلایا تو گویا اس نے ایک غلام آزاد کر دیا اور جس جگہ پانی دستیاب نہ ہو اور وہاں کسی شخص نے کسی مسلمان کو پانی پلایا تو گویا اس نے اس مسلمان کو زندہ کی۔۳۰۴؎

صدقہ (پانی کا صدقہ):

اللہ کی راہ میں اپنی وخرچ کرنے کی اہمیت اور اجر وثواب بہت زیادہ ہے اللہ تعالی کی نعمتوں میں سب سے عظیم نعمت پانی ہے کیونکہ دوزخ کے عذاب میں گرفتار کافر سب سے پہلے پانی کا سوال

کریں گے یہی وجہ ہے کے اللہ کی راہ میں سب سے زیادہ ثواب پانی خرچ کرنے کا ہے۔حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سب سے افضل صدقہ پانی کا ہے کیا تم نے نہیں سنا کے جب اہل دوزخ، اہل جنت سے فریاد کریں گے تو وہ یہ کہیں گے کے ہم پر پانی انڈیل دو یا کچھ اس رزق میں سے دے دو جو اللہ نے تم کو دیا ہے۔ ۳۰۵ے

امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں، حضرت سعدؓ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا کس چیز کا صدقہ کرنا آپ کو زیادہ پسند ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! پانی کا۔ ۳۰۶ے

مرشد بن عیاض بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا مجھے وہ عمل بتائے جو مجھے جنت میں داخل کر دے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا! تیرے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟ اس نے کہا! نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص سے کئی بار یہ سوال دہرایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم پانی پلاؤ اس نے کہا کے میں کیسے پانی پلاؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب لوگوں کے پاس پانی نہ ہو تو تم ان کو پانی لا کر دو۔ ۳۰۷ے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے دودھ کا عطیہ دیا، چاندی قرض دی یا کسی کو راستہ بتایا اسے غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔ ۳۰۸ے

صدقہ اور خیرات کی فضیلت:

حضرت انس بن مالؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر کوئی مسلمان کسی درخت کا پودا لگاتا ہے اور اس درخت سے کوئی انسان یا جانور کھاتا ہے تو لگانے والے والے کے لئے وہ صدقہ ہوتا ہے۔ ۳۰۹ے

حضرت اسماؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! خیرات کو مت روکو ورنہ تمھارا رزق بھی روک لیا جائے گا۔ ۳۱۰ے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا:

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا فرماتے تھے! اے اللہ! میرا حشر مساکین کے ساتھ فرما کیونکہ (مساکین دولت مندوں سے ۴۰ برس قبل داخل جنت کر دئے جائیں گے)۔۳۱۱؎

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کیا کرتے! اے اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ اور مسکینی کی ہی حالت میں دنیا سے اٹھا اور مساکین کے ساتھ ہی میرا حشر فرما۔ ۳۱۲؎

حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب نے فرمایا! جب حد درجہ تنگ دست ہو جاؤ تو اللہ سے صدقات کے ذریعے تجارت کرو۔ نزول رزق کو صدقات کے ذریعے طلب کرو۔ دولت کی برکت صدقات میں ہے۔ صدقہ نجات دینے والی دوا ہے اور آخرت میں آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے بجز تین چیزوں کے۔

۱۔ صدقہ جاریہ۔ ۲۔ علم۔ ۳۔ صالح اولاد۔

چار چیزیں انسان کو جنت کی طرف لے جاتی ہیں۔ ۱۔ اپنی مصیبت کو چھپانا۔ ۲۔ پوشیدہ صدقہ۔ ۳۔ والدین کے ساتھ نیکی۔ ۴۔ بکثرت لا الہ الا اللہ کا ورد۔

تین چیزیں رضائے الہی کا سبب ہیں۔ ۱۔ کثرت استغفار۔ ۲۔ انکساری۔ ۳۔ کثرت صدقہ۔

صدقات بہترین ذخائر ہیں۔ خفیہ صدقہ بہترین نیکی ہے۔

صدقات انسان کو برے مقامات سے بچاتا ہے۔

صدقے کے ذریعے موت کے معین وقت کو بڑھایا جاسکتا ہے۔ اپنے ایمان کو صدقات کے ذریعے محفوظ کرو۔

خفیہ صدقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ صدقات بلاؤں اور سزاؤں کو دور کرتا ہے۔

اعلانیہ صدقہ بری موت کو ٹال دیتا ہے۔ ۳۱۳؎
حضرت امام جعفر صادقؑ کا قول ہے ! جب تمھارا کوئی رشتہ دار محتاج ہو تو پھر صدقہ باہر نہ دو۔ ۳۱۴؎

اہم نکتہ:

صدقہ، صدق سے مشتق ہے جس کے معنی مال کا وہ سچا حصہ جو انسان اللہ کی خوشنودی کی خاطر اللہ کے بندوں اور اس کی مخلوقات پر خرچ کرے، صدقہ سے مراد بھلائی اور نیکی کے کام۔
یہ صدقات مال و دولت کی صورت میں بھی ہو سکتے ہیں، کسی عمدہ عمل کو بھی کہا جا سکتا ہے جیسے کنواں کھدوانا، راستے سے کسی تکلیف دہ چیز کو دور کرنا، عمدہ مشورہ یا مسکراتے چہرے کے ساتھ لوگوں سے ملنا وغیرہ۔
اسلام ہر مسلمان کو نیک عمل کی تاکید فرماتا ہے تا کہ معاشرے میں مثبت توانائی کا پھیلاؤ ہوتا رہے، نیکی کے ہر چھوٹے بڑے عمل سے افراد اور معاشرے میں آسودگی، طمانیت اور خوشی کی لہریں دور کرتی ہیں، دوسری جانب ایسے تمام افراد ہر طرح کے ضمیر کے بوجھ سے آزاد خوش اور مطمین ہوتے ہیں کیونکہ وہ یہ نیک اعمال اللہ کی خوشنودی اور اس کی رضا کے لئے انجام دیتے ہیں۔

بخل/کنجوسی:

بخل یا کنجوسی اسلام میں سخت ناپسندیدہ عمل ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِلَّذِیۡنَ یَبۡخَلُوۡنَ وَ یَاۡمُرُوۡنَ النَّاسَ بِالۡبُخۡلِ وَ مَنۡ یَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الۡغَنِیُّ الۡحَمِیۡدُ۔ ۳۱۵

ترجمہ۔ جو ایسے ہیں کہ خود بھی بخل کرتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی بخل کا حکم دیتے ہیں اور جو شخص اعتراض کرے گا تو اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے سزاوار حمد ہے۔
بخل۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ب۔خ۔ل) سے مشتق ہے۔ ۳۱۶؎

البخل۔ سے مراد اپنی حاصل شدہ چیزوں کو ان مواقع پر خرچ کرنے سے روکنا جہاں ان کو خرچ کرنے کی ضرورت ہو۔

بخل۔ کی دو اقسام ہیں۔ ۱۔ انسان اپنی چیزوں کو خرچ کرنے سے گریز کرے۔

۲۔ انسان دوسروں کو خرچ کرتے ہوئے دیکھ نا سکے۔ ۳۱۷

بخل۔ سے مراد اشیاء کو روک لینا۔ ۳۱۸

ارشادات خداوندی:

اَلَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ۔ ۳۱۹

ترجمہ۔ جو لوگ خود بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو (بھی) بخل کا حکم دیتے ہیں اور اللہ نے ان کو کچھ اپنے فضل سے دیا ہے اس کو چھپاتے ہیں اور ہم نے کافروں کے لئے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۔ ۳۲۰

ترجمہ۔ جس نے بخل کیا اور اللہ سے بے پروا رہا۔

هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ۔ ۳۲۱

ترجمہ۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرو، پس تم میں سے بعض بخل کرتے ہیں اور جو بخل کرتا ہے تو وہ صرف اپنی جان سے ہی بخل کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

امیر المومنین حضرت علیؑ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ پھر بھی مجھ پر درود نا بھیجے۔ ۳۲۲

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آدمی میں پائی جانے والی سب سے بری چیز انتہاء کو پہنچی ہوئی بخیلی اور سخت بزدلی ہے۔ ۳۲۳

حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا! خیرات کو مت روکو ورنہ تمھارا رزق بھی روک لیا جائے گا۔ ۳۲۴؎

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں، کبھی ایسا نہیں ہوا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے کوئی چیز مانگی ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے وہ دینے سے انکار کیا ہو۔ ۳۲۵؎

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہر روز جب بندہ صبح اٹھتا ہے تو دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں ایک فرشتہ کہتا ہے اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا بدلہ دے اور دوسرا فرشتہ کہتا ہے اے اللہ! جو شخص صدقات واجبہ کو روکے اس کے مال کو تلف کردے۔ ۳۲۶؎

امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! کنجوسی تمام تر عیوب کی جامع ہے، یہ ایک ایسی برائی ہے جو تمام برائیوں کی جانب آدمی کی رہنمائی کرتی ہے۔

مجھے کنجوس کو دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کیونکہ اس کی جانب ایسی فقیری نہایت سرعت اور تیزی سے بڑھتی جس سے وہ بھاگتا ہے۔ تونگری اس کے ہاتھ سے چلی جاتی ہے جس کو وہ بہت چاہتا ہے اور وہ دنیا میں فقیری کی طرح زندگی بسر کرتا ہے لیکن آخرت میں اس کا محاسبہ مالداروں کی طرح کیا جائے گا۔ اے بیٹا! کنجوس کی دوستی سے بچو کیونہ وہ تمھاری شدید حاجت کے وقت میں تم سے الگ ہوجائے گا۔

مردوں کے کچھ خصائل جوان کے لئے نہایت نقصان دہ ہیں لیکن وہی خصائل عورتوں کے لئے بہتر ہیں جس میں تکبر، بخل اور بزدلی شامل ہے۔

۱۔ متکبر عورت جلدی غیر کے قابو میں نہیں آئے گی۔ ۲۔ بخیل عورت اپنے شوہر کے مال کی حفاظت کرے گی۔ ۳۔ بزدل عورت ہر اس نقصان دہ چیز سے بھاگے گی جس سے اس کی آبرو کو کوئی خطرہ لاحق ہو۔ بہت زیادہ بیماریاں بخل کی علامت ہیں۔

کنجوس اپنا مال اپنے وارثوں کے لئے جمع کرتا ہے۔ کنجوسی باعث ملامت ہے۔

بخیل کو یہ خبر دے دو کے اس کا مال کسی حادثے یا اس کے مرنے کے بعد وارثوں کے حوالے ہوجائے گا۔بخل وحرص کے ساتھ کوئی نیکی نہیں۔کنجوس اور لالچی شخص کبھی وسیع القلب نہیں ہوسکتا چاہے وہ ڈھیر ساری دولت ہی کیوں نا پالے۔

کنجوس کے پاس دولت کا جمع ہونا دوطرح کے قحط میں سے ایک طرح کا قحط ہے۔

کنجوس کا وہی دوست ہوسکتا ہے جس نے اس کا تجربہ نا کیا ہو۔

کنجوس کا کسی سخی انسان پر غیظ وغضب اس کی کنجوسی سے زیادہ تعجب خیز ہے۔

اپنے مشوروں میں بخیل اور کنجوس کو ہرگز شامل نا کرو کیونکہ وہ تم سے فضیلت کو الگ کر کے فقر کو قریب کردے گا۔بخیل کے لئے کوئی مروت نہیں۔کنجوسی نا کرو ورنہ تم فقیر ہوجاؤ گے۔اشراف کے ساتھ کنجوسی کتنا بدترین بخل ہے۔

اپنے پاس موجود اشیاء کے مقابلے میں جس نے کسی محتاج کے ساتھ کنجوسی کی اس پر اللہ غضبناک ہوتا ہے۔جس نے خود اپنے آپ سے کنجوسی برتی وہ دوسروں کے ساتھ اس سے کہیں زیادہ کنجوسی برتے گا۔

اگر تم بخل کو کسی آدمی کے روپ میں دیکھتے تو اس کی مکروہ شکل دیکھ کر ہر انسان اپنی آنکھ کو بند کرلیتا اور ہر دل اس سے نفرت کرتا۔کنجوس اور حریص کا کوئی دوست نہیں۔

آسائشات کے زوال کا ایک سبب محتاج کو کچھ نا دینا ہے۔

کنجوس اپنی دولت میں سے اپنے لئے بھی بہت کنجوسی کرتا ہے لین اپنی دولت کو اپنے وارثوں کے سپرد کر کے جاتا ہے۔بخل کی کثرت انسان کی مردانگی اور اخوت کو تباہ کر دیتی ہے۔

دو خصائل مومن میں جمع نہیں ہوسکتے۔ا۔بد اخلاقی۔۲۔بخل۔

بدترین بخل مستحق کو دولت نا دینا ہے۔

مخلوقات میں اللہ تعالی سے سب سے زیادہ دور مال دار کنجوس ہوتا ہے۔

کنجوس کو دنیا میں مذمت جبکہ آخرت میں عذاب اور ملامت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

کنجوس بہت جلد فقر میں مبتلا ہوجاتا ہے۔۳۲۷؎

اہم نکتہ:

امیر المومنین حضرت علیؑ فرماتے ہیں کے بہت ساری بیماریوں کی اصل وجہ بخل یعنی کنجوسی ہے، امیر المومنینؑ کا اشارہ جسمانی، روحانی، ذہنی اور نفسیاتی بیماریوں کی جانب ہے۔

اسلام نے ایک نہایت سادہ سا اصول بیان فرمایا ہے کے جو چیز تمھاری ضرورت سے زائد ہے اس پر اب غریبوں اور ضرورت مندوں کا حق ہے۔ کنجوس شخص اللہ کا ناشکرا اور اللہ کی نعمتوں کا بے قدرا ہوتا ہے دوسری جانب وہ معاشرے میں کئی جرائم کا بھی ایک سبب بنتا ہے جس طرح سے کسی جگہ پر اگر پانی کھڑا ہو جائے تو وہ بدبو، تعفن اور کئی امراض کا سبب بنتا ہے بالکل اسی طرح سے اگر کسی جگہ روپیہ پیسہ جمع کر لیا جائے اور اس کی حرکت کو روک دیا جائے تو وہ بھی کئی اخلاقی بیماریوں کی وجہ بن سکتا ہے جیسے کنجوس انسان جب حق داروں پر خرچ نہیں کرے گا تو خاندان اور گھر میں موجود افراد خانہ میں ایک اضطرابی کیفیت پیدا ہو گی، لوگ ایسے شخص سے بدظن ہونے کے بعد نفرت کرنے لگیں گے والدین، بیوی، بچے اور دیگر رشتے دار جن کا حق ہے کے ان کی ضروریات پوری کی جائیں وہ کنجوس شخص کے ظلم اور اس کے رویے سے بے چینی اور شدید گھٹن محسوس کرتے ہیں یہی نہیں بلکہ اکثر یہی افراد خانہ یا رشتے دار اس کنجوس شخص سے روپیہ ہتھیانے کے لئے اس کو قتل، اغوا یا پھر جائیداد کے کاغذات پر کسی بہانے سے دستخط بھی کروا لیتے ہیں بسا اوقات گھر کا بھیدی ہی لنکا ڈھا دیتا ہے اور اپنے ہی گھر کی مخبری کرتے ہوئے چوری یا ڈکیتی بھی کروا دیتا ہے۔

قابل غور امر یہ ہے کے جس مشکل سے وہ پائی پائی جوڑ کر اپنے خزآنے میں اضافہ کرتا ہے اور اپنی اور اہل خانہ کی ضروریات سے پہلو تہی کرتا ہے مرنے کے بعد یہی مال انھی رشتے داروں اور ورثاء کے پاس چلا جاتا ہے۔

الْحَدِيْدَ /لوہے/آئرن کے فوائد:

اللہ تعالی نے لوہے میں بے شمار فوائد چھپا رکھے ہیں، جن کا ادراک اور احساس بشر انسانی کی سوچ سے بھی زائد ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اَنۡزَلۡنَا الۡحَدِیۡدَ فِیۡهِ بَاۡسٌ شَدِیۡدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ لِیَعۡلَمَ اللّٰهُ مَنۡ یَّنۡصُرُهٗ وَ رُسُلَهٗ بِالۡغَیۡبِ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیۡزٌ ۔۳۲۸

ترجمہ۔ہم نے لوہے کو اتارا جس میں شدید منافع ہے لوگوں کے لیے، اور اس میں طرح طرح کے فائدہ ہیں، تا کہ اللہ تعالیٰ جان لے کے بغیر دیکھے اس کی اور اس کے رسولوں کی کون مدد کرتا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ قوی اور زبردست ہے۔

الۡحَدِیۡدَ ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ح۔د۔د) سے مشتق ہے۔

الۡحَدِیۡدَ ۔کے معنی لاہے کے ہیں۔

الۡحَدِ۔کے اصل معنی کسی چیز کو روکنے کے ہیں۔

الۡحَدِیۡدَ ۔کی جمع حداد ہے، جس کے معنی تیز زبان کے ہیں۔۳۲۹

تاہم نگاہ کی تیزی کے حوالے سے بھی ارشاد خداوندی ہے!

لَقَدۡ كُنۡتَ فِیۡ غَفۡلَةٍ مِّنۡ هٰذَا فَكَشَفۡنَا عَنۡكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الۡیَوۡمَ حَدِیۡدٌ ۔۳۳۰

ترجمہ۔واقعی بات یہ ہے کہ تو اس کی طرف سے غفلت میں تھا، سو ہم نے تجھ سے تیرا پردہ ہٹا دیا سو آج تیری نگاہ تیز ہے۔

یعنی روز قیامت انسان اپنے اعمال اور اس کے در پردہ نتائج کی حقیقت اور عواقب کو بہت تیزی سے جان اور سمجھ لے گا۔۳۳۱

اردو زبان میں لوہا، ہندی میں پراکرت، فارسی میں آہن، انگریزی میں Iron اور عربی میں الۡحَدِیۡدَ کہتے ہیں، لوہے کی سائنسی علامت Fe ہے، جو لاطینی لفظ Ferrum سے ماخوذ ہے تاہم اس کا جوہری عدد 26 ہے۔

سائنسدانوں اور ماہرین کا یہ ماننا ہے کے لوہا اس زمین اور نظام شمسی کا حصہ نہیں کیونکہ لوہے کو پیدا اور بننے کے لئے ایک مخصوص درجہ حرارت کی ضرورت ہے جو درجہ حرارت ہمارے نظام شمسی

کے اندر موجود نہیں، یعنی سوائے دو عناصر ہائیڈروجن اور ہیلیئم کے بقیہ تمام عناصر کا تعلق ہمارے نظامِ شمسی کے اندر بننے والے عناصر سے نہیں۔

کائنات کے ابتدائی لمحات میں جب ایٹم کے اجزائے ترکیبی یعنی پروٹان، نیوٹران اور الیکٹران نے جیسے ہی وجود پایا تو اس کے بعد صرف پروٹان کو اپنے جیسے مزید پروٹانز کے ساتھ جڑ کر دوسرے عناصر کو جنم دینا تھا۔ کائنات میں سادہ ترین عنصر ہائیڈروجن کا ہے جس کے مرکز یعنی نیوکلیس میں صرف ایک پروٹان ہوتا ہے، ہائیڈروجن کے ایک پروٹان کے ساتھ جتنے مزید پروٹانز جڑتے چلے جاتے ہیں وہ اتنا ہی پیچیدہ اور بھاری عنصر بنتا چلا جاتا ہے، بظاہر پروٹان کا آپس میں جڑنا بہت آسان نظر آتا ہے لیکن یہ ایک مشکل ترین عمل ہے۔ ایٹم کے نیوکلیس میں پروٹان کو جمع کرنے کے لئے بہت زیادہ درجہ حرارت درکار ہوتا ہے، اتنا زیادہ جو ہمارے نظام شمسی میں کہیں بھی نہیں کیونکہ اس عمل کے لئے درکار درجہ حرارت صرف بہت ہی بڑی جسامت والے ستاروں میں پایا جاتا ہے، ایک اندازے کے مطابق یہ درجہ حرارت سورج سے کم از کم ۹ گنا بڑے ستارے کے قلب یعنی Core میں ہی ممکن ہے، سورج کی سطح پر عمومی درجہ حرارت 16000 ڈگری سینٹی گریڈ ہوتا ہے، جبکہ سورج کے قلب میں ٹمپریچر ڈیڑھ کروڑ ڈگری سینٹی گریڈ تک پہنچ جاتا ہے۔

سورج کے قلب میں ٹمپریچر کی موجودگی میں سادہ ترین عنصر ہائیڈروجن جلتے ہوئے صرف ایک پروٹان کو جوڑ کر ہیلیئم میں تبدیل کرتا ہے، سورج ہر ایک سیکنڈ میں 680 ٹن ہائیڈروجن جلاتا ہے، یعنی سورج جیسا گرم ستارہ اپنے مرکز کے درجہ حرارت سے صرف ایک عنصر پیدا کر سکتا ہے جو کولوہا کہا جاتا ہے۔ ہائیڈروجن اور ہیلیئم سے زیادہ بھاری عناصر بننے کے لئے زیادہ بڑے حجم والے ستارے اور بہت زیادہ درجہ حرارت درکار ہے جبکہ کوئی ستارہ چاہے وہ کتنا ہی بڑا کیوں نا ہو وہ اپنی زندگی میں صرف ہائیڈروجن کو ہیلیئم میں ہی تبدیل کر پاتا ہے تاہم سورج سے کم از کم ۹ گنا بڑے ستاروں میں جب جلنے کے لئے ایندھن ختم ہوتا ہے تو گویا اس ستارے کی موت واقع ہو جاتی ہے، اگرچہ اس وقت وہ اپنی بقاء کی جنگ کی خاطر مزید تیزی سے جلتا ہے اور اسی تیزی سے جلنے کی وجہ سے اس کے درجہ حرارت میں بہت زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں پروٹانز کے جڑنے کا

عمل نیوکلیئر فیوژن ممکن ہو کر زیادہ پیچیدہ اور بھاری عناصر تشکیل پاتے ہیں، جب تک کسی ستارے کے پاس اپنے حجم کے لحاظ سے جلنتے رہنے کے لئے ہائیڈروجن موجود ہے وہ ستارہ زندہ رہتا ہے، لیکن ایندھن ختم ہونے کی صورت میں وہ ستارہ فنا ہونا شروع ہوجاتا ہے اگرچہ فنائیت کا یہ عمل خاموشی سے نہیں بلکہ نہایت تیزی سے جلنے کی شکل میں اپنے انجام سے قریب ہوتا ہے، اس تیزی سے جلنے کے نتیجے میں اس ستارے کا حجم پھول کر بڑھ جاتا ہے، تاہم اس بڑھے ہوئے حجم کو قائم رکھنے کے لئے زیادہ ایندھن اور درجہ حرارت درکار ہوتا ہے، جو اس کے پاس موجود نہیں ہوتا اور اس طرح سے وہ ستارہ بتدریج فنائیت کی جانب بڑھتا چلا جاتا ہے اگرچہ ستارے کی فنائیت کی یہ پہلی اسٹیج ہوتی ہے۔

ستارہ اپنی کشش ثقل کے خلاف ایک مشکل جنگ لڑتا ہے، کشش ثقل حاوی ہونے پر ستارے کا پورا ڈھانچہ سارے بوجھ کے ساتھ ستارے کی Core پر دھڑام سے گرتا ہے، تاہم فنائیت کی دوسری اسٹیج پر انرجی کا اخراج رکنے سے Core Colepse ہوجاتا ہے درجہ حرارت کئی سو ملین ڈگری تک پہنچ جائے گا اور عناصر وجود پذیر ہوں گے، ستارے کے حجم کے مطابق نیوکلیئر فیوژن کا یہ عمل کئی بار دہرایا جاسکتا ہے، ہر اسٹیج سے کم تر وقت کے لئے ہوتی ہے۔

لوہا صرف بہت بڑے ستارے یعنی سپرنووا میں ہی بن سکتا ہے، جب ایسا کوئی سپرنووا مکمل طور پر فنا ہو کر بکھر جائے تو اس کے اندر مادہ شہاب ثاقب Meteorite کی شکل میں اپنے مادی عناصر دوسرے سیارے پر پہنچا دیتا ہے، سائنسدان کے خیال میں اربوں سال پہلے اسی طرح شہاب ثاقب نے لوہا زمین پر پہنچایا۔

اللہ تعالیٰ نے یہی بات قرآن کریم میں بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا!

وَ اَنۡزَلۡنَا الۡحَدِیۡدَ فِیۡهِ بَاۡسٌ شَدِیۡدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ لِیَعۡلَمَ اللّٰهُ مَنۡ یَّنۡصُرُهٗ وَ رُسُلَهٗ بِالۡغَیۡبِ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیۡزٌ ۔ ۳۳۲

ترجمہ۔ ہم نے لوہے کو اتارا جس میں شدید منافع ہے لوگوں کے لیے، اور اس میں طرح طرح کے فائدہ ہیں، تاکہ اللہ تعالیٰ جان لے کے بغیر دیکھے اس کی اور اس کے رسولوں کی کون مدد کرتا ہے،

بے شک اللہ تعالیٰ قوی اور زبردست ہے۔

موت سے ہمکنار ایک ستارے کو لوہا بنانے کے لئے نیوکلیئر فیوژن ری ایکشن کے عمل سے ایک سے زائد بار گزرنا پڑتا ہے تاہم دوسری بار گزرنے کے اس عمل سے آکسیجن اور کاربن جیسے عناصر تشکیل پاتے ہیں، یہ دونوں عناصر زندگی کے لئے نہایت اہمیت کے حامل ہیں اس لئے یہ دوسری اسٹیج بہت ضروری ہے تاہم تیسری اسٹیج میں میگنیشیئم، سوڈیم، نیوآن اور ایلومینیئم جیسے عناصر تشکیل پاتے ہیں، اگرچہ یہ عمل تادیر جاری رہتا ہے اور ہر اسٹیج پہلی اسٹیج کے مقابلے میں مختصر دورانیہ کی ہوتی ہے، لیکن اس میں درجہ حرارت بلند اور پیچیدہ کیمیکل ری ایکشن کے ذریعے زیادہ سے زیادہ پروٹانز کو نیوکلیس میں اکھٹا کر کے عناصر کو جنم دیتے ہیں، اگرچہ تیسری اسٹیج سے آگے بڑھ کر فنا سے دوچار ستارہ اپنی زندگی کے آخری مرحلے میں داخل ہوجاتا ہے، اور ستارے کا قلب بے انتہاء درجہ حرارت اور انرجی کے اخراج کے باعث ٹھوس لوہے میں تبدیل ہونا شروع ہوجاتا ہے

دراصل یہی وہ اہم مرحلہ ہوتا ہے جب فنا سے دوچار ستارہ لوہے کو بنانے کے لئے جان کنی کے آخری مراحل سے گزرتے ہوئے لوہے کو تشکیل دی دیتا ہے۔لوہا بالحاظ وزن زمین پر سب سے زیادہ پایا جاتا ہے جبکہ قشر ارض یعنی زمین کی بیرونی تہہ میں یہ عنصر چوتھے نمبر پر سب سے بھاری مقدار میں پایا جانے والے عنصر مانا جاتا ہے۔

حیران کن امر یہ ہے کے لوہا زمین کی Core میں مائع شکل میں پایا جاتا ہے اور لوہے کی بدولت ہی زمین کے گرد مقناطیسی لہریں پیدا ہوتی ہیں، ان مقناطیسی لہروں کی وجہ سے سورج کی الٹراوئلیٹ شعائیں زمین پر منفی اثرات نہیں ڈال سکتیں، یہی لہریں وائرلیس کمیونیکیشن میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔

لوہا نہایت رعب اور دبدبے والی دھات ہے جس نے دنیا میں ایک صنعتی انقلاب بپا کردیا اس دھات کی وجہ سے بے شمار مشینیں، آلات، اوزار، ہتھیار، سواریاں جن میں ہوائی جہاز، بحری جہاز بسیں، ٹرین، گاڑیاں، ٹرک، سائیکل، موٹر سائکلیں، ریلوے انجن، ٹینک، آرمرڈ گاڑیاں، بمبار طیارے، سب مرین شامل ہیں تیار کیں، دوسری جانب سوئی سے لے کر جہاز، عمارتی سازوسامان

و بھاری بھر کم مشینری، عمارتوں کے اسٹریکچر، زرعی آلات، سرجری کے آلات اور ریلوے ٹریک بھی اسی دھات سے بنائے گئے۔

دوسری جانب جو چیزیں لوہے کی نہیں ہیں لیکن ان کی تعمیر اور انھیں شکل وصورت دینے میں لوہے کے کردار سے انکار ناممکن ہے جیسے لباس کی سلائی میں لوہے کی مشین اور لوہے کی سوئی کی اہمیت مسلم ہے، اسی طرح سے جوتے چپل کی بنائی میں لوہے کی ڈائی اور لوہے کے آلات کی لازمی ضرورت کا ادراک اہمیت کا حامل ہے، اسی طرح سے کتابوں، کاپیوں، اخبارارت اور رسائل کی پرنٹینگ کے لئے پرنٹیینگ مشینیں، قلم، اور کتاب کی بائنڈ نگ کے لئے پنوں کی اہمیت سے انکار ناممکن ہے یعنی دنیا میں ہر جگہ لوہا بلواسطہ اور بلاواسطہ نظر آ رہا ہے، تمام جانور اور پرندوں کے گوشت میں آئرن کی وافر مقدار موجود ہوتی ہے اسی طرح سے پھلوں، سبزیوں، اناج، دال اور ڈرائی فروٹس میں بھی آئرن کی مقدار موجود ہوتی ہے۔

آئرن انسانی جسم کا بھی لازمی جز ہے کیونکہ انسان کی تخلیق اللہ تعالی نے مٹی سے کی ہے چنانچہ مٹی میں موجود جتنے بھی عناصر ہیں وہ سب کے سب جسم انسانی میں پائے جاتے ہیں، آئرن انسانی جسم میں ہیموگلوبن کی شکل میں پایا جاتا ہے، اگر جسم میں آئرن کی بہت کمی واقع ہوجائے تو بھی انسان کی موت واقع ہوسکتی ہے اور اگر آئرن کی زیادتی ہوجائے تو بھی ایک قسم کا کینسر ہوجاتا ہے جو بسا اوقات جان لیوا ثابت ہوتا ہے، ہیموگلوبن کا بنیادی کام خون میں موجود آکسیجن کو پورے جسم میں پہنچانا اور پھیلانا ہے۔

لوہے کا دور Iron Age:

لوہے کا دور یعنی Iron Age انسانی تاریخ کا ایک قدیم دور ہے اور یہ دور انسان کی عمومی اور صنعت کی خصوصی ترقی کا وہ عہد ہے جس کا آغاز لوہے کے استعمال سے شروع ہوا اور اب تک جاری ہے ایشیاء، مصر اور یورپ میں اس عہد نے کانسی کے دور کی جگہ لی لیکن براعظم امریکہ میں یہ عہد یورپیوں کی آمد کے بعد شروع ہوا۔

تاریخ کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کے لوہے کے زمانے کا آغاز حتیوں کے عہد سے ہوا، حتی ایک

تند و تیز آریائی قوم تھی جو تاریخ کے افق پر دو ہزار قبل مسیح میں نمودار ہوئی اور اپنے بادشاہ لیبرنس Labarnas کے جھنڈے کے نیچے متحد ہوئی ، اس قوم نے سب سے پہلے جزیرہ نما اناطولیہ (ترکی) فتح کیا، پھر کئی مزید سمتوں کی جانب آگے بڑھتی چلی گئی ،تاہم مغرب میں بحیرہ ایجین اور مشرق اور جنوب میں شام کے وسیع میدانوں سے آگے نکل گئی ، اپنی ان ہی فتوحات کے باعث یہ قوم جلد ہی نا قابل شکست بن گئی اگرچہ حتیوں کی ان فتوحات کے پیچھے خام لوہا اور لوہے سے بنی اشیاء تھیں جن سے دوسری دنیا ابھی واقف نا تھی ،شاید یہی وجہ تھی کے پتھر ، کانسی اور تانبے کے ہتھیار رکھنے والی قوم حتیوں کا مقابلہ نا کرسکی اور اس طرح حتی عروج کی منازل طے کرتے چلے گئے ۔لوہے سے بنی اشیاء تانبے اور کانسی کے مقابلے میں کہیں زیادہ مضبوط ہوتی ہیں کیونکہ لوہا ایک خاص درجہ حرارت پر نرم ہو کر مڑ جاتا ہے ۔ باالفاظ دیگر حتیوں کا دیگر اقوام پر فتح دراصل لوہے کی تانبے اور کانسی پر فتح تھی ۔

لوہے کو آج سے تقریباً ۴۰۰۰ ق م جتنا قدیم مانا جاتا ہے، اہل مصر لوہے کے منکے پہنا کرتے تھے تاہم اس دور میں لوہا شہابیوں سے حاصل کیا جاتا تھا اگر چہ اب تک ملنے والی لوہے کی سب سے قدیم شے لوہے سے بنا ایک مصری خنجر ہے جس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کے یہ خنجر اندازاً ۱۳۵۰ ق م کا ہے ۔لوہے کے دور کی ابتداء سے قبل ہزاروں برس تک لوگ لکڑی اور پتھر کے ہی اوزار و ہتھیار اور برتنوں کو استعمال کیا کرتے تھے پھر جب لوہا دریافت ہوا تو تہذیب انسانی نے بربریت کے دور سے نکل کر تہذیب اور تمدن کی جانب اپنا قدم بڑھایا لہٰذا جب لوہا بھٹی میں تیار کرلیا گیا تو بنی نوع انسان نے نوے فیصد جنگیں بھی جیت لیں ماہرین آثار قدیمہ کے مطابق لوہے کی اولین دریافت کا سہرا افریقی نیگرو کے سر ہی سجتا ہے کیونکہ یہی وہ محنت کش اور طاقتور قوم تھی کہ جس نے سب سے پہلے لوہے کو بھٹیوں میں پگھلانے کا فن ایجاد کیا تاہم تمام قدیم شواہد بھی اسی بات پر دلالت کرتے ہیں کے یہ دھات سب سے پہلے افریقہ کے لوگوں نے ہی دریافت کی ہے، لوہے کو پگھلا کر اشیاء بنانے کا فن غالباً ۲۰۰۰ ق م میں شروع ہوا جبکہ لوہے کی ڈھلائی کا کام حتی عہد (ایران کی ایک قدیم قوم) میں شروع ہوا تاہم ۱۲۰۰ ق م میں جب حتیوں کو زوال آیا تو وہ اس فن کو مشرق وسطی اور جنوبی یورپ تک لے گئے اگر چہ یورپ میں لوہے کی ڈھلائی کا کام

پہلے پہل یونانیوں نے بلقان میں سیکھا بعد ازاں یہ فن اٹلی سے ہوتا ہوا وسطی یورپ تک جا پہنچا۔ کیٹلک قبائل نے پانچویں صدی ق م میں اسے مغربی یورپ اور جزائر برطانیہ میں متعارف کروایا تاہم صنعتی انقلاب سے قبل لوہے کی ڈھلائی تجارتی اعتبار سے سودمند نہ تھی، لوہے کے دور میں بیل سے چلنے والے ہل اور گاڑیوں کے مضبوط پہیے بنے اس طرح سے زراعت اور صنعت کا انداز بدلا کچھ ماہرین نے لوہے کے دور اور جاگیرداری نظام کا آپس میں تعلق بھی بتایا ہے یعنی یہ دونوں ایک دوسرے سے منسلک تھیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت داود علیہ السلام کو لوہے کی ایجادات پر دسترس عطا فرمائی تھی کیونکہ اس سے قبل لوہے سے چیزیں ایجاد کرنا نہایت دشوار گزار عمل تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت داود علیہ السلام کے ہاتھوں میں وہ معجزانہ صلاحیت پیدا کر دی کے آپ لوہے کو اپنے ہاتھ سے جس طرح سے چاہتے موڑ کر چیزیں بنالیا کرتے اور لوہا آپ کے ہاتھوں میں پگھلے ہوئے موم کی مانند ہو جاتا لہٰذا آپ نہایت آسانی سے لوہے کو موڑ کر زرہ ، کڑیاں ،خود یعنی (آہنی ٹوپیاں)اور زنجیریں بنا لیا کرتے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی!

اس (داوٗد) کے لئے ہم نے لوہے کو نرم کر دیا کے وہ کشادہ زرہیں بنائے اور اندازے سے کڑیاں جوڑے۔ ۳۳۳؎

ہم نے اسے (داوٗد کو) تمھارے لئے ایک لباس بنانا سیکھایا تا کہ وہ تمھیں تمھاری لڑائیوں کی زد سے بچا سکے۔ ۳۳۴؎

ماہرین آثار قدیمہ کے مطابق لوہے کا با قاعدہ استعمال ۱۰۰۰ سے لے کر ۱۲۰۰ ق م میں ہوا جبکہ یہی دور حضرت داود علیہ السلام کا بھی مانا جاتا ہے لوہے کو بھٹی میں پگھلانے کے لئے تقریباً ۱۵۳۹ ڈگری سینٹی گریڈ جتنی تیز تپش درکار ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت داود علیہ السلام کو وہ علوم اور اختیارات تفویض فرمائے کے لوہا ان کے ہاتھ میں موم ہو جاتا یعنی ان کے ہاتھ میں دور کرنے والی نسمہ مرکب کی لہریں نسمہ مفرد میں منتقل ہو کر ۱۵۳۹ ڈگری سینٹی گریڈ ہو جاتیں اور جب ارادے کی تکمیل ہو جاتی تو ہاتھوں میں دور کرنے والی غالب مفرد لہریں مرکب لہروں سے مغلوب ہو جاتیں اور ان کے ہاتھ معمول کے مطابق کام کرنے لگتے ،اس کا مطلب یہ ہوا کے

حضرت داود علیہ السلام لیزر شعاعوں کی Equation سے بخوبی واقف تھے اس لئے جب وہ لیزر شعاعوں کو استعمال کرتے تو سخت لوہا ان کے ہاتھوں میں نرم ہو جاتا اور وہ اپنی مرضی سے لوہے کی چیزیں بنالیا کرتے تھے۔ ۳۳۵

خالص لوہا 1535 ڈگری سینٹی گریڈ پر پگھلتا ہے، اس کے برعکس کاسٹ آئرن 350 ڈگری پر پگھل جاتا ہے، جب لوہے میں کاربن کی مقدار 4.2 فیصد ہوتی ہے تو یہ لوہا 1150 ڈگری سینٹی گریڈ پر پگھل جاتا ہے۔

حسابی پہلو:

عربی زبان کے حروف ابجد 28 ہیں، تاہم علم الاعداد کے مطابق ہر حرف کی ایک قیمت ہے، اگر لفظ حدید کا جائزہ لیا جائے تو اس میں نمبر کی تقسیم کچھ اس طرح سے ہے۔

لوہے کا اٹامک نمبر 26 ہے۔

1+30+8+4+10+4=57 اگر لفظ حدید کی طرف آئیں تو حدید کا نمبر

8+4+10+4=26 یعنی یہ نمبر 26 ہے، جبکہ لوہے (آئرن) کا اٹامک نمبر بھی 26 ہے۔

سورہ الحدید میں 4 رکوع ہیں جبکہ آئرن آئیسوٹوپس کی تعداد بھی 4 ہے۔

ان آئیسوٹوپس کا ماس کا نمبر 57 ہے، اور یہ بھی حیران کن حقیقت ہے کے اس سورہ کا ترتیبی نمبر 57 ہے۔ قرآن کریم میں کل سورتوں کی تعداد 114 ہے جس کا نصف 57 بنتا ہے اور سورہ الحدید کا نمبر 57 ہے یعنی سورہ الحدید قرآن کریم کی بالکل درمیان کی سورہ ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔ج۔۶۔ص۔۳۱۹۔مطبوعہ داع الکتب العلمیہ۔بیروت۔۱۴۰۱ھ۔

۲۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۳۔معجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ المکتبہ المعارف۔ریاض۔

۴۔معجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ المکتبہ المعارف۔ریاض۔

۵۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔ج۔۶۔ص۔۳۱۹۔مطبوعہ داع الکتب العلمیہ ۔بیروت۔۱۴۰۱ھ۔
۶۔ الفردوس بما ثور الخطاب۔امام ابوشجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ الدیلمی (متوفی ۵۰۹ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۶ھ۔
۷۔سورہ الحدید۔آیت۔۱۔
۸۔سورہ النور۔آیت۔۴۱۔
۹۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۴۴۔
۱۰۔سورہ رعد۔آیت۔۱۵،
۱۱۔سورہ الحج۔آیت۔۱۸۔
۱۲۔سورہ بنی اسرائیل۔۱۔
۱۳۔سورہ الحدید۔۱۔
۱۴۔سورہ الحشر۔آیت۔۱۔
۱۵۔سورہ الجمعہ۔آیت ۱۔
۱۶۔سورہ الرحمن۔آیت۔۶۔
۱۷۔سورہ ص۔۱۸۔۱۹۔
۱۸۔سورہ سبا۔آیت۔۱۰۔
۱۹۔معجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ المکتبہ المعارف۔ریاض۔
۲۰۔احادیث صحیحہ۔
۲۱۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۲۶۔۱۲۷۔
۲۲۔سورہ آل عمران۔آیت۔۲۶۔
۲۳۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)۔ج۔۷۔رقم الحدیث۔۹۰۔مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت۔۱۴۰۹ھ۔
۲۴۔تفسیر ابن کثیر۔علامہ امام ابوالفدا اعماد الدین حافظ ابن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ)۔ج۔۳۔ص۔۹۷۴۔تفسیر سورہ الحشر۔آیت۔۲۵۔داالفکر بیروت۔
۲۶۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ)۔ج۔۲۔ص۔۱۰۱۔تفسیر سورہ البقرہ۔آیت۔۲۲۸۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۲۷۔النھج الاسمیٰ فی شرح اسماء الحسنیٰ۔الشیخ محمد الحمود النجدی۔ج۔۱۔ص۔۱۳۷۔مکتبہ الامام الذہبی الکویت۔
۲۷۔شرح مشکوۃ۔
۲۸۔سورہ رعد۔آیت۔۴۱۔
۲۹۔سورہ انعام۔آیت۔۴۵۔
۳۰۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۵ھ۔

۳۱۔سورہ الصّٰفّٰت۔آیت۔۱۸۰۔
۳۲۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۳۔
۳۳۔سورہ النمل۔آیت۔۸۷۔
۳۴۔سورہ انعام۔آیت۔۹۶۔
۳۵۔سورہ یٰسین۔آیت۔۳۸۔
۳۶۔سورہ المومن۔آیت۔۱۔۲۔
۳۷۔سورہ حٰم السجدہ۔آیت۔۱۲۔
۳۸۔سورہ الزخرف۔آیت۔۹۔
۳۹۔تفسیر روح المعانی۔علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی (متوفی ۱۲۷۰ھ)۔ج۔۱۲۔ص۔۱۷۳۔سورہ فاطر۔ آیت۔۱۰۔مطبوعہ داراحیا التراث العربی بیروت۔۱۴۱۷ھ۔
۴۰۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔ج۔۶۔ص۔۳۱۹۔مطبوعہ داع الکتب العلمیہ ۔بیروت۔۱۴۰۱ھ۔
۴۱۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۴۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۴۳۔سورہ النمل۔آیت۔۶۔
۴۴۔سورہ یٰسین۔آیت۔۲۔
۴۵۔سورہ یونس۔آیت۔۱۔
۴۶۔سورہ لقمان۔آیت۔۲۔
۴۷۔سورہ ہود۔آیت۔۱۔
۴۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۵۱۔
۴۹۔سورہ الحجر۔آیت۔۸۷۔
۵۰۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۵۱۔سورہ یوسف۔آیت۔۸۳۔
۵۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۲۔
۵۳۔سورہ تحریم۔آیت۔۲۔
۵۴۔سورہ النسا۔۲۶۔
۵۵۔سورہ التوبہ۔آیت۔۲۸۔
۵۶۔سورہ یوسف۔آیت۔۶۔
۵۷۔سورہ انعام۔آیت۔۸۳۔
۵۸۔سورہ انعام۔آیت۔۱۳۹۔

۵۹۔سورہ الزخرف۔آیت۔۸۴۔
۶۰۔سورہ النمل۔آیت۔۶۔
۶۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۶۹۔
۶۲۔مفہوم حدیث صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
۶۳۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۶۴۔سورہ الحدید۔آیت۔۳۔
۶۵۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۶۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۶۷۔سورہ الحدید۔آیت۔۳۔
۶۸۔سورہ النجم۔آیت۔۲۵۔
۶۹۔سورہ اللیل۔آیت۔۱۳۔
۷۰۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری(متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۷۱۔نہج البلاغہ۔خطبات حضرت علیؑ۔مترجم۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔مکتبہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔سن ندارد۔
۷۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۷۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۷۴۔سورہ الحدید۔آیت۔۳۔
۷۵۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۴۸۔۴۹۔
۷۶۔سورہ القصص۔آیت۔۷۰۔
۷۷۔سورہ الزخرف۔آیت۔۳۵۔
۷۸۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۶۴۔
۷۹۔سورہ المومن۔آیت۔۳۹۔
۸۰۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۱۲۷۔
۸۱۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۲۱۔
۸۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری(متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۸۳۔نہج البلاغہ۔خطبات حضرت علیؑ۔مترجم۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔خطبہ نمبر۔۸۹۔ص۔۲۶۴۔مکتبہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔سن ندارد۔
۸۴۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۸۵۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۸۶۔سورہ الحدید۔آیت۔۳۔

۸۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۵۵۔
۸۸۔سورہ الحدید۔آیت۔۳۔
۸۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۸۵۔
۹۰۔سورہ المومن۔آیت۔۲۹۔
۹۱۔سورہ الزخرف۔آیت۔۳۳۔
۹۲۔سورہ النور۔آیت۔۳۱۔
۹۳۔سورہ النور۔آیت۔۵۸۔
۹۴۔سورہ احزاب۔آیت۔۴۔
۹۵۔سورہ الجن۔آیت۔۲۶۔
۹۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۸۹۔
۹۷۔سورہ النور۔آیت۔۳۱۔
۹۸۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۹۹۔نہج البلاغہ ۔ خطبات حضرت علیؑ ۔ مترجم ۔ حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین ۔ خطبہ نمبر۔۸۹۔ص۔۲۶۴۔مکتبہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔سن ندارد۔
۱۰۰۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۰۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۰۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۰۳۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۱۸۔
۱۰۴۔سورہ الحدید۔آیت۔۳۔
۱۰۵۔سورہ الحدید۔آیت۔۳۔
۱۰۶۔سورہ لقمان۔آیت۔۲۰۔
۱۰۷۔سورہ النسا۔آیت۔۳۵۔
۱۰۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۶۵۔
۱۰۹۔سورہ انفال۔آیت۔۷۵۔
۱۱۰۔سورہ المائدہ۔آیت۔۱۰۹۔
۱۱۱۔سورہ التوبہ۔آیت۔۷۸۔
۱۱۲۔سورہ آل عمران۔آیت۔۵۔
۱۱۳۔سورہ النسا۔آیت۔۶۳۔
۱۱۴۔سورہ ق۔آیت۔۱۶۔
۱۱۵۔سورہ المومن۔آیت۔۱۹۔
۱۱۶۔سورہ النمل۔آیت۔۶۵۔

۱۱۷۔سورہ الجن۔آیت۔۲۶۔
۱۱۸۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۱۹۔نہج البلاغہ۔خطبات حضرت علیؓ۔مترجم۔ حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔مکتبہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔سن ندارد۔
۱۲۰۔سورہ الحدید۔آیت۔۶۔
۱۲۱۔تاج العروس۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ۔مصر۔۱۳۰۶ھ۔
۱۲۲۔المفردات باالفاظ القرآن۔علامہ راغب اصفہانی (متوفی ۔)۔دارالشامیہ بیروت لبنان۔۱۴۱۶ھ۔
۱۲۳۔لغات القرآن۔شیخ غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ) مطبوعہ ادراہ طلوع اسلام لاہور۔
۱۲۴۔تاج العروس۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ۔مصر۔۱۳۰۶ھ۔
۱۲۵۔سورہ شوریٰ۔آیت۔۵۱۔۵۲۔
۱۲۶۔لسان العرب۔امام محمد بن علی بن محمد الشوکانی (متوفی ۔)۔ج۔۴۔ص۔۳۰۸۔
۱۲۷۔تیسر الکریم۔ج۔۵۔ص۔۲۹۹۔
۱۲۸۔طبری۔ج۔۱۔ص۔۱۷۵۔
۱۲۹۔منہج الامام ابن قیم الجوزیہ۔مولانا محمد اسلم شیخوپوری۔صدف پبلیشرز کراچی۔
۱۳۰۔سورہ انعام۔آیت۔۶۷۔
۱۳۱۔سورہ یٰسین۔آیت۔۲۔
۱۳۲۔سورہ الزخرف۔آیت۔۱۔
۱۳۳۔سورہ ق۔آیت۔۱۔
۱۳۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۔
۱۳۵۔سورہ یوسف۔آیت۔۱۱۱۔
۱۳۶۔سورہ النحل۔آیت ۸۹۔
۱۳۷۔سورہ الجاثیہ۔آیت۔۲۰۔
۱۳۸۔سورہ یوسف۔آیت۔۱۱۱۔
۱۳۹۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۴۴۔
۱۴۰۔سورہ المائدہ۔آیت۔۱۵۔
۱۴۱۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۵۲۔
۱۴۲۔سورہ انعام۔آیت۔۱۵۵۔
۱۴۳۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۴۔
۱۴۴۔سورہ واقعہ۔آیت۔۷۷۔

۱۴۵۔سورہ کہف۔آیت۔۱۔
۱۴۶۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۸۹۔
۱۴۷۔سورہ الذاریات۔آیت۔۲۱۔
۱۴۸۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۸۹۔
۱۴۹۔سورہ کہف۔آیت۔۵۴۔
۱۵۰۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۰۰۔
۱۵۱۔سورہ العدیات۔آیت۔۸۔
۱۵۲۔سورہ ہود۔آیت۔۹۔
۱۵۳۔سورہ مومن۔آیت۔۷۔
۱۵۴۔سورہ الزمر۔آیت۔۷۵۔
۱۵۵۔سورہ طارق۔آیت۔۴۔
۱۵۶۔سورہ الرحمن۔آیت۔۱۵۔
۱۵۷۔سورہ الحج۔آیت۔۷۵۔
۱۵۸۔سورہ الذاریات۔آیت۔۵۶۔
۱۵۹۔سورہ الشوری۔آیت۔۲۹۔
۱۶۰۔سورہ انعام۔آیت۔۳۸۔
۱۶۱۔سورہ النور۔آیت۔۴۵۔
۱۶۲۔سورہ النمل۔آیت۔۶۰۔
۱۶۳۔سورہ انعام۔آیت۔۹۵۔
۱۶۴۔سورہ رعد۔آیت۔۳۔
۱۶۵۔سورہ الحدید۔آیت۔۲۵۔
۱۶۶۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۴۔
۱۶۷۔سورہ الاعلیٰ۔آیت۔۴۔۵۔
۱۶۸۔سورہ ق۔آیت۔۷۔
۱۶۹۔سورہ نوح۔آیت۔۱۹۔
۱۷۰۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۵۵۔
۱۷۱۔سورہ النبا۔آیت۔۷۔
۱۷۲۔سورہ فاطر۔آیت۔۲۷۔
۱۷۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔۷۴۔
۱۷۴۔سورہ النبا۔آیت۔۱۲۔
۱۷۵۔سورہ الانبیا۔آیت۔۳۲۔

۱۷۶۔سورہ البروج۔آیت۔۱۔
۱۷۷۔سورہ الصٰفٰت۔آیت۔۶۔
۱۷۸۔سورہ الذاریات۔آیت۔۷۔
۱۷۹۔سورہ قمر۔آیت۔۴۹۔
۱۸۰۔سورہ رعد۔آیت۔۸۔
۱۸۱۔سورہ سبا۔آیت۔۳۔
۱۸۲۔سورہ التوبہ۔آیت۔۳۶۔
۱۸۳۔سورہ یونس۔آیت۔۵۔
۱۸۴۔سورہ النحل۔آیت۔۱۲۔
۱۸۵۔سورہ الحدید۔آیت۔۶۔
۱۸۶۔سورہ النسا۔آیت۔۱۰۳۔
۱۸۷۔سورہ الجاثیہ۔آیت۔۱۲۔
۱۸۸۔سورہ النحل۔آیت۔۱۴۔
۱۸۹۔سورہ فرقان۔آیت۔۵۳۔
۱۹۰۔سورہ النسا۔آیت۔۱۶۴۔
۱۹۱۔سورہ توبہ۔آیت۔۷۰۔
۱۹۲۔سورہ یوسف۔آیت۔۱۱۱۔
۱۹۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۸۷۔
۱۹۴۔سورہ النسا۔آیت۔۱۴۔
۱۹۵۔سورہ المائدہ۔آیت۔۳۸۔
۱۹۶۔سورہ المائدہ۔۳۳۔
۱۹۷۔سورہ التغابن۔آیت۔۴۔
۱۹۸۔سورہ التغابن۔آیت۔۱۸۔
۱۹۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۹۔
۲۰۰۔سورہ یٰسین۔آیت۔۷۹۔
۲۰۱۔سورہ الطلاق۔آیت۔۱۲۔
۲۰۲۔سورہ اعراف۔آیت۔۸۹۔
۲۰۳۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۹۸۔
۲۰۴۔سورہ الانبیا۔آیت۔۸۱۔
۲۰۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۴۴۔
۲۰۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۲۔

۲۰۷۔سورہ النحل۔آیت۔۷۰۔
۲۰۸۔سورہ لقمان۔آیت۔۳۴۔
۲۰۹۔سورہ یٰسین۔آیت۔۸۱۔
۲۱۰۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔
۲۱۱۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔
۲۱۲۔سورہ الحدید۔آیت۔۹۔
۲۱۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۱۴۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۱۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۴۳۔
۲۱۶۔سورہ النور۔آیت۔۲۔
۲۱۷۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۲۱۸۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۱۹۔سورہ النور۔آیت۔۲۔
۲۲۰۔سورہ النحل۔آیت۔۷۔
۲۲۱۔سورہ الحج۔آیت۔۶۵۔
۲۲۲۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۱۷۔
۲۲۳۔سورہ الحشر۔آیت۔۱۰۔
۲۲۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۰۷۔
۲۲۵۔سورہ آل عمران۔آیت۔۳۰۔
۲۲۶۔سورہ النحل۔آیت۔۴۷۔
۲۲۷۔سورہ النور۔آیت۔۲۰۔
۲۲۸۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔کتاب الجہاد۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۲۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔
۲۳۰۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔
۲۳۱۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۳۲۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصر۔
۲۳۳۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصر۔

۲۳۴۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ)۔ص۔۱۹۲۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۸ھ۔
۲۳۵۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۵۶۔
۲۳۶۔سورہ المومن۔آیت۔۷۔
۲۳۷۔سورہ البروج۔آیت۔۱۴۔
۲۳۸۔سورہ انعام۔آیت۔۱۲۔
۲۳۹۔کتاب اسماوالصفات۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داراحیاالتراث العربی۔
۲۴۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۴۱۔سورہ الزمر۔آیت۔۵۳۔
۲۴۲۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۲۔
۲۴۳۔سورہ ہود۔آیت۔۹۔
۲۴۴۔سورہ روم۔آیت۔۳۶۔
۲۴۵۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۲۴۔
۲۴۶۔سورہ روم۔آیت۔۵۰۔
۲۴۷۔سورہ ہود۔آیت۔۱۰۔
۲۴۸۔سورہ ۸۱۔آیت۔۸۲۔۸۳۔
۲۴۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۶۳۔
۲۵۰۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۔۲۔
۲۵۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۱۱۷۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔
۲۵۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۵۳۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ)۔مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔ مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت۔۱۴۱۸ھ۔
۲۵۴۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ)۔مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔ مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت۔۱۴۱۸ھ۔
۲۵۵۔بخاری۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۲۵۶۔بخاری۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ
۲۵۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۱۱۷۔مطبوعہ دارالفکر۔
۲۵۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۱۱۷۔مطبوعہ دارالفکر۔
۲۵۹۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

۲۶۰۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۲۸۔
۲۶۱۔سورہ الانبیا۔آیت۔۱۰۷۔
۲۶۲۔سورہ الحدید۔آیت۔۱۶۔
۲۶۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۶۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۵۹۔
۲۶۵۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۶۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۶۷۔سورہ الشّمس۔آیت۔۸۔
۲۶۸۔سورہ ص۔آیت۔۲۸۔
۲۶۹۔سورہ نوح۔آیت۔۲۷۔
۲۷۰۔سورہ الشّمس۔آیت۔۸۔
۲۷۱۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی(متوفی ۶۶۸ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
۲۷۲۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی(۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۲۷۳۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری(متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۷۴۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی(متوفی ۲۷۵ھ)مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۷۵۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۳۰۷۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔
۲۷۶۔سورہ الحدید۔آیت۔۱۸۔
۲۷۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۷۸۔القاموس المحیط۔علامہ مجدالدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی(متوفی ۸۱۷ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث۔
۲۷۹۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی(متوفی ۵۰۲ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۸۰۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضی حسینی زبیدی حنفی(متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصر۔
۲۸۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۷۴۔
۲۸۲۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۸۰۔
۲۸۳۔سورہ التغابن۔آیت۔۱۷۔
۲۸۴۔سورہ الھمزہ۔آیت۔۱۔۹۔
۲۸۵۔سورہ مزمل۔آیت۔۲۰۔
۲۸۶۔سورہ الضحٰی۔آیت۔۱۰۔
۲۸۷۔سورہ التوبہ۔آیت۔۵۸۔
۲۸۸۔سورہ التوبہ۔آیت۔۶۰۔
۲۸۹۔سورہ احزاب۔آیت۔۳۵۔

۲۹۰۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل(متوفی ۲۴۱ھ)مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۲۹۱۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی(متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۲۹۲۔سنن ابوداوٗد۔امام ابوداوٗد سلیمان بن اشعث سجستانی(متوفی ۲۷۵ھ)مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۹۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۹۴۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۰۴۔
۲۹۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۷۶۔
۲۹۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۹۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۹۸۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی(متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۲۹۹۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی(متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۳۰۰۔کنز العمال۔علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری(متوفی ۹۷۵ھ)۔مطبوعہ موسستہ الرسالہ۔
۳۰۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ۔
۳۰۲۔تاریخ بغداد۔امام ابوبکر احمد بن علی خطیب بغدادی(متوفی ۴۶۳ھ)۔ج۔۶۔ص۔۴۰۳۔مطبوعہ ادرالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۷ھ۔
۳۰۳۔سنن ابوداوٗد۔امام ابوداوٗد سلیمان بن اشعث سجستانی(متوفی ۲۷۵ھ)مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
۳۰۴۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ(متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔
۳۰۵۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی(۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۳۰۶۔سنن ابوداوٗد۔امام ابوداوٗد سلیمان بن اشعث سجستانی(متوفی ۲۷۵ھ)مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۳۰۷۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل(متوفی ۲۴۱ھ)مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۳۰۸۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
۳۰۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۱۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۱۱۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی(متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۳۱۲۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی(متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۲۱ھ۔
۳۱۳۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۲۸۰۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۳۱۴۔من لایحضرہ الفقیہ۔ابوجعفر محمد بن علی بن بابویہ قمی۔
۳۱۵۔سورہ الحدید۔آیت۔۲۴۔
۳۱۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۳۱۷۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی(متوفی ۵۰۲ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۱۸۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی(متوفی ۵۰۲ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ۔

۳۱۹۔سورہ النساء۔آیت۔۳۷۔

۳۲۰۔سورہ اللیل۔آیت۔۸۔

۳۲۱۔سورہ محمد۔آیت۔۳۸۔

۳۲۲۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۳۲۳۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

۳۲۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔

۳۲۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔

۳۲۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔

۳۲۷۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

۳۲۸۔سورہ الحدید۔آیت۔۲۵۔

۳۲۹۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۳۰۔سورہ ق۔آیت۔۲۲۔

۳۳۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۳۲۔سورہ الحدید۔آیت۔۲۵۔

۳۳۳۔سورہ سبا۔آیت۔۱

۳۳۴۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۸

۳۳۵۔محمد الرسول اللہ ﷺ۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔جلد۔سوم۔ص۔۳۰۷۔الکتاب پبلیکیشنز کراچی۔۲۰۰۳ء۔

۵۸۔سورہ المجادلہ (درخواست گزار عورت)

نام:

المجادلہ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معنی درخواست گزار عورت یعنی (حضرت خولہ) کے ہیں۔

شان نزول:

سورہ المجادلہ مدنی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۲۲ ہے جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۳ ہے۔

مضامین:

۱۔ظہار کا بیان۔

۲۔آداب مجلس۔

۳۔اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت کی تاکید۔

۴۔منافقین کی سرزنش اور ان کا انجام۔

۵۔مسلمان اور کفار کے مابین محبت نا ہونے کی وجہ اور اس کا بیان۔

۶۔اہل علم کا مقام ومرتبہ۔

۷۔حزب اللہ۔

۸۔حزب شیاطین۔

مجادلہ/ درخواست گزار عورت:

اس سورہ کا نام المجادلہ ہے جس کے معنی درخواست گزار عورت کے ہیں، یہ سورہ حضرت خولہ بنت

ثعلبہؓ کے ایک سوال کے نتیجے میں نازل ہوئی، خولہ بنت ثعلبہؓ کے شوہر اوس بن الصامت تھے جنھوں نے انھیں ظہار کیا تھا، اور عرب کی روایات کے مطابق، ظہار کرنے سے دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کے لئے حرام ہوجاتے ہیں (عرب ظہار کرتے وقت اپنی بیویوں سے کہتے ہیں، تمھاری پشت میری ماں کی طرح ہے)۔ جب حضرت خولہ کے شوہر نے ان سے ظہار کیا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس تشریف لائیں۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، اللہ کی ذات بڑی بابرکت ہے، جس کی قوت سماعت ہر چیز پر محیط ہے۔

بلاشبہ میں خولہ بنت ثعلبہ کی بات کوسن رہی تھی وہ اپنے خاوند کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے شکایت کر رہی تھی اور وہ کہہ رہی تھی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! اس نے میری جوانی کھالی، اس کے لیے میں نے اپنے پیٹ کو پھیلا دیا یعنی (میرے بطن سے اس کے کئی بچے پیدا ہوئے) یہاں تک کے میں بوڑھی ہوگئی اور میری اولاد جو میرے بطن سے ہوئی وہ مجھ سے کٹ گئی۔ اے اللہ میں تیری طرف شکایت کرتی ہوں وہ لگاتار باتیں کرتی رہی یہاں تک کے جبرئیل علیہ السلام ان آیات کے ساتھ نازل ہوئے۔

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَ اللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۔۱

ترجمہ۔ یقیناً اللہ نے سن لی اس عورت کی بات جو آپ سے جھگڑ رہی تھی اپنے شوہر کے بارے میں اور شکایت کر رہی تھی اللہ سے اور اللہ تعالیٰ تم دونوں کی گفتگو سن رہے تھے یقیناً اللہ تعالیٰ سننے والے دیکھنے والے ہیں۔ ۲؎

حضرت خولہؓ کا احترام:

حضرت عمر بن خطابؓ کو خولہ بنت ثعلبہؓ نے روکا، تو آپؓ ٹھہر گئے اور اپنے سر کو جھکا کر ان کی باتوں کو نہایت توجہ سے سننے لگے یہاں تک کے انھوں نے اپنی ضروری گفتگو مکمل کی اور چلی گئیں، ایک شخص نے کہا، اے امیر المومنین! قریش کے اتنے سارے لوگ ہیں لیکن آپ اس

ضعیف خاتون کے لئے رک گئے؟ آپ ؓ نے فرمایا، افسوس تم نہیں جانتے یہ کون تھیں؟
پھر آپ ؓ نے فرمایا! یہ وہ خاتون ہیں کے جن کے شکوے کو اللہ تعالی نے ساتویں آسمان کے اوپر سے سنا، یہ خولہ بنت ثعلبہ ہیں، بخدا اگر یہ مجھ سے رات تک بات کرتی رہتیں تو میں پوری توجہ سے ان کی باتیں اور حاجات کو سنتا رہتا۔ ۳

حضرت ثمامہ بن حزن ؒ بیان کرتے ہیں، ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب ؓ کہیں جا رہے تھے کے راستے میں ایک ضعیف عورت نے سخت لہجے میں انھیں روکا اور ان سے کچھ بات کرنے لگیں، ایک شخص نے پوچھا، اے امیر المومنین! میں نے آج تک کسی کو آپ ؓ سے اس طرح سے بات کرتے نہیں دیکھا، اس پر حضرت عمر ؓ نے فرمایا! مجھے اس خاتون سے گفتگو کرنے کو کوئی نہیں روک سکتا ہے کیونکہ یہ وہ خاتون ہیں کے جن کی بات کو اللہ نے سنا اور یہ آیت نازل فرمائی،

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا ۔ ۴

حضرت یوسف بن عبداللہ بن سلام ؓ بیان کرتے ہیں، کے مجھ سے خولہ بنت ثعلبہ ؓ نے بیان فرمایا! اللہ کی قسم! میرے اور میرے خاوند اوس بن صامت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے سورہ مجادلہ کی ابتدائی آیات نازل فرمائیں، پھر کہنے لگیں میرا خاوند میرا چچازاد، برے اخلاق کا بوڑھا انسان ہے، ایک دن وہ میرے پاس آیا اور مجھ سے کسی چیز کا مطالبہ کیا جس پر میں نے اس کو واپس لوٹا دیا اس پر وہ غصے میں مجھے کہنے لگا کے تیری پشت میری ماں کی طرح ہے، یہ کہہ کر وہ لوٹ گیا اور اپنی قوم کی مجلس میں جا کر کچھ دیر بیٹھ گیا، پھر وہ دوبارہ میرے پاس آیا اور مجھ سے جماع کا ارادہ کرنے لگا، جس پر میں نے کہا ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں خولہ کی جان ہے تو مجھ سے نہیں مل سکتا کیونکہ تو نے مجھ سے ظہار کیا ہے، اب اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہمارے درمیان فیصلہ کریں گے، پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی، اور آپ ﷺ سے سارا واقعہ بیان کیا، ابھی سلسلہ کلام جاری ہی تھا کے قرآن نازل ہونے لگا اور رسول اللہ ﷺ پر وحی کی کیفیت طاری ہوگئی، پھر آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا، اے خولہ! تیرے اور تیرے خاوند کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرما دیا ہے، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مجھے

قَدۡ سَمِعَ اللّٰهُ قَوۡلَ الَّتِیۡ تُجَادِلُكَ فِیۡ زَوۡجِهَا

تک پڑھی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے خاوند کو کہو کے وہ ایک غلام آزاد کرے، میں نے کہا یا رسول اللہ اس کے پاس کوئی غلام نہی جس کو وہ آزاد کرے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس کو چاہیے کے دو ماہ کے لگاتار (٦٠) روزے رکھے، اس پر میں نے کہا اللہ کی قسم! وہ بوڑھا آدمی ہے روزے رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کو چاہیے کے ساٹھ مساکین کو کھانا کھلائے، ایک وسق کھجور میں سے، میں نے کہا اللہ کی قسم! وہ بھی اس کے پاس نہیں ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم فلاں انصاری کے پاس جاؤ اس کے پاس آدھا وسق کھجور کا موجود ہے، اس انصاری نے مجھے بتایا کے وہ آدھا وسق کھجور صدقہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو تم اس سے وہ کھجور لے کر ساٹھ مساکین پر صدقہ کر دو، اوس بن صامت نے کہا، ان لابتین یعنی (کالی پتھریلی زمینوں) کے درمیان مجھ سے زیادہ کوئی فقیر نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تو تم خود کھالو اور اپنے گھر والوں کو بھی کھلا دو۔ ۵؎

عبد بن حمید نے عطاء خراسانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پندرہ صاع کھجور کے ساتھ خولہ بنت ثعلبہ کی مدد فرمائی۔ ٦؎

ابن مردویہ نے شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، خولہ بنت ثعلبہ کی والدہ معاذہ، عبداللہ بن ابی کی باندی تھیں، جن کے بارے میں آیت نازل ہوئی!

وَلَا تُكۡرِهُوۡا فَتَیٰتِكُمۡ عَلَی الۡبِغَآءِ۔ ۷

ترجمہ۔ اپنی باندیوں کو زنا کرنے پر مجبور نہ کرو جبکہ وہ پاکدامن رہنا چاہیں۔

ظہار کرنے کا شرعی حکم:

ظہار۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ظ۔ ھ۔ ر) سے مشتق ہے۔

ظہار۔ کے معنی شدت، غلبے، ظاہر اور پشت کے ہیں۔ ۸؎

محرمات ابدیہ یعنی جن سے نکاح حرام ہے جیسے ماں، بیٹی، بہن وغیرہ اور ان کے جسم کا وہ حصہ جو دیکھنا جائز نہیں ہے اس حصہ کے ساتھ اپنی بیوی کو تشبیہ دینا جیسے تو میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے یہ

واضح اور صاف طور پر ظہار ہے اگر چہ ظہار سے نکاح نہیں ٹوٹتا ہے لیکن کفارہ ادا کئے بغیر وہ اپنی بیوی کے ساتھ قربت نہیں کرسکتا اور ظہار کا کفارہ بھی ایلاء کے کفارے جیسا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، زمانہ جاہلیت میں اگر کوئی اپنی بیوی سے یہ کہہ دیتا کے تم میرے لئے میری ماں کی پیٹھ جیسی ہو تو وہ بیوی اس شخص پر حرام ہو جاتی۔ عبد بن حمید نے حسنؒ بیان کرتے ہیں، اوس بن صامت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اپنی بیوی سے ظہار کیا، اس وقت ظہار طلاق سے زیادہ سخت اور حرام سمجھا جاتا، جب کوئی شخص اپنی بیوی سے ظہار کر لیتا تو وہ اس کی طرف کبھی نہ لوٹتی۔

زمانہ اسلام میں سب سے پہلے اوس بن صامت ؓ نے ظہار کیا، ان کی چچا زاد خولہ نامی خاتون ان کے نکاح میں تھیں، جنھیں ظہار کر کے انھوں نے اپنے اوپر حرام کیا، تاہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جب یہ معاملہ پہنچا تو اس وقت وحی نازل ہوئی:

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآىٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْ وَ اِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَ زُوْرًا وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ۔ ۹

ترجمہ۔ تم میں سے وہ مرد جو اپنی عورتوں سے اظہار کریں تو وہ ان کی حقیقی ماں نہیں بن جاتیں ان کی حقیقی مائیں تو صرف وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنا ہے اور یقیناً وہ باتوں میں سے بری بات اور جھوٹی بات کہہ رہے ہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ بہت زیادہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔

وَ الَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآىٕهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ۔ ۱۰

ترجمہ۔ جو مرد اپنی عورتوں سے ظہار کریں پھر وہ واپس رجوع کریں اس کی طرف جو انہوں نے کہا تو ایک غلام کی گردن کو آزاد کرنا ہے اس سے پہلے کہ وہ ایک دوسرے کو چھوئیں اس کی تمہیں

نصیحت کی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ۚ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۚ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۚ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔۱۱

ترجمہ۔ پھر جو غلام نہ پائے تو دو مہینے کے لگاتار روزے رکھنا ہے اس سے پہلے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو چھوئیں پھر جو اس کی طاقت نہیں رکھتا ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھلانا ہے یہ اس لیے ہے تاکہ تم ایمان رکھو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر اور یہ اللہ کی مقررہ حدود ہیں اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

یہودیوں کی شرارت:

اہل یہود مسلمانوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کے بہانے سام (موت) کہتے تھے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَ يَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْ لَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ۚ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۔۱۲

ترجمہ۔ جب وہ آپ کے پاس آتے ہیں تو آپ کے پاس آتے ہیں تو آپ کو سلام کرتے ہیں اس سلام سے جس کے ساتھ اللہ نے ان کو سلام نہیں سکھلایا اور وہ کہتے ہیں اپنے دلوں میں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں عذاب کیوں نہیں دیتا ان باتوں کی وجہ سے جو ہم کہہ رہے ہیں ان کے لیے جہنم کافی ہے جس میں وہ داخل ہوں گے پھر وہ بری لوٹنے کی جگہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہتے سام علیکم یعنی تم پر موت ہو، پھر اپنے دلوں میں کہتے؛

لو لا یعذبنا اللہ بما نقول۔

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ ہم کو عذاب کیوں نہیں دیتے جو ہم کہتے ہیں؟ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

وَاِذَا جَآءُوۡكَ حَيَّوۡكَ بِمَا لَمۡ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ۔

ترجمہ۔ اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے لفظ سے سلام کرتے ہیں جو اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلام کے لیے استعمال نہیں کیا۔ ۱۳؎

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں، ایک یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کے پاس آیا اور کہا السام علیکم تم پر موت ہو، تو صحابہ کرام ؓ نے ان کو جواب دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیا تم جانتے ہو اس نے کیا کہا؟ صحابہ ؓ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس یہودی کو بلا کر پوچھا، کیا تو نے السام علیکم کہا تھا یعنی (تم پر موت ہو)؟ اس یہودی نے کہا ہاں، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب اہل کتاب میں سے تم کو کوئی سلام کرے تو تم کہو (وعلیکم) تم پر وہی جو تو نے کہا۔ آیت ۔وَاِذَا جَآءُوۡكَ حَيَّوۡكَ بِمَا لَمۡ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ۔ ۱۴؎

حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں، ایک یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہا السام علیکم اے ابو القاسم، حضرت عائشہ ؓ نے جب یہ سنا تو آپ ؓ نے فرمایا! تم پر موت اور لعنت ہو، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے عائشہ اللہ تعالیٰ فحش گوئی اور بدکلامی کو ناپسند کرتا ہے، اس پر حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا! کیا آپ نے نہیں سنا جو وہ کہہ رہے تھے السام علیکم آپ پر موت ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیا تم نے نہیں سنا جو کچھ میں نے کہا یعنی وعلیکم (اور تم پر بھی ایسے ہو، اس پر اس آیت کا نزول ہوا!

وَاِذَا جَآءُوۡكَ حَيَّوۡكَ بِمَا لَمۡ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ۔ ۱۵

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، منافقین جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کرتے تو کہتے سام علیک تو یہ آیت نازل ہوئی۔ وَاِذَا جَآءُوۡكَ حَيَّوۡكَ بِمَا لَمۡ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ۔ ۱۶؎

مجلس میں آنے والے کے لیے کشادگی پیدا کرنا:

ہر مجلس میں اٹھنے اور بیٹھنے کے کچھ آداب ہیں جن کو ملحوظ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے تاہم آداب مجلس اور نشت و برخاست کے حوالے سے بھی واضح احکامات دیئے گئے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَ اِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۔۱۷

ترجمہ۔اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے کے تم مجلس میں کشادگی کروتوتم کشادگی کرو اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کشادگی کرے گا اور جب کہا جائے کے تم اٹھ جاؤ تو تم اٹھ جاؤ تو اللہ تعالیٰ تم میں سے ایمان والوں کے درجات بلند کرے گا اور جن کو علم دیا گیا ان کے لیے بلند درجات ہیں اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہیں۔

مقاتل بن حیانؒ بیان کرتے ہیں ، یہ آیت جمعہ کے دن نازل ہوئی ، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحاب صفہ کے درمیان تشریف فرما تھے جگہ تنگ تھی ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مہاجرین اور انصار میں سے اصحاب بدر کا اکرام فرماتے تھے ، ایسے میں کچھ اصحاب بدر مجلس میں آئے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا ، جس کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا ، لیکن جگہ کی تنگی کے باعث وہ کھڑے تھے ، اصحاب بدر کا اس طرح سے کھڑا رہنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھاری گزرا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ارگرد کے مہاجرین اور انصار میں سے اتنے لوگوں کو اٹھایا جتنے اصحاب بدر تھے ، پھر اصحاب بدر کو ان جگہوں پر بیٹھایا ، تاہم جن کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجلس سے اٹھایا ان کو بھی یہ بات بھاری گذری ۔۱۸ے

حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! کوئی شخص کسی کو اس کے بیٹھنے کی جگہ سے کھڑا کرے خود نا اس جگہ میں بیٹھ جائے اور تم آنے والوں کے لیے جگہ کشادہ اور وسیع کردو ۔۱۹ے

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں ، آیت ۔ يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۔

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ تم میں سے ایمان والوں کو اور ان لوگوں کو جن کو علم دین عطا کیا گیا آخرت میں درجات بلند فرمائے گا یعنی اللہ تعالی اہل علم کے درجات کو بلند فرمائے گا۔ ۲۰

آیت نجوی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو سے قبل اللہ تعالی نے مومنین کو صدقہ کی ہدایت فرمائی۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةًؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ اَطْهَرُؕ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ ۲۱

ترجمہ۔ اے ایمان والو! جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرگوشی کرو تم تمہاری سرگوشی سے تم تمہاری سرگوشی سے پہلے کچھ صدقہ پہلے کرلو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اور زیادہ پاکیزگی والا ہے پھر اگر تم نہ پاؤ تو یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والے نہایت رحم والے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں،

آیت۔اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ۔ترجمہ۔ جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرگوشی کرو۔

اس سے مراد وہ مسلمان ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بکثرت سوالات پوچھتے یہاں تک کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ معاملہ سخت گزرتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے چاہا کے اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سے اس بوجھ کو ہلکا کردیں چنانچہ سرگوشی سے پہلے صدقہ کرنے کا حکم فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ حکم فرمایا تو بہت سے لوگ سوال کرنے سے اور مسائل پوچھنے سے رک گئے، تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی!

ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍؕ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗؕ وَ اللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ ۲۲

ترجمہ۔ کیا تم اس سے ڈر گئے کے تم تمہاری سرگوشی سے پہلے صدقات کردو پھر جب تم نے ایسا نہیں

کیا اور اللہ نے تمہیں معاف کر دیا تو تم نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ اور اللہ کے رسول کا کہنا خوشی سے مانو اور اللہ تعالیٰ باخبر ہے ان کاموں سے جو تم کرتے ہو۔ ۲۳

امیر المومنین حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ بیان کرتے ہیں، جب یہ آیت۔

ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ اللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ ۲۴

ترجمہ۔ کیا تم اس سے ڈر گئے کہ تم تمہاری سرگوشی سے پہلے صدقات کر دو پھر جب تم نے ایسا نہیں کیا اور اللہ نے تمہیں معاف کر دیا تو تم نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ اور اللہ کے رسول کا کہنا خوشی سے مانو اور اللہ تعالیٰ باخبر ہے ان کاموں سے جو تم کرتے ہو۔

تو مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تو ایک دینار کے بارے میں کیا رائے رکھتا ہے میں نے عرض کیا وہ اس کی طاقت نہ رکھیں گے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نصف دینار کے بارے میں کیا رائے ہے؟ میں نے عرض کیا وہ اس کی بھی طاقت نہیں رکھیں گے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کتنا ہونا چاہیے؟ میں نے عرض کیا ایک جو، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک تو بڑی بے رغبتی کرنے والا ہے پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ فرمایا!

ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ اللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ ۲۵

ترجمہ۔ کیا تم اس سے ڈر گئے کہ تم تمہاری سرگوشی سے پہلے صدقات کر دو پھر جب تم نے ایسا نہیں کیا اور اللہ نے تمہیں معاف کر دیا تو تم نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ اور اللہ کے رسول کا کہنا خوشی سے مانو اور اللہ تعالیٰ باخبر ہے ان کاموں سے جو تم کرتے ہو۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں، میری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس امت سے تخفیف فرما دی۔ ۲۶

حضرت علیؑ بیان کرتے ہیں، میرے علاوہ کسی نے اس آیت کے مطابق عمل کیا یہاں تک کے یہ

حکم منسوخ ہو گیا۔ آیت نجوی کا حکم صرف ایک ساعت کے لیے تھا۔ ۲۷؎

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں، اللہ کی کتاب میں ایک آیت ایسی بھی ہے جس پر مجھ سے پہلے کسی نے عمل نہیں کیا اور نہ ہی میرے بعد اس پر کوئی عمل کرے گا اور وہ آیت نجوی ہے۔ ۲۸؎

حضرت علی بن ابی طالبؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرگوشی سے قبل ایک دینار صدقہ کر دیا تھا پھر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرگوشی کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دس خصائل کے بارے میں پوچھا، اس کے بعد اس آیت سے رخصت نازل ہو گئی۔ ۲۹؎

مقاتلؒ بیان کرتے ہیں، مالدار افراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے طویل سرگوشیاں کیا کرتے، اور مجلس میں موجود غریب لوگوں پر غالب آجاتے، یہاں تک کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے دیر تک بیٹھنے اور لمبی سرگوشیوں کو ناپسند فرماتے، اس پر اللہ تعالی نے ان آیات کو نازل فرمایا، تاہم سب سے پہلے اس آیت کے حکم پر حضرت علیؓ نے عمل کیا پھر یہ آیت منسوخ کر دی گئی۔ ۳۰؎

حزب شیاطین/ شیاطین کا گروہ:

شیاطین کے گروہ اور اس کی پشت پناہی کرنے والوں کے لئے ارشاد خداوندی ہے!

أُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ۔ ۳۱

ترجمہ۔ شیطان کا گروہ ہیں سنو یقیناً شیطان کا گروہ ہی خسارہ اٹھانے والا ہے۔

شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ:

شَيْطٰنٍ۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ش۔ط۔ن) سے مشتق ہے۔

شیطن۔ کے معنی مضبوط بٹی ہوئی رسی کے ہیں۔

شیطان۔ کے معنی مخالفت اور سرکشی کے بھی ہیں۔

شیطان۔ کے ایک معنی اللہ کی رحمت سے دور اور زندگی کی خوش گواریوں سے محروم۔ ۳۲؎

رجیم۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ر۔ج۔م) سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ہیں سنگسار کرنا، قتل کرنا، دھتکارنا وغیرہ۔

شیطن ۔عربی زبان میں نہایت بدصورت سانپ کو بھی کہا جاتا ہے۔ ۳۳؎

رءوس شیاطین ۔سے مراد ناگ پھنی یا تھوہر کا درخت ۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

طَلۡعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوۡسُ الشَّيٰطِيۡنِ ۔ ۳۴

ترجمہ۔(جہنم) کے پھل ایسے ہیں جیسے سانپوں کے پھن۔

علماء لغات نے شیطان کے لغوی معانی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کے اس لفظ کا ماخذ شیط ،شاط یا یشیط ہے اسی لئے اس کے معنی جل جانا، ہلاک ہوجانے یا تیل کا اس قدر گرم ہوکر اس میں آگ کا لگ جانا ہے۔

شیطان ۔کے ایک معنی سرکش شعلے اور تخریب کاری کے بھی ہیں۔

قرآنی تعلیمات کی رو سے اللہ تعالی کے احکامات کی خلاف ورزی اور سرکشی کرنے والی ہر قوت طاغوت یعنی شیطان ہے۔

تاہم طاغوت ہر غیر خداوندی قوت کا نام ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا يُقَاتِلُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ‌ۚ وَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا يُقَاتِلُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ الطَّاغُوۡتِ فَقَاتِلُوۡۤا اَوۡلِيَآءَ الشَّيۡطٰنِ‌ ۚ اِنَّ كَيۡدَ الشَّيۡطٰنِ كَانَ ضَعِيۡفًا ۔ ۳۵

ترجمہ۔جو لوگ ایمان لائے وہ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا وہ شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں، سوتم شیطان کے دوستوں سے جنگ کرو بلاشبہ شیطان کی تدبیر ضعیف ہے۔

لَاۤ اِكۡرَاهَ فِى الدِّيۡنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشۡدُ مِنَ الۡغَىِّ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشۡدُ مِنَ الۡغَىِّ فَمَنۡ يَّكۡفُرۡ بِالطَّاغُوۡتِ وَيُؤۡمِنۡۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسۡتَمۡسَكَ بِالۡعُرۡوَةِ الۡوُثۡقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا‌ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ۔ ۳۶

ترجمہ۔نہیں ہے زبردستی دین میں، ظاہر ہو چکی ہے ہدایت گمراہی سے ممتاز ہوکر، سو جو شخص منکر ہو طاغوت اور ایمان لائے اللہ پر تو بے شک اس نے مضبوط حلقہ پکڑ لیا، جو ٹوٹنے والا نہیں ہے اور

اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

حضرت عمر بن خطابؓ بیان کرتے ہیں، طاغوت سے مراد شیطان ہے۔ ۳۷

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں ، طاغوت سے مراد کاھن جن پر شیاطین اترتے ہیں۔ ۳۸

عکرمہؒ بیان کرتے ہیں، طاغوت سے مراد کاھن ہے۔ ۳۹

ابوالعالیہؒ بیان کرتے ہیں، طاغوت سے مراد ساحر ہے۔ ۴۰

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، طاغوت سے مراد وہ شیطان ہے جو انسانی صورت میں ہو، لوگ اس کی طرف فیصلے لے جاتے ہوں، اور وہ ان کے معاملات کا مالک ہو۔ ۴۱

مالک بن انسؒ بیان کرتے ہیں ، طاغوت سے مراد وہ (شیاطین) ہیں جن کی عبادت کی جاتی ہے۔ ۴۲

علامہ سمرقندی نے کشف البیان میں کعب بن احبارؒ سے روایت کیا ہے، شیطان کا نام پہلے آسمان پر عابد، دوسرے آسمان پر زاہد، تیسرے آسمان پر عارف، چوتھے آسمان پر ولی پانچویں آسمان پر تقی، چھٹے آسمان پر خازن، ساتویں آسمان پر عزازئیل اور لوح محفوظ پر ابلیس درج ہے۔

شیطان کی کنیت ابومرۃ ہے، جو اس کے ایک مرۃ نامی بیٹے کے نام پر ہے۔

شیاطین کی اولاد:

مجاہد بیان کرتے ہیں! اللہ نے ابلیس کی داہنی ران میں ذکر اور بائیں ران میں فرج بنائی ہے تاہم شیطان اپنی دونوں رانوں کو ملا کر جماع کرتا ہے اور دن میں دس انڈے دیتا ہے اور ہر انڈے سے ۷۰ شیطان اور ۷۰ شیطانیہ پیدا ہوتے ہیں اور وہ بچوں کی طرح چہچہاتے ہوئے اڑ جاتے ہیں۔ ۴۳

شیطان کی کل اولادوں کی تعداد تو معلوم نہیں لیکن اس کی کچھ مشہور اولادیں درج ذیل ہیں۔

۱۔ لاقس۔ ۲۔ دلہان۔ یہ دونوں طہارت اور نماز میں وسوسہ پیدا کرتے ہیں۔

۳۔ مرۃ۔

۴۔ زلنبور۔ یہ لوگوں کے دلوں میں بازاروں کی محبت کو کومزین کرتا ہے، سامان کی جھوٹی تعریف اور جھوٹی قسمیں کھلوانے کی ذمہ داری اسی شیطان کی ہے۔

۵۔ بتر۔ یہ مشکل اور پریشانی میں لوگوں سے آہ وزاری، ماتم اور منہ پر طماچے اور گریبان چاک کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

٦۔ اعور۔ یہ لوگوں کو زنا کاری پر ابھارتا ہے اور مردوں اور عورتوں کے جنسی اعضاء میں پھونک مار کر انھیں شہوت کی جانب آمادہ اور برانگیختہ کرتا ہے۔

۷۔ مطروس۔ جھوٹی افواہیں اور خبریں پھیلانا اور لوگوں میں خوف وہراس بڑھانے کی ذمہ داری اسی شیطان کی ہے۔

۸۔ داسم۔ اگر کوئی شخص اپنے گھر میں بغیر سلام کئے داخل ہوتا ہے تو یہ شیطان بھی اس شخص کے ساتھ گھر میں داخل ہوتا ہے اور گھر والوں کے درمیان لڑائی اور جھگڑے کو بڑھاتا ہے۔ ۴۴؎

۹۔ خنزرب۔ تلاوت قرآن میں حائل ہونے والا شیطان۔

مندرجہ بالا شیاطین اور ان کی آل اولاد سے حفاظت اور اللہ کی پناہ میں آنے کے لئے اللہ نے تمام مسلمانوں کو اعوذ باللہ من الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھنا سیکھائی ہے، جب انسان یہ دعا پڑھ لیتا ہے تو پھر وہ انسان اللہ کی حفاظت میں آجاتا ہے اور الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ پاتا ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ ۴۵

ترجمہ۔ سو جب آپ قرآن پڑھنے لگیں تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کریں۔

عثمان بن ابی عاصؓ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا، میری اور میری تلاوت قرآن کے درمیان شیطان حائل ہوجاتا ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس شیطان کا نام خنزب ہے، جب تم اس کو محسوس کرو تو تم اعوذ باللہ من الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھ لیا کرو اور اپنی بائیں جانب تین بار تھک تھکا دیا کرو۔ ۴٦؎

ارشادات خداوندی:

اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۔ ۴۷

ترجمہ۔ بلاشبہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

یٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّیْطٰنَ اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِیًّا ۔ ۴۸

ترجمہ۔ (ابراہیم نے کہا) اے میرے باپ تم شیطان کی پرستش نہ کرو، بلاشبہ شیطان الرَّحمٰنِ کا نافرمان ہے۔

وَ اِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَ اِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۔ ۴۹

ترجمہ۔ اور جب یہ لوگ ان سے ملتے ہیں جو ایمان لائے تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے اور جب تنہائیوں میں اپنے شیطانوں کے پاس ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کے بے شک ہم تو تمہارے ساتھ ہیں، ہم تو صرف مذاق بنانے والے ہیں۔

فَاَزَلَّهُمَا الشَّیْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا کَانَا فِیْهِ ۔ ۵۰

ترجمہ۔ شیطان نے ان دونوں کو درخت کے ذریعہ سے لغزش دی۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۔ ۵۱

ترجمہ۔ اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ، اور شیطان کے قدموں کے پیچھے نہ چلو، بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَ یَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَ اللّٰهُ یَعِدُکُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَ فَضْلًا وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۔ ۵۲

ترجمہ۔ شیطان تم کو ڈراتا ہے تنگدستی سے، اور حکم دیتا ہے تمہیں فحش کاموں کا، اور اللہ وعدہ فرماتا ہے تم سے اپنی طرف سے مغفرت کا اور فضل کا، اور اللہ وسعت والا ہے خوب جاننے والا ہے۔

وَ مَنْ یَّکُنِ الشَّیْطٰنُ لَهٗ قَرِیْنًا فَسَآءَ قَرِیْنًا ۔ ۵۳

ترجمہ۔اور شیطان جس کا ساتھی ہو سو وہ بہت برا ساتھی۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِۚ وَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْۤا اَوْلِیَآءَ الشَّیْطٰنِۚ اِنَّ کَیْدَ الشَّیْطٰنِ کَانَ ضَعِیْفًا۔ ۵۴

ترجمہ۔جو لوگ ایمان لائے وہ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا وہ شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں، سو تم شیطان کے دوستوں سے جنگ کرو بلاشبہ شیطان کی تدبیر ضعیف ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ ۵۵

ترجمہ۔اے ایمان والو! بات یہی ہے کے شراب اور جوا اور بت اور جوئے کے تیر گندی چیزیں ہیں شیطان کے کاموں میں سے ہیں لہٰذا تم ان سے بچو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ وَ یَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ۔ ۵۶

ترجمہ۔شیطان یہی چاہتا ہے کے شراب اور جوئے کے ذریعہ تمہارے آپس میں دشمنی اور بغض واقع کر دے اور تمہیں اللہ کی یاد سے اور نماز سے روک دے سو کیا تم باز آنے والے ہو۔

فَلَوْ لَاۤ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَ لٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ۔ ۵۷

ترجمہ۔سو کیوں انہوں نے عاجزی نہ کی۔ جب ان پر ہمارا عذاب آیا، لیکن ان کے دل سخت ہو گئے اور شیطان نے ان کے اعمال کو مزین کر کے دکھلایا۔

وَ لَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ یُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ وَ اِنَّهٗ لَفِسْقٌؕ وَ اِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰۤى اَوْلِیٰٓـِٕهِمْ لِیُجَادِلُوْكُمْۚ وَ اِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ

اِنَّکُمۡ لَمُشۡرِکُوۡنَ ۔۵۸

ترجمہ۔مت کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام ذکر نہیں کیا گیا اور بے شک وہ گناہ ہے اور بلاشبہ شیاطین اپنے دوستوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں تا کہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم نے ان کا کہا مانا تو بیشک تم مشرک ہو جاؤ گے۔

اِنَّہٗ لَیۡسَ لَہٗ سُلۡطٰنٌ عَلَی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَلٰی رَبِّہِمۡ یَتَوَکَّلُوۡنَ۔۵۹

ترجمہ۔بلاشبہ بات یہ ہے کے شیطان کا زور ان لوگوں پر نہیں ہے جو ایمان لائے اور اپنے بھروسہ رکھتے ہیں۔

اِنَّ الۡمُبَذِّرِیۡنَ کَانُوۡۤا اِخۡوَانَ الشَّیٰطِیۡنِ ؕ وَ کَانَ الشَّیۡطٰنُ لِرَبِّہٖ کَفُوۡرًا ۔۶۰

ترجمہ۔بے شک مال کو بے جا اڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔

قَالَ اَرَءَیۡتَکَ ہٰذَا الَّذِیۡ کَرَّمۡتَ عَلَیَّ ۫ لَئِنۡ اَخَّرۡتَنِ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ لَاَحۡتَنِکَنَّ ذُرِّیَّتَہٗۤ اِلَّا قَلِیۡلًا ۔۶۱

ترجمہ۔(شیطان نے کہا) آپ ہی بتایئے یہ جس پر آپ نے مجھ پر فوقیت دی ہے، اگر آپ نے مجھے قیامت کے دن تک مہلت دی تو میں تھوڑے سے افراد کے علاوہ (آدم) کی پوری ذریت کو اپنے قابو میں کرلوں گا۔

قَالَ اذۡہَبۡ فَمَنۡ تَبِعَکَ مِنۡہُمۡ فَاِنَّ جَہَنَّمَ جَزَآؤُکُمۡ جَزَآءً مَّوۡفُوۡرًا ۔۶۲

ترجمہ۔فرمایا جا ان میں سے جو کوئی شخص تیرے پیچھے چلے گا تو تم سب کی جزا جہنم ہے جو پوری سزا ہو گی۔

وَ اسۡتَفۡزِزۡ مَنِ اسۡتَطَعۡتَ مِنۡہُمۡ بِصَوۡتِکَ وَ اَجۡلِبۡ عَلَیۡہِمۡ بِخَیۡلِکَ وَ رَجِلِکَ وَ شَارِکۡہُمۡ فِی الۡاَمۡوَالِ وَ الۡاَوۡلَادِ وَعِدۡہُمۡ وَ مَا

يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۔۶۳

ترجمہ۔اوران میں سے جس پر تیرا قابو چلے اپنی پکار سے ان کے قدم اکھاڑ دینا اوران پر اپنے سوار اور پیادے چڑھا لانا اوران کے اموال اور اولاد میں اپنا ساجھا کر لینا اوران سے وعدے کرنا،اورشیطان ان سے جو وعدہ کرتا ہے وہ صرف دھوکہ ہی ہوتے ہیں۔

اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ وَ كَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ۔۶۴

ترجمہ۔بلا شبہ میرے بندوں پر تیرازور نہ چلے گا اور آپ کا رب کارساز ہونے کے لئے کافی ہے۔

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۔۶۵

ترجمہ۔بلا شبہ شیطان تمہارا دشمن ہے سوتم اسے اپنا دشمن سمجھتے رہو،وہ اپنے گروہ کواسی لیے بلاتا ہے تا کہ وہ دوزخیوں میں سے ہو جائیں۔

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْۗءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۔۶۶

ترجمہ۔ان کا حال اس شیطان کے حال کی طرح ہے جب وہ انسان سے کہتا ہے کے کفر کر لے جب وہ کفر کر لیتا ہے تو شیطان کہتا ہے کے میں تجھ سے بری ہوں کے میں اللّٰہَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ سے ڈرتا ہوں۔

فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ۔۶۷

ترجمہ۔موسی نے اس کا کام تمام کر دیا۔موسیٰ نے کہا یہ شیطانی حرکت ہے،بلا شبہ وہ دشمن ہے گمراہ کرنے والا ہے۔

وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۔۶۸

ترجمہ۔بعض شیاطین ایسے تھے جو (سلیمان) کے لئے غوطہ لگاتے،اوراس کے علاوہ دوسرے کام بھی کرتے تھے۔

وَ الشَّیٰطِیۡنَ کُلَّ بَنَّآءٍ وَّ غَوَّاصٍ ۔۶۹

ترجمہ۔ان کے لئے شیاطین مسخر کردیئے ہر بنانے والا اور غوطہ لگانے والا۔

وَ اذۡکُرۡ عَبۡدَنَاۤ اَیُّوۡبَ ۘ اِذۡ نَادٰی رَبَّہٗۤ اَنِّیۡ مَسَّنِیَ الشَّیۡطٰنُ بِنُصۡبٍ وَّ عَذَابٍ ۔۷۰

ترجمہ۔ ہمارے بندے ایوب کو یاد کیجئے جبکہ انہوں نے اپنے رب کو پکارا بے شک مجھے شیطان نے دکھ اور آزار پہنچایا ہے۔

اِذۡ یُغَشِّیۡکُمُ النُّعَاسَ اَمَنَۃً مِّنۡہُ وَ یُنَزِّلُ عَلَیۡکُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَہِّرَکُمۡ بِہٖ وَ یُذۡہِبَ عَنۡکُمۡ رِجۡزَ الشَّیۡطٰنِ وَ لِیَرۡبِطَ عَلٰی قُلُوۡبِکُمۡ وَ یُثَبِّتَ بِہِ الۡاَقۡدَامَ ۔۷۱

ترجمہ۔جب چین دینے کے لئے اللہ اپنی طرف سے تم پر اونگھ طاری فرمارہا تھا اور تم پر آسمان سے پانی نازل فرمارہا تھا کہ تمہیں پاک کردے اور تم سے شیطان کے وسوسے کو دور فرمادے اور تا کہ تمہارے دلوں کو مضبوط کردے اور اس کے ذریعہ قدموں کو جمادے۔

وَ لَقَدۡ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡیَا بِمَصَابِیۡحَ وَ جَعَلۡنٰہَا رُجُوۡمًا لِّلشَّیٰطِیۡنِ وَ اَعۡتَدۡنَا لَہُمۡ عَذَابَ السَّعِیۡرِ ۔۷۲

ترجمہ۔ہم نے قریب والے آسمان کو چراغوں سے آراستہ کیا ہے، اور ہم نے ان کو شیطانوں کے مارنے کا ذریعہ بنادیا ہے، اور ہم نے ان کے لیے دوزخ کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

وَ حِفۡظًا مِّنۡ کُلِّ شَیۡطٰنٍ مَّارِدٍ ۔۷۳

ترجمہ۔حفاظت کی ہے ہر سرکش شیطان سے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، کافر کے لیے قبر کے اندر جنت کی طرف ایک شگاف کسی قدر کھول دیا جاتا ہے، جس سے وہ جنت کی نعمتوں اور اس کی تر و تازگی کو دیکھتا ہے، پھر اس سے کہا جاتا ہے کے یہ وہ چیزیں ہیں، جن کا رخ اللہ نے تیری طرف سے پھیر دیا ہے۔ پھر دوزخ کی

طرف بھی ایک شگاف کھول دیا جاتا ہے، تاہم جب کافر دوزخ کی طرف آگ کے شعلے آپس میں لپٹتے دیکھتا ہے، کافر سے یہ کہا جاتا ہے یہ تیرا ٹھکانہ ہے۔ ۷۴؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے ہر ایک کے دو گھر ہیں۔ ایک جنت میں دوسرا دوزخ میں۔ جو شخص مرنے کے بعد دوزخ میں چلا جاتا ہے، اس کے جنت والے گھر کے وارث اہل جنت ہو جاتے ہیں اللہ نے انہیں کے متعلق فرمایا ہے:

أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ۔ ۷۵؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے تم سب کے ساتھ ایک ساتھی جن کو مقرر کیا ہے، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ کے ساتھ بھی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہاں میرے ساتھ بھی مگر اللہ تعالی نے اسے مسلمان کر دیا ہے اور وہ مجھ کو خیر کا حکم دیتا ہے۔ ۷۶؎

وھب بن منبہؒ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کوئی سے دو انسان ایسے نہیں جن کے ساتھ ایک شیطان مقرر نہ ہو، وہ شیطان کافر کے ساتھ کھانے، پینے اور سونے میں اس کے بستر میں اس کے ساتھ شریک رہتا ہے، لیکن وہ شیطان مومنین سے دور رہتا ہے، وہ مومنین کی غفلت کا انتظار کرتا ہے، چنانچہ جیسے ہی مومن غافل ہوتا ہے وہ شیطان اس پر غلبہ پاتا ہے۔

شیطان کو دو آدمی بہت پسند ہیں بہت کھانے والا اور بہت سونے والا۔ ۷۷؎

حضرت ابو قتادہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے، اور حلم (براخواب جس میں گھبراہٹ ہو) شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، اس لئے جب تم میں سے کوئی شخص براخواب دیکھے تو جاگنے کے بعد بائیں جانب (الٹی طرف) تین بار تھک تھکا دے اور اس خواب کی برائی سے اللہ کی پناہ مانگے، اس طرح سے یہ خواب اس شخص کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔ ۷۸؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! غصہ شیطان کے سبب سے پیدا ہوتا ہے کیونکہ شیطان کو آگ سے پیدا کیا گیا ہے، جبکہ آگ پانی کو بجھاتی ہے، لہٰذا جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو وہ وضو کر لے۔ ۷۹؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کے بارے میں پوچھا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ شیطان کی جانب سے ایک ڈاکہ ہے جو وہ بندے کی نماز پر ڈالتا ہے۔ ۸۰؎

حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے ہر شخص کو چاہیے کے وہ اپنے سیدھے ہاتھ سے کھائے، پیے، دین لین بھی سیدھے ہاتھ سے کرے، کیونکہ شیطان الٹے ہاتھ سے کھاتا، پیتا اور دین لین کرتا ہے۔ ۸۱؎

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب تم میں سے کسی شخص کو دوران نماز جمائی آئے تو وہ جس قدر ممکن ہو اس کو روکے کیونکہ جمائی لیتے وقت جب منہ کھلتا ہے تو شیطان منہ کے اندر داخل ہو جاتا ہے۔ ۸۲؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! انسان جب سجدہ تلاوت کی تلاوت اور پھر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتے ہوئے بھاگ جاتا ہے، اور کہتا ہے ہے، ہائے انسان کو سجدہ کو حکم ملا اور اس نے سجدہ کر لیا جس کی وجہ سے وہ جنت کا مستحق ٹھہرا اور ایک میں ہوں جب مجھے سجدے کا حکم ملا تو میں نے انکار کیا اور میرے لئے جہنم ہے۔ ۸۳؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! شیطان کو گالی نا دو بلکہ اللہ سے اس کے شر سے پناہ مانگو۔ ۸۴؎

حضرت ثعلبہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوران سفر جب کہیں پڑاؤ ڈالا جاتا اور لوگ اپنی پسندیدہ جگہوں کا انتخاب کر کے ادھر ادھر بکھر جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حرکت کو ناپسند فرماتے اور کہتے! تمھارا اس طرح گھاٹیوں اور میدانوں میں منتشر ہونا صرف شیطان کی وجہ سے ہے۔ ۸۵؎

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ابلیس اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے پھر وہ اپنے لشکر روآنہ کرتا ہے، اس کے نزدیک سب سے زیادہ مقرب وہ شیطان ہوتا ہے جو سب سے زیادہ فتنہ پیدا کرتا ہے چنانچہ شیطان اس وقت بے حد خوش ہوتا ہے جب دو میاں بیوی جدا ہو جاتے ہیں۔ ۸۶؎

میاں بیوی کا رشتہ شیطان کو سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے کیونکہ نکاح نصف ایمان ہے، جبکہ

شیطان انسان کے ایمان کا سخت دشمن ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو کبوتر کا پیچھا (کبوتر بازی) کرتے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ایک شیطان دوسرے شیطان کے پیچھے دوڑا جا رہا ہے۔۸۷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! شیطان انسان کے خون میں گردش کرتا ہے۔۸۸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! عجلت اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے۔۸۹

شام کو شیطان گھر میں داخل نہ ہو سکے:

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! رات کو دروازے بند کر دو، برتن ڈھانپ دیا کرو یا انھیں الٹا کر کے رکھ دو اور اگر انھیں ڈھانپنے کے لئے کچھ نہ ملے تو اللہ کا نام لے کر لکڑی ہی اس پر رکھ دو، مشکیزوں کے منہ باندھ دو اور چراغ کو بجھا دو کیونکہ شیطان نہ دیوار پھلانگ سکتا ہے نہ بن دروازوں کو کھول سکتا ہے اور نا ہی برتن کے ڈھکن کو اٹھا سکتا ہے اور نہ ہی کسی بندھی ہوئی چیز کا تسمہ کھول سکتا ہے۔۹۰

حزب شیاطین/ شیاطین کا گروہ:

أُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ۔۹۱

ترجمہ۔حزب شیطان یقیناً حزب شیطان (شیطان کا گروہ) ہی خسارہ اٹھانے والا ہے۔

حزب شیطان سے مراد شیطان کی پارٹی کے لوگ، شیطان کی پارٹی خالص شیاطین کے لئے کام کرتی ہے، ان کے جھنڈے تلے چلتی، ان کے نام سے کام کرتی اور ان کے مقاصد پورے کرتی، تاہم یہ پارٹی خالص شر اور سراسر خسارے میں ہے۔

اگر چہ یہ بہت شدید اور سخت تنقیدی حملہ ہے جو منافقین پر کیا گیا ہے، تاہم اس سخت تنقیدی حملے کی ضرورت اسی لئے پیش آئی کیونکہ منافقین مسلمانوں کے خلاف دن رات یہودیوں سے مل کر انتہائی خطرناک سازشوں اور تدابیر میں مصروف رہتے کیونکہ منافقین یہودیوں کے ہاں پناہ لیتے

اور یہ سمجھتے کے یہودی ایک قابل قدر قوت ہیں، جن سے لوگ ڈرتے ہیں، دوسری جانب منافقین کی تمام امیدوں کا محور یہی اہل یہود تھے، اسی غرض سے وہ ان سے مشورہ اور معاونت بھی طلب کرتے۔

مذکورہ بالا آیت میں موجود اس تنقیدی حملے سے مسلمانوں کو دلی اطمینان حاصل ہوا، کیونکہ اللہ تعالی مسلمانوں کو سپر پاور سے مایوس فرماتے ہوئے کہتا ہے کے ان یہودیوں پر تو ذلت اور شکست لکھ دی گئی ہے جبکہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی غالب رہیں گے۔ ۹۲

حضرت سعید جزریؒ بیان کرتے ہیں، آیت **نقیض له شیطنا** سے مراد ان پر شیطان کو مسلط کر دیا جاتا ہے یعنی کافر جب قیامت کے دن اپنی قبر سے اٹھے گا تو شیطان اس کا ہاتھ پکڑے ہوگا اور وہ اس سے جدا نہ ہوگا یہاں تک کے دونوں کو اللہ تعالیٰ آگ کی طرف پہنچا دیں گے اس وجہ سے وہ اس وقت کہے گا۔

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ۔ ۹۳

ترجمہ۔ یہاں تک کہ جب ہمارے پاس آئے گا تو کہے گا کہ اے کاش میرے اور تیرے درمیان مشرق اور مغرب والی دوری ہوتی سو تو برا ساتھی تھا۔

لیکن مؤمن کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر ہوگا یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا تو وہ اس کو جنت کی طرف لے جائے گا۔ ۹۴

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، شیطان صرف انھی لوگوں پر تسلط قائم کرتا ہے جو شیاطین سے دوستی لگاتے ہیں اور اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں۔ ۹۵

ارشادات خداوندی ہیں:

اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ۔ ۹۶

ترجمہ۔ شیطان نے ان کے اوپر قابو پالیا، پس انہیں اللہ کی یاد بھلا دی گئی ہے، کیونکہ شیطان ان پر مسلط ہو چکا جس نے انہیں اللہ کی یاد سے غافل کر دیا۔

وَمَنۡ يَّعۡشُ عَنۡ ذِكۡرِ الرَّحۡمٰنِ نُقَيِّضۡ لَهٗ شَيۡطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيۡنٌ۔ ۹۷

ترجمہ۔ جو شخص رحمن کی نصیحت سے اندھا بن جائے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں سو وہ اس کے ساتھ رہتا ہے۔

اُولٰٓئِكَ حِزۡبُ الشَّيۡطٰنِ۔ ۹۸

ترجمہ۔ یہ لوگ حزب شیطان ہیں۔

دور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شیاطین کی جماعت تین گروہوں پر مشتمل تھی۔

ا۔ان میں شیطان کا سب سے طاقتور ہتھیار مشرکین عرب تھے،جنہوں نے اسلام کی شدید مخالفت کی ، یہی نہیں بت پرستی اور باطل معبودوں کی حمایت میں ہر طرح کی قربانیاں دیں ،اپنی گردنیں کٹوائیں اور جنگیں بھی لڑیں۔

۲۔دوسرا گروہ یہود مدینہ کا تھا۔

۳۔تیسرا گروہ منافقین پر مشتمل تھا۔منافقین مسلمانوں کے اندر رہتے ہوئے ان کے خلاف fifth columnists کا کردار ادا کر رہے تھے۔

مذکورہ بالا آیت میں بالخصوص ان ہی لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے، اگر چہ یہ خود کو مسلمان کہتے ہیں اور مسلمانوں کی صفوں میں بیٹھتے ہیں لیکن دراصل یہ حزب شیطان ہیں۔۹۹؎

حزب اللہ:

اللہ کے بے شمار بندے ایسے بھی ہیں جن کا تعلق حزب اللہ یعنی اللہ کے گروہ سے ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اُولٰٓئِكَ حِزۡبُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزۡبَ اللّٰهِ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ۔ ۱۰۰

ترجمہ۔ یہ حزب اللہ (اللہ کا گروہ) ہے،سنو یقیناً حزب اللہ (اللہ کا گروہ) ہی فلاح پانے والا ہے۔

الحزب۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ح۔ز۔ب) سے مشتق ہے۔

الحزب۔کے معنی لوگوں کی جماعت یا قبیلہ۔

الحزب۔کے ایک معنی فریق، گروہ اور جماعت کی ہے۔

الحزب۔ کے معنی پانی پر اترنے کی باری۔
حزب۔ کی جمع احزاب ہے، یعنی کئی قبائل۔
احزاب۔ لوگوں کے وہ قبائل کے جن کی فکر ونظر، دل اور اعمال ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہوں یعنی ہم خیال ہونا، اگرچہ ان میں سے کئی لوگ ایسے بھی ہو سکتے ہیں جو کبھی بھی ایک دوسرے سے نہیں ملے۔
احزاب ۔ ان قبائل یا لوگوں کے گروہ کی سوچ اور فکر میں سختی اور شدت کا عنصر بھی نمایاں ہو۔ ۱۰۱
حزب اللہ سے مراد وہ لوگ، گروہ یا قبائل جو اللہ کے نہایت فرمانبردار بندے ہیں، وہ اللہ کے تمام احکامات کو دل وجان سے نا صرف قبول کرتے ہیں، اس پر عمل کرتے ہیں بلکہ اللہ کی محبت میں شدید تر بھی ہیں، ان کی آپس کی محبت، نفرت اور جنگیں صرف اور صرف اللہ کے لئے ہیں۔
حزب اللہ سے تعلق رکھنے والے افراد قوانین خداوندی کے پابند ہوتے ہیں، چاہے ان کا تعلق کسی بھی ملک، قوم یا قبیلے سے ہو یہ ہر جگہ قانون خداوندی کے پابند ہوتے ہیں۔
قرآنی تعلیمات، اقوام کی تشکیل، نظریات، مقاصد حیات اور نصب العین کی بنیاد پر کرتا ہے۔
اسلامی تعلیمات اور فکر وفلسفے میں وطن، نسل یا زبان غیر اہم ہے۔
اسلام ہر قسم کے کے فرقے اور باطل گروہ کی شدت سے مخالفت کرتا ہے اور اس عمل کو شرک قرار دیتا ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِيَعًا كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ۔ ۱۰۲

ترجمہ۔ (مشرکین) نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور مختلف گروہ میں بٹ گئے، ہر ایک گروہ کے پاس جو کچھ ہے وہ اسی میں خوش ہے۔
یہ بات سمجھنا بہت ضروری ہے کے جب تک اسلام کا نظام مملکت میں مضبوطی سے قائم رہے گا اس وقت تک ممکن ہی نہیں ہے کے مملکت اسلامی میں کوئی فرقہ جنم لے سکے، اس کے برعکس جیسے ہی

دین انفرادی شکل اور حیثیت اختیار کرتا ہے ویسے ہی لاتعداد فرقے اور گروہ جنم لیتے ہیں جو اپنے اپنے انداز سے دین کی تشریحات شروع کر دیتے ہیں۔

اسلامی ریاست کو تمام فرقوں اور گروہ سے پاک کرنے کا صرف اور صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ہے شریعت کا مکمل نفاذ اور قیام صرف یہی ایک صورت ہے اس مشرکانہ نظام (فرقہ واریت) پر قابو پانے کی۔

حوالہ کتب:

۱۔سورہ المجادلہ۔آیت۔۱۔
۲۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۳۔کتاب اسماوالصفات۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داراحیا التراث العربی۔
۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۵۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۶۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۔سورہ النور۔آیت۔۳۳۔
۸۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۹۔سورہ المجادلہ۔آیت۔۲۔
۱۰۔سورہ المجادلہ۔آیت۔۳۔
۱۱۔سورہ المجادلہ۔آیت۔۴۔
۱۲۔سورہ المجادلہ۔آیت۔۸۔
۱۳۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۱۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۵۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۶۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۱۷۔سورہ المجادلہ۔آیت۔۱۱۔
۱۸۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار۔
۱۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۰۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۲۱۔سورہ المجادلہ۔آیت۔۱۲۔
۲۲۔سورہ المجادلہ۔آیت۔۱۳۔
۲۳۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار
۲۴۔سورہ المجادلہ۔آیت۔۱۳۔
۲۵۔سورہ المجادلہ۔آیت۔۱۳۔
۲۶۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۷۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۲۸۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۲۹۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار۔
۳۰۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۱۔سورہ المجادلہ۔آیت۔۱۹۔
۳۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۳۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۳۴۔سورہ الصافات۔آیت۔۶۵۔
۳۵۔سورہ النساء۔آیت۔۷۶۔
۳۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۶۔
۳۷۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۳۸۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار
۳۹۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار
۴۰۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۱۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار
۴۲۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار
۴۳۔تفسیر صاوی۔علامہ الشیخ احمد بن محمد الصاوی المصری المالکی۔ج۔۳۔ص۔۲۴۔سولھواں سیپارہ۔دار الکتب
۴۴۔تفسیر صاوی۔علامہ الشیخ احمد بن محمد الصاوی المصری المالکی۔ج۔۳۔ص۔۱۷۔دار الکتب العربیہ۔
۴۵۔سورہ النحل۔آیت۔۹۸۔
۴۶۔المصنف۔امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۰ھ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۴۷۔سورہ یوسف۔آیت۔۵۔

۴۸۔سورہ مریم۔آیت۔۴۴۔
۴۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۴۔
۵۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۶۔
۵۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۰۸۔
۵۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۶۸۔
۵۳۔سورہ النساء۔آیت۔۳۸۔
۵۴۔سورہ النساء۔آیت۔۷۶۔
۵۵۔سورہ مائدہ۔آیت۔۹۰۔
۵۶۔سورہ مائدہ۔آیت۔۹۱۔
۵۷۔سورہ انعام۔آیت۔۴۳۔
۵۸۔سورہ انعام۔آیت۔۱۲۱۔
۵۹۔سورہ النحل۔آیت۔۹۹۔
۶۰۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۲۷۔
۶۱۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۶۲۔
۶۲۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۶۳۔
۶۳۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۶۴۔
۶۴۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۶۵۔
۶۵۔سورہ فاطر۔آیت۔۶۔
۶۶۔سورہ الحشر۔آیت۔۱۶۔
۶۷۔سورہ القصص۔آیت۔۱۵۔
۶۸۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۸۸۔
۶۹۔سورہ ص۔آیت۔۳۷۔
۷۰۔سورہ ص۔آیت۔۴۱۔
۷۱۔سورہ انفال۔آیت۔۱۱۔
۷۲۔سورہ الملک۔آیت۔۵۔
۷۳۔سورہ الصافات۔آیت۔۷۔
۷۴۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۷۵۔تفسیر مظہری۔مولانا ثناء اللہ عثمانی۔مکتبہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف۔
۷۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۷۷۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔

۷۹۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤدسلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۸۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۸۱۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزیدابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۸۲۔مشکوۃ۔امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ)مطبوعہ اصح المطابع دہلی دارارقم بیروت۔
۸۳۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۸۴۔ جامع الاحادیث الکبیر۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۸۵۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤدسلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۸۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۸۷۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۸۸۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۸۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۹۰۔مسنداحمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۹۱۔سورہ المجادلہ۔آیت۔۱۹۔
۹۲۔فی ظلال القرآن۔سید قطب شہید۔ادارہ منشورات اسلامی منصورہ۔ملتان روڈ۔
۹۳۔سورہ الزخرف۔آیت۔۳۸۔
۹۴۔الدرالمنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۹۵۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ)مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۹۶۔القران۔
۹۷۔سورہ الزخرف۔آیت۔۳۶۔
۹۸۔سورہ المجادلہ۔آیت۔۱۹۔
۹۹۔تفسیر البیان القرآن۔ڈاکٹر اسرار احمد۔مکتبہ رحمانیہ۔اردو بازار لاہور۔
۱۰۰۔سورہ المجادلہ۔آیت۔۲۲۔
۱۰۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۰۲۔سورہ روم۔آیت۔۳۲۔

۵۹۔سورہ الحشر (قیامت)

نام:

الحشر۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معنی قیامت کا دن جبکہ یہ قیامت کا ایک نام بھی ہے، اس سورہ کا دوسرا نام سورہ بنونضیر بھی ہے۔

شان نزول:

سورہ الحشر مدنی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۲۴ ہے جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۳ ہے۔

مضامین:

۱۔یہودیوں کے قبیلے بنونضیر کا ذکر۔
۲۔مہاجرین، انصار اور اہل ایمان کا ذکر۔
۳۔منافقین کی خباثتوں کا ذکر۔
۴۔قرآن کریم کی عظمتوں کا بیان۔
۵۔راہ خدا میں مال کو خرچ کرنے کے فضائل۔

قبیلہ بنونضیر کا محاصرہ اور جلاوطنی:

قبیلہ بن ونضیر کی جلاوطنی کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ

لِاَوَّلِ الْحَشْرِ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَ ظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا وَ قَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَ اَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۔۱

ترجمہ۔جس نے اہل کتاب میں سے کافروں کو نکالا ان کے گھروں سے پہلے اکٹھے کرنے کے وقت میں تم نے گمان نہیں کیا تھا کہ وہ نکلیں گے اور وہ بھی گمان کر رہے تھے کہ ان کو ان کے قلعے اللہ سے بچانے والے ہی پھر اللہ ان کے پاس آیا ایسی جگہ سے جس کا انہوں نے گمان بھی نہیں کیا تھا اور اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا کے وہ اپنے گھروں کو ویران کر رہے تھے اپنے ہاتھوں سے اور ایمان والوں کے ہاتھوں سے بھی پر تم اے بصیر والو عبرت پکڑو۔

وَ لَوْ لَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۔۲

ترجمہ۔اگر اللہ تعالیٰ نے ان کے اوپر جلاوطنی لکھ دی ہوتی تو اللہ تعالیٰ ان کو دنیا میں عذاب دیتا اور ان کے لیے آخرت میں آگ کا عذاب ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ مَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۔۳

ترجمہ۔یہ اس وجہ سے کے انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی اور جو اللہ کی مخالفت کرے گا تو یقیناً اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔

حضرت سعید بن جبیرؒ بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے سامنے کہا سورہ الحشر کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا! تم یہ کیوں نہیں کہتے سورہ النضیر ۔۴

حضرت سعید بن جبیرؒ بیان کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا! سورہ الحشر، قبیلہ بنو نصیر کے بارے میں نازل ہوئی۔۵

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، غزوہ بنو نضیر، غزوہ بدر کے چھ ماہ بعد ہوا، بنو نضیر یہودیوں کا ایک

قبیلہ تھا۔ان کے گھر اور ان کی کھجوروں کے باغات مدینہ کے اطراف میں تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے قتال کیا، تاہم انھوں نے جلاوطنی پر صلح فرمائی، جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو شام کی جانب جلاوطن کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر جلاوطنی لکھ دی اگر ایسا نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ ان کو دنیا میں قتل اور قید کی سزا دیتا اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول لِاَوَّلِ الْحَشْرِ کا مطلب یہ ہے کے ان کی جلاوطنی شام کی جانب تھی اور یہ دنیا کی پہلی جلاوطنی تھی۔٦

حضرت حسنؓ بیان کرتے ہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبیلہ بنونضیر کو جلاوطن کیا تو فرمایا! یہ پہلی جلاوطنی ہے۔٧

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، میدان محشر شام میں ہوگا، کیونکہ آیت:

هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا ۔٨

ترجمہ۔جس نے اہل کتاب میں سے کافروں کو نکالا ان کے گھروں سے پہلے اکٹھے کرنے کے وقت میں تم نے گمان نہیں کیا تھا کہ وہ نکلیں گے اور وہ بھی گمان کر رہے تھے کہ ان کو ان کے قلعے اللہ سے بچانے والے ہی پھر اللہ ان کے پاس آیا ایسی جگہ سے جس کا انہوں نے گمان بھی نہیں کیا تھا اور اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا کہ وہ اپنے گھروں کو ویران کر رہے تھے اپنے ہاتھوں سے اور ایمان والوں کے ہاتھوں سے بھی پر تم اے بصیروالو عبرت پکڑو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دن ان سے فرمایا نکل جاؤ، انہوں نے کہا کہاں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا محشر کی زمین کی طرف۔٩

ابن جریج بیان کرتے ہیں، آیت لِاَوَّلِ الْحَشْرِ سے مراد اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبیلہ بنونضیر پر فتح عطا فرمائی، ان سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ لڑی اور ان کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلی مرتبہ جلاوطن کیا اور آیت مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا یعنی تم کو یہ گمان نہ تھا کے بنونضیر ہمیشہ کے لئے اپنے قلعوں سے نکل جائیں گے۔١٠

حضرت محمد بن مسلمہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو قبیلہ بنونضیر کی جانب یہ حکم دے

کر بھیجا کے وہ ان کو جلا وطنی میں تین دن کی مہلت دیں۔ ۱۱؎

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ۔ ۱۲

ترجمہ۔ جو کھجور کا درخت تم کاٹو یا تم اس کو چھوڑ دو کھڑا ہوا اس کی جڑوں کے اوپر تو وہ اللہ کے حکم سے ہے اور اس لیے ہے تا کہ اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو رسوا کرے۔

حضرت عبدا بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کے حکم سے قبیلہ بنو نضیر کی کھجوریں جلائیں، ان کو جلا وطن کیا اور ان کو نکالا ان کی زمین سے دوسری زمین کی طرف۔ ۱۳؎

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کے حکم سے قبیلہ بنو نضیر کے درخت جلا کر کاٹ دیئے، اگرچہ یہ چھوٹی ہلاکت تھی، اس بارے میں حسان بن ثابتؓ فرماتے ہیں!

فهان على سراة بنی لوی حریق بالبویرة مستطیر۔

ترجمہ: پس آسان ہے بنی لوئی کے سرداروں پر ہلاکت کے سبب جلا دینا اور پھر راکھ اڑا دینا۔ ۱۴؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت سے ان کی کھجوروں کو کاٹا اور ان کے درختوں کو جڑ سے اکھاڑا گیا، تو یہودیوں نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا تو اصلاح کا ارادہ اور گمان رکھتا ہے؟ اور یہ کھجوروں اور درختوں کو کاٹنا کونسی اصلاح ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہودیوں کی یہ بات بہت شاق گزری جبکہ مسلمان بھی یہودیوں کی ان باتوں کے سبب اپنے دلوں میں خوف محسوس کرنے لگے، کہیں ان درختوں کو کاٹنا کسی فساد کا باعث نہ ہو۔ تو کچھ مسلمانوں نے ایک دوسرے سے کہا کے کھجوروں کو نہ کاٹو کیونکہ یہ مال غنیمت میں ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم کو عطا فرمایا ہے، اس پر یہ آیت

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ نازل ہوئی۔ ۱۵؎

ترجمہ۔ جو کھجور کے درخت تم نے کاٹے ہیں وہ اللہ کے حکم سے ہیں اور تم نے کھڑا ہوا چھوڑ دیا ان کی جڑوں پر تو یہ بھی اللہ کے حکم سے ہے، اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل ایمان کے دل خوش

ہو گئے، پھر آیت وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ۔
ترجمہ۔ تاکہ فاسقین رسوا ہوں، یعنی اللہ تعالیٰ بنونضیر کے یہودیوں کو رسوا کرنا چاہتا ہے، کیونکہ ان درختوں کا جڑوں سے اکھیڑنا اوران کا کاٹنا یہودیوں کی رسوائی کے لیے تھا۔ ۱۶؎
حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بنونضیر کا مال غنیمت قریش اور مہاجرین میں تقسیم فرمایا، جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ یعنی۔ یہ عجوہ، فنیق اورنخیل ہیں اور یہ دونوں اقسام کی کھجوریں کشتی نوح میں موجود تھیں، تاہم یہ دونوں کھجوروں کی اصل ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انصار میں سے کسی کو مال غنیمت نہیں دیا مگر دو آدمیوں کو ابو دجانہ اور سہل بن حنیفؓ کو۔ ۱۷؎

اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دراصل اطاعت خداوندی ہے:

قرآن کریم بے شمار مقامات پر رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت کا حکم دیتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیتا ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۔ ۱۸

ترجمہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمہیں جو دیں وہ ان سے لے لو اور وہ جس چیز سے تم کو روکیں، تم اس سے رک جاؤ، اللہ سے ڈرو یقیناً اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔
الطاعۃ۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ط۔و۔ع) سے مشتق ہے۔ ۱۹؎
طاع۔ سے مراد کسی چیز کا وسیع ہو جانا۔ ۲۰؎
طاع لہ المرتع۔ سے مراد اس کے لئے چراگاہ وسیع ہوگئی۔
ان مفاہیم کے پیش نظر اطاعت کا بنیادی مفہوم سامنے آجاتا ہے۔
طوعاً۔ سے مراد دل کی خوشی، پسندیدگی اور کشادہ دلی سے کسی کام کو انجام دینا۔
طوعاً کا متضاد لفظ کرھاً ہے جس کے معانی ناگواری اور دل کے جبر کے ساتھ کسی کام کی انجام دہی۔
اطاع۔ سے مراد کسی حکم کو نہایت ادب، محبت اور خلوص کے ساتھ انجام دینا۔

استطاع۔ سے مراد کسی بھی کام کو کرنے کی قوت، صلاحیت اور اسباب و ذرائع کا ہونا۔
تطوع خیراً۔ سے مراد تھوڑی سی تکلیف اٹھا کر عمل خیر انجام دینا۔ ۲۱ ؎

ارشادات خداوندی:

وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ ۔ ۲۲

ترجمہ۔ بے شک جس نے خوشی سے کوئی (نفلی) نیکی کی تو بیشک اللہ جزا دینے والا اور خوب جاننے والا ہے۔

وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ ۔ ۲۳

ترجمہ۔ بے شک جس نے خوشی سے کوئی (نفلی) نیکی کی تو بیشک اللہ جزا دینے والا اور خوب جاننے والا ہے۔

۱۔ امام رازی۔ (امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی (متوفی ۶۰۶ ھ)۔ تفسیر کبیر۔۔ ج۔ ۲۔ ص۔ ۴۵۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۳۹۸ ھ)۔
۲۔ علامہ قرطبی (علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی۔ ۶۶۸ ھ)۔
الجامع الاحکام القرآن ج۔ ۲۔ ص۔ ۱۸۱۔ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران۔ ۱۳۸۷ ھ۔)
۳۔ علامہ ابوالحیان اندلسی (علامہ ابوالحیان محمد بن یوسف غرناطی (متوفی ۷۵۴ ھ)۔
البحر المحیط۔ ج۔ ۲۔ ص۔ ۶۷۔ مطبوعہ دار الفکر، بیروت۔ ۱۴۱۲ ھ۔)
۴۔ علامہ ماوردی (علامہ ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب الماوردی البصری (متوفی ۴۵۰ ھ)
النکت والتیون۔ ج۔ ۱۔ ص۔ ۲۱۳۔ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ۔ بیروت)

وغیرہ نے کہا اس نیکی سے مراد نفلی نیکی ہے کیونکہ قرآن اور حدیث کے اطلاقات میں تطوع کا نفل پر اطلاق ہوتا ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ جس نے فرض کی ادائیگی کے بعد نفلی طور پر حج یا عمرہ کیا جبکہ علامہ آلوسی نے لکھا ہے کہ اس سے مراد عام نیکی ہے خواہ فرض ہو یا نفل۔ ۲۴ ؎

فَإِنَّ اللهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ ۔ ۲۵

ترجمہ۔ اللہ شاکر علیم ہے۔

اللہ تعالیٰ لوگوں کی نیت کو جانتا ہے اور ان کی نیکیوں کی جزا دیتا ہے، اللہ تعالیٰ قلیل نیکی کی بھی جزاء دیتا ہے اور اس کو ثواب کا علم ہے۔

وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۔۲۶

ترجمہ۔پھر جو خوشی سے فدیہ کی مقدار بڑھا کر زیادہ نیکی کرے تو یہ اس کے لیے زیادہ بہتر ہے۔

اِلَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ۔۲۷

ترجمہ۔جن کی آنکھوں پر میری یاد سے پردہ پڑا ہوا تھا اور وہ سن بھی نہ سکتے تھے۔

(لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ)۔نا وہ سن سکتے ہیں۔

مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ۔۲۸

ترجمہ۔جس کی آسمانوں میں اطاعت کی جاتی ہے وہاں امانت دار ہے۔

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت اور اطاعت:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۔۲۹

ترجمہ۔جس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت کی تو گویا اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی۔

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت اور اطاعت ایمان کا لازمی جز ہے کیونکہ اللہ نے اپنی کل مخلوقات کو نہایت محبت سے پیدا فرمایا لہٰذا مخلوقات کا بھی فرض ہے کے وہ بھی اللہ سے اپنی محبت کا اظہار کریں اور بالخصوص انسان کیونکہ انسان اس کائنات میں اشرف المخلوق کے درجے پر فائز ہے جس نے اللہ کی اطاعت کی دراصل اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت کی اور جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت کی دراصل اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۔۳۰

ترجمہ۔اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو تمہیں دیں اسے لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔۳۱

ترجمہ۔ جو لوگ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں وہ اس بات سے ڈریں کے ان پر کوئی مصیبت آ پڑے یا انہیں کوئی دردناک عذاب پہنچ جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

۱۔ مَنْ أَطَاعَنِيْ فَقَدْ أَطَاعَ اللهُ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ عَصَى اللهَ۔

ترجمہ۔ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے متعین کیے ہوئے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ ۳۲؎

امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! اللہ نے عقلمندوں پر اپنی اطاعت کو سرمایہ اور غنیمت قرار دیا ہے قیامت کے دن سب سے زیادہ حسرت اور افسوس اس شخص کو ہوگا جس نے اللہ کی اطاعت سے گریز کیا۔ تمام امور میں معرفت خداوندی سب سے زیادہ سرفہرست ہے جس کا ستون اطاعت الٰہی ہے۔ جس انسان کا دل اللہ کے لئے متواضع ہو گیا اس انسان کا جسم اللہ کی اطاعت میں سستی نہیں کرے گا۔ اطاعت الٰہی انسانوں کے لئے باعث عزت ہے۔

جس نے اللہ کی اطاعت کی وہ امن وامان میں رہے گا۔

اطاعت الٰہی اور نیکی دونوں ہی فائدہ بخش تجارتیں ہیں۔

مومن اطاعت الٰہی کی شدید خواہش رکھتا ہے اور حرام چیزوں سے اپنے آپ کو بچا کر رکھتا ہے

اطاعت مالک کے غصے کو ٹھنڈا کر دیتی ہے۔

اطاعت میں نجات جبکہ نافرمانی ہلاکت ہے۔

اگر تم عزت کے طلب گار ہو تو پھر عزت کو اطاعت کے ذریعے طلب کرو۔

اللہ کو سب سے زیادہ محبوب بندہ وہ ہے جو اللہ کی اطاعت کرتا ہے۔

وہ انسان اللہ کی رحمت کا زیادہ حق دار ہے جو اللہ کی اطاعت سب سے زیادہ مستحکم طریقے سے

انجام دیتا ہے۔

اپنے نفس کی جب تک عزت کرتے رہو جب تک وہ اطاعت الٰہی میں تمھاری مدد کرے۔

اطاعت کے ذریعے کامیابی ملتی ہے۔اطاعت کا ثمر جنت ہے۔

خوش بخت ہیں وہ آنکھیں جو اطاعت خداوندی میں راتوں کو جاگتی ہیں۔

اطاعت خداوندی بلند ترین ستون اور نہایت مضبوط ترین معاون و مددگار ہے۔

اطاعت الٰہی کے فضائل بلا آخر انسان کو بلند درجات تک پہنچا کر ہی دم لیتے ہیں۔

جس انسان کی اطاعت گزاری بڑھ جاتی ہے اس انسان کی کرامات میں بھی اضافہ ہوجاتا ہے

اللہ کے اطاعت گزار انسان کو دشمن بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے۔ ۳۳؎

اہم نکتہ:

پہلا اور سب سے اہم نکتہ جو ہر انسان کو سمجھ لینا چاہئے، وہ یہ ہے کے انسان کو اللہ نے اپنی عبادت اور اطاعت کے لئے پیدا فرمایا ہے، چنانچہ جو انسان اپنی زندگی کو اللہ کی عبادات اور اطاعت کے لئے وقف کر دیتے ہیں وہ اللہ کے پسندیدہ بندے بن جاتے ہیں اور دنیا اور آخرت کی کامیابی ان کا مقدر بنتی ہے، اللہ کا عبادت اور اطاعت گزار بندہ پرسکون اور آسودہ ہوتا ہے اس کے ضمیر پر کسی قسم کا کوئی بوجھ نہیں ہوتا بلکہ وہ دنیا میں رہتے ہوئے جنت کی زندگی یعنی حقیقی خوشی اور اطمینان سے واقف ہوجاتا ہے اور اس طرح سے وہ اپنی اطاعت گزاری کے سبب بے شمار برائیوں، بیماریوں اور گناہوں سے بچ جاتا ہے۔

پہاڑ اللہ کی باشعور مخلوق ہے:

کل اشیاء کائنات اللہ کی مخلوق ہیں جن کو اللہ تعالی نے شعور سے متصف فرمایا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ
خَشْيَةِ اللّٰهِ ۚ وَ تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ

يَتَفَكَّرُوْنَ۔ ۳۴

ترجمہ۔ اگر ہم اس قرآن کو اتارتے پہاڑ پر تو آپ اسے ضرور دیکھتے عاجزی کرنے والا اللہ کے خوف کی وجہ سے پھٹنے والا اور یہ مثالیں ہیں جو ہم انسانوں کے لیے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غور وفکر کریں۔

حضرت خطیب بغدادیؒ اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں، جب حضرت عبداللہؓ اس آیت؛

وَ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَ تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ۔ ۳۵

ترجمہ۔ اگر ہم اس قرآن کو اتارتے پہاڑ پر تو آپ اسے ضرور دیکھتے عاجزی کرنے والا اللہ کے خوف کی وجہ سے پھٹنے والا اور یہ مثالیں ہیں جو ہم انسانوں کے لیے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غور وفکر کریں۔

پر پہنچے تو انھوں نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا اور اس آیت کی تلاوت فرمائی، پھر آپ نے فرمایا! میں نے یہ سورہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیکھی تاہم جب میں اس آیت پر پہنچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا! تم اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھو کیونکہ حضرت جبریل علیہ السلام جب اس آیت کو لے کر میری طرف نازل ہوئے، تو انھوں نے مجھ سے فرمایا! اپنے ہاتھ کو اپنے سر پر رکھیں کیونکہ یہ آیات شفا ہیں اور ہر بیماری سوائے موت کے اس میں شفا ہے۔ ۳۶؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور امیر المومنین حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں، آیت وَ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ سے لے کر سورہ الحشر کے آخر تک یہ ایک دم ہے سر کے سر درد کے لیے۔ ۳۷؎

وَّ تَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا۔ ۳۸؎ ترجمہ۔ (قیامت کے دن) پہاڑ چل پڑیں گے۔

پہاڑوں کی پیدائش:

پہاڑوں کے علم کو علم جبلیات یعنی Orography کہا جاتا ہے، پہاڑ بنیادی طور پر ٹیکٹونک پلیٹوں

کے تصادم سے وجود میں آتے ہیں زمین کی پرت کے یہ بڑے ٹکڑے مسلسل حرکت میں رہتے ہیں، جب وہ آپس میں ٹکراتے ہیں تو زمین کی کرسٹ اوپر کی جانب بلند ہوتی ہے جس سے پہاڑ بنتے ہیں۔

ایک حالیہ تحقیق کے مطابق! قشر ارض یعنی Crust جو زمین کی پہلی تہہ ہے اس میں بل پڑنے کی وجہ سے پہاڑی سلسلے وجود میں آتے ہیں، یعنی پہاڑوں کی قیام پذیری جو کو Stability بھی کہا جاتا ہے اس کا تعلق قشر ارض میں بل پڑنے کے عمل سے بہت گہرا ہے۔ قشر ارض کیونکہ پتلی ہے لہٰذا اس کے ہلنے کے قوی امکانات ہیں لیکن پہاڑ زمین میں میخوں کی طرح زمین کی گہرائی تک میں پیوست ہیں جس کی وجہ سے زمین مستحکم ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَلَمۡ نَجۡعَلِ الۡاَرۡضَ مِهٰدًاۙ۝ وَّ الۡجِبَالَ اَوۡتَادًا ۔۳۹

ترجمہ۔ کیا ہم نے زمین کو بچھونا اور پہاڑوں کو میخیں نہیں بنایا۔

اوتاد عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی میخ یعنی کیل کے ہیں تاہم یہ ویسی کیلیں یا میخیں ہیں جیسی میخیں خیموں کو باندھنے میں استعمال کی جاتی ہیں، دوسری جانب ارضیاتی تہوں یعنی Folds یا سلوٹوں کی گہری پوشیدہ بنیادیں بھی یہی ہیں۔

Earth نامی کتاب جو دنیا بھر کی جامعات میں جیولوجی کے طلباء کو پڑھائی جاتی ہے اس کے مصنف ڈاکٹر فرینک پریس کا کہنا ہے کے پہاڑ کلہاڑی کے پھل سے مشابہت رکھتے ہیں، یہ وسیع تر وجود کا ایک چھوٹے حصے کی مانند ہیں تاہم پہاڑوں کی جڑیں زمین کی نہایت گہرائی میں اتری ہوتی ہیں۔

اس ضمن میں ماؤنٹ ایورسٹ کی مثال پیش کی جاسکتی ہے، جو سطح زمین سے 9km بلند ہے جبکہ زیر زمین اس پہاڑ کی جڑیں 125 km تک گہری ہیں۔ ڈاکٹر فرینک کا یہ ماننا ہے کے قشر ارض کی پائیداری اور قیام پذیری میں پہاڑوں کی اہمیت سے انکار ناممکن ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ جَعَلۡنَا فِی الۡاَرۡضِ رَوَاسِیَ اَنۡ تَمِیۡدَ بِهِمۡ وَ جَعَلۡنَا فِیۡهَا فِجَاجًا

سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ۔۴۰

ترجمہ۔ہم نے زمین میں پہاڑ جما دیئے تا کہ وہ زمین کو لے کر نہ ہلے اور ہم نے اس میں کشادہ راستے بنا دیئے تا کہ وہ راہ پالیں۔

وَ اَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ ۔۴۱

ترجمہ۔(اللہ) نے زمین میں پہاڑ جما دیئے تا کہ (زمین) تم کو لے کر ڈانواں ڈول نہ ہو جائے۔

وَ اَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ ۔۴۲

ترجمہ۔اللہ نے زمین میں بھاری پہاڑ جما دیئے تا کہ زمین تمہیں لے کر ہلنے نہ لگے۔

فِيْهَا رَوَاسِيَ وَ اَنْبَتْنَا ۔۴۳

ترجمہ۔(زمین) میں پہاڑوں کو جما دیا۔

حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا! اللہ نے اتوار کے دن پہاڑ کو پیدا فرمایا۔ ۴۴

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ انام لے کر اسے آواز دیتا ہے اور اس سے دریافت کرتا ہے کے اے فلاں پہاڑ کیا تجھ پر ایسا شخص گزرا ہے جس نے اللہ کا ذکر کیا ہو؟ اگر جواب ہاں میں ہوتا تو سوال کرنے والا پہاڑ یہ سن کر خوش ہوتا۔ ۴۵

ماہرین ارضیات کے مطابق! سطح زمین متعدد ٹھوس ٹکڑوں یعنی پلیٹوں میں بٹی ہوئی ہے، جس کی اوسط موٹائی تقریباً ۱۰۰ کلومیٹر ہے، یہ پلیٹس جزوی طور پر پگھلے ہوئے حصے کے اوپر گویا تیر رہی ہے جس کو سائنسی زبان میں Aesthenosphere کہا جاتا ہے، پہاڑ عموماً پلیٹوں کے بیرونی حدود پر پائے جاتے ہیں، اگرچہ قشر ارض کی موٹائی سمندر کے نیچے ۵ کلومیٹر تک ریکارڈ کی گئی ہے، لیکن خشکی پر اس کی اوسط موٹائی ۳۵ کلومیٹر بتائی جاتی ہے لیکن پہاڑی سلسلوں میں قشر ارض کی یہی موٹائی ۸۰ کلومیٹر تک بھی جا پہنچتی ہے تاہم یہی وہ مضبوط بنیادیں ہیں جن پر پہاڑی سلسلوں کا قیام ہوتا ہے۔

حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جب اللہ نے زمین کو تخلیق فرمایا تو ہو ہلنے لگی تو اللہ تعالی نے پہاڑوں کے ذریعے زمین کو مستحکم فرمایا اور پہاڑوں کو زمین میں گاڑ دیا جس کی وجہ سے زمین میں ٹہراؤ پیدا ہو گیا۔۴۶؎

پہاڑ Volcanism یا Tectonic کے ذریعے بنتے ہیں، دوسری جانب یہ پہاڑ دریاؤں کے زور سے موسمی اثرات سے گھٹتے بھی ہیں، قرآن کریم میں اللہ تعالی نے پہاڑوں کو دو ناموں یعنی۔ا۔ جبل۔اور۔۲۔رواسی۔کہہ کر پکارا ہے۔

پہاڑ بننے کے عمل کو جاننے کے لئے زمین کی ساخت کو جاننا بہت ضروری ہے۔بنیادی طور پر زمین کے مندرجہ ذیل تین حصے ہیں۔

۱۔Core۔۲۔Mantle۔۳۔Crust۔

تاہم کام کے لحاظ سے ان کے پانچ حصے ہیں۔

Inner Core.1

یہ زمین کا سب سے اندرونی حصہ ہے جس کا درجہ حرارت 5500 ڈگری سینٹی گریڈ بتایا جاتا ہے جو انتہائی گرم ترین ہے۔

Outer Core.2

زمین کا یہ حصہ Inner Core کے اوپر واقع ہے جس کا درجہ حرارت 4000 ڈگری سینٹی گریڈ بتایا جاتا ہے جبکہ زمین کا یہ حصہ Inner Core سے تقریباً 5100 کلومیٹر دوری پر ہیں۔
زمین کا یہ حصہ اپنے زیادہ درجہ حرارت کی بناء پر پگھلا ہوا ہے۔

Mantle.3

زمین کا یہ حصہ Outer Core سے اوپر ہے اور اس کا درضہ حرارت قدرے کم یعنی 3000 ڈگری سینٹی گریڈ بتایا جاتا ہے، تاہم Mantle کا فاصلہ جیسے جیسے Crust سے قریب ہوتا جاتا ہے اس کے درجہ حرارت میں کمی واقع ہونا شروع ہو جاتی ہے۔

Upper Mantle Lithosphere.4

ماہرین ارضیات کے مطابق زمین کا یہ حصہ Crust سے مل کر بنتا ہے جس کو Tectonic Plates کہتے ہیں، اس کا حجم 100Km بتایا جاتا ہے۔

Crust

زمین کے بیرونی حصے کو Crust کہا جاتا ہے اس کی دو اقسام ہیں۔

۱۔Continental

۲۔Oceanic

Continental Crust کا فاصلہ Convection Current کہلاتا ہے، اس چکر کی وجہ سے Tectonic Plates مسلسل حرکت کرتی ہیں لیکن اس حرکت کی رفتار نہایت سست ہے یعنی ایک سال میں ایک پلیٹ 4-5 cm تک ہی حرکت کر پاتی ہے تاہم جہاں دو پلیٹیں آپس میں ملتی ہیں اسے Boundaries کہتے ہیں۔ دنیا میں آٹھ بڑی اور Major Plates ہیں۔ جن کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔African 2۔Australian 3۔Indian Plate 4۔Eurasian
5۔N.American 6۔Antarctic 7۔American 8۔Pacific

یہ پلیٹیں تین طرح سے حرکت کرتی ہیں۔

1۔Convergent Boundary

2۔Divergent Boundary

3۔Transform Boundary

Convergent

جب دو پلیٹیں ایک دوسرے کی جانب بڑھتی اور ملتی ہیں تو اسے Convergent کہتے ہیں۔

Divergent

جب دو پلیٹیں ایک دوسرے کے مخالف سمت میں حرکت کرتی ہیں تو اسے Divergent کہتے ہیں۔Upper Mantle سے 40 سے 70 km ہوتا ہے۔ Mantle کا Mantle سے فاصلہ صرف 6 km ہے۔

Plates Tectonic کیا ہیں؟

20ویں صدی کی ابتداء میں Alfred Wegene نامی ایک سائنسدان نے یہ انکشاف کیا کے زمین مختلف خطوں میں بٹی ہوئی ہے جو مسلسل متحرک ہے،اگرچہ ابتداء میں زمین کے یہ تمام چھوٹے ٹکڑے ایک بڑے ٹکڑے کی شکل میں تھے۔

Transform Boundary

جب دو پلیٹیں ایک دوسرے کی مخالف سمت میں حرکت کرتی ہیں تو اس کی مثال سان فرانسسکو میں پڑنے والے Fault سے دی جاسکتی ہے۔

زیرزمین پہاڑی سلسلے:

ماہرین ارضیات کے مطابق دنیا بھر میں ایسے بے شمار پہاڑی سلسلے ہیں جو زیر زمین کئی کلومیٹر رقبے پر موجود اور پھیلے ہوئے ہیں، جبکہ ان پہاڑوں کی عمر اربوں سال بتائی جاتی ہے۔
ماہرین ارضیات ان پہاڑوں کی ساخت کے بارے میں کہتے ہیں کے یہ پہاڑ دھاتی کور اور پتھریلے حصے کے درمیان کی کیفیات میں ہیں جبکہ کچھ ماہرین کے مطابق یہ پہاڑ سمندری تہہ میں موجود اشیاء کا ایک قبرستان ہے جو پہاڑ کی شکل اختیار کر گیا ہے۔

پہاڑوں کا عالمی دن:

دنیا بھر میں گیارہ دسمبر کو پہاڑوں کا علامی دن منایا جاتا ہے۔
پہاڑ ایک بڑا Landform ہے جو ایک محدود علاقے میں اردگرد کی زمین میں عموماً ایک چوٹی

کی شکل میں ابھرتا ہے۔

پہاڑوں کی اقسام:

پہاڑوں کی درج زیل پانچ اقسام ہیں۔

1)Fold Mountain 2)Volcanic Mountain 3)Fault Block

4)Dome 5)Plateau

Fold Mountain.1

یہ پہاڑ Convergent Bound کی وجہ سے بنتے ہیں، جب Tectonic آپس میں ملتے ہیں تو فولڈ پہاڑی سلسلے وجود میں آتے ہیں یعنی جس طرح سے کپڑوں میں سلوٹیں پڑتی ہیں اسی طرح سے پہاڑوں میں بھی سلوٹیں پڑتی ہیں، دوسری جانب Tectonics میں مسلسل حرکت کی وجہ سے ان میں ہلکے فریکچرز پڑتے ہیں جس کی وجہ سے پلیٹ سرک کر نیچے گر جاتی ہے یا پھر زمین کی زبردست قوت اس کو اوپر کی جانب اٹھا دیتی ہیں۔

Volcanic Mountain.2

آتش فشانی پہاڑیاں دو طرح سے بنتی ہیں ۔ا۔Divergent ۔۲۔Convergent سے جو آتش فشانی پہاڑیاں Divergent سے تشکیل پاتی ہیں ان میں دو پلیٹیں مخالف سمت میں حرکت کرتے ہوئے درمیان میں ایک خلاء پیدا کر دیتی ہیں جس خلاء کو پگھلا ہوا

Megma Metal بھر دیتا ہے اس طرح سے Magma کے ایک جگہ جمع ہو جانے کی صورت میں سمندر میں ایک پہاڑی بن جاتی ہے۔

تاہم جو آتش فشانی پہاڑ Convergent سے تشکیل پاتی ہیں ان میں سمندر اور زمین کی سطح جب آپس میں ٹکراتی ہیں جس کے نتیجے میں سمندر کی سطحی کی باریکی ہونے کے سبب زمین کی سطح کے نیچے چلی جاتی ہے اور Crust کے نیچے موجود Magma میں قوت یا انرجی پیدا ہوتی ہے جس کے نتیجے میں Magma ایک Lava کی شکل اختیار کرتے ہوئے باہر نکلتا ہے، تاہم کئی دہائیوں کے

بعد یہاں پر پہاڑ بن جاتا ہے۔

Volcano یا آتش فشاں پہاڑ سے مراد وہ مخروطی پہاڑ ہیں جن کا دہانہ قیف نما ہو اور جس میں سے گرم لاوا نکلتا ہو۔

ماہرین ارضیات کے مطابق! زیر سمندر بھی آتش فشانی سرگرمیاں جاری رہتی ہیں اور ہزاروں ایسے آتش فشاں پہاڑ ہیں جو سمندر کی تہہ میں پل رہے ہیں، تاہم یہ آتش فشاں دو ارضیاتی پلیٹوں کے آپس میں ٹکراؤ کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں، اگر یہ دو ارضیاتی پلیٹیں سمندر کے اندر ٹکرا رہی ہیں تو پھر سمندر میں آتش فشاں پھٹے گا، اگر آتش فشاں کی سرگرمی بہت بڑی ہو تو پھر بہت سارا سمندری پانی بھاپ کی شکل میں تبدیل ہوتے ہوئے اپنے حجم کو کئی گنا بڑھا لے گا۔

ماہرین ارضیات کی ایک تحقیق کے مطابق! سعودی عرب کے شمال مغرب سے جنوب تک پھیلے ہوئے آتش فشاں پہاڑوں کی تعداد تقریباً 2000 سے زائد ہے، تاہم ان میں سے اٹھارہ آتش فشاں پہاڑ ایسے بھی ہیں جو اپنے غیر معمولی حجم کے باعث قابل ذکر ہیں۔

آتش فشاں تین طرح کے ہوتے ہیں۔

۱۔ زندہ آتش فشاں۔ ۲۔ خوابیدہ آتش فشاں۔ ۳۔ مردہ آتش فشاں۔

امریکی ریاست ہوائی میں زیادہ تر پہاڑ آتش فشاں ہیں جو وقتاً فوقتاً پھٹتے رہتے ہیں، آتش فشانی لاوا جس قدر کثیف ہوگا اس میں اسی قدر زیادہ گیسز کا اخراج بھی ہوتا ہے۔

نائیراگونگو نامی خطرناک آتش فشاں پہاڑ وسطی افریقہ میں واقع ہے یہ گزشتہ دو عشروں سے متعدد بار پھٹ چکا ہے۔

اواچن سکائی اور کوریا اسکائی نامی آتش فشاں پہاڑوں کی ایک جوڑی ہے جو روس کے شہر کم چٹکا پینن میں ایک ساتھ واقع ہیں، یہ آتش فشاں اب تک سولہ بار پھٹ چکے ہیں۔

ایٹنا نامی آتش فشاں پہاڑ اٹلی کے شہر سسلی میں واقع ہے، اس آتش فشاں پہاڑ میں تقریباً 3500 سال قبل آتش فشانی کا عمل شروع ہوا تھا، یہ ایک متحرک آتش فشاں پہاڑ ہے، تاہم اس آتش فشانی کی وجہ سے سسلی کی زمین نہایت زرخیز ہے جو یہاں کی مضبوط معیشت کی ایک وجہ بھی ہے۔ یہاں سارا سال دنیا بھر سے سیاحوں کی بڑی تعداد آتی ہے تاہم زرخیز زمین کے سبب یہ

ملک کثیر زرمبادلہ حاسل کرتا ہے۔

میراپی نامی آتش فشاں پہاڑ انڈونیشیا کے جزیرے جاوامیں پایا جاتا ہے، یہ پہاڑ کئی دہائیوں سے متحرک ہے، اس پہاڑ کو مقامی افراد آگ کا پہاڑ بھی کہتے ہیں، ان پہاڑوں سے سلفر ڈائی آکسائیڈ کی بڑی مقدار کا اخراج بھی ہوا جس نے ایکو سسٹم کو بہت زیادہ متاثر کیا۔

اگرچہ یہ گیس بے رنگ ہے لیکن اس کی بو تیز ہے اور اس کا شمار ایک خطرناک گیس میں کیا جاتا ہے۔

سکوراجیما، جاپان کے ایک آتش فشاں پہاڑ کا نام ہے، اگرچہ جاپان کو کثرت زلزلہ کے باعث لینڈ آف ارتھ کوئیک بھی کہا جاتا ہے، سکوراجیما نامی آتش فشاں شدت سے پھٹ چکا ہے لیکن تقریباً 800 مرتبہ اس کے لاوے کا اخراج بھی ہو چکا ہے۔

سانتاماریا، نامی آتش فشاں پہاڑ گوئٹے مالا میں واقع ہے یہ ایک تاریخی اہمیت کا حامل آتش فشاں پہاڑ ہے جو 500 برس سے خاموش ہے لیکن پھر اس پہاڑ نے اپنی خاموشی کو توڑا اور اس شدت سے پھٹا جس کے نتیجے میں بڑی تباہی آئی اور پانچ ہزار سے زائد افراد لقمہ اجل بنے، دوسری جانب اس دھماکے کے نتیجے میں وہاں کا انفرااسٹریکچر بھی بری طرح سے متاثر ہوا تاہم یہ دھماکہ اس قدر شدید تھا کے بڑے سائز کے پتھر اور بڑی چٹانیں تک ایک لاکھ پانچ ہزار میل تک پھٹکر دور دور تک جا گریں اور کثیف دھویں کے بادلوں نے شہر کو کئی ہفتوں تک اپنی لپیٹ میں لئے رکھا اگرچہ اس آتش فشاں کے پھٹنے سے سانتاماریا کا علاقہ جزوی طور پر تباہ اور برباد ہو گیا لیکن بہت عرصے کے بعد جب یہ لاوا ٹھنڈا ہوا تو اب یہی علاقہ اپنی کاشت کاری کے سبب مشہور اور خود کفیل ہے۔

کولیما نامی آتش فشانی پہاڑ میکسیکو میں ہے یہ اب تک چالیس سے زائد بار پھٹ چکا ہے، اس پہاڑ کا شمار شمالی امریکہ اور میکسیکو کے متحرک پہاڑوں میں کیا جاتا ہے، تاہم اس پہاڑ میں ہونے والی آتش فشانی کو تاریخ کی سب سے زیادہ خطرناک آتش فشانی سمجھا جاتا ہے۔

گیل راس نامی آتش فشاں پہاڑ کولمبیا میں پایا جاتا ہے یہ پہاڑ میں دنیا بھر کے اخباروں کی خبروں میں نمایاں رہتا ہے، ایک کوہ پیما ٹیم اس آتش فشاں پہاڑ کی چوٹی پر موجود تھی ایسے میں یہ

آتش فشاں پہاڑ نہایت شدت سے پھٹ گیا جس کی وجہ سے وہ ارضیاتی ٹم اور اس کے ارکان کی بڑی تعداد جاں بحق اور زخمی ہوگئی۔

ماونا لوا نامی آتش فشاں پہاڑ ہوائی امریکہ میں واقع ہے اس پہاڑ کو دنیا کا سب سے بڑا آتش فشاں پہاڑ مانا جاتا ہے، یہ پہاڑ متحرک اور خطرناک پہاڑوں میں شمار کیا جاتا ہے اگرچہ یہ کئی دفعہ پھٹ بھی چکا ہے۔

رینیئر نامی آتش فشاں پہاڑی سلسلے بھی خطرناک آتش فشاں مانے جاتے ہیں۔

Fault Block.3

Fault کو اردو زبان میں دراڑیں بھی کہا جاتا ہے۔تاہم فالٹ کی حرکت بھی زلزلے کا ایک سبب مانا جاتا ہے، ارضیات کی اصطلاح میں فالٹ ہموار زمین کے سلسلے میں رخنہ یا چٹانوں میں عدم تسلسل کو کہتے ہیں، اگرچہ قشر ارض میں بڑے بڑے فالٹس موجود ہیں اور ان فالٹس لائنز پر موجود مما لک یا مقامات زلزلوں سے سب سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں، تاہم جنوبی ایشیاء میں یہ فالٹ لائن ہزاروں کلومیٹر کے رقبے پر پھیلی ہوئی ہے، اسلام آباد کے قریب روات فالٹ لائن موجود ہے جو پنجاب، اسلام آباد اور کشمیر تک جاتی ہے، دوسری جانب پاکستان اور نیپال بھی ایک ہی فالٹ لائن پر موجود ہیں جبکہ پاکستان کا دو تہائی حصہ فالٹ لائن پر واقع ہے۔

Dome Mountain.4

پہاڑوں کی یہ قسم دنیا میں کم ہے، تاہم جب Magma میں انرجی پیدا ہوتی ہے تو وہ اوپر کی جانب اٹھتا ہے اور زمین کی Crust کو بھی اوپر کی جانب اٹھاتا ہے، اگرچہ یہ Crust کو توڑ نہیں سکتا ہے بس ایک گنبد نما شکل اختیار کر لیتا ہے، تاہم Magma جب کئی صدیوں کے بعد ٹھنڈا ہوتا ہے، دوسری جانب بارش اور ہوا کے کٹاؤ کے باعث ایک گنبد نما شکل وجود میں آتی ہے جس کو Dome Mountain کہا جاتا ہے۔

5.Plaeteau Mountain

یہ پہاڑ پتھروں کے کٹاؤ سے وجود میں آتے ہیں جب کئی صدیوں تک ہوا اور بارش کے دباؤ کے سبب پہاڑ کی چوٹی ختم ہو کر ہموار شکل اختیار کر لیتی ہے تو اس کی شکل صورت Plateau Mountain کے جیسی بن جاتی ہے، تاہم اس قسم کے پہاڑ ان جگہوں پر بنتے ہیں جہاں دو Boundaries آپس میں ملتی ہیں جیسے نیوزی لینڈ کے پہاڑ وغیرہ۔

پہاڑوں کی مختلف رنگت:

پہاڑ اور ان کی مختلف رنگتوں کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ مِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّ حُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَ غَرَابِيْبُ سُوْدٌ۔۴۷

ترجمہ۔ پہاڑوں میں بھی سفید، سرخ اور گہری سیاہ دھاریاں پائی جاتی ہیں جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں۔

پہاڑوں کے مختلف رنگ ان میں موجود معدنیات یا منرلز کی مقدار کی کمی یا زیادتی کے سبب ہوتے ہیں۔
الجبل۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی پہاڑ ہے، یہ (ج۔ب۔ل) سے مشتق ہے۔۴۸
جبل۔ کی جمع جبال ہے۔
قرآن کریم میں اللہ تعالی نے پہاڑوں کے حوالے سے بے شمار آیات بیان فرمائی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّ تَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا۔۴۹

ترجمہ۔ اور تم پہاڑ کو تراش کر گھر بنا لیتے ہو۔

وَ كَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ۔۵۰

ترجمہ۔ وہ نہایت امن وچین سے پہاڑ کو تراش کر گھر بنالیا کرتے تھے۔

وَ تَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ۔۵۱

ترجمہ۔تم فخریہ پہاڑوں کو کاٹ کر گھر بنا لیتے ہو۔

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ ۔ ۵۲

ترجمہ۔جب ہم نے تم سے وعدہ لیا اور طور پہاڑ تم پر بلند کیا۔

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّورَ بِمِيثَاقِهِمْ ۔ ۵۳

ترجمہ۔ہم نے لوگوں پر طور کو اٹھالیا ان سے مضبوط عہد لینے کی وجہ سے۔

قَالَ لَن تَرَانِي وَلَٰكِنِ انظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي ۚ فَلَمَّا تَجَلَّىٰ رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَىٰ صَعِقًا ۔ ۵۴

ترجمہ۔(موسیٰ) پہاڑ پر نظر کر، اگر وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہا تو، تو مجھے عنقریب دیکھ لے گا۔ پس جب اللہ نے پہاڑ پر اپنی تجلی ظاہر کی، (اس تجلی نے) اسے ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔

وَإِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَأَنَّهُ ظُلَّةٌ وَظَنُّوا أَنَّهُ وَاقِعٌ بِهِمْ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُم بِقُوَّةٍ ۔ ۵۵

ترجمہ۔جب ہم نے ان پر پہاڑ اس طرح سے بلند کیا گویا وہ سائبان تھا اور وہ سمجھے کے یہ ان پر اب گرا۔

وَنَادَيْنَاهُ مِن جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا ۔ ۵۶

ترجمہ۔ہم نے (موسیٰ) کو کوہ طور کی داہنی جانب سے آواز دی۔

وَوَاعَدْنَاكُمْ جَانِبَ الطُّورِ الْأَيْمَنَ ۔ ۵۷

ترجمہ۔تم سے کوہ طور کی داہنی جانب کا وعدہ کیا گیا۔

وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِن طُورِ سَيْنَاءَ ۔ ۵۸

ترجمہ۔ایک درخت جو طور سینا پر پیدا ہوتا ہے۔

آنَسَ مِن جَانِبِ الطُّورِ نَارًا ۔ ۵۹

ترجمہ۔ان کو طور پہاڑ کی طرف ایک آگ دکھائی دی۔

وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُودَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۚ وَكُنَّا فَاعِلِينَ ۔ ۶۰

ترجمہ۔ہم نے پہاڑوں کو داؤد کے تابع کردیا، پہاڑ تسبیح کرتے رہتے ہیں۔

يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَ الطَّيْرَ۔٦١

ترجمہ۔ پہاڑو! تسبیح اور تلاوت میں داؤد کے ساتھ جوابی بنو۔

معزز پہاڑ:

اللہ تعالی نے کئی پہاڑوں کو بھی خیر و برکت اور عزت عطا فرمائی یہاں تک کے قرآن کریم میں ان کی قسم بھی کھائی گئی۔

وَ الطُّوْرِ ۔٦٢۔ ترجمہ۔قسم ہے طور (پہاڑ) کی۔

وَ طُوْرِ سِيْنِيْنَ۔ ٦٣۔ ترجمہ۔قسم ہے طور سینین کی۔

وَ قُضِيَ الْاَمْرُ وَ اسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ۔ ٦٤۔ ترجمہ۔کشتی جودی (پہاڑ) پر جالگی۔

اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ۔٦٥

ترجمہ۔ بے شک صفاء اور مراہ شعائر اللہ ہیں۔

فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ۔٦٦

ترجمہ۔ جب تم عرفات سے لوٹو تو مشعر حرم (مزدلفہ) کے پاس ٹھہر کر اللہ کی یاد کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا! اللہ نے اتوار کے دن پہاڑ پیدا کئے۔٦٧۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ انام لے کر اسے آواز دیتا ہے اور اس سے دریافت کرتا ہے کے ائے فلاں پہاڑ! کیا تجھ پر ایسا شخص گزرا ہے جس نے اللہ کا ذکر کیا ہو؟ اگر جواب ہاں میں ہوتا تو سوال کرنے والا پہاڑ یہ سن کر خوش ہوتا۔٦٨۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت انسؓ بن مالک روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

احد پہاڑ کے متعلق فرمایا! احد ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم احد سے محبت کرتے ہیں۔۶۹؎
حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں، ایک دن رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر ؓ، عمر ؓ اور عثمان ؓ کو لے کر احد پر چڑھے تو احد کانپنے لگ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اے احد قرار پکڑ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔۷۰؎

پہاڑ بھی سانس لیتے ہیں:

پہاڑ بھی اللہ کی ذی شعور مخلوق ہیں، وہ اللہ کو جانتے اور پہچانتے ہیں، اللہ کے حکم کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور صبح شام اللہ کی حمد وثناء اور اپنے رب کو سجدہ بھی کرتے ہیں۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ۔۷۱

ترجمہ۔داؤد کے ساتھ ہم نے پہاڑوں اور پرندوں کو مسخر کر دیا تھا جو تسبیح کرتے تھے۔
تاہم بلند وبالا پہاڑ پیدا بھی ہوتے ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ جوان بھی یہی نہیں بلکہ وہ بھی ہر ذی روح کی طرح سانس لیتے ہیں تخلیقی فارمولوں میں پہاڑ کی تخلیق اور نشونما کا فارمولا مختلف ہے بظاہر پہاڑوں کو دیکھ کر یہ لگتا ہے کہ وہ ایک جگہ جمے ہوئے ہیں لیکن ان کے اندر بھی ہر وقت قانون حرکت کام کرتا رہتا ہے ایک نارمل انسان ایک منٹ میں اندازاً بیس مرتبہ سانس لیتا ہے لیکن پہاڑ اپنا ایک سانس پندرہ منٹ میں مکمل کرتا ہے بالکل اسی طرح باقی مخلوقات کی سانس کی معین مقداریں الگ الگ ہیں۔۷۲؎
حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں، پہاذ معدنی ذخائر ہیں، یہ زمین کو سمیٹنے اور روکنے کے لئے میخوں کا کام کرتے ہیں، جس طرح سے انسان سانس لیتا ہے بالکل اسی طرح سے پہاڑ بھی سانس لیتے ہیں، پہاڑ بادلوں کی طرح اڑتے بھی ہیں لیکن ہمیں اس کا شعور حاصل نہیں، جس طرح سے انسان ہنستا، بولتا اور اپنے پیغامات دوسروں تک پہنچاتا ہے بالکل اسی طرح سے پہاڑ بھی ہنستے بولتے اور اپنے پیغامات دور دراز پہاڑوں تک لہروں کے ذریعے پہنچاتے ہیں، جس طرح سے انسان کی زندگی اور موت ہے بالکل اسی طرح سے پہاڑ بھی پیدا ہوتے ہیں اور ان پر بھی موت

وارد ہوتی ہے، تحقیق سے یہ ثابت ہوا ہے کے پہاڑوں کی زیادہ سے زیادہ عمر دس ہزار سال ریکارڈ کی گئی ہے، جب اللہ تعالی نے پہاڑوں پر اپنی امانت کو اتارنا چاہا تو پہاڑوں نے معذرت کر لی اور عرض کی، اگر ہم نے اس امانت کو اپنے دوش پر اٹھالیا تو ہم ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔ ۷۳ے

پہاڑوں کی اقسام:

بنیادی طور پر پہاڑوں کی دو اقسام ہیں۔ ا۔ براعظمی پہاڑ۔ ۲۔ سمندری پہاڑ۔

ان دونوں پہاڑوں میں فرق اس کے طبعی مواد کا ہے جس سے مل کر یہ بنتے ہیں۔

ا۔ براعظمی پہاڑ بھی مختلف منرلز سے مل کر بنتے ہیں، عام طور پر لوگوں کی کثیر تعداد براعظمی پہاڑوں سے واقف ہوتے ہیں کیونکہ وہ انھیں دیکھتے ہیں۔

۲۔ سمندری پہاڑوں کی ساخت زیادہ تر آتش فشانی چٹانوں پر مبنی ہوتی ہے کیونکہ یہ انھی چٹانوں سے مل کر بنتے ہیں۔

پہاڑوں کے فوائد:

پہاڑ کسی بھی ملک کے لئے اہمیت کا سبب ہوتے ہیں، یہ دشمنوں سے بچاؤ کا بھی ایک موثر ذریعہ ہیں، پہاڑوں سے دریا، جھرنے اور آبشاریں نکلتی ہیں، موسم گرما میں جب گرم ہوائیں پہاڑوں سے ٹکراتی ہیں تو اس کے نتیجے میں بارش برستی ہے۔ پہاڑوں پر جنگلات ہوتے ہیں جہاں کی قیمتی جڑی بوٹیاں ادویات سازی میں کام آتی ہیں یہی نہیں بلکہ یہ جنگلات موسمی تغیرات کو بھی کنٹرول کرتے ہیں اور جانوروں کے لئے بہترین چراگاہ کے طور پر معاون اور مفید ہوتے ہیں، انھی پہاڑوں میں بکثرت قیمتی معدنیات کے ذخائر بھی پوشیدہ ہوتے ہیں، جو کسی بھی ملک کا ایک سرمایہ تصور کئے جاتے ہیں۔

قیامت کے دن پہاڑ اللہ کے حکم سے چلنے لگیں گے:

پہاڑ اللہ کی ذی شعور مخلوق ہے چنانچہ روز قیامت یہ اللہ کے حکم سے چلنے لگیں گے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَّ تَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ۔۴،

ترجمہ۔(قیامت کے دن) پہاڑ چل پڑیں گے۔

عالم الغیب:

اللہ تعالی عالم الغیب ہے، یعنی جتنا بھی غیب ہے وہ اللہ کے اختیار، ارادے اور علم میں ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۔۵،

ترجمہ۔وہی اللہ ہے جس کے لیے سوا کوئی معبود نہیں وہ ظاہر اور چھپی ہوئی چیزوں کو جاننے والا ہے وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

غیب۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو(غ۔ی۔ب) سے مشتق ہے۔

ہر وہ چیز جو نگاہوں سے اوجھل اور پوشیدہ ہو غیب کہلاتی ہے۔

غابۃ۔عربی زبان میں گھنے جنگل کو بھی کہا جاتا ہے، یعنی درختوں کا اس قدر گھنا پن کے جس کی وجہ سے زمین نظر نا آئے۔

غیابۃ۔سے مراد ہر وہ گہرا کنواں، گہرے گڑھے، اور ایسی گہری گھاٹیاں جو اپنے اندر کسی بھی چیز کو چھپالیں۔۶،۷؂

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَ اَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ ۔۸،

ترجمہ۔ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا یوسف کو قتل نہ کرو اسے کسی اندھرے کنویں میں ڈال دو۔

غیبات۔عربی زبان میں زمین میں پھیلی جڑوں کو بھی کہتے ہیں جو زمین کی گہرائی میں اتری ہوئی اور دور تک پھیلی ہوئی ہوں۔

غیب۔ کا متضاد لفظ شھادۃ ہے، اور قرآن کریم میں اللہ تعالی نے غیب کے مقابلے میں شھادۃ کے لفظ کو استعمال کیا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ۔۷۸

ترجمہ۔(اللہ) ہر ظاہر اور چھپی ہوئی چیزوں کو جاننے والا ہے۔

غائب۔ سے مراد ہر وہ شے جو مشہود نا ہو یعنی مشاہدے میں نا ہو۔

غیب۔ کے لئے یہ ضروری ہے کے اگر چہ وہ نگاہوں سے اوجھل ہوتا ہے لیکن وہ کہیں نا کہیں موجود ضرور ہوتا ہے، کیونکہ اگر وہ آنکھوں کے سامنے آجائے گا تو مشہود ہو جائے گا۔

غیبۃ۔ بھی عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی کسی بھی انسان کی غیر موجودگی میں اس کی کسی بھی شخصی کمزوری کا ذکر کرنا کے جسے اگر وہ سن لے تو اس کو ناگوار گزرے، تاہم اگر وہ برائی اس میں موجود ہی نا ہو تو تو وہ تہمت کہلائے گی۔

فرس غائب، عربی زبان میں اس گھوڑے کو کہتے ہیں جو گھڑ دوڑ میں چھپا کر یعنی Reserve میں رکھا جائے۔

الغیابۃ۔ ایسی تاریکی جو گرد و غبار کی وجہ سے چھا جائے۔

الغابۃ۔ سے مراد جھنڈے کے بھی ہیں کیونکہ وہ لوگوں پر سایہ کرتا ہے اور میدان جنگ میں جھنڈا فوج کا آخری سہارا ہوتا ہے۔۷۹؎

الرَّحْمٰنِ:

الرَّحْمٰنِ۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ر۔ح۔م) سے مشتق ہے۔

الرَّحْمٰنِ۔ کے معنی بے حد رحم کرنے والا۔

اسم الرَّحْمٰنِ۔ قرآن کریم میں (۵۷) مرتبہ آیا ہے۔

الرَّحْمٰنِ اور الرَّحِیْمِ کا ماخذ (ر۔ح۔م) ہے، جبکہ رحمت کا صرف یہی ایک مادہ ہے۔

جس سے اللہ کے اسما الرَّحْمٰنِ اور الرَّحِیْمِ بنے۔۸۰؎

علامہ قرطبی نے اپنی تفسیر الجامع الاحکام القرآن میں حروف مقطعات پر خاصی بحث کی ہے۔
الر۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے الر کی تفسیر میں فرمایا کے انااللہ اری۔ میں اللہ دیکھتا ہوں۔
حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی ایک دوسری روایت ہے کے الر۔حم۔اورن سے مل کر اللہ تعالی کا نام الرَّحْمٰنِ بنتا ہے۔
قتادہ سے یہ روایت ہے کے یہ حروف یعنی الر قرآن کریم کے اسماء ہیں۔۸۱؎
امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں کے رحمت اس رقت قلبی کا نام ہے جس کا تقاضا محروم پر رحم کیا جائے کبھی یہ لفظ رقت کے معنی اور کبھی صرف احسان کے معانی میں مستعمل ہے تاہم جب رحمت صفت الہی کے معانی میں ہوتو وہ صرف اور صرف احسان اور افضال ہے جبکہ اگر کسی انسان میں یہ صفت ہوتو وہ رقت اور شفقت کے ہم معنی ہوگی الرَّحْمٰنِ کا اطلاق اللہ کے سوا کسی دوسرے پر جائز نہیں کیونکہ الرَّحْمٰنِ کے معانی جس کی رحمت ہر شے پر محیط ہو چنانچہ یہ صفت الھیہ صرف اور صرف اللہ جلا جلالہ کو ہی زیب دیتی ہے کیونکہ اسی کی رحمت ہر شے پر محیط ہے دوسری جانب الرَّحِیْمِ کے مقابلے میں اسم الرَّحْمٰنِ میں زیادہ شدت اور جوش ہے جس میں اللہ کی رحمت اور محبت کا ایک ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہے جس میں ایک ہیجانی اور طوفانی کیفیت پوشیدہ ہو۔

اسم الرَّحْمٰنِ کا نظام کائنات میں کردار:

الرَّحْمٰنِ۔عربی زبان میں نہایت مبالغہ کے صیغہ ہے اس کو سمجھنے کے لئے ہم اپنی زبان میں کچھ مثالیں پیش کرتے ہیں جیسے کوئی شخص بہت زیادہ سخی اور فیاض ہوتو ہم اس کی تعریف میں حاتم طائی کی مثال پیش کرتے ہیں یا کوئی حسین ہوتو ہم اس کے حسن کی شدت کو حسین وجمیل کہہ کر واضح کرتے ہیں اسی طرح سے اگر کوئی ذہین ہوتو ہم اس کو بلا کا ذہین کہتے ہیں کسی لمبے قد کے انسان کو لمبا تڑنگا،موٹے کو موٹا تگڑا،گورے کو گورا چٹا،کالے کو کالا کلوٹا وغیرہ کہہ کر اپنے موقف میں وزن پیدا کرتے ہیں۔
اسی طرح سے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ میں یہ اشارہ ملتا ہے جب الرَّحْمٰنِ کی صفت بے کراں کو الرَّحِیْمِ کے ساتھ متصل کرتے ہوئے اللہ کی بے انتہاء رحمت کا ذکر وادراک دراصل

عقل انسانی کی طاقت سے باہر ہے انسان اگر اپنی ساری عمر بھی صفت الرَّحْمٰن کو سمجھنے میں لگا دے لیکن پھر بھی وہ اس صفت کی آگہی سے نا آشنا ہی رہے گا۔

لغات العرب میں نہایت شدت اور جوش کے اظہار کے لئے کچھ الفاظ اس قسم کے نظر آتے ہیں مثلاً اگر عرب بھوک کی شدت سے بے چین ہوگا تو کہے گا کے انا جوعان (میں بہت شدید بھوکا ہوں) اگر وہ پیاس کی شدت سے مرا جار ہا ہوگا تو کہے گا کے انا اب شان یعنی (میں پیاس سے مرا جارہا ہوں) اگر وہ بہت شدید غصے میں ہوگا تو ہے گا کے انا غضبان یعنی (میں بہت زیادہ غصے میں ہوں)۔اسی طرح سے الرَّحْمٰن کا مطلب اللہ تعالی کی انتہائی درجے کی محبت، رحمت اور شفقت جو وہ اپنی مخلوقات سے کرتے ہیں۔

ارشادات خداوندی:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یعنی شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى۔ ۸۳ ۔ترجمہ۔اَلرَّحْمٰنُ عرش پر متمکن ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ۔ ۸۳

ترجمہ۔اَلرَّحْمٰنُ نے انسان کو قرآن کا علم سکھایا، اس نے انسان کو پیدا کیا اور اسے بولنا سکھایا۔

مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ۔ ۸۴

ترجمہ۔کیا تو الرَّحْمٰنِ کی آفرینش میں کوئی نقص دیکھتا ہے؟

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى۔ ۸۵

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیجئے! اللہ کہہ کر پکارو یا اَلرَّحْمٰنُ کہہ کر، جس نام سے بھی پکارو سو اس کے لئے اچھے نام ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت اسماء بنت یزیدؓ فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ کا سب سے بڑا نام یعنی

اسم اعظم ان دو آیات میں ہے۔

۱۔ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۔۸۶

ترجمہ۔تمھارا خدا ایک ہی خدا ہے اس اَلرَّحْمٰنُ والرَّحِيْمُ کے سوا کوئی خدا نہیں۔

۲۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۔۸۷

ترجمہ۔اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ زندہ ہے اور خبر گیری کرنے والا ہے۔۸۸؎

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! رحم کرنے والوں پر اَلرَّحْمٰنُ رحم کرتا ہے زمین والوں پر تم رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔۸۹؎

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔۹۰؎

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس نے ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کیا اور ہمارے بڑوں کی توقیر نہ کی وہ ہم میں سے نہیں۔۹۱؎

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بدبخت انسان کے دل سے ہی رحم کو سلب کر لیا جاتا ہے۔۹۲؎

حضرت سعید بن زیدؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! سب سے بڑا اسود یہ ہے کے مسلمان کی عزت کو ناحق پامال کیا جائے اور یہ رحم اَلرَّحْمٰنُ کی پیچیدہ شاخوں میں سے ہے جس نے اس کو قطع کیا اللہ اس پر جنت کو حرام کر دے گا۔۹۳؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بے شک جب اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا کر کے فارغ ہو گیا تو رحم کھڑا ہو گیا اور کہا کے یہ وہ جگہ ہے کے جہاں تجھ سے قطع کرنے سے پناہ مانگی جاتی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا! ہاں کیا تو اس بات سے راضی ہے کے جو تجھ سے وصل رکھے گا میں اس سے وصل رکھوں گا اور جو تجھ سے قطع کرے گا میں اس سے قطع کروں گا رحم نے کہا کے کیوں نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کے پس یہ تم کو مل گیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھو۔

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْٓا
اَرْحَامَكُمْ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَ اَعْمٰٓى

اَبۡصَارَهُمۡ ۔۹۴

ترجمہ۔تم سے یہ بعید نہیں کے اگر تم کو زمین میں حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد کرو گے اور رشتے توڑ ڈالو گے یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے تو ان کو بہرا بنا دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا بنا دیا۔

الرَّحِيۡمِ:

الرَّحِيۡمِ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ر۔ح۔م) سے مشتق ہے۔

الرَّحِيۡمِ ۔کے معنی نہایت مہربان کے ہیں۔

قرآن کریم میں اسم الرَّحِيۡمِ (۹۵) مرتبہ آیا ہے۔

رحمت اگر دائم ہو جائے گی تو اسے الرَّحِيۡمِ کہا جاتا ہے۔۹۵؎

الرَّحۡمٰنِ کا اطلاق صرف اللہ پر جبکہ الرَّحِيۡمِ کا اطلاق اللہ کے سوا غیر اللہ پر بھی ہو سکتا ہے الرَّحِيۡمِ کے معنی جو بہت رحم کرتا ہو۔

عربی زبان میں رحم سے مراد ماں کے جسم کا وہ محفوظ حصہ جس میں بچہ پیدائش سے قبل نشونما پاتا ہے۔۹۶؎

رحم سے مراد قرابت داری اور خوبی رشتے داری کی بھی ہے جبکہ رحم کی جمع ارحام ہے۔۹۷؎

رحم سے ہی ایک لفظ رحمۃ بھی ہے جس کے معنی وہ عطیہ جو کسی کی ظاہری اور باطنی تمام تقاضوں کو پورا کردے۔۹۸؎

لفظ رحم میں نرمی کا عنصر پوشیدہ ہے چنانچہ یہ لفظ سختی کے مقابلے میں بولا جاتا ہے تاہم رحم سے مراد مہربان، ہمدرد، نرم خو، وفا کیش اور رقت کے بھی بیان کئے جاتے ہیں۔

رحمۃ کے ایک معنی وہ عطیہ خداوندی یا سامان زیست ہے جو انسان کو بغیر کسی معاوضہ کے عطا کیا جائے۔

ایک قول ہے کے اللہ دنیا میں الرَّحۡمٰنِ ہے کیونکہ اس کی رحمت مومن اور کافر دونوں پر ہے لیکن آخرت میں وہ الرَّحِيۡمِ ہے کیونکہ آخرت میں اس کی رحمت صرف مومنوں پر ہی ہوگی۔

کافروں پر نہیں۔۹۹؎

اسم الرَّحِيۡمِ کا نظام کائنات میں کردار:

اسم الرَّحِيۡمِ کی نفوذ پذیری کل کائنات میں ہمہ وقت جاری وساری ہے جیسا کے کائنات میں موجود تمام اشیاء ایٹم سے مل کر بنی ہیں اور انسانی جسم بھی اربوں کھربوں ایٹموں کا مجموعہ ہے سائنسدانوں نے محتاط اندازے کے مطابق !ایک انسان میں (دس ارب،ارب،ارب) ایٹموں کا اندازہ قائم کیا ہے۔حالیہ تحقیق کے مطابق ایک انسان کے جسم میں کل ایٹم کی تعداد:

There are approximately 7,000,000,000,000,000,000,000,000,000,atoms in the human body.

بتائی گئی ہے ایٹم اللہ کی اتنی باریک مخلوق ہے جیسے نہایت طاقتور خوردبین سے بھی نہیں دیکھا جا سکتا تاہم اس کی جسامت کا اندازہ لگانے کے لئے یہ کافی ہے کے ایک واحد ایٹم کا قطر ایک ملی میٹر کا دس لاکھواں حصہ ہوتا ہے لیکن حیران کن امر یہ ہے کے ہر ایٹم اپنے اندر نہایت مکمل،مضبوط، مربوط،متوازن اور پیچیدہ نظام لئے ہوئے ہے۔ ہر ایٹم کے مرکز میں ایک نیوکلیس پایا جاتا ہے نیوکلیس کے اندر پروٹان اور نیوٹران ہوتے ہیں جبکہ اس کے اردگرد الیکٹرانز پائے جاتے ہیں جو اپنے محور کے گرد مسلسل گردش کرتا ہے۔

ایٹم سے زیادہ باریک اس کا نیوکلیس ہے جس کے بارے میں سائنسدان یہ کہتے ہیں کے نیوکلیس کا حجم ایٹم کے حجم کا دس کروڑواں حصہ ہوتا ہے لیکن اس کا وزن ایٹم کے وزن کا 99.5 فیصد ہوتا ہے۔

سائنسدانوں نے ایک انسانی جسم میں (14x1029) الیکٹرانز کی تعداد فرض کی ہے تاہم انسانی زندگی کی بقاء کے لئے ان کے خیال میں تقریباً (37)10.056x10 مرتبہ اللہ کی رحمت درکار رہے یاد رہے یہاں (37)10 سے مراد (دس کھرب،کھرب،کھرب) تعداد ہے یعنی ایک انسانی جسم میں پائے جانے والے ایٹمز کے نظام کو سنبھالنے کے لئے اللہ کی اس قدر رحمت ہر لمحہ درکار رہے چہ

جائیکہ کائنات کی دیگر مخلوقات کی بات یہاں نہیں کی جارہی صرف ایک انسان انفرادی حیثیت میں ایٹم کے حوالے سے ذکر کیا جارہا ہے جبکہ انسان کے دیگر نظام اور افعال و اعمال کا بھی یہاں تذکرہ نہیں کیا جارہا۔

سائنسدان یہ کہتے ہیں کے اگر یہ انسانی جسمانی نظام لمحے کے ہزارویں حصے میں بھی بگاڑ کا شکار ہوا تو انسان کسی خوفناک دھماکے سے پھٹ جائے گا۔

پروفیسر فائن برگ کے مطابق! مادہ کی بنیاد یعنی ایٹم کو اپنے قیام اور بقاء کے لئے اپنے سے بڑھ کر کسی ماورائی طاقت کی ہمہ وقت ضرورت رہتی ہے تاہم اس وابستگی کے نتیجے میں نظام کائنات نہایت منظم اور متوازن طریقے سے صدیوں سے قائم ودائم ہے۔

سائنسدانوں کے مطابق کسی بھی ایٹم کا نیوکلیس ایک سیکنڈ میں دس ارب مرتبہ نہایت تیزی کے ساتھ مرتعش ہوتا ہے اگر چہ یہ حرکت اتنی زیادہ تیز ہوتی ہے جس کو عام انسانی آنکھ سے دیکھنا ناممکنات میں سے ہے دوسری جانب یہ حرکت اس قدر تیز ہوتی ہے کے وہ شے ساکن نظر آتی ہے قابل غور نکتہ یہ ہے کے نیوکلیس میں پروٹانز مثبت چارج کے حامل اور نیوٹرانز بے بار یعنی نیوٹرل ہوتے ہیں جبکہ الیکٹرانز اپنے الیکٹرک چارج کی وجہ سے نیوکلیس کے گرد گھومتے رہتے ہیں تاہم تمام الیکٹرانز منفی چارج کے حامل ہوتے ہیں ایٹم کے نیوکلیس کا مثبت چارج الیکٹرانز کو اپنی جانب کھینچتے ہیں جبکہ کے ایٹم کے باہر جتنے بھی الیکٹرانز ہوتے ہیں ان کے اندر اتنے ہی پروٹانز بھی ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ایٹم کے برقی چارج کا توازن برقرار رہتا ہے لیکن اگر پروٹان اور الیکٹرانز کا برقی چارج ایک جیسا نہ ہو تو کائنات میں موجود تمام ایٹم پروٹانز میں موجود فاضل مثبت چارج کے باعث مثبت چارج کے حامل ہوجائیں گے جس کے نتیجے میں تمام ایٹمز ایک دوسرے کو دور دھکیل دیں گے اور لمحے کے ہزارویں حصے میں تمام کائنات بکھر کر رہ جائے گی دنیا کے تمام انسان، حیوان، چرند، پرند، سورج، چاند، ستارے، سیارے، درخت، پہاڑ، سمندر، زمین اور آسمان یعنی کل اشیائے کائنات کا توازن بگڑ جائے گا اور وہ لمحہ کے ہزارویں حصے میں اس صفحہ ہستی سے مٹ جائے گی جیسے کے وہ کبھی وہاں تھی ہی نہیں۔

سائنسدانوں کے مطابق اگر الیکٹرانز اور پروٹانز میں موجود برقی چارج کے توازن کا سو کروڑ واں

حصہ بھی بگاڑ کا شکار ہوا تو ایسے میں تمام کائنات اور اجزائے کائنات بری طرح سے بکھر کر رہ جائیں گے، یہاں اللہ کی صفت الرَّحِيۡمِ تمام اشیائے کائنات کو نہایت رحمت کے ساتھ نا صرف جوڑے ہوئے ہے بلکہ اس نظام کو نہایت خوبصورتی سے چلا رہی ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

رَبَّنَا وَسِعۡتَ كُلَّ شَىۡءٍ رَّحۡمَةً۔ ۱۰۰

ترجمہ۔ میری رحمت ہر شے کو اپنے اندر سما لیتی ہے۔

رَبَّنَا وَسِعۡتَ كُلَّ شَىۡءٍ رَّحۡمَةً وَّعِلۡمًا۔ ۱۰۱

ترجمہ۔ پروردگار رحمت اور علم کے لحاظ سے ہر شے پر حاوی ہے۔

وَهُوَ الۡغَفُوۡرُ الۡوَدُوۡدُ۔ ۱۰۲

ترجمہ۔ وہ بخشنے اور محبت کرنے والا ہے۔

سزا اور جزا کے منصفانہ نظام اور عدل و انصاف کی نہایت تاکید اللہ کے نظام میں پائی جاتی ہے دوسری جانب اللہ کی قائم کردہ حدود، سزا، پرسیش، آزمائش اور موت میں بھی رحم کا عنصر پوشیدہ اور مستور ہے جس طرح والدین اور اساتذہ بچوں کی غلطیوں کو سدھارنے کے لئے ڈانٹ ڈپٹ یا سزا سے کام لیتے ہیں تاکہ بچوں میں سدھار پیدا ہو اور وہ قابل انسان بن سکیں لیکن ان سزاؤں اور ڈانٹ ڈپٹ کے پیچھے ہرگز دشمنی یا بغض وعناد کا عنصر موجود نہیں ہوتا صرف اور صرف اصلاح کی خاطر یہ تنبیہات کی جاتی ہیں بالکل اسی طرح سے اللہ نے انسان کی تخلیق نہایت محبت سے فرمائی اللہ یہ کبھی نہیں چاہتے کے انسان جتنی خوبصورت مخلوق کو داخل جہنم کر دیا جائے چنانچہ انسان کی غلطیوں اور کوتاہیوں پر سزا کے نظام کی اشد ضرورت تھی جس میں سوائے رحم کے کوئی دوسرا عنصر شامل نہیں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قُلۡ لِّلّٰهِ كَتَبَ عَلٰى نَفۡسِهِ الرَّحۡمَةَ ۔ ۱۰۳

ترجمہ۔ اس نے اپنے اوپر رحمت لازم کر لی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اللہ سب سے زیادہ اس سے محبت

کرتا ہے جو اس کے کنبے سے محبت کرتا ہے۔ ۱۰۴؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے کسی شخص کو اس کا عمل ہرگز جنت میں داخل نہیں کرے گا صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ کو بھی نہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھ کو بھی نہیں سوا اس کے کہ اللہ مجھے اپنے فضل و کرم اور رحمت سے ڈھانپ دے۔ ۱۰۵؎

ارشادات خداوندی:

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۔ ۱۰۶

ترجمہ۔ اے میرے وہ بندوں جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، بے شک اللہ تمام گناہوں کو معاف فرما دے گا، بے شک وہ بہت بخشنے والا ہے نہایت رحم والا ہے۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۔ ۱۰۷

ترجمہ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ظاہر اور چھپی ہوئی چیزوں کو جاننے والا ہے، وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَ لَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ ۔ ۱۰۸

ترجمہ۔ ہم انسان کو اپنی رحمت سے نوازنے کے بعد جب اس کو محروم کرتے ہیں تو وہ مایوس اور ناشکری کرنے لگتا ہے۔

وَ اِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ۭ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ ۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ ۔ ۱۰۹

ترجمہ۔ جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزا چکھاتے ہیں تو وہ اس پر پھول جاتے ہیں اور جب ان پر ان

کے کئے ہوئے کرتوتوں کی وجہ سے کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ یکا یک مایوس ہو جاتے ہیں۔
یہاں رحمۃ بمقابلہ سیئۃ (مایوسی) آیا ہے۔
والدین کے لئے دعا کے حوالے سے قرآن انسان کو یہ تلقین کرتا ہے!

وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيْرًا ۔۱۱۰

ترجمہ۔ دعا کیا کرو کے ائے میرے رب ان (والدین) پر رحم فرما جس طرح سے انھوں نے رحمت اور شفقت سے مجھے بچپن میں پالا تھا۔
سامان رحمت جو بارش کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے قرآن کریم میں اسے بھی رحمت بتایا گیا ہے۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔۱۱۱

ترجمہ۔ دیکھو اللہ کی رحمت کے اثرات، کے مردہ پڑی ہوئی زمین کو وہ کس طرح سے زندہ کرتا ہے، بے شک وہی مردوں کو زندہ فرمانے والا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔
زندگی کی وہ تمام خوشگواریاں (نعماء) بھی رحمت کہلاتی ہیں جو بغیر کسی معاوضے کے حاصل ہوں۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ لَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ۔۱۱۲

ترجمہ۔ اگر ہم (انسان) کو نعمت کا مزا چکھاتے ہیں تو وہ یہ کہتا ہے کے میری تو ساری مشکلات دور ہو گئیں، بے شک وہ اترانے لگتا اور شیخی بگھارتا ہے۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں جب ایک جگہ دو یتیم بچوں کے خزآنے کو جو دیوار کے ساتھ مدفون تھا اس کو ایک وقت مررہ تک ڈھانپ دیا گیا تا کہ جب وہ بچے جوان ہوں تو انھیں یہ خزآنہ ملے چنانچہ اس انتظام کو بھی رحمت خداوندی سے تعبیر کیا گیا۔

وَ اَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَ كَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَ كَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَ يَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۔ ۱۱۳

ترجمہ۔رہی دیوار تو اس کی صورتحال یہ ہے کے وہ اس شہر میں دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس کے نیچے ان دونوں کا خزانہ تھا اور ان کا باپ نیک آدمی تھا، سو تیرے رب نے ارادہ فرمایا کے یہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچ جائیں اور اپنے خزانے کو نکال لیں یہ تیرے رب کی مہربانی کی وجہ سے ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت اسماء بنت یزیدؓ فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ کا سب سے بڑا نام یعنی اسم اعظم ان دو آیات میں ہے۔

۱۔ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۱۱۴

ترجمہ۔تمھارا خدا ایک ہی خدا ہے اس الرَّحْمٰنُ اور الرَّحِيْمُ کے سوا کوئی خدا نہیں۔

۲۔ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۔ ۱۱۵

ترجمہ۔اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ ہے قائم رکھنے والا ہے۔

الٓمّٓ ۙ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۔ ۱۱۶

ترجمہ۔اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ زندہ ہے اور خبر گیر ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ نے ۱۰۰ رحمتیں پیدا کیں ایک رحمت کو تمام مخلوق میں رکھ دی اور ۹۹ رحمتیں اپنے پاس رکھ لیں۔ ۱۱۷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص يَآ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ (اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے) جب کہہ کر اللہ کو پکارتا ہے تو اللہ تعالی اس کی طرف ایک فرشتہ مقرر فرماتے ہیں پس جو شخص تین مرتبہ یہ کلمہ کہتا ہے تو فرشتہ اس سے یہ کہتا ہے کے ارحم الرحمین تیری طرف متوجہ ہے تو اب جو چاہے اس سے طلب کر لے۔ ۱۱۸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر ایک طرف سے ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کے ایک شخص

یَا اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ کہہ رہا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص سے کہا! اب تو سوال کر اللہ نے تیری جانب نظر کرم فرمالی ہے۔۱۱۹؎

اللہ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔۱۲۰؎

تم مومنین کو آپس کے رحم، محبت اور ہمدردی میں ایک جسم کی طرح پاؤ گے اگر جسم کے کسی ایک عضو کو تکلیف پہنچتی ہے تو اس کی تکلیف سے سارا جسم بے خوابی اور بخار محسوس کرتا ہے۔۱۲۱؎

تم زمین پر رہنے والوں پر رحم کرو تم پر آسمان والا رحم کرے گا۔۱۲۲؎

رحم اسی شخص کے دل سے نکالا جاتا ہے جو بدبخت ہو۔۱۲۳؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! میری امت، امت مرحومہ ہے یعنی (جس امت پر اللہ کا رحم ہو) آخرت میں (میری امت) پر کوئی عذاب نہ ہوگا اس کا عذاب دنیا میں فتنوں زلزلوں، قتل اور بلاؤں کی صورت میں ہے۔۱۲۴؎

قرآن کریم میں اسم رحیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بھی استعمال ہوا ہے کیونکہ اَلرَّحْمٰنُ کا اطلاق صرف اللہ پر جبکہ اَلرَّحِیْمِ کا اطلاق اللہ کے سوا غیر اللہ پر بھی ہوسکتا ہے۔

اَلرَّحِیْمِ کے معنی جو بہت رحم کرتا ہو۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ ۱۲۵

ترجمہ۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مومنوں پر شفیق اور مہربان (رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ) ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ ۱۲۶

ترجمہ۔ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۚ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔ ۱۲۷

ترجمہ۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بادشاہ ہے سب عیبوں سے پاک ہے سلامتی والا

ہے امن دینے والا ہے بھاری ہے زبردست ہے قوت والا ہے بڑائی والا ہے اللہ تعالیٰ برتر ہے ان چیزوں سے جسے وہ شریک ٹھہرا رہے ہیں۔

الملک (حقیقی بادشاہ):

الملک۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو(م۔ل۔ک) سے مشتق ہے۔

الملک۔کے معنی مکمل قوت ، اختیار اور اقتدار کا مالک یعنی اللہ کی بادشاہت حکومت اور اقتدار کائنات کی ہر شے پر قائم ہے اس کے ایک معنی مکمل Authority کے بھی ہیں۔

قرآن کریم میں 'الملک' (۵) مرتبہ آیا ہے۔

لی فی الوادی ملک۔عربی زبان میں اس سے مراد ایک ایسی وادی جہاں پانی ، چراگاہ اور مویشی موجود ہوں اسی لئے پانی کو بھی ملک کہا جاتا ہے کیونکہ پانی میں زندگی ہے اور پانی کی موجودگی سے کئی بگڑے کام سلجھ جاتے ہیں چنانچہ جس جگہ پانی ہو اس علاقے کی قدرومنزلت بہت زیادہ ہوتی ہے۔۱۲۸ے

اگر دنیا کی تہذیبوں کا مطالعہ کیا جائے تو دنیا کی تمام تہذیبیں سمندر یا دریاؤں کے آس پاس ہی پھلی پھولی اور پروان چڑھیں اور خود مکہ مکرمہ جو کبھی بے آب وگیاں ایک غیر آباد صحرا تھا جہاں دور دور تک آبادی کا نام ونشان تک موجود نہ تھا جب وہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑی کی رگڑ سے آب زم زم جاری ہوا تو دیکھتے ہی دیکھتے وہ علاقہ آباد ہو گیا۔

ملاک الامر۔سے مراد گارے کے ہیں جو پتھروں کو باہم جوڑتا ہے۔

ملک العجین یملکہ۔سے مراد آٹے کو اچھی طرح سے گوندھنے کے ہیں تاکہ گندم کے تمام اجزاء یک جان ہو جائیں۔

نواب صدیق حسن خان نے (م۔ل۔ک) کا اصل خاصا قوت اور شدت بیان کیا ہے۔۱۲۹ے

اس کائنات میں اصل حکم اللہ کا ہی چلتا ہے اور اس کے حکم کے بغیر ایک پتا بھی اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتا وہ نہایت شان سے عرش پر متمکن ہے جہاں سے اس کا حکم کل کائنات پر قائم ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَلْمَلِكُ۔ ۱۳۰؎ ترجمہ۔(اللہ) بادشاہ ہے۔

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ۔ ۱۳۱؎ ترجمہ۔ اللہ بادشاہ حقیقی ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ٘ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ۔ ۱۳۲

ترجمہ۔(اللہ) برکت والا ہے اس کے ہاتھ میں بادشاہت ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِۚ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ٘ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ ۱۳۳

ترجمہ۔ سب چیزیں جو آسمان میں ہیں اللہ کی پاکی بیان کرتی ہیں اس کی سلطنت ہے اور وہی تعریف کے لائق ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

وَ تَبٰرَكَ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا٘ وَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ٘ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ۔ ۱۳۴

ترجمہ۔ بابرکت ہے وہ ذات جس کے لئے ملک ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور اس کے پاس قیامت کا علم ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ۔ ۱۳۵

ترجمہ۔ زمین اور آسمان کی بادشاہی اسی کی ہے، اس کی طرف سب امور لوٹ جائیں گے۔

فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۔ ۱۳۶۔

ترجمہ۔ ہر چیز کی سلطانی اور فرمانروائی اسی کے ہاتھ میں ہے، تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ٘ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ٘

ترجمہ۔(اللہ) مالک الملک ہے وہ جس کو چاہتا ہے اقتدار (ملک) دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اقتدار (ملک) چھین لیتا ہے۔ ۱۳۷؎

لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ۔ ۱۳۸

ترجمہ۔ نہ اس کو اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا
بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ
مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ۔ ۱۳۹

ترجمہ۔(اللہ) کے لئے ہے جوآسمانوں میں ہےاور جوزمین میں ہے،کون ہے جوسفارش کرے اس کے پاس مگراس کی اجازت کے ساتھ،وہ جانتا ہے جوان کے سامنے ہےاور جوان کے پیچھے ہے،اوروہ احاطہ نہیں کرتے اس کی معلومات میں سے کسی چیز کا مگر جووہ چاہے،گنجائش ہے۔

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ۔ ۱۴۰

ترجمہ۔اس کی کرسی آسمانوں اورزمین کوسمائے ہوئے ہے۔

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ۔ ۱۴۱

ترجمہ۔ ہر دن اس کی نئی شان ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ کے نزدیک (کسی بھی شخص کا) سب سے ناپسندیدہ ترین نام 'ملک الاملاک' ہے۔

قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے قابل نفرت اور بدترین شخص وہ ہوگا جس کا نام 'ملک الاملاک' ہوگا کیونکہ اللہ رب العزت کے سوا کوئی دوسرا 'ملک' یعنی بادشاہ نہیں ہوسکتا ہے۔ ۱۴۲

اسم الملک کا نظام کائنات میں کردار:

اسم الملک صفت باری تعالیٰ ہے جس کے پاس اس کائنات کے مکمل اختیارات ہیں وہ قادر مطلق اورتمام طاقتوں کا منبع وماخذ ہے پورا نظام کائنات اس کے حکم پر قائم ودائم ہے اور جملہ معاملات اسی کی مرضی سے طے پاتے ہیں وہ اپنی نظیرآپ ہے کوئی بھی غیر اس کی ذات،صفات،اختیارات اورحقوق میں شریک نہیں زمین وآسمان کی تمام اشیاء اس کی ملکیت اوردائرہ اختیار میں ہیں حتیٰ کے زمین پرگرنے والا ایک خزاں رسیدہ پتااورزمین کی تہہ میں موجود رائی کا ایک دانہ بھی اس کے علم اورقدرت میں موجود ہے۔

ارشادات خداوندی:

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ِۨالَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ۔۱۴۳

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیجئے! اے لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ جس کے لئے بادشاہت ہے آسمانوں کی اور زمین کی۔

اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۔۱۴۴

ترجمہ۔وہ عرش پر متمکن ہے۔

عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۔۱۴۵

ترجمہ۔الرَّحْمٰنُ عرش عظیم کا مالک ہے۔

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۔۱۴۶

ترجمہ۔الرَّحْمٰنُ عرش پر متمکن ہے۔

لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۔۱۴۷

ترجمہ۔آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔

وَّ كَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ ۔۱۴۸

ترجمہ۔اس کا عرش پانی پر تھا۔

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۔۱۴۹

ترجمہ۔اللہ وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۔۱۵۰

ترجمہ۔اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی عرش کریم کا مالک ہے۔

فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۔۱۵۱

ترجمہ۔بابرکت ہے اللہ کی ذات جو سب صناعوں سے بہتر ہے۔

وَ تَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۔ ۵۲

ترجمہ۔ فرشتے عرش کے گرد حلقہ باندھے اپنے پروردگار کی حمد وثناء کرتے ہیں۔

سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ۔ ۱۵۳

ترجمہ۔ (اللہ) آسمان اور زمین کا مالک ہے وہ عرش کا مالک ہے۔

ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ۔ ۱۵۴

ترجمہ۔ عرش کا مالک ہے۔ عظمت والا ہے۔

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ۔ ۱۵۵

ترجمہ۔ اس کی کرسی زمین اور آسمان پر پھیلی ہوئی ہے۔

وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ۔ ۱۵۶

ترجمہ۔ زمین اور آسمان میں جو کچھ بھی ہیں وہ سب اس کے مملوک اور تابع فرمان ہیں۔

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ۔ ۱۵۷

ترجمہ۔ آسمان سے زمین تک وہ ہی ہر کام کی تدبیر کرتا ہے۔

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْر۔ ۱۵۸

ترجمہ۔ زمین اور آسمان کی بادشاہی اسی کی ہے اور اللہ ہی کی طرف سارے معاملات رجوع کئے جاتے ہیں۔

اَلَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ۔ ۱۵۹

ترجمہ۔ بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں۔

فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۔ ۱۶۰

ترجمہ۔ ہر چیز کی سلطانی اور فرمانروائی اسی کے ہاتھ میں ہے۔

فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ۔ ۶۱۔

ترجمہ۔ وہ جس چیز کا ارادہ کرے وہ اسے کر گزرنے والا ہے۔

لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَ هُمْ يُسْـَٔلُوْنَ۔ ۱۶۲

ترجمہ۔ وہ جو کچھ کرے وہ اس پر کسی کو جوابدہ نہیں ہاں سب اس کو جوابدہ ہیں۔

وَ اللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ۔ ۱۶۳

ترجمہ۔ اللہ فیصلہ کرتا ہے کوئی اس کے فیصلے پر نظر ثانی کرنے والا نہیں۔

قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّ هُوَ يُجِيْرُ وَ لَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ ۱۶۴

ترجمہ۔ وہ پناہ دیتا ہے اور کوئی اس کے مقابلے میں پناہ نہیں دے سکتا۔

اللہ کی کرسی:

اللہ کی کرسی کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ۔ ۱۶۵

ترجمہ۔ اس کی کرسی زمین اور آسمان پر پھیلی ہوئی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواتین سے مخاطب ہو کر فرمایا! تم اپنے اوپر اللہ کی تسبیح (سُبْحَانَ اللّٰه) اور تہلیل (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه) اور تقدیس (سُبْحَانَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ) کو لازم کرلو اور ان تسبیحات کو اپنی انگلیوں پر شمار کیا کرو کیونکہ کل قیامت کے دن ان انگلیوں سے بھی سوال ہوگا اور وہ گواہی دیں گی تم ہرگز اس میں کوتاہی اور غفلت مت کرنا ایسا نہ ہو کے غفلت کر کے اجر و ثواب سے محروم رہ جاؤ۔ ۱۶۶؎

حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کرسی کے متعلق پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے ابوذرؓ! سات آسمان اور سات زمینیں کرسی کے مقابلے میں اس طرح سے ہیں جیسے کسی جنگل میں انگوٹھی کا چھلہ پڑا ہو، اور عرش کی فضیلت کرسی پر اس طرح سے ہے جیسے جنگل کی فضیلت اس انگوٹھی کے چھلے پر ہے۔ ۱۶۷؎

ابو مالک روایت کرتے ہیں کے کرسی عرش کے نیچے ہے۔۱۶۸؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کے اگر سات آسمانوں اور سات زمینیوں کو بچھا دیا جائے تب بھی وہ کرسی کے مقابلے میں اس طرح سے ہیں جیسے ایک انگوٹھی کسی وسیع میدان میں ہو۔

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کے اللہ کی کرسی تمام آسمانوں اور زمینوں کو محیط ہے اور وہ اس طرح سے چرچراتی ہے جیسے نیا پالان سواروں کے بوجھ سے چرچراتا ہے۔۱۶۹؎

کل کائنات میں صرف اور صرف اللہ کی سلطنت قائم ودائم ہے یعنی سارے آسمانوں اور تمام زمینوں میں اسی کا حکم چلتا ہے اور وہ ان کی حفاظت سے کبھی نہیں تھکتا اس کا علم ہر شے پر محیط ہے اور اس کی قدرت ہر شے کا احاطہ کئے ہوئے ہے وہ رب عظیم ہے۔

القدوس۔(برائیوں سے پاک ذات):

القدوس۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو(ق۔د۔س) سے مشتق ہے۔

القدوس۔ کے معنی تمام نقائص سے پاک، منزہ، محکم، مشرف، گرانقدر اور مجلیٰ کے ہیں یعنی رب کائنات تمام کمزوریوں اور کجی سے پاک ہے وہ بے مثال ہے اس کی شان نرالی ہے تمام اشیاء کائنات کو بھوک، پیاس، نیند و بیداری کی حاجت ہے لیکن رب کائنات ان احتیاجات سے منزہ و مبرا ہے۔۱۷۰؎

قرآن کریم میں یہ اسم مبارک (۲) جگہ آیا ہے۔

اس اسم مبارک القدوس کی علماءکرام نے تین تعریفات بیان کی ہیں۔

۱۔امام بیہقی فرماتے ہیں! القدوس وہ ذات ہے جو تمام عیوب سے پاک اور تمام شریکوں سے بری اور بے نیاز ہے۔۱۷۱؎

۲۔امام ابن کثیر فرماتے ہیں! القدوس سے مراد اللہ رب العزت تمام کمی اور کوتاہیوں سے پاک اور تمام صفات کمال سے متصف۔۱۷۲؎

۳۔القدوس وہ ذات ہے جو ہر عیب سے بری اور منزہ ہے اور کوئی اس کے شایان شان نہیں۔

اسی حوالے سے اشاد خداوندی ہے!

وہی اللہ ہے جس ے سوا کوئی معبود نہیں وہ بادشاہ ہے، نہایت پاک اور سب عیبوں سے مبرا، امن دینے والا، نگہبان، غالب، زور آور اور بڑائی والا پاک ہے اللہ ان چیزوں سے جنھیں یہ اس کا شریک بناتے ہیں۔ ۱۷۳؎

اسم القدوس کا کائناتی نظام میں کردار:

اللہ بزرگ و برتر کی صفت قدوسیت کائنات پر حاکمیت کے لئے لازمی ہے رب کائنات ایک بلند وارفع ہستی ہے جو ہر برائی سے منزہ اور پاک ہے اس کی ذات بابرکت صرف اور صرف خیر سے مرکب ہے اگر چہ دنیاوی بادشاہت اور سرداری کے لئے بھی کسی ایسے ہی انسان کا انتخاب کیا جاتا ہے جو دیگر عیوب، کمزوریوں اور کجی سے پاک اور منزہ ہو کسی بہادر، نیک نام، سچے، امانت دار اچھا فیصلہ ساز، مدبر، منصف، عادل اور نیک نیت شخص کو ہی دنیا کے دیگر ادارے کی سربراہی کے لئے چنا جاتا ہے تاکہ وہ لوگوں کے حق میں مبارک اور ان کا خیر خواہ ثابت ہوتا ہم کائنات کی بادشاہت کے منصب پر جو قابل قدر وعزت ہستی براجمان ہے وہ تمام حمد وثناء کی حقدار اور لائق عبادت وعزت وتکریم ہے کیونکہ تمام اوصاف وکمالات اس ایک ہستی مطلق میں یکجا اور جمع ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی!

وَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ ۱۷۴

ترجمہ۔ پاک ہے اللہ، کل عالمین کا پروردگار۔

فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ۔ ۱۷۵

ترجمہ۔ پاک ہے وہ جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے، اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا یَصِفُوْنَ۔ ۱۷۶؎۔ ترجمہ۔ اللہ عرش کا مالک ہے۔

لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى۔ ۱۷۷؎۔ ترجمہ۔ (اللہ) کے لئے بہترین نام (صفات) ہیں۔

اَلْقُدُّوْس۔ ۱۷۸؎۔ ترجمہ۔ (اللہ) مقدس ہے۔

وَ نَحۡنُ نُسَبِّحُ بِحَمۡدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَ ۔۱۷۹

ترجمہ۔(فرشتوں) نے کہا کے آپ کی حمد وثناء کے ساتھ تسبیح اور تقدیس تو ہم کرہی رہے ہیں۔

جس طرح سے تسبیح کا لفظ ذو معنی یعنی پاکی اور اللہ کے حکم کی بجا آوری ہے بالکل اسی طرح سے تقدیس کے بھی دو معنی ہیں یعنی تقدس کا اظہار و بیان اور پاک کرنا۔

اللہ کی صفت قدوسیت کا اگر مطالعہ کرنا ہو تو پھر قرآن کریم کی جانب متوجہ ہونا پڑے گا جہاں پورا قرآن ہی پاکیزگی اور تقدس کی تعلیم دے رہا ہے تاہم قرآن کریم کی تمام آیات کو اگر چار حصوں میں تقسیم کیا جائے تو درج ذیل چار اقسام کی پاکیزگی کی ہدایت نظر آتی ہے۔

۱۔روحانی پاکیزگی:

روحانی پاکیزگی کے حصول کے لئے عبادات کا پروگرام دیا گیا تاکہ سرکش نفس کو عبادات کے ذریعے قابو کیا جاسکے جب ہی رات میں قیام، تہجد گزاری، شب بیداری، روزے، زکوٰۃ اور حج کے احکامات دیئے گئے اور کہا گیا!

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيۡلِ هِيَ اَشَدُّ وَطۡاً وَّ اَقۡوَمُ قِيۡلًا ۔۱۸۰

ترجمہ۔بے شک رات کا قیام (تہجد یا شب بیداری) نفس کے پامال کرنے کے لئے زیادہ سخت ہے اور قول کو سیدھا کرنے والا ہے۔

خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِهِمۡ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمۡ وَ تُزَكِّيۡهِمۡ بِهَا وَصَلِّ عَلَيۡهِمۡ
اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمۡ ۔۱۸۱

ترجمہ۔(آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کے مال سے خیرات لیجئے اور انھیں پاک وصاف کیجئے اور ان کے لئے دعا کیجئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا ان کی تسلی کا سبب ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيۡنَ
مِنۡ قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ ۔۱۸۲

ترجمہ۔اے ایمان والو! تم پر روزہ اسی طرح سے فرض کیا گیا ہے جس طرح سے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

۲۔جسمانی پاکیزگی:

اسلام میں جسمانی پاکیزگی کا بھی تاکیدی حکم اور اہتمام موجود ہے فطری طور پر انسان پاکی اور طہارت کے بعد سکون، خوشی اور اطمینان کی کیفیات سے ہم آہنگ ہوتا ہے جسم، لباس، گھر، اپنے اطراف کی پاکی وطہارت اور خوشبو کے استعمال سے انسان کے اندر مثبت روشنیوں کا بہاؤ تیز تر ین ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے عبادت میں دلجمعی قائم رہتی ہے دوسری جانب روحانیت کے سفر میں بھی ان محرکات سے سرف نظر آسان نہیں پاکی اختیار کرنے والا انسان شیطانی اور سفلی حملوں سے محفوظ وماموں رہتا ہے تاہم جسمانی پاکیزگی بندے سے اللہ کے تعلق میں نہایت اہم کردار ادا کرتی ہے اور انسان کا رابطہ بہت جلد اللہ سے قائم ہوجاتا ہے اسی لئے اسلام انسان کو غسل، وضو اور تیمم کے احکامات دیتا ہے تیمم کا حکم پانی کی عدم دستیابی یا نقصان پہنچانے کی صورت میں موجود ہے تاکہ بندے روحانی جسمانی، ذہنی اور نفسیاتی طور پر پرسکون رہ سکیں کیونکہ اکثر پانی کے نہ ہونے کی صورت میں لوگوں میں اضطراب، بے چینی، مایوسی، غم وغصہ اور چڑچڑاپن بڑھ جاتا ہے اگرچہ یہ ایک فطری تقاضا ہے اور ہر انسان کی فطرت میں پاکی اور طہارت کی خواہش موجود ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا قُمۡتُمۡ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغۡسِلُوۡا وُجُوۡهَكُمۡ وَ اَيۡدِيَكُمۡ اِلَى الۡمَرَافِقِ وَ امۡسَحُوۡا بِرُءُوۡسِكُمۡ وَ اَرۡجُلَكُمۡ اِلَى الۡـكَعۡبَيۡنِ‌ؕ وَاِنۡ كُنۡتُمۡ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوۡا‌ ؕ وَاِنۡ كُنۡتُمۡ مَّرۡضٰۤى اَوۡ عَلٰى سَفَرٍ اَوۡ جَآءَ اَحَدٌ مِّنۡكُمۡ مِّنَ الۡغَآئِطِ اَوۡ لٰمَسۡتُمُ النِّسَآءَ فَلَمۡ تَجِدُوۡا مَآءً فَتَيَمَّمُوۡا صَعِيۡدًا طَيِّبًا فَامۡسَحُوۡا بِوُجُوۡهِكُمۡ وَاَيۡدِيۡكُمۡ مِّنۡهُ‌ ؕ مَا يُرِيۡدُ اللّٰهُ لِيَجۡعَلَ عَلَيۡكُمۡ مِّنۡ حَرَجٍ وَّلٰـكِنۡ يُّرِيۡدُ لِيُطَهِّرَكُمۡ وَلِيُتِمَّ نِعۡمَتَهٗ عَلَيۡكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ۔

ترجمہ۔اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے اٹھو تو تمھیں چاہئے کے تم اپنے منہ اور ہاتھ کو کہنیوں تک دھولو اور سر پر ہاتھ پھیر لو اور دونوں پیر ٹخنوں تک دھولیا کرا گر جنابت کی حالت میں ہو تو نہا کر

پاک ہوجاؤ اگر بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا تم میں سے کوئی شخص رفع حاجت کر کے آئے یا تم نے عورتوں سے مقاربت کی ہو اور تمھیں پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی سے کام لو بس اس پر ہاتھ مار کر اپنے منہ اور ہاتھوں پر پھیر لیا کرو اللہ تم پر تنگی نہیں کرنا چاہتا ہے مگر وہ چاہتا ہے کے وہ تمھیں پاک کرے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کرے شاید کے تم شکر گزار بنو۔ ۱۸۳؎

۳۔غذائی پاکیزگی:

یہاں دو قسم کی غذائی پاکیزگی مراد ہے۔

ا۔رزق کو حلال ذریعے سے کمانا۔ ۲۔ پاکیزہ اور حلال طیب غذاؤں کو کھانا۔

کسی بھی صالح معاشرے میں یہ دونوں ہی اجزاء اہم ترین ہیں کیونکہ انسانی صحت کا دارومدار اور سماجی سطح پر رزق حلال کا حصول یہ دونوں ہی محرکات کسی بھی سماج کو سدھارنے میں نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اسلام کا پیغام مختصر اور جامع ہے لیکن اس پیغام میں نہایت گہری حکمتیں پوشیدہ اور مستور ہیں۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ كُلُوا۟ مِمَّا فِى ٱلْأَرْضِ حَلَٰلًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا۟ خُطُوَٰتِ ٱلشَّيْطَٰنِ إِنَّهُۥ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ۔ ۱۸۴

ترجمہ۔اے لوگو! جو زمین میں ہے اس میں سے حلال طیب کھاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو۔ بے شک وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔

وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَٰيِشَ وَمَن لَّسْتُمْ لَهُۥ بِرَٰزِقِينَ۔ ۱۸۵

ترجمہ۔ہم نے تمھارے لئے زمین میں روزی کے ذرائع (پیدا) کئے ہیں۔

فَكُلُوا۟ مِمَّا رَزَقَكُمُ ٱللَّهُ حَلَٰلًا طَيِّبًا وَٱشْكُرُوا۟ نِعْمَتَ ٱللَّهِ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ۔ ۱۸۶

ترجمہ۔اس میں سے کھاؤ جو اللہ نے حلال اور پاکیزہ دیا ہے اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔

۴۔اخلاقی پاکیزگی:

اخلاقی پاکیزگی، دین اسلام کی عمارت کا ایک اہم ستون ہے قرآن کریم اس کی بار بار تاکید کرتا ہے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی بعثت کا بھی اصل مقصد یہی تھا کہ وہ بنی نوع انسانیت کو یہ بتائیں کے ہر انسان کے اندر خیر اور شر کی دو قوتیں پائی جاتی ہیں تاہم ان دونوں قوتوں کو ختم کرنا انسان کے بس میں نہیں لہٰذا ہر انسان کو اپنے نفس کے خیر کو دنیا میں عام کرتے ہوئے شر کی قوتوں کو کنٹرول کرنا چاہیے اچھے اخلاق میں شامل ایک اللہ کی عبادت، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت، اللہ کے احکامات کی بجا آوری، حصول علم اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت، صبر وشکر، استقامت، توکل، اخلاص، زہد وتقویٰ، صدق، ایفائے عہد، شیرین زبانی، عدل واحسان قناعت، نیکی، ایثار، قربانی، والدین سے حسن سلوک، صلہ رحمی، پڑوسیوں کے حقوق کی ادائے گی، سلام میں پہل، مریض کی عیادت، جنازے میں شرکت، مجبور اور کمزوروں کی مدد، دوستی، محبت،
حب الوطنی، شرافت، وقت کی پابندی، غیرت، مہمان نوازی، حفاظت، تجارت، رزق حلال، صدقہ وخیرات، پاکی طہارت، سیاحت وعبرت، کائنات میں غور وفکر اور ذکر الٰہی وغیرہ۔

ارشادات خداوندی:

وَ اعۡبُدُوا اللّٰہَ وَ لَا تُشۡرِکُوۡا بِہٖ شَیۡئًا وَّ بِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا وَّ بِذِی الۡقُرۡبٰی وَ الۡیَتٰمٰی وَ الۡمَسٰکِیۡنِ وَ الۡجَارِ ذِی الۡقُرۡبٰی وَ الۡجَارِ الۡجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالۡجَنۡۢبِ وَ ابۡنِ السَّبِیۡلِ ۙ وَ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنۡ کَانَ مُخۡتَالًا فَخُوۡرَا ۙ۔ ۱۸۷

ترجمہ۔تم سب اللہ کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو، قرابت داروں، یتیموں اور مساکین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ، پڑوسی، رشتے دار سے، اجنبی پڑوسیوں سے اور پہلو کے ساتھی، مسافر، کنیزوں اور غلاموں سے جو تمھارے زیر دست ہیں سے احسان کا معاملہ کرو۔

خُذِ الْعَفْوَ وَ اْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ۔ ۱۸۸
ترجمہ۔ درگزر اختیار کرو، نیکی کا حکم دو اور جاہلوں سے کنارا کش رہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رکوع اور سجدے میں سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ پڑھا کرتے تھے۔ ۱۸۹؎
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وتر میں تین مرتبہ سُبْحَانَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ پڑھتے۔ ۱۹۰؎

السلام۔ (بے عیب ذات):

السلام۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (س۔ل۔م) سے مشتق ہے۔
السلام۔ سے اسلام، السلام، سلیم، السلم، استسلم، مسلم اور للسلم جیسے الفاظ نکلے ہیں۔
قرآن کریم میں اللہ کا یہ صفاتی نام السلام (۱) مرتبہ آیا ہے۔ ۱۹۱؎
السلام۔ اللہ کا ایک صفاتی نام ہے جس کے معنی بے عیب اور سلامتی کے ہیں یعنی کائنات میں سلامتی کی جتنی بھی اشکال ہیں وہ تمام کی تمام اپنی نہایت مرئی اور غیر مرئی صورت میں ذات باری تعالیٰ سے ہی صادر ہیں اللہ تعالی اپنی مخلوق کو ہر قسم کی مشکلات اور مصیبتوں سے بچاتے اور ان کی حفاظت کرتے ہیں اللہ کی ذات سراسر سلامتی ہے۔
تاج العروس نے السلام کے اس معنی عیوب اور نقائص سے پاک ہونے پر اعتراض کرتے ہوئے کہا ہے کے السلام کے اصل معنی یہ ہیں جس سے دوسری چیزیں اور اشیاء کائنات سلامتی حاصل کریں اس اعتبار سے اللہ کی صفت السلام اس معانی میں کے وہ نظام کائنات نہایت بہترین انداز اور سلامتی کے ساتھ چلا رہا ہے جس میں ذرا برابر بھی نقص، ابتری اور کجی و کمی نہیں۔
سلام کے ایک معنی آفتوں اور مصیبتوں سے حفاظت کے ہیں۔ عربی زبان میں 'السلم' سیڑھی کو بھی کہتے ہیں یعنی کسی بلند مقام پر پہنچنے کا آسان، محفوظ اور قابل اعتماد ذریعہ کو السلم کہا جاتا ہے بالفاظ دیگر اس کے ایک معنی سلامتی اور خیر و عافیت کے ساتھ اللہ تک رسائی یا اس کی معرفت کے بھی ہیں

السلم والسلام۔ کے معنی اطاعت، سپردگی اور احکامات الٰہی کی پیروی کے بھی ہیں۔
نواب صدیق حسن خان نے (س۔ل۔م) میں نرمی اور انکسار کے پہلو کی وضاحت فرمائی ہے۔
استسلم لکم طریق۔ کے معنی کسی انسان کا میانہ روی اختیار کرنا اور راستے چلتے ہوئے لغویات اور بیہودیات سے اجتناب کرنا۔
استسلم الزرع۔ کے معنی کھیتی کی بالیاں نکل جانا یعنی کوششوں کا نتیجہ نکلنا۔
اسی مادہ سے ایک عربی لفظ السلمۃ۔ بھی نکلا ہے جو عام طور پر خواتین کے بے حد حسن و جمال اور نرمی و نازکی کی جانب اشارہ کرتا ہے چنانچہ اس کے ایک معنی حسن و زیبائی اور خوشنمائی کے بھی ہیں۔ ۱۹۲؎

اسم السلام کا کائناتی نظام میں کردار:

السلام اللہ کا ایک صفاتی نام ہے جس کے معنی نرمی، خوبصورتی، خوشنمائی، سلامتی، حفاظت، توجہ، اعتماد، سپردگی، درست سمت اور آسانی کے ہیں۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!
السَّلٰمُ۔ ۱۹۳؎۔ ترجمہ۔ (اللہ) سراسر سلامتی ہے۔

قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَۃِ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِیۡعًا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ۔ ۱۹۴

ترجمہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیے! اے میرے بندو! جو اپنی جانوں پر زیادتیاں کر چکے ہیں اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں بے شک وہ ہی بہت بخشنے والا ہے اور رحم کرنے والا ہے۔
نظام کائنات اور خود انسان کی اپنی ذات میں اس اسم مبارک کی نفوذ پذیری موجود ہے اگر خیر اور سلامتی دنیائے کائنات سے اٹھ جائے تو پھر اگلا منظر تو خونریز جنگوں اور قیامت کا ہی ہوگا اسی لئے سلام اور سلامتی کی دعا کو اسلام میں بہت زیادہ اہمیت دی گئی اور مسلمانوں کا ایک دوسرے سے ملتے وقت سلام میں پہل کی تلقین کی گئی یعنی مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے لئے سوائے خیر اور عافیت کے کچھ نہیں۔
السلام اللہ کا صفاتی نام ہے تاہم اس صفت کو دنیا میں عام کرنے کی ذمہ داری ہر مسلمان پر عائد

ہوتی ہے۔

اسم السلام کی مفسرین کرام نے دو تعریفیں بیان کی ہیں۔

امام ابن کثیر فرماتے ہیں کے السلام وہ ذات ہے جو تمام عیوب اور نقائص سے پاک ہے اور اپنی ذات وصفات اور افعال میں کامل و یکتا ہے۔ ۱۹۵؎

علامہ آلوسی لکھتے ہیں کے السلام سے مراد وہ ذات جس سے حفاظت اور عافیت کی امید رکھی جائے۔ ۱۹۶؎

سفیان بن عنیہ لکھتے ہیں کے انسان تین مواقع پر وحشت زدہ ہوگا۔

۱۔ جب وہ اس دنیا میں پیدا ہوا یعنی نو ماہ تک وہ ایک الگ نوعیت کے محل و مستقر میں مقید تھا پھر جس روز اس کی پیدائش عمل میں آئی تو وہ اس عالم ناسوت میں وارد ہوا یہ دنیا اس دنیا سے قطعی الگ نوعیت کی تھی۔

۲۔ جس دن انسان اس دار فانی سے کوچ کرے گا اور ایک دوسرے عالم میں وہ وارد ہوگا تاہم اس اس دوسرے عالم کی مخلوقات یعنی فرشتوں سے اس کی ملاقات بھی ہوگی۔

۳۔ جب صور پھونکا جائے گا اور تمام انسان دوبارہ زندہ ہوکر اللہ کے روبرو کھڑے ہوں گے اور اپنے اعمال کا حساب دیں گے یعنی میدان محشر قائم ہوگا اور میزان عدل پر اعمال تولے جارہے ہوں گے تاہم ان تینوں ایام میں انسان وحشت زدہ ہوگا لیکن اللہ تعالی نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو ان ایام کی وحشت سے بچایا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَسَلٰمٌ عَلَيۡهِ يَوۡمَ وُلِدَ وَيَوۡمَ يَمُوۡتُ وَيَوۡمَ يُبۡعَثُ حَيًّا ۔ ۱۹۷

ترجمہ۔ اس (یحییٰ) پر سلام ہے جس دن وہ پیدا ہوا جس دن وہ مرے گا اور جس دن وہ دوبارہ اٹھایا جائے گا۔

لیکن اللہ تعالی جس پر چاہیں اپنا فضل خاص فرماتے ہوئے جس انسان کو چاہیں اسے ان ایام کی وحشتوں سے بچا سکتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ ۱۹۸

ترجمہ۔ وہ جن کی جانیں فرشتے اس حال میں قبض کرتے ہیں کے وہ پاک صاف ہوں کہتے ہیں کے تمھارے لئے سلامتی ہی سلامتی ہو جاؤ جنت میں اپنے ان اعمال کے بدلے جو تم دنیا میں کرتے تھے۔

حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا وَ فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَ قَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ۔ ۱۹۹

ترجمہ۔ یہاں تک کہ جب جنت کے قریب پہنچ جائیں گے اس حال میں کہ اس کے دروازے پہلے سے کھلے ہوئے ہوں گے اور ان سے جنت کے محافظ کہیں گے کہ تم پر سلام ہو تم خوشی کے ساتھ رہو، سو تم اس میں ہمیشہ رہنے کے لئے داخل ہو جاؤ۔

حضرت خدیجہ الکبریٰ ؓ کے بارے میں سب یہ جانتے ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہایت غم گسار زوجہ تھیں اور انھوں نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں اپنے مال کو دل کھول کر خرچ کیا تاہم ان کی انھی خدمات کو سراہتے ہوئے اللہ تعالی نے انھیں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے سلام بھیجا۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ ؓ نے جب رب کا سلام سنا تو آپ نے جواب میں کہا رب تو خود السلام ہے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام پر سلامتی ہو اور ائے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر بھی سلامتی ہو اور اللہ کی طرف سے رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ ۲۰۰

حضرت خدیجہ الکبریٰ ؓ نے اللہ کے سلام کے جواب میں وعلیکم السلام نہیں کہا بلکہ انھوں نے اپنی عقل سلیم سے کہا کہ! اللہ تو خود السلام ہے یعنی مخلوقات کو تو سلام کا جواب دیا جاتا ہے لیکن اللہ کی ذات تو خود سراسر سلامتی یعنی السلام ہے۔

کائنات میں جابجا ہمہ وقت اسم السلام کی نفوذ پذیری نظر آتی ہے مثلاً حادثات سے معجزانہ طور پر بچ جانا، کسی مہلک بیماری سے شفایاب ہو جانا، کسی خطرناک آپریشن کا کامیاب ہو جانا، کسی کٹھن

امتحان یا حالات سے بخیر و عافیت نبرد آزما ہونا، قاتلانہ حملے میں بال بال بچ جانا، کسی ظالم اور شقیق القلب انسان کے زیر سایہ کسی معصوم یا مظلوم کی پرورش کا ہونا جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش فرعون کے زیر سایہ ہوئی جبکہ فرعون نے قوم بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والے ہر لڑکے کی موت کے پروانے پر دستخط کر رکھا تھا، جان، اولاد عزت و آبرو کی حفاظت، مال کی سلامتی یعنی کسی خوفناک آتش زدگی، حادثے یا چوری ڈکیتی کی واردات میں مال کا بحفاظت رہنا۔

اسی حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے!

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! زکوۃ سے اپنے اموال کی حفاظت کرو اور صدقات سے اپنے بیماروں کی دوا کرو اور مصائب کے لئے دعا کو تیار رکھو۔ ۲۰۱

یعنی جس مال میں سے زکوۃ نکال دی جاتی ہے وہ مال اللہ کی حفاظت میں رہتا ہے۔

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

اللہ نے زکوۃ کو رزق کے لئے سبب کے طور پر واجب کیا ہے۔

اپنی دولت کی حفاظت زکوۃ کے ذریعے سے کرو۔

ارشاد خداوندی:

وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ۔ ۲۰۲

ترجمہ۔ اللہ تمھیں سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے۔

جنت کے سات نام۔ ۱۔ دار السلام ۔ ۲۔ دار الجلال ۔ ۳۔ جنت عدن ۔ ۴۔ جنت الماوی۔
۵۔ جنت الخلد۔ ۶۔ جنت النعیم ۔ ۷۔ جنت الفردوس۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! السلام اللہ تعالی کے اسماء میں سے ایک اسم ہے جس کو اللہ نے زمین پر اتارا ہے لہٰذا اس کو آپس میں خوب پھیلاؤ کیونکہ

مسلمان جب کسی قوم پر سے گزرتا ہے تو اسے سلام کرتا ہے اور وہ قوم اس کو جواباً سلام کرتی ہے تاہم سلام میں پہل کرنا یا سلام کو یاد دلانے والے کو ایک درجہ زیادہ فضیلت حاصل ہے اور اگر (وہ قوم یا فرد) جواب نہ دے تو فرشتے اس سلام کا جواب دیتے ہیں۔ ۲۰۳؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ! اے لوگو! سلام کو پھیلاؤ، لوگوں کو کھانا کھلاؤ اور راتوں کو جب سب لوگ سو رہے ہوں تو نماز پڑھو تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔ ۲۰۴؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اکثر فرض نمازوں کے بعد یہ دعا مانگا کرتے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ، وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔ ۲۰۵

ترجمہ: اے اللہ! تو ہی سلامتی والا ہے اور تیری ہی جانب سے سلامتی ہے تو برکت والا ہے۔ اے بزرگی والے عزت والے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ایک شخص نے پوچھا کے اسلام میں سب سے بہترین عمل کون سا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تم کھانا کھلاؤ اور جاننے اور نا جاننے والوں کو سلام کرو۔ ۲۰۶؎

حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا! سلام کو خوب پھیلاؤ تا کہ تم بلند ہو جاؤ۔ ۲۰۷؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ سے قریب ترین شخص وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔ ۲۰۸؎

سلام کا جواب دینا دوسرے مسلمان کا حق ہے۔ ۲۰۹؎

ایک دوسری روایت ہے کے سلام میں پہل کرنے والے کو ۳۰ نیکیاں جبکہ جواب دینے والے کو دس نیکیاں ملتی ہیں۔

حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! علامات قیامت میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کے ایک شخص دوسرے شخص کو صرف پہچان کی بنیاد پر سلام کرے۔ (نہ کے مسلمان ہونے کی بنیاد پر)۔ ۲۱۰؎

حضرت امامہؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا! لوگوں میں اللہ کے قرب کا

سب سے زیادہ مستحق وہ ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے۔ ۲۱۱؎
حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سلام میں پہل کرنے والا شخص تکبر سے بری ہوتا ہے۔ ۲۱۲؎
حضرت انسؓ بن مالک روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب تم اپنے گھر میں داخل ہوتو اس گھر والوں کو سلام کرو یہ تمھارے اور تمھارے گھر والوں کے لئے باعث برکت ہے۔ ۲۱۳؎
عمران بن حصین بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا
السَّلَامُ عَلَيْكُمْ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کے اس کو دس نیکیاں مل گئیں۔
ایک دوسرا شخص آیا اس نے کہا کے **السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ** تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس شخص کو بیس نیکیاں مل گئیں پھر ایک تیسرا شخص حاضر ہوا جس نے کہا کے
السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللہ وبرکاتہ
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کے اس شخص کو تیس نیکیاں مل گئیں۔ ۲۱۴؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

اسلام:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! میں تمھارے سامنے اسلام کی ایسی تفسیر کروں کے اس سے پہلے ایسی تفسیر کسی نے نہ کی ہوگی اسلام تسلیم کا نام ہے اور تسلیم یقین ہے اور یقین تصدیق ہے اور تصدیق اقرار ہے اور اقرار ادائے گی ہے اور ادائے گی عمل ہے۔
لوگوں کے لئے وہی پسند کرو جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو تو سچے مسلمان بن جاؤ گے۔
بہترین مسلمان وہ ہے جس کی لگن اور تیاری آخرت کے لئے ہو اور جس کی امید وخوف مساوی ہوں۔
اسلام کا ہدف ومقصد اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہے اسلام کا ظاہر درخشاں اور باطن دلکش و دلنواز

ہے۔
مومن کی پہچان یہ ہے کے وہ سلام میں جلدی اور پہل کرتا ہے جبکہ منافق کی پہچان یہ ہے کے وہ انتظار کرتا ہے کہ لوگ اس کو سلام کریں۔ اسلام سے زیادہ گناہوں سے روکنے والی کوئی دوسری شے نہیں ہے۔۲۱۵

المومن۔(امن اور ایمان دینے والا):

المومن۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ا۔م۔ن) سے مشتق ہے۔۲۱۶

ابن فارس نے کہا کے امن کی ضد خیانت ہے تاہم امن سے انسان کو اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے۔

امن۔کے ایک معنی تصدیق کے بھی ہیں۔

تاج العروس امن کے معانی بتاتے ہوئے کہتے ہیں کے بے فکری، حفاظت کی ذمہ داری اور امن کو قائم کرنا۔

امن ۔سے ہی ائتمان، امانت، امون، امین، امنین، ایمان، امنو، اور مومن نکلے ہیں

ائتمان۔سے مراد بھروسہ اور اعتماد کے ہیں۔

ناقۃ امون۔سے مراد وہ اونٹنی جو قوی اور عادت کے اعتبار سے قابل اطمینان یعنی جس کے بارے میں یہ بھروسہ ہو کے وہ طویل سفر سے نہ تھکے گی اور نہ ہی وہ کسی کمزوری کا اظہار کرے گی۔

امانۃ۔سے مراد کسی بھروسے دار شخص کو کوئی اہم چیز سونپنا۔

امین۔سے مراد قابل اعتماد انسان جس سے انسان بے خوف ہو۔۲۱۷

قرآن کریم میں 'بلد امین' کے الفاظ بھی استعمال ہوئے ہیں یعنی امن اور سلامتی کا شہر جہاں مکمل اطمینان اور سامان حفاظت موجود ہو۔

ایمان بھی امن۔سے ہی مشتق ہے یعنی یقین کامل، تسلیم و رضا، تصدیق، اقرار، اعتماد بھروسہ، اطاعت کرنا، بات کو ماننا اور سر تسلیم خم کرنا ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ النُّوْرِ الَّذِیْۤ اَنْزَلْنَا وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

خَبِيْر۔ ۲۱۸

ترجمہ۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اس نور پر ایمان لاؤ جو ہم نے اتارا ہے اللہ تمھارے اعمال سے باخبر ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ۔ ۲۱۹

ترجمہ۔ اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہے جو تم میں سے ایمان لائے وہ انھیں ضرور ملک میں اپنا جانشین کرے گا۔

اللہ پر ایمان لانے والوں کو بھی مومن کہا جاتا ہے لیکن ایک لطیف نکتہ کو سمجھنا ضروری ہے وہ شخص جو حلقہ اسلام میں داخل ہو گیا وہ مسلم ہے لیکن جس کے قلب میں ایمان داخل ہو گیا وہ مومن ہے یعنی ایمان والا ہے۔

اسم مبارک المومن کی دو تعریفیں بیان ی گئیں ہیں۔

ا۔ اللہ کا اسم صفاتی المومن وہ ذات پاک ہے جس کی تعریف اور صفات کامل ہوں تاہم اللہ نے اپنی تعریف کو بزرگی اور جمال کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

۲۔ المومن کے ایک معنی تصدیق کرنے کے بھی ہیں یعنی اللہ تعالی نے اپنے بندوں سے جو وعدے کئے انھیں وہ پورا کرتا ہے یا کرے گا جیسے کے رزق، نیک بندوں سے جنت کا وعدہ اور گناہگاروں کو جہنم کی وعید وغیرہ اور اس کا ایک دوسرا مطلب یہ بھی ہے کے اللہ تعالی اپنے بندوں کے گمان کے مطابق ان سے ملاقات فرمائے گا۔

المومن۔ اللہ کا ایک اسم صفاتی ہے یعنی اللہ اپنے بندوں اور مخلوقات کی حفاظت کا ذمہ دار ہے اور کل کائنات اور اس کی مخلوقات پر اللہ کی حفاظت اور امن کی ذمہ داری ہے چنانچہ تمام کائنات اور اشیاء کائنات پر امن اور سکون کی لہریں جاری و ساری ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَلْمُؤْمِنُ۔ ۲۲۰ ۔ ترجمہ۔ (اللہ) امن دینے والا ہے۔

اسم مومن کا کائناتی نظام میں کردار:

اسم مومن چونکہ امن سے مشتق ہے اور امن اور سلامتی کی کئی صورتیں ہمارے اطراف میں ہر وقت دور کرتی ہیں لیکن کم ہی انسان ان کا شعور رکھتے ہیں مومن اللہ کا صفاتی نام ہے اور اللہ کو امن اور سلامتی پسند ہے اور ایسے تمام بندے بھی اللہ کے پسندیدہ ہیں جو امن اور سلامتی کے خوگر ہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے قبیلہ قریش کی بھوک اور سردی اور گرمی کے خوفناک تجارتی سفر کے حوالے سے ارشاد فرمایا!

لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍۙ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَ الصَّیْفِۚ فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِۙ الَّذِیْۤ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ۬ وَّ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۔۲۲۱

ترجمہ۔قریش مانوس ہوئے گرمی اور جاڑے کے سفروں سے ان کو چاہئے کے وہ رب کعبہ کی عبادت کریں جس نے انھیں بھوک سے بچایا اور کھانے کو دیا اور انھیں خوف سے بچا کر امن دیا۔

حضرت علیؓ کرم اللہ وجہ الکریم روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! پہلے عرب کی سرداری قبیلہ حمیر کو حاصل تھی لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے وہ سرداری قبیلہ حمیر سے سلب کر کے قبیلہ قریش کو عطا کی۔۲۲۲؎

سورۃ القریش کا پس منظر یہ ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جداعلیٰ قصی بن کلاب نے مکہ کی بکھری آبادی اور قبائلی نظام کو منظم کیا اور بیت اللہ کی تولیت ان کے ہاتھ میں آ گئی جہاں انھوں نے ایک شہری ریاست کی بنیاد رکھی قصی بن کلاب کے بعد ان کے بیٹوں عبد مناف اور عبدالدار کے ہاتھ میں مکہ کی ریاست کے دیگر مناصب آ گئے تاہم عبد مناف کو ان کے والد قصی بن کلاب کے زمانے سے ہی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔عبد مناف کے چار بیٹے تھے۔

۱۔ہاشم۔۲۔عبد شمس۔۳۔مطلب۔۴۔نوفل۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پردادا ہاشم اور دادا عبدالمطلب تھے۔عرب کی بین الاقوامی تجارتی گزرگاہوں پر ایران کے ساسانی حکومت کی اجارہ داری اور عملداری تھی تاہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پردادا ہاشم بن عبد مناف نے تجارت کو وسعت دینے کے کئی سودمند اقدامات کئے۔

۱۔ہاشم بن عبد مناف نے شام کے غسانی بادشاہ سے۔ ۲۔عبد شمس نے حبشہ کے فرمانروا سے۔ ۳۔مطلب نے یمنی امراء سے۔ ۴۔اور نوفل نے عراق اور فارس کی حکومتوں سے تجارتی مراعات حاصل کیں جس کے نتیجے میں نیک نامی اور دولت وثروت ان کا مقدر ٹھہری یہ چاروں بھائی متجرین (تجارت پیشہ) کے نام سے مشہور ہوئے انھیں اصحاب ایلاف (الفت پیدا کرنے والے) کے نام سے بھی جانا جاتا ہے،ان کامیاب تجارتی سفر کی وجہ سے قبیلہ قریش کے سرداروں کی رسائی شام،مصر،عراق،ایران یمن اور حبشہ تک ہوئی جہاں بڑے بڑے روساء اور نامور امراء سے ناصرف ان کے تعلقات استوار ہوئے بلکہ انھیں بے شمار عزت واکرام اور دولت وثروت بھی حاصل ہوئی تاہم ان بھائیوں کے اس تجاتی اقدام سے مکہ، جزیرہ العرب کا سب سے زیادہ اہم تجارتی مرکز بن گیا جہاں ان بھائیوں کی دھاک اور رعب ودبدبہ قائم تھا ان ممالک سے اہل قریش نے تہذیب وتمدن اور رسم الخط بھی سیکھا جو بعد میں قرآن کریم کو ضبط تحریر میں لانے کے لئے معاون ثابت ہوا۔

مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالی اپنے اسی احسان کا ذکر فرمارہے ہیں جو اللہ نے قبیلہ قریش پر فرمائی یعنی انھیں بھوک میں کھانا اور خوف میں امن دیا کیونکہ تجارتی گزرگاہیں نہایت خوفناک راستہ تصور کی جاتی تھیں جنھیں اللہ نے امن سے بدل دیا۔ایک جانب دنیا کے تمام انسان خوفناک بارود کے ڈھیر پر بیٹھے ہیں نجانے کتنی اقسام کے ایٹمی ہتھیار اور Biological Weapons بنائے جاچکے ہیں حتیٰ کے ایسے بم بھی بنالئے گئے ہیں کے اگر وہ کسی مقام پر پھینکے جائیں گے تو اس پورے علاقے اور رقبے پر جہاں تک ان کے مضر اثرات قائم ہوں گے آکسیجن کا مکمل خاتمہ ہوجائے گا چنانچہ خون بہائے بغیر ہر ذی نفس موت کے منہ میں چلا جائے گا کیونکہ زندگی کا انحصار تو آکسیجن پر ہے بنی نوع انسان نے انسانیت کو اپنا محکوم اور غلام بنانے کے لئے کیا کیا تدابیر کر ڈالیں لیکن اللہ کے اسم مومن کی وجہ سے دنیا میں امن اور سلامتی قائم ہے اور انسانیت خوفناک جنگوں سے محفوظ اور مامون ہے گھروں، دفاتر، کارخانوں، فیکٹریز، شاپنگ مالز، بڑے چھوٹے اداروں اور خود انسان انفرادی واجتماعی سطح پر اسی اسم مبارک مومن کی وجہ سے امن وسلامتی میں ہے اور یہ اسم ان تمام ذی نفوس کا مکمل احاطہ کئے ہوئے ہے۔

ارشاداتِ خداوندی:

اَلْمُؤْمِنُ۔ ۲۲۳؎ ۔ترجمہ۔(اللہ)امن دینے والا ہے۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۔۲۲۴

ترجمہ۔جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کیا تو انھی کے لئے امن ہے اور وہ ہی سیدھی راہ پر چل رہے ہیں۔

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَ مَسٰكِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۔۲۲۵

ترجمہ۔اللہ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے ایسے باغوں کا وعدہ کیا ہے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔اور رہنے کے باغوں میں ستھرے گھروں کا اور اللہ کی رضامندی اس سے بھی بڑی چیز ہے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حضور شہر مکہ معظّمہ کے لئے دعائے امن مانگی۔

هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا ۔۲۲۶

ترجمہ۔اے میرے پروردگار!اس شہر کو امن والا بنادے۔

اسی طرح سے حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے اہل خانہ سے کہا کے وہ بلا خوف وخطر مصر میں داخل ہو جائیں اور وہاں امن وچین کے ساتھ رہیں۔

ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ ۔۲۲۷

ترجمہ۔مصر میں چلئے اور ان شاء اللہ وہاں امن وچین سے رہئے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت سہل بن سعد الساعدیؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!مومن کی نیت اس

کے عمل سے بہتر ہے اور منافق کا عمل اس کی نیت سے بہتر ہے اور ہر شخص اپنی نیت کے مطابق عمل کرتا ہے اور جب مومن کوئی عمل کرتا ہے تو اس کے دل میں نور پھیل جاتا ہے۔ ۲۲۸؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافروں کی جنت۔ ۲۲۹؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا! اللہ کی قسم وہ مومن نہیں جس کے شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔ ۲۳۰؎

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے اور نہ موت کے آنے سے پہلے اس کی دعا کرے کیونکہ جب تم میں سے کوئی شخص مرجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے اور مومن کی عمر اس میں نیکی کے سوا کسی اور چیز کو زیادہ نہیں کرتی۔ ۲۳۱؎

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ہر بندے کو قیامت کے دن اسی حالت میں اٹھایا جائے گا جس حالت میں وہ مرا ہے مومن کو اس کے ایمان پر جبکہ منافق کو اس کے نفاق پر۔ ۲۳۲؎

حضرت عبداللہ بن بریدہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! مومن کی موت کے وقت پیشانی پر پسینہ ہوتا ہے۔ ۲۳۳؎

مومن اپنی روح کو نکلتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے جب ہی مرتے وقت انسان کی نگاہیں کھلی اور اوپر کی جانب دیکھتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کے فرشتے مومن کے جسم سے اس کی گرہ اور اس کا بند کھول دیتے ہیں بالکل اسی طرح سے جیسے اونٹ کی ٹانگ میں بندھی رسی کھول دی جائے آپؓ مزید کہتے ہیں کے مومنوں کی روحیں خوشی خوشی اپنے جسموں سے نکلتی ہیں کیونکہ جو بھی مومن ہوتا ہے اس کو پہلے جنت پیش کی جاتی ہے اس میں وہ اپنی ان ازواج کو دیکھتے ہیں جو بڑی آنکھوں والی حوریں ہیں۔ ۲۳۴؎

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جب مومن کی موت کا وقت آتا

ہے تو اس کے پاس فرشتے ایک ریشم کے ٹکڑے میں مشک اور مختلف پھول لے کر آتے ہیں پھر اس کے جسم سے روح کو اس طرح سے نکالا جاتا ہے جس طرح سے گندھے ہوئے آٹے میں سے بال کو نکالا جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کے اےَ پاکیزہ روح تو اس حال میں ہے کہ تو راضی ہو اور تجھے راضی کیا گیا ہو تو اللہ کی خوشی اور اس کرامت کی طرف نکل اور جب وہ روح نکلتی ہے تو اس کو مشک اور پھولوں پر رکھ دیا جاتا ہے اور اس ریشم کو لپیٹ دیا جاتا ہے اور اس کو علیین کی طرف لے جایا جاتا ہے۔ ۲۳۵ے

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

مومن کی صفات کے بارے میں آپ نے کہا مومن کی خوشی اس کے چہرے پر اور اس کا غم اس کے دل میں ہوتا ہے وہ سب سے زیادہ کشادہ سینے والا ہوتا ہے۔

مومن اپنے نفس کو کمتر اور حقیر سمجھتا ہے تا کہ غرور میں مبتلا نہ ہو سکے اسے رفعت اور بلندی سے کراہیت اور نام و نمود سے نفرت ہوتی ہے وہ بلند ہمت اور بہت سکوت پسند ہوتا ہے اس کے اوقات زیادہ تر عبادات میں سرف ہوتے ہیں وہ اپنی ہی فکر میں غلطاں ہوتا ہے وہ ہر ایک سے دوستی نہیں کرتا ہے۔

مومن نرم مزاج اور خوش کلام ہوتا ہے اس کا نفس چٹان سے زیادہ سخت اور مضبوط ہوتا ہے لیکن خدا کے سامنے وہ اپنے آپ کو کسی غلام سے بھی زیادہ کمتر سمجھتا ہے۔

مومن کے لئے تین اوقات ہوتے ہیں۔

۱۔ جب وہ اللہ کی عبادت اور مناجات کرتا ہے۔

۲۔ جب وہ رزق حلال کی کوشش کرتا ہے۔

۳۔ جب وہ اپنے نفسانی خواہشات ولذات سے متعلق غور وفکر کرتا ہے۔

خوف خدا مومنوں کا شعار ہے بہترین عبادت خوف خدا ہے۔

مومن کا سرور اپنے اللہ کی اطاعت میں جبکہ اس کا حزن اللہ کی نافرمانی میں ہوتا ہے۔

مومن صبح وشام اپنے نفس سے بدگمان رہتا ہے۔

مومن سینے کی وسعت کے اعتبار سے بڑا ہوتا ہے جبکہ نفس کے لحاظ سے سب سے چھوٹا ہوتا ہے۔
مومن جب کوئی بات کہتا ہے تو سب سے پہلے اپنی ذات میں اس کے بارے میں غور وفکر کر لیتا ہے پس اگر وہ بات فائدہ مند ہوتو اسے ظاہر کرتا ہے اگر وہ شر انگیز ہوتو اس کی پردہ پوشی کرتا ہے مومن دنیا کو صرف عبرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور دنیا کی دلربائی کو غضبناک ہو کر سنتا ہے مومن کے لئے موت بہترین تحفہ ہے۔
اگر میں اپنی اس تلوار سے مومن کی ناک اور اس کی آنکھوں کے درمیانی حصے پر ضربیں لگاؤں کہ وہ مجھ سے بغض کرنے لگے تو بھی وہ مجھ سے بغض نہیں کر سکتا اور اگر میں منافق کو دنیا کی تمام اشیاء بھی دے ڈالوں کے وہ مجھ سے محبت کرے تو وہ مجھ سے محبت نہیں کر سکتا کیونکہ اللہ نے ایسا ہی فیصلہ کر دیا ہے جیسا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے علیؑ! تم سے مومن کبھی بغض نہیں کر سکتا اور منافق کبھی محبت نہیں کر سکتا۔ حکمت جہاں سے بھی ملے اسے لے لو کیونکہ اگر یہ کسی منافق کے سینے میں ہوتی ہے تو یہ وہاں متحرک رہتی ہے جب تک کہ یہ وہاں سے نکل کر اپنے اصل مالک یعنی مومن کے سینے میں منتقل نہ ہو جائے۔
حلم مومن کے امور کے لئے ایک بہترین نظام ہے حلم ایک نور ہے جس کا جوہر عقل ہے۔
حلم کمال عقل ہے۔ بہترین خصلت حلم وعفت ہے۔ ۲۳۶؎

اَلْمُهَيْمِنُ (نگہبان یا مکمل نگہبانی کرنے والا):

اَلْمُهَيْمِنُ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ھ۔ی۔م۔ن) سے مشتق ہے۔ ۲۳۷؎
قرآن کریم میں اللہ کا یہ اسم صفاتی اَلْمُهَيْمِنُ (۱) مرتبہ آیا ہے۔
عربی میں ایک اصطلاح استعمال کی جاتی ہے کے اَلْمُهَيْمِنُ الطائر علی فراخع یعنی پرندے نے اپنے بچوں کی حفاظت کے لئے اپنے پروں کو ان پر پھیلا دیا مثلاً مرغی جیسے ہی کسی خطرے کو محسوس کرتی ہے وہ فوراً اپنے بچوں کو اپنے پروں میں سمیٹ لیتی ہے اور بچے اپنی ماں کی آغوش میں پرسکون اور خطرے اور خوف سے محفوظ و مامون ہو جاتے ہیں قرآن کریم بھی گزشتہ الہامی کتب کی محافظ ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَ مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ۔ ۲۳۸

ترجمہ۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم نے تمھاری طرف یہ کتاب بھیجی ہے جو حق لے کر آئی ہے اور الکتاب میں سے جو کچھ اس کے آگے موجود ہے تصدیق کرنے والی اور اس کی محافظ و نگہبان ہے۔

اَلْمُهَيْمِنُ۔ اللہ کا ایک اسم صفاتی ہے جس کے مفسرین نے ممکنہ تین معانی بیان کئے گئے ہیں۔

۱۔ اللہ نگہبانی اور حفاظت کرنے والا ہے۔

۲۔ وہ شاہد ہے اور چیز پر گواہ ہے یعنی ہر چیز جانتا ہے۔

۳۔ اپنی تمام مخلوقات کی تمام ضروریات اور حاجات کا پورا کرنے والا ہے یعنی اللہ انسانوں کا کفیل ،نگہبان، ذمہ دار، شاہد، محافظ اور حاجت روا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے!

اَلْمُهَيْمِنُ۔ ۲۳۹ ترجمہ۔ (اللہ) نگہبان ہے۔

ابن فارس کے نزدیک **اَلْمُهَيْمِنُ** کی اصل اور جڑ بھی امن ہے۔

اسم اَلْمُهَيْمِن کا کائناتی نظام میں کردار:

اسم **اَلْمُهَيْمِنُ** کے معانی نگہبان، شاہد، محافظ، کفیل اور ذمہ دار کے ہیں چنانچہ نظام کائنات اور خود انسان کی اپنی ذات میں اللہ کا یہ اسم نفوذ پذیر ہے۔ اللہ کی دیگر مخلوقات کی طرح انسان بھی تاعمر مختلف خطرات سے دوچار رہتا ہے اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کے ہر وقت اور ہر لمحہ کائنات اور اس میں پائی جانے والی ہر مخلوق کو بیک وقت کئی خطرات لاحق رہتے ہیں لیکن اللہ کی ذات اپنی مخلوق کی نا صرف نگہبانی کرتی ہے بلکہ ان کی حفاظت اور کفالت بھی کرتی ہے مثلاً مختلف حادثات اور بیماریوں میں انسان کا بال بال بچ جانا، بروقت کسی مدد کا پہنچ جانا، شدید خطرات سے بچ کر نکلتے وقت یہ سوچنا کے کوئی غیبی مدد نے سہارا دے دیا ورنہ بچنے کے قطعاً امکانات موجود نہ تھے۔

کسی وبا، بلا، زلزلے، طوفان یا موت کے منہ سے واپس سلامتی کے ساتھ نکل آنا اور یہ سوچنا کے یہ تو کوئی معجزہ ہوگیا۔

کائناتی نظام میں بعض شہاب ثاقب کے ملبوں کا زمین کے غیر آباد علاقوں پر گرنا اور انسانی آبادی کا حیران کن حد تک محفوظ رہنا، آتش زدگی کے واقعات میں کسی قیمتی شے یا جان کا معجزانہ طور پر سلامت رہنا، بلیک ہول کا زمین کے پاس سے گزرنا اور زمین کا کسی بڑی تباہی سے بال بال بچ جانا، اسکائی لیب کا سمندر میں گرنا اگر اس کا ملبہ انسانی آبادی پر گرتا تو بڑا شدید جانی نقصان ہوتا ،غیر مرئی اور مرئی مخلوقات کا انسان کو گزند نا پہنچانا مثلاً ہمارے اطراف میں کئی جان لیوا بیکٹر یاز اور وائرس پائے جاتے ہیں جو انسان کو مکمل معذور یا پھر اس کی با آسانی ہلاک کر سکتے ہیں لیکن انسانی جسم کا مضبوط مدافعتی نظام جس کی وجہ سے انسان ایک دن میں نجانے کتنی بار ہلاکت سے بچتا ہے۔کھانا کھاتے ہوئے یا پانی پیتے ہوئے سانس کی نالی میں پانی کی معمولی بوند یا غذا کا بہت ہی چھوٹا سا ٹکڑا پھنس جانا جو کے موت کا آسان سبب ہے لیکن انسان کا اس سے بچ جانا۔

دنیا میں کئی افراد کی موت تو صرف معمولی نزلے، زکام، بخار یا چھینکنے اور کھانسنے سے ہی ہو جاتی ہے لیکن اس موقع پر انسان کی حفاظت اور نگہبانی کی ذمہ داری ایک نہایت مشفق ذات کریم کے ہاتھوں میں ہوتی ہے جس کا شکر ادا کرنے کی زحمت بھی انسان نہیں کرتا۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ اِذۡ تَاَذَّنَ رَبُّکُمۡ لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ وَ لَئِنۡ کَفَرۡتُمۡ اِنَّ عَذَابِیۡ لَشَدِیۡدٌ۔ ۲۴۰

ترجمہ۔میرا شکر ادا کرو گے تو میں تم کو ضرور زیادہ دوں گا اور اگر تم نے ناشکری کی تو بے شک میرا عذاب سخت ہے۔

اٰلَ دَاوٗدَ شُکۡرًا وَ قَلِیۡلٌ مِّنۡ عِبَادِیَ الشَّکُوۡرُ۔ ۲۴۱

ترجمہ۔اے آل داوٗد! شکر کرو میرے شکر گزار بندے تھوڑے ہی ہیں۔

علمائے کرام نے اسم اَلۡمُهَیۡمِنُ کی تین تعریفات بیان کی ہیں۔

کل اشیائے کائنات کے تمام احوال کا علم رکھنے والا۔

۲۔کل مخلوقات کے اندر موجود افادیت کا جاننے والا۔

۳۔ان افادیت کا فیض عام کرنے والا مثلاً چاند کی کرنوں سے پھلوں اور سبزیوں میں مٹھاس پیدا ہوتی ہے جبکہ سورج ی روشنی سے فصل پکتی ہے اگر یہ دونوں اپنے حصے کا کام نہ کریں تو نہ فصل پک کر تیار ہو اور نہ ہی اس میں ذائقہ اور مٹھاس ہو۔

ثابت یہ ہوا کے اللہ تعالی کی صفت الْمُهَيْمِن اپنی کل مخلوقات کی نہ صرف نگرانی اور نگہبانی کر رہی ہے بلکہ ان کے امور پر گہری نظر بھی رکھے ہوئے ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ۔ ۲۴۲

ترجمہ۔زمین و آسمان کی کوئی چیز اللہ سے پوشیدہ نہیں۔

وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ۔ ۲۴۳

ترجمہ۔کوئی خشک و تر ایسا نہیں ہے جو قرآن میں موجود نہیں۔

ارشادات خداوندی:

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا۔ ۲۴۴

ترجمہ۔بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا۔ ۲۴۵

ترجمہ۔اللہ ہر شے پر نگہبان ہے۔

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ۔ ۲۴۶

ترجمہ۔اللہ ہر چیز کا پیدا فرمانے والا ہے اور وہ ہر چیز میں تصرف کرنے والا ہے۔

اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ۔ ۲۴۷

ترجمہ۔کوئی شخص ایسا نہیں جس پر نگہبان فرشتے مقرر نہ ہو۔

وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ۔ ۲۴۸

ترجمہ۔بے شک تم پر نگہبان ہیں اور وہ کراماً کاتبین ہیں جو کچھ تم کرتے ہو وہ سب جانتے ہیں۔

وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً۔ ۲۴۹

ترجمہ۔اللہ تم پر نگہداشت کرنے والے فرشتے بھیجتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

جب دو لینے والے آس پاس بیٹھے رہتے ہیں وہ کوئی لفظ منہ سے نکالنے نہیں پاتا کے اس کے پاس ایک نگہبان نہ ہو اور موت کی سختی آ پہنچی جس کا آنا برحق ہے یہ وہ ہے کے جس سے تو بدکتا ہے اور صور پھونکا جائے گا اور یہی وعید کا دن ہوگا۔ اور ہر شخص اس طرح سے آئے گا کہ اس کے ساتھ ایک فرشتہ اسے لانے والا اور ایک گواہ ہوگا۔ ۲۵۰؎

حضرت امامہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! نیکیاں لکھنے والا فرشتہ انسان کے دائیں (سیدھے) جانب ہوتا ہے اور برائیاں لکھنے والا فرشتہ انسان کے بائیں (الٹے) جانب ہوتا ہے اور نیکیاں لکھنے والا فرشتہ برائیاں لکھنے والے فرشتے پر امین ہوتا ہے پس جب انسان کوئی نیکی کرتا ہے تو سیدھے ہاتھ والا فرشتہ اس کو دس گنا کر کے لکھ لیتا ہے اور جب انسان کوئی برائی کرتا ہے تو الٹے ہاتھ والا فرشتہ اس کو کہتا ہے کے اس کو دس گھنٹوں تک مہلت دو شاید کے یہ اللہ کی تسبیح کر لے یا توبہ کر لے۔ ۲۵۱؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کا قول:

تم میں سے ہر شخص کے ساتھ دو فرشتے (نگہبان) ہیں جو ان مصائب سے تمھاری حفاظت کرتے ہیں جو تمھارے لئے مقدر نہیں کئے گئے ہیں اور جب تقدیر آ جاتی ہے تو مصائب کا راستہ چھوڑ دیتے ہیں اور موت بہت مضبوط ڈھال ہے۔ ۲۵۲؎

اَلْعَزِیْزِ (سب پر غالب):

اَلْعَزِیْزِ ۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ع۔ز۔ز) سے مشتق ہے۔

اَلْعَزِیْزِ ۔ کے معنی قوت، شدت، غلبہ، عزت رفعت اور حفاظت ہے۔

عزۃ۔ اس کیفیت کا نام ہے جو انسان کو مغلوب ہونے سے بچاتی ہے اس کے معانی میں کسی پر غلبہ حاصل کرنا یا اپنی فطری صلابت اور سختی کی وجہ سے کسی کو زیر کرنا ہے۔

قرآن کریم میں اللہ کا اسم صفاتی اَلْعَزِیْزِ (۹۲) مرتبہ آیا ہے۔ ۲۵۳؎

قرآن کریم میں عز۔ذلت کے مقابلے میں آیا ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ مَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰی لَكُمْ وَ لِتَطْمَىِٕنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ وَ مَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَكِیْمِ ۔ ۲۵۴

ترجمہ۔اللہ نے یہ مدد صرف اس لئے کی کے تمہارے لئے بشارت ہو اور تمہارے دل اس سے مطمئن ہوں اور مدد نہیں ہے مگر صرف اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے حکمت والا ہے۔

یعنی کائنات پر جتنا غلبہ اختیار اور اقتدار ہے وہ سب اللہ کا ہے انسانوں کو جتنی فتح و نصرت حاصل ہوتی ہے وہ اللہ کے اذن سے حاصل ہوتی ہے جبکہ کفر کی راہ چلنے والوں کو وہ دین و دنیا میں ذلیل و رسوا اور شکست عظیم سے دو چار کرتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ٘ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۔ ۲۵۵

ترجمہ۔وہ جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلت سے ہم کنار کرتا ہے۔

اسم الْعَزِیْزِ کی فقہاء،علماء اور مفسرین کرام نے درج ذیل پانچ تعریفات بیان کی ہیں:

ا۔علامہ ابن جریر فرماتے ہیں کے الْعَزِیْزِ وہ ذات ہے جو اپنے دشمنوں سے انتقام لینے میں نہایت سخت ہے اور وہ جب کسی کو سزا دینے کا ارادہ فرمالے تو پھر کوئی طاقت ایسی نہیں جو اس کی دی ہوئی سزا میں ترمیم و تخفیف کر سکے۔۲۵۶ے

۲۔علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کے الْعَزِیْزِ وہ ذات ہے جو ہر شے پر غالب ہے اور کل اشیاء کائنات اس کی جلال اور عظمت کے سامنے دبے ہوئے ہیں اور اس کے عظیم غلبے،شان اور بڑائی کی وجہ سے کسی کی اس کی بارگاہ تک رسائی ممکن نہیں۔۲۵۷ے

۳۔امام قرطبی لکھتے ہیں کے الْعَزِیْزِ وہ ذات ہے جس کا غلبہ،شان و شوکت،قوت اور طاقت سب پر حاوی ہے نا کوئی شے اسے عاجز نہیں کر سکتی ہے اور نہ ہی شکست دے سکتی ہے۔اس کی قوت اور طاقت سے کوئی شے باہر نہیں نا تو کوئی اس کے قبضے سے کچھ چھڑا سکتا ہے اور نہ ہی اس پر کوئی غلبہ پا سکتا ہے۔۲۵۸ے

۴۔العزیز وہ ذات پاک ہے جس کے اختیار میں تمام اختیارات ،تصرفات ،کل غلبہ،قوت اور اقتدار ہےاوراس کی صفات تک کسی کی رسائی نہیں۔۲۵۹؎

۵۔علامہ قرطبی فرماتے ہیں کے العزیز وہ ذات ہے جس کی عظمت کے سمندر میں (غوطہ زن ہوکر)عقول انسانی گم ہوجائیں اس کے جلال اور جمال کی تعریفات اورصفات بیان کرنا انسان کےبس سے باہر ہے۔۲٦۰؎

علامہ ابن قیم نے اسم اَلْعَزِیْزِ کے چار معانی بیان کئے ہیں۔

ا۔اَلْعَزِیْزِ وہ ذات ہے جو غلبے والی ذات ہےاورکوئی دوسرااس پر غالب نہیں ہوسکتا۔

۲۔اَلْعَزِیْزِ وہ ذات ہے جوسخت قوت والی ہے۔

۳۔اَلْعَزِیْزِ وہ ذات ہے جونہایت نفیس ہے جس کی کوئی مثل اورنظیر نہیں۔

۴۔اَلْعَزِیْزِ وہ ذات ہےجس کی طاقت اورقدرت کا اندازہ لگانا ناممکنات میں سے ہے۔

اسم اَلْعَزِیْزِ کا کائناتی نظام میں کردار:

اسم اَلْعَزِیْزِ سے مراد غالب ،عزت ،قوت ، شدت ، رفعت اور حفاظت کرنے والا اس نظام کائنات اورخود انسان کی اپنی ذات کے نظام میں اس اسم مبارک کا نفوذ موجود ہے دنیا کے بڑے سے بڑے سائنسدان اوراہل علم حضرات نے کئ عقلی دلائل اور فارمولے تو پیش کر لئےلیکن وہ کسی ستارے،سیارے، یارات اوردن کے نظام میں گھڑی بھر کا ردوبدل نہ کرسکے ناہی اب تک کسی سائنسدان نے اپنےعلم کے زور پر صبح یا شام پیدا کرلی اورناہی وہ نظام شمسی کواپنے ارادے سے بدلنے پر قادر ہوسکے۔

اللہ کی صفت اَلْعَزِیْزِ کی تاثیراوراثر پذیری سے صبح کی پوپھٹتی ہے،سورج اور چاند کا گردشی نظام قائم اوردائم ہے،رات کو اللہ نے آرام کے لئے بنایا ہے،قرآن کریم جوایک عظیم الشان کتاب مقدس ہے اس کوقلب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا،آسمان کوروشن ستاروں سے مزین کیا،آسمان کے نظام اوران میں اترنے والے احکامات اوروحی کی حفاظت کا بندوبست فرمایا یہ سب کا سب اسم اَلْعَزِیْزِ کی وجہ سے ہے چنانچہ کائنات اورکل مخلوقات میں جہاں جہاں یہ کیفیات موجود ہیں

ان میں یہی اسم کام کر رہا ہے۔اس نظام کائنات میں کس ملک کی بادشاہت کس کو دینی ہے اور کس سے اقتدار چھیننا ہے یہ تمام باتیں اللہ کے علم وارادے میں ہیں جنھیں وہ بہتر جانتا ہے اسی طرح سے سماجی انفرادی اور اجتماعی سطح پر بھی انسان کا عزت اور ذلت سے ہمکنار ہونا بھی اسی اسم کی وجہ سے ہے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَوَ لَمۡ یَرَوۡا اَنَّا نَاۡتِی الۡاَرۡضَ نَنۡقُصُہَا مِنۡ اَطۡرَافِہَا ؕ وَ اللّٰہُ یَحۡکُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُکۡمِہٖ ؕ وَ ہُوَ سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ۔ ۲۶۱

ترجمہ۔کیا تم اس حقیقت پر غور نہیں کرتے کے ہم کس طرح سے زمین کو بڑے بڑے سرداروں کے ہاتھوں سے چھین کر کم کرتے چلے جا رہے ہیں۔

فَقُطِعَ دَابِرُ الۡقَوۡمِ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا ؕ وَ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ ۲۶۲

ترجمہ۔اس طرح سے ان لوگوں کی یعنی (پچھلی اقوام کی) جڑ کاٹ کر رکھ دی گئی، جنھوں نے ظلم کیا اور (تمام) تعریفیں ہیں اللہ رب اللعالمین کے لئے (جس نے ان کی جڑ کاٹ کر رکھ دی)۔

حضرت ابوالدرداؓء بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ کی شان یہ ہے کے وہ گناہ معاف کرتا ہے اور غم کو دور کرتا ہے اور ایک قوم کو سر بلند کرتا ہے اور دوسری کو سرنگوں کرتا ہے۔ ۲۶۳؎

ارشادات خداوندی:

سُبۡحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الۡعِزَّۃِ۔ ۲۶۴؎۔ترجمہ۔پروردگار عزت والا ہے۔

الۡعَزِیۡزُ۔ ۲۶۵؎۔ترجمہ۔وہی عزت والا ہے۔

وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡعَلِیۡمُ۔ ۲۶۶؎۔ترجمہ۔وہی غالب (الۡعَزِیۡزُ) اور جاننے والا ہے۔

فَالِقُ الۡاِصۡبَاحِ ۚ وَ جَعَلَ الَّیۡلَ سَکَنًا وَّ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ حُسۡبَانًا ؕ ذٰلِکَ تَقۡدِیۡرُ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ۔ ۲۶۷

ترجمہ۔صبح کی پو کا پھاڑنے والا اور اس نے رات کو آرام کے لئے بنایا اور سورج اور چاند کو گرد پھیرنے والا بنایا یہ اندازہ ہے غالب (العزیز) جاننے والے کا۔

وَ الشَّمۡسُ تَجۡرِیۡ لِمُسۡتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقۡدِیۡرُ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ ۔۲۶۸

ترجمہ۔سورج اپنی قرارگاہ پر چلتا ہے یہ اندازہ ہے غالب (الۡعَزِیۡز) جاننے والے کا۔

تَنۡزِیۡلُ الۡكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ ۔۲۶۹

ترجمہ۔(قرآن) کا اتارنا اللہ کی طرف سے ہے جو غالب (الۡعَزِیۡز) اور جاننے والا ہے۔

وَ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡیَا بِمَصَابِیۡحَ وَ حِفۡظًا ذٰلِكَ تَقۡدِیۡرُ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ ۔۲۷۰

ترجمہ۔ہم نے نزدیک کے آسمان کو (ستاروں کے) چراغوں سے زینت دی اور اس کی حفاظت کی یہ اندازہ ہے غالب (الۡعَزِیۡز) جاننے والے کا۔

وَ لَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ لَیَقُوۡلُنَّ خَلَقَهُنَّ الۡعَزِیۡزُ الۡعَلِیۡمُ ۔۲۷۱

ترجمہ۔اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر آپ ان سے یہ پوچھیں کے آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟ تو وہ ضرور یہی کہیں گے کے ان کو غالب (الۡعَزِیۡزُ) جاننے والے نے پیدا کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! تمھارا پروردگار روز یہ اعلان کرتا ہے کے میں الۡعَزِیۡزُ ہوں۔ ۲۷۲؎

لہذا جو شخص دونوں جہان میں عزتوں کا طالب ہو اس کو چاہئے کے وہ الۡعَزِیۡزُ کی اطاعت کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! حضرت موسیٰ بن عمران نے اللہ تعالی سے عرض کی، اے میرے رب! آپ کے بندوں میں آپ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا کون ہے؟ تو اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا جو بندہ بدلہ لے سکتا ہو لیکن وہ معاف فرمادے۔ ۲۷۳؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

مومن رفعت اور بلندی کو ناپسند کرتا ہے اور شہرت کو برا سمجھتا ہے۔

اپنے مہمان کی عزت کرو چاہے وہ حقیر ہی کیوں نہ ہواور اپنے باپ اور معلم کے لئے احتراماً کھڑے ہوجاؤ بھلے ہی تم سردار ہی کیوں نہ ہو۔ تین چیزوں میں شرمایا نہیں جاتا۔ ا۔ مہمان کی خدمت کرنے میں۔

۲۔ اپنے باپ یا معلم کے لئے اپنی جگہ سے اٹھنا۔ ۳۔ اپنا حق مانگنا بھلے وہ کم ہی کیوں نہ وہ۔

بافضلیت اعمال میں سے نقصانات کا تحمل اور مہمان کی خاطر مدارات ہے۔

جس کی خاموشی طویل ہوجاتی ہے، وہ اتنی ہی ہیبت کا مالک ہوجاتا ہے جو اس کے لئے فائدہ مند ہو اور اتنی وحشت اس کے حصے میں آجاتی ہے جو اس کے لئے نقصان کا سبب نہ ہو کم بولنا عیوب کو چھپائے رکھتا ہے سکوت وقار ہے یہ علم کی زینت ہے یہ سلامتی ہے۔

خوشخبری ہے اس کے لئے جو اپنے آپ میں ذلیل یعنی منکسر المزاج ہوگیا وہ دوسروں میں باعزت ہوگیا۔ ۲۷۴

الْجَبَّارُ (سب سے زبردست):

الْجَبَّارُ۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ج۔ب۔ر) سے مشتق ہے۔

الْجَبَّارُ۔ سے مراد کسی چیز کی اصلاح میں قوت کا استعمال کرنا جیسے ٹوٹی ہوئی ہڈی کو جوڑنے کے لئے جو لکڑیاں (Splints) اوپر نیچے رکھی جاتی ہیں انھیں عربی زبان میں الجبائر کہا جاتا ہے ہڈی جوڑنے کو جبر العظم کہتے ہیں اور ہڈی جوڑنے والے کو الجابر کہا جاتا ہے۔

اسم مبارک الْجَبَّارُ قرآن کریم میں صرف (۱) مرتبہ آیا ہے۔

نواب صدیق حسن خان کے مطابق (ج۔ب۔ر) اپنی مختلف تراکیب میں قوت اور شدت کے مفہوم کو ظاہر کرتی ہے۔ ۲۷۵

ابن فارس لکھتے ہیں، الْجَبَّارُ اللہ کی ایک صفت ہے جس میں عظمت، بلندی اور استقامت کا مفہوم پایا جاتا ہے یعنی کائناتی اور شخصی شکستگی کو اپنے قوانین کی (Splints) میں رکھ کر جوڑنے والا۔

الْجَبَّارُ۔ کے ایک معنی ضروریات سے بے نیاز کردینے کے بھی ہیں مثلاً عربی زبان میں جبر الفقیر من الفقیر کہا جاتا ہے جس کے معنی محتاج کو اس کی ضروریات سے بے نیاز کردینا۔

تجبر الشجر ۔ سے مراد درخت کا سرسبز و شاداب ہونا۔
تجبر المریض۔ سے مراد مریض کی حالت میں سدھار پیدا ہونا۔۲۷۶؎
صفت اَلْجَبَّارُ میں اللہ کی جباریت یا (جبروت) کے مفاہیم پوشیدہ ہیں اگرچہ اس اسم مبارک میں بھی اللہ کی رحمت اور ربوبیت کا عکس موجود ہے لیکن نظام کائنات اور انسانوں کو قاعدے قوانین کا پابند رکھتے ہوئے ان کی سرکشی کی اصلاح کرنا ہے تاہم اس کیفیت میں جبر سے مراد استبداد اور جبار سے مراد مستبد، ظالم، سرکش اور حد سے بڑھ جانے والے کے ہوں گے۔۲۷۷؎
عربی زبان میں کھجور کے اس درخت کو بھی جبار کہتے ہیں جس کا پھل توڑنا آسان نہ ہو یعنی پھل اس قدر بلندی پر ہو۔
عربی زبان میں جبار سے مراد متشدد اور ظالم لوگوں سے بھی ہے۔
جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ وہ (مقدس سرزمین) فلسطین میں جا گھسیں تو ان کی قوم نے عذر پیش کیا۔
اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا ۔۲۷۸

ترجمہ۔موسیٰ اس میں (اَلْجَبَّارُ) بڑے زبردست لوگ رہتے ہیں ہم اس میں ہرگز داخل نہ ہوں گے۔
اَلْجَبَّارُ ۔۲۷۹؎ ترجمہ۔اپنا حکم بزور (قوت) نافذ کرنے والا۔

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۔۲۸۰

ترجمہ۔اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! جو باتیں یہ لوگ بنا رہے ہیں انھیں ہم خوب جانتے ہیں اور تمھارا کام ان سے جبراً بات منوانا نہیں۔

وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ ۔۲۸۱

ترجمہ۔(اللہ قوم عاد سے مخاطب ہیں) اور تمھارا کیا حال ہے کہ ہر اونچے مقام پر لاحاصل ایک یادگار عمارت بنا ڈالتے ہو اور بڑے بڑے قصر تعمیر کرتے ہو گویا تمھیں ہمیشہ یہیں رہنا ہے، اور

جب کسی پر ہاتھ ڈالتے ہوتو جبار (مستبد اور ظالم) بن کر ڈالتے ہو۔

وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَتِیْ وَ لَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا۔ ۲۸۲

ترجمہ۔ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا) خدا نے مجھے جبار، شقی (مستبد، سرکش اور بد بخت) نہیں بنایا۔

علمائے کرام، مفسرین اور فقہائے کرام نے اسم الجبار کی تین تعریفات بیان کی ہیں۔

ا۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں کے الجبار وہ ذات ہے جو کل مخلوقات کے تمام کاموں کو درست کرتی ہے اور کل مخلوقات کے کل امور کو طے کرتی ہے جو ان کے لئے فائدہ مند ہوں۔ ۲۸۳؎

۲۔ امام شوکانی فرماتے ہیں کے جبروت کے معنی اللہ رب العزت کی عظمت کے ہیں چنانچہ اہل عرب بادشاہوں کے لئے بھی اَلْجَبَّارُ کا لفظ استعمال کرتے تھے۔ ۲۸۴؎

۳۔ اللہ کی صفت اَلْجَبَّارُ تین معانی میں مستعمل ہے۔

ا۔ کسی بھی کمزور کی خستہ حالی کو دور کرنا یعنی ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنا۔ ۲۔ قہر و غلبہ و جلال۔

۳۔ ایسی بلندی جس تک کسی کی رسائی نہ ہو۔

اسم اَلْجَبَّارُ کا نظام کائنات میں کردار:

اللہ کی صفت اَلْجَبَّارُ بیک وقت دو معانی میں مستعمل ہے یعنی اگر قوت، شدت اور جبر سے کسی برائی کا خاتمہ کیا جائے جیسے ٹوٹی ہڈی کو جوڑنے والا یعنی اس کی قوت اور جبر انسان کے خیر کے لئے ہے لیکن دوسری جانب کسی مظلوم پر ظلم و جبر کرنا یا کسی کمزور انسان کو مار پیٹ کر اس کی ہڈی توڑنا یقیناً ان دونوں کیفیات میں فرق ہے۔

صفت اَلْجَبَّارُ سے مراد ظلم کو روکنا چنانچہ بنی نوع انسانیت کے لئے اللہ کی یہ صفت رحمت ہے جبکہ ظالموں کے لئے اللہ کی یہ صفت موجب عذاب ہے۔

تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے جب مظلوموں کے لئے اللہ کی مدد آئی اور ظالموں کو اللہ نے بنی نوع انسانی کے لئے مقام عبرت بنایا کیونکہ جبر میں بھی خیر پوشیدہ ہے۔

اللہ کی اس صفت میں اس قدر خیر اور محبت پوشیدہ ہے جس کا انسان تصور بھی نہیں کرسکتا کیونکہ اگر

بڑے بڑے ظالم اور جابروں پر قہر خداوندی نازل نہ ہوتا تو دنیا مظلوموں پر کب کی تنگ ہوجاتی اور مظلوم ایک روٹی اور پانی کے لئے بھی ترس کر مر جاتا اسی صفت جلالی کے سبب سرکش قوموں پر عذاب الٰہی نازل ہوا تاہم نظام کائنات اور اصلاح بنی نوع انسانیت کے لئے صفت جباریت ہر لمحہ کام کر رہی ہے یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعے کا حوالہ بھی پیش کیا جا سکتا ہے کے اللہ کی صفت جباریت نے دریائے نیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کے لئے راستہ ہموار کر دیا جبکہ فرعون اور کافر سرکش قوتوں کو جو اللہ کے دین اور مسلمانوں کو مٹانے کے درپہ تھیں انھیں غرق دریا اور جہنم واصل کر دیا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ۔ ۲۸۵

ترجمہ۔ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کے دریا پر اپنی لاٹھی کو مارو۔ سو وہ پھٹ گیا ہر حصہ اتنا بڑا تھا جیسے بڑا پہاڑ۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ۔ ۲۸۶

ترجمہ۔کیا تم اس حقیقت پر غور نہیں کرتے کے ہم کس طرح سے زمین کو بڑے بڑے سرداروں کے ہاتھوں سے چھین کر کم کرتے چلے جا رہے ہیں۔

فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ ۲۸۷

ترجمہ۔اس طرح سے ان لوگوں کی یعنی (پچھلی اقوام کی) جڑ کاٹ کر رکھ دی گئی جنھوں نے ظلم کیا اور (تمام) تعریفیں ہیں اللّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کے لئے (جس نے ان کی جڑ کاٹ کر رکھ دی)۔

اسی طرح سے مومن کا وقت آخر ہو یا کافرین ومشرکین کی جانکنی کا عالم صفت جباریت دونوں جگہ اپنی شدید کیفیات میں موجود رہتی ہے۔

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا۔ ۲۸۸

ترجمہ۔ان فرشتوں کی قسم جو جسم میں ڈوب کر نہایت سختی سے کافروں کی روح کھنچتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان فرمایا! ملک الموت کافروں کی روح کو ہر بال، ناخن اور قدموں کی جڑوں کے نیچے سے کھینچتا اور اس کو اس کے جسم میں بار بار لوٹا کر نکالتا ہے۔

مقاتل نے کہا کے ملک الموت اور اس کے مددگار فرشتے کفار کی روحوں کو اس طرح سختی سے کھینچتے ہیں جیسے لوہے کی سیخ میں بہت سے کانٹے ہوں اور ان میں گیلا اون پھنسا ہو۔اور اس کو سختی سے کھینچ کر نکالا جائے پھر اس کی جان ایسے نکلتی ہے جیسے پانی میں ڈوبا ہوا شخص نکلتا ہے۔۲۸۹؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کے یہ کافروں کی روحیں ہیں جن کو کھینچ کر نکالا جاتا ہے پھر انھیں آگ میں غرق کر دیا جاتا ہے۔۲۹۰؎

بے شک جب کافر کی موت کا وقت آتا ہے تو فرشتے ایک ٹاٹ میں انگارے بھر کر لاتے ہیں پھر اس کی روح کو نہایت سختی کے ساتھ کھینچ کر نکالا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کے اے خبیث روح اس حال میں کے تو ناراض ہو اور تجھ پر اللہ ناراض ہو اللہ کی دی ہوئی اس ذلت اور عذاب کی طرف نکل اور جب وہ روح نکل آتی ہے تو اس کو انگاروں پر رکھ دیا جاتا ہے اور اس ٹاٹ کو اس کے اوپر لپیٹ دیا جاتا ہے اور اس کو سجین کی طرف لے جایا جاتا ہے۔۲۹۱؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اور کافروں کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور وہ جنت میں داخل نہیں کئے جائیں گے حتیٰ کے اونٹ سوئی کے سوراخ میں داخل ہو جائے۔ ۲۹۲؎

حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے فرمایا کے میرا مومن بندہ ہر خیر کے مرتبہ میں ہے وہ اس وقت بھی حمد کرتا ہے جب میں اس کی پیشانی سے روح نکال رہا ہوتا ہوں۔ ۲۹۳؎

حضرت عبداللہ بن بریدہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! مومن کی موت کے وقت پیشانی پر پسینہ ہوتا ہے اور وہ اپنی روح کو نکلتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے جب ہی مرتے وقت انسان کی نگاہیں کھلی ہوئی اور اوپر کی جانب دیکھتی ہوئی ہوتی ہیں۔ ۲۹۴؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کے فرشتے مومن کے جسم سے اس کی گرہ اور اس کا بند

کھول دیتے ہیں بالکل اسی طرح سے جیسے اونٹ کی ٹانگ میں بندھی رسی کھول دی جائے آپ مزید کہتے ہیں کے مومنوں کی روحیں خوشی خوشی اپنے جسموں سے نکلتی ہیں کیونکہ جو بھی مومن ہوتا ہے اس کو پہلے جنت پیش کی جاتی ہے اس میں وہ اپنی ان ازواج کو دیکھتے ہیں جو بڑی آنکھوں والی حوریں ہیں۔۲۹۵؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب مومن کی موت کا وقت آتا ہے تو اس کے پاس فرشتے ایک ریشم کے ٹکڑے میں مشک اور مختلف پھول لے کر آتے ہیں پھر اس کے جسم سے روح کو اس طرح سے نکالا جاتا ہے جس طرح سے گندھے ہوئے آٹے میں سے بال کو نکالا جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے، اے پاکیزہ روح! تو اس حال میں ہے کہ تو راضی ہو اور تجھے راضی کیا گیا ہو تو اللہ کی خوشی اور اس کرامت کی طرف نکل اور جب وہ روح نکلتی ہے تو اس کو مشک اور پھولوں پر رکھ دیا جاتا ہے اور اس ریشم کو لپیٹ دیا جاتا ہے اور اس کو علیین کی طرف لے جایا جاتا ہے۔۲۹۶؎

ارشادات خداوندی:

الْجَبَّارُ۔۲۹۷؎۔ترجمہ۔اپنا حکم بزور (قوت) نافذ کرنے والا۔

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ۔۲۹۸

ترجمہ۔اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جو باتیں یہ لوگ بنارہے ہیں انھیں ہم خوب جانتے ہیں اور تمھارا کام ان سے جبراً بات منوانا نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت سعید بن مسیبؒ سے روایت ہے، حضرت ابو ہریرہؓ سے جب وہ ملے تو انھوں نے کہا کے میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کے وہ مجھے اور تمھیں جنت کے بازار میں اکھٹا کرے اس پر سعید بن مسیبؒ نے کہا کے کیا جنت میں بازار بھی ہوں گے؟ اس پر حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کے ہاں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی تھی کے جب جنت میں جنتی اپنے اپنے اعمال کے مطابق

اتریں گے تو پھر دنیا کے دنوں میں سے جمعہ کے دن کے برابر انھیں اس بات کی اجازت دی جائے گی کے وہ اپنے رب کی زیارت کریں اس دن وہ عرش، نور، موتی، یاقوت، زمرد، سونے اور چاندی کے منبروں کی زیارت کریں گے وہاں باغات، مشک وعنبر ہوں گے پھر وہ اپنے رب کا دیدار اور گفتگو کریں گے پھر وہ پہلے سے زیادہ عمدہ لباس اور حلیے میں اپنے گھروں کو لوٹیں گے جہاں ان کی بیویاں انھیں خوش آمدید کہتے ہوئے یہ کہیں گی کے ایسا حسن وجمال آپ لے کر آئے ہیں جو جانے سے قبل تو نہ تھا اس پر وہ جنتی یہ کہیں گے کے آج ہم اپنے رب جبار کے ساتھ بیٹھے تھے اور یہ ہمارا حق ہے کے ہم اس طرح سے لوٹیں جس طرح سے ہم لوٹے ہیں۔۲۹۹؎

حضرت عوف بن مالک الاشجعیؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع میں یہ تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ یعنی تمام عیوب اور ہر قسم کی کمزوری سے پاک ہے اللہ بگڑے ہوئے حالات کو درست کرنے والا اور فرمان روائی والا اور عظمت وکبریائی والا ہے۔۳۰۰؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ اس طرح سے دعا فرماتے تھے کے یاجابر کل کسیر ومسهل کل عسیر۔ترجمہ۔ائے وہ ذات! جو ہر ٹوٹے ہوئے کو جوڑتی ہے وہ بکھرے ہوئے احوال درست کرتی ہے اور ہر مشکل کام کو آسان کرتی ہے۔۳۰۱؎

اللہ نے زمانے کے کسی سرکش کی گردن نہیں توڑی جب تک اسے مہلت اور فراغت نہ عطا کی اور کسی امت کی ہڈی اس وقت تک نہیں جوڑی جب تک کے اسے شدت وسختی اور ابتلاء وآزمائش سے نہ گزارا ہو۔۳۰۲؎

اَلْمُتَكَبِّرُ (بڑائی اور بزرگی والا):

اَلْمُتَكَبِّرُ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ک۔ب۔ر) سے مشتق ہے۔

اَلْمُتَكَبِّرُ۔کے معانی بڑائی اور بلند مرتبہ کے ہیں۔

کبر۔ کی ضد صغر یعنی چھوٹا ہے۔

کبر۔ کے ایک معنی معمر کے بھی ہیں۔

الکبر۔ سے مراد کسی چیز کا بڑا حصہ لینا۔

الکبریاء۔ سے مراد حکومت، مملکت، بادشاہت، عظمت، بلندی، رفعت اور غلبے کے۔ ۳۰۳

قرآن کریم میں یہ اسم صفاتی اَلْمُتَكَبِّرُ صرف (۱) مرتبہ آیا ہے۔

اس کائنات میں واحد اللہ کی ذات ہے جس کا یہ اسم اَلْمُتَكَبِّرُ اس کے شایان شان ہے۔

فقہائے کرام نے اسم مبارک اَلْمُتَكَبِّرُ کی چار تعریفات بیان کی ہیں۔

۱۔ امام خطابی فرماتے ہیں کے ذات اَلْمُتَكَبِّرُ کل مخلوقات کی صفات اور حالات سے منزہ اور برتر ہے نیز وہ اپنی مخلوق کے اَلْمُتَكَبِّرِین سے بھی بلند وبالا اور عظمت و بڑائی والا ہے۔ ۳۰۴

۲۔ امام قتادہ فرماتے ہیں کے ذات اَلْمُتَكَبِّرُ وہ ذات پاک ہے جو نہایت برتر اور بزرگ تر ہیں۔ ۳۰۵

۳۔ امام قرطبی فرماتے ہیں کے اَلْمُتَكَبِّرُ وہ ذات ہے جو بڑائی اور عظمت والی ہے اللہ رب العزت اَلْمُتَكَبِّرُ ہیں کیونکہ وہ ہر مخلوق کے رب ہیں۔ ۳۰۶

۴۔ ابن جریر لکھتے ہیں کے الکبیر کے معنی بڑی شان والا۔ ۳۰۷

اسم اَلْمُتَكَبِّرُ کا نظام کائنات میں کردار:

ذات اَلْمُتَكَبِّرُ ہستی مطلق ہے وہ بے عیب، عظیم اور اپنی ذات وصفات میں مکمل ہے چنانچہ وہ اپنے متکبرانہ (بڑائی اور بزرگی) انداز سے ہر روز ایک نئی شان سے آسمان دنیا پر جلوہ گر ہوتا ہے وپ اپنی تمام مخلوقات کا والی، وارث، خالق اور مالک ہے لہٰذا مخلوق اس سے سوال کرے یا نہ کرے اس کی شان کریمی ہے کے وہ سب کو نوازتا ہے حتیٰ کے اس کائنات میں کئی سرکش انسان اور جنات ایسے بھی ہیں جو اللہ کے وجود کا انکار کرتے ہیں لیکن اس سرکشی کے باوجود اللہ تعالیٰ انھیں سنبھلنے کا موقع دیتے ہوئے ان کی اصلاح کے ذرائع بھی پیدا فرماتے ہیں اور ان کے ظلم و زیادتی کے نتیجے میں انھیں ڈھیل یا وقتی چھوٹ بھی دی جاتی ہے دوسری جانب اللہ کی عبادت گزار مخلوقات

کی دادرسی بھی اللہ کریم فرماتے ہیں کائنات کا نظام بے عیب ہے تمام مخلوقات اپنے اپنے پروگرام کے مطابق مصروف عمل ہیں سورج ، چاند ، ستارے ، سمندر ، دریا ، پہاڑ ، چرند پرند ، حیوانات ، حشرات الارض ، آسمان و زمین الغرض جتنی بھی معلوم اور نامعلوم مخلوقات ہیں ان سب کی تمام ضروریات اور احتیاجات کا واحد کفیل اللہ کی ذات بابرکت ہے اور نہایت محبت سے اس نظام کو چلا رہا ہے۔

ارشادات خداوندی:

اَلْمُتَكَبِّرُ ۔۳۰۸ ۔ترجمہ۔وہ **اَلْمُتَكَبِّر** (بہت بلند،عظیم اور بزرگی والا) ہے۔
اللہ کے سوا، انسان ، جنات یا فرشتوں میں سے کوئی مخلوق اپنی عظمت ، بڑائی اور بلند رتبے کا دعویٰ نہیں کر سکتے اگرچہ کچھ انسان (فرعون ہامان ، شداد ، نمرود) اور جنات (ابلیس اور اس کے پیروکار) نے اس قسم کے جھوٹے دعوے کرتے ہوئے دوسروں کو حقیر اور کمتر اور اپنے آپ کو بلند اور برتر جاننے کی کوشش کی لیکن درحقیقت یہ محض جھوٹ اور فسانہ ہے کیونکہ اس کائنات کی بادشاہت جس ہستی مطلق کے پاس ہے اسی پر **اَلْمُتَكَبِّر** کی صفت اور دعویٰ بجا طور پر قائم ہوتا ہے دوسری جانب جھوٹی عظمتوں اور خدائی کے دعوے داروں کو اللہ نے رہتی دنیا تک مقام عبرت بنا دیا **اَلْمُتَكَبِّر** اور مغرور کے لئے سخت عذاب کی وعید سناتے ہوئے
ارشادات خداوندی ہیں !

وَ اَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَ اسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۔۳۰۹

ترجمہ۔جو لوگ اللہ کی بندگی کو اپنے لئے عار سمجھتے اور تکبر کرتے ہیں تو عنقریب وہ ان سب کو عذاب اور دردناک سزا دے گا۔

وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۔۳۱۰

ترجمہ۔جب اس پر ہماری آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ تکبر کرتا ہے اور پیٹھ پھیر لیتا ہے گویا اس نے سنا ہی نہیں اور اس کے کانوں میں گرانی ہے۔اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! اسے دردناک عذاب کی بشارت

دے دیجئے۔

اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۙ يَسْتَكْبِرُوْنَ۔ ۳۱۱

ترجمہ۔ جب ان سے کہا جاتا کے اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں تو وہ (تکبر کرتے) اور اکڑ کر بیٹھتے۔

اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَ كُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ۔ ۳۱۲

ترجمہ۔ آج تم کو ذلت کے عذاب کی سزا دی جائے گی کیونکہ تم خدا پر ناحق جھوٹ بولتے اور اس کی آیات سے (تکبر کرتے) یعنی اس پر اکڑتے تھے۔

وَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ اسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔ ۳۱۳

ترجمہ۔ جو لوگ ہماری آیات کو جھٹلائیں گے اور اس سے (تکبر کریں گے) یعنی اکڑ کر بیٹھیں گے تو وہی دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص کے دل میں ایک ذرہ کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا، ایک شخص نے کہا کے ایک آدمی یہ پسند کرتا ہے کے اس کا لباس حسین ہو اور اس کی جوتی بھی حسین ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی حسین ہے اور حسن کو پسند فرماتا ہے لیکن تکبر حق کا انکار کرنا ہے اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے۔ ۳۱۴

امیرالمومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

تین چیزیں انسانوں کے لئے باعث ہلاکت ہیں۔ ۱۔ تکبر جس نے ابلیس کو اپنے مرتبے سے گرادیا۔

۲۔ حرص جس نے آدم کو جنت سے نکال دیا۔ ۳۔ حسد جس نے آدم کے بیٹے کو اپنے بھائی کے قتل پر

آمادہ کیا۔

غرور وتکبر انسانوں کے لئے زہر قاتل ہے متکبر علم حاصل نہیں کرسکتا تاہم پست اور گمنام لوگ ہی تکبر کرتے ہیں۔

مجھے متکبر پر سخت تعجب ہوتا ہے کیونکہ کل وہ نطفہ تھا اور کل وہ مردار ہوگا۔ ۳۱۵ے

هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

ترجمہ۔ وہی اللہ ہے جو مخلوق بنانے والا ہے پیدا کرنے والا ہے صورتیں بنانے والا ہے اس کے لیے اچھے اچھے نام ہیں اس کی تسبیح پڑھتی ہیں وہ تمام چیزیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں اور وہ زبردست ہے، حکمت والا ہے۔ ۳۱۶ے

الخالق۔ (پیدا کرنے والا):

الخالق۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (خ۔ ل۔ ق) سے مشتق ہے۔

الخالق ۔ کے بنیادی معانی کسی شے کو بنانے کے لئے ناپنا اور کاٹنے کے ہیں یعنی اندازہ لگانا، تناسب اور توازن کا خیال رکھنا۔ کسی شے کو نرم اور ہموار کرنا۔

الخالق۔ کسی چیز کو کسی چیز سے بنانا۔ قرآن کریم میں اسم الخالق (۱۱) مرتبہ آیا ہے۔

عربی زبان میں خلق الادیم اس سے مراد اس نے اس چیز کو بنانے کے لئے پہلے چمڑے کو ناپا اور اس کا اندازہ لگایا۔

رجل تام الخلق ۔ سے مراد ایک ایسا انسان جو جسمانی اعتبار سے متناسب، متوازن، مکمل اور سڈول جسامت کا ہو۔

خلیق، اور خُلقۃ ۔ کے معنی چکنا پن، ہمواری، اور برابر ہونا ہے۔ ۳۱۷ے

الخلق ۔ سے مراد کسی شے کا شگاف سے خالی اور ہموار ہونا۔ ۳۱۸ے

ابن فارس کے مطابق! 'الخالق' سے مراد کسی چیز کا اندازہ کرنا، کسی شے کا ہموار اور چکنا ہونا۔

قرآن کریم میں خلق۔ بہ مقابلہ امر بھی آیا ہے۔

الا لہ الخلق والامر۔ یعنی۔ اسی کی خلق اور اسی کا امر ہے۔ ۳۱۹؎

اسم الخالق کی فقہاء کرام نے دو تعریفات بیان کی ہیں۔

۱۔ امام خطابی لکھتے ہیں کے الخالق وہ ذات ہے جو مخلوق کو عدم سے وجود بخشنے والی ہے اللہ نے اپنی مخلوقات کو بغیر کسی نمونے اور مثال گزشتہ کے پیدا کیا۔ ۳۲۰؎

۲۔ علامہ ابن کثیر نے فرمایا ہے کے الخالق کا مطلب اندازے سے کسی چیز کو بنانا اور البراء کا مطلب یہ ہے کے جس چیز کو اندازے سے مقرر کر دیا گیا ہو اس کو ٹھیک درست کر کے وجود بخشنا۔ ۳۲۱؎

اسم الخالق کا نظام کائنات میں کردار:

خلق کے معنی توازن، تناسب اور پیمائش کے بعد درست انداز سے اشیاء کو خلق یعنی پیدا کرنا پیدا کی ہوئی شے ہموار اور صاف ہو نیز کسی شے کو عدم سے وجود میں لانا۔ پہلی بار پیدا کرنا اور مختلف عناصر کو نت نئی ترتیب دیتے ہوئے انھیں خلق کرنے کے ہیں اس خلقی عمل میں کل کائنات اور اس میں موجود کل مخلوقات شامل ہیں جن کی تخلیق رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ نے فرمائی۔

نوع انسانی:

سب سے پہلے اس کائنات کی عظیم مخلوق انسان کی تخلیق کے بارے میں مختصر جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ۔ ۳۲۲

ترجمہ۔ پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا انسان کو عَلَقٍ سے۔

ابن فارس لغات القرآن میں عَلَقٍ کے معنی لکھتے ہوئے یہ کہتے ہیں کے العلق کے بنیادی معنی کسی بلند چیز کے ساتھ کسی چیز کو باندھنا یا وابستہ کر دینے کے ہیں پھر اس سے مراد خون بھی ہے خواہ وہ کسی بھی قسم کا ہو مثلاً تیز سرخ، گاڑھا، جما ہوا یا جس کی شکل لوتھڑے کے جیسی ہو جائے عَلَقٍ کے ایک معنی جونک کے بھی ہیں جو کہ کسی جگہ چمٹ جائے اور وہاں سے خون چوسے، عَلَقٍ کے ایک معنی ہر

اس چیز کے جس کے ساتھ کسی چیز کو لٹکا دیا جائے۔ ۳۲۳؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ سُلٰلَۃٍ مِّنۡ طِیۡنٍ ثُمَّ جَعَلۡنٰہُ نُطۡفَۃً فِیۡ قَرَارٍ مَّکِیۡنٍ ثُمَّ خَلَقۡنَا النُّطۡفَۃَ عَلَقَۃً فَخَلَقۡنَا الۡعَلَقَۃَ مُضۡغَۃً فَخَلَقۡنَا الۡمُضۡغَۃَ عِظٰمًا فَکَسَوۡنَا الۡعِظٰمَ لَحۡمًا ثُمَّ اَنۡشَاۡنٰہُ خَلۡقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِیۡنَ۔ ۳۲۴

ترجمہ۔ہم نے انسان کو مٹی کے ست سے بنایا پھر اسے ایک محفوظ جگہ ٹپکی ہوئی بوند (نطفہ) میں تبدیل کیا پھر اس نطفے کو عَلَقٍ کی شکل دی پھر علق کو بوٹی بنا دیا پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا پھر اسے ایک دوسری ہی مخلوق بنا کھڑا کیا پس بڑا ہی بابرکت ہے اللہ سب کاریگروں سے اچھا کاریگر ہے۔

مندرجہ بالا آیات اور معانی کو پیش نظر رکھتے ہوئے اگر انسانی پیدائش کا تجزیہ کیا جائے تو کئی حیرت انگیز انکشافات سامنے آئیں گے۔مثلاً مرد کے نطفے کو سائنسی زبان میں اسپرم (Sperm) جبکہ عورت کے خلیے کو اوویوم (Ovum) کہا جاتا ہے پہلے مرحلے میں اوویوم اور اسپرم کے خلیات آپس میں خلط ملط ہوتے ہیں اس کے بعد DNA کی تقسیم شروع ہوتی ہے تاہم یہ مرحلہ نہایت تیز رفتاری سے انجام پزیر ہوتا ہے ایسا لگتا ہے کہ کوئی غیر مرئی قوت ان جنیاتی مادوں کو آپس میں ملاتی ہے باپ کے اسپرم کے ۲۵ کروڑ (۲۵ ملین) خلیات کو ماں کے صرف ایک اوویوم کے مقابل آنا ہوتا ہے یعنی ماں کے اوویوم کو باپ کے اسپرم کے صرف ایک متناسب اور مکمل کرنے والے خلیے کا انتخاب ان ۲۵ کروڑ خلیات میں سے کرنا ہوتا ہے اور ان دونوں یعنی ماں اور باپ کے خلیات کا ملاپ کا عمل صرف اور صرف ایک گھنٹے میں مکمل ہوتا ہے تاہم اگر یہ کام کسی انسان کے سپرد کر دیا جائے اور اگر ان میں سے ہر ایک خلیے کی درست جانچ میں صرف ایک سیکنڈ صرف کیا جائے تو اس کام پر پورے دو ماہ کا طویل عرصہ درکار ہوگا مگر ماں کے اوویوم کو نا صرف ان تمام خلیات میں سے درست خلیے کا انتخاب کرنا ہوتا ہے بلکہ اس کو ان تمام خصوصیات کے مطابق

نامیاتی مرکب یعنی امینو ایسڈ (Aminio Acid Base) کے بنیاد کا تعین بھی کرنا ہوتا ہے جو کے ایسی سازگار فضا پیدا کر سکے کے جس میں باہمی ربط کے زاویے قائم ہو سکیں اگر چہ اس مقام پر ہم پیچیدگی کی اس سطح پر پہنچ جاتے ہیں کے ایک جدید ساز و سامان سے آراستہ لیبارٹری میں ۰۰۰،۱ ماہرین حیاتیات کی خدمات بھی حاصل کر لی جائیں جن کی یہ ذمہ داری ہو کے وہ عنقریب حاملہ ہونے والے اوویوم اور اس کے گرد ۲۵ کروڑ اسپرم کے خلیات کا درست انتخاب کریں تو اس جدید لیبارٹری کو بھی اس کام کو کرنے میں کئی سال لگ جائیں گے لیکن حیرت انگیز امر یہ ہے کے اللہ کی قدرت اس مشکل، پیچیدہ اور انتہائی دقت طلب کام کو محض ایک گھنٹے میں نہایت کامیابی سے انجام دیتی ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ۔ ۳۲۵

ترجمہ۔ بے شک ہم نے انسان کو مخلوط نطفہ سے پیدا کیا ہے۔

اَمْشَاجٍ۔ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں اختلاط یعنی دو چیزوں کا ایک دوسرے سے مل جانا۔

فراء کہتے ہیں کے اَمْشَاجٍ سے مراد! مرد اور عورت کے پانی کا مختلطہ ہے جبکہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کے اَمْشَاجٍ کے معنی سفیدی میں سرخی یا سرخی میں سفیدی۔

حضرت ام سلیمؓ بیان کرتی ہیں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ! مرد کا پانی گاڑھا سفید ہوتا ہے جبکہ عورت کا پانی پتلا پیلا ہوتا ہے اب ان میں سے جس کا پانی غالب یا سابق ہو گا بچہ اسی کے مشابہہ ہو گا۔ ۳۲۶

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کے مرد کا پانی گاڑھا سفید ہوتا ہے جو عورت کے پتلے پیلے پانی سے اختلاط کرتا ہے تاہم ان دونوں پانیوں سے مل کر ہی بچہ تخلیق پاتا ہے بچے کے پٹھے، ہڈی اور قوت مرد کے پانی سے جبکہ اس کا خون، گوشت، اور بال عورت کے پانی سے بنتے ہیں۔ اس انتہائی پیچیدہ عمل کے نتیجے میں ماں اور باپ دونوں کے درست خلیات کا انتخاب ہوتا ہے جس کے نتیجے میں ایک بار آور خلیہ وجود میں آتا ہے جس کو زائیگوٹ Zygote کہتے ہیں زائیگوٹ

Fallopian Tube کے راستے Uterus (رحم مادر) میں داخل ہوتا ہے جہاں وہ Uterus کی دیوار سے چپک کر خون سے توانائی حاصل کرتا ہے۔

قرآن کریم نے اسی کیفیت کو جونک سے تشبیہ دی ہے۔ارشاد خداوندی ہے!

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّ غَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ وَ نُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْــًٔا وَ تَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَ رَبَتْ وَ اَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔ ۳۲۷

ترجمہ۔اے لوگو! اگر تم اٹھائے جانے کی طرف سے شک میں ہو تو بلاشبہ ہم نے مٹی سے پھر نطفہ سے پھر خون کے لوتھرے سے پھر بوٹی بنی ہوئی صورت سے اور جو صورت ابھی نہ بنی ہو اس سے تمہی پیدا کیا تا کہ ہم تمہیں بتائیں اور ہم اپنی مشیت کے موافق مقررہ مدت تک رحموں میں ٹھہراتے ہیں پھر تمہی اس حال میں نکالتے ہیں کہ تم بچہ کی صورت میں ہوتے ہو، پھر تا کہ تم اپنی قوتوں کو پہنچ جاؤ، اور تم میں سے بعض وہ ہیں جو اٹھا لیے جاتے ہیں اور اور تم میں سے بعض وہ ہیں جو نکمی عمر کو پہنچ جاتے ہیں تا کہ علم کے بعد کچھ بھی نہ جانیں۔اور اے مخاطب تو زمین کو بھی سوکھی پڑی ہوئی دیکھتا ہے پھر جب ہم اس پر پانی اتارتے ہیں تو وہ لہلہانے لگتی ہے اور وہ بڑھ جاتی ہے اور ہر طرح کے خوشنما جوڑے اگا دیتی ہے، یہ اس وجہ سے کے اللہ حق ہے اور وہ مردوں کو زندہ فرماتا ہے اور ہر چیز پر قادر ہے۔

انسان کو مٹی سے پیدا کرنے کی توجیہ:

امام عبداللہ ترمذی نے کہا کے جب زمین سے مٹی نکالی گئی تو ہم سب کو اس مٹی سے پیدا کیا گیا پھر

اس مٹی کو ہمارے آباء واجداد کی پشتوں میں رکھ دیا گیا بعض مٹی سفید اور روشن تھی اور بعض کوئلے کی طرح سیاہ تھی سو ہم کو ان ہی رنگوں پر پیدا کیا گیا۔

امام اوزاعی بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس رات تمام اولین و آخرین میرے حجرے کے سامنے پیش کئے گئے کسی نے پوچھا کے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گزری ہوئی مخلوق بھی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہاں مجھ پر حضرت آدم اور ان کے ماسواء سب پیش کئے گئے مسلمانوں نے پوچھا کے اور وہ بھی جو اپنے آباؤ اجداد کی پشتوں میں اور اپنی ماؤں کے ارحام میں ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہاں وہ مٹی میں متمثل کر کے پیش کئے گئے اور میں نے ان سب کو اسی طرح سے پہچان لیا جس طرح سے حضرت آدم علیہ السلام نے تمام اسماء کو پہچان لیا تھا۔ ۳۲۸ے

وَّ خَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۔۳۲۹

ترجمہ۔ تمھیں مردوں اور عورتوں کے جوڑوں کی شکل میں پیدا کیا ہے۔

وَ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا وَ كَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا ۔۳۳۰

ترجمہ۔ وہی ہے جس نے پانی سے ایک بشر پیدا کیا پھر اس نے نسب اور سسرال کے دو الگ سلسلے چلائے تیرا رب بڑا ہی قدرت والا ہے۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۔۳۳۱

ترجمہ۔ بے شک ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر خلق کیا ہے۔

ثُمَّ سَوّٰىهُ وَ نَفَخَ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ ۔۳۳۲

ترجمہ۔ (ہم نے آدم کو پیدا کیا) تو اس میں اپنی روح پھونکی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کے روح اللہ کے امر میں سے ایک امر ہے اور اللہ کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہے اللہ تعالی نے ان کو بنی آدم کی صورتوں پر بنایا ہے اور آسمان سے جو بھی فرشتہ نازل ہوتا ہے اس کے ساتھ ایک روح ہوتی ہے۔ ۳۳۳ے

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ يَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ الرُّوۡحِ قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّىۡ وَمَاۤ اُوۡتِيۡتُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ اِلَّا قَلِيۡلًا ۔۳۳۴

ترجمہ۔ یہ لوگ آپ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیے! روح میرے رب کے امر سے ہے۔

وَمَا تَحۡمِلُ مِنۡ اُنۡثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلۡمِهٖ ۔۳۳۵

ترجمہ۔بغیراس کے علم کے کوئی مادہ حاملہ ہوتی ہے اور نہ جنتی ہے۔

وَّ خَلَقۡنٰكُمۡ اَزۡوَاجًا ۔۳۳۶

ترجمہ۔۔ہم نے تمھیں نر اور مادہ پیدا کیا ہے۔

انسان کی عمر:

حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص اسلام میں ۴۰ سال کی عمر کو پہنچ جائے تو اللہ تعالی اس کو جنون، جذام اور برص سے محفوظ رکھتا ہے اور جب وہ ۵۰ سال کی عمر کو پہنچ جائے تو اس سے حساب آسان کر دیتا ہے، اور جب وہ ۶۰ سال کی عمر کو پہنچ جائے تو اللہ تعالی اس کو اپنی طرف رجوع کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے اور جب وہ ۷۰ سال کا ہو جاتا ہے تو اللہ اس سے محبت کرتا ہے اور آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں اور جب اس کی عمر ۸۰ سال ہو جائے تو اللہ تعالی اس کی نیکیوں کو برقرار رکھتا ہے اور اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور جب اس کی عمر ۹۰ سال ہو جائے تو اللہ تعالی اس کے اگلے اور پچھلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور اس کو اس کے گھر والوں کے حق میں شفاعت کرنے والا بنا دیتا ہے اور آسمان میں لکھ دیا جاتا ہے کے وہ زمین میں اللہ کا قیدی ہے۔ ۳۳۷ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

هُوَ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ طِيۡنٍ ثُمَّ قَضٰۤى اَجَلًا ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنۡدَهٗ ثُمَّ اَنۡتُمۡ تَمۡتَرُوۡنَ ۔۳۳۸

ترجمہ۔ وہی ہے جس نے تمھیں مٹی سے پیدا کیا پھر تمھارے لئے زندگی کی ایک مدت مقرر کی اور ایک دوسری مدت اور بھی ہے جو اس کے یہاں طے شدہ ہے مگر تم لوگ ہو کے شک میں پڑے

ہوئے ہو۔

اَوَ لَمۡ نُعَمِّرۡكُمۡ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيۡهِ مَنۡ تَذَكَّرَ وَ جَآءَكُمُ النَّذِيۡرُ فَذُوۡقُوۡا فَمَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ نَّصِيۡرٍ۔ ۳۳۹

ترجمہ۔کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہیں دی تھی کہ جس میں وہ شخص نصیحت قبول کر لیتا جو نصیحت قبول کرنا چاہتا ہو اور تمھارے پاس عذاب سے ڈرانے والا بھی آیا تھا لو اب مزا چکھو۔ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے۔

اللہ تعالی نے اس کائنات میں انسان کے علاوہ بھی کئی مخلوقات تخلیق فرمائی ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ هُوَ الَّذِيۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ وَ يَوۡمَ يَقُوۡلُ كُنۡ فَيَكُوۡنُ قَوۡلُهُ الۡحَقُّ۔ ۳۴۰

ترجمہ۔اللہ نے آسمان اور زمین کو حق کے ساتھ خلق فرمایا ہے اور جب وہ کہتا ہے ہوجا تو وہ ہوجاتی ہے،اس کا قول حق ہے۔

مَا خَلَقۡنَا السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَ مَا بَيۡنَهُمَاۤ اِلَّا بِالۡحَقِّ وَ اَجَلٍ مُّسَمًّى۔ ۳۴۱

ترجمہ۔ہم نے آسمان اور زمین اور ان کے اندر کی چیزوں کو حکمت سے ایک مقررہ معیاد کے لئے پیدا فرمایا ہے۔

وَ هُوَ الَّذِيۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ فِيۡ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّ كَانَ عَرۡشُهٗ عَلَى الۡمَآءِ۔ ۳۴۲

ترجمہ۔اس نے آسمان اور زمین کر چھ دنوں میں پیدا کیا اس وقت اس کا عرش پانی پر تھا۔

اۨلَّذِيۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَ مَا بَيۡنَهُمَا فِيۡ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسۡتَوٰى عَلَى الۡعَرۡشِ اَلرَّحۡمٰنُ فَسۡـَٔلۡ بِهٖ خَبِيۡرًا۔

ترجمہ۔وہ جس نے آسمان اور زمین اور ان کے اندر کی چیزوں کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر قرار

پکڑا۔وہ رحمن ہے۔ ۳۴۳؎

مندرجہ بالا آیات میں زمین اور آسمان اور ان میں موجود مخلوقات کی تخلیق سے متعلق وضاحت کی گئی ہے کے کس طرح سے قلیل وقت میں اس عظیم الشان کائنات کو اللہ رب العزت نے عدم سے وجود دیا۔اسی حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے!

حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی نے ہفتہ کے دن مٹی (زمین) پیدا کی اور اتوار کے دن اس میں پہاڑ نصب کئے اور پیر کے دن درخت پیدا کئے اور منگل کے دن ناپسندیدہ چیزوں کو پیدا کیا اور بدھ کے دن نور پیدا کیا اور جمعرات کے دن زمین میں جانور پیدا کئے اور جمعہ کی آخری ساعت میں عصر اور مغرب کے درمیان آدم کو پیدا کیا۔ ۳۴۴؎

نوع ملائکہ (فرشتے):

اس کائنات میں بے شمار مخلوقات پائی جاتی ہیں لیکن ان بے شمار مخلوقات میں سے تین مخلوقات ایسی ہیں جو تمام کہکشانی نظاموں میں پائی جاتی ہیں جن میں ۔۱۔انسان ۔ ۲۔فرشتے ۔اور جنات شامل ہیں جنھیں اس کائناتی نظام میں مرکزی حیثیت حاصل ہے ان مخلوقات میں انسان اور جنات مکلف جبکہ فرشتے غیر مکلف مخلوق ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کے مخلوقات کے چار گروہ ہیں جس میں سے

۱۔فرشتے ۔(مطلق جنتی ہیں)۔

۲۔شیاطین ۔(مطلق جہنمی ہیں)۔

۳۔انسان ۔۔(ان میں سے کچھ جنتی اور کچھ جہنمی ہیں)۔

۴۔جنات ۔۔(ان میں سے کچھ جنتی اور کچھ جہنمی ہیں)۔

عربی زبان میں فرشتوں کے لئے ملک یا ملائکہ کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں لیکن اس لفظ کا مادہ 'الک' ہے جس کے معنی پیغام رسانی کے ہیں جیسے عربی میں اگر یہ کہا جائے:

الکنی الی زید۔یعنی۔زید کو میری طرف سے یہ پیغام دے دو۔

ابن فارس اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں کہ 'الک' سے مراد کسی چیز کو منہ میں چبانا لہٰذا پیغام کو اسی لئے 'الاءلوکتہ' کہا جاتا ہے کیونکہ اسے منہ میں چبا کر باہر نکالا جاتا ہے۔ ۳۴۵

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں کہ ملائکہ کا مادہ 'ملک' سے ہے جس کے معنی قوت، قدرت، اختیار، ارادہ اور Authority کے ہیں فرشتوں میں اگر کسی کے سپرد انتظامات کئے جاتے ہیں تو انھیں ملک (زبر کے ساتھ) جبکہ انسانوں میں اگر کسی کے ذمہ انتظامات سپرد کئے جائیں تو انھیں ملک (زیر کے ساتھ) کہتے ہیں۔

اسی طرح سے مفتی محمد عبدہ اپنی تفسیر المنار میں لکھتے ہیں کے یہ امر ثابت ہے کہ کائنات کی ہر شے کے اندر ایک ایسی قوت ہے جس پر اس شے کا دارومدار اور انحصار ہے اور جس کے ساتھ اس شے کا قوام اور نظام قائم ہے جو لوگ وحی پر ایمان نہیں رکھتے وہ ان قوتوں کو طبعی قوتیں یا Physical Forces کہتے ہیں جبکہ شریعت کی زبان میں انھیں ملائکہ کہا جاتا ہے اصل میں کائناتی قوتیں اور ملائکہ ایک ہی حقیقت کے دو نام ہیں۔ ۳۴۶

فرشتوں کی پیغام رسانی کے حوالے سے قرآن میں ارشادات خداوندی ہیں!

اَللّٰہُ یَصۡطَفِیۡ مِنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ۔ ۳۴۷

ترجمہ۔ اللہ پیغام رسانی کے لئے فرشتوں میں سے اور انسانوں میں سے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ جَاعِلِ الۡمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا اُولِیۡۤ اَجۡنِحَۃٍ مَّثۡنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ؕ یَزِیۡدُ فِی الۡخَلۡقِ مَا یَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۔ ۳۴۸

ترجمہ۔ تمام حمد اللہ کے لائق ہے جو آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے اور وہ فرشتوں کو پیغام رساں بنانے والا ہے۔ (فرشتے) ایک بڑے کام بارش کی تقسیم کرتے ہیں۔

فَالۡمُقَسِّمٰتِ اَمۡرًا ۔ ۳۴۹

ترجمہ۔ رزق کی تقسیم کرنے والے فرشتوں کی قسم۔

(فرشتے) حکم الٰہی کے مطابق معاملات کا انتظام چلاتے ہیں۔

وَّ السّٰبِحٰتِ سَبۡحًا ۙ فَالسّٰبِقٰتِ سَبۡقًا ۙ فَالۡمُدَبِّرٰتِ اَمۡرًا ۘ۔ ۳۵۰

ترجمہ۔ قسم ہے ان فرشتوں کی جو کائنات میں تیزی سے تیرتے پھرتے ہیں پھر حکم بجالانے میں سبقت کرتے ہیں اور احکامات الٰہی کے مطابق! معاملات کا انتظام کرتے ہیں۔

یعنی یہ ثابت ہوا کے تکونی امور میں ان ملکوتی قوتوں کا ایک اہم کردار ہے جیسے وہ اللہ کے حکم سے بخوبی نبھاتے ہیں اور اللہ کے قائم کردہ قاعدے اور قوانین کے مطابق وہ ان تدبیرات کو بروئے کار لاتے ہیں جن کا انھیں حکم ہوتا ہے لہٰذا تحقیق سے یہ ثابت ہوا کے ملائکہ کا مادہ 'الک' کی بہ نسبت 'ملک' سے زیادہ صحیح ثابت ہوگا کیونکہ یہ نوری مخلوقات نظام کائنات میں اپنی مرضی کو نہیں بلکہ حکم الٰہی کو بروئے کار لاتی ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے!

یَخَافُوۡنَ رَبَّہُمۡ مِّنۡ فَوۡقِہِمۡ وَ یَفۡعَلُوۡنَ مَا یُؤۡمَرُوۡنَ ۔ ۳۵۱

ترجمہ۔ وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں جو ان پر بالا دست ہے اور جو ان کو حکم دیا جاتا ہے وہ اس کو بجالاتے ہیں۔

قانون قدرت یہ ہوا کے یہ ملکوتی قوتیں اللہ کے حکم کے مطابق! مادی کائنات میں بھی مسلسل سرگرم عمل رہتی ہیں اور چونکہ انسان انبیاء کے علوم کا وارث ہے لہٰذا اس میں یہ امکانی صلاحیت پائی جاتی ہے کہ وہ ان نوری مخلوقات کو بھی تسخیر کر کے ان سے مستفید ہو سکے کیونکہ اللہ تعالی نے انسان کے لئے اس کائنات کو مسخر کر دیا ہے اس اعتبار سے روز ازل تمام ملائکہ نے حضرت آدم کو اللہ کے حکم سے سجدہ کیا تھا ارشاد خداوندی ہے!

وَ اِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡۤا اِلَّاۤ اِبۡلِیۡسَ ؕ اَبٰی وَ اسۡتَکۡبَرَ ٭۫ وَ کَانَ مِنَ الۡکٰفِرِیۡنَ ۔ ۳۵۲

ترجمہ۔ جب ہم نے فرشتوں سے کہا کے آدم کو سجدہ کرو تو سوائے ابلیس کے سب نے سجدہ کیا۔

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں ملائکہ کا ذکر:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بے شک کراماً کاتبین

کے سوا زمین میں اللہ کے کچھ جنگل کی زمین میں کوئی مصیبت آئے تو اس کو چاہئے کے وہ بلند آواز سے کہے، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ ۳۵۳؎

مندرجہ بالا ارشادات خداوندی کو پڑھنے سے یہ اندازہ ہوا کے کوئی ذی نفس ایسا نہیں ہے جس پر کوئی نگہبان فرشتہ نہ ہو یعنی یہ ثابت ہوا کے کائنات میں پائی جانے والی ہر جاندار اور ذی شعور مخلوق کے اوپر فرشتے نگہبان موجود ہیں وہ ان کی حفاظت کرتے ہیں اور ان کے کئے گئے اعمال کو مرتب کرتے ہیں اگرچہ ملائکہ کی کئی اقسام ہیں جن میں حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت اسرافیل علیہ السلام، حضرت عزرائیل علیہ السلام، کراماً کاتبین، منکر نکیر، ہاروت ماروت، رضوان (داروغہ جنت)، مالک (داروغہ دوزخ)، زبانیہ (دوزخ پر مامور فرشتے) اور رعد (بجلی اور گرج پر مقرر فرشتے) وغیرہ۔

اس کے علاوہ درج ذیل کچھ ملائکہ کی اقسام بھی ہیں۔

۱۔نورانی فرشتے:

ان کی نسبت اللہ تعالی کے علم میں مقرر ہے کائنات کے مجموعی تقاضوں کے مطابق نظام چلانا ان کی ڈیوٹی ہے۔

۲۔ملاءاعلیٰ:

یہ فرشتے نورانی فرشتوں کے مقابلے میں اللہ تعالی سے زیادہ قریب ہیں اور ان کا مقام
سدرۃ المنتھیٰ کے نیچے بیت المعمور میں ہے جو کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام ہے ملاءاعلیٰ اسی مقام پر رہتے ہیں ان سے نیچے ملائکہ سماوی اور ان سے نیچے ملائکہ عنصری مقیم ہیں۔

۳۔انسانی ارواح:

انسانی ارواح جو ملاءاعلی سے علم سیکھتی ہیں یہ ارواح ان لوگوں کی ہوتی ہیں جن کے ذہن وقلب مصفاء ہوتے ہیں اور پاکیزگی اور نور کی وجہ سے وہ ملاءاعلی کی باتوں کو سمجھتے ہیں اور بعد از موت وہ فرشتوں کی جماعت میں شامل ہوجاتے ہیں جہاں ان کے علاوہ دیگر نیک ارواح اور فرشتوں کا

اجتماع ہوتا ہے اس مقام کو 'حظیرۃ القدس' کہا جاتا ہے۔

۴۔ حظیرۃ القدس:

حظیرۃ القدس میں جمع ہونے والے فرشتے اور ارواح زمین پر ہونے والی مصیبت اور تباہی سے انسانوں کو بچانے کے طریقوں پر غور وخوص کرتی ہیں پھر وہ متفق ہوکر یہ طریقے انسانوں تک پہنچاتے ہیں اس کام کے لئے وہ انسان منتخب کیا جاتا ہے جو سب انسانوں میں سب سے زیادہ پاکیزہ ہو پھر پاکیزہ شخص کے لئے لوگوں کو Inspire کیا جاتا ہے کہ وہ اس انسان کی پیروی کریں پھر ہوتے ہوتے اسی طرح سے ایک جماعت بن جاتی ہے جو کہ انسانیت کی خدمت کو اپنا مشن بنالیتی ہے پھر اس پاکیزہ بندے کی روح کو بذریعہ الہام، القاء یا سچے خواب کے ذریعے وہ پیغامات منتقل کئے جاتے ہیں جس میں بنی نوع انسانیت کی بھلائی مضمر ہوتی ہے اور اس پاکیزہ روحانی بندے سے ملاء اعلیٰ روبرو باتیں بھی کرتے ہیں۔

۵۔ ملائکہ اسفل:

اسفل کے فرشتے، ملاء اعلی کی بہ نسبت ایک درجہ کم ہوتے ہیں یہ اپنی طرف سے کچھ نہیں سوچتے ہیں بلکہ اوپر والوں کے احکامات کے منتظر ہوتے ہیں اور یہ اتنی ہی بات جانتے اور سمجھتے ہیں جتنی کے انھیں اوپر کے فرشتے سمجھاتے اور بتاتے ہیں یہ کسی ربوٹ کی طرح حکم کی بجا آوری کرتے ہیں۔

۶۔ ملائکہ سماوی:

اللہ تعالی کا حکم سب سے پہلے حظیرۃ القدس میں آتا ہے جہاں ملاء اعلی اس حکم کو سن کر بتدریج اپنے سے نیچے درجے کے فرشتوں تک پہنچاتے رہتے ہیں پھر یہ پیغام مختلف فرشتوں سے ہوتا ہوا ملائکہ سماوی اور اس کے بعد بلا آخر ملائکہ عنصری تک جا پہنچتا ہے۔

۷۔ ملائکہ عنصری:

ملائکہ عنصری اللہ تعالی کے حکم کو سن کر خلق خدا تک اس پیغام کو Inspire کرتے ہیں مثلاً اگر دو

جماعتوں میں کسی قسم کا کوئی تنازعہ ہوجائے تو یہ ملائکہ عنصری حالات وواقعات کے پیش نظر ایک جماعت کے دل میں ثابت قدمی اور بہادری کے جذبات کو بیدار کرتے ہیں جبکہ مخالف جماعت کے دل میں ہیبت، بزدلی، خوف اور کمزوری کے جذبات کو بڑھاتے اور Inspire کرتے ہیں تاکہ اللہ کی مرضی کے مطابق نتائج مرتب ہوں۔ ۳۵۴

فرشتوں کی صلاحیتیں:

اللہ تعالی نے فرشتوں کو بے شمار صلاحیتوں سے متصف فرمایا ہے دراصل سات آسمان، سات مختلف زون کی حیثیت رکھتے ہیں جہاں الگ الگ فرشتوں کوان کی اہلیت کے مطابق مختلف ذمہ داریاں سونپی گئیں ہیں لہٰذا یہ بات طے ہے کہ ہر زون کے فرشتے الگ ہیں لیکن ساتوں آسمانوں میں موجود فرشتوں کو ملائکہ سماوی ہی کہا جاتا ہے فرشتوں کو ودیعت کی گئی صفات اور صلاحیتوں کا اندازہ ان کے پروں کی تعداد اور ان کی جسامت سے لگایا جاتا ہے جو دوسروں سے مختلف ہوتی ہیں جس طرح سے مور کے بے شمار پر ہوتے ہیں اور اس پر خوبصورت نقوش بھی منقش ہوتے ہیں بالکل اسی طرح سے فرشتوں کی صفات کے مطابق ان کے پر اور ان پر منقوش نقش ونگار سے ان کی صلاحیتوں کا اندازہ قائم کیا جاسکتا ہے کیونکہ ان کے پروں پر موجود ہر نقش ان کی ایک منفرد صلاحیت کی طرف اشارہ ہے ان کے پروں کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کے ان کے پروں سے نور کے جھماکے ہوتے ہیں جبکہ دوسری قسم کے فرشتوں کے پروں سے سبز روشنیوں کا انعکاس ہوتا ہے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ۔ ۳۵۵

ترجمہ۔اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور ان ہی کی طرح زمین پیدا کی ان کے درمیان ہمارا حکم اترتا ہے۔

اَلَمْ تَرَوْا كَیْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۔۳۵۶

ترجمہ۔کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کے اللہ نے ایک کے اوپر ایک کس طرح سات آسمان پیدا کئے۔

وَّبَنَيۡنَا فَوۡقَكُمۡ سَبۡعًا شِدَادًا ۔۳۵۷

ترجمہ۔ہم نے تمھارے اوپر سات مضبوط آسمان بنائے۔

فَقَضٰهُنَّ سَبۡعَ سَمٰوَاتٍ فِيۡ يَوۡمَيۡنِ وَ اَوۡحٰى فِيۡ كُلِّ سَمَآءٍ اَمۡرَهَا ؕ وَ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡيَا بِمَصَابِيۡحَ ۖ وَ حِفۡظًا ۔

ترجمہ۔دو دن میں اس نے سات آسمان بنائے پھر ہر آسمان میں اس کے کام کو القاء کر دیا جبکہ قریب کے آسمان کو ہم نے ستاروں (چراغوں) سے سجایا اور اس کی حفاظت کی۔۳۵۸

وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا فَوۡقَكُمۡ سَبۡعَ طَرَآئِقَ ۔۳۵۹

ترجمہ۔بے شک ہم نے تمھارے اوپر سات راہیں پیدا کیں۔

وَ السَّمَآءَ رَفَعَهَا وَ وَضَعَ الۡمِيۡزَانَ ۔۳۶۰

ترجمہ۔اس نے آسمان کو بلند کیا اور اس میں ترازو رکھی۔

کائناتی نظام میں فرشتوں کی ذمہ داریاں:

فرشتوں کے کئی طبقات ہیں جبکہ کائناتی نظام میں اللہ تعالی نے انھیں کئی ذمہ داریاں سونپی ہیں ان کی تعداد بھی ناقابل فہم اور لاشمار ہے ایک اندازے کے مطابق ہر انسان کے ساتھ تقریباً ۲۰۰۰۰ فرشتے اس کی حفاظت اور اس کے اعمال کی نگرانی پر مامور ہوتے ہیں جبکہ ایک محتاط اندازے کے مطابق! اس وقت دنیا میں موجود افراد کی تعداد ساڑھے چھ ارب کے قریب ہے پھر یہ کے ہماری دنیا کی طرح کروڑوں دنیائیں اس کائنات میں آباد اور موجود ہیں دوسری دنیاؤں کے مقابلے میں ہماری زمین سب سے چھوٹا کرہ ہے جیسے روحانی علوم کے ماہرین ایک بڑے گنبد پر سوئی کی نوک کے برابر ایک نہایت باریک نشان سے تشبیہ دیتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ لَا تُحۡصُوۡهَا ۔۳۶۱

ترجمہ۔اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو انھیں گن نہ سکو گے۔

نوع اجنہ (جنات):

۲۔نوع اجنہ:

ابن فارس کے مطابق! جن سے مراد چھپا لینے کے ہیں۔
امام راغب اصفہانی کے مطابق! جن سے مراد ایسی شے جو نظروں سے پوشیدہ، اوجھل یا حواس سے مخفی ہو۔ ۳۶۲ے
علامہ راغب اصفہانی بیان کرتے ہیں کہ! الجن کا استعمال دو طرح سے کیا جاتا ہے۔
۱۔ان تمام مخفی قوتوں (روحانین) کے لئے جو حواس سے پوشیدہ ہوں لہٰذا اسی اعتبار سے جن کو بھی فرشتہ سمجھا جاتا تھا۔
۲۔ان تمام مخفی قوتوں (روحانین) کے لئے جو نیک ہیں اس لئے وہ فرشتے کہلاتے ہیں اور جو سرکش ہیں وہ شیاطین کہلاتے ہیں اور چونکہ جنات میں بھی انسانوں کی طرح نیک اور بد دونوں ہی طرح کے افراد پائے جاتے ہیں اور یہ مخلوق چونکہ پوشیدہ اور مخفی ہیں لہٰذا اسے جن کہا جاتا ہے اور زمانہ جاہلیت میں عرب فرشتوں کی طرح جنات کی بھی عبادات کیا کرتے تھے۔
ارشادات خداوندی ہیں!

وَ جَعَلُوۡا لِلّٰہِ شُرَکَآءَ الۡجِنَّ وَ خَلَقَهُمۡ ۔۳۶۳

ترجمہ۔اللہ نے جنات کو پیدا کیا اور (کافر) انھیں اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں۔

وَ جَعَلُوۡا بَیۡنَهٗ وَ بَیۡنَ الۡجِنَّةِ نَسَبًا ؕ وَ لَقَدۡ عَلِمَتِ الۡجِنَّةُ اِنَّهُمۡ لَمُحۡضَرُوۡنَ ۔۳۶۴

ترجمہ۔انہوں نے اللہ کی اور جنات کے درمیان رشتہ داری قرار دے دی، حالانکہ جنات کو معلوم ہے کہ وہ ضرور حاضر کیے جائیں گے۔

وَّ اَنَّهٗ کَانَ رِجَالٌ مِّنَ الۡاِنۡسِ یَعُوۡذُوۡنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الۡجِنِّ فَزَادُوۡهُمۡ رَهَقًا ۙ وَّ اَنَّهُمۡ ظَنُّوۡا کَمَا ظَنَنۡتُمۡ اَنۡ لَّنۡ یَّبۡعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۔۳۶۵

ترجمہ۔ بے شک انسانوں میں سے چند لوگ جنات میں سے کچھ لوگوں کی پناہ طلب کرتے تھے جس سے جنات کی سرکشی اور زیادہ ہوگئی اور جنات نے یہ گمان کرلیا جیسا کے تمھارا گمان ہے کے اللہ مرنے کے بعد کسی کو زندہ نہیں کرے گا۔

وَّ اَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَ مِنَّا الْقٰسِطُوْنَ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۔۳۶۶

ترجمہ۔ بے شک ہم میں سے بعض مسلمان ہیں اور بعض ظالم ہیں سو جس شخص نے اسلام قبول کرلیا تو ان لوگوں نے بھلائی کا راستہ ڈھونڈ لیا۔

وَ جَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا وَ لَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۔۳۶۷

ترجمہ۔ انھوں نے اللہ کی اور جنات کے درمیان رشتہ داری قرار دے دی، حالانکہ جنات کو معلوم ہے کہ وہ ضرور حاضر کیے جائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں کے زمانہ جاہلیت میں جب عرب کسی سنسان اور ویران وادی سے رات میں گزرتے تو زور زور سے پکار کر اس وادی کے مالک جن کی پناہ طلب کیا کرتے تھے عربوں کا یہ عقیدہ تھا کہ ہر غیر آباد مقام پر جنات کا قبضہ ہوتا ہے لہذا ضروری ہے کہ وہاں پہنچ کر ان سے امان طلب کرلی جائے بصورت دیگر وہ جنات ہمیں ستائیں گے۔

علامہ سید محمد بن محمد زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ) لکھتے ہیں! جن، انس کے برخلاف ہیں جن کا واحد جنی ہے جبکہ الصحاح میں مذکور ہے کے جن کو جن اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ وہ نظر نہیں آتا اور زمانہ جاہلیت میں فرشتوں کو جنات کہا جاتا تھا کیونکہ فرشتے آنکھوں سے مخفی ہوتے ہیں اور ابلیس کے متعلق یہ کہا گیا کے وہ ملائکہ میں سے جن تھا۔

زمخشری نے کہا کے جنات اور ملائکہ ایک نوع ہیں لیکن ان میں سے جو خبیث اور سرکش ہو وہ شیطان ہے اور جو پاکیزہ ہو وہ فرشتہ ہے۔

صاحب قاموس یہ کہتے ہیں کے جن کی تفسیر ملائکہ سے کرنا مردود ہے کیونکہ ملائکہ نور سے پیدا کئے

گئے ہیں نا کے نار سے جبکہ جنات کو اللہ تعالی نے آگ سے پیدا فرمایا ہے پھر یہ کہ ملائکہ معصوم ہوتے ہیں ان میں مذکر مونث اور تولد وتناسل نہیں ہوتا ہے جمہور علماء نے لکھا ہے کے الا ابلیس۔۳۶۸ے

ابلیس فرشتوں کے ساتھ مل جل کر رہتا تھا اس لئے تغلیباً اس کو بھی فرشتوں کے ساتھ شامل کر کے سجدہ کرنے کا حکم دیا۔۳۶۹ے

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی نے جنات کو حضرت آدم سے کئی ہزار سال قبل پیدا فرمایا۔ اسی طرح سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کے انسانوں کو پیدا کرنے سے قبل اس دنیا میں جنات رہتے تھے اور فرشتے آسمانوں پر رہتے تھے جبکہ ہر آسمان کے الگ الگ فرشتے ہیں اور انھیں علیحدہ علیحدہ تسبیحات دی گئی ہیں اور اوپر والے آسمان پر مقیم نیچے والے آسمان کے فرشتوں کے مقابلے میں زیادہ عبادت اذکار اور تسبیحات کا ورود کرتے ہیں۔

ایک اہم سوال یہ کے آخر جنات ہمیں نظر کیوں نہیں آتے؟ تو اس کا جواب نہایت آسان ہے کے انسانوں کی بہت سی حسیات دیگر جانداروں کے مقابلے میں نہایت کمزور اور ضعیف ہیں انسان کی نظر بھی ایک خاص حد تک دیکھ سکتی ہے اور اس کی سماعت بھی ایک مخصوص فریکوئنسی تک کی آوازیں سن سکتی ہیں پھر یہ تو ہمارا روزمرہ کا تجربہ ہے کے ہم خوشبو کو محسوس تو کر سکتے ہیں لیکن اسے دیکھ نہیں سکتے اسی طرح سے ٹھنڈی اور گرم ہوا کے تھپیڑوں کو محسوس تو کر سکتے ہیں لیکن انھیں دیکھ نہیں سکتے ہیں پانی ہم اسی یقین کے ساتھ پیتے ہیں کے اس میں $H2O$ کا فارمولہ کام کر رہا ہے لیکن ہم سے کبھی بھی کسی نے نہ تو ہائیڈروجن کو دیکھا اور نہ ہی آکسیجن کو دیکھا ہماری فضاء میں بے شمار گیسیز موجود ہیں پر ہم میں سے کبھی کسی نے کسی گیس کی شکل وصورت کو نہیں دیکھا لہٰذا بالکل اسی طرح سے ہماری عام آنکھ جنات کو دیکھنے سے قاصر ہیں لیکن یہ ناممکن نہیں ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہوسکتا ہے جب ہم مفرد لہروں کے علم کو سیکھ لیں اور جب ایسا ہوجائے گا تو ہم جنات اور ان کی دنیا سے واقفیت حاصل کرلیں گے اگرچہ جنات کے جسمانی خدوخال اور شکل وصورت بھی ہوتی ہیں جیسے کے ان کا چہرہ بیضوی اور سر کشکول کی مانند ہوتا ہے، ان کی آنکھیں بادام کی طرح جبکہ آنکھ کی پتلی

میں گہرے رنگ کے ڈورے ہوتے ہیں ان کی ناک ستواں ہوتی ہے لیکن ناک کی نوک غائب ہوتی ہے، جنات کا قد متوازن ہوتا ہے ان کے اندر مفرد لہریں کام کرتی ہیں لہٰذا ان کے جسمانی نظام میں اکہری برقی رو دور کرتی ہے جنات کے حواس محدودیت میں لامحدود ہوتے ہیں اور یہ ایک گھنٹے میں ستائیس میل چل سکتے ہیں تمام قوم اجنہ روشنی کے خول میں بند ہوتے ہیں ان کی اشتہاء میں فاسفورس کا بہت عمل دخل ہوتا ہے۔۳۷۰؎

ابوالجن طارہ نوس:

حضرت آدم علیہ السلام دنیا کے پہلے انسان اور ابوالبشر ہیں اس کے ساتھ ہی وہ تمام انسانوں کے باپ بھی ہیں بالکل اسی طرح سے قوم اجنہ کے پہلے فرد یعنی ابوالجن طارہ نوس ہیں قوم اجنہ میں بھی توالد وتناسل کا سلسلہ جاری ہے اوران کے یہاں بھی مرد اور عورتیں پائی جاتی ہیں۔۳۷۱؎

ہماری زمین ابتدا میں آگ کے ایک دہکتے ہوئے گولے کی مانند تھی لہٰذا اس دور میں یہاں جنات آباد تھے کیونکہ جنات کو اللہ تعالیٰ نے آگ سے تخلیق فرمایا ہے اور ان کی جسمانی ساخت اور صلاحیت ایسی ہے جو کے اس گرم ترین ماحول کی حرارت کو باآسانی برداشت کرتی تھی۔

ارشاد خداوندی ہے!

وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ۔ ۳۷۲

ترجمہ۔اس سے پہلے ہم نے جنات کو دھوئیں والی آگ سے پیدا کیا

سید محمود آلوسی (متوفی ۱۲۷۰ھ) لکھتے ہیں! جنات اجسام عاقلہ ہیں جن پر ناریت غالب ہے اور اس کی دلیل میں ارشاد خداوندی ہے!

وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ۔ ۳۷۳

ترجمہ۔جنات کو خالص آگ کے شعلوں سے پیدا کیا گیا۔

علامہ جمال الدین محمد بن مکرم افریقی مصری (متوفی ۷۱۱ھ) لکھتے ہیں! الجن جان کی ایک قسم ہے اس کو جن اس لئے کہتے ہیں کیونکہ یہ انسانی آنکھوں سے مخفی ہوتی ہے جبکہ الجان سے مراد جنوں کا باپ جس کو اللہ تعالیٰ نے آگ سے پیدا فرمایا اور پھر اس سے اس کی نسل اور ذریت کو آگے بڑھایا

یہ زمین میں ہزاروں سالوں سے آباد تھے لیکن جب انھوں نے زمین پر فساد اور خونریزی کی تو پھر اللہ تعالی نے زمین پر فرشتوں کو بھیجا جنھوں نے زمین کو صاف کیا۔ ۳۷۴؎

اللہ تعالی نے جب فرشتوں کے سامنے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر فرمایا تو فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنات پر قیاس کرتے ہوئے یہ کہا کے یہ زمین پر خونریزی کریں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کے تمام جنات، الجان کی اولادیں ہیں وہ شیاطین نہیں ہیں ان میں مومنین اور کافرین بھی ہیں انھیں بھی موت آتی ہے اور وہ اپنے اعمال کی بنیاد میں داخل جنت اور جہنم بھی ہوں گے آپ نے مزید کہا کے تمام شیاطین ابلیس کی اولادیں ہیں جنھیں ابلیس کے ساتھ ہی موت آئے گی۔ ۳۷۵؎

جنات کا ایمان:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت جس طرح سے دنیا کے تمام انسانوں کے لئے ہے بالکل اسی طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کے دائرے میں قوم اجنہ بھی آتی ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَ يُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا۔

ترجمہ۔ اے جنات اور انسانوں کے گروہ! کیا تمھاری جنس میں سے تمھارے پاس رسول نہیں آئے؟ کے تم کو ہماری آیات پڑھ کر سناتے اور تمھیں اس دن کے آنے سے پہلے تمھیں ڈراتے۔ ۳۷۶؎

اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ۔ ۳۷۷؎

ترجمہ۔ اللہ چن لیتا ہے رسولوں کو فرشتوں میں سے، جنوں میں سے اور انسانوں میں سے۔

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جنات کے کئی وفود آتے تھے۔ ۳۷۸؎

مومن اور مشرک جنات:

جس طرح سے دنیا میں عقائد کے اعتبار سے دو ہی طرح کے انسان پائے جاتے ہیں۔

ا۔اللہ پر ایمان لانے والے۔ ۲۔اللہ کا انکار یا اس کا شریک ٹھہرانے والے۔

بالکل اسی طرح سے قوم اجنہ میں بھی عقائد کے اعتبار سے دو طرح کے جنات پائے جاتے ہیں۔

ا۔ اللہ پر ایمان لانے والے جنات ۔ ۲۔ اللہ کا انکار کرنے والے یا اس کا شریک ٹھہرانے والے جنات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرآن سنا اور ان پر ایمان لاتے ہوئے کفر وشرک سے توبہ کی لہٰذا جنات احکامات شرعیہ کے مکلف ہیں۔

قوم اجنہ میں بھی مومن اور مشرک جنات ہیں وہ ہم انسانوں کی طرح روزہ، نماز اور حج وزکوۃ کی ادائے گی کرتے ہیں۔۳۷۹

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔۳۸۰

ترجمہ۔ہم نے انسانوں اور جنات کو اسی لئے پیدا فرمایا ہے تا کہ وہ ہماری عبادت کریں۔

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ۔۳۸۱

ترجمہ۔پھر اس دن (قیامت) انسانوں اور جنات سے ان کے گناہ کے متعلق سوالات کئے جائیں گے۔

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا

ترجمہ۔اسی طرح سے ہم نے ہر نبی کے دشمن شیطان انسان اور شیطان جنات بنائے ہیں وہ فریب دیتے ہیں اور طمع کی باتیں ایک دوسروں کے دلوں میں ڈالتے ہیں۔۳۸۲

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ ۔۳۸۳

ترجمہ۔میں پناہ مانگتا ہوں وسوسہ ڈالنے والے، پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے وہ جو لوگوں

کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے جو جنات اور انسانوں میں سے ہیں۔

وَ اِذْ صَرَفْنَاۤ اِلَیْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْۤا اَنْصِتُوْاۚ فَلَمَّا قُضِیَ وَ لَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِیْنَ قَالُوْا یٰقَوْمَنَاۤ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ یَهْدِیْۤ اِلَى الْحَقِّ وَ اِلٰى طَرِیْقٍ مُّسْتَقِیْمٍ یٰقَوْمَنَاۤ اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰهِ وَ اٰمِنُوْا بِهٖ یَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَ یُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ

ترجمہ۔ جب ہم نے آپ کی طرف جنات کی ایک جماعت کو پھیر دیا جو قرآن سننے لگے، سو جب یہ لوگ قرآن کے پاس حاضر ہوئے تو کہنے لگے کے چپ رہو پھر جب قرآن پڑھا جا چکا تو اپنی قوم کی طرف ڈرانے والے بن کر چلے گئے، کہنے لگے اے ہماری قوم! بیشک ہم نے ایسی کتاب سنی ہے جو موسیٰ (علیہ السلام) کے نازل کی گئی ہے وہ ان کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے تھیں وہ حق کی طرف اور سیدھے راستہ کی طرف ہدایت دینے والی ہے، اے ہماری قوم اللہ کی طرف بلانے والے کی بات مان لو اور اس پر ایمان لے آؤ اللہ تمہارے گناہوں کو معاف فرما دے گا اور تمہیں سخت عذاب سے بچا دے گا۔ ۳۸۴؎

حضرت عمر بن خطابؓ اور حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے، ایک بوڑھا شخص جو چھڑی کے سہارے چل رہا تھا ایک بار مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے جنات کے لب لہجے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس سے اس کی زبان میں سوال پوچھا کے تمھارا تعلق جنات کے کس قبیلے سے ہے؟ تو اس نے جواب دیا کے میں ابلیس کا پڑپوتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا نسب پوچھا؟ تو اس نے اپنا تعارف کروایا، انا حام بن حیم بن لاقیس بن ابلیس۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! تم اور تمھارے پردادا کے درمیان صرف دو واسطے ہیں یعنی تمھارا باپ اور دادا؟ تو اس نے اثبات میں جواب دیا کے جی یہی دو واسطے ہیں،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حام بن حیم سے اس کی عمر پوچھی؟ تو اس نے بتایا، جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تھا تو اس وقت میں چھوٹا بچہ تھا اور مجھے یہ واقعہ یاد ہے پھر اس نے بتایا، میں
حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لے آیا اور جب انھیں آگ میں ڈالا گیا تو میں نے وہ منظر بھی دیکھا اور میں نے چاہا کے میں اس آگ کو بجھاؤ پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اعلان نبوت فرمایا تو میں ان پر بھی ایمان لایا اور میں نے ان سے تورات پڑھی اور سیکھی بعدازاں میں
حضرت عیسیٰ ابن مریم پر بھی ایمان لایا اور میں نے ان سے بھی انجیل پڑھی اور سیکھی پھر اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا! میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے حضرت عیسیٰ ابن مریم کا ایک پیغام لایا ہوں جب میں ان سے ملاقات کے لئے جاتا تھا تو انھوں نے یہ فرمایا تھا کے میرے بعد رسولوں کے سردار آئیں گے تاہم جب تمھاری ان سے ملاقات ہو تو انھیں میرا اسلام کہنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ سنا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عیسیٰ ابن مریم کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ ان پر بھی سلامتی ہو اور حام بن حیم تم پر بھی سلامتی ہو پھر حام بن حیم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے قرآن کریم کی تعلیم فرمائے چنانچہ روایت میں آتا ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو قرآن کریم کی تعلیم فرمائی اور اس کو دس سورتیں یاد کروائیں جن میں سورہ واقعہ،
سورہ عمایتسالون، سورہ شمس، سورہ الکافرون، سورہ اخلاص، سورہ الفلق، سورہ الناس وغیرہ۔
صحابہ کرام نے فرمایا کے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا تو ہم نے کبھی دوبارہ حام بن حیم کو نہیں دیکھا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات میں وہ اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ ۳۸۵؎

مندرجہ بالا آیات کے مطالعے سے ہمیں یہ معلوم ہوا کے جنات کے گروہ نے جب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن کریم کی تلاوت کرتے سنا تو انھوں نے اپنی قوم میں جا کر اس الہامی کلام کی تصدیق کی اور انھیں یہ بتایا کے یہ کتاب پچھلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے جو ہماری رہنمائی کے لئے بھیجی گئی ہے اور یہ کلام وہی ہے جو کہ اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام پر بھیجا تھا اس سے یہ معلوم ہوا کے جنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے سے پہلے حضرت موسی علیہ السلام پر اور آسمانی کتب پر ایمان لا چکے تھے۔

یہاں ایک اور قابل ذکر روایت کا حوالہ بھی ضروری ہے ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کے سامنے سورہ رحمن کی تلاوت فرمار ہے تھے جیسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب نہایت توجہ اور خاموشی سے سن رہے تھے اسی خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا! تم سے زیادہ اچھا جواب تو جنات دیتے ہیں کیونکہ جب میں ان کے سامنے یہ آیت تلاوت کرتا ہوں کے ائے جن وانس تم ہماری کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاوگے؟ تو اس کے جواب میں جنات یہ کہتے ہیں، ائے ہمارے رب! تمام تعریفیں صرف اور صرف تیرے لئے ہیں اور ہم تیری کسی نعمت کو نہیں جھٹلائیں گے۔

سورہ رحمن میں جب حوران جنت کا تذکرہ ہوا تو ارشاد خداوندی ہوا!

فِيهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ۔ ۳۸۶

ترجمہ۔ان نعمتوں کے درمیان شرمیلی نگاہوں والیاں ہوں گی جنھیں ان جنتیوں سے پہلے کسی انسان یا جن نے نہیں چھوا ہوگا۔

اس آیت کی تفسیر میں ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں! دنیا کی مومن خواتین جب داخل جنت کی جائیں گی تو وہ اس وقت نوجوان اور کنواری خوبصورت شکل وصورت کی ہوں گی اور وہ جس شخص کے بھی نکاح میں لائی جائیں گی اس مرد سے پہلے ان پر کسی دوسرے مرد یا جن نے تصرف نہیں کیا ہوگا جبکہ اس آیت کا ایک دوسرا مفہوم یہ بھی ہے کے جنت میں نیک انسانوں کی طرح نیک جنات بھی داخل کئے جائیں گے اور جنی خواتین بھی نئے سرے سے کنواری پیدا کی جائیں گی جنھیں اس جن سے پہلے کسی نے ہاتھ نہ لگایا ہوگا یعنی دونوں انسان اور جنات کی رفاقت کے لئے انھی کی جنس سے وہاں ان کے ہم جنس موجود ہوں گے جو سب کی سب نہایت حیاء دار اور اچھوتی ہوں گی۔ ۳۸۷

معتبر روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کے اس واقعہ کے بعد مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جنات کے پے در پے وفود آنا شروع ہوگئے جن کا تعلق مختلف قبائل اور علاقوں سے تھا اور مختلف روایات کو سامنے رکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کے ان کی تعداد اندازاً چھ کے قریب تھی۔ اسی

حوالے سے حضرت بلال بن حارثؓ فرماتے ہیں! ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں شریک تھے پھر ہم نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے کچھ دور تشریف لے گئے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کے میں نے شور کی آواز سنی جیسے کچھ لوگ لڑ رہے ہوں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ شور کیسا ہے؟ جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مومن اور مشرک جنات آپس میں مکانات کے بارے میں جھگڑ رہے تھے تو میں نے مومن جنات کو بستیوں اور پہاڑ کی چوٹیوں پر رہنے کے لئے کہا جبکہ مشرک جنات کو وادیوں اور جزیروں میں رہنے کے لئے حکم دیا۔۳۸۸؎

جنات اور انسانوں کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يٰمَعۡشَرَ الۡجِنِّ وَ الۡاِنۡسِ اِنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ اَنۡ تَنۡفُذُوۡا مِنۡ اَقۡطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ فَانۡفُذُوۡا لَا تَنۡفُذُوۡنَ اِلَّا بِسُلۡطٰنٍ فَبِاَىِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ۔۳۸۹

ترجمہ۔اے جنات اور انسانوں کے گروہو! اگر تم یہ طاقت رکھتے ہو کے آسمانوں اور زمینوں کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ تم جہاں بھی جاؤ اس کی سلطنت ہے سو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

وَ اِذۡ صَرَفۡنَاۤ اِلَيۡكَ نَفَرًا مِّنَ الۡجِنِّ يَسۡتَمِعُوۡنَ الۡقُرۡاٰنَ‌ۚ فَلَمَّا حَضَرُوۡهُ قَالُوۡۤا اَنۡصِتُوۡا‌ۚ فَلَمَّا قُضِىَ وَلَّوۡا اِلٰى قَوۡمِهِمۡ مُّنۡذِرِيۡنَ۔۳۹۰

ترجمہ۔جب ہم نے آپ کی طرف جنات کی ایک جماعت کو پھیر دیا جو قرآن سننے لگے، سو جب یہ لوگ قرآن کے پاس حاضر ہوئے تو کہنے لگے کے چپ رہو پھر جب قرآن پڑھا جا چکا تو اپنی قوم کی طرف ڈرانے والے بن کر چلے گئے۔

وَ كَذٰلِكَ جَعَلۡنَا لِكُلِّ نَبِىٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيۡنَ الۡاِنۡسِ وَالۡجِنِّ۔۳۹۱

ترجمہ۔ہم نے ہر نبی کے لئے دشمن مقرر کر دیئے ہیں جو شیاطین، انسانوں اور جنات میں سے ہیں۔

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ۔ ۳۹۲

ترجمہ۔ ہم نے انسانوں اور جنات میں سے اکثر کو دوزخ کے لئے پیدا کیا ہے۔

لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔ ۳۹۳

ترجمہ۔ میں ضرور انسانوں اور جنات کو دوزخ میں بھر دوں گا۔

جنات اکثر سانپوں کی شکل میں نمودار ہوتے ہیں۔ اس حوالے سے ایک حدیث ہے!

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مدینے میں جنات کی ایک جماعت اسلام لاچکی ہے اگر تم نے ان سانپوں میں سے کسی کو گھروں میں رہتے ہوئے دیکھا تو ان کو تین دفعہ نکلنے کے لئے خبردار کرو اگر اس کے بعد بھی وہ سانپ نظر آئے تو اس کو ماردو کیونکہ وہ شیطان ہے۔ ۳۹۴

حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر البدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھروں میں رہنے والے سانپوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ۳۹۵

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! گھروں میں جنات سانپوں کی شکل میں رہتے ہیں اگر تم ان میں سے کسی کو دیکھو تو اس کو تین دفعہ ڈراؤ اگر وہ نکل جائے تو فبہاء ورنہ اس کو قتل کردو کیونکہ وہ کافر ہے۔ ۳۹۶

ضحاک کے مطابق! جن الجان کی اولادیں ہیں اور یہ شیطان نہیں ہیں ان پر بھی موت وارد ہوتی ہے ان میں سے کچھ مومن اور کچھ کافر بھی ہوتے ہیں۔

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مدینہ میں جنات کی ایک جماعت اسلام لاچکی ہے اگر تم ان سانپوں میں سے کسی کو گھروں میں رہتے ہوئے دیکھا تو اس کو تین دفعہ نکلنے کے لئے خبردار کرو اگر اس کے بعد بھی وہ سانپ نظر آئے تو اس کو ماردو کیونکہ وہ شیطان ہے۔ ۳۹۷

سات آسمان اور زمین کی تخلیق:

زمین اور آسمان کی تخلیق سے متعلق ارشادات خداوندی ہیں!

وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ وَ یَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ
وَ مَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا وَ لَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَ لَا
رَطْبٍ وَّ لَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ۔ ۳۹۸

ترجمہ۔سب غیب کی کنجیاں (اللہ) کے پاس ہیں جنھیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا بحر و بر میں جو کچھ ہے وہ سب سے واقف ہے درخت سے گرنے والا کوئی پتا ایسا نہیں جس کا علم اس کو نہ ہو۔ زمین کے تاریک پردوں میں کوئی ایسا دانہ نہیں جس سے وہ باخبر نہ ہو خشک وتر سب ایک کھلی کتاب (کتاب المبین) میں لکھا ہوا ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ۔ ۳۹۹

ترجمہ۔وہ اللہ ہی ہے جس نے سات آسمانوں کو پیدا کیا اور اتنی ہی زمینوں کو پیدا کیا۔

علامہ عصام الدین اسماعیل بن محمد الحنفی (متوفی ۱۱۹۵ھ) لکھتے ہیں کے یہ سات زمینیں ہیں جو ایک دوسرے کے اوپر منطبق ہیں اور ہر دو زمینوں کے درمیان ۵۰۰ سال کی مسافت ہے اور زمین کی موٹائی بھی ۵۰۰ سال کی مسافت ہے اور آسمانوں کی مسافت اور ان کی موٹائی بھی اسی طرح ہے اور ہر زمین میں اللہ کی مخلوق رہتی ہے یا فرشتے اور جن رہتے ہیں الماوردی نے کہا کے اس بناء پر اسلام کی تبلیغ صرف اوپر والی زمین کے ساتھ خاص ہے۔ ۴۰۰

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب بیٹھے ہوئے تھے اس وقت ان کے سروں پر سے ایک بادل گزرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا کے کیا تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ صحابہ نے کہا، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر جانتے ہیں کے یہ کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ بادل ہے اور یہ زمین کے کونے ہیں، اللہ تعالی اس بادل کو اس قوم کی طرف بھیج رہا ہے جو شکر نہیں کرتی اور نہ ہی اس کو پکارتی ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کے کیا تم جانتے ہو کے تمھارے اوپر کیا ہے؟ صحابہ کرام نے کہا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ بہتر جانتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ پہلا آسمان ہے یہ محفوظ چھت ہے اور موج مکفوف ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیا تم جانتے ہو تمھارے درمیان اور اس آسمان کے درمیان کتنی

مسافت ہے؟ صحابہ کرام نے کہا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ بہتر جانتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تمھارے درمیان اور اس آسمان کے درمیان ۵۰۰ سالوں کی مسافت ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا! کیا تم جانتے ہو اس آسمان کے اوپر کیا ہے؟ صحابہ کرام نے کہا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ بہتر جانتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس کے اوپر دو آسمان ہیں اور ان کے درمیان ۵۰۰ سالوں کی مسافت ہے حتیٰ کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات آسمانوں کو گنا اور ہر دو آسمانوں کے درمیان اتنی ہی مسافت ہے جتنی آسمان اور زمین کے درمیان مسافت ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا! کیا تم جانتے ہو، اس کے اوپر کیا ہے؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا! اس کے اوپر عرش ہے اور اس کے اور آسمان کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا دو آسمانوں کے درمیان ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر پوچھا! کیا تم جانتے ہو تمھارے نیچے کیا ہے؟ تو صحابہ نے کہا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ بہتر جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ زمین ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیا تم جانتے ہو اس زمین کے نیچے کیا ہے؟ صحابہ نے کہا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ بہتر جانتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس کے نیچے ایک اور زمین ہے اور ان دو زمینوں کے درمیان ۵۰۰ سالوں کی مسافت ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم کسی شخص کو زمین سے باندھ کر سب سے نچلی زمین تک لٹکا دو تو وہ اللہ پر گرے گا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی!

هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ ۚ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۔۴۰۱ فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَ اَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ۔۴۰۲

ترجمہ۔ دو دن میں سات آسمان بنا دیئے گئے اور ہر آسمان میں اس کا قانون وحی کر دیا گیا۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ ۔۴۰۳

ترجمہ۔ اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان خلق فرمائے اور ان ہی کی طرح زمین پیدا کی جن کے

درمیان ہمارا حکم (وحی) اترتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ۔ ۴۰۴؎

(طلاق۔ ۱۲) کی تفسیر میں روایت کیا ہے کے یہ سات زمینیں ہیں اور ہر زمین تمھارے نبی کے مثل ایک نبی ہے اور آدم کی مثل آدم ہیں اور نوح کے مثل نوح ہیں اور ابراہیم کی مثل ابراہیم ہیں اور عیسیٰ کی مثل عیسیٰ ہیں۔ ۴۰۵؎

اسی طرح سے اللہ تعالی نے دریا، سمندر اور کشتیاں بھی انسانوں کے لئے مسخر فرمادیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۔ ۴۰۶

ترجمہ۔ اللہ نے سمندر کو تمھارے لئے مسخر کردیا تا کہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں چلیں اور تم اس کا فضل (روزی) تلاش کرو اور شکر ادا کرو۔

پھلوں اور پودوں کی تخلیق:

ماہرین نباتات اور سائنسدانوں نے اب تک تقریباً دولاکھ ساٹھ ہزار سے زائد مختلف درختوں اور پودوں کی اقسام کو دریافت کیا ہے جس میں (کائی، فرن، مختلف جڑی بوٹیاں اور درخت) شامل ہیں۔ اس حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ۔ ۴۰۷

ترجمہ۔ ہم نے (زمین) میں ہر قسم کی موزوں چیز کو اگایا۔

فَاَخْرَجْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ۔ ۴۰۸

ترجمہ۔ ہم نے (زمین) میں مختلف اقسام کے نباتات پیدا کئے۔

درخت واشجار عقل وشعور رکھتے ہیں اور ہمہ وقت اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں:

کائنات میں جتنے بھی ذی روح ہیں وہ سب کے سب عقل وشعور اور حسیات رکھتے ہیں جبکہ ان کے

یہاں بھی نظام تولید، خاندان، اولادیں، عزیز واقارب، خوشی غمی، اظہار خیال، محبت، نفرت، عمر، موت زندگی، دکھ، بیماری، بھوک پیاس اور اچھی یا بری تقدیر ہوتی ہے تاہم ان سے ہمارا رشتہ بہت قدیم ہے جب بنی نوع انسان کے جد اعلیٰ آدم وحوا جنت کے مکین تھے تو یہ درخت اور اشجار اس وقت بھی وہاں موجود تھے پھر جب انسان نے اس زمین پر قدم رکھا تو یہ درخت پیدائش سے لے کر موت تک انسان کے ساتھ ساتھ رہے جبکہ مرنے کے بعد بھی اگر یہ قبر کے سرہانے موجود ہیں یا پھر صاحب قبر نے اپنی زندگی میں کوئی درخت یا پودا لگایا ہے تو وہ جب تک دنیا میں موجود رہے گا اس کا ثواب اسے مرنے کے بعد قبر میں اور اگلی دنیا میں بھی مسلسل ملتا رہے گا۔

درختوں کی عبادات اور سجدہ:

درخت بھی اپنے خلاق و مالک کو پہچانتے ہیں اور اس کی مسلسل حمد وثناء اور تسبیح بیان کرتے ہیں جبکہ صبح وشام وہ اللہ کو سجدہ بھی کرتے ہیں۔قرآن کریم میں درخت اور اشجار اللہ کی بندگی اور عبادات کرتے ہیں اور اس کی جانب اشارہ کرتے ہوئے۔ارشادات خداوندی ہیں!

وَّ النَّجۡمُ وَ الشَّجَرُ یَسۡجُدٰنِ۔ [409]

ترجمہ۔ستارے اور درخت دونوں اللہ کو سجدہ کرتے ہیں۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبۡعُ وَ الۡاَرۡضُ وَ مَنۡ فِیۡهِنَّ ؕ وَ اِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمۡدِهٖ وَ لٰکِنۡ لَّا تَفۡقَهُوۡنَ تَسۡبِیۡحَهُمۡ ؕ اِنَّهٗ کَانَ حَلِیۡمًا غَفُوۡرًا۔ [410]

ترجمہ۔سات آسمان اور زمینیں اور جو کچھ ان میں موجود ہے وہ اللہ کی حمد وثناء کرتی ہیں لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے ہو، بے شک وہ حلیم ہے غفور ہے۔

دوسری دنیا میں بھی درخت انسانوں کے اعمال کے مطابق ان کے ساتھ ہوں گے۔

اسی حوالے سے اللہ تعالی اپنے نیک بندوں کو یہ نوید سنا رہے ہیں نیک اور پاکیزہ کردار لوگوں کے لئے جنت میں خوبصورت باغات ہوں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اور یہ صلہ ہے پرہیزگاروں کے اعمال کا جس کے نتیجے میں اللہ انھیں ان عظیم نعمتوں سے سرفراز فرمائیں گے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِیۡ رَوۡضٰتِ الۡجَنّٰتِ ۚ لَہُمۡ مَّا یَشَآءُوۡنَ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ ۔ ۴۱۱

ترجمہ۔ جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کئے وہ جنت کے باغوں کے سبزہ زار میں ہوں گے۔

جَزَآؤُہُمۡ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ جَنّٰتُ عَدۡنٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ ؕ ذٰلِکَ لِمَنۡ خَشِیَ رَبَّہٗ ۔ ۴۱۲

ترجمہ۔ (نیک لوگوں) کا اجر ان کے پروردگار کے یہاں ایسے باغات کی (صورت) میں ہوگا جن کے درختوں کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ تعالیٰ ان سے خوش رہے گا اور وہ اللہ سے خوش رہیں گے یہ اس شخص کے لیے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے۔

قُلۡ اِنَّ الۡاَوَّلِیۡنَ وَ الۡاٰخِرِیۡنَ لَمَجۡمُوۡعُوۡنَ ۬ۙ اِلٰی مِیۡقَاتِ یَوۡمٍ مَّعۡلُوۡمٍ ثُمَّ اِنَّکُمۡ اَیُّہَا الضَّآلُّوۡنَ الۡمُکَذِّبُوۡنَ لَاٰکِلُوۡنَ مِنۡ شَجَرٍ مِّنۡ زَقُّوۡمٍ فَمَالِـُٔوۡنَ مِنۡہَا الۡبُطُوۡنَ فَشٰرِبُوۡنَ عَلَیۡہِ مِنَ الۡحَمِیۡمِ فَشٰرِبُوۡنَ شُرۡبَ الۡہِیۡمِ ہٰذَا نُزُلُہُمۡ یَوۡمَ الدِّیۡنِ ۔ ۴۱۳

ترجمہ۔ آپ کہہ دیجئے کہ سب اگلے اور پچھلے، جمع کیے جائیں گے ایک معین دن پر، پھر تم کو اے گمراہو! جھٹلانے والو! درخت زقوم سے کھانا ہوگا، سو اس سے پیٹ بھرنا ہوگا، پھر اس پر کھولتا ہوا پانی پینا ہوگا، پھر پینا بھی پیاسے اونٹوں کی طرح ہوگا، ان لوگوں کی قیامت کے روز یہ دعوت ہوگی۔

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوۡمِ طَعَامُ الۡاَثِیۡمِ ۔ ۴۱۴

ترجمہ۔ بے شک گناہ گاروں کو سینڈھ کا درخت کھانا ہے۔

سینڈھ کا درخت:

اَذٰلِکَ خَیۡرٌ نُّزُلًا اَمۡ شَجَرَۃُ الزَّقُّوۡمِ اِنَّا جَعَلۡنٰہَا فِتۡنَۃً لِّلظّٰلِمِیۡنَ اِنَّہَا

شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ
فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا
لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِ۟لَى الْجَحِيْمِ ۔٤١٥

ترجمہ۔کیا ضیافت کے اعتبار سے یہ بہتر ہے یا زقوم کا درخت، بیشک ہم نے اس درخت کو ظالموں کے لیے فتنہ بنایا ہے، بلاشبہ وہ ایک درخت ہے جو دوزخ کی گہرائی میں سے نکلتا ہے، اس کے پھل ایسے ہیں جیسے سانپوں کے پھن ہوں، سو اس میں شک نہیں کہ وہ لوگ بالضرور اس میں کھائیں گے سو اس سے اپنے پیٹوں کو بھر لیں گے، پھر بلاشبہ ان کے لئے اس درخت کے اوپر سے کھولتا ہوا گرم پانی ملا کر دیا جائے گا، پھر بلاشبہ ان کا لوٹنا دوزخ کی طرف ہوگا۔

لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۔٤١٦

ترجمہ۔ان کا کھانا بجز کانٹے دار جھاڑی کے اور کچھ نہیں۔

اب جہاں تک درختوں اور اشجار کی عقل و شعور کی بات ہے تو تمام درخت اور پودے بھی عقل و شعور ،حواس اور جذبات و احساسات کے مالک ہوتے ہیں وہ اپنے رب کو جانتے اور مانتے ہیں صبح و شام اس کی حمد و ثناء بیان کرتے ہیں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی جانتے ہیں اس ضمن میں مستند دو احادیث صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مفہوم پیش کیا جا رہا ہے۔

ا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! میری رسالت کے دائرے میں کل اشیاء کائنات اور مخلوقات ہیں۔

۲۔مسجد نبوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھجور کے ایک خشک تنا (حنہ) سے ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے تاہم ایک صحابی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایک نیا منبر تعمیر کروایا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے تو وہ کھجور کا تنا جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک عرصہ تک ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے دھاڑیں مار مار کر رونے لگا جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے تسلی دی اور اسے جنت میں اپنے قرب کی بشارت بھی دی یہ سن کر وہ تنا خاموش ہوگیا بعد ازاں اسے دفن کر دیا گیا۔ ۴۱۷ے

درختوں کا نظام تولید، خاندان، اولادیں اور عزیز و اقارب:

اللہ تعالیٰ نے کائنات میں ہر شے کا جوڑا پیدا فرمایا ہے جس کی وجہ سے افزائش نسل کا سلسلہ کامیابی سے جاری ہے درختوں میں بھی نر اور مادہ دونوں جنس پائی جاتی ہیں جبکہ ان کی Fertilization اور Polination بھی ہوتی ہے جب ہی ان کی افزائش ممکن ہے

اگرچہ کچھ پھولوں کے اندر ہی Male,Female sex organs پائے جاتے ہیں کچھ درخت کی شاخیں اور کچھ درخت تنہا Male یا Female ہوتے ہیں اگرچہ یہ حیران کن نظام فطرت ہے جو عقل انسانی کو حیران کرنے کے لئے کافی ہے انسانوں اور دیگر جانداروں کی طرح سے درختوں اور پودوں کے جوڑے اور پھر ان جوڑوں سے ان کی اولاد، خاندان، عزیز و اقارب اور دوست احباب کا ہونا اللہ کی شان کریمی ہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ هُوَ الَّذِیۡ مَدَّ الۡاَرۡضَ وَ جَعَلَ فِیۡهَا رَوَاسِیَ وَ اَنۡهٰرًا ؕ وَ مِنۡ کُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِیۡهَا زَوۡجَیۡنِ اثۡنَیۡنِ یُغۡشِی الَّیۡلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ وَ فِی الۡاَرۡضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّ جَنّٰتٌ مِّنۡ اَعۡنَابٍ وَّ زَرۡعٌ وَّ نَخِیۡلٌ صِنۡوَانٌ وَّ غَیۡرُ صِنۡوَانٍ یُّسۡقٰی بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ۟ وَ نُفَضِّلُ بَعۡضَهَا عَلٰی بَعۡضٍ فِی الۡاُکُلِ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ۔ ۴۱۸

ترجمہ۔ ہر قسم کے پھلوں میں سے دو قسم کے جوڑے پیدا کردئے وہ رات سے دن کو ڈھانپ دیتا ہے بے شک ان میں ان لوگوں کے لئے جو سوچتے ہیں قدرت کی نشانیاں ہیں اور زمین میں ایک دوسرے سے ملے ہوئے قطعے ہیں اور انگوروں کے باغ اور کھیتیاں ہیں اور دو شاخی کھجوریں ہیں ان کو ایک ہی طرح کا پانی دیا جاتا ہے اور ہم ان میں سے بعض کو بعض پر مزے میں بڑھا دیتے ہیں بے شک اس میں ان لوگوں کے لئے جو سمجھتے ہیں قدرت کی نشانیاں ہیں۔

وَمِنۡ کُلِّ شَیۡءٍ خَلَقۡنَا زَوۡجَیۡنِ لَعَلَّکُمۡ تَذَکَّرُوۡنَ۔ ۴۱۹

ترجمہ۔ ہم نے ہر شے کا جوڑا پیدا کیا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

وَّ خَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۔۴۲۰

ترجمہ۔ہم نے ہی نر اور مادہ پیدا کئے ہیں۔

وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ۔۴۲۱

ترجمہ۔اللہ نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعے مختلف نباتات کے جوڑے پیدا کئے۔

وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ ۔۴۲۲

ترجمہ۔اللہ نے ہر قسم کے پھلوں میں دو قسم کے جوڑے پیدا کر دئے ہیں۔

سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ مِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ ۔۴۲۳

ترجمہ۔پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کے جوڑے پیدا فرمائے اور اس روئیدگی سے بھی جس کو زمین اگاتی ہے۔اور ان کی جانوں سے بھی اور ان چیزوں سے بھی جنھیں وہ نہیں جانتے ہیں۔

اکثر دیکھنے میں آیا ہے کے پپیتے کا تنہا درخت پھل نہیں دیتا ہے تو باغبان اس کے قریب دوسرا پپیتے کا درخت لگاتے ہیں تو کچھ ہی دنوں کے بعد ان درختوں میں پھل لگ جاتے ہیں کیونکہ جنسی اعتبار سے اللہ تعالی نے پپیتے کے درخت کو تین جنسی اقسام میں پیدا کیا ہے یعنی Male, Female and Hermaphroiditeہیں۔

اسی طرح سے کھجور کے درخت میں بھیMale, Femaleشاخیں ہوتی ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَّ نَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّ غَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَ نُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ۔۴۲۴

ترجمہ۔اور کھجوریں دو شاخی ہیں جنھیں ایک ہی طرح کا پانی دیا جاتا ہے لیکن ہم ان میں بعض کو بعض پر مزے میں بڑھا دیتے ہیں۔

خوشی غمی کے جذبات:

درختوں میں بھی خوشی اور غمی کے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے جب اللہ کی رحمت برستی ہے تو وہ خوشی کا

اظہار کرتے ہیں اسی طرح سے عبادات، اچھی گفتگو اور مسحور کن موسیقی سے ان کی نشونما اچھی جبکہ شور شرابا، غم وغصہ، فضائی آلودگی یا نفرت کے جذبات سے ان کی نشونما کی رفتار سست ہوجاتی ہے تاہم اکثر ان حالات میں ان کی موت بھی واقع ہوجاتی ہے۔

اظہار خیال:

میلوں دور رہنے والے درختوں اور پودوں میں باقاعدہ اظہار اور تبادلہ خیال ہوتا ہے اور ان کے پیغامات ایک دوسرے تک انا کی لہروں کے ذریعے پہنچتے ہیں کیونکہ انا کی لہریں روشنی کی رفتار سے کہیں زیادہ تیز تر ہوتی ہیں اسی وجہ سے ماہرین یہ کہتے ہیں کے انا کی رفتار ایک سیکنڈ میں اس دنیا کے گرد آٹھ بار اپنا چکر مکمل کر لیتی ہے چنانچہ انھی انا کی لہروں کے ذریعے تمام جاندار سمیت پودے بھی آپس میں جڑے اور ملے ہیں کیونکہ انا کی یہ لہریں اس قدر تیز رفتار ہیں کہ زمانی اور مکانی فاصلے ان کی مکمل گرفت میں ہوتے ہیں کیونکہ یہ لاتناہیت میں بیک وقت ہر جگہ موجود ہوتی ہیں لہٰذا انھی انا کی لہروں کی ہمہ وقت کائناتی دور کی وجہ سے تمام مخلوقات سمیت درخت بھی باہم ایک دوسرے سے جڑے ہیں اور ایک دوسرے کا حال احوال اور خیر خیریت معلوم کرتے رہتے ہیں باالفاظ دیگر چونکہ تمام کائنات میں ایک ہی شعور کارفرما ہے اور اس کے غیب وشہود کی ہر لہر دوسری لہر کے معانی کو بخوبی جانتی اور سمجھتی ہے چنانچہ اب یہ لہریں چاہے کائنات کے انتہائی اطراف میں ہی کیوں نہ واقع ہوں وہ بہر حال ایک دوسرے سے متصل اور وابستہ ہیں۔

اسرائیل کی ایک حالیہ تحقیق میں یہ ثابت کیا گیا ہے! اگر پودوں پر تشدد کیا جائے، انھیں کاٹا جائے یا انھیں پانی نا دیا جائے تو وہ روتے ہیں اور بعض اوقات وہ شدت غم سے چیختے اور چلاتے بھی ہیں اس سلسلے میں سائنس دانوں نے کئی حساس آلات کی مدد سے پودوں کے دکھ اور غم کی آوازیں ریکارڈ کی ہیں۔

محبت اور نفرت:

پودے ایک دوسرے سے محبت بھی کرتے ہیں اور بسا اوقات اپنے ساتھ پودے یا درخت کے

کٹ جانے یا مر جانے کے سبب شدید دکھ میں مبتلا ہو کر خود بھی مر جاتے ہیں جبکہ یہ بات تجربات سے بھی ثابت ہے کے جب ایک ہرے بھرے درخت کو کاٹ دیا گیا تو اس کے برابر میں موجود دوسرا درخت بھی کچھ عرصہ کے بعد مرجھا کر مر گیا۔

موت زندگی:

جس طرح سے کائنات کی ہر شے فانی ہے بالکل اسی طرح سے درختوں کی موت وحیات بھی اللہ کے یہاں مقرر ہے چنانچہ درخت اور پودے پیدا بھی ہوتے ہیں اور مر بھی جاتے ہیں جبکہ ان میں سے کچھ بہت طویل العمر بھی ہوتے ہیں اور ہزاروں برس کی زندگی گزارتے ہیں جبکہ کچھ مختصر زندگی کے ساتھ دنیا میں آتے ہیں ان میں سے کچھ کو ناگہانی اموات یا حادثات کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے مثلاً سیلاب، طوفان، شدید بارشیں، جنگلات کی کٹائی یا کسی بھی وجہ سے انھیں اگر جڑ سے کاٹنا پڑ جائے تو گویا ان کی مکمل موت واقع ہوگئی لیکن بسا اوقات ان کی جڑیں موجود رہتی ہیں اور وہ دوبارہ پھل پھول جاتے ہیں۔

اولادیں:

انسانوں اور جانوروں کی طرح درختوں اور پودوں کی بھی اولادیں، والدین، بہن بھائی، خاندان اور رشتے داریاں ہوتی ہیں۔

دکھ بیماری:

انسانوں اور جانوروں کی طرح پودے، درخت، فصلیں، باغات اور کھیت کھلیان بھی بیمار پڑ جاتے ہیں جب ہی ماہرین نباتات کسانوں کو اچھی فصلوں کے لئے عمدہ بیج کھاد اور کیڑے مکوڑوں سے حفاظت کے لئے اسپرے کا مشورہ دیتے ہیں اگرچہ یہ بیماریاں زمانہ قدیم سے ہی درختوں کو لاحق ہیں لیکن ہر دور میں ان کے علاج اور معالجہ کے طریقہ کار میں فرق ہوتا ہے جبکہ اس مقصد کے لئے زرعی یونیورسٹیز اور ادارے ہیں جہاں عمدہ فصلوں باغات اور درختوں کی پیداوار، نشونما اور انھیں مختلف بیماریوں سے بچانے کے لئے تحقیقی کام مسلسل جاری ہے تاہم یہ بات زیادہ عرصہ پرانی

نہیں ہے ککڑی اور کھیرے کڑوے اور ترش ہوا کرتے تھے لیکن اب شاذ و نادر ہی ایسا ہوتا ہے اسی طرح سے کچھ پھل اور سبزیاں خاص موسم میں ہی نظر آتی تھیں لیکن اب ان میں سے کئی سارا سال دستیاب ہیں یعنی زراعت کے میدان میں بدستور تحقیق کی وجہ سے ایسا ممکن ہوسکا لیکن یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ ہم اب بھی دنیا میں زرعی ترقی اور تحقیق میں بہت زیادہ پیچھے ہیں اور آج بھی ہمارے یہاں قدیم طرز زراعت رائج ہے۔

بھوک پیاس:

تمام ذی روح کے ساتھ بھوک اور پیاس کے تقاضے بھی لازم وملزوم ہیں چنانچہ درخت اور پودوں کو بھی خوراک کی ضرورت ہوتی ہے اور قدرت نے ان کی بھوک اور پیاس کی سیرابی کا نہایت منظم نظام قائم کیا ہے یعنی وہ دھوپ، ہوا میں موجود گیسز اور پانی میں موجود نمی اور منرلز سے اپنی غذائی ضروریات کو پورا کرتے ہیں اور صحت مند، توانا اور خوش رہتے ہیں۔

اچھی یا بری تقدیر:

تمام ذی روح کی طرح درختوں کی تقدیر بھی اللہ کے یہاں مرتب ہے ان کی عمر کیا ہوگی، وہ کس خاندان سے تعلق رکھتے ہیں، ان کی پیدائش اور موت، ان کا رزق، دوست احباب، اولادیں، خوشی غمی، ان میں موجود مختلف بیماریوں کے علاج، خود ان کے اندر موجود پھلوں، پتوں، بیجوں اور جڑوں میں کس کس انسان، جانور، پرندے اور کیڑے مکوڑوں کا رزق اور دوا موجود ہے اور پھر ان کی اگلی منازل کیا ہیں؟ کس درخت کو کسی کے گھر کی تعمیر، فرنیچر، کپڑے، آرائشی اشیاء، مسجد، منبر، مندر، گرجا، اسکول، اسپتال یا آفس کا حصہ بننا ہے یہ سب اللہ کی کتاب میں درج ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ لَا حَبَّةٍ فِیۡ ظُلُمٰتِ الۡاَرۡضِ وَ لَا رَطۡبٍ وَّ لَا یَابِسٍ اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ۔ ۴۲۵

ترجمہ۔ زمین کی تہہ میں جو دانہ ہے اور تمام خشک وتر سب ایک واضح کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

پھلوں، سبزیوں، گرم مصالحوں اور ڈرائی فروٹس کی دیدہ زیب پیکنگ:

قدرت کا نظام نہایت مستحکم، منظم اور مرتب ہے جو ہر قسم کے عیب سے پاک ہیا وراس کی تخلیق میں کوئی کمی یا عیب نہیں ہے یعنی کائنات میں اگر بار بار بھی نظر دوڑاؤ تو کوئی معمولی سا عیب تلاش نہ کر پاؤ گے جب پھلوں، سبزیوں، خشک مصالحہ جات اور ڈرائی فروٹس کے تجزیے سے یہ حیران کن عقدہ کھلا کے اللہ تعالی نے ان کی کیمیکل اور فزیکل خصوصیات کو مدنظر رکھتے ہوئے انھیں دیدہ زیب پیکنگ میں نہایت نفاست اور احتیاط سے پیک کر کے ہمیں دیا ہے یعنی اگر انار کو چھیل لیں تو وہ جلدی ہی خراب ہو جائے گا لیکن اگر وہ اپنے موٹے اور اندر سے نرم چھلکے میں پیک ہے تو کئی دن تک اپنی اصلی حالت میں رہتا ہے لیکن نازکی کے اعتبار سے انار ایک ایسا پھل ہے جس میں وٹامنز، منرلز، رس اور غذائی ریشہ بکثرت موجود ہے لیکن چھلا ہوا انار اگر کمرے کے درجہ حرارت میں رہے تو بہت جلد خراب ہو جائے گا لیکن اپنی منفرد پیکینگ اور مناسب درجہ حرارت میں وہ کئی مہینوں تک قابل استعمال رہتا ہے بالکل اسی طرح سے سیب، کیلے، آم، پپیتا، چیکو، گنا، انناس، لیچی، ناریل، اخروٹ، بادام، پستے، چلغوزے، خوبانی، سات مغز پیاز، آلو، مٹر، لوکی، توری، ٹینڈے، اروی لہسن، ادرک اور دیگر پھلیاں جبکہ خشک مصالہ جات میں جائفل، جاوتری، دھنیا، زیرہ، مرچیں اور دیگر شامل ہیں تاہم انڈوں کی حفاظت کے لئے بھی قدرت نے نہایت نفیس پیکینگ کا انتخاب کیا ہے جس میں انڈے اپنی تمام تر غذائیت کے ساتھ ایک عرصہ دراز تک محفوظ حالت میں رہتے ہیں لیکن اگر انھیں پکانے کے لئے ان کے چھلکوں سے نکال دیا جائے تو پھر وہ بہت جلد خراب ہو جاتے ہیں اگرچہ یہ قدرت کا نہایت خصوصی احسان ہے جو تمام جانداروں پر یکساں جاری ہے جبکہ اس نظام کے در پردہ بے شمار حکمتیں ہیں یعنی اس پھل، سبزی یا خشک میوے کی غذائیت، اس کے اندر موجود تمام وٹامنز، منرلز اور قدرتی ریشوں کی حفاظت اور افادیت کو انتہائی محفوظ حالت میں سنبھال کر رکھ دیا گیا تا کہ اس کی تازگی اور لذت برقرار رہ سکے اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

نُّخۡرِجُ مِنۡهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۔۴۲۶

ترجمہ۔ہم تہہ بہ تہہ چڑھے ہوئے دانے نکالتے ہیں

اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَ يَنْعِهٖ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۔۴۲۷

ترجمہ۔پھل اوراس کے پکنے کی طرف دیکھو بے شک اس میں ایمان والوں کے لئے قدرت کی نشانیاں ہیں۔

فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ۔۴۲۸

ترجمہ۔ہم نے زمین میں ہر قسم کی نفیس چیزیں اگائیں۔

نوع حیوانات، چرند، پرند اور حشرات الارض:

ماہرین حیوانات کے مطابق کرہ ارض پر جانوروں کی ابتداء ایک ارب سال قبل ہوچکی تھی لیکن ان جانوروں کے فوسل کا باقاعدہ ریکارڈ موجود نہیں تاہم سائنسدانوں نے کچھ ایسے آثار دریافت کئے ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس قدیم ترین دور میں بھی کرہ ارض پر زندگی کے آثار موجود تھے۔

ماہرین نے ارضیاتی وقت یعنی Geological Time Scale کو چھ زمانوں میں تقسیم کیا ہے جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ایوزوئک دور(Eozoic)یہ دور ایک ارب ۷۵ کروڑ سال قبل کا ہے۔

۲۔آرکیوزوئک دور(Archeozoic)یہ دور ۵۰ کروڑ سال قبل کا مانا جاتا ہے۔

۳۔پروٹیروزوئک دور(Proterozoic)یہ دور بھی ۵۰ کروڑ سال قبل کا ہے۔

۴۔پیلوزوئک دور(Paleozoic)یہ دور یہ دور ۵۵ کروڑ سال قبل کا ہے۔

۵۔میسوزوئک دور(Mesozoic)یہ دور ۲۰ کروڑ سال قبل کا ہے۔

۶۔سینوزوئک دور(Cenozoic)اوراس دور کو چھ کروڑ سال قبل کا مانا جاتا ہے۔

برفانی ادوار اور ارضیاتی زمانوں کے درمیان قریبی تعلق موجود ہے جبکہ دنیا کی تاریخ میں اب تک پانچ برفانی ادوار گزر چکے ہیں اوران میں سے ہر ایک برفانی دور ایک ارضیاتی زمانے کے اختتام پر

آیا ہے پہلے برفانی دور نے آرکیوزوئک عہد کا اختتام کیا دوسرے برفانی دور نے پروٹیروزوئک، تیسرے نے پیلوزوئک، چوتھے نے میسوزوئک جبکہ پانچویں عظیم برفانی دور نے سینوزوئک عہد کے اختتام کا طبل بجایا۔

ایوزوئک دور/Eozoic Era:

ا۔ایوزوئک دور(Eozoic) یہ دور ایک ارب ۷۵ کروڑ سال قبل کا ہے۔سائنس دانوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کے اربوں سال قبل بھی زمین پر زندگی کے آثار موجود تھے،امریکی سائنسدانوں کی ایک ٹیم نے اپنی دس سالہ تحقیق کے بعد اس بات کی تصدیق کی ہے کے زمین پر تین ارب نوے کروڑ برس قبل بھی زندگی کے آثار موجود تھے یہ تحقیق آسٹریلیا سے ملنے والے چٹانی پتھروں پر کی گئی ہے۔

سائنس دانوں کا یہ بھی کہنا ہے کے ان پتھروں میں پائے جانے والے آثار انسانی جسم پر اگنے والے بال سے بھی زیادہ باریک ہیں لیکن ان سائنس دانوں کی دس سالہ تحقیق کے نتیجے میں یہ بات ثابت ہوئی کے تقریباً چار ارب سال قبل بھی زمین پر ابتدائی زندگی کے آثار موجود تھے۔۴۲۹؎

میسوزوئک دور/Mesozoic Era:

۵۔میسوزوئک دور(Mesozoic) یہ دور ۲۰ کروڑ سال قبل کا ہے۔

ایک حالیہ تحقیق کے مطابق! سائندانوں کو جنوبی انگلینڈ میں انسان سمیت آج تک کے وجود رکھنے والے زیادہ تر ممالیہ کی قدیم ترین باقیات ملی ہیں جن میں چوہوں کی ایک قسم جو کے اب دنیا سے ناپید ہو چکی ہیں جبکہ اور کئی ممالیہ بھی اس میں شامل ہیں تاہم ماہرین کا یہ کہنا ہے کے بلاشبہ ان قدیم باقیات سے انسان کا سلسلہ بھی ملتا ہے جبکہ یہ قدیم باقیات اندازاً ساڑھے چودہ کروڑ سال قدیم ہیں۔

پورٹس ماؤتھ یونیورسٹی کے سائنس دان ڈاکٹر سٹیو سوئٹ مین کا یہ کہنا ہے کے ہمیں جراسک ساحل

سے چوہے کی قسم کے ایک جانور سے ملتی جلتی جو باقیات دستیاب ہوئی ہیں وہ اب تک ہمارے اجداد کی قدیم ترین باقیات میں سے ایک ہیں۔ ۴۳۰؎

سائنسدانوں نے حیوانی سلطنت کو اندازاً ۳۰ گروہوں میں تقسیم کیا ہے جن کو Phylum کہا جاتا ہے ان میں سے کچھ جانور سرد خون اور کچھ گرم خون کی خصوصیات لئے ہوئے ہیں حیوانات کی انھی بے شمار خوبیوں اور بنی نوع انسانی کی آسانی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ بَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ۪ وَّ تَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَ السَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ۔

ترجمہ۔(اللہ نے) آسمان اور زمین کے درمیان ہر قسم کے جانوروں کو پھیلایا، یہ نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو سمجھ رکھتے ہیں۔۔ ۴۳۱؎

وَ الْاَنْعَامَ خَلَقَهَا١ۚ لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّ مَنَافِعُ وَ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ وَ لَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَ حِيْنَ تَسْرَحُوْنَ وَ تَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ وَّ الْخَيْلَ وَ الْبِغَالَ وَ الْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَ زِيْنَةً١ؕ وَ يَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔ ۴۳۲

ترجمہ۔(اللہ نے) جانوروں کو تمھارے لئے پیدا کیا۔(ان کی کھالوں اور بالوں) میں گرمی اور بہت نفع ہے ان میں سے بعض کو تم کھاتے ہو ان میں تمھارے لئے جمال ہے جب تم شام کو چرا کر لاتے ہو اور صبح کو چرانے لے جاتے ہو یہ شہروں تک تمھارا بوجھ اٹھا لے جاتے ہیں جن تک تم بغیر ادھ مرا ہوئے نہیں پہنچ سکتے تھے بے شک تمھارا پروردگار شفیق اور مہربان ہے ہم نے گھوڑے، خچر اور گدھے پیدا کئے تا کہ تم ان پر سواری کرو اور یہ تمھارے لئے زینت بھی ہیں، اور وہ پیدا فرماتا ہے جو تم نہیں جانتے۔

وَ اِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً١ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ

فَرْثٍ وَّ دَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ۔

ترجمہ۔ بے شک تمھارے لئے حیوانات میں عبرت کا مقام ہے ہم تم کو اس چیز میں سے جو ان کے پیٹوں میں بھرا ہے گوبر اور خون کے درمیان میں سے خالص دودھ نکال کر پلاتے ہیں جو پینے والوں کے حلق سے آسانی سے اتر جاتا ہے۔ ۴۳۳ ؎

وَ اللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّ جَعَلَ لَكُمْ سَرَابِیْلَ تَقِیْكُمُ الْحَرَّ وَ سَرَابِیْلَ تَقِیْكُمْ بَاْسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ یُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ۔ ۴۳۴

ترجمہ۔ اللہ نے جو کچھ پیدا فرمایا ہے ان میں بعض چیزیں ایسی ہیں جو سایہ والی ہیں اور اس نے تمہارے لئے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہیں بنائی اور تمہارے لئے کرتے بنائے جو تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں اور ایسے کرتے بنائے جو لڑائی سے تمہاری حفاظت کرتے ہیں اللہ تم پر ایسے ہی اپنی نعمت پوری فرماتا ہے تاکہ تم فرماں بردار بنو۔

وَ اللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ عَلٰی بَطْنِهٖ ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ عَلٰی رِجْلَیْنِ ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ عَلٰۤی اَرْبَعٍ ؕ یَخْلُقُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ ۴۳۵

ترجمہ۔ اللہ نے ہر جاندار کو پانی سے پیدا کیا ہے، ان میں سے کوئی پیٹ کے بل، کوئی دو پیروں پر اور کوئی چار پیروں پر چلتے ہیں، بے شک اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ اَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِیَةَ اَزْوَاجٍ۔ ۴۳۶

ترجمہ۔ اللہ نے تمھارے چوپایوں میں سے آٹھ جوڑے اتارے ہیں۔

اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ كَیْفَ خُلِقَتْ۔ ۴۳۷

ترجمہ۔ کیا وہ اونٹ کی طرف نہیں دیکھتے ؟ (کیسا عجیب اور نافع) ہے۔

وَ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔ ۴۳۸

ترجمہ۔ہم نے ہر شے کا جوڑا پیدا کیا ہے تا کہ تم نصیحت پکڑو۔
مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالی بنی نوع انسانیت پر اپنے فضل وکرم اور نعمتوں کو بیان کرر ہے ہیں جو اللہ نے انسان کو جانوروں اور چوپایوں کی صورت میں عطا فرمائی ان میں سے کچھ حلال جانوروں کا دودھ اور گوشت کھایا جاتا ہے کچھ جانوروں کو اللہ نے انسان کی سواری کے لئے مسخر فرمادیا ہے تاہم کچھ جانور ایسے بھی ہیں جن کی کھال، اون اور پشمین سے انسان اپنے لئے گرم لباس اور خیمے بناتا ہے جو سفر میں ہلکے اور آرام دہ ہوتے ہیں۔

پرندے:

پرندے، اپنے پروں اور پنکھوں کے ذریعے ہوا میں پرواز کرتے ہیں پرندے جانوروں کے ایک گروپ 'ورٹیبرٹیس' یا ریڑھ دار جانوروں کی ایک قسم سے تعلق رکھتے ہیں پرندوں کی کئی عادات وخصائل دیگر جانوروں سے مختلف ہوتی ہیں لیکن ان میں کچھ عادتیں مماثل بھی ہوتی ہیں ممالیا کی طرح تمام پرندوں کے دل کے چار خانے ہوتے ہیں پرندوں کا خون گرم ہوتا ہے جس کی وجہ سے ان کا جسمانی درجہ حرارت ایک جیسا اور مستقل رہتا ہے یہی وجہ انھیں مختلف ماحول میں زندہ رکھتی ہے۔ پرندوں اور حشرات الارض کی نشونما انڈوں میں ہوتی ہے۔آج سے ۱۴۰۰ قبل حضرت علیؓ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا تھا کہ جن جانوروں کے کان نمایاں ہوتے ہیں ان کے بچے پیدا ہوتے ہیں جبکہ جن جانوروں، پرندوں اور حشرات الارض کے کان نمایاں نہیں ہوتے ان کے انڈے ہوتے ہیں۔
پرندے کرہ ارض کے بلندترین مقامات، پہاڑوں، چٹانوں، اونچے درختوں حتیٰ کے قطبین پر بھی بسیرا اور پرواز کرتے ہیں کچھ پرندے سمندر میں ۸۵۰ فٹ کی گہرائی میں بھی غوطہ زن ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں پرندے عام طور پر جسامت کے اعتبار سے 2.25 (ہیمنگ برڈ) جتنے چھوٹے اور ۹ فٹ اونچے اور ۱۵۶ کلوگرام وزنی شتر مرغ جتنے بھی ہوتے ہیں سب سے زیادہ وزنی اڑنے والے پرندے بسٹرڈ کا وزن ۱۸ کلوگرام تک ہوتا ہے تاہم پرندوں کے پروں کے مختلف خطوط، رنگ، ڈیزائن اور انداز ان کی عمر، عادت، جنس اور سماجی حیثیت کا پتا دیتے ہیں

تقریباً سب ہی پرندوں ی دم ہوتی ہے جو انھیں پرواز کے دوران رخ بدلنے اور زمین پر اترنے میں مدد دیتی ہیں پرندوں میں بے حد عقل وشعور پایا جاتا ہے وہ نہایت خوبصورتی سے اپنے گھونسلے بناتے ہیں جس میں ان کی ضروریات کی تقریباً ہر چیز مہیا ہوتی ہے اس ضمن میں عام طور پر 'بیا' کی مثال پیش کی جاتی ہے جس کا گھونسلہ آرٹ کا بہترین نمونہ تصور کیا جاتا ہے اس کے گھونسلے میں علیحدہ علیحدہ کمرے، اسٹور، بچوں کے کھیلنے کی جگہ حتیٰ کے روشنی کے لئے جگنو بھی ہوتا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصے میں 'ہدہد' نے ملکہ سبا کے ملک اور تخت کی خبر انھیں دی جس کو سننے کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سبا کو دین اسلام کی دعوت بھیجی۔

فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَ جِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ یَّقِیْنٍ اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَ اُوْتِیَتْ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ وَّ لَهَا عَرْشٌ عَظِیْمٌ وَجَدْتُّهَا وَ قَوْمَهَا یَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِیْلِ فَهُمْ لَا یَهْتَدُوْنَ۔ ۴۳۹

ترجمہ۔ ہدہد بولا کے مجھے ایک بات معلوم ہوئی ہے میں شہر سبا سے ایک یقینی خبر لا یا ہوں وہاں ایک عورت بادشاہت کر رہی ہے جس کا بہت بڑا تخت ہے اور اسے ہر چیز ملی ہوئی ہے وہ اور اس کی قوم اللہ کو چھوڑ کر سورج کی پوجا کرتے ہیں، اور شیطان نے ان کے اعمال کو مزین کر دیا ہے سو اس نے انہیں راہ سے ہٹا دیا لہٰذا وہ ہدایت نہیں پاتے۔

آکسفورڈ یونیورسٹی کی ایک حالیہ تحقیق جو ہجرت کرنے والے پرندوں پر کی گئی تھی کے مطابق! ہجرت کرنے والے پرندے اتنے ذہین اور عقل مند ہوتے ہیں کے وہ سرد موسم کی شدت کو محسوس کرتے ہوئے گرم ملکوں اور خطوں کی جانب سفر کرتے ہیں پھر اپنی سردیوں کی چھٹیاں گزار کر بخیریت اپنے وطن کو لوٹتے ہیں تاہم ماہرین نے اپنی تحقیق کے ذریعے یہ ثابت کیا ہے کے ایسے تمام پرندوں کی آنکھوں میں ایک خاص قسم کا کرپٹوکرومز (Cryptochromes) نامی پروٹین پایا جاتا ہے جو انھیں مقناطیسی میدان اور درست سمت کے تعین میں مدد فراہم کرتا ہے۔

تحقیق سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کے پرندوں کی نظر بہت تیز ہوتی ہے جبکہ شاہین کسی بھی شے کو آٹھ گنا زیادہ بڑا دیکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے، عام طور پر جب پرندے آسمان کی بلندیوں پر محو پرواز ہوتے ہیں تو زمین پر رینگنے والی معمولی کیڑے مکوڑوں کو بھی اتنی بلندی سے باآسانی دیکھ لیتے ہیں اوران کے شکار کے لئے جیسے ہی زمین پر اپنا پنجہ مارتے ہیں اللہ کریم انھیں ان کا رزق عطا فرماتے ہیں یہ اصول اور قانون قدرت ہے کے جب کوئی بھوکا پرندہ یا جانور اپنی غذا کو تلاش کرتا ہے تو قدرت فوراً اس کی غذا کا انتظام کرتی ہے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَلَمۡ یَرَوۡا اِلَی الطَّیۡرِ مُسَخَّرٰتٍ فِیۡ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا یُمۡسِکُہُنَّ اِلَّا اللّٰہُ ۔٤٤٠

ترجمہ۔کیا انہوں نے پرندوں کو نہیں دیکھا ؟ وہ آسمان کی فضا میں مسخر ہیں، اللہ کے سوا کس نے انھیں تھاما ہوا ہے۔

اَوَ لَمۡ یَرَوۡا اِلَی الطَّیۡرِ فَوۡقَہُمۡ صٰٓفّٰتٍ وَّ یَقۡبِضۡنَ ؕۘؔ مَا یُمۡسِکُہُنَّ اِلَّا الرَّحۡمٰنُ ؕ اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیۡءٍۭ بَصِیۡرٌ ۔٤٤١

ترجمہ۔کیا انھوں نے پرندوں کی طرف نہیں دیکھا؟ وہ اپنے پروں کو کھولتے اور سمیٹتے ہیں اور انھیں رحمن کے سوا کس نے تھاما ہے؟ بے شک وہ ہر شے کا دیکھنے والا ہے۔

حشرات الارض:

ماہرین نے ابھی تک حشرات کی دس لاکھ سے زائد اقسام کا پتا چلایا ہے لیکن اس کے باوجود ہر سال ایسے سینکڑوں اور ہزاروں نئے حشرات بھی دریافت ہوتے ہیں جن کے بارے میں پہلے کچھ بھی نہیں معلوم تھا۔حشرات الارض چھوٹے موٹے کیڑے مکوڑے ہوتے ہیں عام طور پر ان کے جسم کے تین حصے۔١۔سر۔٢۔دھڑ۔٣۔اور پیٹ ہوتے ہیں۔

یہ ہوا میں سانس لیتے ہیں اکثر ان کی چھ ٹانگیں اور دو پر ہوتے ہیں لیکن کچھ زمین پر چلنے اور رینگنے والے بھی کیڑے مکوڑے ہوتے ہیں جن کے پر نہیں ہوتے ان کی بصارت، سماعت اور سونگھنے کی حس بہت تیز ہوتی ہے۔تمام حشرات الارض اپنے دشمنوں سے بچنے کی مکمل فہم و ادراک رکھتے ہیں

۔کچھ حشرات کیموفلاج سے بھی کام لیتے ہیں یعنی پھول، پودوں، پتوں اور درخت کی شاخ کے ہم رنگ ہوجاتے ہیں اور دشمن سے بچ جاتے ہیں کچھ حشرات چند گھنٹوں میں ہی پوری فصل کا صفایا کردیتے ہیں جبکہ کچھ نہایت زہریلے ہوتے ہیں جن کی وجہ سے انسانوں کی موت بھی واقع ہوسکتی ہے حشرات بیماریاں بھی پھیلاتے ہیں چنانچہ یہ انسان، جانور اور پودوں کو بھی بیمار کرسکتے حشرات الارض کے خون کا رنگ عموماً سرخ، نیلا، کالا، سفید، پیلا یا پھر سبز ہوتا ہے۔

چونٹیاں:

چونٹیاں نہایت منظم بستیوں کی صورت میں رہنے والے حشرات کا ایک خاندان ہے جس کی تقریباً ۱۱۰۰۰ (گیارہ ہزار) اقسام ہیں چونٹیوں کی بستیاں واضح سماجی ڈھانچے رکھتی ہیں جن میں خوراک، رہائش اور تولید، کے لئے لازمی مختلف ذمہ دار چونٹیاں پائی جاتی ہیں

چونٹیوں کا تعلق حشرات کے Hymenoplera گروپ سے ہے جس میں شہد کی مکھیاں اور پتنگے وغیرہ بھی شامل ہیں عام طور پر چونٹیاں دنیا بھر میں مٹی کے ڈھیر میں رہنا پسند کرتی ہیں لیکن کچھ چونٹیاں درختوں، گلی سڑی لکڑیوں اور مردہ پودوں میں بھی رہتی ہیں جبکہ آرکٹک اور انٹارکٹک میں بھی چونٹیاں پائی جاتی ہیں، چونٹی کے اوپر نصب اینٹینا کے ذریعے اسے اپنے اردگرد کے حالات کا علم ہوتا ہے۔

نیوجرسی کی ایک تحقیق میں ماہرین حشرات الارض نے چونٹیوں کے قدیم ترین دریافت ہونے والے فوسلز کی قدامت کا اندازہ لگاتے ہوئے یہ اعتراف کیا ہے کے یہ قدیم فوسلز تقریباً نو کروڑ بانوے لاکھ سال قبل کے ہیں۔ ۴۴۲؎

چونٹیاں اللہ کی نہایت عقلمند مخلوق ہے ان کا سماجی نظام نہایت منظم اور متوازن ہے ان کے سماجی نظام میں مختلف چونٹیوں کے خاندان، حسب ونسب اور اسی اعتبار سے ان کی ذمہ داریاں ہیں ان کے سماجی نظام میں باغبان، کارکن، انجینئر، سائنسدان، درزی، فن کار، مزدور اور ملکہ چونٹیاں پائی جاتی ہیں۔

ذیل میں نہایت اختصار کے ساتھ ان کی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالی جارہی ہے۔

۱۔ملکہ چونٹی:

ملکہ چونٹی کے ذمہ تولیدی فرائض ہیں چنانچہ وہ انڈے اور بچوں کی پرورش اا ہم ترین فریضہ انجام دیتی ہے تاہم دوسری چونٹیاں ملکہ کے ہوتے ہوئے تولیدی فرائض انجام نہیں دے سکتی ہیں۔

۲۔کارکن چونٹیاں:

چونٹیوں کی مختلف شکل وصورت اور رنگ ونسل ہوتی ہے لہٰذا اسی اعتبار سے انھیں ذمہ داریاں تفویض کی جاتی ہیں تاہم تمام چونٹیاں نہایت ایمانداری اور محنت سے اپنی ذمہ داری کو ادا کرتی ہیں اوراس میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتیں۔

۳۔باغبان چونٹیاں:

چونٹی نہایت عقلمند مخلوق ہے وہ اپنی بستیوں میں ایسے باغات، پھل، پودے اور پھول بھی اگاتی ہیں جوان کی غذائی ضروریات کو پورا کرسکیں۔

۴۔مزدور چونٹیاں:

مزدور چونٹیاں غلے اور غذائی اجناس کو ذخیرہ کرتی ہیں تاکہ وقت ضرورت انھیں استعمال کیا جاسکے نیز یہ مزدور چونٹیاں اپنے جسمانی وزن سے دس گنا زیادہ وزن اٹھاتی ہیں اور نہایت مستقل مزاجی سے اپنے فرائض کی بجاآوری کرتی ہیں چاہے ایک دانہ ان سے ۱۰۰ دفعہ بھی گر جائے لیکن وہ جہد مسلسل کرتے ہوئے اپنے مقصد میں بلاآخر کامیاب ہو ہی جاتی ہیں۔

۵۔انجینئر چونٹیاں:

انجینئر چونٹیاں نہایت قابل ہوتی ہیں۔وہ ایک بہت بڑا کمرہ بناتی ہیں جوان کی ہنرمندی ایک منفرد نمونہ ہوتا ہے یہ کمرہ شاہی محل کے طور پر استعمال ہوتا ہے جو نہایت کشادہ اور صاف ستھرا ہوتا ہے اس کمرے میں ملکہ قیام کرتی ہے جبکہ دیگر چونٹیاں اس کی خدمت کرتی ہیں، یہ شاہی محل مختلف گیلریوں کے ذریعے ایک دوسرے سے متصل ہوتے ہیں یہ کمرہ سردی اور گرمی سے محفوظ ہوتا ہے

جبکہ اس پر پانی بھی اثر انداز نہیں ہوتا۔

٦۔درزی چونٹیاں:

چونٹیوں میں ماہر درزی بھی ہوتے ہیں یہ درزی چونٹیاں زیادہ تر جنگلوں میں ہوتی ہیں اور درختوں پر بسیرا کرتی ہیں اور اس قدر مہارت سے دو پتوں، شاخوں کو آپس میں جوڑتی ہیں کے اس میں کوئی نقص نکالنا مشکل ہے ایسا وہ عموماً اپنے دشمنوں سے بچنے کے لئے کرتی ہیں لیکن ان کی سی ہوئی شے قدرت کا ایک نمونہ ہے۔

٧۔سائنسدان چونٹیاں:

سائنسی اصولوں اور قواعد سے بھی واقف چونٹیاں ہوتی ہیں تاہم جب کسی درخت کے بیج کو یہ ذخیرہ کرتی ہیں تو اس بات کا خاص خیال رکھا جاتا ہے کے اس بیج کے تولیدی نظام کو توڑ دیا جائے تاکہ بیج کے نم ہونے کی صورت میں اس میں پودا نہ نکل آئے یہ چونٹیاں سائنسی اصول وقواعد سے واقف ہوتی ہیں۔

٨۔فوجی چونٹیاں:

جب چونٹیاں ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کرتی ہیں تو ملکہ اپنے مصاحبین کے وسط میں سفر کرتی ہے جبکہ ہر قسم کے خطرات اور دشمنوں سے لڑنے کے لئے محافظ چونٹیاں اپنے فرائض انجام دیتے ہوئے اپنے دشمنوں کو ہلاک کر دیتی ہیں ان کے ڈیوٹی کے اوقات کار بھی ہوتے ہیں عام طور پر طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے بعد ان کی ڈیوٹیز تبدیل ہوتی ہیں۔

٩۔ٹائم اور اسپیس سے آزاد چونٹیاں:

چونٹیوں کی ایک قسم ایسی بھی ہے جو ہوا میں تحلیل ہو جاتی ہے اور فاصلوں کو حذف کرتے ہوئے ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچ جاتی ہیں تاہم ریسرچ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کے کچھ چونٹیوں کی اقسام ایسی بھی ہیں جن میں ہوا میں تحلیل ہونے کی غیر معمولی صلاحیت پائی جاتی

ہے۔۴۴۳

۱۰۔امیزونی چونٹیاں:

یہ چونٹیوں کی وہ قسم ہے جو دوسری چونٹیوں کو غلام بناتی ہیں ان چونٹیوں کے جبڑے لمبے اور درانتی نما ہوتے ہیں یہ فورنیکا چونٹیوں کے بلوں پر حملہ آور ہوکر ان کے انڈے اور لاروے کو چرا لیتی ہیں تاہم بعد میں جب ان انڈوں سے بچے نکلتے ہیں تو وہ ان بچوں کو اپنا غلام بنالیتی ہیں یہ غلام چونٹیاں امیزونی چونٹیوں کی بستی میں بحیثیت غلام کے محنت اور مزدوری کرتی ہیں تجربات سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کے اگر امیزونی چونٹیوں کو ان غلام چونٹیوں سے الگ کردیا جائے تو وہ غم سے نڈھال ہوکر اور بھوکی پیاسی رہ کر موت کو ترجیح دیتی ہیں۔۴۴۴

۱۱۔ڈرائیور چونٹیاں:

چونٹیوں کی یہ قسم افریقہ میں بکثرت پائی جاتی ہیں جہاں یہ ایک سے دو کروڑ کی تعداد میں مختلف بلوں میں اپنا شہر بساتی ہیں ان کے جبڑے نہایت مضبوط اور توانا ہوتے ہیں جبکہ یہ قوی الحبثہ جانوروں پر حملہ آور ہوکر انھیں بھی ہلاک کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔۴۴۵

۱۲۔لشکری چونٹیاں:

لشکری چونٹیاں بلوں میں نہیں بلکہ خانہ بدوشانہ زندگی کو پسند کرتی ہیں یہ ملکہ کے انڈے دینے کے بعد سے باری باری خانہ بدوشی اور بے کاری کے مراحل سے گزرتی ہیں ان کے جبڑے نہایت مضبوط ہوتے ہیں جن کی وجہ سے وہ کئی بڑے حشرات الارض اور جانوروں کو باآسانی شکار کرتی ہیں۔۴۴۶

حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصے میں جب آپ کا لشکر وادی نمل میں سے گزرا تو چونٹیوں نے دوسری چونٹیوں سے یہ کہا!

يٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَ جُنُوْدُهٗ وَ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ۔۴۴۷

ترجمہ۔اے چونٹیو! اپنے بلوں میں گھس جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کے سلیمان اور اس کا لشکر تمھیں کچل ڈالے اور انھیں خبر بھی نہ ہو۔

دنیا میں حشرات الارض کی لاکھوں کروڑوں اقسام پائی جاتی ہیں جن پر یہاں تفصیل سے بات نہیں کی جاسکتی لیکن چونٹیوں پر مختصراً کلام کی اصل وجہ یہ ہے کے عام طور پر یہ گھروں میں بھی پائی جاتی ہیں اور انسان انھیں بے ضرر سمجھ کر نظر انداز کرتے ہیں لیکن یہ ننھی سی مخلوق ناصرف نہایت منظم انداز سے اپنی زندگی گزارتی ہے بلکہ فہم وفراست اور دانائی اور بینائی میں بھی اپنی مثال آپ ہے جو نہ صرف اپنے خالق و مالک کو جانتی اور پہچانتی ہے بلکہ صبح وشام اس کی حمد وثناء اور عبادت بھی کرتی ہے۔

بیکٹر یاز، جراثیم اور وائرس:

ماہرین کے مطابق سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں غیر مرئی مخلوقات بھی اس کائنات میں پائی جاتی ہیں جن کو عام آنکھ سے دیکھنا ناممکن ہے اس مخلوق کو دیکھنے کے لئے خوردبین اور سپر لینز کی ضرورت پڑتی ہے تاہم اللہ کی یہ نادیدہ مخلوق بھی ازل سے اس کائنات میں موجود ہے ان کی بھی شکل صورت، عادات ومزاج، خاندان، بیماریاں پھیلانے کا منظم نظام، موت وحیات، تولیدی نظام اور نر و مادہ دونوں جنسیں پائی جاتی ہیں ہے ماہرین کے مطابق! جب کسی انسان کی موت واقع ہوجاتی ہے تو یہ نادیدہ مخلوق مردہ جسم پر کچھ بائیولوجیکل اور کیمیکل چینجز لانے کا سبب بنتے ہیں چنانچہ جسم میں ملنے والے ان نادیدہ اور غیر مرئی بیکٹر یاز کا معائنہ کرکے ڈاکٹرز پوسٹ مارٹم کے ذریعے موت کے درست وقت کا تعین کرلیتے ہیں۔۴۴۸ے

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ۔۴۴۹

ترجمہ۔(اللہ) وہ چیزیں بھی پیدا کرتا ہے جنھیں تم نہیں جانتے۔

فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَۙ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ۔۴۵۰

ترجمہ۔ان چیزوں کی قسم جو تم کو نظر آتی ہیں اور ان چیزوں کی قسم جو تم کو نظر نہیں آتی ہیں۔

وَ مَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَ الْاُنْثٰى۔ ۴۵۱

ترجمہ۔اس ذات کی قسم جس نے نر اور مادہ پیدا کئے۔

دیگر انواع:

دیگر انواع میں پہاڑ، دریا، سمندر، سورج، چاند، ستارے، سیارے، ہوا، فضاء، بادل، بارش، گرمی ،سردی ، بہار، خزاں، چرند، پرند، حشرات الارض اور کئی مرئی اور غیر مرئی مخلوقات جنھیں سائنسی زبان میں جراثیم، بیکٹر یاز اور وائرس کہا جاتا ہے یہ تمام بھی اللہ کی مخلوقات ہیں جنھیں اللہ نے بے وجہ تخلیق نہیں فرمایا بلکہ اس کے پیچھے بھی حکمت پوشیدہ ہے تاہم ان مخلوقات کی بھی موت وحیات، والدین، بچے، زندگی کا دورانیہ، سانس کی رفتار، رزق، اللہ کی پہچان اور اس کی عبادت کے طریقے انھیں ودیعت کردئے گئے جن سے وہ انحراف نہیں کرتے دیگر انواع کے حوالے سے ذیل میں کچھ قرآنی آیات پیش کی جارہی ہیں۔

وَ جَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَ بٰرَكَ فِيْهَا وَ قَدَّرَ فِيْهَا ۔ ۴۵۲

ترجمہ۔اس نے اس زمین کے اوپر پہاڑ کھڑے کئے اور اس میں برکت رکھی اور اس میں اس کی پیداوار مقرر کی۔

وَ الْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَ اَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ۔ ۴۵۳

ترجمہ۔ہم نے زمین کو پھیلا دیا اور ہم نے اس میں بھاری بھاری پہاڑ ڈال دیئے اور ہم نے اس میں ایک معین مقدار سے ہر قسم کی چیز اگائی۔

وَ سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ ۔ ۴۵۴

ترجمہ۔تمہارے لئے سورج اور چاند کو مسخر فرما دیا وہ برابر حرکت میں ہیں اور اس نے تمہارے لئے رات اور دن کو مسخر فرما دیا۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيْهِ بِاَمْرِهٖ وَ لِتَبْتَغُوْا

مِنۡ فَضۡلِهٖ وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ۔ ۴۵۵

ترجمہ۔اللہ نے سمندر کو تمھارے لئے مسخر کر دیا تا کہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں چلیں اور تم اس کا فضل (روزی) تلاش کرو اور شکر ادا کرو۔

وَسَخَّرَ لَكُمۡ مَّا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا مِّنۡهُ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ۔ ۴۵۶

ترجمہ۔جو چیزیں آسمانوں میں اور زمین میں ہیں ان سب کو اپنی طرف سے تمہارے لئے مسخر بنا دیا بلاشبہ اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو فکر کرتے ہیں۔

وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيۡلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ وَالنُّجُوۡمُ مُسَخَّرٰتٌ بِاَمۡرِهٖ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ

ترجمہ۔اس نے تمھارے لئے رات، دن، سورج، چاند اور ستاروں کو مسخر کیا بے شک میں سمجھنے والوں کے لئے قدرت کی نشانیاں ہیں۔ ۴۵۷

اَلَمۡ تَرَوۡا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمۡ مَّا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ وَاَسۡبَغَ عَلَيۡكُمۡ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً۔ ۴۵۸

ترجمہ۔اللہ نے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ان سب کو تمھارے لئے مسخر کر دیا اور تم پر اپنی نعمتیں ظاہر اور باطن میں کمال کو پہنچا دیں۔

وَاَرۡسَلۡنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسۡقَيۡنٰكُمُوۡهُ ۚ وَمَاۤ اَنۡتُمۡ لَهٗ بِخٰزِنِيۡنَ۔ ۴۵۹

ترجمہ۔ہم نے پانی سے بوجھل ہوائیں بھیجیں پھر ہم نے آسمان سے پانی اتار، پھر ہم نے تمہیں وہ پانی پلایا تم اتنا پانی جمع کرنے والے نہیں۔

اگر چہ اپنے محدود علم وعقل کو ہی بنیاد بنالیا جائے تو صرف اسم الخالق پر سینکڑوں کتب تخلیق کی جاسکتی ہیں تاہم اس بحث کو یہیں سمیٹتے اور یہ کہتے ہوئے کے ہم بہت خطا کار اور گناہ گار انسان ہیں اور ہم میں یہ صلاحیت ہرگز نہیں کے ہم اللہ کی صفات کو سوچ، سمجھ سکیں اور اس پر قلم اٹھانے کی جراءت

کرسکیں۔

ارشادات خداوندی:

اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیۡءٍ ۫ وَّ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ وَّکِیۡلٌ۔۴۶۰

ترجمہ۔اللہ ہر چیز کا پیدا فرمانے والا ہے اور وہ ہر چیز میں تصرف کرنے والا ہے۔

ھُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ لَکُمۡ مَّا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا ٭ ثُمَّ اسۡتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ

فَسَوّٰىھُنَّ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ وَ ھُوَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ۔۴۶۱

ترجمہ۔اللہ وہی ہے جس نے تمہارے لئے پیدا فرمایا جو کچھ زمین میں ہے سن کا سب، پھر قصد فرمایا آسمان کی طرف سو ٹھیک طرح بنا دیا، ان کو سات آسمان، اور وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

بَدِیۡعُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ۔۴۶۲

ترجمہ۔وہ (اللہ) آسمان اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔

وَ ھُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ الَّیۡلَ وَ النَّھَارَ وَ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ ؕ کُلٌّ فِیۡ فَلَکٍ

یَّسۡبَحُوۡنَ۔۴۶۳

ترجمہ۔(اللہ) نے رات، دن، چاند اور سورج کو پیدا فرمایا، یہ سب ایک دائرہ میں تیر رہے ہیں۔

وَ الۡاَنۡعَامَ خَلَقَھَا۔۴۶۴۔

ترجمہ۔جانوروں کو تمھارے لئے پیدا کیا۔

وَ مِنۡ کُلِّ شَیۡءٍ خَلَقۡنَا زَوۡجَیۡنِ لَعَلَّکُمۡ تَذَکَّرُوۡنَ۔۴۶۵

ترجمہ۔ہم نے ہر شے کا جوڑا پیدا کیا ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس چیز کو اللہ نے سب سے پہلے پیدا فرمایا وہ قلم اور مچھلی ہے قلم نے پوچھا کے میں کیا لکھوں؟ فرمایا کے جو کچھ قیامت تک

ہونے والا ہے وہ لکھو پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔

ن والقلم۔ یعنی۔ ن سے مراد مچھلی اور قلم سے مراد قلم ہے۔ ۴۶۶؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جب اللہ نے قلم کو پیدا فرمایا تو اس سے فرمایا کے لکھو تو اس نے قیامت تک ہونے والی تمام چیزوں کو لکھا۔ ۴۶۷؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کا قول:

ہر مخلوق اللہ کی ایک حجت اور برہان یعنی نشانی ہے چاہے وہ مخلوق خاموش ہو۔ ۴۶۸؎

الباری۔ (جان ڈالنے والا):

الباری۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ب۔ر۔ا۔ء) سے مشتق ہے۔

الباری۔ کے معنی جدا کرنا، الگ کرنا یا پھاڑ کر علیحدہ کرنا۔ ۴۶۹؎

قرآن کریم میں اسم الباری (۳) مرتبہ آیا ہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ۔ ۴۷۰

ترجمہ۔ اللہ وہ ہے جو تخلیق کرتا ہے۔

(الباری) نافذ کرتا ہے اور اس کے مطابق صورت گری کرتا ہے۔

اَوَ لَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا وَ جَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ۔ ۴۷۱

ترجمہ۔ کیا کافرین غور نہیں کرتے کے یہ سب آسمان اور زمین باہم آپس میں ملے ہوئے تھے پھر ہم نے انھیں جدا کیا اور پانی کے ذریعے ہر زندہ چیز پیدا کی۔

اَوَ لَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا۔ ۴۷۲

ترجمہ۔ کیا کفار کو یہ نظر نہیں آیا کے زمین اور آسمان پہلے بند تھے پھر ہم نے انھیں کھول دیا۔

اس آیت میں كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۔ ۴۷۳؎

کے الفاظ ذکر ہوئے ہیں اس میں لفظ رَتۡقًا کے معنی ہیں باہم جڑی ہوئی، ملی ہوئی۔
قرآن کریم میں اللہ تعالی آگے وضاحت فرما رہے ہیں!

وَ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ۔

ترجمہ۔اس کے بعد زمین کو پھیلایا۔
یہاں لفظ دَحٰىهَا سے مراد کسی چیز کو وسیع کر دینا، بچھا دینا، الگ الگ کر دینا یا پھر جدا کر دینا یعنی ثابت ہوا کے اجرام فلکی (ارض وسماء) پہلے کبھی آپس میں باہم پیوست تھے پھر انھیں الگ الگ کیا گیا اس طرح سے زمین کے کرہ کا جداگانہ وجود عمل میں آیا پھر اس میں مزید توسیع ،تغیر اور ہمواری پیدا کی گئی لہٰذا قرآن اس کیفیت اوور حقیقت کو 'دحاھا' سے تعبیر کر رہا ہے۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَوَ لَمۡ يَرَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ كَانَتَا رَتۡقًا فَفَتَقۡنٰهُمَا ۔[۴۷۴]

ترجمہ۔یہ سب آسمان اور زمین باہم ملے ہوئے تھے پھر ہم نے انھیں جدا کیا۔
یعنی اس آیت کو اس طرح سے سمجھا جا سکتا ہے کے تمام عناصر کائنات باہم ملے ہوئے تھے پھر اللہ نے انھیں اپنے علم وارادے سے خلق کیا پھر اس کی صفت الباری نے انھیں باقی چیزوں سے براء یعنی الگ کیا اور بالا آخر اللہ نے اس شے کی صورت گری فرمائی۔
مندرجہ آیت کے مطالعے سے یہ معلوم ہوا کے کسی دور میں زمین اور آسمان آپس میں جڑے ہوئے تھے پھر اللہ تعالی نے انھیں اپنی رحمت خاص سے جدا کیا پھر اس جدا کئے گئے کچھ حصے سے آسمان ، زمین ،سورج ، چاند، ستارے ، سیارے ، انسان ،حیوان ، درخت ، دریا ،سمندر ، پہاڑ ،جنات ،فرشتے اور کل مخلوقات کو پیدا فرمایا اور پھر ان کی صورت گری فرمائی اس نکتے کو سمجھنے کے لئے دنیاوی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں مثلاً ایک درزی آڈر کے مطابق ایک تھان سے مختلف سائز کے شلوار قمیض ، پینٹ، شرٹ یا کوٹ اور پتلون سیتا ہے یعنی پہلے وہ کپڑے کو مطلوبہ آڈر کے مطابق ناپ کر الگ کرتا ہے پھر اس کی صورت گری یعنی سی کر مطلوبہ شکل وصورت دیتا ہے۔

اسی طرح سے باورچی گوشت کی مختلف ڈشز بنانے کے لئے مطلوبہ مقدار میں گوشت کے مختلف حصوں کو الگ کر کے انھیں مختلف ذائقہ دار کھانوں میں بدلتا ہے۔

مجسمہ ساز گوندھی ہوئی مٹی سے الگ الگ چیزیں بناتا ہے لیکن انھیں بنانے سے قبل مطلوبہ مقدار کو الگ کرتا ہے یہی اہم نکتہ ہے جس کو سمجھانے کے لئے اتنی مثالیں پیش کی گئیں۔

یعنی تخلیق سے قبل مطلوبہ شے کے لئے جس سے وہ شے تخلیق ہو گی اس کی معین مقدار کو الگ کرنا پھر تخلیق کے مرحلے کے بعد صورت گری کرنا بالفاظ دیگر مٹی کو علیحدہ کرنا۔

اسی علیحدگی کو عربی زبان میں براء کہتے ہیں۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

أُولَٰئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۔۴۷۵

ترجمہ۔ یہ لوگ بدترین خلائق ہیں۔

یہاں البریہ کی اصل البری ہے جس کے معنی مٹی کے ہیں۔

سورہ التوبہ کے آغاز میں ارشاد ہوا!

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۔۴۷۶

ترجمہ۔ اللہ اور اس کا رسول ﷺ مشرکین مکہ سے الگ (بری الذمہ) ہیں۔

اسم الباری کا نظام کائنات میں کردار:

اسم الباری سے مراد معین مقدار کو کل سے علیحدہ کرنا یا معین مقدار کے علم پر کامل دسترس کا ہونا اللہ نے مخلوق کو تخلیق کرنے کا ارادہ کیا پھر ہر شے کو اس کی مطلوبہ اور معین مقدار کے مطابق الگ کیا اس کے بعد اس کی صورت گری فرمائی۔

معین مقداروں کا علم (D.N.A):

معین مقداروں کا علم اپنے اندر نہایت وسعت اور گہرائی لئے ہوئے ہے کائنات کی ہر شے کے پیچھے مخصوص اور متعین اجزائے ترکیبی اور فارمولہ پایا جاتا ہے اسی اجزائے ترکیبی یا مخصوص مقداروں کو سائنسی زبان میں D.N.A یعنی (Deoxy Ribonucleic Acid) بھی

کہتے ہیں انسان کی طرح کائنات کی ہر شے کا D.N.A ہوتا ہے کل اشیاء کائنات کسی نہ کسی مقصد اور پروگرام کے تحت تخلیق کی گئی ہیں۔

اسی نکتے کی وضاحت میں حضرت قلندر بابا اولیاءؒ فرماتے ہیں! کائنات کا ہر ایک نقش روشنی کی ایک الگ نوع ہے ہر نوع روشنی کی ایسی مقداری حرکت رکھتی ہے جو مخصوص رنگوں کی ترتیب ہے اور ہر ترتیب کے تحت یکساں اور مشابہہ شکلیں ظہور میں آتی ہیں چنانچہ ہر نوع کی مقداری حرکت اپنی ایک الگ مرکزیت رکھتی ہے یہ ساری مرکزیتیں مل کر نقطہ وحدانی کی طرف صعود کرتی ہیں صعود اور نزول کی مذکورہ بالا طرز ہی سی شے میں تغیر پیدا کرتی ہے اور اسی تغیر کا نام حکم کی تفصیل ہے جس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح سے فرمایا

الا لہ الخلق والامر۔ یعنی۔ کائنات کا ہر نقش تین وجود رکھتا ہے۔

ا۔ پہلے وجود کا قیام لوح محفوظ پر ہے۔

۲۔ دوسرے وجود کا قیام عالم تمثال میں ہے۔

۳۔ تیسرے وجود کا قیام عالم رنگ میں ہے۔

یہاں عالم رنگ سے مراد کائنات ے وہ تمام مادی اجسام ہیں جو رنگوں کی اجتماعیت پر مشتمل ہیں یہ اجسام لاشمار رنگوں میں سے متعدد رنگوں کا مجموعہ ہیں یہ رنگ نسمہ کی مخصوص حرکات سے وجود میں آتے ہیں چنانچہ نسمہ کی معین طوالت حرکت سے ایک رنگ بنتا ہے دوسری طوالت حرکت سے دوسرا رنگ وجود میں آتا ہے اس طرح سے نسمہ کی بے شمار طوالتوں سے لاشمار رنگ وجود میں آتے چلے جاتے ہیں تاہم ان رنگوں اعدادی مجموعہ ہر نوع کے لئے الگ معین ہے یعنی اگر گلاب کا الف عددی مجموعہ معین ہے تو اس الف عددی مجموعہ سے ہمیشہ گلاب ہی وجود میں آئیں گے اس عدد سے کوئی دوسری شے وجود میں نہیں آئی گی اگر انسان کی تخلیقی رنگوں کی تعداد 'جیم' ہے تو اس عددی تعداد سے کوئی دوسرا حیوان یا شے تخلیق نہیں پاسکتی اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اسی قانون کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا!

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ

الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۔ ۴۷۷

ترجمہ۔ جس فطرت پر اللہ نے انسانوں کو پیدا کیا، اللہ کی بنائی ہوئی ساخت تبدیل نہیں جا سکتی، یہ بالکل سچا اور درست دین ہے۔

یہاں فطرت سے مراد نسمہ کی حرکت طوال، رفتار اور اس کا ہجوم ہے عالم رنگ میں جتنی بھی اشیاء پائی جاتی ہیں وہ سب کی سب رنگین روشنیوں کا مجموعہ ہیں جن کے ہجوم سے وہ شے وجود میں آتی ہے اسی کو عرف عام میں مادہ کہتے ہیں تاہم تمام مخلوقات اور موجودات اسی کیمیائی عمل پر قائم و دائم ہیں اگرچہ نسمہ کے اندر دو قسم کی مظہریت پائی جاتی ہے۔

۱۔ حرکت کا طول۔

۲۔ حرکت کی رفتار۔

حرکت کا طول مکانیت اور حرکت کی رفتار زمانیت کہلاتی ہے جبکہ حرکت کی یہ دونوں اقسام ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتی ہیں۔ ۴۷۸

ہر تخلیق میں معین مقداریں کام کر رہی ہیں جو ہر نوع کو دوسری نوع اور ہر فرد کو دوسرے فرد سے ممتاز کرتی ہے اگرچہ حیران کن امر یہ ہے کے مٹی کے ذرات تو ایک ہی ہیں لیکن ان ذرات کی مقداروں میں ردوبدل سے تخلیقات اور اشیاء کائنات میں انفرادیت پیدا ہو جاتی ہے۔ ۴۷۹

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ۔ ۴۸۰

ترجمہ۔ انسانوں، جانوروں اور چوپایوں کی رنگتیں بھی الگ الگ ہیں۔

اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ۔ ۴۸۱

ترجمہ۔ ہم نے ہر شے کو ایک اندازے کے ساتھ پیدا کیا ہے۔

قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۔ ۴۸۲

ترجمہ۔ بے شک اللہ نے ہر شے کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔

الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى وَالَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى ۔ ۴۸۳

ترجمہ۔(اللہ) نے ہر شے پیدا فرمائی، اور اس کی تقدیر بنائی۔

إِنَّ ذَٰلِكَ فِي كِتَابٍ۔ ۴۸۴

ترجمہ۔بے شک یہ سب کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

ہماری زمین کا اہم تخلیقی عنصر مٹی اور پانی ہے اگر چہ انسان، جانور، پودے یا پرندوں کی ساخت کو دیکھ کر ایسا نہیں لگتا کے ان کی تخلیق مٹی یا پانی سے ہوئی لیکن قرآن کریم نے ہی اس راز کی عقدہ کشائی فرمائی ہے۔اسی حوالے سے ارشادت خداوندی ہیں!

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن طِينٍ ثُمَّ قَضَىٰ أَجَلًا وَأَجَلٌ مُّسَمًّى عِندَهُ ثُمَّ أَنتُمْ تَمْتَرُونَ۔ ۴۸۵

ترجمہ۔(اللہ) نے تمھیں گیلی مٹی سے پیدا کیا، پھر اجل مقرر فرمائی اور اس کے پاس ایک اجل مقرر ہے، پھر تم شک کرتے ہو۔

خَلَقَ الْإِنسَانَ مِن صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ۔ ۴۸۶

ترجمہ۔انسان کو ٹھیکرے کی مانند کھنکھناتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا۔

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا۔ ۴۸۷

ترجمہ۔اللہ وہ ہے جس نے انسان کو پانی سے پیدا کیا۔

وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّن نَّبَاتٍ شَتَّىٰ۔ ۴۸۸

ترجمہ۔ہم نے پانی کے ذریعے زمین میں مختلف قسم کے نباتات پیدا کئے۔

سائنسدانوں کا یہ خیال ہے کے انسانی جسم (۱۲۶) عناصر سے مل کر بنا ہے تاہم انسان کی تخلیق چونکہ مٹی سے ہوئی ہے لہٰذا مٹی میں میں جتنے عناصر بھی پائے جاتے ہیں وہ کم یا زیادہ انسانی جسم میں بھی پائے جاتے ہیں۔

DNA کیا ہے؟

DNA انسانی خلیات کا ایک بے حد پیچیدہ نظام ہے جس پر سائنسدان عرصہ دراز سے مستقل تحقیق کر رہے ہیں تاہم ہر گزرتے دن کے ساتھ حیران کن شواہد عقل انسانی کو خیرہ کرنے کے لئے کافی

ہیں۔ تحقیق کے مطابق انسانی DNA اس قدر طویل ہوتا ہے کے اگر اس کو سیدھا کیا جائے تو زمین سے سورج تک اور سورج سے زمین تک (600) بار پھیلا یا جا سکتا ہے اگر DNA کا بغور جائزہ لیا جائے تو یہ معلوم ہوگا کے اس میں مزید چار کیمیائی اجزاء بھی پائے جاتے ہیں جن کے نام یہ ہیں۔

1.Guanine. 2.Thymine. 3.Cytocine. 4.Adenine

ایک سائنسدان ہومر ڈٹ فرتھ کا کہنا ہے کہ! یہ از خود نظام ہے جو سائنسدانوں کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کرتا ہے پھر خلیات کا اپنا نظام بھی بے حد پیچیدہ ہے جبکہ آگے چل کر ہدایات کی تقسیم کا نظام تو اور بھی پیچیدگی لئے ہوئے ہے ہر انسان میں تقریباً (۱۰۰ کھرب) خلیات پائے جاتے ہیں اور ہر خلیہ کروموسومز کے (۲۳ جوڑوں) پر مشتمل ہوتا ہے یعنی بچے کو (۲۳ کروموسومز) ماں کی طرف سے اور (۲۳ کروموسومز) باپ کی طرف سے وراثتاً منتقل ہوتے ہیں تاہم یہی کروموسومز نسل در نسل منتقل ہوتے رہتے ہیں اور یوں تقریباً ہر انسان میں (۴۶،۰۰۰ کھرب) DNA یعنی (Deoxy Ribonucleic Acid) پائے جاتے ہیں جس میں کسی بھی جاندار کے جسمانی عمارت کا مکمل نقشہ درج ہوتا ہے۔ یہ اتنا چھوٹا ہوتا ہے کے اسے کسی طاقتور خوربین سے ہی دیکھا جا سکتا ہے لیکن اس نہایت باریک وجود میں اللہ تعالی نے بے شمار پیغامات اور ہدایات درج کی ہیں یہاں بے شمار سے مراد سینکڑوں، ہزاروں نہیں لاکھوں اور کروڑوں بھی نہیں بلکہ اس میں کھربوں، درکھربوں معلومات کے عظیم الشان ذخائر پوشیدہ ہیں جن میں شامل ہماری عادات واطوار، پسند ناپسند، ذہنی نفسیاتی اور روحانی کیفیات، مختلف عمروں میں ہونے والی مختلف جسمانی اور موروثی بیماریوں کی مکمل تفصیلات اس میں نہایت تفصیل سے درج ہوتی ہے حتیٰ کے انسانی جسم پر موجود نشانات، تل یا بال کی بھی تفصیلات اس میں موجود ہوتی ہیں۔

سائنسدانوں کے مطابق! صرف ایک خلیہ میں موجود ڈی این ائے کی تفصیلات کو لکھنے کے لئے اخبار کے ایک لاکھ صفحات درکار ہوں گے یعنی ایک ڈی این ائے کو لکھنے کے لئے

(۳ ارب ۱۰ کروڑ) الفاظ درج کرنا ہوں گے جبکہ صرف ایک ڈی این ائے میں ۱۰۰ ٹرلین خلیوں کا مکمل خاکہ بھی موجود ہوتا ہے جانداروں کی ہر نوع کا ڈی این ائے دوسری نوع سے مختلف ہوتا ہے یہاں تک ایک ساتھ پیدا ہونے والے جڑواں بہن بھائیوں کے ڈی این ائے میں بھی

حیرت انگیز حد تک فرق نوٹ کیا گیا ہے کیونکہ وہ دونوں بالکل ایک الگ اور مختلف شخصیات ہیں جو دنیا میں چند منٹ کے فرق سے آ تو گئے ہیں لیکن دونوں کی زندگی کے تجربات اور معاملات بہر حال ایک دوسرے سے مختلف ہی ہوں گے تاہم مقام حیرت تو یہ ہے کے صرف ایک خلیہ لاکھوں کروڑوں، اربوں اور کھربوں خلیات میں تقسیم ہو کر بلا آخر ایک انسانی جسم کی شکل اختیار کر لیتا ہے جبکہ ہر خلیے کو یہ معلوم ہوتا ہے کے اسے کس عضو کا حصہ بننا ہے ایک خلیہ سے ۱۰۰ ٹرلین خلیوں کی پیدائش اور از خود ان کی مختلف حصوں میں تقسیم اور الگ الگ ذمہ داریوں کا تعین حیران کن عمل ہے جس کی سائنسدانوں کے پاس کوئی تشریح نہیں اور نہ ہی انھیں یہ معلوم ہے کے کس مرحلے پر ہدایات کی تقسیم کس طرح سے ہوتی ہے تاہم یہ سب اتنے منظم اور مرتب انداز سے ہوتا ہے جس پر عقل انسانی حیران اور ششدر ہے ان اجزاء کو جینیوم کہا جاتا ہے اور ان ہی اجزاء کے الٹ پھیر سے جسم کی عمارت بنتی ہے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اِنَّا کُلَّ شَیۡءٍ خَلَقۡنٰہُ بِقَدَرٍ ۔۴۸۹

ترجمہ۔ہم نے تمام چیزوں کو ایک اندازے کے ساتھ پیدا کیا ہے۔

ھُوَ اللّٰہُ الۡخَالِقُ الۡبَارِئُ الۡمُصَوِّرُ لَہُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی ۔۴۹۰

ترجمہ۔وہی اللہ ہے جو ہر چیز کا خالق اور موجد ہے وہ صورتیں بناتا ہے اور اس کے اچھے اچھے نام ہیں۔

الَّذِیۡۤ اَحۡسَنَ کُلَّ شَیۡءٍ خَلَقَہٗ ۔۴۹۱

ترجمہ۔اس نے جو چیز بھی بنائی خوب بنائی۔

قُلِ اللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیۡءٍ وَّ ھُوَ الۡوَاحِدُ الۡقَھَّارُ ۔۴۹۲

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیجئے اللہ ہر چیز کا پیدا فرمانے والا ہے اور وہ تنہا ہے غالب ہے۔

اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ یُحۡیِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِھَا قَدۡ بَیَّنَّا لَکُمُ الۡاٰیٰتِ لَعَلَّکُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ۔۴۹۳

ترجمہ۔ہم نے اپنی نشانیاں تم پر کھول کھول کر بیان کر دی ہیں تا کہ تم سمجھ سکو۔

قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ۔ ۴۹۴

ترجمہ۔ کہہ دیجئے سب اللہ کی طرف سے ہے۔

ایک ماہر سائنسدان جی جی تھامس نے کہا کے ہماری زمین پر کل جاندار اشیاء کی تعداد ایک ہزار ملین ہیں تاہم اگران تمام اشیاء کی معلومات ڈی این اےئ کی شکل میں ایک جگہ جمع کی جائیں تو وہ چائے کے ایک چمچ میں آجائیں گی اور پھر بھی جگہ خالی رہے گی لیکن اس کے برعکس اگر کسی جاندار کے ایک خلیے میں واقع ڈی این اےئ کی تفصیل معلوم کرنی ہو تو وہ انسائیکلو پیڈیا آف برٹینیکا سے ۴۰ گنا زیادہ طویل اور تفصیل طلب ہوں گی جو اس انسائیکلو پیڈیا جیسی ۹۴۰ جلدوں میں سماسکیں گی اور جس میں متعدد معلومات کی ۵ بلین جزئیات تفصیلاً درج ہوں گی اگرچہ ہر جز کو پڑھنے پر صرف ایک سیکنڈ صرف کیا جائے اور اسے متواتر ۲۴ گھنٹوں تک پڑھا جائے تو اس تفصیل کو پڑھنے میں اندازاً ۱۰۰ برس سرف ہوں گے لیکن اللہ تعالی نے اتنی عظیم معلومات کے ذخیرے کو ایک معمولی خلیے میں چھپا رکھا ہے۔ انسان کی تخلیق کسی حیران کن معجزے سے کم نہیں دوسری جانب ہر انسان اپنے اندر ایک مکمل کائنات لئے ہوئے ہیں وہ دوسرے سے الگ اور منفرد ہے اس کا DNA، وقت پیدائش، خاندان، عزیز واقارب، دوست احباب، زندگی کے تجربات، صحت، موت، زندگی، دکھ درد، ذہنی، دماغی، نفسیاتی اور جسمانی کیفیات الغرض کے ہر شے دوسرے سے الگ اور انفرادیت لئے ہوئے ہے، بالفاظ دیگر خالق کائنات کی شان خالقیت سے ایک بار جو شے صادر ہوگئی اب تا قیامت ویسی شے دوبارہ وجود میں نہیں آئے گی یہاں صرف انسان زیر بحث نہیں بلکہ کائنات کی ہر شے اپنا ایک الگ وجود اور تشخص رکھتی ہے۔

اسی حوالے سے ارشادت خداوندی ہیں!

وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ۔ ۴۹۵

ترجمہ۔ وہ جانتا ہے جو ماؤں کے ارحام میں ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کو کیا کرے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ اسے کس زمین میں موت آئے گی، بلاشبہ اللہ جاننے والا ہے باخبر ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ
بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا
شَآءَ رَكَّبَكَ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ۔[۴۹۶]

ترجمہ۔اے انسان ! تجھے کس چیز نے تیرے رب کریم کے ساتھ دھوکہ میں ڈالا ،اے انسان ! تجھے کس چیز نے تیرے رب کریم کے ساتھ دھوکہ میں ڈالا ،جس نے تجھے پیدا فرمایا سو تیرے اعضا درست بنائے پھر تجھے اعتدال پر رکھا ،جس صورت میں چاہا تجھے مرکب فرما دیا ،ہرگز نہیں ، بلکہ بات یہ کہ تم جزاء کو جھٹلاتے ہو۔

ہر انسان کے ڈی این اے میں حروف G,T,A اور C کی ترتیب مختلف ہوتی ہے لہٰذا ایک جیسی جسمانی ساخت اور خدوخال کے باوجود تمام انسانوں میں حیرت انگیز انفرادیت پائی جاتی ہے۔

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى وَ الَّذِيْ قَدَّرَ
فَهَدٰى۔[۴۹۷]

ترجمہ۔اے نبی ! اپنے رب برتر کے نام کی تسبیح کرو جس نے پیدا کیا اور تناسب قائم کیا جس نے تقدیر بنائی پھر راہ دکھائی۔

دیگر اشیاء کائنات کی معین مقداریں اور ان کی انفرادیت:

خام تیل کو انگریزی میں (Crude Oil) کہتے ہیں اس کو سائنسی اصلاح میں ہائیڈرو کاربن (یعنی ہائیڈروجن اور کاربن کا مرکب) کہا جاتا اگرچہ ہائیڈرو کاربن میں بظاہر دو ہی اقسام کے عناصر پائے جاتے ہیں جسے ہائیڈروجن اور کاربن کہتے ہیں لیکن مختلف درجہ حرارت پر اس کی شکل وصورت تبدیل ہوتی جاتی ہے۔دنیا کے سارے Crude Oil بھی ایک جیسے نہیں ہوتے یعنی ہر جگہ سے نکلنے والے خام تیل کی خصوصیات مختلف ہوسکتی ہے جو Rock آئل بناتی ہے اسے ہم (Source Rock) کہتے ہیں دنیا کی تمام Source Rocks بھی منفرد اور الگ ہیں کہیں وہ نباتات اور کہیں وہ جانوروں کے فوسلز (کیروجین) سے بنتی ہیں ہر کیروجین علیحدہ خصوصیات کی حامل ہیں تاہم ماہرین ارضیات ان کی بھی فنگر پرنٹنگ کرتے ہیں جس کے بعد اس تیل کی درجہ

بندی کی جاتی ہے خام تیل کو بڑی بڑی بھٹیوں (فرنس) میں مختلف درجہ حرارت پر سے گزارا جاتا ہے اوراس میں سے پیٹرول، ڈیزل، جیٹ آئل، کیروسین آئل، ڈامر جو سڑکوں پر بچھایا جاتا ہے، ہائیڈروکاربن اور دیگر مصنوعات بنانے کے لئے لیکوئیڈ الگ کیا جاتا ہے۔

ایک بیرل آئل کا مطلب ۱۵۹ لیٹر آئل لیکن ریفائینڈ ہونے کے بعد یہ ۱۷۰ لیٹر یہ بنتا ہے یہ سارا پیٹرول تونہیں ہوتا اس میں ۴۵ فیصد پیٹرول بنتا ہے جو ۷۶ لیٹر بنتا ہے، اسی ۱۷۰ لیٹر میں سے ۲۵ فیصد ڈیزل کشید کیا جاتا ہے یعنی ۴۲.۵ لیٹر۔ اسی ۱۷۰ لیٹر میں سے ۹ فیصد جیٹ فیول، گیسولین اور کیروسین آئل کشید کیا جاتا ہے۔ اسی ۱۷۰ میں سے ہائیڈروکاربن لیکیوڈ جو پلاسٹک کی اشیاء بنانے کے کام آتا ہے۔ پینٹس، ڈیٹرجینٹس اور نیچرل گیس فارٹرس کشید کیا جاتا ہے۔

اسی ۱۷۰ لیٹر میں سے ۱۳ فیصد ٹرک ویکس، خام مال یعنی (رامیٹریل) وغیرہ کشید کیا جاتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَالَّذِیٓ اَخۡرَجَ الۡمَرۡعٰی فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحۡوٰی۔ ۴۹۸

ترجمہ۔ جس نے نباتات اگائیں پھر انھیں سیاہ کوڑا کرکٹ بنادیا۔

یہاں نباتات سے سیاہ کوڑا کرکٹ بنانے کے پیچھے Crude Oil کی جانب ایک لطیف اشارہ ہے کیونکہ خام تیل نباتات اور جانوروں کے فوسلز سے مل کر بنتا ہے جو ہزاروں برس قبل زمین میں دفن ہو چکے ہوں۔

دوسری جانب ایک ایک مالیکیول کے اضافے یا تفریق کے فرق سے گیس کا نام، خصوصیات، اہمیت، استعمال اورافادیت تبدیل ہوجاتی ہیں۔ ذیل میں اس کا ایک اشارہ پیش کیا جارہا ہے۔

Methane(CH4)۔ میتھین گیس میں کاربن کا ایک مالیکیول اور ہائیڈروجن کے چار مالیکیولز پائے جاتے ہیں یہ گیس ہم اپنے گھروں میں جلاتے ہیں۔

یہ بات دلچسپ ہے کے جو گیس ہمارے چولہے میں جلتی ہے اور جس پر ہمارے گھر میں روز کھانا بنتا ہے وہ گیس ہزاروں برس قبل نباتات اور جانوروں کے فوسلز سے مل کر بنی جو اب آ کر قابل استعمال ہوئی۔

Ethane(C2H6)۔ایک بے رنگ قدرتی گیس ہے جو مختلف کیمیکلز بنانے کے کام آتی ہے
تاہم صرف مالیکیولز کے بڑھنے سے اس کا نام اور کام بدل گیا Propane(C3H8)۔
یہ ہائیڈروکاربن کی الکین سیریز کی ایک بے رنگ اور بے بو قدرتی گیس ہے یہ خام تیل اور قدرتی گیس میں پائی جاتی ہے اور پیٹرولیم کی ریفائننگ کے وقت فاضل پیداوار کے طور پر حاصل ہوتی ہے یہ بطور ایندھن ایک اہم گیس ہے۔

Butane(C4H10)۔ یہ ایک بے رنگ آتش گیر گیس ہے جو سینتھیٹک ربر کی تیاری میں کام آتی ہے یہ گاڑیوں کے آئل میں بھی استعمال ہوتی ہے۔

Pentane(C5H12)۔تھرمل پاور اسٹیشن میں Pantane استعمال ہوتا ہے۔

Hexane(C6H14)۔ چمڑے کی مصنوعات،کوکنگ آئل کو ایکسٹریکٹ کرنے میں بھی Haxane استعمال کیا جاتا ہے

ارشادات خداوندی:

اِلَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ
شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَ خَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا ۔۴۹۹

ترجمہ۔اللہ کی وہ ذات ہے جس کے لیے ملک ہے آسمانوں اور زمین کا اور اس نے کسی کو اپنی اولاد قرار نہیں دیا اور حکومت میں اس کا کوئی شریک نہیں، اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا، پھر اس کا ٹھیک اندازہ مقرر فرمایا۔

اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ۔۵۰۰

ترجمہ۔بے شک ہم نے ہر چیز کو انداز سے پیدا کیا۔

وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ۔۵۰۱

ترجمہ۔اللہ کا حکم مقرر کیا ہوا ہے۔

قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ وَّ هُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۔۵۰۲

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمادیجئے اللہ ہر چیز کا پیدا فرمانے والا ہے اور وہ تنہا ہے غالب ہے۔

وَ اللّٰہُ خَلَقَکُمۡ وَ مَا تَعۡمَلُوۡنَ۔۵۰۳

ترجمہ۔اللہ نے تمھیں بھی پیدا کیا ہے اور تمھارے اعمال کو بھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے،انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا،سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ کے ساتھ شرک کرنا یعنی جس نے تجھے پیدا کیا اور تو اس کا شریک ٹھہرائے۔۵۰۴؎

امیرالمومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

اللہ تعالی نے ہر شے کے لئے مقدار اور ہر مقدار کے لئے ایک معین وقت اور ہر وقت کے لئے حساب وکتاب قرار دیا ہے۔

اللہ نے جو چیز بھی پیدا کی اس کا ایک اندازہ رکھا یہ اندازہ مضبوط اور مستحکم ہے اللہ کا انتظام عمدہ اور پاکیزہ ہے تاہم مخلوقات کو جب اللہ کے حکم پر چلنے کا حکم دیا گیا تو انھوں نے اس کے حکم سے سرتابی نہیں کی ۔۔۔اللہ نے اپنی قدرت سے متضاد چیزوں میں ہم رنگی اور ہم آہنگی پیدا کی اور نفسوں کے رشتے کو جسموں سے جوڑ دیا یہ سب اشیاء کائنات اپنی حدود،افتادطبع اور شکل وصورت میں ایک دوسرے سے جدا ہیں اگرچہ تما مخلوقات منفرد اور یکتا ہیں جن کی ساخت مضبوط ہے۔۵۰۵؎

المصور۔(ہر ایک کو صورت دینے والا):

المصور۔عربی زبان کا لفظ ہے،جو(ص۔و۔ر) سے مشتق ہے۔

الصورہ۔سے مراد شکل وصورت اور ہیئت کے ہیں۔۵۰۶؎

قرآن کریم میں یہ اسم المصور(۱) مرتبہ آیا ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

هُوَ اللّٰہُ الۡخَالِقُ الۡبَارِئُ الۡمُصَوِّرُ۔۵۰۷

ترجمہ۔اللہ وہ ہے جو تخلیق کرتا ہے(الباری) نافذ کرتا ہے اور اس کے مطابق صورت گری کرتا ہے

مندرجہ بالا تینوں اسماء الحسنی کو جب ملا کر پڑھیں اور سمجھیں گے تو ہم پر تخلیق کائنات کا عقدہ کسی حد تک کھلے گا۔

اسم المصور کا نظام کائنات میں کردار:

اللہ تعالیٰ خود قرآن کریم میں بنی نوع انسان سے یہ سوال پوچھتے ہیں!

مَا تَرٰی فِیۡ خَلۡقِ الرَّحۡمٰنِ مِنۡ تَفٰوُتٍ۔ ۵۰۸

ترجمہ۔ کیا تو رحمن کی آفرینش میں کوئی نقص دیکھتا ہے؟

یعنی الرَّحۡمٰنِ نے اتنی خوبصورت کائنات اور طرح طرح کی مخلوقات تخلیق فرمائی ہیں تو اے انسان ذرا اس خوبصورت کائنات میں کوئی نقص تو تلاش کرو یقیناً تم کبھی بھی تلاش نہ کر سکو گے صورت کسی بھی انسان یا اشیاء کائنات کی ہو وہ اس کی شخصی پہچان ہے ہم انسانوں کو ان کیشکل و صورت کے ذریعے شناخت کرتے ہیں بالکل اسی طرح سے دیگر کائناتی اشیاء مثلاً سورج، چاند، ستارے، سیارے، اجرام فلکی، درخت، پھول، پودے، پہاڑ، دریا، سمندر، حیوانات، نباتات، جمادات اور حشرات الارض کو ان کی شکل وصورت کی بناء پر ہی جانتے اور پہچانتے ہیں اس اعتبار سے صورت کسی بھی شے کو شناخت کرنے کا ایک اہم ترین ذریعہ ہے حتیٰ کے دو جڑواں بھائی یا بہنیں اگر چہ ایک جیسے ہوتے ہیں لیکن ان کے والدین اور قریبی احباب انھیں شکل وصورت کے معمولی سے فرق سے بھی شناخت کر لیتے ہیں جس طرح سے کسی بھی شے کا نام اہمیت کا حامل ہوتا ہے بالکل اسی طرح سے شکل وصورت کی اہمیت سے بھی سرف نظر نہیں کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً جیسے ہی درخت کا نام لیا جائے تو درخت کی شکل وصورت فوراً ہمارے ذہن میں آجاتی ہے لیکن اگر یہ کہا جائے کے صنوبر کھجور، ناریل یا برگد کا درخت تو نام لیتے ہیں اس مخصوص درخت کی شکل وصورت انسانی ذہن میں وارد ہوتی ہے بالکل اسی طرح سے بے شمار انسان دنیا میں پائے جاتے ہیں لیکن اگر صرف زید کہہ دیا جائے تو کافی نہیں کیونکہ زید نام کے کئی انسان اس دنیا میں رہتے ہیں لیکن اگر زید بن محمد یا زید بن حارث ؓ یا زید بن ثابت ؓ کا نام لیا جائے تو پھر فوراً متعلقہ اصحاب اپنے علم وفن، دین کی خدمت اور اوصاف وکمالات کے ساتھ ہمارے ذہن میں فوری طور پر

آ جاتے ہیں۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَ صَوَّرَکُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَکُمْ ۔۵۰۹

ترجمہ۔اس نے زمین اور آسمانوں کو برحق پیدا کیا ہے اور تمھاری صورتیں بنائی اور بڑی عمدہ بنائی۔

یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر ۔۵۱۰

ترجمہ۔وہ اپنی مخلوق کی ساخت میں جس طرح سے چاہتا ہے اضافہ کرتا ہے یقیناً اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

اَلْمُصَوِّر اللہ کا ایک صفاتی نام ہے ازل سے ابد تک ہر شے کو مخصوص شکل وصورت دینے والی ذات صرف اور صرف اللہ کی ہے اللہ تعالی نے ہر شے کو ایک الگ شخصیت، شکل وصورت، پہچان اور نام دیا لیکن بات صرف یہاں پر ختم نہیں ہوئی بلکہ جس قدر اس اسم پر تفکر بڑھتا جائے گا اس قدر اس اسم کی گہرائی ذہن انسانی پر کھلتی چلی جائے گی یہاں تک کے انسان اپنے آپ کو شدت سے بے بس محسوس کرتے ہوئے یہ سوچے گا کے بس اب اس میں اس سے زیادہ سوچنے کی صلاحیت موجود نہیں۔

تقریباً سات کھرب انسان اس وقت دنیا میں پائے جاتے ہیں ان سب کی صورت گری اللہ نے فرمائی اور انھیں ان کی شناخت کے لئے ایک چہرہ دیا گیا اگر چہ چہرہ ہی انسان کی اولین پہچان اور شناخت ہے لیکن سارے انسانوں کا ناک نقشہ، کان، آنکھیں، بالوں کی ساخت، ان کی رنگت، قد کاٹھ، جسامت، حجم، وزن، ڈی این اے، فنگر پرنٹس الغرض کے آواز تک مختلف ہوتی ہے جب ہی فون پر یا ان دیکھے ہم اپنے ملنے والوں کو ان کی آواز سے بھی پہچان لیتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

بَلٰی قٰدِرِیْنَ عَلٰٓی اَنْ نُّسَوِّیَ بَنَانَہٗ ۔۵۱۱

ترجمہ۔ہم تو تمھاری انگلیوں کی پور پور کو درست بنانے پر قدرت رکھتے ہیں۔

کھجور کے درخت کی مثال لے لی جائے تو بظاہر اس کے سارے پتے ایک جیسے ہی نظر آتے ہیں لیکن اگر تفکر کیا جائے تو ہر پتا دوسرے پتے سے بالکل مختلف ہے، اس کی شکل وصورت، اس میں

موجود رگیں، اس کی رنگت، سائز، عمر اور تقدیر سب کی سب دیگر تمام پتوں سے الگ ہیں کیونکہ سارے پتے نا ایک ساتھ پیدا ہوئے اور نہ ہی ان کی موت ایک ساتھ واقع ہوگی تاہم ان سب کی تقدیر بھی مختلف ہے اسی طرح سے ہر کھجور اپنے سائز اور حجم کے اعتبار سے کم یا زیادہ غذائی اجزاء اور کیلوریز لئے ہوئے ہے۔ کچھ کھجوریں انسان کھاتے ہیں کچھ جانور اور پرندے کھاتے ہیں کچھ گل سڑ جاتی ہیں الغرض ایک درخت کے مختلف جز بھی اپنی شکل وصورت، عمر وتقدیر، موت اور حیات کے حوالے سے الگ ہیں جبکہ مرحلہ وار وہ تغیر وتبدل سے بھی گزر رہے ہیں۔

ارشادات خداوندی:

هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۔ ۵۱۲

ترجمہ۔ وہ ماں کے پیٹ میں جس طرح سے چاہتا ہے تمھاری صورتیں بناتا ہے اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ غالب اور حکمت والا ہے۔

یَخْلُقُكُمْ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِیْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ۔ ۵۱۳

ترجمہ۔ وہ تمھیں تمھاری ماؤں کے پیٹوں میں ایک بناوٹ کے بعد دوسری بناوٹ پر بناتا ہے تین تین اندھیروں میں۔

وَّ خَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۔ ۵۱۴

ترجمہ۔ ہم نے تمہیں جوڑے پیدا کیا ہے۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۔ ۵۱۵

ترجمہ۔ بے شک ہم نے انسان کو بہترین صورت پر پیدا کیا ہے۔

وَ مِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَاۤ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ وَ مِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَ جَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ

يَّتَفَكَّرُوْنَ۔ ۵۱۶

ترجمہ۔اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کے اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر یکا یک تم بشر ہو کر زمین میں پھیلتے چلے گئے اور اس کی نشانیوں میں ہے کہ اس نے تمھارے لئے تمھاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تا کہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمھارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں۔

وَ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّ غَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّ النَّخْلَ وَ الزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَ الزَّيْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّ غَيْرَ مُتَشَابِهٍ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ وَ لَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ۔ ۵۱۷

ترجمہ۔(اللہ) نے باغات پیدا فرمائے جو چڑھائے جاتے ہیں چھپریوں پر، اور ایسے بھی ہیں جو چھپریوں پر نہیں چڑھائے جاتے، اور پیدا فرمائے کھجور کے درخت اور کھیتی جس میں مختلف قسم کے کھانے کی چیزیں ہیں اور پیدا فرمایا زیتون کو اور انار کو جو ایک دوسرے کے مشابہ ہیں اور غیر مشابہ بھی ہیں۔کھاؤ ان کے پھلوں سے جبکہ پھل لائیں اور کٹائی کے دن اس کا حق دے دو اور فضول خرچی نہ کرو۔فضول خرچی کرنے والوں کو اللہ پسند نہیں فرماتا۔

وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ۔ ۵۱۸

ترجمہ۔لمبی لمبی کھجوریں جن کی گیلیں بہت گتھی ہوئی ہیں۔

ہر بیج میں بھی درخت کا پروگرام نہیں کچھ بیج جانوروں اور پرندوں کی غذا بنتے ہیں جبکہ بہت ہی کم بیج ایسے ہوتے ہیں جن میں درخت کا پروگرام موجود ہوتا ہے۔

وَّ جَنّٰتٍ اَلْفَافًا۔ ۵۱۹

ترجمہ۔اور گھنے گھنے باغات زمین سے نکالے۔

اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَ النَّوٰى۔ ۵۲۰

ترجمہ۔بے شک اللہ دانے اور گٹھلی کو چیرنے والا ہے۔

دنیا میں بے شمار پھول، پودے، پتے، درخت اور بیج ہیں لیکن ان میں سے کوئی دو پھل، پھول پتے اور بیج بھی ایک جیسے نہیں ان سب کی جسامت، رنگت، سائز، عمر، تقدیر، موت اور حیات سب ایک دوسرے سے الگ اور مختلف ہیں لیکن بات یہاں بھی ختم نہیں ہوئی کیونکہ فنا ہونے والا درخت، پھول، پتے، بیج حتیٰ کے ہر شے فنا کے بعد ایک نئی صورت اور قالب میں بدل جاتا ہے اب چاہے وہ مٹی کے ذرات میں مل کر کسی عمارت، شاہراہ، مسجد، منبر، مندر، گرجا، قبرستان، گلستان یا ریگستان کا حصہ بن جائے تاہم انسان کہاں تک ان چیزوں کا حساب رکھے گا وہ بیچارہ تو اپنی ذات کا بھی عارف نہیں اس کو تو اپنی آتی جاتی سانسوں، دل کی دھڑکنوں، انگلیوں کی پوروں اور اپنے DNA کا کوڈ بھی معلوم نہیں جبکہ سب سے زیادہ انسان خود اپنے ساتھ ہی وقت گزارتا ہے اگرچہ دنیا کے کسی بھی انسان میں یہ صلاحیت نہیں کے وہ اللہ کی نعمتوں کو گن سکے، چہ جائیکہ ان نعمتوں پر غور فکر اور تفکر و تدبر تو بہت دور کی بات ہے انسان اپنی بے شمار بشری کمزوریوں کی موجودگی میں بھلا کس طرح اشیاء کائنات کی جزئیات اور کلیات کے بارے میں قلم اٹھانے کی جراءت کر سکتا ہے؟

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ كُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ وَ كُلُّ صَغِيْرٍ وَّ كَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ۔۵۲۱

ترجمہ۔ ہر بات جو انھوں نے کی ہے وہ ایک کتاب میں موجود ہے اور ہر چھوٹا بڑا کام اس میں لکھا ہوا ہے۔

وَ لَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّ الْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ
سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۔۵۲۲

ترجمہ۔ اگر تمام درخت قلم بن جائیں اور سمندر کا سارا پانی سیاہی بن جائے اور سات سمندر اور بھی لائے جائیں تو بھی اللہ کی باتیں (صفات) ختم نہ ہوں گی۔

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ
كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَ لَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۔۵۲۳

ترجمہ۔ آپ ﷺ فرما دیجئے! اگر سمندر میرے رب کی باتوں کے لئے روشنائی ہو تو میرے

رب کی باتیں ختم ہونے سے پہلے سمندر ختم ہو جائے۔ اگر چہ ہم اس سمندر میں بڑھانے کے لئے اسی جیسا دوسرا سمندر لے آئیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! زمین پر کوئی چیز ایسی نہیں اگتی ہے کے جس پر ایک موکل فرشتہ نہ ہو۔ ۵۲۴ے

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک کراماً کاتبین کے سوا زمین میں اللہ کے کچھ فرشتے ہیں جو درختوں سے گرنے والے پتوں کو لکھ لیتے ہیں۔ ۵۲۵ے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

صورت گری یعنی مصوری کا مکمل اختیار صرف اور صرف اللہ کے پاس ہے انسانوں کو تصاویر بنانے سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔ اسی حوالے سے احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں!

ابو جحیفہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تصویر بنانے والے پر لعنت فرمائی۔ ۵۲۶ے

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں، ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے یہاں تشریف لائے میرے گھر کے دروازے پر ایک پردہ لٹک رہا تھا جس پر تصویر بنی ہوئی تھی، پردے کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پردے کو پھاڑ دیا اور فرمایا! قیامت کے دن جن لوگوں کو سخت عذاب دیا جائے گا ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو اللہ کی تخلیق کی مانند تخلیق کی کوشش کرتے ہیں۔ ۵۲۷ے

تصویر بنانے والے کو قیامت کے دن روح پھونکنے کا مکلف بنایا جاے گا۔ ۵۲۸ے

حضرت جابر بن عبد اللہؓ روایت کرتے ہیں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھر میں تصاویر رکھنے سے منع فرمایا ہے اور یہ بھی منع فرمایا ہے کے کوئی شخص تصاویر بنائے۔ ۵۲۹ے

گزشتہ شریعت میں بھی تصاویر بنانے کو سخت ناپسند یا گیا۔ اسی حوالے سے بائبل کی آیات ہیں!

تم اپنے لئے کوئی تراشی ہوئی مورت نا بنانا اور نا کسی چیز کی صورت بنانا جو بھی اوپر آسمان یا زمین یا زمین کے نیچے ہے۔ ۵۳۰ے

تم اپنے لئے نا کوئی بت بنانا، نا تراشی ہوئی مورت یا شبیہ دار پتھر کے جس کو سجدہ کرو۔ ۵۳۱ ۔

حَكِيْمٌ (بڑی حکمتوں والا):

حَكِيْمٌ ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ح۔ک۔م) سے مشتق ہے۔ ۵۳۲ ۔

الحکمۃ ۔ کے معنی فیصلے میں عدل وانصاف کو ملحوظ رکھنا یعنی فریقین اور معاملے کی حدود و قیود کا تعین کرتے ہوئے عدل وانصاف پر مبنی فیصلہ کرنا، اسی اعتبار سے حَكِيْمٌ اس شخص کو بھی کہتے ہیں جو حکمت اور ادنش کے ساتھ ہر چیز کو بالکل درست انداز سے اس کے اصل مقام پر تناسب اور توازن کے ساتھ رکھ دے یا قائم کر دے یعنی نہایت بہترین انداز سے معاملات کو سرانجام دینا۔

ابن فارس نے کہا کے حکمت کو حکمت اس لئے کہا جاتا ہے تاکہ وہ جہالت اور نادانی کی باتوں کو روکے۔

حکم ۔ کے ایک معنی کسی چیز کا کسی مقام پر جم جانا، رک جانا اور مستحکم ہو جانا ہے اسی وجہ سے قرآن کریم کو قرآن حکیم بھی کہا جاتا ہے کیونکہ وہ ہر شے کا ایک مقام متعین کر کے اس کو اس کی قائم کردہ حدود میں روکے رکھتی ہے اور اس کو آگے بڑھنے نہیں دیتی۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۔ ۵۳۳

ترجمہ۔ اللہ علم والا ہے حکمت والا ہے۔

تمام اختلافی امور میں درست فیصلے کو بھی حکیم کہا جاتا ہے اسی اعتبار سے اللہ ایک اسم حَكِيْمٌ ہے کیونکہ وہ کائنات کو درست اور ٹھیک راستے پر چلاتا ہے قرآن کریم کو قرآن حکیم بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس کی آیات حکمت اور معرفت سے لبریز ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہیں!

وَ الْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۔ ۵۳۴ ۔ ترجمہ۔ قسم ہے حکمت والے قرآن کی۔

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۔ ۵۳۵ ۔ ترجمہ۔ یہ حکمت والے قرآن کی آیات ہیں۔

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۔ ۵۳۶ ۔ ترجمہ۔ یہ حکمت والی کتاب کی آیات ہیں۔

اسم حَكِيمٌ کا نظام کائنات میں کردار:

اسم حَكِيمٌ کی نفوذ پذیری کل کائنات میں جاری ہے کائنات کے مطالعے سے یہ معلوم ہوتا ہے کے یہاں کوئی شے بھی حکمت اور معرفت سے خالی نہیں اگر اشیاء کائنات پر تفکر اور تدبر کیا جائے تو ہر شے حیران کن اور عقل کو خیرہ کر دینے کے لئے کافی ہے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا قول ہے کے اگر میں ایک تنکے پر تفکر کروں تو مجھ پر ہیبت طاری ہو جاتی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اسی قول پر اگر تفکر کر لیا جائے تو انسان کو اپنی کم مائے گی اور کم عقلی کا بھرپور ادراک حاصل ہو جائے گا مثلاً

۱۔اس تنکے کا گزشتہ خاندان اور آباؤ اجداد کون تھے؟

۲۔اس کا وقت پیدائش؟

۳۔اس کی غذا اور اس غذا کا اس تک پہنچنے کے انتظامات؟

۴۔اس کی تسبیحات کیا ہیں؟

۵۔وہ کس طرح سے اللہ کی حمد وثناء، عبادات اور صبح وشام اللہ کو کس طرح سے سجدہ کرتا ہے؟

۶۔اس کی تقدیر کیا ہے؟

۷۔اس تنکے میں اللہ نے کیا کیا شفایابی کی صلاحیتیں پوشیدہ رکھی ہیں؟

۸۔اس تنکے کی موت کس طرح سے واقع ہوگی؟

۹۔وہ تنکا کیا کسی انسان یا جانور کی غذا بنے گا یا پھر مٹی میں ہی مل جائے گا؟

۱۰۔اس کی آل اولاد کون ہیں اور کتنی ہیں؟

۱۱۔آج سے ہزار سال کے بعد وہ اس دنیا میں کس حال میں ہوگا؟

۱۲۔قیامت سے قبل وہ دنیا کے کس حصے اور مقام میں کس حالت میں ہوگا؟

الغرض کے بے شمار سوالات ہیں جو کہ تشنہ جواب ہیں یہ بات تو صرف ایک تنکے کی ہے لیکن ابھی پوری کائنات اور اس میں موجود مخلوقات باقی ہیں اللہ رب العزت کے علم میں اس کی کل مخلوقات ،ان کی موت وحیات ، ان کی تسبیحات وعبادات ،ان کی اچھی بری تقدیر اور ان میں موجود خیر وشر کی صفات ہیں (قرآن) حکمت والے خبردار (اللہ) کی طرف سے تفصیل سے بیان کیا گیا

ہے۔ ۵۳۷؎

یعنی اللہ تعالیٰ کے علم میں کائنات اور اشیاء کائنات کی بالکل درست ترتیب، تناسب اور توازن موجود ہے اور ایک مکمل قانون اور وحی کردہ ضابطہ کے تحت کل مخلوقات اور اشیاء ان پر مسلسل عمل پیرا ہیں اللہ تعالیٰ نے نے اپنے برگزیدہ پیغمبروں کے ذریعے بنی نوع انسانیت پر علم وحکمت کے دروازے کھولے تا کہ انسان فلاح اور ہدایت حاصل کر سکے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ۔ ۵۳۸

ترجمہ۔(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمھیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ۔۵۳۹

ترجمہ۔ہم نے تمھیں سات ایسی آیات دے رکھی ہیں جو بار بار دہرائے جانے کے لائق ہیں اور تمھیں قرآن عظیم عطا یا ہے۔

ا۔طوال ۔۔۔۔جو پہلی سات سورتیں ہیں انھیں طوال کہا جاتا ہے یعنی لمبی سورتیں جن میں شامل (ا۔البقرہ۔ ۲۔آل عمران۔ ۳۔النساء۔ ۴۔المائدہ۔ ۵۔انعام۔ ۶۔اعراف۔ ۷۔انفال وتوبہ)۔

۲۔مئین ۔۔۔۔۔یہ وہ سورتیں ہیں جن میں ۱۰۰ سے زائد آیات ہیں۔

۳۔مثانی۔۔۔۔۔یہ وہ سورتیں ہیں جن میں ۱۰۰ سے کم آیات آتی ہیں۔

۴۔مفصل۔۔۔۔۔یہ وہ سورتیں ہیں جو کہ سورہ الحجرات کے بعد آخر تک جتنی بھی ہیں۔

حضرت امام احمد بن حنبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث کو روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھے تورات کی جگہ سات طویل سورتیں عطا کی گئی ہیں مئین مجھے زبور کے مقابلے میں عطا کی گئی ہے اور انجیل کی جگہ مجھے مثانی عطا کی گئی ہیں جبکہ مفصل سورتیں مجھے بطور فضیلت اضافی طور پر دی گئی ہیں۔ ۵۴۰؎

ارشادات خداوندی:

اِنَّهٗ هُوَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَكِیۡمُ ۔۵۴۱ ترجمہ۔ بے شک وہی جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَكِیۡم ۔ ۵۴۲ ترجمہ۔ بے شک تو ہی جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

وَ هُوَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَكِیۡم ۔ ۵۴۳ ترجمہ۔اور وہی جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

وَ اللّٰهُ عَلِیۡمٌ حَكِیۡمٌ ۔ ۵۴۴ ترجمہ۔اللہ جاننے والا اور حمت والا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلِیۡمٌ حَكِیۡم ۔۵۴۵ ترجمہ۔ بے شک اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

اِنَّ رَبَّكَ عَلِیۡمٌ حَكِیۡمٌ ۔۵۴۶

ترجمہ۔(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رب جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

اِنَّ رَبَّكَ حَكِیۡمٌ عَلِیۡم ۔۵۴۷

ترجمہ۔ بے شک تیرا رب جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

اِنَّهٗ حَكِیۡمٌ عَلِیۡم ۔۵۴۸ ترجمہ۔ بے شک وہی حکمت والا اور جاننے والا ہے۔

وَ هُوَ الۡحَكِیۡمُ الۡعَلِیۡمُ ۔۵۴۹ ترجمہ۔وہی حکمت والا اور جاننے والا ہے۔

وَ اِنَّكَ لَتُلَقَّى الۡقُرۡاٰنَ مِنۡ لَّدُنۡ حَكِیۡمٍ عَلِیۡمٍ ۔۵۵۰

ترجمہ۔اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کچھ شک نہیں کہ تجھ پر قرآن کا لقاء حکمت والے اور جاننے والے کے پاس سے کیا جاتا ہے۔

یُّؤۡتِی الۡحِكۡمَةَ مَنۡ یَّشَآءُ ۚ وَ مَنۡ یُّؤۡتَ الۡحِكۡمَةَ فَقَدۡ اُوۡتِیَ خَیۡرًا كَثِیۡرًا ؕ
وَ مَا یَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ۔۵۵۱

ترجمہ۔وہ جن کو (مرد وعورت) چاہتا ہے حکمت دیتا ہے اور جس کو (مرد وعورت) حکمت ملی اس کو بڑی نعمت ملی اور نصیحت بھی وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حکمت مومن کی گمشدہ میراث ہے تاہم مومن کو علم وحکمت جہاں سے بھی ملے وہ اسے حاصل

کر لے کیونکہ وہ اس کا سب سے زیادہ حق دار ہے۔ ۵۵۲؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

علم تو حاکم ہے جبکہ مال محکوم ہے۔

علم ایسی سلطنت ہے جو اسے پا جاتا ہے وہ اسی کے ذریعے یلغار کرتا ہے اور جو اس سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے وہ اسی کے ذریعے یلغار کا نشانہ بن جاتا ہے۔ جب انسان کا علم بڑھ جاتا ہے تو اس کا اپنے رب سے ادب ولحاظ اور خوف بھی بڑھ جاتا ہے۔ ۵۵۳؎

حوالہ کتب:

۱۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۔

۲۔سورہ الحشر۔آیت۔۳۔

۳۔سورہ الحشر۔آیت۔۴۔

۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔

۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔

۶۔ شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۷۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔

۸۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۔

۹۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۱۰۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۱۱۔بغوی المعجم۔

۱۲۔سورہ الحشر۔آیت۔۵۔

۱۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔

۱۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔

۱۵۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔

۱۶۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی (۹۱۱ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔

۱۷۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۱۸۔سورہ الحشر۔آیت۔۷۔

۱۹۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۰۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۵۸۔
۲۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۵۸۔
۲۴۔روح المعانی۔علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی (متوفی ۱۲۷۰ھ)۔مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۔دارالفکر بیروت ۱۴۱۷ھ۔
۲۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۵۸۔
۲۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۸۴۔
۲۷۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۰۱۔
۲۸۔سورہ التکویر۔آیت۔۲۱۔
۲۹۔سورہ احزاب۔آیت۔۱۷۔
۳۰۔سورہ الحشر۔آیت۔۷۔
۳۱۔سورہ النور۔آیت۔۶۳۔
۳۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۳۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۲۹۴۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۳۴۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۱۔
۳۵۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۱۔
۳۶۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی (۹۱۱ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۷۔ الفردوس بما ثور الخطاب۔امام ابوشجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ الدیلمی (متوفی ۵۰۹ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۶ھ۔
۳۸۔سورہ الطور۔آیت۔۱۰۔
۳۹۔سورہ النباء۔آیت۔۶۔۷۔
۴۰۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۳۱۔
۴۱۔سورہ لقمان۔آیت۔۱۰۔
۴۲۔سورہ النحل۔آیت۔۱۵۔
۴۳۔سورہ ق۔آیت۔۷۔
۴۴۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۴۵۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دار الفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔

۴۶۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۷۔سورہ فاطر۔آیت۔۲۷۔
۴۸۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۴۹۔سورہ اعراف۔آیت۔۷۴۔
۵۰۔سورہ الحجر۔آیت۔۸۲۔
۵۱۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۴۹۔
۵۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۹۳۔
۵۳۔سورہ النساء۔آیت۔۱۵۴۔
۵۴۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۴۳۔
۵۵۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۷۱۔
۵۶۔سورہ مریم۔آیت۔۵۲۔
۵۷۔سورہ طٰحہٰ۔آیت۔۸۰۔
۵۸۔سورہ المومنون۔آیت۔۲۰۔
۵۹۔سورہ القصص۔آیت۔۲۹۔
۶۰۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۷۹۔
۶۱۔سورہ سبا۔آیت۔۱۰۔
۶۲۔سورہ طور۔آیت۔۱۔
۶۳۔سورہ التین۔آیت۔۲۔
۶۴۔سورہ ھود۔آیت۔۴۴۔
۶۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۵۸۔
۶۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۹۸۔
۶۷۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۶۸۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۶۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۷۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۷۱۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۷۹۔
۷۲۔کشکول۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۲۴۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی۔۱۹۹۰ء۔
۷۳۔ماہنامہ قلندر شعور۔اگست۔۲۰۲۴ء۔
۷۴۔سورہ الطور۔آیت۔۱۰۔
۷۵۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۲۔

٧٦۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ١٤٠٥ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔١٩٩٨ء۔
٧٧۔سورہ یوسف۔آیت۔١٠۔
٧٨۔سورہ الحشر۔آیت۔٢٢۔
٧٩۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ١٤٠٥ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔١٩٩٨ء۔
٨٠۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ١٤٠٥ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔١٩٩٨ء۔
٨١۔الجامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ٣١١ھ)۔ج۔١١۔ص۔١٠٥۔مطبوعہ دار المعرفہ۔
٨٢۔سورہ طٰحٰہ۔٥۔
٨٣۔سورہ الرحمن۔آیت۔١۔٤۔٤۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔١١٠۔
٨٤۔سورہ الملک۔آیت۔٣۔
٨٥۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔١١٠۔
٨٦۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ٢٧٩ھ)۔رقم الحدیث۔٣١١٧۔مطبوعہ دار الفکر بیروت
٨٧۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ٢٧٥ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
٨٨۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ٢٧٥ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
٨٩۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ٢٧٩ھ)۔رقم الحدیث۔٣١١٧۔
٩٠۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ٢٥٦ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
٩١۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ٢٧٩ھ)۔رقم الحدیث۔٣١١٧۔مطبوعہ دار الفکر بیروت
٩٢۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ٢٤١ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔١٣٩٨ھ۔
٩٣۔المعجم الکبیر۔امام ابو قاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ٣٦٠ھ)۔رقم الحدیث۔٣٥٧۔مطبوعہ دار احیا التراث العربی۔
٩٤۔سورہ محمد۔٢٢۔٢٣۔
٩٥۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ٥٠٢ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
٩٦۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی (متوفی ١٢٠٥ھ)۔مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصر۔
٩٧۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی (متوفی ١٢٠٥ھ)۔مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصر۔
٩٨۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ٥٠٢ھ)۔ص۔١٩٢۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ
٩٩۔سورہ اعراف۔آیت۔١٥٦۔
١٠٠۔سورہ المومن۔آیت۔٧۔
١٠١۔سورہ المومن۔آیت۔٧۔
١٠٢۔سورہ البروج۔آیت۔١٤۔
١٠٣۔سورہ انعام۔آیت۔١٢۔
١٠٤۔کتاب اسماء والصفات۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ٤٥٨ھ)۔مطبوعہ دار احیا التراث العربی۔
١٠٥۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ٢٥٦ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔

۱۰۶۔سورہ الزمر۔آیت۔۵۳۔
۱۰۷۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۲۔
۱۰۸۔سورہ ہود۔آیت۔۹۔
۱۰۹۔سورہ روم۔آیت۔۳۶۔
۱۱۰۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۲۴۔
۱۱۱۔سورہ روم۔آیت۔۵۰۔
۱۱۲۔سورہ ہود۔آیت۔۱۰۔
۱۱۳۔سورہ کہف۔آیت۔۸۲۔
۱۱۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۶۳۔
۱۱۵۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۔۲۔
۱۱۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۵۔
۱۱۷۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۱۸۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ)۔مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔
۱۱۹۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ)۔مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔
۱۲۰۔بخاری۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ
۱۲۱۔بخاری۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ
۱۲۲۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۱۱۷۔مطبوعہ دارالفکر۔
۱۲۳۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۱۱۷۔مطبوعہ دارالفکر۔
۱۲۴۔سنن ابوداوٗد۔امام ابوداوٗد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
۱۲۵۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۲۸۔
۱۲۶۔سورہ الانبیا۔آیت۔۱۰۷۔
۱۲۷۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۳۔
۱۲۸۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصر۔
۱۲۹۔لغات القرآن۔غلام پرویز۔ص۔۱۵۵۶۔طلاع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۳۰۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۳۔
۱۳۱۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۱۱۴۔
۱۳۲۔سورہ الملک۔آیت۔۱۔
۱۳۳۔سورہ التغابن۔آیت۔۱۔
۱۳۴۔سورہ الزخرف۔آیت۔۸۵۔
۱۳۵۔سورہ الحدید۔آیت۔۵۔
۱۳۶۔سورہ یٰسین۔آیت۔۸۳۔

۱۳۷۔سورہ آل عمران۔آیت۔۲۶۔
۱۳۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۵۔
۱۳۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۵۔
۱۴۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۵۔
۱۴۱۔سورہ الرحمن۔آیت۔۲۹۔
۱۴۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۴۳۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۵۸۔
۱۴۴۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۵۔
۱۴۵۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۲۹۔
۱۴۶۔سورہ حدید۔آیت۔۴۔
۱۴۷۔سورہ شوریٰ۔آیت۔۱۲۔
۱۴۸۔سورہ ھود۔آیت۔۷۔
۱۴۹۔سورہ النمل۔آیت۔۲۶۔
۱۵۰۔سورہ المومنون۔آیت۔۱۱۶۔
۱۵۱۔سورہ المومن۔آیت۔۱۴۔
۱۵۲۔سورہ الزمر۔آیت۔۶۷۔
۱۵۳۔سورہ الزخرف۔آیت۔۸۲۔
۱۵۴۔سورہ البروج۔آیت۔۱۵۔
۱۵۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۵۔
۱۵۶۔سورہ روم۔آیت۔۲۶۔
۱۵۷۔سورہ السجدہ۔آیت۔۵۔
۱۵۸۔سورہ الحدید۔آیت۔۵۔
۱۵۹۔سورہ الفرقان۔آیت۔۲۔
۱۶۰۔سوہ یٰسین۔آیت۔۸۳۔
۱۶۱۔سورہ البروج۔آیت۔۱۶۔
۱۶۲۔سورہ الانبیا۔آیت۔۲۳۔
۱۶۳۔سورہ رعد۔آیت۔۴۱۔
۱۶۴۔سورہ المومنون۔آیت۔۸۸۔
۱۶۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۵۔
۱۶۶۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۱۱۷۔مطبوعہ دار الفکر۔
۱۶۷۔کتاب اسماوالصفات۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داراحیا التراث العربی۔

۱۶۸۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۶۹۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۷۰۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۷۱۔النہج الاسمیٰ فی شرح اسماء الحسنیٰ۔الشیخ محمد الحمو دالنجدی۔ج۔۱۔ص۔۱۱۰۔مکتبہ الامام الذہبی الکویت۔
۱۷۲۔النہج الاسمیٰ فی شرح اسماء الحسنیٰ۔الشیخ محمد الحمو دالنجدی۔ج۔۱۔ص۔۱۱۱۔مکتبہ الامام الذہبی الکویت۔
۱۷۳۔سورہ الحشر۔ایت۔۲۳۔
۱۷۴۔سورہ النمل۔آیت۔۸۔
۱۷۵۔سورہ یٰسین۔آیت۔۸۳۔
۱۷۶۔سورہ الانبیا۔آیت۔۲۲۔
۱۷۷۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۴۔
۱۷۸۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۳۔
۱۷۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۰۔
۱۸۰۔سورہ المزمل۔آیت۔۶۔
۱۸۱۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۰۳۔
۱۸۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۸۳۔
۱۸۳۔سورہ مائدہ۔آیت۔۶۔
۱۸۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۶۸۔
۱۸۵۔سورہ الحجر۔آیت۔۲۰۔
۱۸۶۔سورہ النحل۔آیت۔۱۱۴۔
۱۸۷۔سورہ النسا۔آیت۔۳۶۔
۱۸۸۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۹۹۔
۱۸۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۹۰۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۱۹۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۹۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۹۳۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۳۔
۱۹۴۔سورہ الزمر۔آیت۔۵۳۔
۱۹۵۔تفسیر ابن کثیر۔علامہ امام ابوالفدا عماد الدین حافظ ابن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ)۔ج۔۳۔ص۔۲۸۹۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۳۔داالفکر بیروت۔
۱۹۶۔روح المعانی۔علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی (متوفی ۱۲۷۰ھ)۔ج۔۱۴۔ص۔۶۳۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۳۔مطبوعہ دار احیا التراث العربی۔

۱۹۷۔سورہ مریم۔آیت۔۱۵۔
۱۹۸۔سوہ النحل۔آیت۔۳۲۔
۱۹۹۔سورہ زمر۔آیت۔۷۳۔
۲۰۰۔الاستعاب فی المعرفہ الاصحاب۔حافظ ابوعمر ویوسف بن عبداللہ بن محمد عبدالبر۔(متوفی ۴۶۳ھ)۔ج۔۴۔ص ۳۸۱۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔
۲۰۱۔المعجم الکبیر۔امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔ج۔۱۰۔رقم الحدیث۔۱۰۱۹۶۔مطبوعہ داراحیاالتراث العربی۔بیروت۔
۲۰۲۔سورہ یونس۔آیت۔۲۵۔
۲۰۳۔الترغیب والترھیب۔امام زی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری۔(متوفی۔۶۵۶ھ)۔ج۔۳۔ص۔۲۸۷۔دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۰۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۱۱۷۔مطبوعہ دارالفکر۔
۲۰۵۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۰۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۰۷۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۰۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۱۱۷۔مطبوعہ دارالفکر۔
۲۰۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۱۰۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۲۱۱۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۱۲۔کتاب اسماوالصفات۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داراحیاالتراث العربی۔
۲۱۳۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۱۱۷۔مطبوعہ دارالفکر۔
۲۱۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۱۱۷۔مطبوعہ دارالفکر۔
۲۱۵ تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۴۰۰۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۲۱۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۱۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۱۸۔سورہ التغابن۔آیت۔۸۔
۲۱۹۔سورہ النور۔آیت۔۵۵۔
۲۲۰۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۳۔
۲۲۱۔سورہ القریش۔آیت۔۱۔۴۔
۲۲۲۔کتاب اسماوالصفات۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داراحیاالتراث العربی۔
۲۲۳۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۳۔

۲۲۴۔سورہ انعام۔آیت۔۸۲۔
۲۲۵۔سورہ التوبہ۔آیت۔۷۲۔
۲۲۶۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۳۵۔
۲۲۷۔سورہ یوسف۔آیت۔۹۹۔
۲۲۸۔ المعجم الکبیر۔امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) ۔ج۔۱۰۔رقم الحدیث ۔۵۹۴۲۔مطبوعہ داراحیاالتراث العربی۔بیروت۔
۲۲۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۳۰۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
۲۳۱۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۳۲۔المعجم اولاسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)مطبوعہ مکتبہ المعارف ریاض۔
۲۳۳۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث ۔۳۱۱۷۔مطبوعہ دارالفکر۔
۲۳۴۔ الکشف والخفا ومزیل الالباس۔علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی (متوفی ۱۱۶۴ھ) ۔ج۔ ۱۰۔ص۔ ۱۳۴۳۔مطبوعہ مکتبہ الغزالی دمشق۔
۲۳۵۔شرح الصدور۔علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)۔ص۔ ۶۴۔دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۳۶۔تجلیات حکمت۔مرتب ۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی ۔مترجم ۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔ ۱۴۲۴ھ۔
۲۳۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۳۸۔سورہ المائدہ۔۴۸۔
۲۳۹۔سورہ الحشر۔آیت۔ ۲۳۔
۲۴۰۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۷۔
۲۴۱۔سورہ سبا۔آیت۔۱۳۔
۲۴۲۔سورہ آل عمران۔آیت۔۵۔
۲۴۳۔سورہ انعام۔آیت۔۵۹۔
۲۴۴۔سورہ النسا۔آیت۔۱۔
۲۴۵۔سورہ احزاب۔آیت۔۵۲۔
۲۴۶۔سورہ الزمر۔آیت۔۶۲۔
۲۴۷۔سورہ طارق۔آیت۔۴۔
۲۴۸۔سورہ الانفطار۔آیت۔۱۰۔۱۲۔
۲۴۹۔سورہ انعام۔آیت۔۶۱۔
۲۵۰۔سورہ ق۔آیت۔۱۷۔۲۲۔
۲۵۱۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔رقم الحدیث ۔۶۵۷۷۔مطبوعہ دار

احیاالتراث العربی۔ بیروت۔
۲۵۲۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)۔مطبوعہ دار المعرفہ۔ بیروت۔۱۴۰۹ھ۔
۲۵۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۵۴۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۲۶۔
۲۵۵۔سورہ آل عمران۔آیت۔۲۶۔
۲۵۶۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)۔ج۔۷۔رقم الحدیث۔۹۰۔مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت۔۱۴۰۹ھ۔
۲۵۷۔تفسیر ابن کثیر۔علامہ امام ابوالفدا اعماد الدین حافظ ابن کثیر (متوفی ۸۸۴ھ)۔ج۔۳۔ص۔۴۷۹۔تفسیر سورہ الحشر۔آیت۔۲۳۔داالفکر بیروت
۲۵۸۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ)۔ج۔۲۔ص۔۱۰۱۔تفسیر سورہ البقرہ۔آیت ۲۲۸۔مطبوعہ دار الفکر
۲۵۹۔النھج الاسمیٰ فی شرح اسماء الحسنیٰ۔الشیخ محمد الحمود النجدی۔ج۔۱۔ص۔۱۳۷۔مکتبہ الامام الذہبی الکویت۔
۲۶۰۔شرح مشکوۃ۔
۲۶۱۔سورہ رعد۔آیت۔۴۱۔
۲۶۲۔سورہ انعام۔آیت۔۴۵۔
۲۶۳۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۲۶۴۔سورہ الصٰفٰت۔آیت۔۱۸۰۔
۲۶۵۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۳۔
۲۶۶۔سورہ النمل۔آیت۔۷۸۔
۲۶۷۔سورہ انعام۔آیت۔۹۶۔
۲۶۸۔سورہ یٰسین۔آیت۔۳۸۔
۲۶۹۔سورہ المومن۔آیت۔۱۔۲۔
۲۷۰۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۲۔
۲۷۱۔سورہ الزخرف۔آیت۔۹۔
۲۷۲۔تفسیر روح المعانی۔علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی (متوفی ۱۲۷۰ھ)۔ج۔۱۲۔ص۔۱۷۳۔سورہ فاطر۔آیت۔۱۰۔مطبوعہ دار احیاالتراث۔
۲۷۳۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔ج۔۶۔ص۔۳۱۹۔مطبوعہ داع الکتب العلمیہ۔بیروت۔۱۴۰۱ھ۔
۲۷۴۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۲۷۵۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۷۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۷۷۔لغات القرآن ۔غلام پرویز۔ص۔۱۴۱۴۔طلاع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۷۸۔سورہ المائدہ۔آیت۔۲۲۔
۲۷۹۔سورہ الحشر۔۲۳۔
۲۸۰۔سورہ ق۔۴۵۔
۲۸۱۔سورہ الشعرا۔آیت۔۱۳۰۔
۲۸۲۔سورہ مریم۔۳۲۔
۲۸۳۔تفسیر ابن کثیر۔علامہ امام ابوالفدا عماد الدین حافظ ابن کثیر (متوفی ۸۸۴ھ) ۔ج۔۳۔ص۔۲۷۹۔ داالفکر بیروت۔۱۴۱۹ھ.
۲۸۴۔فتح القدیر۔امام محمد بن علی بن محمد الشوکانی (متوفی ۱۲۵۰ھ)۔ج۔۵۔ص۔۲۰۸۔مطبوعہ دار المعرفہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔
۲۸۵۔سورہ الشعرا۔آیت۔۶۳۔
۲۸۶۔سورہ رعد۔آیت۔۴۱۔
۲۸۷۔سورہ انعام۔آیت۔۴۵۔
۲۸۸۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۱۔۳۔
۲۸۹۔ الکشف والخفا ومزیل الالباس۔علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی (متوفی ۱۱۶۴ھ) ۔ج۔۱۰۔ص۔۱۲۲۔مطبوعہ مکتبہ الغزالی دمشق۔
۲۹۰۔تفسیر القرآن العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ)۔رقم الحدیث۔۱۹۱۱۰۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۹۱۔شرح الصدور۔علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)۔ص۔۶۴۔دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۹۲۔سورہ اعراف۔آیت۔۴۰۔
۲۹۳۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔رقم الحدیث۔۴۴۹۴۔مطبوعہ داع الکتب العلمیہ۔بیروت۔۱۴۰۱ھ۔
۲۹۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۹۵۔ الکشف والخفا ومزیل الالباس۔علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی (متوفی ۱۱۶۴ھ) ۔ج۔۱۰۔ص۔۱۵۳۔مطبوعہ مکتبہ الغزالی دمشق۔
۲۹۶۔شرح الصدور۔علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)۔ص۔۶۴۔دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۹۷۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۳۔
۲۹۸۔سورہ ق۔آیت۔۴۵۔
۲۹۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۲۵۴۹۔مطبوعہ دار الفکر۔
۳۰۰۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

۳۰۱۔طیبی۔شرح مشکوۃ کتاب الدعوات۔باب اسماءاللہ تعالی۔ج۔۵۔ص۔۲۱۔
۳۰۲۔نہج البلاغہ۔ خطبات حضرت علیؑ۔ مترجم۔ حجتہ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔ خطبہ نمبر۔۸۶۔ص۔۲۵۰۔مکتبہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔سن ندارد۔
۳۰۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۳۰۴۔شان الدعاء۔لابی سلیمان حمد بن محمد خطابی الحافظ۔ص۔۳۸۔دارالمامون التراث۔
۳۰۵۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری(متوفی ۳۱۱ھ)۔ج۔۲۸۔ص۔۴۷۔مطبوعہ دارالمعرفہ
۳۰۶۔النھج الاسمیٰ فی شرح اسماء الحسنیٰ۔الشیخ محمد الحمود النجدی۔ج۔۱۔ص۔۱۵۲۔مکتبہ الامام الذہبی الکویت۔
۳۰۷۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری(متوفی ۳۱۱ھ)۔ج۔۳۔ص۔۵۷۔مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت۔۱۴۰۹ھ۔
۳۰۸۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۳۔
۳۰۹۔سورہ النسا۔آیت۔۱۷۳۔
۳۱۰۔سورہ لقمان۔آیت۔۷۔
۳۱۱۔سورہ الصفٰت۔آیت۔۳۵۔
۳۱۲۔سورہ انعام۔آیت۔۹۳۔
۳۱۳۔سورہ اعراف۔آیت۔۳۶۔
۳۱۴۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری(متوفی ۲۶۱ھ)۔ج۔۱۔ص۔۶۵۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۳۱۵۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۴۰۰۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۳۱۶۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۴۔
۳۱۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز۔طلاع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۳۱۸۔لغات القرآن۔غلام پرویز۔طلاع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۳۱۹۔سورہ اعراف۔آیت۔۵۴۔
۳۲۰۔النھج الاسمیٰ فی شرح اسماء الحسنیٰ۔الشیخ محمد الحمود النجدی۔ج۔۱۔ص۔۱۶۱۔تفسیر سورہ فاطر۔آیت۔۳۔مکتبہ الامام الذہبی الکویت۔
۳۲۱۔النھج الاسمیٰ فی شرح اسماء الحسنیٰ۔الشیخ محمد الحمود النجدی۔ج۔۱۔ص۔۱۶۴۔مکتبہ الامام الذہبی الکویت۔
۳۲۲۔سورہ العلق۔آیت۔۱۔
۳۲۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز۔طلاع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۳۲۴۔سورہ المومنون۔آیت۔۱۲۔۱۴۔
۳۲۵۔سورہ دہر۔آیت۔۳۔
۳۲۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری(متوفی ۲۶۱ھ)۔رقم الحدیث۔۳۱۱۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی

الباز مکہ مکرمہ۔
۳۲۷۔سورہ الحج۔آیت۔۶۔۵۔
۳۲۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۳۲۹۔سورہ النبا۔آیت۔۸۔
۳۳۰۔سورہ الفرقان۔آیت۔۵۴۔
۳۳۱۔سورہ التین۔آیت۔۴۔
۳۳۲۔سورہ السجدہ۔آیت۔۹۔
۳۳۳۔فتح القدیر۔امام محمد بن علی بن محمد الشوکانی (متوفی ۱۲۵۰ھ)۔ص۔۳۱۹۔مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت۔
۳۳۴۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۸۵۔
۳۳۵۔سورہ فاطر۔آیت۔۱۱۔
۳۳۶۔سورہ النبا۔آیت۔۸۔
۳۳۷۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل۔ج۔۲۱۔ص۔۱۲۔رقم الحدیث۔۱۳۲۷۹۔موسستہ الرسالہ۔بیروت۔
۳۳۸۔سورہ انعام۔آیت۔۲۔
۳۳۹۔سورہ فاطر۔آیت۔۳۷۔
۳۴۰۔سورہ انعام۔آیت۔۷۳۔
۳۴۱۔سورہ احقاف۔آیت۔۳۔
۳۴۲۔سورہ ہود۔آیت۔۷۔
۳۴۳۔سورہ الفرقان۔آیت۔۵۹۔
۳۴۴۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔کتاب المنافقین۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۳۴۵۔لغات القرآن۔غلام پرویز۔ص۔۲۴۲۔طلاع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۳۴۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز۔ص۔۲۴۲۔طلاع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۳۴۷۔سورہ الحج۔آیت۔۷۵۔
۳۴۸۔سورہ فاطر۔آیت۔۱۔
۳۴۹۔سورہ الذاریات۔۴۔
۳۵۰۔سورہ النزعت۔آیت۔۳۔۵۔
۳۵۱۔سورہ النحل۔آیت۔۵۰۔
۳۵۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۴۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۶۱۔سورہ کہف۔آیت۔۵۰۔
۳۵۳۔کشف الاستار عن الزوائد البزار۔حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ)۔رقم الحدیث۔ ۳۱۲۸۔مطبوعہ موسستہ الرسالہ بیروت۔

۳۵۴۔احسان وتصوف ۔خواجہ شمس الدین عظیمی ۔ص۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین یونیورسٹی ملتان ۔ ۲۰۰۴ء۔

۳۵۵۔سورہ طلاق ۔آیت ۔ ۱۲۔

۳۵۶۔سورہ نوح ۔آیت ۔ ۱۵۔

۳۵۷۔سورہ النبا۔آیت ۔ ۱۲۔

۳۵۸۔سورہ حم السجدہ۔آیت ۔ ۱۲۔

۳۵۹۔سورہ المومنون ۔آیت ۔ ۱۷۔

۳۶۰۔سورہ الرحمن ۔آیت ۔ ۷۔

۳۶۱۔سورہ ابراہیم ۔آیت ۔ ۳۴۔

۳۶۲۔لغات القرآن ۔غلام پرویز ۔ص۔ ۴۴۴۔طلاع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔

۳۶۳۔سورہ انعام ۔آیت ۔ ۱۰۰۔

۳۶۴۔سورہ الصافات ۔آیت ۔ ۱۵۸۔

۳۶۵۔سورہ الجن ۔آیت ۔ ۶۔ ۷۔

۳۶۶۔سورہ الجن ۔آیت ۔ ۱۴۔

۳۶۷۔سورہ الصافات ۔آیت ۔ ۱۵۸۔

۳۶۸۔سورہ الرحمن ۔آیت ۔ ۷۔

۳۶۹۔تاج العروس ۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ) ۔مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصر۔شرح قاموس ۔ج ۔۹۔ص۔ ۱۶۴۔ داراحیاء۔

۳۷۰۔احسان وتصوف ۔خواجہ شمس الدین عظیمی ۔ص۔ ۲۷۔ اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین یونیورسٹی ملتان ۔ ۲۰۰۴۔

۳۷۱۔احسان وتصوف ۔خواجہ شمس الدین عظیمی ۔ص۔ ۸۷۔ اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین یونیورسٹی ملتان ۔ ۲۰۰۴ء۔

۳۷۲۔سورہ الحجر۔آیت ۔ ۲۷۔

۳۷۳۔سورہ الرحمن ۔آیت ۔ ۱۵۔

۳۷۴۔لسان العرب ۔علامہ جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور افریقی (متوفی ۷۱۱ھ) ۔ج ۔ ۳۔ص۔ ۲۱۹۔ مطبوعہ نشر ادب الحوزہ قم ایران ۔

۳۷۵۔ النکت والعیون ۔علامہ ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب ماوردی شافعی (متوفی ۴۵۰ھ) ۔ ج ۔ ۶۔ص۔ ۱۰۹۔ دارالکتب العلمیہ ۔ بیروت ۔ ۱۴۲۲ھ۔

۳۷۶۔سورہ انعام ۔آیت ۔ ۱۳۰

۳۷۷۔سورہ الحج ۔آیت ۔ ۷۵۔

۳۷۸۔فتح الباری ۔ج ۔۹۔ص۔ ۶۷۸۔ دارالفکر بیروت ۔ ۱۴۲۰ھ۔

۳۷۹۔احسان وتصوف ۔خواجہ شمس الدین عظیمی ۔ص۔ ۹۲۔ اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین یونیورسٹی ملتان ۔ ۲۰۰۴ء۔
۳۸۰۔سورہ الذاریات ۔آیت ۔۵۶۔
۳۸۱۔سورہ الرحمن ۔آیت ۔۳۹۔
۳۸۲۔سورہ انعام ۔آیت ۔۱۱۲۔
۳۸۳۔سورہ الناس ۔آیت ۔۴۔۶۔
۳۸۴۔سورہ احقاف ۔آیت ۔۲۹۔۳۱۔
۳۸۵۔الخصائص الکبریٰ۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۔تفسیر الکبیر امام فخر الدین محمد بن ضیا الدین عمر رازی (متوفی ۶۰۶ھ)۔مطبوعہ دار احیا التراث العربی بیروت۔
(اس کے علاوہ امام زمخشری ، امام بیہقی ، امام ابوحفص بن حنبل نے سند کے ساتھ لکھا اور روایت کیا ہے جبکہ امام جلال الدین سیوطی نے تو اس پر باقاعدہ ایک باب بھی قائم کیا ہے)۔
۳۸۶۔سورہ الرحمن ۔آیت ۔۵۶۔
۳۸۷۔تفہیم القرآن ۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی (متوفی ۱۳۹۹ھ)۔ ج۔ ۵۔ص۔ ۲۶۹۔تفسیر سورہ الرحمن ۔ آیت ۔۵۶۔ترجمان القرآن لاہور۔
۳۸۸۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
۳۸۹۔سورہ الرحمن ۔آیت ۔ ۳۳۔ ۳۴۔
۳۹۰۔سورہ احقاف ۔آیت ۔۲۹۔
۳۹۱۔سورہ انعام ۔آیت ۔۱۱۲۔
۳۹۲۔سورہ اعراف ۔آیت ۔۱۷۹۔
۳۹۳۔سورہ السجدہ ۔آیت ۔۲۵۔
۳۹۴۔صحیح مسلم ۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔کتاب السلام ۔رقم الحدیث ۔۱۴۱۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۔۱۴۱۷ھ۔
۳۹۵۔صحیح مسلم ۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔کتاب السلام ۔رقم الحدیث ۔ ۱۳۲۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۔۱۴۱۷ھ۔
۳۹۶۔سنن ابوداؤد۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔رقم الحدیث ۔ ۵۲۵۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۳۹۷۔صحیح مسلم ۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔رقم الحدیث ۔۱۴۱۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۹۸۔سورہ انعام ۔آیت ۔۵۹۔
۳۹۹۔سورہ الطلاق ۔آیت ۔۱۲۔
۴۰۰۔حاشیہ القونوی علی البیضاوی ۔علامہ عصام الدین اسماعیل بن محمد حنفی (متوفی ۱۱۹۵ھ)۔ ج ۔۹۔ص۔

۴۰۰۔ مطبوعہ دار الکتب..

۴۰۱۔ سورہ الحدید۔ آیت۔ ۳۔ سنن ترمذی۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔ رقم الحدیث ۔۳۲۹۸۔ مطبوعہ دار الفکر۔

۴۰۲۔ سورہ حم السجدہ۔ آیت۔ ۱۲۔

۴۰۳۔ سورہ الطلاق۔ آیت۔ ۱۲۔

۴۰۴۔ سورہ الطلاق۔ آیت۔ ۱۲۔

۴۰۵۔ تفسیر القرآن العزیز۔ امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی۔ (متوفی ۳۲۷ھ)۔ رقم الحدیث۔ ۱۸۹۱۹۔ مکتبہ نزار مصطفی مکہ مکرمہ۔

۴۰۶۔ سورہ الجاثیہ۔ آیت۔ ۱۲۔

۴۰۷۔ سورہ الحجر۔ آیت۔ ۱۹۔

۴۰۸۔ سورہ طہ۔ آیت۔ ۵۳۔

۴۰۹۔ سورہ الرحمن۔ آیت۔ ۶۔

۴۱۰۔ سورہ بنی اسرائیل۔ آیت۔ ۴۴۔

۴۱۱۔ سورہ شوریٰ۔ آیت۔ ۲۲۔

۴۱۲۔ سورہ البینہ۔ آیت۔ ۸۔

۴۱۳۔ سورہ واقعہ۔ آیت۔ ۵۶۔

۴۱۴۔ سورہ دخان۔ آیت۔ ۴۳۔ ۴۴۔

۴۱۵۔ سورہ الصفٰت۔ آیت۔ ۶۲۔ ۶۸۔

۴۱۶۔ سورہ الغاشیہ۔ آیت۔ ۶۔

۴۱۷۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

۴۱۸۔ سورہ رعد۔ ۳۔ ۴۔

۴۱۹۔ سورہ الذاریات۔ آیت۔ ۴۹۔

۴۲۰۔ سورہ النبا۔ آیت۔ ۸۔

۴۲۱۔ سورہ طحہ۔ آیت۔ ۵۳۔

۴۲۲۔ سورہ رعد۔ آیت۔ ۳۔

۴۲۳۔ سورہ یٰسین۔ آیت۔ ۳۶۔

۴۲۴۔ سورہ رعد۔ ۴۔

۴۲۵۔ سورہ انعام۔ آیت۔ ۵۹۔

۴۲۶۔ سورہ انعام۔ آیت۔ ۹۹۔

۴۲۷۔ سورہ انعام۔ آیت۔ ۹۹۔

۴۲۸۔ سورہ لقمان۔ آیت۔ ۱۰۔

۴۲۹۔روزنامہ جنگ۔اشاعت۔۱۹دسمبر۔۲۰۱۷ء۔
۴۳۰۔بی بی سی اردو۔اشاعت۔۲۰نومبر۔۲۰۱۷ء۔
۴۳۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۶۴۔
۴۳۲۔سورہ النحل۔آیت۔۵۔۸۔
۴۳۳۔سورہ النحل۔آیت۔۶۶۔
۴۳۴۔سورہ النحل۔آیت۔۸۱۔
۴۳۵۔سورہ النور۔آیت۔۴۵۔
۴۳۶۔سورہ الزمر۔آیت۔۶۔
۴۳۷۔سورہ الغاشیہ۔آیت۔۱۷۔
۴۳۸۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۹۔
۴۳۹۔سورہ النمل۔آیت۔۲۲۔۲۳۔
۴۴۰۔سورہ النحل۔آیت۔۷۹۔
۴۴۱۔سورہ الملک۔آیت۔۱۹۔
۴۴۲۔عالمی انسائیکلوپیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔ج۔۱۔ص۔۸۸۶۔ناشران۔الفیصل پبلیشرز لاہور۔
۴۴۳۔قلندر شعور۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۷۔۲۹۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی۔
۴۴۴۔عالمی انسائیکلوپیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔ج۔۱۔ص۔۲۲۰۔الفیصل پبلیشرز لاہور۔
۴۴۵۔عالمی انسائیکلوپیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔ج۔۱۔ص۔۱۰۰۵۔الفیصل پبلیشرز لاہور
۴۴۶۔عالمی انسائیکلوپیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔ج۔۱۔ص۔۱۸۲۲۔الفیصل پبلیشرز لاہور
۴۴۷۔سورہ النمل۔آیت۔۱۹۔
۴۴۸۔عالمی انسائیکلوپیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔ج۔۱۔ص۔۹۰۸۔الفیصل پبلیشرز لاہور
۴۴۹۔سورہ النحل۔آیت۔۸۔
۴۵۰۔سورہ الحاقہ۔آیت۔۳۸۔۳۹۔
۴۵۱۔سورہ الیل۔آیت۔۳۔
۴۵۲۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۰۔
۴۵۳۔سورہ الحجر۔آیت۔۱۹۔
۴۵۴۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۳۳۔
۴۵۵۔سورہ الجاثیہ۔آیت۔۱۲۔
۴۵۶۔سورہ الجاثیہ۔آیت۔۱۳۔
۴۵۷۔سورہ النحل۔آیت۔۱۲۔
۴۵۸۔سورہ لقمان۔آیت۔۲۰۔
۴۵۹۔سورہ الحجر۔آیت۔۲۲۔

۴۶۰۔سورہ الزمر۔آیت۔۶۲۔
۴۶۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۹۔
۴۶۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۱۷۔
۴۶۳۔سورہ الانبیا۔آیت۔۳۳۔
۴۶۴۔سورہ النحل۔آیت۔۵۔
۴۶۵۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۹۔
۴۶۶۔مجمع الزوائد۔حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ)۔ج۔۷۔ص۔۱۲۸۔مطبوعہ دارلکتاب العربی بیروت۔
۴۶۷۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)۔ج۔۲۹۔ص۔۱۱۔مطبوعہ دارالمعرفہ۔
۴۶۸۔نہج البلاغہ۔حضرت علیؓ کرم اللہ وجہ الکریم۔مرتب۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین خطبہ ۸۹۔مکتبہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔
۴۶۹۔لغات القرآن۔غلام پرویز۔طلاع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۴۷۰۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۴۔
۴۷۱۔سورہ الانبیا۔آیت۔۳۰۔
۴۷۲۔سورہ الانبیا۔آیت۔۳۰۔
۴۷۳۔سورہ الانبیا۔آیت۔۳۰۔
۴۷۴۔سورہ الانبیا۔آیت۔۳۰۔
۴۷۵۔سورہ البینہ۔آیت۔۶۔
۴۷۶۔سورہ التوبہ۔۱۔
۴۷۷۔سورہ روم۔آیت۔۳۰۔
۴۷۸۔لوح وقلم۔حضرت قلندر بابا اولیاء۔ص۔۱۷۴۔۱۷۶۔مکتبہ تاج الدین اولیاء کراچی۔سن ندارد۔
۴۷۹۔کشکول۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۷۲۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ۔۱۹۹۰ء۔
۴۸۰۔سورہ فاطر۔آیت۔۲۸۔
۴۸۱۔سورہ قمر۔آیت۔۴۹۔
۴۸۲۔سورہ طلاق۔آیت۔۳۔
۴۸۳۔سورہ الاعلیٰ۔آیت۔۳۔
۴۸۴۔سورہ الحج۔آیت۔۷۰۔
۴۸۵۔سورہ انعام۔آیت۔۲۔
۴۸۶۔سورہ الرحمن۔آیت۔۱۴۔
۴۸۷۔سورہ فرقان۔آیت۔۵۴۔
۴۸۸۔سورہ طحہ۔آیت۔۵۳۔

۴۸۹۔سورہ قمر۔آیت۔۴۹۔

۴۹۰۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۴۔

۴۹۱۔سورہ السجدہ۔آیت۔۷۔

۴۹۲۔سورہ رعد۔آیت۔۱۶۔

۴۹۳۔سورہ الحدید۔آیت۔۱۷۔

۴۹۴۔سورہ النسا۔آیت۔۷۸۔

۴۹۵۔سورہ لقمان۔آیت۔۳۴۔

۴۹۶۔سورہ انفطار۔آیت۔۶۔۹۔

۴۹۷۔سورہ الاعلیٰ۔آیت۔۱۔۳

۴۹۸۔سورہ الاعلیٰ۔آیت۔۴۔۵

۴۹۹۔سورہ فرقان۔آیت۔۲۔

۵۰۰۔سورہ قمر۔آیت۔۴۹۔

۵۰۱۔سورہ احزاب۔آیت۔۳۸۔

۵۰۲۔سورہ رعد۔آیت۔۱۶۔

۵۰۳۔سورہ الصٰفٰت۔آیت۔۹۶۔

۵۰۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۵۰۵۔نہج البلاغہ۔حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم۔مرتب۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔خطبہ ۸۹۔مکتبہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔

۵۰۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز۔طلاع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۵۰۷۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۴۔

۵۰۸۔سورہ الملک۔آیت۔۳۔

۵۰۹۔سورہ التغابن۔آیت۔۳۔

۵۱۰۔سورہ فاطر۔آیت۔۱۔

۵۱۱۔سورہ القیامۃ۔آیت۔۴۔

۵۱۲۔سورہ آل عمران۔آیت۔۶۔

۵۱۳۔سورہ الزمر۔آیت۔۶۔

۵۱۴۔سورہ النبا۔آیت۔۸۔

۵۱۵۔سورہ التین۔آیت۔۴۔

۵۱۶۔سورہ روم۔آیت۔۲۰۔۲۱۔

۵۱۷۔سورہ انعام۔آیت۔۱۴۱۔

۵۱۸۔سورہ ق۔آیت۔۱۰۔
۵۱۹۔سورہ النبا۔آیت۔۱۶۔
۵۲۰۔سورہ انعام۔آیت۔۹۵۔
۵۲۱۔سورہ القمر۔آیت۔۵۳۔
۵۲۲۔سورہ لقمان۔آیت۔۲۷۔
۵۲۳۔سورہ کہف۔آیت۔۱۰۹۔
۵۲۴۔مجمع الزوائد۔حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ)۔مطبوعہ دارلکتاب العربی بیروت۔
۵۲۵۔کشف الاستار عن الزوائد البزار۔حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ)۔رقم الحدیث۔
۳۱۲۸۔مطبوعہ موسستہ الرسالہ بیروت۔
۵۲۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔کتاب اللباس۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دار ارقم بیروت۔
۵۲۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔کتاب اللباس۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دار ارقم بیروت۔
۔سنن النسائی۔امامابوعبدالرحمناحمد بن شعیب النسائی (متوفی ۳۰۳ھ)۔مطبوعہ دار المعرفہ۔بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۵۲۸۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔رقم الحدیث۔۵۴۲۳۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۵۲۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔کتاب اللباس۔
مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۳۰۔بائبل (پرانا اور نیا عہد نامہ)۔روج۔باب۔۲۰۔آیت۔۴۔مرتب۔بائبل سوسائٹی۔لاہور۔
سن ندارد۔
۵۳۱۔بائبل (پرانا اور نیا عہد نامہ)۔احبار۔باب۔۲۶۔آیت۔۱۔مرتب۔بائبل سوسائٹی۔لاہور۔سن ندارد۔
۵۳۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۵۳۳۔سورہ النساء۔آیت۔۲۶۔
۵۳۴۔سورہ یٰسین۔آیت۔۲۔
۵۳۵۔سورہ یونس۔آیت۔۱۔
۵۳۶۔سورہ لقمان۔آیت۔۲۔
۶۳۷۔سورہ ہود۔آیت۔۱۔
۵۳۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۵۱۔
۵۳۹۔سورہ الحجر۔آیت۔۸۷۔
۵۴۰۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۵۴۱۔سورہ یوسف۔آیت۔۸۳۔

۵۴۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۲۔
۵۴۳۔سورہ تحریم۔آیت۔۲۔
۵۴۴۔سورہ النسا۔۲۶۔
۵۴۵۔سورہ التوبہ۔آیت۔۲۸۔
۵۴۶۔سورہ یوسف۔آیت۔۶۔
۵۴۷۔سورہ انعام۔آیت۔۸۳۔
۵۴۸۔سورہ انعام۔آیت۔۱۳۹۔
۵۴۹۔سورہ الزخرف۔آیت۔۸۴۔
۵۵۰۔سورہ النمل۔آیت۔۶۔
۵۵۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۶۹۔
۵۵۲۔مفہوم حدیث صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
۵۵۳۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

ختم شد